THE SECRET OF THE KINGDOM

By

MIKA WALTARI

اِبنِ مریم

میکا ولٹاری

مترجم: ایم۔ اے۔ ہاشمی بی۔ اے



پنجاب رِلیجس بک سوسائٹی۔ انارکلی۔ لاہور

باراوّل   ۱۹۷۰ء   تعداد ۱۰۰۰

ابنِ مریم

مُصنّف: میکا ولٹاری

مُترجم: ایم۔ اے۔ شامی۔ بی۔ اے

پنجاب ریلیجس بُک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

بار اوّل　　　سنہ ۱۹۷۰ء　　　تعداد ۱۰۰۰

فہرست مضامین

پہلا مکتوب

مرقس کی طرف سے طُولیا کے نام، سلامِ شوق!

طُولیا، مَیں نے سابقہ خط میں مصر میں اپنے دریائی سفر کے حالات قلمبند کئے تھے۔ بے فائدہ تُمہارا انتظار کرتے کرتے جب خزاں کے جھکڑ چلنے لگے تو موسم سرما بھی وہیں گذار لینے کے ارادے سے مَیں سکندریہ ہی میں قیام پذیر ہوگیا۔ مرضِ اُلفت میں مَیں بالکل بچوں کی مانند تھا، کیونکہ جس مُستعدی سے مَیں آسٹیا یا برندیزیم سے آنے والے جہازوں کو دیکھنے کے لئے بندرگاہ پر جاتا رہا ہُوں، کوئی دولتمند تاجر یا شوقین شہری بھی نہیں جا سکا ہوگا۔ سارا سارا دن مَیں بندرگاہ پر یُونہی گھومتا پھرتا، حتّٰی کہ جہازوں کی آمد و رفت کا موسم ختم ہوگیا، اور اس دوران میں بندرگاہ کے تمام چوکیدار، اہل کار اور عملۂ محصُول کے افسران میری اَن تھک پُوچھ گچھ کے باعث مُجھے ایک مُستقل مُصیبت سمجھنے لگے تھے۔ یہ دُرست ہے کہ ان حالات میں میری معلُومات میں کافی اضافہ ہُوا، اور مَیں نے دُور و دراز کے مُلکوں کے بارے میں بہُت کُچھ سیکھ لیا، لیکن جب کوئی شخص ٹکٹکی باندھ کر بہُت عرصہ تک بالکل بے سُود سمندر کو گھُورتا رہے تو بالآخر اُس کی آنکھوں میں پانی اُتر آتا ہے! چنانچہ جب آخری جہاز بھی آ چُکا، تو مُجھے یقین ہوگیا، کہ طُولیا تُم بے وفا نکلیں، ہماری مُلاقات کو ایک سال بیت چُکا ہے، اور اب مُجھے یہ احساس ہونے لگا ہے کہ تُم نے مُجھ سے جھُوٹے وعدے کر کے اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ مَیں رُوم سے چلا جاؤں۔

طُولیا! جب مَیں نے اپنا سابقہ خط تمہیں لکھا تھا جس میں مَیں نے تمہیں ہمیشہ کے لئے الوداع کہتے ہُوئے قسم کھائی تھی کہ مَیں کبھی واپس نہ آنے کے لئے ہندوستان چلا جاؤں گا جہاں کے عجیب و غریب شہروں میں ابھی تک سکندر کے افسران کی نسل کے یُونانی بادشاہ حکُومت کرتے ہیں، تو مَیں انتہائی رنج و الم میں مُبتلا تھا۔ لیکن اب مَیں تسلیم کرتا ہُوں، کہ

اُس خط میں جو کچھ مَیں نے لکھا تھا، وُہ ہرگز میرا ارادہ نہ تھا، بلکہ وُہ محض اِس بِنا پر لکھ گیا تھا کہ مَیں تمہیں دوبارہ کبھی نہ دیکھ پانے کے تصوّر کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

کسی شخص کو تیس سال کی عُمر کے بعد محبت کا غلام نہیں رہنا چاہیئے۔ چُنانچہ مَیں پُرسکون ہو چکا ہُوں، ہاں اَور میرے جذبات کے تُند شُعلے سرد پڑ چکے ہیں۔ سکندریہ میں اپنے اِنہی تُند جذبات کے ہاتھوں مَیں مشتبہ لوگوں کی صُحبت میں جا پھنسا جس سے بالآخر میری صحت خراب ہو گئی، لیکن مُجھے اس بات کا افسوس نہیں، کیونکہ ایک راستہ طے کر لینے یا ایک عمل کر چُکنے کے بعد اُس میں کوئی تبدیلی کرنا کسی کے اختیار میں نہیں رہتا۔ مگر اِن سب باتوں کے باوجُود مَیں خُوب سمجھتا ہُوں کہ مُجھے تُم سے مُحبت ہے۔ کوئی اَور چیز مُجھے تسکین نہیں دے سکی، اس لئے مَیں تُمہیں یاد دِلانا چاہتا ہُوں۔ میری محبُوب طُولیا! دیکھو، ایک روز تُمہاری یہ شگفتہ جوانی مُرجھا جائے گی۔ تُمہارا نرم و نازک چہرہ کھُردرا ہو جائے گا۔ تُمہاری آنکھوں کی روشنی مدہم پڑ جائے گی۔ تُمہارے بال برف کی مانند سفید ہو جائیں گے اَور تُمہارے مُنہ میں سے دانت جھڑ جائیں گے۔ تب شاید تُم اپنی مُحبّت کو حُبِّ جاہ اَور سیاسی مراتب کی بھینٹ چڑھا دینے پر کفِ افسوس ملو، کیونکہ مُجھے یقین ہے کہ تُمہیں مُجھ سے مُحبّت ضرُور تھی۔ تُمہاری قسموں پر مُجھے ہرگز کوئی شک نہیں تھا۔ یُوں نہ ہوتا تو دُنیا کی ہر چیز میرے نزدیک بے معنی ہوتی۔ تُمہیں یقیناً مُجھ سے مُحبّت تھی، لیکن اَب بھی ہے یا نہیں، اِس کا مُجھے کوئی عِلم نہیں۔

خُوشگوار لمحات میں کبھی یہ بھی سوچنے لگتا ہُوں کہ شاید یہ سب کُچھ میری ہی بھلائی کے لئے ہُوا۔ مُجھے خطرات سے محفُوظ رکھنے اَور میری جائداد بلکہ غالباً میری زندگی بچانے کے لئے ہی تُم نے اپنے مکّارانہ وعدوں سے مُجھے رُوم چھوڑنے پر رضامند کر لیا ہو، اگر تُم نے بعد میں مُجھ سے سکندریہ میں آ ملنے اَور میرے ساتھ وہاں موسمِ سرما گُذارنے کی قسم نہ کھائی ہوتی تو مَیں کبھی وہاں سے روانہ ہی نہ ہوتا۔ مَیں رُومی عورتوں کی فطرت سے خُوب واقف ہونے کی بِنا پر وثُوق سے کہہ سکتا ہُوں کہ تُم سے پہلے بے شمار ممتاز رُومی خواتین نے موسمِ سرما گُذارنے کے لئے اپنے شوہروں کے بغیر مصر کا سفر اختیار کیا اَور آئندہ بھی کرتی رہیں گی۔ طُولیا! تُم بھی اگر آ گئی ہوتیں تو ہم نے کئی ماہ اکٹھے گذار لئے ہوتے اَور

اَب جبکہ سمُندری سفر کا موسم پھر شرُوع ہو چُکا ہے تو تُم بآسانی واپس گھر جا سکتی تھیں۔ بجائے اِس کے اِنہی مہینوں کے دوران مَیں نے اپنے جسم اَور اپنی رُوح دونوں کو ہی محو کر دیا۔ کُچھ عرصہ مَیں سفر ہی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ پُرانے مندروں کے ستُونوں اَور گُنبدِ یادگاروں پر تُمہارا نام اَور اپنی محبّت کی نشانیاں کندہ کرتے کرتے مَیں تھک گیا۔ اپنی اسی آرام طلبی کے تحت مَیں نے آئی سس دیوی کے رازہائے سربستہ معلُوم کرنے کی کوشش بھی کی لیکن اِس عرصہ میں مَیں یقیناً اُس ناقابلِ فراموش رات سے نسبتاً کہیں زیادہ عُمر رسیدہ اَور سنگدِل بن چُکا تھا، جبکہ بابا کے مقام پر ہم دونوں نے مل کر اپنے آپ کو شراب کے دیوتا کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ویسا کیف مُجھے کبھی حاصل نہ ہو سکا۔ مَیں یہاں کے سرمُنڈے پجاریوں پر ایمان نہیں رکھتا، کیونکہ بعد میں مُجھے احساس ہُوا کہ مَیں نے ایک قطعی بے وُقعت سی بات کے لئے اپنا بہت سا قیمتی وقت ضائع کر دیا۔

یہ نہ سمجھنا کہ میری صُحبت صرف آئی سس دیوی کے پُجاریوں اَور مندروں کی عورتوں تک ہی محدُود رہی ہے، بلکہ میری واقفیّت فنکاروں، مُوسیقاروں اَور سرکس کے سانڈوں سے لڑنے والوں کے ساتھ بھی ہے۔ مَیں نے چند یُونانی ناٹک بھی دیکھے ہیں اَور اگر کوئی چاہے تو اُن کو لاطینی زبان میں ڈھال کر کافی شُہرت حاصل کر سکتا ہے۔ مَیں یہ سب کُچھ اس لئے بیان کر رہا ہُوں کہ تُم سمجھ سکو کہ مَیں نے سکندریہ میں فضُول وقت ضائع نہیں کیا۔ یہ رُوم سے کہیں زیادہ دھوکا باز، مکّار اَور مُہلک پایۂ تخت ہے۔

بہر حال مَیں اپنا زیادہ تر وقت بندرگاہ کے قریب واقع کُتب خانۂ موزیون میں گُذارتا ہُوں۔ دراصل یہ کئی کُتب خانوں پر مُشتمل عمارتوں کا ایک بڑا سا مجمُوعہ ہے۔ جو بذاتِ خُود شہر کا ایک اہم حِصّہ ہے۔ وہاں کے بڑے بُوڑھوں نے مُجھے بتایا کہ کتابوں کا ذخیرہ ناگفتہ بہ حالت میں ہے۔ ماضی میں گُم رہنے والے لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ کُتب خانہ اپنی اُس گذشتہ شان و شوکت کو پھر کبھی حاصل نہیں کر سکتا، جبکہ قیصر جُولیس نے یہاں محصُور ہونے پر بندرگاہ میں مصری بحری بیڑے کو آگ لگا دی تھی، جس نے پھیل کر کُتب خانے کی چند عمارتیں اَور اُن کے ساتھ ہی سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں قُدما کے بے بدل مکتُوبات اَور طغرے بھی جلا کر راکھ کر دیئے تھے۔ پھر بھی اُن کُتب خانوں کی فہرست دیکھنے اَور اپنی پسندیدہ چیزیں نکال کر پڑھنے

میں مجھے کئی ہفتے صرف کرنا پڑے۔ صرف ایلیڈ کی تشریحات پر ہی وہاں ہزاروں کی تعداد میں مکتوبات تھے۔ افلاطون اور ارسطو کے متعلق اعتقادات کا تو شمار ہی نہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ عمارت مخصوص ہے۔ علاوہ ازیں وہاں لاتعداد ایسے طغرے بھی ہیں جن کی فہرست ہی کبھی مرتب نہیں ہو سکی، اور جن کو کتب خانے میں داخل کئے جانے کے وقت سے لے کر آج تک غالباً کسی انسان نے پڑھا ہی نہیں ہوگا۔

سیاسی مصلحتوں کے پیشِ نظر وہاں کے عملہ نے قدما کی پیش گوئیوں کی تلاش میں میری مدد کرنے میں کوئی سرگرمی نہیں دکھائی۔ میں مجبور تھا کہ اپنا راستہ ہموار کرنے کے لئے اُن سے محض ضمنی سوالات کروں اور اُن کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے اُن کو تحفے تحائف دیتا رہوں۔ اُن کی تنخواہیں بہت قلیل ہیں اور وہ خود بھی اکثر غریب ہی ہوتے ہیں، جیسا کہ دانا اور عالِم لوگ عموماً ہوا کرتے ہیں جو کتابوں کو اپنی زندگی اور اپنی آنکھوں کے نور سے عزیز تر رکھتے ہیں۔

اس طور سے بالآخر میں کتب خانے کے پوشیدہ گوشوں میں سے پیش گوئیوں کا ایک ایسا سلسلہ ڈھونڈھ نکالنے میں کامیاب ہو گیا جو بہت مشہور لیکن فراموش شدہ تھا۔ یہ تو ایک ظاہر امر ہے کہ ہر زمانہ میں ہر قوم کے درمیان مستقبل کے متعلق ایک ہی قسم کی پیش گوئیاں کی جاتی رہی ہیں۔ وہ سب کسی مجذوب کی بڑ کی مانند غیر واضح اور پریشان کُن حد تک مبہم ہوتی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ میں اُن تمام لغویات کو اکثر اوقات نظرانداز کرتے ہوئے کسی ایسی دلچسپ یونانی داستان میں گُم ہو جایا کرتا تھا جس میں سفر اور اُس کے مصائب کا جھوٹ سچ بڑی روانی سے بیان ہوتا ہے۔ پھر مجھے ایک شدید خواہش ہوتی کہ اُن متضاد پیش گوئیوں کے دفترِ بے معنی کو الگ پھینک کر میں خود اپنے ذہن سے اُن داستانوں کی قسم کی کوئی کتاب تصنیف کروں لیکن اپنے اصلی حسب نسب کے باوجود میں اپنی فطرت میں ایک رومی ہوں اور اسی لئے اپنے ذہن سے کوئی من گھڑت چیز لکھنا میرے بس کی بات نہیں۔

کتب خانے میں فنِ محبت پر بھی بہت تصانیف ہیں جن کے سامنے ہمارا قدیم مصنف عوید اپنے آپ کو محض ایک طفلِ مکتب محسوس کرنے لگے۔ اُن میں سے کچھ تو طبع زاد یونانی کتب ہیں اور کچھ پرانی مصری کتابوں کے یونانی تراجم، اور میں یہ فیصلہ قطعی نہیں کر پایا

کہ اُن میں سے فوقیت کن کو حاصل ہے۔ تاہم اُن میں سے چند کتابیں پڑھ لینے کے بعد انسان اُن سے اُکتا جاتا ہے۔ آگسٹس دیوتا کے زمانے سے یہ تحریریں خاص خفیہ کمروں میں جمع کی گئی ہیں، اور کسی کو اُن کی نقل کرنے کی اجازت نہیں۔ صرف تحقیقاتی کام کرنے والوں کو اُن کے مطالعہ کی اجازت ملتی ہے۔

لیکن میں پھر پیش گوئیوں کی طرف لوٹتا ہوں۔ یہ جدید بھی ہیں اور قدیم بھی۔ قدیم کچھ اس انداز سے تصنیف کی گئی ہیں کہ وہ سکندرِ اعظم پر بھی صادق آ سکتی ہیں۔ آگسٹس دیوتا کا تو ذکر ہی کیا جس نے دُنیا کو امن عطا کیا تھا۔ ان پیش گوئیوں کے مطالب و تشریحات پڑھنے کے بعد میں یہ زیادہ واضح طور پر محسوس کرنے لگا ہوں کہ ایک عالمِ انسان کو سب سے بڑی تحریص یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی طرح ایسی تحریروں کی اپنی خواہشات کے مطابق اپنے ہی زمانے کی روشنی میں تعبیر کر سکے۔

قطع نظر اِن چیزوں کے مجھے ایک بات کا یقین ضرور ہو چکا ہے اور اس عہد میں جو کچھ وقوع پذیر ہوا ہے وہ میرے اِس یقین کو اور بھی تقویت پہنچاتا ہے۔ حتیٰ کہ ستارے تک اِس امر کے گواہ ہیں، کہ دُنیا ایک ایسے نئے دَور میں داخل ہو رہی ہے جس کی نشانیاں ہر گذشتہ دَور سے بالکل مختلف ہیں۔ یہ اتنی واضح اور بیّن حقیقت ہے کہ اِس پر سکندریہ، کلدآنیہ، رہوڈس اور رُوم، ہر جگہ کے منجم متفق ہیں۔ چنانچہ اگر اب کوئی شخص دُنیا کے ایک شاہنشاہِ اعظم کی پیدائش کا تعلق بُرجِ ماہی سے قائم کرنے لگے تو یہ ہرگز ناقابلِ فہم یا غیر قدرتی امر نہ ہوگا۔

غالباً قیصر آگسٹس ہی صرف ایک ایسا انسان گذرا ہے جو اپنی زندگی میں دُور دراز کے صوبوں تک میں ایک دیوتا کی حیثیت سے پوجا گیا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے تمہیں رُوم میں ایک بار بتلایا بھی تھا، میرے رضاعی باپ مرقس مینی لیس نے اپنی تصنیف "علم الافلاک" میں بُرجِ ماہی کے اندر زحل اور مشتری کے سنجوگ کا ذکر کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ بعد میں اُس نے سیاسی مصلحتوں کے پیشِ نظر اپنی اُس تصنیف میں سے یہ حصہ حذف کر دیا تھا، لیکن یہاں کے منجم بھی ستاروں کے اِس سنجوگ کو ذہن میں رکھتے ہیں۔ بہرحال اگر وہ آنے والا شہنشاہِ عالم اُس وقت واقعی پیدا ہو گیا تھا تو اب اُسے سینتیس[۳۷]

سال کا ہونا چاہئے اور اب تک اُس کے متعلق یقیناً کُچھ نہ کُچھ دیکھا یا سُنا گیا ہوتا۔

طُولیا! تُم حیران ہو رہی ہو گی کہ مَیں ایک خط میں اس قدر وضاحت سے تُمہیں وُہ بات یاد دلانے کی کوشش کیوں کر رہا ہُوں جو مَیں نے ایک گہرا راز سمجھ کر تُمہارے کان میں ایک ایسی سُہانی صُبح کہی تھی جب باغ میں گلاب کے پھُول بہار پر تھے اور مَیں مطمئن تھا کہ دُنیا میں کوئی شخص تُم سے زیادہ اچھّی طرح مُجھے نہیں سمجھتا۔ مگر اَب مَیں زیادہ تجربہ کار ہُوں اور پیش گوئیوں کو ایک بالغ و عاقل نظر سے دیکھ سکتا ہُوں۔ کُتب خانے میں ایک نیم اندھے شخص نے مُجھے طنزیہ طور پر کہا تھا کہ پیش گوئیاں صرف نوجوانی کے زمانے کی باتیں ہوتی ہیں۔ ایک ہزار کتابیں پڑھ جانے پر انسان حقیقت کی تلخی چکھ لیتا ہے لیکن دس ہزار کتابیں اُسے مالیخولیا کر دیتی ہیں۔

ایک اَور وجہ سے بھی مَیں یہ سب کُچھ کھُلم کھُلا لکھ رہا ہُوں اَور وُہ یہ ہے کہ ہمارے اس دَور میں کوئی شخص کبھی کسی بات کو صرف اپنے آپ تک محدُود رکھنے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ انتہائی خُفیہ گُفتگُو بھی سُنی اَور پھر آگے سُنائی جا سکتی ہے اَور کوئی خط ایسا نہیں جو پڑھا اَور بوقتِ ضرُورت نقل نہ کیا جا سکتا ہو۔ ہم ایک بے اعتمادی کے دَور میں سے گُذر رہے ہیں اَور مَیں اس نتیجہ پر پہُنچا ہُوں کہ محفُوظ زندگی گُذارنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ انسان عین اپنی سوچ کے مُطابق بے باکی سے بولے اَور لکھے۔

تُمہیں علم ہے کہ وصیّت کے طُفیل مَیں اپنی تمام ضرُوریات بآسانی پُوری کرنے کے لئے کافی دولتمند ہُوں، مگر اتنا بھی نہیں کہ اس دولت کی خاطر میرا قتل کسی کے لئے فائدہ مند نہ ہو سکے۔ حکُومت کے کسی عُہدے کی خواہش کرنے میں اوّل تو میرا حسب نسب حائل ہے نہ بھی ہو تو خُود مَیں ایسی خواہشات سے قطعی مُبرّا ہُوں۔

ستارد ل نے مشرق کی طرف اشارہ کیا، اَور مُجھ سے اپنی گلو خلاصی کروانے کے لئے اَے میری چھوٹی طُولیا، تُم نے مُجھے رُوم چھوڑنے پر مجبُور کر دیا، کیونکہ میرا وجُود تُمہارے لئے تکلیف دِہ بن چُکا تھا۔ کیا مَیں نے اُس وقت بھی مستقبل کے شہنشاہ کو تلاش کرنے کی قسم نہیں کھائی تھی؟ اَور اب عین وُہ صحیح وقت ہے جبکہ اُسے نمُودار ہو جانا چاہیئے، اپنے عہد کے مُطابق مُجھے تو اُس کے اوّلین ساتھیوں میں سے ہونا چاہیئے تھا۔ ہاں، اُس

کی ملازمت اختیار کر کے اُس کا وظیفہ خوار بننا تھا تاکہ مَیں کسی روز تُمہارا چوتھا یا پانچواں شوہر بننے کا اہل ہو سکتا۔ میرے ان خیالات پر تُمہیں کس قدر ہنسی آ رہی ہو گی۔ بہر حال تُمہیں گھبرانے کی ضرُورت نہیں۔ میرا یہ ارادہ بھی کسی کو میری جان لینے کے درپے کرنے کو کافی وجۂ جواز نہیں، کیونکہ اب تک کسی شہنشاہِ عالَم کی کوئی نشانی دیکھی یا سُنی نہیں گئی۔ ایسی بات کم از کم سکندریہ میں ضرُور زبان زدِ عام ہوتی، جو کُرّہ ارض کی ناف ہے اَور دُنیا بھر کی افواہوں، فلسفوں اَور گھاتوں کا مرکز ہے۔ علاوہ ازیں خُود قیصر تیبیرئیس بھی تو زحل اَور مُشتری کے اُس سینتیس[۳۷] سال پیشتر کے سنجوگ کا علم رکھتا ہے اَور وہ شخص بھی، جس کا نام اِس خط میں لکھنا بے فائدہ ہے اِن معاملات سے باخبر ہے مگر یقین واثق رکھتا ہے کہ موعُودہ شہنشاہ مشرق سے ہرگز ظاہر نہ ہو گا۔

طُولیا، میری محبُوب۔ مَیں خُوب سمجھتا ہُوں، کہ پیش گوئیوں کا یہ مطالعہ دراصل میرے لئے اُس بات کا بدل ہے جو میرے بس میں نہیں۔ تُمہاری یاد سے چھُٹکارہ پا کر فرار ہونے کا ایک راستہ، لیکن صُبح آنکھ کھُلتے ہی تُم میرا پہلا خیال اَور رات کو نیند کی آغوش میں گُم ہو جانے کے وقت تُم میرا آخری خیال ہوتی ہو۔ مَیں نے تُمہیں اپنے خوابوں میں دیکھا ہے۔ مَیں تُمہاری وجہ سے بے خوابی کا شکار بھی ہو رہا ہُوں۔ یقیناً کوئی شخص اپنی محبُوب عورت کی بجائے بے جان طُغروں اَور صحیفوں سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔

پیش گوئیوں سے بڑھ کر مَیں یہُودیوں کی مانند کُتب کی دُنیا میں داخل ہُوا۔ سکندریہ میں فائلو نامی ایک یہُودی فلسفی کام کرتا ہے جو ان تحریروں کو تمثیلی طور پر اخلاقی داستانوں کی شکل میں عین اُسی طرح پیش کرتا رہتا ہے۔ جیسے یُونانی اَور رُومی لوگ ہومر کی تصانیف کو پیش کرتے ہیں۔ بزعمِ خویش وُہ اِس طرح یُونانی فلسفہ کی مدد سے یہُودی مذہب کو قابلِ فہم بنا رہا ہے۔

تُم تو یہُودیوں اَور اُن کے مذہب کو خُوب سمجھتی ہو۔ رُوم میں بھی یہ لوگ دُوسروں سے الگ تھلگ ہی رہتے ہیں، اَور رُومی دیوتاؤں کے حضُور کوئی قُربانی پیش نہیں کرتے غالباً اِسی وجہ سے اکثر لوگ اُن سے خائف رہتے ہیں، بلکہ اب تو بہُت سے رُومی خاندانوں نے بھی یہُودیوں کے رواج کے مُطابق ہر ساتواں دِن مکمّل آرام کرنے کے لئے مخصُوص کرنا شرُوع کر دیا ہے۔ بہر حال زیادہ تر لوگ ان سے نفرت ہی کرتے ہیں کیونکہ یہ صرف ایک خُدا

رکھتے ہیں اور اُس کا بھی کہیں کوئی بُت نہیں ہے۔

قطع نظر اِن چیزوں کے ان کی مُقدّس کتابوں میں ایک پیش گوئی ایسی ہے جو زمانۂ قدیم سے ان کے ہاں تاکیداً محفُوظ چلی آ رہی ہے۔ یہ پیش گوئی مستقبل کے ایک شہنشاہ سے متعلّق ہے، جو اُن کے تمام گذشتہ نبیوں نے دُہرائی ہے اور اسی لئے محفُوظ بھی رہی ہے۔ آنیوالے شہنشاہ کو یہ لوگ مسیح کہتے ہیں، اور بقول اُن کے اِس مسیح کے برسرِ اقتدار آنے پر یہوُدی قوم تمام دُنیا پر حُکمران ہو جائے گی۔ ایسی گُستاخی اور جُرأت بلا شُبہ اِس پُوری نسل کے خوابوں کی پَیدا وار ہے۔ حالانکہ اُن کا مُقدّر ہمیشہ انتہائی ذلیل اور شرمناک رہا ہے۔ ان کا ایک دَورِ غلامی مِصر میں اور دُوسرا بابلؔ میں گذرا ہے۔ حتّیٰ کہ فارسیوں نے بالآخر اِن کو واپس اپنے مُلک میں جانے کی آزادی بخشی۔ ان کا ہیکل بھی بار بار مسمار کیا جا چکا ہے۔ آخری بار اِس کی بربادی پمپی آئی کے ہاتھوں تھوڑا ہی عرصہ قبل ہُوئی تھی۔ گو اُس نے ارادۃً ایسا نہیں کیا تھا۔ دیگر اقوام سے یہ لوگ اِس لحاظ سے بھی مُختلف ہیں کہ ان کا صرف ایک ہی ہیکل ہے جو ان کے مُقدّس شہر یروشلیم میں واقع ہے۔ اِس کے علاوہ دُوسرے شہروں میں ان کے جتنے بھی معبد ہیں وُہ صرف مجلس گاہوں کی حیثیّت رکھتے ہیں، جہاں وُہ سب اکٹھے ہو کر اپنے مُقدّس صحیفے خُوش الحانی سے پڑھتے اور اُن کے معانی ایک دُوسرے کو سمجھاتے ہیں۔

بہُت لوگ اُن سے اِسی پیش گوئی کی بنا پر نفرت کرتے ہیں کہ اُن کے درمیان ایک شہنشاہ پَیدا ہوگا جس کے ذریعہ وُہ دُنیا کی تمام قَوموں پر حُکمرانی کر سکیں گے۔ چُنانچہ یہ لوگ علی الاعلان اِس پیش گوئی کا ذکر نہیں کرتے، بلکہ اِسے اپنے آپ تک ہی محدُود رکھتے ہیں، اَور دُوسری قَوموں کے لوگوں کے ساتھ زیادہ میل جول سے بھی احتراز کرتے ہیں۔ تاہم وُہ اِس پیشین گوئی کو مکمل راز بنا کر بھی نہیں رکھتے، بلکہ جب کبھی اُن کے عُلماء یہ محسُوس کریں کہ کسی غیر کا رویّہ اُن کے ساتھ دوستانہ ہے تو وُہ اُس اجنبی کو اپنے صحیفوں کے مطالب و معانی بڑی خُوشی سے سمجھاتے ہیں۔ کم از کم سکندریہؔ میں یہ لوگ ایسا ضرُور کرتے ہیں۔ یہاں چند یہوُدی عُلماء۔ جن میں فائلو بھی شامل ہے، مسیح کے متعلّق اِس پیش گوئی کو اخلاقی تصوّرل کی شکل میں بیان کرتے رہتے ہیں۔ گو بعض لوگوں نے مُجھے یہ بھی یقین دِلایا ہے کہ اِن قصّوں اَور کہانیوں کو صرف ان کے ظاہری معنوں میں ہی لینا چاہیئے۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ ان لوگوں

کی مُبہم تحریروں پر واقعی ایمان رکھنے کے لئے میرے خیال میں یہ ضُروری ہے کہ انسان بچپن سے ہی ان کے مذہب سے متعلّق ہو۔ ان سب باتوں کے باوصف جب مَیں نے دُنیا بھر کے نجوم و جوتش کے اُن اُلجھے ہُوئے پلندوں کا ایک دُوسرے سے موازنہ کیا تو مُجھے یہ بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ان سب میں سے یہوُدیوں کی یہ مسیح والی پیش گوئی سادہ ترین ہے۔

سکندریہ کے یہوُدی وسیعُ المشرب واقع ہُوئے ہیں اَور ان میں ایسے صحیح قسم کے فلسفی بھی پائے جاتے ہیں جو اجنبی لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تک کھانے میں کوئی عار نہیں محسُوس کرتے۔ اُن میں سے ایک کے ساتھ میرے مراسم دوستانہ حد تک ہو گئے۔ مَیں نے اُس کے ساتھ بیٹھ کر شرابِ ناب بھی پی۔ سکندریہ میں یہ چیزیں ہیں۔ شراب نے جب اُس کی زبان کو ذرا ڈھیل دی تو وُہ مسیح اَور یہوُدیوں کے متوقّع عالمی غلبہ کے متعلّق بڑے جوش و خروش سے باتیں کرنے لگا۔ مسیح والی پیش گوئی پر ہر یہودی حتّیٰ کہ یہوُدی حُکمران طبقہ تک کے مضبُوط ایمان کے ثبُوت میں اُس نے بتایا کہ اُن کے ایک عظیم بادشاہ ہیرودیس نے اپنی مَوت سے چند برس پیشتر ایک شہر کے تمام نوزائیدہ بچّوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا، کیونکہ چند کلدانی عالموں نے، جو ایک ستارے کے تعاقب میں طویل سفر کے بعد یہوُدیہ کے اُس شہر تک آ پہنچے تھے، اپنی سادہ لوحی کے تحت وہاں یہ اعلان کر دیا تھا کہ مستقبل کا شہنشاہ اُسی شہر میں پَیدا ہو چکا ہے، جبکہ ہیرودیس تخت و تاج کو اپنے خاندان کے لئے محفُوظ، مخصُوص رکھنا چاہتا تھا۔ اِس کہانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہیرودیس، زمانۂ قدیم کے اُس بادشاہ کی مانند بدگمانی کا شکار تھا جو بالآخر بڑھاپے میں ایک تنِ تنہا جزیرے میں جا کر گوشہ نشین ہو گیا تھا۔ تُم اندازہ کر سکتی ہو طُولیا، کہ اِس وحشیانہ قِصّہ نے میرے تخیّل پر کس طرح قبضہ جما لیا ہوگا۔ شاہ ہیرودیس کی مَوت کے سال سے یہ بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ بچّوں کا وُہ قتلِ عام عین اُس وقت ہُوا ہوگا، جب بُرج ماہی میں زُحل اَور مشتری کا ملاپ ہو رہا تھا۔ اس کہانی سے معلُوم ہوتا ہے کہ ستاروں کی اُس کیفیّت نے رھوڈس اَور رُوم میں جس قدر بے چینی پَیدا کی تھی، اُسی قدر ہیجان یہوُدیوں اَور مشرق کے عُلماء میں بھی برپا ہو گیا تھا۔

مَیں نے پُوچھا ”تو کیا تُمہارا یہ خیال ہے کہ مستقبل کا مسیح پنگھوڑے میں ہی قتل کر دیا گیا تھا؟“ جواں سال یہوُدی عالم، جس کی داڑھی شراب میں بھیگی ہُوئی تھی ہنس کر بولا ”مسیح کو بھلا کون قتل کر سکتا تھا؟ ہیرودیس بیمار تھا اور اُس کا ذہن دُھندلا چُکا تھا۔“

تاہم یہ کہتے ہُوئے وُہ قدرے سراسیمہ تھا۔ اِردگرد نظر ڈالتے ہُوئے کہنے لگا "تُم ہرگز یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ وُہ واقعی اُس وقت پَیدا ہُوا تھا۔ پیش گوئی میں اُس کی پَیدائش کا کوئی معیّنہ وقت مذکُور نہیں ہے۔ اگر وہ تب پَیدا ہو چُکا ہوتا تو ہم نے اب تک ضرُور اُس کے متعلّق سُن لیا ہوتا۔ اس کے علاوہ ہر نسل میں ایک نہ ایک کاذب مسیح بھی پَیدا ہوتا آیا ہے جو یروشلیم کے سادہ لوح لوگوں کو ہنگامہ میں مُبتلا کر دیتا رہا ہے۔

اِس کے باوجُود اُس کے ذہن پر یہ خیال حاوی رہا، اَور جب ہم تھوڑی سی شراب اَور پی چکے تو اُس نے بڑے معنی خیز انداز میں کہا "ہیرودیس کے زمانہ میں بہت لوگ یروشلیم اَور دیگر جگہوں سے فرار ہو کر مصر میں پناہ گزیں ہُوئے تھے۔ اُن میں سے بعض تو مُستقلاً یہیں رہ گئے اَور اکثر و بیشتر ہیرودیس کی موت کے بعد واپس اپنے وطن آ گئے تھے۔"

مَیں نے پُوچھا "کیا تُمہارا مطلب یہ ہے کہ مسیح پَیدا ہُوا تھا اَور اُسے ہیرودیس کی دستبرد سے محفُوظ رکھنے کے لئے مصر لایا گیا تھا؟"

اُس نے جواب دیا "مَیں عقیدۃً ایک صدوقی ہُوں۔" جس سے اُس کا مطلب یہ تھا کہ وُہ ایک خالص دُنیا دار انسان ہے اَور یہودیوں کے آبائی رسم و رواج کا اندھا دُھند مقلّد نہیں۔ "اس لئے مُجھے شک ہے" اُس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہُوئے کہا "مَیں فریسی یہودیوں کی طرح رُوح کے لافانی ہونے پر ایمان نہیں رکھتا۔ جب ایک انسان مر جاتا ہے تو وُہ گویا ہمیشہ کے لئے نیست و نابُود ہو جاتا ہے۔ اُس کا کوئی وجُود باقی نہیں رہتا۔ نوشتوں میں یُونہی کہا گیا ہے۔ ہم ایک بار سے زیادہ زندگی نہیں پاتے۔ اس لئے عقلمندی یہی ہے کہ ہم اپنی ایک ہی زندگی سے کوشش کر کے بھی، حتی المقدُور پُورے طَور پر لُطف اندوز ہوں۔ ہمارے بڑے بڑے بادشاہوں نے اپنے اُوپر کبھی کوئی نعمت حرام نہیں کی۔ گو سُلیمان بادشاہ کو لہو و لعب کی زیادتی نے اُس کے آخری حصّۂ عُمر میں غمزدہ کر دیا تھا۔ بہر حال ہر دانشور ذہن میں بھی کہیں نہ کہیں طِفلانہ سے تقدّس کا ایک گوشہ ضرُور ہوتا ہے جو شرابِ ناب پینے سے خاص طَور پر بیدار ہو جاتا ہے۔ اَور شرابِ ناب پینا بھی بالذّات ایک گُناہ ہے۔ نشے میں انسان بہک کر ایسی ایسی باتوں پر بھی یقین کرنے لگتا ہے جن پر سنجیدگی کی حالت میں وُہ کبھی یقین نہیں کر سکتا۔ لو مَیں تُمہیں ایک کہانی سُناتا ہُوں جو مَیں نے

اپنی عُمر کا بارہواں سال مکمّل کرنے اَور سنِّ بلُوغت میں قدم رکھنے کے وقت سُنی تھی۔"

اُس نے بیان کرنا شرُوع کیا:-

"ہمارے ہاں آرام کرنے کے دِن کوئی شخص اپنے ہاتھوں سے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ شاہ ہیرودیس کے عہدِ حکُومت میں یہُودیہ کے اندر بیتُ اللّحم میں ایک بُوڑھا دستکار رہا کرتا تھا، جِسے اپنے شِیر خوار بچّے اَور اہلیہ سمیت وہاں سے فرار ہونا پڑا۔ وُہ گُلِ مہندی کے باغات والے مِصر میں آئے اَور وہیں بُود و باش اختیار کر لی۔ مرد اپنی دستکاری کے ذریعہ اپنے کُنبہ کو پالتا رہا اَور اُن سے کبھی کِسی کو کوئی شکایت نہیں پَیدا ہوئی تھی۔ لیکن ایک سبت کے روز گاؤں کے دُوسرے یہُودیوں نے اُس دستکار کے تین سالہ بچّے کو عین اُس وقت پکڑ لیا جبکہ وُہ مٹّی کی بنائی ہُوئی قُمریوں کو آگ میں پُختہ کر رہا تھا۔ لوگ اُس کی ماں کو بُلا کر لائے، کیونکہ وُہ بچّہ سبت کے دن ہاتھوں سے کام کر کے خُدا کے قانُون کی خلاف ورزی کر رہا تھا۔ مگر لڑکے نے اُن مٹّی کی قُمریوں پر ایک پھُونک ماری اَور وُہ ایک دم جاندار ہو کر اُڑیں اَور دُور فضا میں بُلند ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔ اِس واقعہ کے فوراً ہی بعد وُہ کُنبہ اُس علاقہ سے غائب ہو گیا۔"

مَیں نے اُس فلسفی کو ایک حقیقت پسند انسان سمجھا تھا، اس لئے مَیں نے حیران ہو کر اُسے پُوچھا "کیا تُمہیں اُمّید ہے کہ مَیں اِس قِسم کی بچّوں کو بہلانے والی کہانی پر یقین کر لُوں گا؟" اُس نے اپنی گردن نفی میں ہلائی اَور اپنی پُرنُور یہُودی آنکھوں سے سامنے خلاء میں گھُورنے لگا۔ قدیم صحیحُ النسل یہُودیوں کی طرح وُہ ایک نہایت خُوش شکل آدمی تھا۔ اُس نے کہا۔

"میرا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ طفلانہ کہانی ظاہر کرتی ہے کہ ہیرودیس کے زمانہ میں ایک نہایت مُتّقی، بلکہ زیادہ سادگی سے بیان کیا جائے تو گویا ایک قابلِ ذکر خاندان اپنے وطن سے فرار ہو کر یہاں مصر میں آیا تھا۔ اِس کہانی کے وجُود میں آنے کی ایک عقلی وضاحت مثلاً یُوں بھی ہو سکتی ہے کہ اُس قانُون شکن بچّے کی ماں نے اُس کی حمایت مُقدّس صحیفوں کے کُچھ ایسے معقُول حوالوں سے کی ہو گی کہ الزام لگانے والوں کے اپنے ہی ہوش اُڑ گئے اَور وُہ گنگ رہ گئے! لیکن اصل توضیح یقیناً کُچھ ایسی پیچدار ہو گی کہ وُہ دُھندلا کر بالآخر ذہنوں سے اوجھل ہو گئی۔ ہمارے صحیفوں کی مدد سے ہر چیز ثابت کی جا سکتی ہے۔ بعد میں جب وُہ

گُنبہ مصر سے اُسی پُراسرار خاموشی سے غائب ہُوا جیسے وُہ یہوُدیہ سے فرار ہُوا تھا تو لوگوں نے یہ کہانی ایجاد کرلی تاکہ اُن کے بچّے بھی کسی طرح معاملہ کو سمجھ سکیں۔"

اس نے اپنی گفتگو کو ختم کرتے ہُوئے کہا "آہ! کاش میرے پاس ہمیشہ ایک بچّے کا ذہن رہتا تاکہ مَیں بچّوں کی سی سادگی اَور دیانت سے ہی مُقدّس صحیفوں کے الفاظ پر یقین کرسکتا۔ بچّوں کی طرح رہنا، دو دُنیاؤں کی سرحدوں پر ایک بے یقینی کے عالم میں بھٹکتے پھرنے سے کہیں زیادہ آسان اَور بہتر ہے۔ مَیں اپنی نسل تبدیل کرکے کبھی ایک یُونانی نہیں بن سکتا، اَور دُوسری طرف اپنے دِل کی گہرائیوں کے لحاظ سے مَیں اب آلِ ابراہیم ہیں سے بھی نہیں رہا۔"

اگلے روز مَیں شدید دردِ سر میں مُبتلا ہوکر اپنے آپ کو بیمار محسُوس کرنے لگا لیکن میرے ساتھ سکندریہ میں یہ پہلی بار ایسا نہ ہُوا تھا۔ چنانچہ مَیں نے تمام دِن حمام میں گذار دِیا۔ غُسل، مالش، ورزش اَور لذیذ غذا کھانے کے بعد مُجھ پر ایک خوابناک سی کیفیت طاری ہوگئی۔ مَیں حقیقت کی دُنیا سے کہیں بہت دُور چلا گیا تھا اَور میرا اپنا ہی جسم میرے لئے محض ایک سایہ بن کر رہ گیا تھا۔ ایسے احساس سے مَیں خُوب واقف ہُوں کیونکہ یہ مُجھے اپنی خاندانی نسبت سے وِرثہ میں ملا ہے۔ میرا نام "میزنشس" بلا وجہ نہیں ہے کُچھ اِسی قسم کے عالم میں انسان شگُون اَور فال جیسی چیزوں سے متاثر ہو جایا کرتا ہے۔ گو اُس وقت بھی ایک بڑی دِقّت یہی درپیش ہوتی ہے کہ سچّی اَور جھُوٹی علامات میں تمیز کیسے کی جائے۔

جب مَیں حمام کی سرد عمارت سے باہر آیا تو گلی کی تمازت مُجھ پر اچانک حملہ آور ہُوئی، اَور شام کے سُورج کی کرنیں میری آنکھوں سے بجلی کی مانند ٹکرانے لگیں۔ مُجھ پر بہر حال وُہی خوابناک سی کیفیّت بدستُور طاری تھی، اَور بغیر یہ سوچے کہ مَیں کہاں جا رہا ہُوں، مَیں گلی کُوچوں کی بھیڑ بھاڑ میں چلتا گیا۔ اُسی دُھوپ میں مَیں اپنی اُسی مگن حالت میں پھر رہا تھا کہ ایک پیشرَو نے غالباً کسی اَور کے دھوکے میں میرا دامن پکڑ لیا اَور بڑی چرب زبانی سے وُہ مُجھے کینوپس کے بازارِ حُسن، یا فیروس کا روشنی کا مینار، یا پھر وہاں کے مندر میں مُقدّس سانڈ دیکھنے کی ترغیب دینے لگا۔ وُہ بے حد ضدی تھا اَور غالباً مَیں اُس سے اپنا پیچھا نہ چھُڑا پاتا اگر ایک اچانک شور سے ہم دونوں کی توجہ نہ بٹ جاتی۔ اُس نے

اپنی غلیظ سی اُنگلی سے شور مچانے والے ایک شخص کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے کہا "ذرا دیکھنا اُس یہوُدی کو۔" سبزی منڈی کی ایک ٹکڑہ پر ایک آدمی کھال میں ملبُوس کھڑا تھا۔ اُس کی داڑھی اَور سر کے بال بے طرح اُلجھے ہُوئے تھے۔ اُس کا چہرہ فاقوں سے سُوکھا ہُوا تھا، اَور اُس کے پاؤں زخمی تھے۔ وُہ بار بار ایک ہی اُکتا دینے والا پیغام ارمنی زبان میں چلّا چلّا کر دُہرائے جاتا تھا۔ پیشرَو نے کہا "میرا خیال ہے تُم اُس کی بات سمجھ نہیں رہے۔"

لیکن جیسا کہ تُم بھی جانتی ہو، مَیں اپنی نوجوانی انطاکیہ میں گذارنے کے باعث ارمنی زبان بخُوبی بولتا اَور سمجھتا ہُوں، بلکہ اُن دِنوں تو اپنی اِسی زبان دانی کی بناء پر مَیں بڑی سنجیدگی سے یہ سوچا کرتا تھا کہ مشرق کے کسی نوآبادیاتی حاکم کے خطُوط نویس کی حیثیت سے اپنی زندگی آغاز کردوں، لیکن اُس کے بعد جب مَیں رہوڈس کے دارالعلُوم میں داخل ہُوا تو وہاں مُجھے بہتر طَور پر احساس ہُوا کہ مَیں درحقیقت اپنی زندگی سے کیا چاہتا ہُوں۔

چنانچہ اُس صحرائی فرقہ پرست کا اعلان بخُوبی میری سمجھ میں آرہا تھا۔ لگاتار چلّانے سے اُس کی آواز گھگھیا چُکی تھی تاہم وُہ اُسی آواز میں بار بار چیخ رہا تھا "جو سُن سکتا ہے۔ سُن لے۔ بادشاہت قریب آچکی ہے۔ راستہ صاف کردو۔"

پیشرَو نے وضاحت کی "یہ ایک یہوُدی بادشاہ کی آمد کا اعلان کر رہا ہے۔ اِس قسم کے خرمغز لوگ صحرا سے کُچھ اتنی بڑی تعداد میں یہاں آچکے ہیں کہ اب تو پولیس اِنہیں کوڑے لگانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتی۔ ویسے بھی یہ اچھی حکمتِ عملی ہے کہ یہوُدیوں کو ان کی آپس کی سر پھٹول میں ہی مصرُوف رکھا جائے۔ یہ لوگ ایک دُوسرے کے ساتھ جتنا لڑتے ہیں، اُتنا ہی مُجھ جیسے ورزشی لوگ امن وسکُون میں رہتے ہیں۔ یہوُدیوں سے زیادہ خُون آشام کوئی قوم نہیں۔ ہماری خُوش قسمتی ہے جو ان کے مختلف فرقے آپس میں ایک دُوسرے سے اِتنی نفرت کرتے ہیں جتنی کہ وُہ ہم لوگوں سے بھی نہیں کرتے جو اُن کے نزدیک کافر ہیں۔"

اِس عرصہ میں وُہ گھگھیائی اَور پھٹی ہُوئی آواز بدستُور وُہی الفاظ دُہراتی رہی۔ حتّٰی کہ وُہ الفاظ میرے حافظہ پر نقش ہوکر رہ گئے۔ آواز یہ اعلان کر رہی تھی کہ ایک بادشاہت کا وقت قریب آرہا ہے، اَور عین اُس وقت مَیں جس خوابناک کیفیت میں تھا، اُس کے زیر اثر مَیں اُس پکار کو اپنے لئے ایک واضح شگُون سمجھنے پر مجبُور ہوگیا۔ یہ سب کُچھ یُوں تھا جیسے ایک ہی لمحہ میں وُہ تمام پیش گوئیاں جو مَیں نے طویل موسم سرما میں پڑھی تھیں، اپنے مُبہم الفاظ کے

سب چولے اُتار کر بالآخر صرف ایک ہی واضح فقرہ میں منقلب ہو گئی ہوں" بادشاہت قریب ہے"!

پیشرو بدستور میرا دامن تھامے اپنی بکواس کرتا چلا جا رہا تھا۔" یہودیوں کے سالانہ تہوار عیدِ فسح کا دن قریب آ رہا ہے"۔ اُس نے مجھے بتایا۔" آخری قافلے اور جہاز زائرین کو لے کر یروشلیم کے لئے روانہ ہونے کے لئے بالکل تیار کھڑے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے، گذشتہ سال کی طرح اب کے پھر کوئی ہنگامہ ہو کر رہے گا"۔

مَیں نے بغیر کسی مقصد کے کہا " یہودیوں کا مقدس شہر دیکھنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہو گا"۔ اِس پر پیشرو کچھ ایسا بیقرار ہُوا کہ چلّا کر بولا " میرے آقا! تمہاری خواہش بڑی دانشمندانہ ہے، کیونکہ ہیرودیس کا بنایا ہُوا ہیکل دُنیا کے عجائبات میں سے ہے اور جس نے اپنی سیر و سیاحت کے دَوران اُسے نہیں دیکھا، اُس نے گویا کچھ بھی نہیں دیکھا۔ جہاں تک یروشلیم میں ہنگاموں اور بلوؤں کا سوال ہے، تمہیں اِس کے لئے فکر مند نہیں ہونا چاہیئے۔ مَیں محض مذاق کر رہا تھا۔ یہودیہ میں سڑکیں بالکل محفوظ ہیں، اور یروشلیم میں رُومی قانون اور نظم و نسق بڑی سختی سے نافذ ہے اور مُلک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے ایک پُوری فوج وہاں متعین ہے۔ میرے ساتھ تھوڑی دُور آؤ تو مَیں اپنے اثر و رسُوخ سے تمہیں جافا یا قیصریہ جانے والے کسی نہ کسی جہاز پر یقیناً جگہ دِلوا دُوں گا۔ بلاشُبہ پہلے تُمہیں یہی کہا جائے گا کہ یہودیوں کے سالانہ تہوار کی وجہ سے کوئی جگہ خالی نہیں، لیکن مَیں تُمہاری خاطر خاص طَور پر معاملہ طے کروا دُوں گا۔ ظاہر ہے کہ یہ بڑی ہی شرمناک سی بات ہے کہ تُمہارے جیسا ایک ممتاز رُومی بھی اپنے لئے کسی مسافر جہاز میں جگہ نہ حاصل کر سکے"۔ اُس نے میری قبا پکڑ کر کُچھ اِس بے صبری سے کھینچا کہ مَیں بلا مزاحمت اُس کے ساتھ ایک شامی مالکِ جہاز کے دفتر میں جا پہنچا جو سبزی منڈی سے واقعی بالکل تھوڑے سے ہی فاصلہ پر تھا۔ وہاں مَیں نے ایک نظر میں اندازہ کر لیا کہ یروشلیم کے تہوار پر جانے والا صرف مَیں ہی ایک غیر مُلکی نہیں ہُوں۔ دُنیا کے ہر گوشہ سے آنے والے یہودیوں کے علاوہ محض نئی نئی جگہیں دیکھنے کے لئے بے شمار عام شوقین لوگ بھی موجُود تھے۔

جب اُس پیشرو نے میری خاطر ایسے جوش و خروش سے جھگڑا کیا جیسے صرف کوئی یُونانی ہی کسی شامی کے ساتھ کر سکتا ہے، تو مجھے اچانک پتہ چلا کہ یہودیہ کے ساحل

کو جانے والے زائرین کے ایک جہاز پر مَیں اپنے لئے ایک نشست خرید چُکا ہُوں۔ مُجھے یقین دلایا گیا کہ اُس عیدِ فسح کے موسم میں سکندریہ سے لنگر اُٹھانے والا وُہ آخری جہاز ہے۔ اُس کی روانگی میں تاخیر کی وجہ یہ ہُوئی کہ وُہ بالکل نیا جہاز ہے اِس لئے تھوڑے بہت ضروری سامان کا منتظر ہے۔ بہرحال اگلی صُبح وُہ اپنا پہلا سفر شرُوع کر دے گا، اور مُجھے اُس غلاظت اور اُن کیڑوں مکوڑوں کا کوئی خوف نہیں ہونا چاہیئے جو عام طَور پر اُس علاقہ کے ساحلی سفر کو بے حد ناخوشگوار بنا دیتے ہیں۔

پیشرو نے اپنی خدمات کے معاوضہ کے طور مُجھ سے پانچ درہم اینٹھ لئے، مگر مُجھے کوئی افسوس نہ تھا، کیونکہ مَیں نے ایک شگون پا کر اُسی کے تحت اپنا فیصلہ کر لیا تھا۔ وُہ خُوش خُوش وہیں ٹھہرا رہا تاکہ مالکِ جہاز کے منشی سے بھی کُچھ محنتانہ بٹور سکے۔ اُسی روز شام سے پہلے پہلے مَیں نے اپنے ساہوکار کے پاس جا کر اُس سے ایک ہُنڈی بنوالی جسے مَیں یروشلیم میں بھنا سکتا تھا، کیونکہ ایک جہاندیدہ سیّاح کی حیثیّت سے مَیں خُوب سمجھتا تھا کہ کسی نئے مُلک میں جاتے ہُوئے کوئی بڑی نقد رقم اپنے ساتھ رکھنا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا۔ مَیں نے سرائے والے کا حساب چُکایا اور اُس کے علاوہ چند دیگر قرضے بھی ادا کئے۔ پھر رات کے وقت اپنے چند ایسے رُفقاء کو الوداع کہا جن سے ملے بغیر وہاں سے روانہ ہو جانا مَیں مناسب نہ سمجھتا تھا۔ اپنی تضحیک سے بچنے کے خیال سے مَیں نے کسی کو اپنی منزلِ مقصُود کا بھید نہ دِیا، بلکہ سب کو صرف یہی بتایا کہ مَیں ایک سفر پر جا رہا ہُوں، اور زیادہ سے زیادہ آئندہ موسمِ خزاں میں واپس آ جاؤں گا۔

مَیں رات گئے تک جاگتا اور بڑی شدّت سے یہ محسُوس کرتا رہا کہ سکندریہ کے اِس کپکپاتے موسمِ سرما نے کس طرح میری رُوح اور میرے جسم کو گُن لگا دیا تھا۔ سکندریہ اپنے تمام تر حسین و خُوشنما مناظر کی وجہ سے دُنیا کا ایک عجُوبہ کہا جا سکتا ہے تاہم مَیں نے محسُوس کیا کہ مَیں اُس شہر کو بالکل صحیح وقت پر چھوڑ رہا ہُوں۔ اگر مَیں وہاں تھوڑی مدّت مُزید قیام کرتا تو یقیناً ایک ایسے شہر کی بیماریوں کا شکار ہو کر رہ جاتا جو عیش و عشرت کا بھُوکا ہے اور جسے یُونانیوں کی دانش نے ہلکان کر رکھا ہے۔ میری بجائے اگر کوئی دُوسرا شخص ہوتا جس کا مزاج میری ہی مانند دھیما پڑتا جا رہا ہو تو وُہ بلا تکلّف اپنی بقیہ عمر سکندریہ ہی میں گُذار دینے کو وہاں ٹھہر گیا ہوتا۔ چنانچہ مُجھے خیال گُذرا کہ ایک سمُندری سفر، اور یہودیہ

کی رُومی شاہراہوں پر چند روز کی ہلکی سی مسافت میرے جسم و رُوح کو بہت فائدہ پہنچائے گی۔ لیکن اگلی صُبح جب مُجھے جہاز پر سوار ہونے کے لئے کچّی نیند سے ہی بیدار کر دیا گیا تو جیسا کہ عمُوماً ہُوا ہی کرتا ہے، مَیں نے اپنے آپ کو لعنت ملامت شرُوع کر دی کہ مَیں سچ مُچ دیوانہ ہُوں جو چند مُبہم اَور غیر واضح نقروں سے، اپنے ہی ذہن سے ایک سَراب پَیدا کر کے اُس کی تلاش میں ایک مہذّب زِندگی کی سب آسائشیں ترک کرتے ہُوئے، ایک اجنبی اَور دُشمن مُلک کو یُوں روانہ ہو رہا ہُوں۔

بہرحال بندرگاہ پر پہنچنے کے بعد مُجھ پر یہ انکشاف ہُوا کہ مُجھے کُچھ ایسی دیدہ دلیری سے دھوکا دِیا گیا ہے جس کا مُجھے کبھی گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا، تو میرے غُصّہ کی انتہا نہ رہی۔ بڑی تلاش اَور پُوچھ گُچھ کے بعد مَیں ایک ایسے جہاز تک پُہنچا جس کے متعلّق مَیں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہی خستہ و خراب پُرانا چھکڑا دراصل وُہ جہاز ہے جس کو گذشتہ شب اُس شامی نے بالکل نیا بتاتے ہُوئے یہ کہا تھا کہ وُہ اپنے پہلے سفر کے لئے اُس وقت تک بھی ساز و سامان سے لیس کیا جا رہا تھا۔ یہ تو ضرور صحیح تھا کہ ساز و سامان کے لحاظ سے وُہ بالکل نامکمّل تھا، کیونکہ اگر آخری لمحہ تک اُس کی دراڑوں میں مسالہ نہ بھرا جاتا اَور اُوپر سے تارکول نہ چڑھایا جاتا تو وُہ ایک لحظہ کے لئے بھی سطحِ آب پر نہ چل سکتا۔ اُس جہاز کی بُو سے کینوتیس کے عشر تکدوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، کیونکہ اُس کے مالک نے دُوسری بَدبُو زائِل کرنے کے لئے اُس کے اندر نہایت ہی گھٹیا قسم کی خُوشبُوؤں کی دُھونی دِلوانی شرُوع کی ہُوئی تھی۔ اُس کے خستہ حال اَور بوسیدہ پہلوؤں پر رنگدار کپڑوں کے تراشے لٹکا دیئے گئے تھے اَور مُرجھائے ہُوئے باسی پھُولوں کا ایک انبار بازار سے خرید کر لایا گیا تھا تاکہ اُس کا جشنِ روانگی منایا جا سکے۔

قصّہ کوتاہ، وُہ بے رنگ و روغن، ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ چھکڑا نُما جہاز کسی بندرگاہ کی ایسی بُوڑھی قحبہ کی مانند تھا جو سر تا پا شوخ رنگ ملبُوسات میں ملبُوس چہرے کی جھُریوں کو غازے کی تہوں میں چھُپائے، اَور جسم پر لگائی ہُوئی گھٹیا سی خُوشبُو کی مہک دُور دُور تک اُڑائے بغیر، دِن کی روشنی میں باہر نکلنے کی جُرأت نہ کر سکتی ہو۔ جہاز کے منشی کی آنکھوں میں مُجھے ایک ایسی ہی قحبہ کی سی مکّاری اَور بے دردی نظر آئی جب اُس نے قسمیں کھاتے ہُوئے مُجھے یقین دِلایا کہ مَیں ٹھیک اپنے ہی جہاز پر پُہنچا ہُوں۔ پھر بے ہنگم

شور و غوغا، فضُول جھگڑوں، الوداعی آنسُوؤں اَور چیخ و پُکار کے ہنگامہ میں اُس نے مُجھے میری نشِست دِکھائی۔ مُجھے غُصّہ بھی نہ آسکا۔ مَیں صرف بے اختیار ہنس پڑا۔ کسی کو مصائب میں کُود پڑنے پر مجبُور تو نہیں کیا جا سکتا۔ اِنسان دراصل اپنی روشنیٔ طبع کی مدد سے خُود ہی مصائب سے ہمکنار ہوتا ہے۔ بر عکس اِس کے اگر وُہ مُصائب سے پہلُوتہی کر جائے، تب بھی وُہ اپنی زِندگی اجیرن ہی کرتا ہے۔ دانشمندوں کے اقوالِ زرّیں کی بنا پر مَیں اپنی اس رائے پر بڑی مضبُوطی سے قائِم ہُوں کہ ہر ممکن احتیاط کے باوجُود اِنسان اپنی مقررہ زِندگی کو ایک بالشت بھر بھی لمبا نہیں کر سکتا۔

یہ سچ ہے کہ اِس زمانے میں بھی ایسے توہم پرست اُمراء کثیر تعداد میں موجُود ہیں جو تین سروں والی دیوی کی بھینٹ چڑھانے کی خاطر رُومی قانُون کو توڑ کر نو عُمر غلاموں کو قُربان کرتے رہتے ہیں تاکہ قُربان کئے ہُوئے غلام کی باقی عُمر اُن کی اپنی عُمر میں جمع ہو جائے۔ مشرق کے ہر بڑے شہر میں ایسے جادُوگر یا مُرتد پُجاری مِل سکتے ہیں جو جادُو کے منتر جنتر خُوب جانتے ہیں اَور ایک معتد بہ رقم کے عوض اِس قسم کی قُربانی کرنے پر رضامند ہو جاتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ سب محض خُود فریبی اَور ظالمانہ غلطی ہے۔ اِنسان یقیناً خُود فریبی میں مُبتلا ہونے اَور اپنی تمام خواہشات کو عین جائز سمجھنے کی بے پناہ صلاحیّت رکھتا ہے۔ تاہم اپنے متعلّق مُجھے یقین ہے کہ مَیں آخر دم تک مَوت سے اِتنا خائف نہیں ہو سکتا جِتنا کہ اِس نامعقُول خُوش اعتقادی کا شکار بننے سے ہُوں۔

اپنی اس مضحکہ خیز حالت میں مُجھے یہ معلُوم کر کے یک گُونہ اطمینان ہُوا کہ جہاز ساحل کے بالکل ساتھ ساتھ سفر کرے گا۔ مَیں ایک اچھّا تیراک ہُوں، اس لئے بے حد مسرُور تھا۔ حتیٰ کہ مُجھے اب اُس دغا بازی پر بھی کوئی غُصّہ نہ رہا تھا جو مُجھ سے کی گئی تھی۔ مَیں نے ارادہ کر لیا کہ ہر بات کو بخندہ پیشانی برداشت کر کے اپنے سفر سے لُطف اندوز ہونے کی کوشش کرُوں گا تاکہ بعد میں، ضرُوری اَور موزُوں رنگ آمیزی کے ساتھ اپنے سفر کی مُشکلات اَور تکالیف کی ایک دِلچسپ داستان لوگوں کو سُنا سکُوں۔

لنگر اُٹھا لیا گیا۔ ملّاحوں نے اپنے چپّو کھینچے اَور بے محل چلّا چلّا کر ایک دُوسرے کے ساتھ پھنسا لئے۔ دُنبالہ جہاز گھاٹ سے دُور ہو گیا، اَور جہاز کے کپتان نے تقدیر کی دیوی کی بھینٹ چڑھانے کو شراب کا ایک جام عرشۂ جہاز پر لُنڈھا دیا۔ واقعی اس سے

بہتر کسی اَور دیوی کے حضُور قُربانی نہیں دی جا سکتی تھی کیونکہ کپتان یقیناً سمجھتا ہوگا کہ ہمیں اپنی منزلِ مقصُود پر پہنچنے کے لئے جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی وُہ تقدیر ہی تھی۔ یہُودی زائرین نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اَور اپنی مُقدّس زبان میں، اپنے خُدا سے اُس آڑے وقت میں اعانت کی دُعائیں مانگنے لگے۔ عرشہ کے اگلے حِصّہ میں پھُولوں کے ہاروں سے لدی پھندی ایک نوجوان لڑکی نے بربط چھیڑا اَور اُس کے ساتھ ہی ایک نوجوان شہنائی بجانے لگا۔ سکندریہ کے ایک عام پسند گیت کی دُھن پُورے زور و شور سے فضا میں لہرانے لگی۔ یہ انکشاف یہُودی زائرین کے لئے بڑا ہولناک تھا کہ ہمارے ساتھ سیلانی بھانڈوں کا ایک پُورا طائفہ جہاز پر سوار تھا۔ لیکن اب اُن کی شکایت فضُول تھی۔ اِس کے علاوہ ہم لوگ جو اُن کی نظروں میں ناپاک تھے، اکثریت میں تھے۔ علاوہ ازیں زمانہ کے ستائے ہُوئے سے وُہ زائرین دولت مند بھی نہ معلوم ہوتے تھے۔ چنانچہ وُہ مجبُور تھے کہ ہمارے سائے برداشت کریں اَور اپنے کھانے کے برتنوں کو مسلسل پاک کرنے میں مصرُوف رہیں۔

اگر ایک نرم و موافق ہَوا مدد نہ کرتی تو میرا یقین ہے کہ ہم کبھی اپنی منزل پر پہنچ نہ پاتے کیونکہ جہاز کی طرح اُس کے ملاح بھی نہایت خستہ حال تھے۔ لنگڑے، لُولے، پاہج کھانسی اَور دمہ کے مارے ہُوئے وُہ سب کے سب غلام بھی تو نہیں تھے بلکہ اُس سے بھی گرے ہُوئے طبقہ کے ایسے لوگ تھے جو کوئی بھی کام نہ مل سکنے کی بنا پر ذلیل ترین جسمانی مشقت کا یہ کام کرنے پر رضامند ہوگئے تھے۔ ہاں ملاّحوں کا یہ انبوہ کسی طرز پہ ڈرامہ کے گانے والوں کی ٹولی کا کام زیادہ بہتر طور پر دے سکتا تھا۔ اُن کا داروغہ جب اپنے اُونچے سے چبُوترے پر بیٹھ کر تال دینے لگا تو وُہ یہ دیکھ کر ہنستے ہنستے بے حال ہوگیا کہ اناڑی پن کے باعث اُن کے چپّو یا تو واپسی اُنہی کو آ لگتے تھے یا دُوسرے ساتھیوں کو، یا پھر وُہ چیخ چلاتے چلاتے ہی تھک کر وہیں گرتے اَور سو جاتے تھے۔ میرا خیال ہے داروغہ اپنا کوڑا بھی اُن پر محض رسماً ہی برساتا تھا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اُن کی تمام ہمّت و سکت اُن کا اس قدر ساتھ چھوڑ چکی تھی کہ اُن میں چوٹ محسُوس کرنے کا دم بھی باقی نہ رہا تھا۔

رہا ہمارا سفر، تو اس کے متعلق مَیں اِس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ میرے نزدیک اُس کا مقصد اپنے دِل میں کسی مُقدّس جذبہ کی پرورش کرنا یا پیش گوئیوں کے اُس مُقدّس شہر

کی زیارت کے لئے اپنی رُوح کو تیاّر کرنا ہرگز نہ تھا۔ صُبح، دوپہر اَور شام دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے رکھنے اَور خُدا کی تعریف میں طربیہ و حُزنیہ گیت الاپتے رہنے کے لئے یہ ازبس لازمی ہے، کہ انسان کے پاس یہُودیوں کا وُہ غیر مُتزلزل ایمان و عقیدہ ہو جو وُہ لوگ اپنے ہیکل پر رکھتے ہیں۔ بعض اوقات جب اُوپر کے عرشہ سے عامیانہ یُونانی گانوں کی آوازیں بُلند ہوتیں، جہاں وُہ بھانڈ لوگ اپنی مشق و ریاضت میں مصرُوف رہتے تھے اَور جب ملاّحوں کو اپنے چپّو کُچھ عرصہ کے لئے چلانے کا حُکم دیا جاتا تو پھر نچلے عرشہ سے اُن کی درد انگیز بھرّائی ہُوئی آوازیں آنے لگتی تھیں۔

وُہ یُونانی لڑکی جس نے گلے میں پھُولوں کے ہار پہنے اَور ہاتھ میں بربط اُٹھائے آغازِ سفر کا گویا اعلان کیا تھا، مارتینا کے نام سے پکاری جاتی تھی۔ وُہ چھوٹی سی ناک اَور سرد و مگر متجسّس سبز آنکھوں والی ایک دُبلی پتلی لڑکی تھی۔ نوجوان ہونے کی وجہ سے وُہ نہ صِرف موسیقی اَور اداکاری ہی کی ماہر تھی بلکہ ایک نہایت باکمال رقاصہ بھی تھی۔ اُس کو روزانہ عرشہ پر مشقِ رقص کرتے دیکھنا بہُت پُر لُطف ہوتا تھا، گو متقی یہُودی اُس بدکارانہ فعل پر اپنے چہرے ڈھانپ کر بُلند آواز سے آہ و زاری شرُوع کر دیا کرتے تھے۔

مارتینا ایک مردانہ نام ہے۔ اُس نے بڑی صاف باطنی سے مُجھے اپنے اُس نام کی وجہ یہ بتائی کہ وُہ بہُت ہی دُبلی پتلی اَور سپاٹ چھاتی والی ہے۔ اس سے پہلے وُہ یہُودیہ اَور اُردن سے آگے یُونانی صُوبہ پیریا کے مختلف شہروں میں بھی اپنے کمالات پیش کر چُکی تھی۔ اُس نے ہمیں بتایا کہ یروشلیم میں بھی بادشاہ ہیرودیس کا تعمیر کروایا ہُوا ایک تھیٹر ہے۔ لیکن وہاں اُسے اپنے کمالاتِ فن دکھانے کی اُمید بہُت کم ہے، کیونکہ تماشائیوں کی کمی کی وجہ سے وہاں شاذ و نادر ہی کوئی کھیل تماشہ ہوتا ہے۔ یہُودی لوگ تھیٹر سے سخت نفرت کرتے ہیں، جیسا کہ وُہ عموماً پُوری کی پُوری یُونانی ثقافت و تہذیب حتیٰ کہ آب رسانی کے یُونانی طرز کے محرابی نالوں تک سے گریز کرتے ہیں۔ اُن کے علاوہ شہر میں دیگر ممتاز لوگوں کی تعداد تھیٹر کو بھرنے کے لئے ہرگز کافی نہیں۔ اِس وجہ سے وُہ سب اداکار اَب اُردن پار جانے کے لئے سفر کر رہے ہیں، جہاں رُومیوں نے اپنی بارہویں فوج کی رُخصت و تفریح کے لئے ایک پُورا شہر آباد کر رکھا ہے اَور جہاں کھیل تماشوں کے لئے ہر وقت ایک اُجڈ مگر جوشیلا ہجُوم موجُود رہتا ہے۔ اِس کے علاوہ وُہ تیبریاس میں بھی کھیل دِکھانے کا خیال رکھتی تھی جو کہ بحیرۂ گلیل

کے یہودی حاکم کا صدر مقام تھا، اور واپسی کے سفر میں وہ یہودیہ کے ساحل پر واقع رومی قیصریہ میں بھی اپنی قسمت آزمائی کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

جب ماریَنا کے ساتھ میری اِس طور کی دوستانہ سی گفتگو ہو چکی تو وہ اُسی شب چوری چھپے میری نِشست گاہ میں آئی اور سرگوشی میں کہنے لگی کہ اگر میں اُسے چند نقرئی سکّے دے دوں تو اُسے بڑی خوشی ہوگی، کیونکہ وہ اور اُس کے سب ساتھی بہت غریب تھے اور اُنہیں اسٹیج پر کام کرنے کے لئے اپنے واسطے ضروری لباس اور جوتے وغیرہ مہیّا کرنا بھی سخت مشکل تھا۔ اُس نے مجھے بتایا کہ اگر اُسے یہ ضرورت درپیش نہ ہوتی تو وہ ہرگز یوں میرے پاس نہ آتی، کیونکہ وہ ایک باعزّت لڑکی تھی۔

اندھیرے میں مَیں نے اپنے بٹوے کو ٹٹولنا شروع کیا تو سب سے پہلے میرے ہاتھ میں دس درہم کا ایک طلائی سکّہ آیا، اور وُہی میں نے اُسے دیدیا۔ وہ اِسقدر خوش ہوئی کہ بے اختیار مجھ سے لپٹ کر میرے لب چومنے لگی اور بولی کہ میری اِس مہربانی کے عوض وہ مجھے کسی بات سے انکار نہیں کر سکتی اور میں اُس کے ساتھ جو کرنا چاہُوں کر سکتا ہُوں لیکن اُس نے دیکھا کہ میں اُس سے کُچھ نہیں چاہتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اُس موسمِ سرما کے دوران سکندریہ میں، مَیں عورتوں سے بیزاری کی حد تک پہنچ گیا تھا؛ تو وہ بہت حیران ہُوئی اور بڑی معصُومیّت سے پُوچھنے لگی کہ اگر مَیں چاہُوں تو وہ اپنی بجائے اپنے بھائی کو میرے پاس لے آئے جو ابھی بالکل نوخیز اور بلا داڑھی مُونچھ کے تھا۔ لیکن میرے لئے اِس یُونانی عادتِ بد میں کبھی کشش نہ تھی۔ گو رہوڈس کے زمانۂ طالب علمی کے دوران خود میرے اپنے کئی افلاطُونی قِسم کے عاشق ہُوا کرتے تھے۔ جب مَیں نے اُسے یقین دِلایا کہ مَیں اُس کے ساتھ صرف دوستی کے علاوہ اور کُچھ نہیں چاہتا تو اُس نے یہ سمجھا کہ شاید کسی خاص وجہ سے مَیں نے کُچھ عرصہ کے لئے پاکبازی کی قسم کھا رکھی ہے۔ لہٰذا اُس نے مزید اصرار نہیں کیا۔

پھر وہ مجھے یہودیوں کے اخلاقی رسم و رواج کے متعلّق بتانے لگی اور یہ یقین دِلانے کی کوشش کرتی رہی کہ اُسے خُود چند ایسے یہودیوں سے واسطہ پڑ چکا ہے جو غیر عورتوں کے ساتھ اختلاط رکھنے کو گُناہ نہیں سمجھتے بشرطیکہ وہ یہودی عورتوں سے دُور رہیں۔ ثبوت کے طور پر اُس نے میری اُس نِشستگاہ کی تاریکی میں میرے کان میں مجھے

کئی قِصّے سُنائے، جن پر مَیں نے بہرحال قطعی یقین نہیں کیا۔ سکندریہ میں یہودی عُلما کے ساتھ بحث و مباحثے کرتے رہنے کے باعث مَیں یہودیوں کا احترام کرنے لگا تھا۔

جب یہودیہ کی پہاڑیاں، ہیرے کی مانند شفاف سطحِ سمندر سے بُلندی پر، ایک سُراب کی مانند نمُودار ہونے لگیں تو ماریَنا نے اُسی طرح مُجھے اپنی زِندگی کے خوابوں کا رازدار بنا لیا، جیسے بعض اوقات کوئی نوعمُر لڑکی اپنے کسی بڑی عمُر کے دوست کو اپنے رازوں میں شریک کر لیا کرتی ہے۔ وہ یہ بات خُوب اچھّی طرح سمجھتی تھی کہ ایک رقاصہ کی بہارِ جوانی کا وقفہ بہت مختصر ہوتا ہے۔ اِس لئے وہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک معقُول رقم پس انداز کر کے کسی ساحلی قصبہ میں عطر اور خُوشبُویات کی کوئی اچھّی خاصی دُکان اور اُس سے مُلحق ایک عشرت کدہ قائم کرنے کی خواہشمند تھی۔ اُس نے بڑی معصُوم نگاہوں سے میری طرف دیکھتے ہُوئے مُجھے سمجھایا کہ اگر خُوش قسمتی سے اُسے کوئی مالدار عاشق ہاتھ لگ جائے تو اُس کے اِنتظار کی گھڑیاں بہت کم ہو سکتی ہیں۔ مَیں نے بھی اپنے دِل کی گہرائیوں سے ایسی خُوش قسمتی کے لئے اُسے دُعا دی۔ نامعلُوم یہ جہاز کے کپتان کی قُربانی کا صِلہ تھا، یا محض ایک حُسنِ اتفاق، یا پھر یہودیوں کی اَن تھک دُعاؤں کا اثر، کہ ہم بالآخر ایک روز جافہ کی بندرگاہ پر جا پہنچے۔ کیڑے مکوڑوں کے زخم خُوردہ، غلیظ بھُوکے، پیاسے، تاہم اِس کے علاوہ بہر طَور محفُوظ و مصئوُن، ہم وہاں یہوُدیوں کے تہوار سے صرف تین دِن پہلے پہنچے۔ یہوُدی اِس قدر عُجلت میں تھے کہ یروشلیم کو روانہ ہونے سے پیشتر اُن کے پاس بمشکل ہی اپنے جسموں کو پاک صاف کرنے یا اپنے عزیزوں کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھا لینے کا وقت تھا۔ اُس وقت گو رات کی آمد آمد تھی، لیکن ہوا بڑی نرم رَو تھی۔ سمُندر کے اُوپر لاتعداد ستارے روشن تھے اور چاندنی میں سفر بالکل سہل تھا۔ بندرگاہ جہازوں سے اَٹی پڑی تھی جن میں اطالیہ، ہسپانیہ اور افریقہ سے آنے والے بڑے بڑے جہاز بھی تھے۔ گو پہلے مجھے اِس بات کا کبھی خیال نہ آیا تھا، تاہم اُس وقت مُجھے صحیح طَور پر اندازہ ہُوا کہ یہوُدیوں کی اپنے ہیکل کے ساتھ والہانہ محبّت دُنیا بھر کے جہازرانوں کے لئے کسقدر منافع بخش کاروبار کا باعث ہے۔

تُم جانتی ہو مَیں امارت پسند انسان نہیں ہُوں، لیکن اُن یُونانی بھانڈوں کے ساتھ اگلی صُبح اپنا سفر جاری کرنے پر میرا دِل نہ مانا، گو میری حفاظت میں اپنا سفر طے کر

لینے کے لالچ میں اُنہوں نے میری بڑی خوشامد بھی کی کہ میں اُن کے ہمراہ چلوں، کیونکہ اُن میں سے کوئی بھی رُومی شہری نہ تھا۔ میں نے بہرحال جافہ میں کچھ عرصہ رہ کر پُورے سکون سے یہ خط مکمل کرنے کا ارادہ کر لیا، جس کا آغاز جہاز پہ ہُوا تھا، تاکہ وقت گُذارنے کے ساتھ ہی ساتھ میں تُمہیں یہ بھی سمجھا سکوں کہ مُجھے کِس جذباتی ترنگ نے یہ سفر اختیار کرنے پر مجبُور کیا۔ میں نے ایک علیحدہ کمرہ کرایہ پر لے لیا ہے جہاں اپنے مصیبت زدہ سفر کے بعد آرام کرتے ہُوئے یہ الفاظ رقم کر رہا ہُوں۔ میں نے ابھی ابھی غسل کیا ہے اور کیڑے مارنے کا سفُوف کافی مقدار میں صَرف ہُوا ہے۔ جہاز پر جو لباس میں نے استعمال کِئے تھے وُہ سب غریبوں کو دیدیئے ہیں، کیونکہ جب میں نے اُن کپڑوں کو جلانے کا ارادہ کیا تو میں نے محسُوس کیا کہ میرے آس پاس کے لوگوں کو دُکھ ہو رہا تھا۔ اَب میں ایک بار پھر اپنے آپ کو انسان محسُوس کرنے لگا ہُوں۔ میرے بال تراشے جا چکے ہیں اور اُن میں خُوب تیل لگایا گیا ہے۔ میں نے نئے کپڑے خرید کر پہن لئے ہیں۔ اپنی سادہ عادات کی بدولت میرے ساتھ زیادہ سامان نہیں، سوائے نئے کاغذوں کے پلندے اور لکھنے پڑھنے کے سامان کی ایک خاصی مقدار کے، اور مخصُوص موقعوں پر دینے دِلانے کے لِئے سکندریہ کے چند تحائف بھی ضرُور میرے پاس ہیں۔

جافہ کے بازاروں میں سے یروشلیم جانے کے لِئے امیر اور غریب، ہر شخص اپنی حیثیت کے مُطابق سواری حاصل کر سکتا ہے۔ میں چاہُوں تو محافظ دستے سمیت ایک امیرانہ ٹھاٹ کی پالکی کرایہ پر لے لُوں، یا ایک بیل گاڑی میں سفر کر لُوں۔ میں اُونٹ پر بھی جا سکتا ہُوں جس کی مہار ایک پیشرو کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے تنہائی میرے لئے سب سے بڑی عیاشی ہے۔ اِس لئے میں کل صُبح ایک گدھا کرایہ پر لینے کا ارادہ کر رہا ہُوں۔ اُس پر اپنا مختصر سا سامان لادُوں گا اور اُس کے علاوہ شراب کا ایک مشکیزہ اور کھانے کی ایک تھیلی، اور یروشلیم کی جانب اس طرح پاپیادہ روانہ ہو جاؤنگا جیسا کہ اَمن پسند زائر کا شیوہ ہونا چاہیئے۔ سکندریہ میں مکمّل راحت کی زِندگی گذارنے کے بعد میں اب اِس قسم کی جسمانی ورزش کی ضرُورت بھی محسُوس کر رہا ہُوں۔ مُجھے رہزنوں کا خوف نہیں ہوگا کیونکہ تمام سڑکیں لوگوں سے بھری پڑی ہیں جو سب کے سب سالانہ تہوار کے لئے انبوہ در انبوہ سفر کر رہے ہیں اور اُن کی حفاظت کے لئے بارھویں رُومی فوج کی

گشت موجُود ہے۔

میری محبُوب طُولیا! میں نے سکندریہ کی عورتوں اور پھر مائرینا کا ذکر تُمہیں پریشان کرنے یا تُمہارے دِل میں جذبۂ رشک وحسد اُبھارنے کے لئے ہرگز نہیں کیا۔ کاش تُمہیں اس سے واقعی کُچھ پریشانی ہو سکتی، یا تُمہارا دِل خفیف طور پر ہی دُکھ محسُوس کر سکتا، لیکن میں خائف ہُوں کہ اس قدر مکّاری سے اپنا پیچھا مُجھ سے چھُڑا لینے کے بعد تُم بالکل مطمئن ہو گی۔ مُجھے تُمہارے خیالات کا علم نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تُمہیں سکندریہ کا سفر اختیار کرنے میں کُچھ رکاوٹیں ہی پیش آ گئی ہوں۔ اس لئے آئندہ موسمِ خزاں سے لے کر سمُندری سفر کے موسم کے اختتام تک میں ایک بار پھر سکندریہ ہی میں تُمہارا انتظار کرنے کی قسم کھاتا ہُوں۔ میں اپنا تمام اثاثہ وہیں رکھ آیا ہُوں۔ ایک کتاب تک اپنے ساتھ نہیں لایا۔ اگر تُم آؤ اور بندرگاہ پر میں تمہیں نظر نہ آؤں تو تُم رُومی دفترِ سیاحت، یا پھر میرے ساہوکار سے بآسانی میرا پتہ معلُوم کر سکتی ہو۔ لیکن دِل کی گہرائیوں میں میں یہی یقین رکھتا ہُوں کہ گذشتہ موسمِ خزاں کی طرح اَب کی بار بھی میں اطالیہ سے آنیوالے ہر جہاز کو دیکھ کر ہمیشہ بے نیل ومرام ہی واپس آتا رہُوں گا۔

میں یہ بھی نہیں جان سکتا کہ تُم میرا یہ خط شروع سے آخر تک پڑھنے کی زحمت بھی گوارا کرو گی یا نہیں۔ گو اپنی طرف سے میں نے اِس میں امکان بھر تنوع پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس قدر اِس خط سے ظاہر ہوتا ہے، میں دراصل اس سے بہت زیادہ سنجیدہ کیفیت میں ہُوں۔ آج تک میں لذتیت اور نفس کُشی کے عقائد کی افراط وتفریط کے مابین اِدھر سے اُدھر بھٹکتا پھرا ہُوں۔ سکندریہ کی حد سے بڑھی ہُوئی تعیش پسندی، جسم اور رُوح کی بے حقیقت پُرخوری اور اِسی نوع کی دیگر بے اعتدالیوں نے میری رُوح کو جلا کر رکھ دیا ہے۔ یہ تو تُم بھی جانتی ہو، اور میں بھی سمجھتا ہُوں کہ شہوانیت اور محبت دو بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ ہوس کاری میں ایک آدمی مشّاق تو بن سکتا ہے، جیسا کہ دوڑنے اور تیرنے میں۔ لیکن ہوس کی تہہ میں سے سوائے دلگیری اور افسردگی کے اور کوئی چیز جنم نہیں لے سکتی۔ بہرحال یہ ایک بہت ہی عجیب اور ناقابلِ یقین بات ہے کہ انسان فی الحقیقت جس کے لئے پیدا ہُوا ہو، اُس کو پا لے۔ میں تُمہارے لِئے پیدا ہُوا تھا طُولیا، اور میرا نادان دِل اب تک بھی مُجھے یہی بتاتا چلا جا رہا ہے کہ تُم میرے لئے پیدا ہُوئی تھیں۔ بآیا کے گلستانوں میں گذاری ہُوئی موسمِ گلاب کی وُہ حسین راتیں مت بھُولنا۔

ہر چیز سے قطع نظر، مَیں نے پیش گوئیوں کے بارے میں جو کچھ بھی لکھا ہے، تُم اُس پر زیادہ سنجیدگی سے غور نہ کرنا۔ تُمہارے تمسخر اُڑانے والے ہونٹوں کو مُسکرا لے اور یہ کہنے کی مکمل اجازت ہے کہ "مرقس اب بھی خوابوں کا مارا ہُوا، ایک ناقابلِ اصلاح انسان ہے"۔ اِس کے باوجُود مَیں اگر ایسا نہ ہوتا تو تُم مُجھ سے مُحبّت بھی نہ کرتیں۔ کیا واقعی اَب بھی کرتی ہو مگر اِس کے متعلق مَیں اَب کُچھ نہیں کہہ سکتا۔

جافہ ایک بہت قدیم اَور سراسر شامی بندرگاہ ہے۔ لیکن جب سے مَیں تُمہیں یہ خط لکھ رہا ہُوں، مَیں اپنے آپ کو بالکل اپنے گھر میں ہی بیٹھا ہُوا محسُوس کر رہا ہُوں۔ طُولیا، میری محبُوب، مُجھے بھُول نہ جانا۔ مَیں یہ خط اپنے ساتھ لِئے جا رہا ہُوں اَور یروشلیم سے تُمہیں روانہ کرُوں گا، کیونکہ یہُودیوں کے تہوار کے اختتام سے پہلے کوئی بھی جہاز برندیزیم کو واپس نہیں جاتا۔

دُوسرا مکتُوب

مرقس کی طرف سے طُولیا کے نام :۔

یہ خط مَیں مُقدّس شہر یروشلیم کے قلعۂ انطونیہ میں بیٹھا، یہُودیوں کی عیدِ فسح کے تہوار کے موقع پر لکھ رہا ہُوں۔ اب تک میرے ساتھ کُچھ ایسے واقعات پیش آ چکے ہیں جن کا تصوّر مَیں خواب میں بھی نہ کر سکتا تھا۔ ابھی تک مَیں سمجھ نہیں سکا کہ آخر یہ سب کیا ہے۔ طُولیا، مَیں قطعی حواس باختہ ہو رہا ہُوں۔ چُنانچہ مَیں نے بیٹھ کر یہ خط لکھنا شروع کر دیا ہے تاکہ تُمہارے اَور اپنے لئے واقعات کا کُچھ تجزیہ کر سکُوں۔

شگُون اَور فال سے اَب مَیں نفرت محسُوس نہیں کرتا۔ دراصل نفرت تو مُجھے پہلے بھی نہ تھی گو ان چیزوں کا ذکر ضرُور تحقیر سے کِیا کرتا تھا۔ ایک خوف آمیز یقین کے ساتھ مَیں یہ محسُوس کرنے لگا ہُوں کہ مُجھے یقیناً کسی انجانی طاقت نے اِس سفر پر آمادہ کیا تھا اَور مَیں اگر چاہتا بھی تو اِس سفر سے بچ ہی نہیں سکتا تھا۔ یہ مَیں نہیں جانتا کہ وُہ کونسی انجانی طاقت ہے جس نے اِس طرف میری رہبری کی۔ بہر حال مَیں بات ذرا ابتدا سے بیان کرُوں تو بہتر ہو گا۔

مَیں نے بازار سے ایک خچّر اِس خیال سے کرایہ پر لے لیا کہ مُجھے ایک رفیقِ سفر میسّر رہے۔ آرام کے ساتھ سفر کرنے کی تمام خواہشات کو کُچل کر مَیں زائرین کے آخری گروہ کے ہمراہ پا پیادہ یروشلیم کو روانہ ہو گیا۔ میرا خچّر واقعی ایک اچھّا سدھایا ہُوا اَور بڑا دِلکش سا جانور تھا۔ راستہ بھر اُس کے ہاتھوں مُجھے کوئی تکلیف نہ اُٹھانا پڑی۔ میرے اندازے کے مُطابق یہ خچّر جافہ اَور یروشلیم کے درمیان اس قدر آمدورفت کر چُکا تھا کہ وُہ راستہ کے ہر پڑاؤ، ہر کنوئیں اَور ہر سرائے سے بخُوبی واقف تھا۔ مُجھے اُس سے بہتر راہبر نہ مل سکتا تھا اَور مَیں سمجھتا ہُوں خُود اُسے بھی میرے ساتھ کُچھ دوستانہ لگاؤ ہو گیا تھا، کیونکہ مَیں نے اُس پر راستہ بھر حتّیٰ کہ آسان سی پہاڑی اُترائیوں میں بھی، ایک بار بھی سواری نہیں کی، بلکہ ورزش اَور محنت سے خُود کو تازہ دم کرنے کے خیال سے مَیں پا پیادہ ہی چلتا رہا۔

جافہ سے یروشلیم تک کا سفر ایک فوجی کے لئے بمشکل دو دن کی مسافت ہے۔

گو پیدل مسافر کے لئے میدانی راستوں کی بہ نسبت پہاڑی راستے زیادہ دُشوار گذار ہیں، مگر راستے کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ یہوُدیہ ایک حسین و زرخیز خطّہ ہے۔ وادیوں میں بادام کے درختوں نے پھُول دینا اب بند کر دیا تھا۔ تاہم سڑک کی دو رویہ ڈھلانیں رنگا رنگ پھُولوں سے ڈھکی پڑی تھیں اور اُن کی تلخ و شیریں خوشبوئیں تمام راستہ میرے ساتھ رہیں۔ مَیں نے کافی آرام کیا ہُوا تھا اور اپنے آپ کو نوجوان محسُوس کر رہا تھا اس لئے اپنے اعضا کو خُوب تھکانا میرے لئے اُتنا ہی پُر لطف تھا جتنا کہ نوجوانی کے دِنوں میں کھیلوں کے میدان میں ہوتا تھا۔

جیسا کہ تُم بھی جانتی ہو، میری تربیت اور میری اُس محتاط طبیعت نے جو قسمت نے مجھے زبردستی عطا کر رکھی ہے، مجھے نام و نمود سے گریز کرنا سکھا دیا ہے۔ اپنے طرزِ عمل یا اپنی وضع قطع سے مَیں نے کبھی کسی اِجتماع میں اپنے آپ کو نُمایاں کرنے کی خواہش نہیں کی۔ ایسے جھُوٹے غرور پر مَیں ہمیشہ تمسخر ہی کرتا رہا ہُوں۔ مجھے اپنی آمد کا اعلان کروانے کے لئے ملازموں یا ہرکاروں کو آگے آگے رکھنے کی ضرُورت کبھی محسُوس نہیں ہُوئی۔ دورانِ سفر جب بھی کبھی دولتمند لوگ اپنے جانوروں اور غلاموں کو ہمیز دیتے ہُوئے قریب سے گذرتے، مَیں نہایت اِنکساری سے اپنا خچّر ایک طرف ہٹا لیتا۔ امیر اور بُلند مرتبہ لوگوں کی مُلاقات و صُحبت میں میرے لئے کوئی جاذبیّت نہ تھی، اِس کی بجائے مَیں اُس وقت زیادہ لُطف اندوز ہوتا تھا جب میرا خچّر میری کوئی بات سمجھنے کے لئے بڑی ذہانت سے پلٹ کر میری طرف دیکھتے ہُوئے اپنے کان کھڑے کر لیتا۔

یہُودی اپنے چوغوں کے کناروں پر ہمیشہ جھالریں لگاتے ہیں جس سے وُہ دُنیا کے ہر حصّہ میں ایک دُوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔ خواہ اُن کا باقی لباس ہم لوگوں جیسا ہی ہو۔ تاہم یہ سڑک، جسے رُوم نے ترقّی دے کر ایک شاندار فوجی شاہراہ کا درجہ دے رکھا ہے، انتہائی قدیم اور مختلف النوع انسانی نسلوں کی آمد و رفت کی کُچھ اِس درجہ خُوگر ہو چُکی ہے کہ میرے بِلا جھالر کے چوغے کے باوجُود کسی نے میری طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔ ہر اُس سرائے میں جہاں میرا خچّر مجُھے لے جاتا، مجھے اپنے ہاتھ پاؤں دھونے اور خچّر کو پلانے کے لئے اُسی طرح پانی دے دیا جاتا تھا جیسے دُوسروں کو ملتا تھا۔ اُس افراتفری میں سرائے کے ملازمین کو کسی یہُودی اور غیر یہُودی میں تمیز کرنے کی فُرصت ہی نہ ہوتی تھی۔

یُوں معلوُم ہو رہا تھا کہ یہُودیوں کے علاوہ دُنیا کی تمام دُوسری قومیں بھی یہُودیوں کا وُہ غلامی سے نجات پانے کا تہوار خوشبوں اور قہقہوں کے ساتھ منانے کی خاطر گرمِ سفر تھیں۔

اگر مَیں ذرا تیز رفتاری سے چلتا تو دُوسرے روز شام تک باسانی یروشلیم پہنچ گیا ہوتا۔ لیکن مَیں یہُودیوں کے سے جوش و جذبہ سے قطعی ناآشنا محض ایک اجنبی ہی تو تھا۔ مَیں پہاڑیوں کی تازہ ہَوا کا لُطف اُٹھا رہا تھا۔ ڈھلانوں پر پھُولوں کا ہجوم رنگ و بُو میرے لئے بہشتِ نظر اور مشامِ جان سے کم نہ تھا۔ سکندریہ میں ایک طویل وحشیانہ اور بے چین قیام کے بعد میری رُوح ایک لطافت محسُوس کر رہی تھی اور مَیں ہر ہر ثانیہ سے پُورا پُورا کیف حاصل کر رہا تھا۔ حتیٰ کہ رُوکھی سُوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا مجُھے مصر کی تمام نعمتوں سے بدرجہا زیادہ لذیذ معلُوم ہوتا تھا۔ ہاں اپنے حواس کو کُند ہونے سے بچانے کی خاطر مجُھے پُورے سفر میں ایک بار بھی اپنے پینے کے پانی میں شراب ملانے کی ضرُورت نہیں محسُوس ہُوئی۔ خالص پانی ہی میرے لئے حد درجہ سرُور انگیز تھا۔

چنانچہ مَیں ارادةً سڑک پر سُست رفتاری سے چلتا رہا، اور جب مَیں چاندنی سے روشن یروشلیم سے ابھی کُچھ فاصلہ پر ہی تھا تو پہاڑیوں پر سے گڈریوں کی بانسریوں کے سُر جن کی مدد سے وُہ اپنی بھیڑیں اکٹھی کرتے ہیں، میرے لئے باعثِ تعجّب ہُوئے۔ کیونکہ مَیں نے اُس مُعجزنما منظر کے متعلّق یہ سُن رکھا تھا کہ ایک مُسافر پر اُس کا پُورا حسُن اُس وقت آشکارا ہوتا ہے جب وُہ دِن کے وقت شہر یروشلیم کے قریب پہنچنے پر اُسے دھُوپ میں روشن اپنے ہیکل کی خیرہ کُن سُنہری سپیدی سمیت وادی کی اوٹ سے نمودار ہوتے دیکھے۔ مَیں یہُودیوں کے مُقدّس شہر کو عین اِسی طرح پہلی بار دیکھنے کا آرزومند تھا۔ چنانچہ اپنے خچّر کو قدرے حیران کرتے ہُوئے مَیں سڑک کی ایک جانب کو اُتر گیا اور ایک گڈریئے سے، جو اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہُوئے پہاڑی میں ایک غار کی طرف جا رہا تھا، باتیں کرنے لگا۔ وُہ اُس علاقہ کی دیہاتی بولی بولتا تھا لیکن میری ارمنی زبان بھی سمجھتا تھا۔ اُس نے مجُھے یقین دلایا کہ اُس آباد علاقہ میں بھیڑیئے وغیرہ ہرگز نہیں ہوتے حتیٰ کہ شکاری درندوں سے اپنے ریوڑ کو محفُوظ رکھنے کے لئے اُس نے کوئی کُتّا تک نہیں رکھّا ہُوا تھا۔ اُس نے بتایا کہ صرف گیدڑوں کے خیال سے احتیاطاً وُہ خُود غار کے دہانے پر سوتا تھا۔ اُس کی غذا دھُوئیں کی ماری ہُوئی جَو کی کُچھ روٹیاں تھیں اور بکری کے پنیر کا ایک

گولہ، چنانچہ جب مَیں نے اُس کے لئے اپنی گندم کی روٹیاں نکالیں اور اُسے تھوڑا سا شہد اور کچھ خشک انجیریں بھی دیں تو وہ بہت خوش ہوا۔

یہ معلوم ہونے پر کہ مَیں یہودی نہیں اُس نے میرے گوشت میں سے حصّہ نہیں لیا۔ تاہم اِس بناء پر اُس نے مجھ سے کوئی خاص پرہیز بھی نہیں برتا۔ ہم غار کے دہانے پر بیٹھے اکٹھے کھانا کھاتے رہے اور میرا خچّر پہاڑی کی خار دار جھاڑیوں میں بڑے شوق سے مُنہ مارتا رہا۔ پھر یکایک جیسے تمام دُنیا ساگر پھُولوں سے لدی ہُوئی ایک پہاڑی ڈھلان کی مانند گہری اُودی ہوگئی۔ چاروں طرف اندھیرا چھاگیا اور آسمان پر ستارے جگمگانے لگے۔

عین اُس وقت ہوا خُنک ہوگئی۔ غار میں سے بھیڑوں کے جسموں کی گرمی کی ایک لہر سی آتی محسُوس ہُوئی۔ اُون اور چربی کی بہت تیز بُو آ رہی تھی مگر مجھے وہ ناگوار نہیں گزری بلکہ اُس سے مجھے اپنے بچپن اور اپنے گھر میں گذارے ہُوئے دِنوں کا ایک سُہانا اور محظوظ سا احساس ہُوا۔ اچانک مَیں یہ دیکھ کر حیران ہوگیا کہ میری آنکھوں سے آنسُو ٹپک رہے تھے۔ لیکن وہ آنسُو تُمہارے لئے نہ تھے طوبیاؔ! میرے خیال میں وہ غالباً اُس تھکن کی وجہ سے تھے جس نے سفر کے اِس اختتام پر میرے جسم کو مضمحل کر دیا تھا۔ مجھے یہ خیال بھی آتا ہے کہ شاید وہ آنسُو مَیں اپنے اُوپر ہی بہا رہا تھا۔ ہر اُس چیز کیلئے جو میرے پیچھے رہ گئی تھی اور کبھی نہ واپس آنے کے لئے گم ہو چکی تھی، اور اُس مستقبل کے لئے جو ہنوز میرے سامنے پھیلا ہُوا تھا! یقین مانو اُس گھڑی مَیں بلاخوف وخطر سر جُھکا کر چشمۂ خُود فراموشی میں سے جی بھر کر پی سکتا تھا۔

مَیں غار کے باہر زمین پر تاروں بھرے آسمان تلے کسی مسکین زائر کی طرح سوگیا۔ اور ایسی گہری نیند سویا کہ جب بیدار ہُوا تو مَیں نے دیکھا کہ گڈریا ریوڑ کو چراگاہ میں لے جاچکا تھا۔ مجھے اپنی اُس نیند کا کوئی بدفال خواب یاد نہیں تھا۔ لیکن ہر چیز اُس وقت سے بالکل مختلف معلوم ہو رہی تھی جب مَیں رات کے اندھیرے میں سونے کے لئے لیٹا تھا۔ حالانکہ سامنے کی ڈھلانیں سُورج کی روشنی میں بالکل واضح طور پر نظر آ رہی تھیں۔ مَیں اپنے آپ کو زخمی، اپاہج، نیم جان اور بے دم سا محسُوس کر رہا تھا اور میرا خچّر اپنا سر جُھکائے میرے قریب کھڑا تھا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میری کیفیت میں یہ تبدیلی کیسے آ گئی، کیونکہ مَیں اتنا نازوں کا پلا تو ہرگز نہ تھا کہ صرف دو دِن کا پا پیادہ سفر اور زمین

کے بستر پر ایک رات کا سونا مجھے اس درجہ تھکا دے۔ مجھے خیال ہُوا کہ یقیناً یہ سب تبدیلی آب و ہوا کا اثر ہے جس کا مُجھ پر خوابوں اور شگونوں سے بھی زیادہ اثر ہو جایا کرتا ہے۔ مَیں اِس قدر بے حس وحرکت ہو رہا تھا کہ مَیں نے کُچھ کھانا بھی پسند نہ کیا۔ ایک لقمہ حلق سے نیچے اُتارنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔ مَیں نے مشکیزے میں سے چند گھُونٹ شراب پی، لیکن اُس سے بھی کُچھ تازگی نہ ہُوئی، تو مُجھے شُبہ ہونے لگا کہ مَیں نے کہیں آلُودہ پانی پی لیا ہے اور اب بیمار ہوتا جا رہا ہُوں۔ دُور سڑک پر مَیں نے مسافروں کو اگلی پہاڑی پر چڑھتے ہُوئے دیکھا، مگر اپنے احساسات کی اُس اچانک تبدیلی پر غلبہ پانا اور اپنے خچّر پر سامان لاد کر دوبارہ سڑک تک پہنچنا بڑا دیر طلب ثابت ہُوا۔ پھر پہاڑی پر چڑھنا بھی ایک مُشکل بات بن گئی تھی۔ بہر حال جبراً و قہراً مَیں جب بالآخر چوٹی پر پہنچا تو فوراً ہی سمجھ گیا کہ معاملہ دراصل کیا تھا۔ ایک جُھلس ڈالنے والی ہوا میرے چہرے سے ٹکرائی۔ وہ ثابت قدم صحرائی بادِ سموم جو ایک بار سر اُٹھانے کے بعد دِنوں بلکہ ہفتوں رُکنے کا نام نہیں لیتی اور جو ہمیشہ اپنے جِلو میں ایسے ایسے وبائی امراض لے کر آتی ہے، جن میں درد سے سر پھٹنے لگتے ہیں اور عورتوں کو قے ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ ایک ایسی تیز ہوا جو مکانوں کی دراڑوں میں سے چیختی چنگھاڑتی گذرتی رہتی ہے اور ساری ساری رات کواڑوں کو مُسلسل کھٹکھٹاتی ہے۔

اُس ہوا نے ایک ثانیہ میں میرا چہرہ جُھلسا کر رکھ دیا۔ میری آنکھیں جلنے لگیں سُورج جو اُس وقت تک کافی بُلند ہو چکا تھا، دُھندھلا کر ایک سُرخ آتشیں قرص کی مانند ہو گیا۔ عین اُس وقت مَیں نے وادی کے اُس پار یہودیوں کے مُقدّس شہر کو اپنی فصیل میں گھرے ہُوئے اُبھرتے دیکھا۔ جلتی آنکھوں اور مُنہ میں زہریلے نمکین مزے کے ساتھ مَیں نے ہیرودیس کا محل، اُس کے مینار، ڈھلانوں پر بڑے بڑے مکانوں کے جُھنڈ، تھیٹر، اور سرکس کی عمارتیں اور اُن سب سے بُلند و بالا سنہری سپید ہیکل اپنی بیرونی عمارتوں، فصیلوں اور ستُونوں سمیت، یہ سب کُچھ دیکھا، لیکن اُس دھندھلائے ہُوئے سُورج کے نیچے وہ ہیکل میرے اندازے کے برعکس قطعی خیرہ کُن نہ تھا۔ سنگِ مرمر بالکل پھیکا پھیکا اور ہیکل پر منڈھا ہُوا سونا چمک دمک سے یکسر خالی تھا۔ بلاشُبہ یہ ایک عظیم اور مضبُوط عمارت اور اِس زمانے کی ایک بے مثل تخلیق ہے۔ لیکن اِسے دیکھ کر یہودی جو محسُوس کرتے ہیں، وہ مَیں نہ کر سکا، بلکہ مَیں نے اُسے صرف ایک احساسِ فرض کے تحت دیکھا، کیونکہ

اتنا طویل سفر کرنے کے بعد مجھ پر لازم تھا کہ اُسے دیکھوں۔ اُس گھڑی میرا وُہ احساسِ نوجوانی مفقود تھا جو پہلی مرتبہ ایفی سس کا مندر دیکھنے پر مجھ پر طاری ہُوا تھا۔ یہ حسنِ معجز نما دیکھنے پر میرے دِل میں اُس وقت وُہ احترام نہ پیدا ہو سکا جب ایک جھلسا دینے والی گرم ہوا میری آنکھوں میں نمکین ڈھول ڈالے جا رہی تھی۔

جب مَیں نے اپنے خچر کو دوبارہ آگے ہانکنے کی کوشش کی تو اُس نے اپنی گردن گھما کر میری طرف حیرانی سے دیکھا، کیونکہ وُہ بزعمِ خویش نظارہ بازی کے ایک بہترین نقطہ پر رُکا کھڑا تھا اور یقیناً توقع کر رہا ہو گا کہ مَیں اُس مقام پر تھوڑا سا وقت حیرت و مسرت کی ملی جُلی آوازیں بُلند کرنے، حمدیہ گیت گانے اور عبادت کرنے میں صرف کروں گا۔ اِدھر مَیں اپنے آپ کو تکبّر اور آرام طلبی کا مُلزم محسُوس کر رہا تھا، کیونکہ محض اپنی جسمانی تھکاوٹ اور مسموم ہَوا کی آڑ لے کر مَیں ایک ایسے منظر کے سحر سے محرُوم ہو رہا تھا جو اَن گنت انسانوں کے لئے دُنیا بھر کے مناظر میں سے مُقدّس ترین ہے۔ خچر نے بیزاری سے اپنے کان پھڑکائے اور بل کھاتی سڑک پر نیچے وادی کی جانب روانہ ہو گیا۔ مَیں اِس قدر کمزوری محسُوس کر رہا تھا کہ اُس کی لگام پکڑے اُس کے ساتھ ساتھ تقریباً گھسٹتا چلا جا رہا تھا۔

جُوں جُوں ہم نیچے اُترتے گئے ہَوا کی تُندی کم ہوتی گئی حتّٰی کہ نیچے پہنچنے پر ہمیں اُس تُندی کا کوئی احساس بھی نہ رہا۔ تقریباً دوپہر کے وقت ہم اُس مقام پر پہنچے جہاں جافہ سے آنے والی سڑک قیصریہ کی سڑک سے مِل کر ایک اہم رُومی شاہراہ بن جاتی ہے۔ ایک ہجُومِ کثیر شہر کی طرف رواں تھا۔ شہر کے پھاٹک کے نزدیک پہنچا تو مَیں نے دیکھا کہ وہاں لوگ گروہ در گروہ ٹھہر کر ایک قریبی ٹیلے کی سمت دیکھنے لگتے تھے۔ بہُت سے ایسے بھی تھے جو اپنا مُنہ سر ڈھانپ کر بڑی تیزی کے ساتھ وہاں سے آگے نکل جاتے۔ میرا خچر آگے بڑھنے سے ہچکچانے لگا۔ مَیں نے نظر اُٹھائی تو اُس خاردار جھاڑیوں والے ٹیلے پر مُجھے تین صلیبیں دکھائی دیں، جن پر لٹکے ہُوئے آدمیوں کے جسم بالکل واضح طور پر تڑپتے نظر آتے تھے۔ شہر کے بالمقابل، ڈھلانوں پر لوگوں کا ایک جمِ غفیر اُس منظر کو دیکھنے کے لئے جمع تھا۔ سڑک پر بھی بہُت بھیڑ تھی اور اگر مَیں چاہتا تو شہر کے پھاٹک تک راستہ بنانا میرے لئے ناممکن ہوتا۔ بلاشُبہ مَیں نے پہلے بھی صلیب پر لٹکے ہُوئے مُجرموں کو دیکھا ہے اور اُن کی اذیّت پر غور کرنے کے لئے اِس غرض سے ٹھہرتا بھی رہا ہُوں کہ ایسے کربناک

مناظر کا سامنا کر سکنے کے لئے مَیں اپنے دِل کو قوی بنا سکوں۔ سرکس کے احاطہ میں مَیں نے اِس سے بھی بڑھ کر مَوت کے مناظر دیکھے ہیں، لیکن اُنہیں دیکھ کر دِل میں ایک ہیجان سا پیدا ہو جایا کرتا ہے جبکہ ایک صلیبی مَوت اِس قسم کی کوئی بات پیدا نہیں کر سکتی۔ یہ ایک انسان سے اُس کی زندگی چھیننے کا محض ایک انتہائی رُسوا کُن اور طویل العمل ذریعہ ہے۔ اگر مُجھے اپنی رُومی شہریّت کی بنا پر کُچھ اطمینان ہے تو صرف اتنا کہ اگر کبھی مَیں سزائے مَوت کا مستحق قرار پاؤں تو مُجھے یقیناً تلوار کے ایک ہی وار سے ختم کر دیا جائے گا۔

میرے مزاج کی کیفیّت مختلف ہوتی تو مَیں اُس منظر سے آنکھیں پھیر کر اور اُس بدشگُونی کو نظر انداز کرتے ہُوئے آگے بڑھ جاتا، لیکن اُن کے اِس انجام سے گو مُجھے کوئی تعلق نہ تھا تاہم صلیب پر تڑپتے ہُوئے اُن تین انسانوں کے منظر نے میرے اُس احساسِ بدمزگی میں اور بھی اضافہ کر دیا جس کا شکار مُجھے خراب موسم نے پہلے ہی بنا رکھا تھا۔ مَیں نہیں جانتا اُس وقت وُہ میرا طرزِ عمل کس بنا پر تھا لیکن ہُوا یہ کہ مَیں نے خچر کو سڑک کی ایک جانب تقریباً ایک فرلانگ دُور ہانک دِیا اور خود اُس پُرسکُوت ہجُوم میں سے دھکا پیل کرتے ہُوئے پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ صلیبوں کے قریب زمین پر بارہویں رُومی فوج کے چند سپاہی بیٹھے پانسہ پھینک رہے تھے اور ساتھ ہی تلخ شراب پیتے جاتے تھے۔ بظاہر یُوں معلُوم ہوتا تھا کہ صلیب پر لٹکے ہُوئے انسان عام آدمی نہیں، کیونکہ سپاہیوں سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک تمندار بھی پہرہ پر کھڑا تھا۔

پہلے تو مَیں نے اُن انسانوں کو صلیب پر اینٹھتے اور تڑپتے یُونہی سرسری طور پر دیکھا تھا، لیکن پھر میری نظر درمیانی صلیب پر آویزاں ایک تختی پر پڑی جہاں یُونانی، لاطینی اور مقامی، تینوں زبانوں میں یہ تحریر تھا:۔

"ناصرۃ کا یسُوع، یہُودیوں کا بادشاہ"

مَیں کُچھ اِس قدر پراگندہ ذہن تھا کہ پہلے تھوڑی دیر تو مَیں نے اُس تحریر کو کوئی اہمیّت نہ دی۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ اُس کے ڈھلکے ہُوئے سر پر کسی تاجِ شاہی کی نقل میں کانٹوں کا ایک تاج دبا کر رکھا ہُوا تھا۔ اُس کے چہرے پر خشک جمے ہُوئے خُون کی لکیریں تھیں جو اُس کے کانٹوں کے تاج کے پیدا کئے ہُوئے زخموں میں سے بہتا رہا ہو گا۔ عین اُسی وقت اُس درمیانی مصلُوب آدمی کا چہرہ اور اُس کے صلیب پر لٹکتی ہُوئی تحریر

دونوں ہی میری آنکھوں کے سامنے دُھندلی ہونا شروع ہوگئیں۔ سورج ایک دم چھپ گیا اور حالانکہ وہ دوپہر کا وقت تھا مگر دِن اِس قدر تاریک ہوگیا کہ مَیں اپنے اِرد گِرد کھڑے ہُوئے لوگوں کے چہرے بھی نہ دیکھ سکتا تھا۔ جیسے سورج گرہن کے وقت ہُوا کرتا ہے، تمام پرندے خاموش ہوگئے اور اُسی طرح لوگوں کی آوازیں آنا بھی بند ہوگئیں۔ سُنائی دینے والی آوازیں صرف وہ تھیں جو سپاہیوں کی ڈھالوں پر پانسے کے گرنے سے یا اُن معتوب انسانوں کے کھنچتے ہُوئے سانسوں کی وجہ سے پیدا ہو رہی تھیں۔

مَیں یہودیوں کے بادشاہ کی تلاش میں نکلا تھا، طُولیا! جیسا کہ مَیں نے تمہیں اپنے سابقہ خط میں قدرے تمسخر کے ساتھ لکھا بھی تھا اور اَب اُس کو مَیں نے یروشلیم شہر کے صدر دروازے کے باہر پا لیا تھا، زِندہ، مگر ایک پہاڑی کے اُوپر صلیب کے ساتھ میخوں سے پیوستہ۔ جب مَیں نے اُس تحریر کا مطلب سمجھ لیا اور اُس کے سر پر کانٹوں کا تاج دیکھا تو مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی یہ شُبہ نہ گذرا کہ مَیں جس کی تلاش میں نکلا تھا، وہ انسان جس کی پیدائش کی پیش گوئی ستاروں کے سنجوگ کے مُطابق کی گئی تھی، یہودیوں کا وہ بادشاہ جسے اُن کے مُقدّس صحیفوں کی رُو سے تمام دُنیا پر حکمرانی کے لئے آنا تھا اُس کو مَیں نے نہیں پایا۔ مَیں کہہ نہیں سکتا کہ کیوں فوراً ہی مجھے یہ پختہ یقین ہوگیا کہ عین وُہی شخص میرے سامنے صلیب پر لٹک رہا ہے۔ شاید صُبح سے ہی جو افسردگی مُجھ پر طاری تھی، اُس نے مجھے اِس دردناک منظر کے لئے پہلے ہی سے تیّار کیا ہُوا تھا۔

آسمان کی تاریکی میرے لئے کچھ باعثِ اطمینان بن گئی کیونکہ اُس نے مُجھے وہ شرمناک اور تکلیف دِہ منظر زیادہ قریب اور زیادہ بے شعُوری سے دیکھنے سے محفُوظ کر دیا تھا۔ مَیں دیکھ چُکا تھا کہ اُس کے چہرے پر شدید چوٹیں آئی ہوئی تھیں اور رُومیوں کے رواج کے مُطابق اُسے کوڑوں کی مار بھی دی گئی تھی۔ اسی لئے وہ اُن دو ساتھیوں سے نسبتاً بدتر حالت میں تھا جو مضبُوط اور سخت جان عوامی طبقہ میں سے معلوم ہوتے تھے۔

جب سورج نے تاریکی کا نقاب اوڑھا تو ایک ثانیہ کے لئے انسان اور فطرت کی تمام آوازیں دفعتہً خاموش ہوگئیں۔ پھر اِدھر اُدھر سے خوف اور تعجّب سے مِلی جُلی آوازیں آنے لگیں۔ حتّیٰ کہ اُس تمندار نے بھی آنکھیں اُوپر اُٹھا کر آسمان پر ہر طرف نظر دَوڑائی۔ اس اثنا میں میری نظریں اندھیرے کی عادی ہو چکی تھیں اور مَیں اپنے آس پاس

کی زمین اور لوگوں کو دیکھ سکتا تھا۔ اِتنے میں چند اعلیٰ درجہ کے یہودیوں نے غالباً ہجُوم کو خوفزدہ دیکھ کر آگے بڑھنا شروع کیا۔ اُن کی ٹوپیوں سے مَیں نے اندازہ کیا کہ وہ عالم اور ممتاز لوگ تھے۔ اُن کے چوغوں کے کناروں پر بڑی شاندار جھالریں لٹک رہی تھیں۔ اُنہوں نے ہجُوم کو حوصلہ دینے کے لئے نعرے بلند کئے اور درمیانی صلیب پر لٹکے ہُوئے آدمی کا تمسخر اُڑاتے ہُوئے اُسے کہنے لگے کہ اپنے آپ کو بادشاہ ثابت کرنے کے لئے وہ اب صلیب سے نیچے اُتر کر دکھائے! وہ اُن باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے جو اُس نے لوگوں سے کبھی کہی ہوں گی، اُس پر طرح طرح کے حقارت آمیز فقرے کستے رہے۔ اِس طرح اُنہوں نے گویا ہجُوم کو اپنا ہم نوا بنانے کی کوشش کی، اور دُشنام طرازی کی اِکّا دُکّا آوازیں کہیں کہیں سے سُنائی بھی دیں۔ لیکن ہجُوم کی اکثریّت ایک ہٹ دھرمی سے خاموش تھی گویا وہ اپنے جذبات کو چھپائے رکھنا چاہتی تھی۔ اُن کے ملبُوسات اور چہروں سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب غریب لوگ ہیں جن میں بہت سے دیہاتی بھی تھے جو عیدِ فسح کا تہوار منانے آئے ہوں گے۔ مجھے خیال گذرا کہ وہ سب لوگ اپنے دِلوں کی گہرائیوں میں اپنے مصلُوب بادشاہ کے ساتھ ہمدردی رکھتے تھے مگر اُن فوجی سپاہیوں اور اپنے ممتاز رہنماؤں کی موجُودگی کی وجہ سے اپنے جذباتِ ہمدردی کے اظہار کی جُراَت نہیں کر سکتے تھے۔ ہجُوم میں کافی تعداد عورتوں کی بھی تھی۔ وہ سب اپنے مُنہ سر ڈھانپے گریہ وزاری میں مصرُوف تھیں۔

جب مصلُوب انسان نے شور و غُل سُنا تو اُس نے اپنا کانپتا ہُوا سر اُونچا کیا اور اپنے میخوں سے پیوستہ پاؤں پر زور دے کر اپنے جسم کو سیدھا اُوپر کی طرف کھینچا۔ صلیب پر اُس کے گھُٹنے ٹیڑھے کر کے لٹکایا گیا تھا تاکہ دم گھُٹنے کے باعث وہ جلدی نہ مرے۔ اب اُس نے سانس کھینچنے کے لئے مُنہ کھولا۔ اُس کا جسم تناؤ کے جھٹکوں سے کانپا۔ پھر اُس نے اپنی آنکھیں کھول کر خوابیدہ نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا جیسے اُسے کسی چیز کی تلاش ہو۔ لیکن طعن و تشنیع کے الفاظ کی طرف اُس نے مُطلق توجہ نہیں دی۔ اُس کے لئے تو اپنی اُس فوری اذیّت کو برداشت کرنا زیادہ ضروری کام تھا۔ دُوسرے دو آدمیوں میں ابھی کافی قوّت باقی تھی۔ بائیں جانب والے نے تو موقع پا کر ہجُوم پر اپنا مُنہ بھی چِڑایا۔ پھر اپنی قوّتِ برداشت کا مظاہرہ کرنے کے لئے اُس نے بادشاہ کی طرف

اپنا مُنہ کیا اور غالباً طعن و تشنیع میں شامل ہوکر ایک گھٹیا سی تسکین حاصل کر لینے کے خیال سے اُس نے چیخ کر کہا "کیا تُم نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ تُم مسیح ہو؟ اگر یہ سچ ہے تو اب تُم یقیناً اپنے آپ کو اور اپنے ساتھ ہم کو بھی بچا سکتے ہو۔"

لیکن دائیں جانب کی صلیب پر لٹکے ہُوئے آدمی نے وہیں سے پہلے تو بائیں جانب والے کو لعنت و ملامت کی اور بادشاہ کی حمایت میں کہا "ہم تو اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے جائز طور پر اِس عذاب میں مُبتلا ہُوئے ہیں لیکن اِس انسان نے تو ہرگز کوئی بُرائی نہ کی تھی۔" پھر اُس نے بڑی انکساری اور دُکھ کے ساتھ بادشاہ کی طرف مُنہ کر کے اُس سے اِلتجا کی "اے یسُوع! جب تُو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد رکھنا۔"

عین اُس وقت جب وُہ ایک انتہائی کربناک مَوت کا سامنا کر رہا تھا، وُہ بادشاہت کی بات نہیں کر سکتا تھا۔ اِس قدر ہٹیلے ایمان پر میرا سابقہ کردار یقیناً بے اختیار ہنس دیتا، لیکن اُس وقت مَیں خوشی کی کسی کیفیّت کا حامل نہ تھا۔ اُن الفاظ میں ایک عجیب سی رحمدلی اور بیقراری پائی جاتی تھی۔ لیکن میری حیرت اُس وقت بہت زیادہ ہوگئی جب یہُودیوں کے بادشاہ نے اپنا سر اُس کی طرف گھماتے ہُوئے اپنی گھُٹی گھُٹی آواز میں اُسے تشفی آمیز لہجہ میں کہا "مَیں تُجھ سے سچ کہتا ہُوں کہ آج ہی تُو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔"

مَیں سمجھ نہ سکا کہ اُس کا مطلب کیا تھا۔ اُسی لمحہ ایک یہُودی عالِم ہجُوم پر مشتبہ اور متجسّس نظریں ڈالتا میرے قریب سے گذرا۔ مَیں نے اُسے روک کر پُوچھا "تمہارے بادشاہ کی فردوس سے کیا مُراد ہے؟ اگر اُس نے کوئی جُرم نہیں کیا تو اُسے صلیب پر کیوں چڑھایا گیا ہے؟" وُہ فقیہہ حقارت آمیز قہقہہ مار کر بولا "کیا تُم یروشلیم میں ایک اجنبی ہو؟ کیا تمہیں اِس شخص کو سزا سُنانے والے رُومی گورنر یا ہماری مجلس اعلیٰ کی بجائے ایک چور کی بات پر زیادہ یقین ہے۔ یہ صِرف وُہ خُود ہی ہے جو اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہے۔ اِس نے خُدا کی شان میں کُفر بکا ہے اور اب بھی وُہ مصلُوب ہوکر فردوس کا ذکر کر کے یہ کُفر بک رہا ہے؟" یہ کہہ کر اُس نے اپنے چوغہ کو اپنے گرد ذرا مضبُوطی سے لپیٹ لیا، تاکہ اُس کی جھالر مُجھ سے نہ چھُو جائے۔ مَیں نے ناگواری سی محسُوس کرتے ہُوئے کہا "مَیں اِس معاملے کی اصلیّت معلُوم کرنا چاہتا ہُوں۔" اُس نے مُجھے ایک دھمکی آمیز نظر سے دیکھتے ہُوئے تنبیہہ کے لہجہ میں کہا "بہتر ہوگا اگر تُم اپنی خیر مناؤ، تُم کہیں اِس کے پَیرو تو نہیں

ہو؟ اِس نے بے شُمار لوگوں کو خواہ مخواہ پریشانی کا شکار بنا رکھا تھا۔ اب بہرحال ایسا نہ ہوگا۔ اس پر ہرگز رحم نہ کھاؤ۔ یہ تو ایک بازاری قسم کا رہنما اور فتنہ پرور ہے۔ اپنے آس پاس لٹکے ہُوئے مُجرموں سے بھی بدتر قسم کا مُجرم۔"

اِس پر میرا رنج و غم اچانک غیظ و غضب میں تبدیل ہوگیا۔ مَیں نے اُسے ایک طرف دھکیل دیا اور اپنے خچر اور خُود اپنی حیثیّت تک کو فراموش کر کے، پہرے پر کھڑے تمندار کے پاس گیا، اور اُس یہُودی کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے مَیں نے احتیاطاً لاطینی زبان میں اُسے کہا "مَیں ایک رُومی شہری ہُوں اور وُہ یہُودی مُجھے دھمکیاں دے رہا ہے۔"

اُس دھندھلکے میں تمندار نے میری طرف قدرے تعجّب سے دیکھ کر ایک آہ کھینچی اور اپنے ہتھیاروں کو کھڑکھڑاتے ہُوئے وُہ ہجُوم کی سب سے اگلی قطار کے ساتھ ساتھ چند قدم چلا جس کی وجہ سے ہجُوم پیچھے دب جانے پر مجبُور ہوگیا اور اِس طرح صلیبوں کے سامنے خالی جگہ کافی کشادہ ہوگئی۔ پھر آکر اُس نے میرے سلام کا جواب گویا اپنی تعلیم نکھارنے کے لئے لاطینی زبان میں ہی دیا۔ لیکن پھر فوراً ہی یُونانی زبان میں مُجھے کہنے لگا۔ "خاطر جمع رکھو، میرے بھائی، اگر تُم واقعی رُومی شہری ہو تو یہ تمہیں ہرگز زیب نہیں دیتا کہ یہُودیوں کے یومِ سبت سے فوراً پیشتر تُم اُن سے کوئی جھگڑا مول لو۔"

پھر ہجُوم کی طرف رُخ کر کے اور کسی رہنما یا فقیہہ کو خاص طور سے مخاطب کئے بغیر اُس نے گرج کر کہا "اب تُم سب اپنے اپنے گھروں کا راستہ پکڑو۔ تُم لوگوں نے اپنی زبانیں کافی سے زیادہ چلائی ہیں۔ اب یہاں کوئی مُعجزہ نہیں ہوگا۔ جاؤ اور جا کر اپنے بھُنے ہُوئے گوشت کھاؤ، اور میرا خیال ہے یہاں تُم لوگوں کا دَم بھی گھُٹ رہا ہوگا۔" اِس سے مَیں نے اندازہ لگایا کہ مخالفین کے علاوہ اُس اجتماع میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو متوقّع ہوں گے کہ اُن کا بادشاہ خُود بخُود صلیب سے نیچے اُتر آئے گا، لیکن افسران کے خوف سے وُہ خاموش رہنے پر مجبُور تھے۔ تمندار کا حُکم مانتے ہُوئے کافی لوگ شہر کی جانب چل پڑے، اور سڑک پر جو ہجُوم تھا، وُہ بھی منتشر ہونے لگا۔

تمندار نے دوستانہ انداز میں مُجھے اپنی کہنی سے ایک ٹھوکا دیتے ہُوئے کہا "چلو، دو گھونٹ شراب ہی پی لو۔ اِس معاملہ کا تُم سے کوئی تعلّق نہیں۔ مَیں یہاں صِرف اپنا فرض ادا کرنے پر مامُور ہُوں۔ یہُودیوں کو تو اپنے نبیوں کو قتل کرنے کی عادت ہی

ہے، اور اگر وہ رُوم کی امداد سے اپنے بادشاہ کو مصلُوب کرنے پر تُل گئے ہوں تو کسی رُومی کو اِس میں دخل دینے کی کیا ضرورت پڑی ہے"۔

وُہ مجھے صلیبوں کے عقب میں ایک جگہ لے گیا جہاں مصلُوب آدمیوں کے لباس پڑے تھے۔ سپاہیوں نے اُن کے حِصّے بخرے کر کے اپنے اپنے حِصّہ کی گٹھڑیاں بنا کر علیحدہ علیحدہ رکھی ہُوئی تھیں۔ اُس نے سپاہیوں کا شراب کا مشکیزہ اُٹھایا اور مُجھے پیش کر دیا۔ محض اُس کی دِلجوئی کی خاطر مَیں نے فوجیوں کی کھٹّی شراب کے ایک دو گھونٹ لے لِئے۔ اُس نے بھی پی اور پھر ہانپتے ہُوئے بولا "بہترین صُورت یہی ہے کہ خُوب شراب پی لی جائے۔ خُوش قسمتی سے یہ کام آج ہی شام تک ختم ہو جائے گا۔ یہ سبت سے پہلے کی شام ہے اور یہودیوں کے ہاں کسی لاش کو سبت کی رات صلیب پر لٹکتے چھوڑنا منع ہے"۔

اُس نے اپنی بات جاری رکھی "یروشلیم ایک عظیم و مہیب پھنکارتے ہُوئے اژدہے کی آماجگاہ کی مانند ہے۔ مَیں جس قدر یہودیوں کو سمجھتا جاتا ہُوں میرا یقین اِس بات پر اُتنا ہی پُختہ ہوتا جاتا ہے کہ ایک اچھا اور بے ضرر یہودی صرف وُہی ہے جو مر چُکا ہو۔ لہٰذا یہ اچھا ہی ہُوا کہ شرارت پسند عنصر کی تنبیہ کی خاطر، تہوار سے پیشتر ہی ایک دو ڈراوے کی لاشیں سڑک کے کِنارے لٹکا دی گئی ہیں تاکہ یہ بدبخت لوگ ہمارے کسی ساتھی کو اچانک ہی مَوت کے گھاٹ نہ اُتار دیں لیکن وُہ درمیانی آدمی بالکل معصُوم ہے اور واقعی ایک نبی ہے"۔

تاریکی بڑھتی گئی، گو کبھی کبھی اُس میں ایک عارضی سُرخ روشنی پَیدا ہو جاتی تھی۔ ہَوا جُھلسا ڈالنے کی حد تک گرم تھی جس میں سانس لینا مُشکل ہو رہا تھا۔ آسمان کی طرف دیکھتے ہُوئے اُس نے کہا "یہ صحرائی ہَوا اپنے ساتھ غالباً ریت کے بادل اُڑا لاتی ہے۔ مگر اتنی کثافت آج سے پہلے مَیں نے کبھی نہیں دیکھی۔ اگر مَیں یہودی ہوتا تو مَیں ضرور اِس بات پر ایمان لے آتا کہ سُورج اپنا چہرہ چھپا رہا ہے اور فلک خُدا کے ایک بیٹے کی موت پر ماتم کر رہا ہے! یہ یسُوع اپنے آپ کو یہی تو بتاتا ہے۔ سمجھے تُم، اور اِسی وجہ سے اس کو یہ اذیّت ناک مُوت دی جا رہی ہے"۔

وُہ مجھے کوئی خاص اَدب سے خطاب نہیں کر رہا تھا، اور اُس جُھٹ پُٹے میں میرے لباس اور چہرے کا جائزہ بڑی کوشش سے لیتا ہُوا غالباً یہ اندازہ کرنا چاہتا تھا کہ مَیں کیسا آدمی ہُوں۔ پھر اُس نے ہنسنے کی کوشش کی مگر وُہ ہنسی اُس کے حلق میں ہی

اٹک کر رہ گئی اور اُس نے پھر ایک بار آسمان کی طرف دیکھا اور کہا "جانور تک بیقرار ہیں۔ لومڑیاں اور کُتّے پہاڑیوں پر بھاگے پھر رہے ہیں، اور آج صُبح سے ہی اُونٹ بےچین تھے اور دروازوں میں داخل ہونے سے ہچکچاتے تھے۔ آج کا دِن اِس پُورے شہر کے لئے ایک منحُوس دِن ہے"۔ کسی آنے والی بدقسمتی کے تصوّر سے مَیں بے ساختہ بول پڑا "تمام دُنیا کے لِئے ایک منحُوس دِن!" تمندار خوفزدہ سا ہو گیا تھا۔ اظہارِ ناپسندیدگی کے طَور پر اُس نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور احتجاجاً کہنے لگا "اِس مُعاملے کا تعلّق صِرف یہُودیوں سے ہے، رُومیوں سے ہرگز نہیں، گورنر اِس کو سزائے مَوت دینا قطعی پسند نہ کرتا تھا۔ وُہ اِسے ضرور آزاد کر دیتا مگر اُس کے دُشمنوں نے بیک آواز چِلاّ چِلاّ کر کہنا شُروع کر دِیا تھا "اِس کو مصلُوب کرو، اس کو مصلُوب کرو"۔ اُن کی مجلسِ اعلیٰ نے معاملہ کو قیصر کے کانوں تک پہنچا دینے اور یہ شکایت کرنے کی دھمکی دی کہ ایک مُفسد کو امداد اور تحفّظ دِیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اُس وقت پھر گورنر نے اپنے ہاتھ پاک پانی کی چلمچی میں دھوئے تاکہ ایک بے گُناہ کے خُون سے اُس کے ہاتھ پاک رہیں۔ لوگ شور مچاتے اور قسمیں کھا کھا کر یہ کہتے رہے کہ وُہ اُس کا خُون بخُوشی اپنے سروں پر لینے کو تیّار ہیں"۔

"آج کل یہُودیہ میں گورنر کون ہے"؟ مَیں نے پُوچھا۔ "یہ مُجھے خُود ہی معلُوم ہونا چاہیئے تھا لیکن مَیں اِس مُلک میں بالکل اجنبی ہُوں۔ مَیں ابھی ابھی سکندریہ سے چلا آ رہا ہُوں، جہاں پُورا موسمِ سرما مَیں نے تعلیم حاصل کرنے میں گُذارا ہے"۔

"پونطُس پیلاطُس" قدرے تکبّر سے میری طرف دیکھ کر اُس نے جواب دِیا۔

مَیں حیران رہ گیا۔ "لیکن اُسے تو مَیں جانتا ہُوں" مَیں نے کہا "یا کم از کم اُس کی بیوی سے ضرور رُوم میں مِلا ہُوں۔ کیا وُہ کلودیہ نہیں جس کا خاندانی نام پروکلا ہے"؟

عرصہ گُذرا ایک بار مَیں پروکلس خاندان کا مہمان ہُوا تھا۔ وہاں مُجھے ایک شیطان کی آنت کی مانند طوِیل بے معنی اور بیزارکُن تحریر طوہاً و کرہاً سُننا پڑی تھی جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ پروکلس خاندان نے ایشیا میں رُوم کی کس قدر شاندار خِدمات سرانجام دی تھیں لیکن اس کے سوا وہاں کی شراب اور دیگر مدارات بہت نفیس پیمانے پر تھیں، اور کلودیہ پروکلا کے ساتھ میری ایک نہایت دلچسپ گفتگو بھی ہُوئی تھی۔ عمر میں گو وُہ مُجھ سے بڑی تھی تاہم اُس نے مُجھ پر ایک حسّاس عورت کا سا بڑا گہرا تاثر چھوڑا تھا۔ ہم

دونوں نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ پھر کبھی آپس میں ملنے کی اُمید اور خواہش ظاہر کی تھی، جو محض ایک رسمی خوش خُلقی نہ تھی۔ بہر حال کسی وجہ سے ہم دوبارہ نہ مل سکے۔ مجھے کچھ یاد پڑتا ہے کہ وہ علیل ہو کر رُوم چھوڑ گئی تھی۔ طولیا! تمہیں تو وہ شاید یاد نہ ہوگی، کیونکہ تم عمر میں بہت چھوٹی ہو۔ تیبریس کے جزیرہ کیپری میں نقل مکانی کر جانے سے پہلے وہ اکثر و بیشتر دربارِ شاہی میں حاضر رہا کرتی تھی۔ اِس اِطّلاع سے میں کچھ ایسا ہکا بکا رہ گیا کہ ایک لمحہ کے لئے میں زمان و مکان کو بھُول کر اپنی نوجوانی اور آغازِ نوجوانی کی ناکامیوں کی یادوں میں گم ہو گیا۔ تمندار یہ کہہ کر مجھے واپس حقیقت کی دُنیا میں لے آیا "اگر تم واقعی رُومی گورنر کے دوست، ایک رُومی شہری اور اِس شہر میں ایک اجنبی ہو تو میں تمہیں بڑی سنجیدگی سے مشورہ دُونگا کہ یہودیوں کی عیدِ فسح کے موقع پر تم اپنی صُحبت رُومیوں تک ہی محدُود رکھنا۔ مذہبی تہواروں کے موقع پر یہودی ہمیشہ معمُولی معمُولی باتوں پر جوش میں آجایا کرتے ہیں۔ اسی خیال کے پیشِ نظر رُومی گورنر بھی بذاتِ خُود قیصریہ سے یروشلیم آیا ہُوا ہے تاکہ کوئی ہنگامہ ہو تو اُسے فرو کر سکے۔ ممکن ہے ایک نیک اِنسان کے مصلُوب ہونے کے بعد یہ لوگ کچھ ٹھنڈے پڑ چکے ہوں، لیکن اِن کا کچھ اعتبار نہیں۔ بہر حال اس کے حواری سب رُوپوش ہیں اور اُمید نہیں کہ وہ کوئی حرکت کریں۔ وہ خُود بھی اَب صلیب پر سے نیچے آنے سے تو رہا۔"

وہ چکر کاٹ کر صلیبوں کے سامنے جا کھڑا ہُوا اور کانٹوں کے تاج والے بادشاہ اور دُوسرے دو مُجرموں کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اُس نے ایک ماہرانہ انداز میں کہا "یہ جلد ہی مر جائے گا۔ گذشتہ شب جب اِسے گرفتار کر کے مجلسِ اعلیٰ کے سامنے لایا گیا تھا، تو وہاں اِسے بہت زدوکوب کیا گیا تھا۔ گورنر نے بھی اِس کو رُومی دستُور کے مُطابق کوڑے لگوائے تھے تاکہ یا تو لوگوں کو اِس پر رحم آجائے یا پھر اِسے کم از کم مَوت ہی جلد آسکے۔ جیسا کہ تُم بھی جانتے ہو، صلیب پر چڑھانے سے پیشتر کسی کو کوڑوں کی ایک زوردار مار دے دینا دراصل بڑی رحمدلی ہے۔ مگر اُن باقی دو مُجرموں کی تو ہمیں خُود ہڈیاں توڑنا پڑیں گی، تاکہ وہ بے سہارا ہو کر لٹکیں اور شام سے قبل ہی دم گھُٹنے سے مر سکیں۔"

اُس وقت میں نے ایک بڑی خوفناک ہنہناہٹ سُنی، جیسی آج تک نہ سُنی تھی۔ تاریکی کا پردہ چاک کرتے ہُوئے ایک ڈراؤنی سُرخ روشنی نمودار ہُوئی اور ڈر کے مارے حرکت

کرنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ میرا خچّر اپنے رسّے تڑا بھاگا تھا۔ یروشلیم سے کافی دُور سڑک پر تمام بوجھ سمیت اُسے چند راہگیروں نے بمشکل قابُو کر کے تھاما۔ لیکن وہ اپنی گردن آگے بڑھا کر ایک بار پھر نہایت خوفناک آواز میں بہت زور سے ہنہنایا، جیسے تمام کائنات کا دُکھڑا بیان کر رہا ہو۔ میں نیچے سڑک کی طرف بھاگا۔ وہ اَب خاموش ہو کر پسینے سے تر بتر کھڑا کانپ رہا تھا۔ میں نے تھپکی سے اُسے دلاسا دینا چاہا، لیکن میرے اُس امن پسند جانور نے اپنا سر بڑے غُصّہ سے ہلایا اور مُجھے کاٹ کھانے کی کوشش کی۔ اُس کو پکڑنے والوں میں سے ایک نے بتایا کہ اُس روز تقریباً سبھی جانور مسحُور ہو چکے تھے۔ جب صحرائی بادِ سمُوم چلتی ہے تو بعض اوقات ایسا ہو جایا کرتا ہے۔

خچّر بانوں کا سربراہ جو پھاٹک کے قریب کھڑا تھا، جلد جلد آیا۔ اُس نے خچّر کو اُس کی زین اور دُوسری نشانیوں سے پہچان کر بڑی دُرشتی سے مجھے کہا "یہ تو ہمارے خچّروں میں سے ایک ہے، تُم اِس کے ساتھ کیا سلُوک کر رہے ہو؟ اگر یہ بیمار ہو گیا اور اسے تلف کرنا پڑا تو تُمہیں اِس کی پُوری قیمت ادا کرنا پڑے گی۔" میں خُود بھی اُس خچّر کے طرزِ عمل سے بوکھلا گیا تھا، کیونکہ میں نے کبھی کسی جانور کو ایسی عجیب و غریب اور متذبذب حالت میں نہیں دیکھا۔ اُس پر سے اپنا سامان اُتارتے ہُوئے میں نے اپنی مدافعت میں جواب دیا "یہاں یروشلیم میں تُم سب لوگ دیوانے ہو رہے ہو۔ میں نے اِس خچّر سے کوئی بُرا سلُوک نہیں کیا۔ یہ خُون اور مَوت کی بُو سے خائف معلُوم ہوتا ہے، کیونکہ تُم لوگوں نے اپنے بادشاہ کو صلیب پر لٹکا دیا ہے۔"

لیکن ہمارا جھگڑا رُک گیا اور میرے تھیلے میرے ہاتھ سے گر پڑے کیونکہ عین اُس وقت دُنیا ایک عجیب حیران کُن آواز سے گُونج اُٹھی، جیسے کسی نے ایک بہت طویل آہ کھینچی ہو۔ زمین میرے پاؤں تلے لرزنے لگی۔ اِس قسم کے غیر معمُولی واقعہ سے میں پہلے بھی دوچار ہو چکا ہُوں۔ میں نے سوچا کہ اَب میں بالکل سمجھ گیا ہُوں کہ سُورج کیوں تاریک ہُوا تھا، جانوروں نے کیوں اس قدر شور و غُل مچایا تھا اور میں خُود کیوں خوف کے مارے اپنا مُنہ کھولے کھڑا تھا؟ میں نے فیصلہ کیا کہ شہر میں داخل ہو کر کسی چھت کے نیچے پناہ لینا سراسر حماقت ہو گی حالانکہ اُس وقت میری غالب خواہش عین یہی تھی کہ کسی بستر پہ دراز ہو کر اپنا مُنہ سر کمبل میں لپیٹ کر دُنیا و مافیہا کو بھُول جانے کی کوشش کروں۔

مَیں نے جلدی سے خچّربان کو ایک نقرئی دینار دیا اَور کہا " ہمیں ایسے وقت میں جھگڑنا نہیں چاہیئے جب زمین درد کے مارے کانپ رہی ہے۔ تُم میرے سامان پر نظر رکھنا۔ واپس آکر مَیں سب کُچھ تُم سے لے لُوں گا۔"

اُس نے خچّر کو ٹھوکروں اَور ڈنڈوں سے ہانکنے کی کوشش کی لیکن وُہ ٹس سے مَس نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ اُسے مجبُوراً اُس کی اگلی ٹانگیں اکٹھی باندھ کر وہیں چھوڑنا پڑا۔ پھر میرا سامان اپنی پُشت پر اُٹھا کر وُہ شہر کے پھاٹک کے پاس اپنے اڈّہ پر واپس چلا گیا۔

مَیں کہہ نہیں سکتا کہ وُہ زلزلے کا خوف تھا جس نے مجھے شہر میں داخل ہونے سے باز رکھّا یا پھر ایک اَن جانی خواہش کی قُوّت تھی کہ مَیں واپس پہاڑی پر جاکر اُن مصلُوب لوگوں کو دیکھوں، حالانکہ اُن کی وُہ اذیّت دیکھنا مجھے ہرگز پسند نہ تھا۔ اپنے دِل کی گہرائیوں سے مَیں نے جانے انجانے تمام دیوتاؤں اَور اپنے اقربا کے پردہ پوش خُداؤں سے دُعا مانگی اَور کہا "مَیں نے پیش گوئیوں کا مُطالعہ ضرُور اپنی مرضی سے کیا تھا۔ لیکن یہ تُمہارے شگُون تھے جنہوں نے مجھے سکندریہ سے نکال کر یہاں مین اِس وقت لا کھڑا کیا ہے۔ مَیں اِس طرف مستقبل کے بادشاہ کی جُستجو میں آیا تھا، تاکہ اُس کی غلامی میں داخل ہوکر اجر پاؤں۔ اب مُجھے کم ازکم اِتنی جُرأت تو عطا کرو کہ خواہ مَیں کوئی اجر پاؤں یا نہ پاؤں مگر اُس کے آخری سانس تک اُس کی پُوری تعظیم تو کر سکُوں۔"

چنانچہ مَیں رُکتے رُکتے اُس ڈھلان پر چڑھتا گیا تاکہ ہجُوم میں ایک بار پھر شامل ہوجاؤں۔ وہاں اب بِھیڑ کم ہوگئی تھی۔ ذرا آگے مَیں نے عورتوں کا ایک گروہ دیکھا۔ وُہ کھڑی زار وقطار رو رہی تھیں۔ مَیں اُن کے چہرے نہ دیکھ سکتا تھا کیونکہ اُنہوں نے نقاب ڈالے ہُوئے تھے۔ اُن کی حفاظت اَور تشفّی کرنے کو اُن کے پاس صرف ایک نوجوان کھڑا تھا جس کا حسین چہرہ خوف اَور غم نے مسخ کر رکھا تھا۔ میرے یہ دریافت کرنے پر کہ وُہ لوگ کون تھے، ایک فقیہہ کے مُلازم نے بخوشی مُجھے بتایا کہ وُہ سب عورتیں یسُوع کے ساتھ گلیل سے تمام راستہ طے کرکے یہاں آئی تھیں، جہاں اُس نے لوگوں کو اُبھارا اَور قانُون شکنی کی۔ "اَور اُن کے ساتھ وُہ آدمی اُس کے حواریوں میں سے ایک ہے۔ مگر اِسے کسی نُقصان کا خطرہ اِس بِنا پر نہیں ہے کہ اُسے اَور اُس کے خاندان کو پیشوائے اعظم بخُوبی جانتا ہے۔ وُہ محض ایک گُمراہ نوجوان ہے۔" اُس ملازم نے مُجھے سمجھاتے ہُوئے

کہا۔ پھر بڑی حقارت سے اُس نے ایک عورت کی طرف اشارہ کیا جِسے اُس نوجوان نے سنبھال رکھا تھا، اَور کہا " میرا خیال ہے وُہ عورت اُس صلیب پر لٹکنے والے کی ماں ہے۔"

یہ جاننے کے بعد مُجھے اُن عورتوں کے پاس جانے اَور اُن سے باتیں کرنے میں جھجک پیدا ہوگئی۔ گو مَیں بے حد متعجّب تھا اَور اِس یسُوع کے متعلّق اس کے اپنے پیرَوؤں کی زبان سے کُچھ سُننے کے لئے بے تاب تھا، لیکن مَیں اِس تصوّر سے لرز اُٹھا کہ اُس کی ماں بھی اُس کی شرمناک مُوت کی شاہد ہے۔ بادشاہ کے دُشمن تک بھی اُس ماں کے دُکھ کا اِتنا احترام ضرُور کر رہے تھے کہ اُنہوں نے اُن ماتم کرنے والی عورتوں کے گروہ کو بالکل نہیں ستایا۔

چنانچہ مَیں جہاں کھڑا تھا وہیں اپنے اِرد گِرد کے لوگوں کے درمیان گھُومتا پھرتا رہا اَور وقت گذرتا گیا۔ آسمان ایک بار پھر تاریک ہُوا پہلے سے بھی زیادہ تاریک، اَور ہَوا کی خُشک حِدّت میں سانس لینا دُشوار ہوگیا۔ ضدی مکھیاں اَور رینگنے والے کیڑے مکوڑے اُن آدمیوں کی آنکھوں اَور زخموں پر بھنبھنانے لگے جن کے جسم صلیبوں پر اینٹھ کر لرز رہے تھے۔ اُس وقت بادشاہ یسُوع نے اپنے آپ کو ایک بار پھر صلیب پر سیدھا کیا اَور بلند آواز سے چلّایا "اَے میرے خُدا اَے میرے خُدا! تُو نے مُجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

اُس کی آواز اِسقدر خستہ تھی کہ الفاظ کو سمجھنا مشکل ہو رہا تھا۔ بعض لوگوں نے اعلان کیا کہ وُہ کہتا ہے خُدا اُسے چھوڑ گیا! لیکن بعض دُوسرے لوگوں نے کہا کہ اُس نے ایلیاہ نبی کو پکارا ہے۔ ایلیاہ یہُودیوں کا ایک نبی گذرا ہے جو آگ کی ایک رتھ میں سوار ہو کر آسمانوں پر گیا تھا۔ چنانچہ ہجُوم میں سے اُس کے بدترین مخالفین نے ایک بار پھر اُس کا تمسخر اُڑایا، اَور میرے سمجھنے کے مُطابق اُنہوں نے اُس پر یہ فقرہ کَسا تھا کہ وُہ بھی ایلیاہ نبی کی طرح آسمانوں کی طرف اُڑ جائے۔ لیکن حیرت زدہ لوگ جو اُس وقت بھی کسی مُعجزے کی توقع رکھتے تھے، آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے کہ یقیناً اب ایلیاہ نبی آسمانوں سے اُترے گا اَور اُس کی اَمداد کرے گا۔ اِس توقّع سے کافی لوگ تو خائف ہوکر صلیب سے دُور ہوگئے تھے اَور اپنے چہرے ڈھانپ لینے کو بالکل تیّار بیٹھے تھے۔

بادشاہ نے کُچھ اَور بھی کہا اَور اُس کے نزدیک کھڑے ہُوئے لوگوں نے بتایا کہ وُہ

پیاس کی شکایت کر رہا تھا۔ ایک رحمدل آدمی بھاگ کر آگے آیا۔ اُس نے ایک اسفنج فوجیوں کے مشکیزے کی تُرش شراب سے تر کر کے اُسے ایک لمبے سے بانس کے سرے پر باندھا اور اُس کے مُنہ کے قریب اُونچا کر دیا۔ سپاہیوں اور تمندار نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ اُس وقت وُہ کُچھ پی سکنے کے قابل تھا یا نہیں، کیونکہ تاریکی کی وجہ سے اُس کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ بہرحال اُس کے ہونٹ ضرور تر ہو گئے ہوں گے کیونکہ اب اُس کی آواز واضح تر تھی اور موت کے ساتھ اُس دہشتناک کشمکش میں بھی وُہ یُوں اُبھری گویا وُہ بالکل آزاد ہو چُکا ہو۔ تھوڑی ہی دیر بعد اُس نے اپنے پیوستہ پاؤں کے بل اپنے آپ کو پھر کھینچ کر سیدھا کیا اور ایک صاف کھنکتی ہُوئی بلند آواز میں بولا ”پورا ہُوا“۔ اِس پر لوگ پھر آپس میں اُس کی باتوں کے متعلق بحث کرنے لگے۔ کوئی کُچھ کہتا تھا کوئی کُچھ۔ لیکن تاریکی میں مَیں نے ایک چیخ سُنی جس کے ساتھ ہی اُس کا جسم ڈھیلا ہو کر اُس کے پھیلے ہُوئے بازوؤں پر لٹک گیا اور اُس کا سر اُس کے سینے پر ڈھلک گیا۔ اُس تاریکی میں وُہ چیخ ایک نہایت ہی خوفناک آواز تھی۔ مَیں جان گیا کہ اب وُہ مر چُکا ہے اور دوبارہ کبھی اپنا سر اُوپر نہ اُٹھا سکے گا۔ مَیں اُس کے دُکھ کے اِس خاتمہ پر ایک انجانی سی خوشی محسُوس کر رہا تھا، کیونکہ اُس نے خواہ اپنی قوم کے قوانین کے خلاف کتنی ہی شدید بغاوت کیوں نہ کی ہو، وُہ بہرطور بے پناہ اذیّت اُٹھا چُکا تھا۔ اُس کے مرنے کے متعلق میرا یقین پُختہ ہو گیا کیونکہ زمین نے پھر ایک لمبی آہ بھری اور میرے پاؤں کے نیچے تھرتھرائی، ایک گھُٹی ہُوئی سی زیرِ زمین گرج، بادلوں کی گرج سے بُہت مدہم مگر زیادہ خوفناک، ہمارے نیچے سے گذرتی ہُوئی شہر کی جانب کو غائب ہو گئی۔ پھر مَیں نے ایک چٹان کو ٹُوٹتے دیکھا اور زمین کے پھٹنے کی آواز سُنی۔ باقی لوگوں کی طرح مَیں بھی ایک دم زمین پر اوندھے مُنہ لیٹ گیا کیونکہ یہ زلزلہ نہایت مُختصر تھا اور فوراً ہی ختم ہو گیا۔ تاہم حد درجہ ہولناک تھا۔

اس کے بعد زمین پر ایک مکمّل اور پُرامن سکُوت طاری ہو گیا، اور پھر سڑک کی جانب سے اپنے اپنے بند تڑوا کر بھاگے ہُوئے باربرداری کے جانوروں کے ٹاپوں کی آوازیں سُنائی دینے لگیں۔ آہستہ آہستہ آسمان صاف ہو گیا۔ دن پہلے کی نسبت روشن ہُوا اور لوگوں نے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اپنے لباس جھاڑے۔ صلیبیں بالکل سیدھی کھڑی تھیں مگر ناصرۃ کا یسُوع، یہُودیوں کا بادشاہ، تھکا ماندہ دُکھوں کا مارا ہُوا، اپنے بازوؤں

پر ڈھیلا لٹک رہا تھا۔ اُس کے سانس پُورے ہو چُکے تھے۔ سپاہی بھی کھڑے ہو گئے اور اکٹھے ہو کر اُسے حیرت اور خوف سے دیکھتے ہُوئے آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ تمندار نے اُن سب کے جذبات کی غالباً صحیح ترجمانی کی جب اُس نے بڑی دلیری سے کہا کہ ”وُہ ایک نیک انسان تھا“۔ پھر جب اُس کی نظر خوفزدہ یہُودیوں پر پڑی تو وُہ اُن پر غضبناک ہو گیا۔ اپنے فرضِ منصبی کی نوعیّت سے بیزاری کی حد تک پہنچے ہُوئے وُہ کڑک کر بولا ”سچ ہے وُہ خُدا کا بیٹا تھا“۔ لیکن مَیں نے گذشتہ سرما کے دوران پڑھی ہُوئی تمام کہانیاں اپنے حافظہ میں دُہرائیں اور بے حد تعجّب کرتا رہا۔ پھر مَیں نے دِل ہی دِل میں گویا اپنے آپ سے کہا ”اے دُنیا کے حُکمران، اے یہُودیوں کے بادشاہ تُم پُرامن ہو گئے۔ تُمھاری بادشاہت کا آخر کُچھ نتیجہ نہ نکل سکا“۔

اِن تمام باتوں کے باوجُود مَیں نے وہیں، اور اُسی وقت یہ فیصلہ کر لیا کہ مَیں یہ معلُوم کر کے رہُوں گا کہ یہ سب کُچھ کیوں اور کیسے ہُوا۔ اُس کے کون سے اعمال نے اُسے اس قدر شرمناک مُوت مرنے کے لئے صلیب پر چڑھوا دیا، اور اُس کی حمایت میں کسی نے اُنگلی تک نہ ہلائی؛ مَیں نے سوچا کہ اُس کی سیاسی چالیں بالکل سادہ اور سیدھی سادی ہوں گی اور سیاست و حکومت کا کوئی ماہر مشیر اُسے میسّر نہ آیا ہو گا۔ اپنی جگہ یہ بات بالکل قابلِ فہم ہے کہ کوئی ذی ہوش انسان تمام دُنیا کو فتح کرنے کے لئے ایک یہُودی کے ساتھ اتّحاد کرنے کو کبھی تیّار ہی نہیں ہو سکتا۔

سُورج دوبارہ نمودار ہو گیا مگر اب اُس کی روشنی کُچھ اجنبی اور عجیب سی معلُوم ہوتی تھی۔ اُس کی دُھوپ میں لوگوں کے چہرے زرد اور نامانُوس نظر آ رہے تھے، اور ایک بات کا تُم سے اعتراف کئے بغیر مَیں نہیں رہ سکتا طُولیا! مَیں نے اُسے اپنی اِن آنکھوں سے دیکھا تھا۔ گو اُس کی اذیّت میں بلا کی ہولناکی تھی تاہم وُہ چہرہ اَب تک میرے ذہن میں جُوں کا تُوں محفُوظ ہے۔ اپنی تمام تر خوش فہمیوں اور خواہشوں کے ساتھ ساتھ مَیں یہ بھی کہُوں گا کہ وُہ چہرہ چوٹوں کے اثرات سے نیلا اور متورم ہو چُکا تھا، اور کانٹوں کے زخموں سے رِستے ہُوئے خُون سے بھیگ چُکا تھا۔ لیکن اِن سب چیزوں کے باوجُود اُس چہرے میں کُچھ اُلُوہیّت ضرور تھی، کیونکہ ایک مرتبہ اُس کے صلیب پر لٹکائے ہُوئے کتبہ کو پڑھنے کے بعد میرے دِل میں ایک ثانیہ کے لئے بھی یہ شُبہ نہیں ہُوا کہ وُہ یہُودیوں کا بادشاہ نہیں۔

اب اُس واقعہ کے بعد تو میرا یہ کہنا ایک عین قُدرتی امر سمجھا جا سکتا ہے کہ وُہ نجیبانہ شان کا مالک تھا۔ لیکن مَیں دراصل کُچھ خائف بھی ہُوں کہ عین یہی وُہ الفاظ ہیں جو اُس وقت سے میرے ذہن میں ہیں۔ مُجھے اُس کی وُہ مسکینی اَور راضی برضا کیفیت خُوب یاد ہے جس سے ظاہر ہوتا تھا جیسے اُس نے اپنے مقدّر پر قناعت کی ہُوئی ہے لیکن ایک بادشاہ جو جانتا ہو کہ وُہ دُنیا پر بادشاہت کرنے کے لئے پَیدا ہُوا ہَے، آخر اسقدر مسکین اَور اپنی ناکامی پر اس درجہ قانع کیونکر ہو سکتا ہَے اَور ایک ذلیل مَوت قبُول کر سکتا ہے ؟ وُہ آخر کیا تھا جس کی تکمیل اُس کے خیال میں ہو گئی تھی ؟ یا کیا یہ سب باتیں محض اِس بنا پر ہی تھیں کہ وُہ اپنے سانس پُورے ہونے کا علم رکھتا تھا ؟

چُونکہ مَیں خُود ذہنی انتشار کا شکار ہو رہا تھا، اس لئے اُس کے چہرے کا بغور مُطالعہ نہ کر سکا۔ اَب مُجھے یُوں محسُوس ہوتا ہَے کہ اُس کی اذیّت کے خاتمہ تک مُجھ پہ ایک احساسِ اَدب طاری رہا جس نے مُجھے اُس کو بُہت قریب سے دیکھنے سے باز رکھا۔ تمہیں یہ بھی یاد ہونا چاہیئے کہ اُس پُورے عرصہ کے دَوران ایک گہری تاریکی بھی چھائی رہی، جو کبھی کبھی اتنی گھمبیر ہو جاتی کہ صلیبوں پر لٹکنے والوں کی شکلیں سجھائی ہی نہ دیتی تھیں اَور جب سُورج دوبارہ نمودار ہُوا تو وُہ مر چُکا تھا اَور میرے اس احساسِ اَدب نے ایک بار پھر مُجھے اُس کے بے جان چہرے کی طرف گُستاخانہ دیکھنے سے روک دیا۔

جب بادشاہ مر چُکا تو بُہت لوگ چلے گئے جس کی وجہ سے صلیبوں کے آس پاس کافی جگہ خالی ہو گئی تھی۔ یہُودی رہنما اَور فقیہہ بڑی پھُرتی سے بھاگ گئے تاکہ جا کہ سبت کی تیاریاں کر سکیں، اَور اپنے پیچھے چند ملازمین کو چھوڑ گئے کہ بعد کے واقعات پر نظر رکھیں۔ مصلُوب مُجرموں میں سے ایک نے اپنی ناقابلِ برداشت تکلیف پر بڑی دِلدوز و دِلخراش چیخیں مارنا شروع کر دیں۔ دو نرم دِل عورتیں ایک مرتبان پکڑے تمندار کے پاس جا کر اُس سے اِلتجا کرنے لگیں کہ اُس چیخنے والے مُجرم کو دوائی مِلی شراب دے دی جائے۔ چنانچہ پہلے کی مانند وُہ چھڑی اَور اسفنج استعمال کیا گیا اَور اسفنج کو مرتبان میں سے بھگو بھگو کر اُن باقی دونوں مُجرموں کو شراب دِی گئی۔

سُورج تپ رہا تھا کہ نویں گھڑی ختم ہو چُکی۔ تمندار بیقرار ہونے لگا کیونکہ اُس کا اصل کام ختم ہو گیا تھا، اَور اب وُہ کسی طرح جلد از جلد اُن ڈاکوؤں سے بھی چھُٹکارا حاصل

کرنا چاہتا تھا۔ اچانک قلعہ انطونیہ کی جانب سے دو آدمی آئے، جن میں سے ایک فوجی تھا اَور دُوسرا جلّاد، جس کے ہاتھ میں ایک مضبُوط چوبی تختہ تھا۔ جلّاد نے بڑے پیشہ ورانہ انداز میں یسُوع کی طرف دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ وُہ مر چُکا ہَے، پھر نہایت بے دردی کے ساتھ باقی دو مجرموں کی ٹانگوں کی ہڈیاں اُس چوبی تختے سے توڑنے لگ گیا۔ ہڈیاں ٹُوٹنے کی آوازیں سُننا ہی بڑی سنگدلی کا کام تھا۔ دونوں ڈاکو چیختے چلّاتے رہے مگر جلّاد اُن کو یہ کہہ کر تسلّی دینے کی کوشش کرتا رہا کہ وُہ اُن کی ہڈیاں توڑ کر دراصل اُن کے ساتھ بڑا ہی رحمدلی کا کام کر رہا تھا۔ اُس کے ساتھ آنے والے فوجی سپاہی کا نام لونگینس تھا جو یسُوع کے متعلق جلّاد کے فیصلے سے مطمئن نہ تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنا نیزہ بادشاہ کے پہلو میں عین دِل کے مقام پر بڑی مہارت کے ساتھ اُتار دیا اَور جب اُس نے نیزہ باہر کھینچا تو اُس کے زخم سے خُون اَور پانی بہ نکلے۔ پہرے دار فوجیوں نے اپنا ساز و سامان اَور اُن معتُوب آدمیوں کے کپڑے سمیٹنا شرُوع کر دیئے۔ اَب وُہ مطمئن سے انداز میں ایک دُوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے جا رہے تھے، کیونکہ اُن کا یہ کیف فرضِ منصبی عنقریب ختم ہونے کو تھا لیکن جُونہی اُن ڈاکوؤں کی چیخیں مدہم پڑتے پڑتے بالآخر بالکل ختم ہُوئیں تو ہجُوم میں شامل چند بلوائیوں نے رُوم کے خلاف نعرے بُلند کئے۔ فوجی بڑی آسانی سے ہجُوم میں گھُستے چلے گئے اَور لوگوں کو اپنی ڈھالوں اَور نیزوں کے کُندوں سے پیچھے دھکیلنے لگے۔ اِس ٹکراؤ میں بلوائیوں میں سے ایک کا جبڑا ٹُوٹ گیا، جس پر باقی سب سہم کر یہ دھمکیاں دیتے ہُوئے اِدھر اُدھر کھِسک گئے کہ آئندہ جب کبھی اُنہیں ہتھیار میسّر ہُوئے تو وُہ ہیکل کے اندر رُومیوں اَور اُن کے ہواخواہوں کو مُولی گاجر کی طرح کاٹ کر رکھ دیں گے۔ تمندار نے مُجھے بتایا کہ یہ بلوائی بادشاہ یسُوع کے حواری نہ تھے بلکہ دُوسرے دو مُجرموں کے ساتھی تھے۔

اُس نے اپنی شائستگی دکھانے کے لئے میرے پاس آ کر اُس معمُولی سے فساد پر مُجھ سے معذرت چاہی اَور کہا کہ تُم نے دیکھ ہی لیا ہوگا کہ اُس نے کس آسانی سے وُہ بلوہ فرو کر دیا تھا۔ گورنر نے فوج کو یہُودیوں کے قتل سے اُس وقت تک کے لئے بڑی سختی سے منع کر رکھا تھا جب تک کہ انتہائی سنگین حالات نہ پیدا ہو جائیں۔ عام مظاہرین کو گرفتار کر لینا بھی سُود مند نہیں سمجھا جاتا تھا کیونکہ اُس صُورت میں ایک پُر شور ہجُوم گرفتار شدگان کے پیچھے پیچھے قلعہ تک پہنچکر وہاں پھاٹک پر شور و غل اَور نعرے بازی شرُوع کر دیتا تھا،

اس لئے یہودیوں کے تہواروں کے موقعوں پر تو خاص طور سے ہر قسم کی بے چینی سے حتی الوسع گریز ہی بہتر تھا۔ کم از کم اب پنطیس پیلاطس کی یہی حکمتِ عملی تھی۔ گو شروع شروع میں ضرور اُس نے سخت گیری سے کام لیا تھا، جس کا نتیجہ سوائے فضول زحمت اور قیصر کی طرف سے کھلم کھلا سرزنش کے علاوہ کچھ بھی نہیں نکلا تھا۔

آخر کار تمندار نے کہا "میرا نام عدنابر ہے۔ یہ کام کا وقفہ ابھی ختم ہونا ہے تو مَیں بخوشی تمہیں اپنے ساتھ قلعے میں لے چلوں گا، اور جب مَیں گورنر کو اپنی کارگذاری بتانے جاؤں گا تو تمہیں بھی اُس کے سامنے پیش کر دوں گا۔ شہر میں تمہارا تنہا پھرنا دانشمندی نہ ہوگی۔ اُن احمقوں نے ہمیں آپس میں باتیں کرتے دیکھ لیا ہے اور جان گئے ہیں کہ تم یہودی نہیں ہو۔ یہ بہت بدمزگی کا باعث ہوگا اگر اُنہوں نے تم سے چھیڑ چھاڑ کی، یا ایک معزز رومی شہری کو ہلاک کر ڈالا۔ اِس کا مطلب تحقیقات اور سزائیں ہوں گی اور اِس منحوس شہر میں پناہ لینے کی ہزاروں جگہیں موجود ہیں۔

وُہ ہنسا اور اپنے لہجے میں نرمی پیدا کرتے ہُوئے کہنے لگا "اِس طرح ہم فضول زحمت سے محفوظ ہو جائیں گے۔ لیکن اِس کے علاوہ تم ویسے بھی مجھے پسند آئے ہو۔ مَیں عالم فاضل لوگوں کا احترام کرتا ہُوں اور خود بھی لکھ پڑھ سکتا ہُوں، گو میری لاطینی قدرے کمزور ہے۔ قلعے میں کافی بھیڑ ہو رہی ہے مگر میرا خیال ہے وہاں ہم تمہارے شایانِ شان کوئی نہ کوئی جگہ پیدا کر ہی لیں گے۔"

اُس نے مجھے بتایا کہ گورنر بالکل سادہ زندگی گذارتا ہے اور جب کبھی یروشلیم آتا ہے تو قلعہ انطونیہ میں ہی ٹھہرنے پر قناعت کر لیتا ہے۔ ہیرودیس کا بنایا ہُوا محل بلاشبہ ایک عظیم الشان عمارت اور نہایت عمدہ رہائش گاہ ہے۔ لیکن قلعے میں مقیم فوجی دستے کی نفری اتنی کم ہے کہ چند ناخوشگوار تجربوں کی بنا پر اب گورنر اُسے دو حصوں میں تقسیم کرنے پر ہرگز رضامند نہیں ہوتا۔ انطونیہ ایک ناقابلِ تسخیر قلعہ ہے جو ہیکل پر حاوی ہے اور بلوے و فساد عام طور پر ہیکل کے بیرونی احاطہ سے ہی شروع ہُوا کرتے ہیں۔

عدنابر نے اپنے انگوٹھے سے اپنے پیچھے صلیب پر لٹکے ہُوئے یسوع کے بے جان جسم کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے ایک زور دار قہقہہ لگایا اور کہا "مَیں نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ مضحکہ خیز منظر کبھی نہیں دیکھا جب یسوع نے ایک رسّے کے

سرے کو موٹی سی گرہ لگا کر اُس کا کوڑا بنا لیا اور قمریاں فروخت کرنے والوں کو ہیکل کے بیرونی احاطہ سے مار مار کر بھگا دیا اور تبادلۂ زر کرنے والے پیشہ ور لٹیروں کے میز اُلٹا دیئے۔ ہیکل کے عُہدہ دار تب اُس کی مزاحمت نہ کر پائے تھے کیونکہ وُہ اپنے ساتھ بُہت سے پیرو لے کر آیا تھا۔ جب وُہ ایک خچر پر سوار یروشلیم میں داخل ہُوا تو لوگ خُوشی کے مارے اس قدر بے قابُو ہو رہے تھے کہ اُنہوں نے اُس کے راستہ میں زمین پر اپنے لبادے تک بچھا دیئے۔ وُہ سب پام کی شاخیں لہرا لہرا کر اُسے "داؤد کا بیٹا" کہہ کہہ کر نعرے بلند کر رہے تھے۔ وُہ محض اسی ایک طریقہ سے اُسے یہ جتا سکتے تھے کہ وُہ اُسے اپنا بادشاہ سمجھتے ہیں، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وُہ اپنے باپ اور اپنی ماں دونوں کی طرف سے ہی داؤد کے خاندان میں سے ہے۔"

اُس نے سر کے ایک خفیف سے جھٹکے کے ساتھ عورتوں کے ایک جُھرمٹ کی طرف اشارہ کیا جو پہاڑی پر ہی بیٹھی ہوئی تھیں اور کہا "وہ اُس کی ماں ہے۔"

جب ہجُوم کا دباؤ ختم ہُوا تو وُہ عورتیں زمین پر کچھ ایسے گر گئیں جیسے غم کی انتہا شدت سے بے جان ہو گئی ہوں۔ لیکن اب وُہ اپنے چہرے ڈھانپے ہُوئے نہ تھیں۔ اُن کی نگاہیں صلیب پر گڑی ہُوئی تھیں اور مجھے یہ اندازہ کرنے میں کوئی دِقّت نہ ہُوئی کہ اُن میں سے اُس کی ماں کونسی تھی۔ وُہ عمر رسیدہ نہ تھی اور اُس وقت اُس کا چہرہ مجھے زندگی میں دیکھی ہُوئی تمام خوبصورت چیزوں سے بدرجہا حسین معلُوم ہُوا۔ گو وُہ غم سے پتھرا چُکا تھا، تاہم یہ معلُوم ہوتا تھا کہ کسی طور پر اپنی ہیئتِ ترکیبی تبدیل کرنے کے بعد کچھ اس قدر ناقابلِ رسائی بن گیا ہے کہ گویا وُہ اب زندگی بھر کبھی کوئی غیر ضروری لفظ ادا نہ کرے گا۔ اُسے اپنے شاہانہ نسب کے ثبُوت کے لئے کسی چیز کی احتیاج نہ تھی۔ اُس کا چہرہ خُود ایک واضح اور کُھلا ثبُوت تھا، حالانکہ اُس کا لباس عام دیہاتی عورتوں کی مانند نہایت سادہ اور معمُولی تھا۔

مَیں چاہتا تھا کہ اُس کے ساتھی اُسے وہاں سے کہیں دُور لے جائیں، مَیں چاہتا تھا کہ اُس کے پاس جا کر اُسے دِلاسا دُوں اور اُسے بتاؤں کہ اُس کا بیٹا مر کر اب تمام اذیتوں سے آزاد ہو چکا ہے، لیکن اُس کا چہرہ اس قدر حسین، اس قدر تابناک، اور اپنے ہی غم میں اس قدر محو تھا کہ میرے لئے اُس تک پہنچنا ناممکن تھا۔ اُس کے قدموں میں

زمین پر ایک دُوسری عورت پڑی تھی، جس کا تمتمایا ہُوا چہرہ کانپ رہا تھا اَور جس کی نظریں صلیب کو ایسے دیکھ رہی تھیں گویا ابھی تک وُہ سمجھ نہ پائی ہو کہ کیا ہو گیا۔ تیسری عورت سب سے زیادہ عُمر کی معلُوم ہوتی تھی اَور اُس کے تُند یہُودی نقش مایُوسی اَور غم کی بجائے غُصّہ زیادہ ظاہر کر رہے تھے۔ گویا وُہ آخری لمحہ تک کسی مُعجزہ کی منتظر رہی ہو اَور اِس حقیقت پر کبھی مطمئن نہ ہوسکتی ہو کہ کوئی مُعجزنما واقعہ ظہُور میں نہیں آیا؛ باقی سب عورتیں اُن تینوں کے عقب میں کھڑی تھیں،

میری نگاہیں پھر یسُوع کی ماں کی طرف پلٹ گئیں اَور مَیں مسحُور سا ہو کر اُسے دیکھتا رہا۔ مُجھے کُچھ خبر نہ تھی کہ عدنابر کیا کہہ رہا ہے اَور جب تک اُس نے میرے بازُو کو نہیں چھُوا، مَیں اُس سحر کے اثر سے آزاد نہ ہوسکا۔

"اَب جبکہ میرا فرض پُورا ہوچُکا ہے، مَیں اس غمکدہ میں مزید ایک لمحہ نہیں ٹھہرُونگا۔" اُس نے کہا۔ "اگر یہُودی یہ نہیں چاہتے کہ یہ لاشیں رات بھر یُونہی یہاں لٹکی رہیں تو اِس کا بندوبست اب اُنہیں خُود ہی کرنا پڑے گا کیونکہ کل یومِ سبت ہے۔ بہرحال اب اِس معاملے کا ہم سے کوئی تعلق نہیں رہا۔" اُس نے پھر گُنگنایا۔

تاہم اُس نے صلیبوں کے پاس چند آدمی پہرہ کے لئے چھوڑ دیئے۔ وُہ خُود غالباً زیادہ تر اُس جلّاد کی خاطر واپس چل پڑا تھا جو صرف دو ساتھیوں کے ہمراہ واپسی کی جُرأت نہ کر سکتا تھا کیونکہ یہ عین ممکن تھا کہ ڈاکوؤں کے ساتھی راستے میں کسی جگہ اُس کی گھات میں چھُپے بیٹھے ہوں۔ سڑک اب تقریباً خالی ہوچُکی تھی اَور شہر کے دروازے پر بھی کوئی ہجُوم نہ تھا۔ مکانوں میں سے بھُنے ہُوئے گوشت کی بُو اُڑ اُڑ کر پہاڑی تک پہنچ رہی تھی۔ لیکن اُس وقت تک مُجھے بھُوک سے دُور کا بھی واسطہ نہ رہا تھا۔

سُورج کی طرف دیکھتے ہُوئے عدنابر نے کہا "ابھی شام ہونے میں کُچھ دیر ہے۔ یہُودیوں کا سبت غرُوبِ آفتاب سے قبل شرُوع نہیں ہوتا۔ اس رات وُہ اپنی عیدِ فسح کی قُربانی کی بھیڑ کا گوشت کھاتے ہیں۔ گو اُن میں ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو گُذشتہ شب قُربانی کا گوشت کھا چُکا ہے۔ اُن لوگوں کا ہیکل ایک عظیم مذبح ہے۔ کل اَور آج میں اُنھوں نے وہاں ہزارہا بھیڑوں کا خُون بہا دیا ہے۔ اُن کے دستُور کے مُطابق ہر ذبح ہونے والے جانور کی ایک سالم ران اُن کا دینی پیشوائے اعظم لیتا ہے اَور چربی اُن کے خُدا کی نذر کی جاتی ہے۔"

شہر کے دروازے پر میرا سامان محفُوظ تھا۔ عدنابر نے اُس ہچکچاتے ہُوئے خچّربان کو بڑی دُرشتی سے حُکم دیا کہ میرا سامان اُٹھا کر قلعے تک لے چلے۔ وُہ شخص احتجاج کی جُرأت نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ ہم قلعہ انطونیہ کی طرف روانہ ہُوئے۔ فوجیوں کے آہن پوش جُوتے ایک ہی تال سے سڑک پر کھٹ پٹاتے جا رہے تھے۔ وُہ سب آدمی اچھے تربیّت یافتہ فوجی معلُوم ہوتے تھے، کیونکہ پُورا راستہ اُن میں سے کسی کا سانس نہیں پھُولا، حالانکہ قلعے کے بڑے محرابی دروازے تک پہنچتے پہنچتے میرا سانس ضرُور پھُول چُکا تھا، کیونکہ سڑک ایک خاصی کھڑی چڑھائی تھی۔ یہُودی نے میرا سامان اُتار کر محراب میں رکھا اَور اُس سے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ عدنابر کے منع کرنے پر بھی مَیں نے چند سکّے اُس آدمی کو معاوضہ کے طَور پر دیدئے۔ میری اِس فیّاضی کے باوجُود وُہ محراب سے ذرا محفُوظ فاصلہ پر پہنچکر ہمیں اپنا مُکّا دکھا دکھا کر تمام رُومیوں کو مغلّظات سُنانے لگا۔ پہرہ دار نے جب اُس کو محض دھمکانے کے لئے اپنا نیزہ سنبھالا تو وُہ سرپٹ بھاگ نِکلا اَور تمام فوجی اُسے بھاگتے دیکھ کر کھِلکھِلا کر ہنسنے لگے۔

جب ہم قلعہ کے بیرونی میدان کی پُختہ سڑک پر پہنچے تو عدنابر کُچھ بے یقینی سے رُکا اَور مُجھے نیچے سے اُوپر تک دیکھنے لگا۔ مَیں جانتا تھا کہ میری وضع قطع سے دیکھنے والوں پر کوئی اچھّا اثر نہیں پڑ رہا، اَور باوجُود اِس کے کہ اُس مقتل پر تمندار نے مُجھ سے وعدہ کر لیا تھا تاہم مَیں اپنی موجُودہ حالت میں گورنر کے سامنے پیش کئے جانے کے قابل نہ تھا۔ وہاں اُس احاطہ میں رُومی نظم و نسق پر عمل ہوتا تھا، اَور مُجھے فوجی عمارتوں کی مخصُوص سی بُو آنے لگی۔ دھات، چمڑے اَور روغن کرنے کے سامان اَور دھُوئیں کی مِلی جُلی بُو ناخُوشگوار بھی نہ تھی۔ مگر وُہ انسان کو مجبُور ضرُور کر دیتی ہے کہ وُہ ایک نگاہ اپنے دھُول میں اَٹے ہُوئے پاؤں پر ڈالے اَور اپنے چوغے کے بل ذرا دُرست کر لے۔ یہ بھی دراصل ایک فوجی قُربان گاہ تھی جسے مَیں نے پُورے احترام کے ساتھ سلامی دی، لیکن وہاں مُجھے قیصر کا ایک بھی بُت نظر نہ آیا۔

عدنابر نے مُجھے بڑے افسوس سے بتایا کہ قلعے کے اندر پانی کفایت سے استعمال کرنے کی سخت ہدایات کی وجہ سے نہانے دھونے کی سہُولتیں بہُت محدُود تھیں۔ تاہم وُہ مُجھے افسران کے سکوٹ میں لے گیا اَور چند ملازم میری خدمت پر مامُور

کر دیتے۔ مجھ سے یہ وعدہ کرتے ہُوئے کہ وُہ میری آمد کا ذکر بھی گورنر سے کر دے گا وُہ اُسے اپنی دِن بھر کی کارگذاری سُنانے چلا گیا۔

مَیں نے کپڑے اُتارے، غسل کیا، بالوں کو تیل لگا کر اُنہیں کنگھی سے سنوارا۔ ایک صاف اُجلا لباس زیب تن کیا اَور اپنے چوغے کو بُرش سے خُوب صاف کروایا۔ مَیں خواہ مخواہ لوگوں کی توجّہ کا مرکز بننا پسند نہیں کرتا، اِس لئے مَیں نے عام طَور پر کبھی اپنے انگُوٹھے میں امتیازی چھلّہ نہیں پہنا، لیکن اُس وقت مَیں نے یہی مناسب خیال کیا اَور وُہ بھی پہن لیا۔ یہ سب کام بڑی پھُرتی سے کرنے کے بعد مَیں واپس باہر میدان میں آ گیا۔ عین اُسی وقت پنطیس پیلاطُس قلعے کے مینار کی سیڑھیاں اُتر کر اپنے مصاحبین کے جلو میں نیچے پہنچا تھا اَور قدرے بیقرار سا نظر آ رہا تھا۔ کوئی امیر یہُودی اُسے مِل کر کُچھ عرض کرنا چاہتا تھا مگر سبت سے پہلے کی شام اپنے آپ کو ناپاکی سے محفُوظ رکھنے کے خیال سے وُہ اُس بیرونی میدان سے آگے بڑھنے پر رضامند نہ تھا۔ وُہ یقیناً کوئی با اثر آدمی ہوگا اَور رُومیوں کے ساتھ اُس کے تعلّقات خُوشگوار ہوں گے جو اُس شام کے جھٹ پٹے میں بھی گورنر اُسے اِس طرح ملنے کو خُود باہر آگیا تھا۔ وُہ ملاقات دِن کے واقعات سے متعلّق معلُوم ہوتی تھی کیونکہ اُس دولتمند عُمر رسیدہ شخص نے نہایت متانت اَور وقار کے ساتھ گورنر سے یسُوع ناصری کی لاش یومِ سبت شرُوع ہونے سے پہلے صلیب پر سے اُتار کر اپنے اُس باغ میں دفن کرنے کی اِجازت طلب کی جو مقتل کے قریب ہی واقع تھا۔ پینطُس پیلاطُس نے اِرد گِرد کھڑے ہُوئے لوگوں سے تصدیق کیا کہ یہُودیوں کا بادشاہ واقعی صلیب پر مر چُکا تھا۔ پھر کہا "اُس کی وجہ سے پہلے ہی ہم بہت پریشانی اُٹھا چکے ہیں۔ میری بیوی اِس لایعنی ہنگامے کی وجہ سے تقریباً بیمار ہو گئی ہے۔ اُس کی لاش اُتار کر لے جاؤ تاکہ اِس منحُوس معاملہ سے مجھے کسی طَور پر نجات مِل جائے۔"

یہُودی نے اپنا نذرانہ پیلاطُس کے معتمد کے سپُرد کیا اَور جس پُر وقار انداز سے آیا تھا ویسے ہی لوٹ گیا۔ پیلاطُس نے بڑے تعجّب کے ساتھ اپنے مصاحبوں سے پُوچھا "کیا ارِمتیہ کا یُوسف اُس مجلس کا رُکن نہیں ہے جس نے یسُوع کو موت کا سزاوار قرار دیا تھا؟ اگر اتنے بُلند مرتبہ لوگ بھی یسُوع کے ہمدرد تھے تو اُنہیں چاہیئے

تھا کہ اپنا اثر و رسُوخ بر وقت استعمال کرتے تاکہ ہم بھی ایک ایسے مُقدّمہ کا فیصلہ کرنے سے بچ جاتے جو بہر حال ہمارے وقار کے منافی تھا!

اب عدنابر نے مجھے اشارہ کیا۔ مَیں مؤدبانہ سلام کرتے ہُوئے آگے بڑھا۔ اُسے گورنر کہہ کر خطاب کیا اَور اپنا نام بتایا۔ اُس نے ایک بے نیازی سے میرا سلام قبُول کیا اَور غالباً اپنی قوّتِ حافظہ کا جوہر دکھانے کے لئے کہا "کیوں نہیں کیوں نہیں، مَیں تُمہیں خُوب جانتا ہُوں۔ تُمہارا باپ مشہُورِ زمانہ ماہرِ علم الافلاک مینیسیس ہی تو تھا۔ مگر تُم تو اس مشہُور و معرُوف خاندانِ میکاس سے بھی متعلّق ہو نا! یروشلیم میں تُمہاری آمد کے لئے یہ ایک نہایت ہی افسوسناک موقع ہے۔ خُوش قسمتی سے زلزلے نے کوئی قابلِ ذکر نُقصان نہیں پہنچایا۔ خیر۔ تو تُم نے بھی ناصرۃ کے یسُوع کو مرتے دیکھ لیا۔ بہر حال اُس کا ذکر پہلے ہی بہت ہو چکا ہے، اَور ایک سال بعد لوگ اُسے قطعی فراموش کر چکے ہوں گے۔" میرے کسی جواب کا انتظار کیئے بغیر اُس نے سلسلۂ کلام کو جاری رکھا "میری بیوی تُمہیں مِل کر بہت خُوش ہوگی۔ وُہ قدرے علیل ہے لیکن بستر سے نِکل کر ہمارے ساتھ کھانے میں شامل ہونے کے قابل ضرُور ہے۔ میری اپنی کیفیّت بھی اچھّی نہیں۔ میرا دیرینہ گٹھیا کا مرض پھر مجھ پر حملہ آور ہو چُکا ہے اَور جیسا کہ تُم نے خُود بھی دیکھا ہے، یہاں یروشلیم میں میرے فرائض زیادہ تر اِن سیڑھیاں ہی اُترنے چڑھنے پر مُشتمل ہیں۔"

گٹھیئے کے باوجُود بھی اُس کی حرکات میں آزادی اَور پھُرتی کی کوئی کمی نہ تھی، اَور وُہ کُچھ اِسقدر بے قرار تھا کہ ایک پل بھی حرکت کیئے بغیر کھڑا نہ رہ سکتا تھا۔ وُہ اکہرے جسم کا آدمی ہے اَور اب اُس کا سر گنجا ہونا شرُوع ہو چُکا ہے، گو وُہ اپنے بالوں کو سامنے کی طرف کنگھی کر کے اُس گنجے پن کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ اُس کی آنکھیں بڑی متجسّس اَور سرد مہر سی ہیں۔ مَیں جانتا ہُوں کہ اُس کی زندگی کا راستہ کُچھ ایسا روشن نہ تھا لیکن خُوش قسمتی سے محض اپنی شادی کے طفیل وُہ گورنر کے عُہدہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا، اَور خواہ کُچھ بھی ہو گورنری ایک خاصہ منفعت بخش عُہدہ ہے۔ یہ درُست ہے کہ وُہ پُورا گورنر نہیں بلکہ شام کے گورنر کے ماتحت ہے۔ لیکن اُس کی اپنی شخصیت کُچھ کم دِلکش بھی نہیں ہے۔ کبھی کبھی اُس کے چہرے پر ایک خُشک سی مسکراہٹ آ جاتی ہے۔ اَور خُود اپنا مذاق اُڑانے کا سلیقہ بھی رکھتا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ سرکش غیر مُلکی رعایا

کے ساتھ پُورا پُورا انصاف کرنے کے لئے وُہ ایک رُومی حاکم کا سا مضبُوط احساسِ فرض رکھتا ہے اَور اِسی بنا، پر یِسُوع ناصری کا معاملہ اُسے پریشان کئے ہُوئے تھا۔

اُس نے تلخی سے کہا ”اَب اگر مَیں واپس اپنے کمرے میں جانا چاہُوں، تو مَیں شرط لگا سکتا ہُوں کہ فوراً ہی یہُودیوں میں سے کوئی نہ کوئی پھر یہاں آن موجُود ہوگا، اَور نہیں تو اپنے تہوار ہی کا کوئی قضیّہ لے کر، اَور مَیں مجبُور ہو جاؤں گا کہ پھر بھاگم بھاگ اُوپر سے نیچے اِس میدان میں آؤں۔ رُوم کے لئے تو یہ بڑا آسان کام تھا کہ مُجھے ان کے رسم و رواج کا احترام کرنے کا پابند بنا دیا، لیکن مَیں اپنی جگہ اِس پابندی سے بجائے ایک حاکم کے ان لوگوں کا غلام بن کر رہ گیا ہُوں۔“

اُس نے میدان میں بے چینی سے اِدھر اُدھر ٹہلنا شروع کر دیا، اَور اشارے سے مُجھے ساتھ ساتھ چلنے کی اِجازت دی۔ ”کیا تُم نے ان کا ہیکل بھی دیکھا ہے؟“ اُس نے مُجھے پُوچھا۔ ”ہم مُلحد لوگ اُن کے بیرونی صحن تک ہی آزادی سے جا سکتے ہیں۔ لیکن کوئی غیر مختُون انسان اندرونی دیوان میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ایسا کرنے کی سزا مَوت ہے۔ یہاں کوئی شخص یہ تصوّر بھی نہیں کر سکتا کہ ہم سلطنتِ رُوم میں رہتے ہیں۔ ہم قیصر کی شبیہ کی نمائش بھی نہیں کر سکتے، اَور یہ سزائے مَوت کوئی نِری دھمکی ہی نہیں ہے۔ ہم جانی نُقصان کر کے اِس کی آزمائش کر چُکے ہیں۔ کبھی کبھار کوئی خبطی مسافر دماغ میں اندرونی دیوان کی ایک نظر دیکھ لینے کا سَودا لئے یہُودیوں کا سا لباس پہن کر اندر جا گھُستا ہے، حالانکہ وہاں کوئی چیز خاص طَور پر قابلِ دید نہیں ہے۔ تہوار کی بھیڑ میں وُہ صرف اپنی خُوش قسمتی سے ہی بچ سکتا ہے، ورنہ اگر پکڑا جائے تو وُہ لوگ نہایت بے دردی سے اُسے سنگسار کر دیتے ہیں اَور اُنہیں ایسا کرنے کا حق بھی حاصل ہے۔ یقین کرو یہ کوئی خُوشگوار مَوت نہیں ہوتی۔ مُجھے اُمّید ہے تُمہارا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہوگا۔“

پھر اُس نے مُجھ سے بہُت محتاط انداز میں رُوم کی تازہ ترین خبروں کے متعلّق پُوچھا۔ اَور جب مَیں نے اُسے بتایا کہ مَیں نے موسمِ سرما فلسفہ کے مطالعہ میں سکندریہ میں گذارا تھا تو اُسے یک گونہ اطمینان ہو گیا، کیونکہ اُس نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ مَیں سیاسی طَور پر بالکل بے ضرر ہُوں۔ مزید کرم فرمائی کرتے ہُوئے وُہ مُجھے اندرُونی صحن میں لے گیا اَور اپنے گٹھیا کو یکسر بھُول کر میرے ساتھ اُس بڑے مینار میں داخل ہُوا جہاں سے

سے ہیکل کے پُورے علاقہ کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا۔ شام کی روشنیوں میں ہیکل اپنے تمام صحنوں اَور ستُونوں سمیت بڑا پُر شکوہ معلوم ہو رہا تھا۔ اُس نے اشاروں سے مُجھے دلدلوں اَور غیر مُلکیوں کے احاطے دکھائے۔ پھر عورتوں کا احاطہ، یہُودیوں کا احاطہ اور اُس سے آگے وُہ مرکزی عمارت، وُہ مُقدّس مقام، جسے خُدائے قدُوس کا مسکن بتایا جاتا ہے اَور جس مخصُوص مقام میں یہُودیوں کا پیشوائے اعظم بھی سال بھر میں صرف ایک بار داخل ہو سکتا ہے۔

مَیں نے دریافت کیا کہ آیا اِس قِصّہ میں کوئی حقیقت تھی یا نہیں کہ اُس مقام پر جسے یہُودی اپنے خُدائے قدُوس کا مسکن کہتے ہیں، دراصل ایک جنگلی خچر کے سر کی طلائی شبیہ رکھی ہُوئی ہے۔ ہر قوم میں اِس کہانی کا گہرا احساس پایا جاتا ہے۔ گورنر نے مُجھے بتایا کہ اِس قِصّہ میں کوئی صداقت نہیں۔ اُس نے کہا ”وہاں کُچھ بھی نہیں ہے۔ وُہ جگہ بالکل خالی ہے۔ جب پُرانا ہیکل جلا دِیا گیا تھا تو پومپئی اپنے چند افسران کو ساتھ لے کر اُس پردے کے پیچھے گیا تھا۔ وہاں اُس نے کُچھ نہ پایا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔“

اتنے میں واقعی کُچھ اَور لوگ اُسے ملنے کو آ گئے اَور ہم اُتر کر پھر بیرونی میدان میں پہنچے۔ وہاں ہیکل کے یہُودی محافظوں کے ساتھ سردار کاہن کا ایک خاص نمائندہ موجُود تھا، جو بڑی ہٹ دھرمی سے یہی فریاد کئے جا رہا تھا کہ غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے مصلُوب آدمیوں کی لاشیں اُتار لینا ضرُوری ہیں۔ پینطُس پیلاطُس نے اُسے اجازت دیدی کہ وہاں سے لے جانے کے لئے جو کُچھ موجُود ہو وُہ لے جا سکتا تھا محض ایک رسمی سی تکرار اِس بات پر بھی ہُوئی کہ کام رُومیوں کی ذمّہ داری تھی یا یہُودیوں کی، حالانکہ وُہ نمائندہ خُود ناخُوشگوار کام کرنے کی تیّاری پہلے ہی کر کے آیا تھا۔ اِسی مقصد کے لئے تو ہیکل کے محافظ اُس کے ہمراہ تھے۔ اُن کا اصل مُدعا یہ تھا کہ وُہ لاشوں کو یہُودیوں کی غلاظت پھینکنے کے مقام پر لے جا کر اُس آگ میں اُن کو بھسم کر دیں جو دِن رات وہاں روشن رہتی تھی اَور جس میں تمام کُوڑا کرکٹ ڈالا جاتا تھا۔ گورنر نے قدرے دُرشتی سے کہا کہ یِسُوع ناصری کی لاش کو ہرگز نہ چھیڑا جائے، بشرطیکہ وُہ ابھی تک دفن نہ کی جا چُکی ہو، کیونکہ وُہ اُس کے متعلّق کسی دُوسرے شخص سے وعدہ کر چُکا تھا۔ اُس نمائندے کے لئے یہ کوئی اچھی خبر نہ تھی۔ لیکن وُہ اِس پر جھگڑا بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اُسے ظاہراً صرف

ایک سرسری سا حکم یہ ملا تھا کہ وُہ سبت شروع ہونے سے پہلے لاشیں وہاں سے اُتار لے۔ پھر بھی اُس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش ضرور کی کہ اُس خاص لاش کو حاصل کرنے کا خواہشمند کون تھا، اَور کیوں اَور کیسے۔ لیکن اُس سے بیزار ہو کر گورنر نے بڑی بے رُخی سے کہا "مُجھے جو کہنا تھا کہہ چکا ہُوں" اَور اُسے یہ سمجھانے کے لئے کہ مُلاقات ختم ہو چکی، اپنی پُشت اُس کی طرف پھیر دی۔ اِس پر اُس یہُودی اَور اُس کے ساتھی محافظوں کو لا محالہ جانا پڑا۔

مَیں نے کہا "یہُودیوں کا بادشاہ مرنے کے بعد بھی تکلیف دہ ثابت ہو رہا ہے۔"

پینطُس پیلاطُس کسی گہری سوچ میں جاتے ہُوئے کہنے لگا "تُم ٹھیک کہتے ہو۔ مَیں ایک تجربہ کار اِنسان ہُوں اَور عام طَور پر معمُولی معمُولی باتوں سے اپنے دماغ کو پریشان نہیں کیا کرتا، مگر یہ غلط فیصلہ میرے لئے توقّع سے بڑھ کر پریشانی کا باعث بن گیا ہے۔ آج صُبح اُس یسُوع نے خُود میرے سامنے یہ تسلیم کیا کہ وُہ یہُودیوں کا بادشاہ تھا۔ لیکن ساتھ ہی اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ اُس کی بادشاہت اِس دُنیا کی بادشاہت نہیں جس سے مُجھے ثابت ہو گیا کہ وُہ سیاسی طَور پر بالکل بے ضرر تھا اَور اُسے سزائے مَوت دینے کی مُجھے ہرگز کوئی خواہش نہ تھی۔ لیکن عوام نے مُجھے مجبُور کر دیا۔" اُس نے ایک ہاتھ کا مُکّا اپنے دُوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر زور سے مارتے ہُوئے بڑے غُصّہ سے کہا "ہاں، مَیں دراصل اُن یہُودیوں کی سازشوں اَور اُن کے پیہم احتجاج کا شکار ہُوا ہُوں، اُنہوں نے عین نصف شب کو گرفتار کیا اَور انتہائی عجلت میں مجلس کی ضرُوری تعداد اکٹھی کی تاکہ اُسے قابلِ گردن زدنی قرار دے سکیں۔ گو اُنہیں خُود سزائے مَوت کے حُکم پر عملدرآمد کرنے کا قانُونی اختیار نہیں، مگر وُہ بآسانی اُسے خُود ہی سنگسار بھی کر سکتے تھے، کیونکہ اِس نوعیت کے واقعات پہلے بھی ہو چکے ہیں، جن کے بعد وُہ ریاکاری سے یہ بہانہ سازی کرتے رہے ہیں کہ وُہ عامۃ النّاس کے راستباز برہمی کو قابُو میں نہ رکھ سکے۔ اِس مرتبہ غالباً عامۃ النّاس کے خوف سے وُہ یہ کام خُود نہیں کر سکتے تھے، اس لئے اُنہوں نے رُوم کو ملوّث کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ہاں مَیں نے اُسے حاکمِ گلیل کے پاس بھجوا دیا جو خُود ایک یہُودی ہے تاکہ وُہی اُسے سزا دے۔ لیکن اُس بُوڑھی، مکّار لُومڑی، ہیرودیس نے محض اُس کا تمسخر اُڑانے کے بعد اُسے میرے ہی پاس واپس بھیج دیا تاکہ یہ الزام مَیں

اپنے سر لے لُوں۔"

مَیں نے جُرأت کر کے پُوچھ لیا "لیکن اِس بات سے آخر اُس کا مطلب کیا تھا کہ اُس کی بادشاہت اِس دُنیا کی بادشاہت نہیں؟ مَیں توہّم پرست ہرگز نہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جس وقت اُس نے آخری سانس لیا تو زمین تھرّا اُٹھی تھی اَور رحم کھا کر آسمان بھی تاریک ہو گیا تھا تاکہ اُس کی اذیّت واضح طَور پر دیکھی نہ جا سکے۔"

گورنر نے مُجھے غُصّہ بھری نگاہوں سے دیکھتے ہُوئے بڑی سختی سے ڈانٹ کر کہا "مَیں اُمّید کرتا ہُوں کہ تُم جو یہاں محض ایک اجنبی ہو، میری بیوی کی مانند خواہ مخواہ کسی پریشانی میں نہیں مُبتلا ہو گے۔ وُہ آج صُبح ہی سے پراگندہ خاطر ہے اَور مَیں اُس بدبخت عدنابر تنندار کو بھی قید میں ڈال دُوں گا اگر وُہ خُدا کے بیٹے کے افسانے سُنانے سے باز نہ آیا۔ یہ شامیوں کی سی توہّم پرستی ناقابلِ برداشت ہے۔ یاد رکھو کہ تُم رُومی ہو۔"

مَیں اپنی خُوش قسمتی پر شُکر گزار ہُوا کہ مینار کے اندر اُس تنہائی کے لمحہ میں کہیں مَیں نے اُس کے ساتھ اُن پیش گوئیوں اَور فالوں کا ذکر نہیں کر دیا جو مُجھے کھینچ کر یروشلیم لائی تھیں۔ لیکن اُس کے چڑچڑے پن نے مُجھے اپنے اِس ارادے پر اَور بھی مضبُوطی سے قائم کر دیا کہ خواہ کُچھ بھی ہو اس تمام قِصّہ کی مکمل تحقیق کر کے رہُوں گا۔ یہ ایک رُومی گورنر کے شایانِ شان ہی نہ تھا کہ وُہ ایک یہُودی بلوائی کے صلیب کئے جانے پر اپنے آپ کو یُوں پریشان کرے۔ یہُودیوں کا یہ بادشاہ یقیناً ایک غیر معمُولی انسان ہی ہو گا۔

پنطُس پیلاطُس نے مُجھے غروبِ آفتاب کے بعد کھانے کی دعوت دی اَور اپنے رہائشی کمروں کی جانب کی سیڑھیوں پر چڑھنا شروع کر دیا۔ مَیں افسروں کے سکوٹ میں واپس آ گیا جہاں فُرصت میسّر آنے پر سب نے شراب نوشی شروع کر رکھی تھی۔ شراب کے لحاظ سے یہُودیہ بہترین خطّہ ہے اَور افسروں کے اِس کہنے پر اُن کی شراب چکھنے کے بعد، مُجھے یقین کرتے ہی بنی۔ پانی کے ساتھ ملا کر پینے میں یہ تازہ ہلکی اَور کم میٹھی ہو جاتی ہے۔ مَیں نے اُن افسران سے گُفتگو شروع کر دی جو وہاں کے فوجی دستہ کے فنی ماہرین تھے اَور اندازہ لگا لیا کہ واقعی پنطُس پیلاطُس نے بڑے تامّل و تذبذب کے بعد اَور یہُودیوں کے سخت دباؤ میں آ کر یہُودیوں کے بادشاہ کو صلیب پر چڑھانے کا حُکم دیا تھا۔ یہ بھی درُست تھا کہ قلعے کے میدان میں سپاہیوں نے اُس کا مذاق

اُڑایا اَور اُس پر کوڑے برسائے تھے، مگر اُنھوں نے وُہ سب محض تفریحاً اَور رواج کے طور پر کیا تھا، جس کے بعد وُہ اُسے آزاد کرنے کو بالکل تیّار تھے ۔ وُہ سب ایک احساسِ جُرم سے پریشان معلوم ہوتے تھے اَور اُن میں سے ہر کوئی تمام الزام یہوُدیوں کے سر ڈالتے ہُوئے اپنے آپ کو بَری الذمّہ ظاہر کرنے کے لئے بے قرار نظر آتا تھا۔ زلزلہ اُن پر ایک گہرا تاثر چھوڑ گیا تھا، اَور جب اُن میں سے چند ایک پر نشہ پُوری طرح طاری ہوگیا تو وُہ یہوُدیوں سے سُنے ہُوئے، اُس بادشاہ کے حیرت انگیز کمالات کے قِصّے دُہرانے لگے۔ اُس لے بیماروں کو تندرُست کیا تھا ۔ آسیب زدہ لوگوں کے آسیب دفع کئے تھے اَور جیسا کہ عام طَور پر مشہُور تھا صرف چند دِن ہی پہلے اُس نے ایک ایسے مُردے کو زِندہ کر دِیا تھا جو یروشلیم سے تھوڑے ہی فاصلہ پہ کئی روز تک قبر میں پڑا رہا تھا۔ میرے نزدیک یہ کہانی ایسی مبالغہ آمیز افواہوں کی ایک ٹکسالی مثال سے کم نہ تھی، جیسی کہ عام طَور پر کسی سنسنی خیز واقعہ کے بعد بڑی سُرعت سے پھیل جایا کرتی ہیں۔ جب مَیں نے اُن اچھّے خاصے تعلیم یافتہ اَور روشن خیال آدمیوں کو اِس قسم کی فضُولیات پر یُوں آسانی سے یقین کرتے دیکھا تو مَیں اپنی مُسکراہٹ بمشکل ضبط کر سکا۔ اُن میں سے ایک نے تو یہاں تک بھی کہا کہ وُہ اُس مُردہ سے زِندہ ہونے والے آدمی کو جانتا ہے ۔ اُنھوں نے بڑی سنجیدگی سے مُجھے بتایا کہ 'یہ مُردے کو زندہ کرنے کی داستان' جو پُورے یروشلیم میں پھیل چُکی تھی، یہوُدی اربابِ اختیار کے لئے ایک انتہائی کاری ضرب تھی جس کے فوراً ہی بعد اُنھوں نے یہ قطعی فیصلہ کیا تھا کہ اُس معجزے کرنے والے کی جان بہر طور لے لی جائے ۔

شُتر سوار فوج کے ایک افسر نے جو یہوُدیوں کی عیدِ فسح کے سِلسلہ میں ہی یروشلیم بلایا گیا تھا، یہوُدیوں کے تعصّب کو مثال کے طَور پر بتایا کہ کس طرح ایک سال پیشتر گلیل کے یہوُدی حاکم ہیرودیس نے صحرا سے آنے والے ایک نبی کو قتل کروا دیا تھا۔ اُس آدمی نے لوگوں کو دریائے اُردن میں بپتسمہ دینا شروع کر دیا تھا تاکہ وُہ آنے والی بادشاہت میں جگہ پانے کے اہل ہو سکیں۔ راوی نے اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ وُہ اُونٹ کی کھال کے ایک چوغے میں ملبُوس رہتا تھا اَور گوشت قطعی نہیں کھاتا تھا۔ مَیں نے یہ بھی سُنا کہ بحیرۂ مُردار کے ساحل پر، ایک دُشوار گُذار صحرا میں سینکڑوں

یہوُدیوں پر مشتمل ایک ایسا فرقہ بھی پَیدا ہو چُکا ہے جو اپنے قدیم صحیفوں کی ورق گردانی میں مصروف نئی بادشاہت کا منتظر بیٹھا ہے۔ وُہ کٹّر لوگ عام راسخ العقیدہ یہوُدیوں سے ایک بالکل ہی مختلف وقت کا پیمانہ رکھتے ہیں اَور اُن کے گروہ میں شمولیّت کے لئے بہت سی کڑی آزمائشوں کے مُختلف مدارج میں سے گُذرنا پڑتا ہے ۔

تاریکی چھاگئی ۔ چراغ روشن کر دیئے گئے اَور میرا گورنر کے کمرے میں جانے کا وقت آگیا ۔ اس بات پر میرے ساتھ کافی ہنسی مذاق بھی ہوتا رہا ۔ پھر رازداری کے ساتھ مُجھے یہ بھی بتایا گیا کہ وُہ افسران چوری چھُپے چند موسیقاروں اَور دوشامی رقاصاؤں کو مسکوٹ میں لائے ہُوئے ہیں، اَور جب گورنر چلا جائے تو واپس آکر مَیں اُن کی تفریح میں بخُوشی شامل ہو سکتا ہُوں۔ یہوُدیوں کے اُس تہوار کی وجہ سے پُورے فوجی دستہ کی جان مُصیبت میں آئی رہی تھی، اس لئے وُہ اَب کسی تفریح کی ضرُورت محسُوس کرتے تھے ۔

پِلناطُس کے رہائشی کمروں کی بے سرو سامانی چھُپانے کے لئے قیمتی قالین اَور پردے استعمال کئے گئے تھے اَور پلنگوں کے پروں سے بھرے ہُوئے گدوں پر بڑی دلکش چادریں بچھا دی گئی تھیں۔ کھانا خاص شامی طرز کے برتنوں میں پیش کیا جا رہا تھا، اَور شراب شیشے کے پیمانوں میں دی جا رہی تھی ۔ میرے علاوہ وہاں ایک اَور بھی مہمان تھا، محافظ دستے کا افسر جو بظاہر بے حد کم گو تھا۔ ممکن ہے وُہ لشکر کشی میں ماہر ہو، مگر کلودیہ پروکلا اَور اُس کی مصاحب خاتُون کی موجُودگی سے وُہ سخت حواس باختہ اَور بات تک کرنے سے معذُور نظر آ رہا تھا ۔ عدنابر اَور گورنر کا معتمد بھی موجُود تھے۔ چراغوں میں خُوشبُودار تیل بھرا ہُوا تھا اَور دونوں خواتین، خُوشبُوؤں کے معاملہ میں چراغوں کی مدِّ مقابل بنی ہُوئی تھیں۔

مَیں کلودیہ سے مل کر بہت خُوش ہُوا۔ گو اَب اگر مَیں نے اُسے باہر کہیں سرِ عام دیکھا ہوتا تو کبھی نہ پہچان سکتا۔ اُس کا چہرہ زرد اَور اُترا ہُوا تھا اَور اپنے بالوں کی خاکستری سفیدی کو چھپانے کے لئے اُس نے اُنہیں مہندی سے سُرخ کر رکھا تھا۔ صرف اُس کی آنکھیں ہی مُجھے آشنا نظر آئیں، اَور جب مَیں نے اُن کے اندر جھانکا تو مُجھے وہاں اُسی بے چین احساس کا تجربہ ہُوا جس نے ایک مرتبہ، رُوم میں پروکلا کے محل میں میری شامِ جوانی کو مسحُور کیا تھا۔

اُس نے اپنے دونوں پتلے اور صاف سُتھرے ہاتھ میرے ہاتھوں میں دے دیئے اور دیر تک میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتی رہی۔ پھر اچانک مجھے حیران کرتے ہُوئے اُس نے لپک کر اپنے دونوں بازو میری گردن میں حمائل کر دیئے۔ مجھے اپنے ساتھ لگا کر زور سے بھینچ لیا، میرے دونوں رُخساروں کو بوسہ دیا اور رونے لگی، سسکیاں لے کر وہ کہہ رہی تھی "آہ! مرقس! مرقس! مَیں کس قدر خُوش ہُوں کہ اس بھیانک شام میں تُم مجھے سکُون دینے آ پہنچے ہو۔"

محافظ دستہ کے افسر نے اپنے میزبان کی اور خُود میری پریشانی کے خیال سے اپنا منہ دُوسری طرف پھیر لیا۔ پنطُس پیلاطُس کوفت زدہ اور برہم ہو کر سرزنش کرنے لگا۔ "بس بس، کلودیہ! اپنے آپ کو ذرا قابُو میں رکھو۔ ہم سب جانتے ہیں کہ تُمہاری طبیّعت ناساز ہے۔" کلودیہ پروکلا نے میری گردن پر سے اپنے بازو ڈھیلے کر دیئے۔ اُس کی آنکھوں کے نچلے نیلگوں حلقوں میں سے بہہ کر آنے والے آنسوؤں نے اُس کے رنگے ہُوئے رُخساروں پر جم کر اُس کے حُسن کو قدرے مُنتشر کر دیا تھا۔ لیکن اُس نے اپنا پاؤں زمین پر زور سے پٹختے ہُوئے بڑے تُند لہجہ میں جواب دیا۔ "اگر مجھے منحُوس خواب آنا شروع ہو گئے ہیں تو اَب اِس میں میرا کیا قصُور؟ کیا مَیں نے تُمہیں اُس مُقدّس شخص پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے خبردار نہیں کیا تھا؟"

اُس وقت جب مَیں نے پنطُس پیلاطُس کو ایک تکلیف دِہ بےبسی کے عالم میں دیکھا تو مُجھے اچانک یہ اندازہ ہو گیا کہ اپنی بیوی کی رشتہ داریوں کے طفیل یہ بلند عُہدہ حاصل کرنے کی اَب اُسے کس قدر بھاری قیمت ادا کرنا پڑ رہی ہے، کوئی اَور شخص ہوتا تو یقیناً وہ اپنی بیوی کو اُن حالات کے تحت فوراً کسی دُوسرے کمرے میں چلے جانے کی تلقین کرتا اَور اُسے اپنے جذبات پر قابُو پانے کا حُکم دیتا، لیکن گورنر نے صرف ایک بے ڈھنگی سی تھپکی اُس کے کندھے پر دی۔ مصاحب خاتُون جو خُود بھی بہُت حسین تھی، جلدی سے آگے بڑھ کر اپنی مالکہ کا بناؤ سنگار دُرست کرنے لگی۔

گورنر نے ایک غلام کے ہاتھ سے ایک ڈونگا پکڑ کر شراب کے مٹکے میں سے شیشے کے اُن پیمانوں میں شراب اُنڈیلی جن پر فخر کرنے میں وہ حق بجانب تھا۔ پہلا پیمانہ اُس نے محافظ دستہ کے افسر کو نظرانداز کرتے ہُوئے میری طرف بڑھایا۔ اُس کے اِس

روّیے کا صاف صاف مطلب یہ تھا کہ وہ میرے سامان کی تلاشی کروا چکا تھا جس میں مَیں نے وہ مختصر سا تعارفی خط جو مجھے دیا گیا تھا کُھلا چھوڑ رکھّا تھا، اس سے میرا مقصد بھی یہ ظاہر کرنا تھا کہ مَیں پہلے اپنے پاؤں سے رُوم کی مٹّی اچھّی طرح سے جھاڑ دینا چاہتا ہُوں۔ اُس خط کے سرنامہ پر ایک ایسی ہستی کا نام ہے جو مَیں یہاں نہیں لکھوں گا، لیکن جس کے متعلق اب انکشاف ہُوا ہے کہ وہ مشرقی مُلکوں میں بھی ایک طاقتور اَور پُراثر نام تسلیم کیا جاتا ہے۔ مَیں ایک بار پھر تُمہارا شُکریہ ادا کرتا ہُوں طُولیا، کہ مجھے رُوم سے نکالتے وقت تُم نے میرے تحفّظ کی خاطر وہ نام مجھے حاصل کرا دیا تھا۔

جب ہم نے جامِ صحت پیا تو پنطُس پیلاطُس نے اپنے چہرے پر ایک پھیکی سی مُسکراہٹ لانے کی کوشش کرتے ہُوئے گوش رس آواز میں کہا کہ اب وہ یہودیوں کی کم از کم اُس رسم کو ضرور صحیح طور پر سمجھنے لگ گیا تھا جس کی رُو سے عورتوں کو مردوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کی ممانعت ہے۔ لیکن اُس وقت تک کلودیہ پروکلا پُرسکُون ہو چُکی تھی۔ اُس نے میز پر مجھے اپنے بالکل ساتھ بٹھایا تھا، تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے میرے سر کے بالوں کو تھپکی دے سکے۔ "اِس میں آخر کیا حرج ہے"؟ اُس نے کہا "مَیں تُمہاری والدہ کی عُمر کی ہُوں اَور تُم۔ بیچارے یتیم۔ تُم نے کبھی اپنی ماں کو دیکھا ہی نہیں"۔

"دیوتاؤں کے لئے کوئی بات ناممکن نہیں" مَیں نے برجستہ جواب دیا "اس لئے ہم یہ مان لینے کو تیّار ہیں کہ تُم پانچ سال کی عُمر میں ہی بچّہ پیدا کر سکتی تھیں"! یہ صاف صاف چاپلُوسی تھی، لیکن اِسی چیز کو تو عورتیں پسند کرتی ہیں۔ کلودیہ پروکلا نے ایک ناز کے ساتھ اپنی لمبی پلکوں کے پیچھے سے مجھ پر ایک نظر ڈالی اور مُجھے ریاکار کا خطاب دیتی ہُوئی اپنی مصاحب خاتُون کو خبردار کیا کہ وہ میرے ایک لفظ پر بھی اعتبار نہ کرے کیونکہ مَیں پُورے رُوم میں ایک مانا ہُوا مکّار ترین شکاری تھا جسے چودہ ہی سال کے سِن میں مشہُور شاعر عوید کا پُورا عشقیہ کلام ازبر ہو گیا تھا! میری خُوش قسمتی تھی کہ اُس نے کہیں اُس وصیّت کا ذکر نہیں کر دیا جس کے طفیل مَیں دولتمند بن گیا تھا۔

گورنر نے اِس مذاق کو بُرا نہ منایا بلکہ اِس کے برعکس جیسا کہ مَیں نے محسُوس کیا، وہ ہر اُس بات کو خُوش آمدید کہنے کو تیّار تھا جو اُس کی بیوی کا مزاج بحال کر سکے۔ اُس نے مزاحاً مجھے تاکید کی کہ مَیں اپنے آپ پر قابُو رکھّوں کیونکہ گورنر کی بیوی بہر حال ہر قسم کے

طعن و ملامت سے بالاتر سمجھی جاتی ہے۔ اُس نے واقعی اپنے لئے لفظ گورنر ہی استعمال کیا تھا۔ اِس کے علاوہ اُس نے مجھے یقین دلایا کہ یہودیوں کی صحبت میں کلودیہ پروکلا سنجیدگی پسند ہو چکی تھی اور رُومی صحبتوں کی تمام بے ہودگیوں سے نجات پا چکی تھی۔

اِس طرح گفتگو کرتے ہُوئے ہم نے کھانا شروع کیا۔ مَیں نے ایک سے ایک بڑھ کر ضیافت کھائی ہے، مگر اُس کھانے میں بھی مَیں کوئی نقص نہ پا سکا، حالانکہ گورنر عادتاً اعتدال پسند ہے۔ پیش کی جانے والی ہر چیز کم از کم تازہ اور خالص اجزا سے تیار کی ہوئی تھی، جو کھانا بنانے کے فن کا ایک بُنیادی نکتہ ہے۔ لیکن سب سے پُر لطف موقعہ ضیافت کا وہ نقطۂ عروج تھا جب ایک بہت بڑا خوان ڈھکنے سمیت اندر لا کر میز پر رکھ دیا گیا اور گورنر نے فوراً ہی تمام غلاموں کو کمرے سے باہر بھیج دیا۔ پھر اپنے ہاتھ سے اُس نے ڈھکنا اُٹھایا۔ خوان میں سے سؤر کے بھنے ہوئے گوشت اور سدا بہار گلاب کی ملی جلی خوشبو کی لپٹیں اُٹھنا شروع ہوئیں۔

عدنابر اور محافظ دستہ کے افسر خوشی کے مارے بے ساختہ چیخ اُٹھے! پنطُس پیلاطُس نے ہنستے ہوئے مجھے بتایا "اِسی سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ یہاں ہم یہودیوں کے کس قدر زیرِ اثر آ چکے ہیں۔ رُومی گورنر بھی مجبور ہے کہ اپنے لئے سؤر کا گوشت اُردن پار سے انطونیہ تک غیر قانونی طریقہ سے درآمد کرے۔"

مجھے معلوم ہُوا کہ بحیرۂ گلیل کے مشرق کی جانب محافظ فوج کے استعمال کے لئے سؤروں کے ریوڑ کے ریوڑ پالے جاتے ہیں۔ لیکن یروشلیم میں سؤر کے گوشت کی درآمد بڑی سختی سے ممنوع ہے کیونکہ اِس سے یہودیوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ افسرانِ محصول خواہ رُوم کے لئے کتنا ہی دوستانہ رویّہ رکھتے ہوں مجبور ہیں کہ اِس پابندی پر پوری سختی سے عملدرآمد کروائیں۔ اِس لئے گورنر کی کھانے کی میز کے لئے سؤر کا گوشت رُومی حکومت کی مُہر لگا کر بطور ڈاک کے انطونیہ میں لایا جاتا ہے۔

عدنابر نے گفتگو میں کچھ حصّہ لینے کے خیال سے کہنا شروع کیا "اِس بات پر مجھے یاد آ رہا ہے کہ یہودیوں کے بادشاہ نے اگر کبھی کوئی جرم کیا تھا تو وہ اُردن کے مشرق میں گدارا کے مقام پر کیا۔ وہ متعصب ہرگز نہ تھا بلکہ خود اکثر کئی یہودی قوانین کی خلاف ورزی کرتا رہتا تھا۔ بلکہ بڑی ہٹ دھرمی سے سبت تک کا احترام نہ کرتا تھا۔ تاہم سؤر کے گوشت کے معاملہ میں وہ بھی یہودیوں کی روایتی نفرت سے خالی نہ تھا، کیونکہ کوئی دو سال گزرے جب

ایک روز وہ اپنے پیروؤں کے ہمراہ سفر کرتے ہوئے گدارا کے مقام میں سے گزرا تو اُس نے تقریباً ایک ہزار کے لگ بھگ سؤروں کے ریوڑ کو ایک پہاڑی کی چوٹی پر سے نیچے سمندر میں دھکیل دیا تھا۔ تمام سؤر غرق ہو گئے جس کی وجہ سے اُن کے مالک کا خاصا نقصان ہُوا۔ لیکن وہ سب مجرم فرار ہو کر گلیل کی سرحد پار چلے گئے۔ اُنہیں مقدمہ میں ماخوذ کرنا بڑا مشکل تھا اور نہ ہی درحقیقت اُن سے کوئی معاوضہ ہی وصول کیا جا سکتا تھا کیونکہ وہ مفلس قلاّش لوگ تھے جن کا گزر بسر اُن کے ماننے والوں کی خیرات وغیرہ پر تھا اور خود کوئی کام تو وہ کبھی کبھار ہی کرتے تھے۔ چنانچہ سؤروں کے مالک کو وہ نقصان برداشت ہی کرنا پڑا۔ میرا خیال ہے کوشش کرنے پر بھی کوئی شخص اُن کے خلاف گواہی دینے کو ہرگز تیار نہ ہوتا کیونکہ اُس وقت تک اُس کی شہرتِ سرحد پار تک پھیل چکی تھی اور لوگ اُس کے معجزوں کی وجہ سے اُس سے خائف بھی تھے۔"

عدنابر نے اپنی نشست کے کنارے پر بیٹھ کر یہ داستان بڑے جوش سے سُنائی اور اُسے ختم کر کے وہ بے تحاشہ ہنسنے لگا۔ لیکن پھر اچانک اُسے اندازہ ہُوا کہ ہم سب اُس کی داستان سے قطعی لُطف اندوز نہیں ہوئے تھے، کیونکہ اِس طرح گھوم پھر کر ہم دوبارہ یسُوع کے ذکر تک آ گئے تھے، جسے ہم نے آدابِ محفل کے تقاضہ کے تحت تھوڑی دیر پہلے اپنی بے معنی گفتگو سے بھلانے کی کوشش کی تھی۔ یہ اور بات تھی کہ ہم اُسے مکمّل طور پر اپنے خیالوں سے خارج نہ کر سکے تھے۔ عدنابر نادم سا نظر آنے لگا۔ اُس کی ہنسی ایک دم ختم ہو گئی۔ پنطُس پیلاطُس نے تُرش رُوئی سے کہا "چھوڑو اِس قِصّے کو۔ اُس شخص کے متعلق ہم اب تک کافی گفتگو کر چکے ہیں۔"

لیکن کلودیہ پروکلا نے کانپنا اور اپنا خبط پھر کھونا شروع کر دیا۔ وہ بولی "وہ مقدس تھا، وہ ایک شفا دینے والا اور معجزے کرنے والا انسان تھا۔ ایسا انسان جس کی مثال آج تک دُنیا نے نہیں دیکھی تھی۔ اگر تم ایک صحیح انسان اور سچے رُومی ہوتے تو کبھی اُسے سزائے موت نہ دیتے۔ اگر بعد میں تم نے اپنے ہاتھ دھو لئے تو اُس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ایسا کرنے سے تم اُس گناہ سے پاک تو نہیں ہو سکتے، تم نے خود ہی تسلیم کیا تھا کہ تمہیں اُس کا کوئی قصور نظر نہیں آتا۔ یروشلیم میں کون حکومت کرتا ہے، یہودی یا تم؟"

گورنر مارے غصّہ کے سفید پڑ گیا اور اُس نے شراب کا پیالہ زمین پر دے مارا ہوتا

اگر اُسے یہ خیال نہ ہوتا کہ یہ قیمتی پیالہ توڑنے سے کچھ حاصل نہ ہو سکے گا۔ اُس نے تھوڑی دیر سوچا۔ اپنے آس پاس نظر ڈالی اَور یہ اطمینان کر لینے کے بعد کہ محفل نہایت مُختصر اَور گنے چُنے آدمیوں پر مُشتمل ہے اَور کوئی ملازم موجُود نہیں، کہا:

"مَیں صرف اُس بات پر یقین کیا کرتا ہُوں جو میری اپنی آنکھیں دیکھتی اَور مشاہدہ کرتی ہیں۔ اُس نے میرے یا ہیرودیس کے سامنے کوئی مُعجزہ نہ دکھایا، حالانکہ ہیرودیس نے خاص طَور پر اُسے اپنی قوّت کا مظاہرہ کرنے کے لئے کہا بھی تھا۔ یہ تمام معاملہ خالص سیاسی نوعیّت کا تھا، اَور وُہ بھی ایک خُفیہ سے انداز میں، مُجھے اِس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا کہ اُسے سزا سُنا دُوں۔ دراصل قانُونی لحاظ سے یہ مَیں نہیں تھا جس نے اُسے سزائے مَوت دی۔ مَیں نے تو صرف یہُودیوں کو اپنی من مانی کر لینے کی بس اجازت دے دی تھی۔ سیاست آخر سیاست ہے، اَور اِس میں عدالتی رواج نہیں بلکہ مصلحت ہوتی ہے کہ یہُودیوں کو اپنی مرضی کر لینے دی جائے۔ اِس سے اُن کے قومی تفاخر کو تسکین ملتی ہے، لیکن تمام اہم اُمور میں بہر حال کُلّی اختیار میرا اپنا ہی ہوتا ہے۔"

"یرُوشلیم کے لئے پانی کی فراہمی کے مسئلہ کے متعلّق تُمہارا کیا خیال ہے"۔ کلودیہ نے اپنے مخصُوص نسوانی تُنبض سے کہا "کیا وُہ تُمہارا اپنا تخیّل، تُمہاری غیرت کا سوال نہ تھا؟ تُمہارے زمانۂ حاکمیت کی ایک یادگار، اُس کا کیا حشر ہُوا آخر؟ تُم نے تو تمام نقشے بنوا کر آبشار کے تخمینے تک تیّار کروا لئے تھے۔"

"مَیں ہیکل کا خزانہ تو غبن نہیں کر سکتا تھا"، گورنر نے اپنی مدافعت میں جواب دیا، "اگر یہُودی یہ نہیں سمجھ سکتے کہ اُن کی بہتری کس بات میں ہے، تو قصُور اُن کا اپنا ہے نہ کہ میرا۔"

"واہ رے میرے حُکمران!" کلودیہ پروکلا نے طنز کا تیر چلایا۔ "پچھلے کئی برسوں کے دَوران تُمہیں ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں بار بار یہُودیوں کے سامنے جُھکنا پڑا ہے۔ کم از کم اِس ایک معاملہ میں تو تُم خُود کو مَرد ثابت کر ہی سکتے تھے اَور اِس طرح سچائی بھی تُمہاری حمایت پر ہوتی، جب مَیں نے تُمہیں پیغام بھجوایا تھا کہ ایک معصُوم انسان کو ہرگز سزا نہ دینا تو تُم نے کیوں نہ مُجھ پر یقین کیا؟"

عدنابرہ نے معاملہ کی بگڑتی ہُوئی صُورت کو سنوارنے کے خیال سے مزاحًا کہا "دراصل یرُوشلیم کی عورتوں نے ہی اُس پانی کی نہر کو اپنی ہٹ دھرمی کا شکار بنا دیا۔ گھر سے باہر دُور

جا کر پانی لانا ہی ایک ایسا کام ہے جو اُنہیں کنوؤں پر اکٹھے ہو کر گپّیں ہانکنے کا موقعہ فراہم کرتا ہے۔ اس لئے اُن کا راستہ جتنا طویل اَور تھکانے والا ہو اُتنا ہی زیادہ وقت اُنہیں باتیں کرنے کے لئے میسّر آ جاتا ہے۔"

"یرُوشلیم کی عورتیں اِتنی سادہ لوح نہیں جتنی تُم اُنہیں سمجھتے ہو" کلودیہ پروکلا نے جواب دیا۔ "اگر یہ سب کارروائی اِتنی عجلت سے چوری چھپے نہ کی جاتی، اَور اگر اُس کے اپنے ہی حواریوں میں سے ایک بدبخت نے اُس کے ساتھ غدّاری نہ کی ہوتی، تو وُہ کبھی مُجرم نہ قرار پاتا۔ اگر تُمہارے اندر کم از کم اِتنی ہی جُرأت ہوتی کہ اُس کے متعلّق اپنے فیصلہ کو عیدِ فسح کے بعد تک مُلتوی کر دیتے، تو اب حالات بالکل مختلف نظر آ رہے ہوتے۔ اُس کی پُشت پر مزدُور اَور محنت کش لوگ تھے اَور ان کے علاوہ وُہ لوگ بھی، جو مُلک کے طُول و عرض میں پھیلے ہُوئے خاموشی اَور صبر و رضا سے بادشاہت کے منتظر ہیں۔ اُن کی تعداد تُمہارے اندازے سے کہیں زیادہ ہے حتّٰی کہ مجلسِ اعلیٰ کا ایک معزز رُکن خُود تُم سے اُس کی لاش مانگنے آیا تاکہ وُہ اُسے اپنے ذاتی مقبرے میں دفن کر دے۔ مَیں وُہ باتیں جانتی ہُوں جن کا تُمہیں قطعی کوئی عِلم نہیں۔ مَیں ایسی باتوں کا علم بھی رکھتی ہُوں جو خُود اُس کے اپنے حواریوں تک کے وہم و گُمان میں نہیں۔ لیکن اب یہ سب کُچھ بعد از وقت ہے، تُم اُس کی جان لے چُکے ہو۔"

پینطُس پیلاطُس نے اپنا ایک ہاتھ بلند کرتے ہُوئے رُوم کے تمام دیوتاؤں اَور قیصر کی جنّیں رُوح سے قیصر کی امداد کے لئے فریاد کی اَور پھر چیخ کر بولا "اگر مَیں نے اُسے مصلُوب نہ کیا ہوتا تو یہُودی رُوم تک اپنی شکایت لے جا کر مُجھ پر الزام لگاتے کہ مَیں قیصر کا دوست نہیں، کلودیہ! کیا مَیں نے تُمہیں منع نہیں کر رکھا کہ تُم اُن عورتوں سے ہرگز میل جول نہ رکھو جو اپنے اُوپر مصنُوعی وجد طاری کر لیتی ہیں؟ دوستو، رُومیو، مَیں تُم سے التجا کرتا ہُوں مُجھے بتاؤ تُم میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟ کیا تُم ایک ایسے یہُودی کی خاطر جو اپنے مذہب میں جھگڑا پیدا کرتا ہو، اپنے عہدے اَور اپنی تمام زندگی کو خطرے میں ڈال دیتے؟"

محافظ دستے کے افسر نے آخر کار اپنا مُنہ کھولا اَور کہا "یہُودی آخر یہُودی ہوتے ہیں۔ شبخُون مارنے والے، جیسے گھاس میں چُھپے ہُوئے سانپ، اُن سے معاملہ کرتے وقت کوڑا، نیزہ اَور صلیب ہی صحیح حکمتِ عملی ہو سکتی ہے۔"

عدنابرہ نے کہا "جس وقت وُہ مر رہا تھا تو زمین تھرّا اُٹھی تھی۔ میرا ایمان ہے کہ

وہ خدا کا بیٹا تھا۔ لیکن تم کچھ کرنے سے معذور تھے۔ وہ مر چکا ہے اور واپس نہیں آسکتا۔"

میں نے کہا "جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو صرف اُس کی بادشاہت کے متعلق مزید کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

کلودیہ پروکلا نے پھٹی پھٹی نظروں سے ہمیں دیکھا اور پوچھا "اگر وہ واپس آجائے تو پھر؟ بتاؤ پھر تم کیا کرو گے؟" اُس نے یہ بات اس قدر سنجیدگی سے پوچھی کہ میرے جسم میں یکدم ایک سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ میرے جسم کے تمام رونگٹے کھڑے ہو گئے اور مجھے اپنے آپ کو یاد دلانا پڑا کہ میں نے یہودیوں کے بادشاہ کو اپنی آنکھوں سے صلیب پر مرتے ہوئے دیکھا تھا۔

پینطُس پیلاطُس نے رحم بھری نگاہوں سے اپنی بیوی کی طرف دیکھا، اپنا سر ہمدردی سے ہلایا گویا وہ کسی سادہ لوح انسان سے ہمکلام ہو رہا تھا۔ اُس نے کلودیہ سے کہا "وہ بخوشی واپس آجائے۔ آج کے لئے بس اتنی گفتگو ہی کافی ہے.....!" عین اُس وقت گورنر کے معتمد کے لئے کوئی پیغام لے کر ایک غلام دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوا۔ گورنر نے اطمینان کا ایک سانس لے کر کہا۔ "جلد ہی ہمیں کوئی خبر ملنے والی ہے، اب دفع کرو اِس موضوع کو۔"

ہم نے ایک گھٹی گھٹی سی فضا میں کھانا ختم کیا۔ میز صاف کر دی گئی۔ ہم سب نے مزید شراب پی، اور خواتین کو لبھانے کے لئے میں نے سکندریہ کے تازہ ترین گیت گا کر سنائے۔ عدنابر نے بھی گانے میں حصہ لیتے ہوئے اپنی تربیت یافتہ آواز میں بارھویں فوج کا تخلیق کردہ ایک نہایت فحش گیت سنایا۔ پھر معتمد واپس آگیا، اور پینطُس پیلاطُس نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ ہم سب اُس کے اعتماد میں ہیں، اُسے حکم دیا کہ جو خبر اُسے ملی تھی وہ ہماری موجودگی میں ہی سنا دے۔ گورنر نے جو جاسوس یہودیوں پر مقرر کر رکھے تھے، وہ رات کی تاریکی میں خاموشی کے ساتھ قلعہ میں آکر اپنی اپنی اطلاعات دیا کرتے تھے، چنانچہ معتمد نے ہمیں بتایا۔ "زلزلے کی وجہ سے ہیکل میں ایک دہشت پھیل گئی ہے، کیونکہ اُس سے مقامِ مقدس کا بیرونی پردہ اُوپر سے نیچے تک خود بخود چاک ہو گیا تھا۔ وہ شخص جس نے ناصری کے ساتھ غداری کی تھی، آج صبح ہیکل میں واپس آیا اور جو تیس دینار اُسے بطور معاوضہ دیئے گئے تھے، وہ اُس نے سردار کاہن کے منہ پر دے مارے۔ اِس بات پر سردار کاہن کے مکان میں سخت غم و غصہ پھیلا ہوا ہے کہ صلیب پر سے لاش کو اُتار کر، اُس جگہ کے قریب ہی،

ایک پہلے کی کھدی ہوئی قبر میں دفن کروائے۔ مجلسِ اعلیٰ کے ہی دو ارکان، یوسف اور نیکدیمس تھے، اور نیکدیمس نے ہی لاش کو لپیٹنے والی چادر اور اِس کے علاوہ اُسے دفنانے کے لئے پچاس سیر لوبان اور مُر کی قیمت اپنے پاس سے ادا کی۔ اِس کے سوا باقی شہر پُرسکون ہے اور عیدِ فسح کی شام حسبِ معمول منائی جا رہی ہے۔ یسوع کے حواری روپوش ہیں۔ یہودیوں کی مجلسِ اعلیٰ نے ایک نعرہ وضع کیا ہے کہ "بہتر ہے کہ پوری قوم کے لئے ایک آدمی اپنی جان دیدے۔ بجائے اِس کے کہ ایک آدمی کی خاطر پوری قوم ختم ہو جائے۔" اِس نعرے کا شہر پر کافی سکون بخش اثر پڑا ہے۔ بہر حال اب کوئی شخص کم از کم سنائی دینے والی آواز میں یسوع کا ذکر نہیں کرتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک وہم آلود اور خوف بلا احترام جو اُس کے لئے روا رکھا جاتا تھا، دھواں بن کر اُڑ چکا ہے، کیونکہ اُس نے کوئی معجزہ نہ دکھایا اور ایک ذلیل موت مر گیا۔" معتمد نے ہم پر نگاہیں ڈالیں، اپنا گلا صاف کیا۔ ایک خفیف سی مسکراہٹ اپنے چہرے پر لایا اور پھر بیان جاری رکھتے ہوئے بولا "علاوہ ازیں ایک اور بات ہے جو میں بیان کرنے کی ضرورت بھی نہ سمجھتا اگر وہ میں نے دو مختلف ذرائع سے نہ سنی ہوتی۔ اس شخص یشوع کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اُس نے اپنی موت سے تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا اعلان کیا تھا۔ میں ابھی تک یہ معلوم نہیں کر سکا کہ یہ کہانی کہاں سے شروع ہوئی، لیکن یہ پیشوائے اعظم کے علم میں بھی ہے اور اُس کے مکان پر اب اس بات پر غور و فکر ہو رہا ہے کہ اِس کی روک تھام کے لئے کیا کیا جا سکتا ہے۔"

"میں نے تمہیں کیا کہا تھا؟" کلودیہ پروکلا ایک فاتحانہ انداز سے بولی۔

معتمد نے جلدی سے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا "یقیناً میرا کہنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعی اُس کے جی اُٹھنے پر یقین کرتے ہیں، لیکن عین ممکن ہے کہ اُس کے حواری اُس کی نعش کو چرائے جانے کی کوشش کریں تاکہ سادہ لوح لوگوں کو دھوکا دیا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ پیشوا لوگ اور اُن کی مجلس اِس بات پر بگڑے ہوئے ہیں کہ اُس کی نعش کو بھی باقی دو مجرموں کی نعشوں کے ساتھ ہی کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں کیوں نہیں جلانے دیا گیا۔"

پیلاطُس نے تلخی سے کہا "مجھے کیا خبر تھی کہ وہ شخص میری رات کی نیند بھی حرام کر دیگا۔ اِس احمقانہ داستان پر وہ اسقدر پریشان ہو گیا کہ مجھے اور عدنابر کو علیحدہ ایک طرف لیجا کر

اُس نے پھر ہم سے تصدیق چاہی کہ یسُوع واقعی مَر چُکا تھا۔ ہم نے اُسے اپنی آنکھوں سے مرا ہُوا دیکھا تھا۔ ہم نے یہ بھی دیکھا تھا کہ سپاہی نے اپنا نیزہ اُس کے جسدِ بے جان میں عین دِل کے مقام پر گھونپ دیا تھا۔ ہم دونوں نے قسم کھائی: "وُہ شخص صلیب پر لٹکا ہُوا مر گیا تھا اور اَب ایک قدم بھی نہ چلنے پائے گا۔"

شراب زیادہ پینے، اور اُس رات کی تمام سُنی ہُوئی باتوں کی وجہ سے، میری تمام رات بہُت بے چینی کے عالم میں گذری۔ چنانچہ سخت تھکن کے باوجُود میری نیند خراب ہی اور تمام رات مُجھے بڑے ڈراؤنے خواب دکھائی دیتے رہے۔ افسروں کے سکوٹ میں شرابیوں کا شور دغوغا بھی مُجھے بے آرام کرتا رہا۔ آخر کار صُبح صادق کے وقت ہیکل میں بجنے والے ناقُوس کی تیکھی آواز سے میری آنکھ کُھل گئی۔ یہ آواز پُورے شہر میں گُونج اُٹھی تھی۔ جاگنے پر گذشتہ روز کے تمام واقعات میرے ذہن میں پھر ایک ایک کر کے گُھومنے لگے۔ اپنے خیالات کو ترتیب دینے اور ہر چیز کو بعینہٖ اُسی طرح محفُوظ کر لینے کے لئے جیسے کہ مَیں نے اُسے دیکھا تھا، مَیں نے بیٹھ کر لکھنا شرُوع کر دیا۔ مَیں لکھ ہی رہا تھا کہ عدنا بر سُوجی ہُوئی آنکھیں اور پراگندہ حالت میں مُجھے یہ کہنے آگیا کہ ایک دلچسپ تماشہ دیکھنے کے لئے مَیں بیرُونی مَیدان میں پہنچ جاؤں، اور وہاں واقعی پیشوائے اعظم اور مجلسِ اعلیٰ کا ایک وفد گورنر سے ملنے کے لئے کھڑا تھا۔ گو یہ ایک بہُت ہی بڑا یومِ سبت تھا تاہم پنطُس پیلاطُس نے پہلے تو اُن لوگوں کو کافی منتظر رکھا اور پھر آ کر اُن کو وُہ سب قضیہ کھڑا کر دینے پر ڈانٹ ڈپٹ شرُوع کر دی۔ لیکن وُہ واقعی بہُت نڈر اور بیباک ہو چُکے تھے اور قسمیں کھا کھا کر یقین دلانے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ آخری ہنگامہ بدترین ثابت ہوگا اگر یسُوع کے حواری کسی طرح اُس کی نعش کو چُرا لے جانے میں کامیاب ہو کر یہ اعلان کرتے پھریں کہ اُس نے اپنا وعدہ پُورا کر دیا اور تیسرے دن جی اُٹھا۔ چنانچہ وُہ گورنر کی مِنّت سماجت بھی کرتے جاتے تھے کہ چند روز کے لئے مقبرے پر فوجی دستے کا پہرہ لگا دیا جائے، کیونکہ اُنہیں اپنے آدمیوں پر بھی مکمل بھروسہ نہیں رہا تھا، اور حفظِ ماتقدّم کے طور پر اُس قبر کو خاص اپنی گورنری کی مُہر سے بند کروا دے جسے کوئی یہُودی توڑنے کی جُرأت نہیں کر سکتا۔

پیلاطُس نے اُنہیں بُوڑھی عورتیں اور نیم پاگل کہہ کر اُن کا مذاق اُڑایا۔ پھر کہا۔ "تُم ایک زندہ آدمی کی بہ نسبت ایک مُردے سے زیادہ خائف معلُوم ہوتے ہو۔"

لیکن اُنہوں نے سبت کے فوراً ہی بعد اُسے بیش قیمت تحائف بھیجنے کا وعدہ کیا۔ کیونکہ سبت کے روز وُہ اپنے ساتھ کچھ نہیں لا سکتے تھے۔ آخر کار پنطُس پیلاطُس رضامند ہو گیا، اور فوجی مُعتمد کے ہمراہ دو آدمیوں کو روانہ کر دیا تاکہ مُعتمد گورنر کی اپنی مُہر سے نہیں، بلکہ بارہویں فوج کے سرکاری نشان سے قبر کو سر بمُہر کر دے۔ اِس مقصد کے لئے پیلاطُس بارہویں فوج کے نشان ہی کو کافی سمجھتا تھا۔ اُس نے حُکم دیا کہ رات کے وقت پہرہ داروں کی تعداد بڑھا کر چار یا آٹھ، جتنی بھی پہرہ کا افسر مناسب خیال کرے کر دی جائے، کیونکہ وُہ یہ اچھّی طرح سمجھتا تھا کہ رات کے وقت شہر کی فصیل سے باہر صرف دو فوجی اپنے آپ کو کبھی محفُوظ نہیں سمجھیں گے۔

مَیں نے سوچا کہ کُچھ پَیدل چلنا میری تندرُستی کے لئے مفید ہوگا، اس لئے مَیں مُعتمد کے ساتھ ہی مقبرہ تک چلا گیا۔ صلیبوں کی پہاڑی پر خُون آلُودہ عمودی تختے اب تک سیدھے کھڑے تھے۔ جب نعشوں کو اُتارا گیا تھا تو چلیپائی تختے علیحدہ کر دیئے گئے تھے۔ وہاں سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک باغ تھا، جس میں ایک چٹان کی دیوار کو تراش کر ایک قبر بنائی گئی تھی۔ اُس کے دہانے پر ایک جِھری میں چکّی کے پاٹ کا ایک بہُت بڑا پتھّر پھنسا کر کھڑا کیا گیا تھا، جسے اُس کی جگہ سے سرکانے کے لئے کم از کم دو گرانڈیل آدمیوں کی قوّت درکار ہوگی۔ دن بہُت گرم تھا۔ مُعتمد نے کو کھولنا ضرُوری خیال نہ کیا، کیونکہ یہُودی پہرہ داروں نے اُسے یقین دلایا کہ جب سے جس کے غدّاروں، یعنی یُوسفؔ اور نیکدیمس نے اُس پتّھر کو وہاں کھڑا کیا تھا، کسی نے اُسے نہیں چھیڑا۔

جب مُعتمد قبر کے دہانے کو سر بمُہر بند کر رہا تھا تو مُجھے اندر سے لوبان کی بڑی تیز خُوشبُو آئی، لیکن یہ باغ کے پھُولوں کی خُوشبُو بھی تو ہو سکتی تھی جن میں بہُت تیز خُوشبُودار پھُول بھی ہوں گے۔ دونوں فوجی اپنے کام کے متعلّق نہایت بھونڈے سے مذاق کر رہے تھے اور خُوش تھے کہ وُہ صرف دِن کا پہرہ دیکر رات کو سبکدوش ہو جائیں گے۔

واپسی پر مُعتمد سے علیحدہ ہو کر مَیں یہُودیوں کا ہیکل دیکھنے چلا گیا، کیونکہ اُس نے مُجھے بتایا تھا کہ مَیں بیرُونی صحن تک بلا خوف و خطر جا سکتا ہُوں۔ اُس مُقدّس پہاڑی تک پہنچنے کے لئے مُجھے وادی پر بنا ہُوا ایک پُل عبُور کرنا پڑا۔ پھر دیگر عوام کے ساتھ ہی کفّارہ کے صحن میں ایک بڑے محرابی دروازے کے راستے سے، مُجھے بھی داخل کر لیا گیا۔ صُبح سے ہی شہر کے

لوگ وہاں اندر جمع ہو رہے تھے ۔ لیکن بیرونی صحن میں اب بھی کافی جگہ خالی تھی ۔ میں نے ہیکل کے ستونوں کو بُت سراہا ۔ بالآخر یہودیوں کی لامتناہی دُعائیں، اُن کے گیت، قربانیوں کی بُو، اور اُن لوگوں کے جوش وخروش اور مستی، سب نے مِل کر مجھے بیزار کرنا شروع کر دیا۔ اُس لمحہ مجھے مصلوب شخص کا خیال آیا جو سرد چٹانی قبر کے اندر پڑا تھا، اور گو میں اُسے جانتا نہ تھا، تاہم میری تمام ترہمدردیاں اُس بادشاہ کے ساتھ تھیں ۔

میں انطونیہ واپس آگیا اور رات گئے تک بیٹھا لکھتا رہا، تاکہ مغموم خیالات سے آزاد رہ سکوں، لیکن اِس کے باوجود بھی مجھے سکون نہ مل سکا، طُولیا، کیونکہ جتنا عرصہ میں لکھتا رہا ہوں، میں نے تمہاری موجودگی کو اُس طرح محسوس نہیں کیا، جیسے پہلے کیا کرتا تھا۔

جہاں تک میرا اپنا تعلق ہے، یہودیوں کے بادشاہ کی کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی، کیونکہ میں اُس کی بادشاہت کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کا خواہشمند ہوں ۔ اُس کے حواریوں کا قرب حاصل کرنے اور اُن سے یہ سُننے کے لئے کہ وُہ اپنی زندگی میں کیا تعلیم دیتا رہا ہے ۔ میں نے کُچھ منصوبے بنائے ہیں ۔

تیسرا مکتوب

مرقس کی طرف سے طُولیا کے نام ۔

سر نامہ پر میں نے اپنا نام لکھا ہے اور تمہارا طُولیا! لیکن اپنا نام دیکھ کر میں تعجب کر رہا ہوں کہ کیا واقعی یہ میں نے ہی لکھا ہے ؟ یا میرے اندر بیٹھے ہوئے کسی اجنبی نے، میں اب ہرگز پہلے کی مانند نہیں رہا، اور گذشتہ چند دنوں میں مجھے اکثر و بیشتر یہ شُبہ ہوتا رہا کہ میں یہودیوں کے سحر کا شکار ہو گیا ہوں ۔ اگر فی الحقیقت وُہ سب کُچھ واقع ہو چکا ہے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو میں نے ایسی باتیں دیکھ لی ہیں جیسی آج سے پیشتر کبھی واقع نہیں ہوئی تھیں اور یا پھر میں مجبور ہوں کہ اُن داستانوں کے ایک ایک لفظ پر یقین کر لوں جن کے اسرار و رموز فلسفیوں اور زاہدانِ خُشک نے بہت عرصہ پیشتر منکشف کر دیئے تھے ۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ میں تمہیں یہ خط بھیجنے کی جُرأت بھی کروں گا یا نہیں ۔ میرے سابقہ مکتوبات ابھی تک ویسے کے ویسے ہی میرے پاس رکھے ہیں اور شاید یہی بہتر ہے کیونکہ اگر کبھی تُم یہ سب کُچھ پڑھ لو تو یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاؤ گی کہ بیچارہ مرقس اپنی عقل و فہم سب کھو بیٹھا ہے ۔ تاہم میں اپنے آپ کو محض ایک خواب دیکھنے والا نہیں سمجھتا، گو بظاہر بجز ایک جیتے جاگتے شُبہ کے، میں نے اِس دُنیا میں جس چیز کا پیچھا اب شروع کر رکھا ہے وُہ حواس اور لذّت کی عشرتوں سے بہت دُور ہے ۔ مجھے اعتراف ہے کہ اپنی نوجوانی کے دِنوں میں، میں اپنے خاندانی رُجحانات کی بناء پر انتہا پسندی میں غرق رہا اور کبھی ایک دانشمند انسان کی طرح مکمّل احتراز اور شدید تن پروری کے درمیان توازن نہ قائم رکھ سکا۔ ایک طرف رہوڈس کے مکتب میں زمانہ طالب علمی کی شب بیداریوں، فاقہ کشیوں اور جسمانی ریاضتوں کی افراط تھی تو دُوسری طرف اُس کے بعد تمہارے لئے میری حدِّ اعتدال سے بڑھی ہُوئی جنُوں خیز محبّت کی تفریط تھی طُولیا! اور اس محبّت میں تو میں تشنہ کام

ہی رہا کرتا تھا۔

اِن تمام باتوں کے باوجود تم یقین کرو، میرے دِل کی گہرائیوں میں ضرور کوئی چیز ایسی سکون بخش اَور جَچکس ہے جو مُجھے زندہ رہنے پر مجبُور رکھتی ہے اگر یہ سنجیدہ سا محافظ مجھ پہ بادی نہ ہوتا تو مَیں نے کبھی رُوم کو خیر باد نہ کہا ہوتا، بلکہ تُمہیں ہاتھ سے دینے کی بجائے مَیں غالباً اپنی تمام جائداد بلکہ اپنی جانِ عزیز تک بھی قُربان کر دینا منظُور کر لیتا اَور اِس وقت بھی جبکہ مَیں تُمہیں یہ خط لکھ رہا ہُوں، میرا یہ اندرونی محافظ حد درجہ چَوکس ہَے کیونکہ میری یہ انتہائی کوشش ہے کہ اپنی آنکھوں سے دیکھی اَور اپنے کانوں سے محض سُنی ہُوئی باتوں میں سے تمیز کرنے کے بعد ہی یہ فیصلہ کروں کہ اُن میں سے قطعی مسلّم الثبُوت بات کونسی ہَے۔ خواہ مَیں یہ خط تُمہیں کبھی نہ روانہ کروں لیکن مُجھے یہ ضرُوری معلُوم ہوتا ہے کہ اپنے تجربے میں آنے والی تمام باتوں کو تحریر میں لے آؤں، کیونکہ ابھی تک مَیں اِس قابِل نہیں ہُوا ہُوں کہ اہم اَور غیر اہم چیزوں میں فرق کر سکُوں۔ لہٰذا مَیں اس تحریر میں بُہت سا ایسا مواد بھی شامل کر جاؤں گا جو ممکن ہَے بظاہر غیر اہم ہو۔ میرا یقین یہ ہے کہ مَیں نے ایک نئے خُدا کو وجُود میں آتے دیکھ لیا ہَے۔ میرا یہ کہنا ایک ایسے شخص کو یقیناً سراسر دیوانگی معلُوم ہو گا جس نے ذاتی طَور پر یہ واقعات کا تجربہ نہیں کیا۔ اِسی لئے معمُولی معمُولی باتیں بھی آئندہ چل کر بے حد اہم ثابت ہو سکتی ہیں، اَور اِسی چیز کو میری لفّاظی کی اصل وجہ بھی سمجھ لو! کیونکہ اگر میرا کہنا سچ ہَے تو دُنیا میں ایک عظیم انقلاب آجائے گا، بلکہ آ ہی چُکا ہَے، اَور ایک نئے دَور کی صُبح نمودار ہو رہی ہَے۔

میرا محافظ بیدار ہَے اَور مُجھے ایسی باتوں پر یقین کرنے سے بڑی سختی کے ساتھ باز رکھنے کی کوشش میں ہَے، جو محض میری اپنی خُوش فہمیاں ہو سکتی ہیں۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہَے کہ کیا مَیں کبھی ایسی ناقابلِ تصوّر چیز کی خواہش کر سکتا تھا؟ میرے لئے کسی ایسی چیز کو خواب میں بھی دیکھ لینا یا اپنے ہی تصوّر سے ایجاد کر لینا قطعی ناممکن تھا۔ مَیں نے اگر کبھی کُچھ تصوّر بھی کیا تھا تو صرف اِس کُرّۂ ارضی پر ایک نئی قلمرو کے متعلّق، لیکن اس چیز کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا یہ ایک بالکل مُختلف چیز ہَے جسے مَیں ابھی تک خُود بھی پُوری طرح سمجھ نہیں سکا، بلکہ صرف ایک جھُوٹے غرُور کے تحت، اپنے ساتھ اُن پیش آئے ہُوئے واقعات کے متعلّق سوچنے سے خُود کو روکے رکھتا ہُوں، جن سے آگے بھی یقیناً کُچھ ہو گا، کیونکہ آخر مُجھ بیچارے مرقس کی ہستی ہی کیا ہَے کہ میرے ساتھ ایسے واقعات پیش آئیں؟ اپنی اہمیّت کے

متعلّق مُجھے کوئی غلط فہمی ہرگز نہیں۔ لیکن اس کے برعکس مَیں اُن اہم تجربات سے انکار بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا بہتر یہ ہو گا کہ مَیں اُنہیں من وعن بیان کر دُوں۔

جب مَیں نے اپنا سابقہ مکتُوب ختم کیا ہَے تو کافی دیر ہو چُکی تھی۔ میری اُنگلیوں میں تشنج سا آگیا تھا، اَور مَیں بہُت دیر تک سو نہیں سکا۔ بہرحال بعد میں مُجھے اچھّی خُوشگوار نیند آگئی تھی۔ لیکن مَیں زیادہ دیر تک نہیں سو سکا کیونکہ صُبح ہونے سے پیشتر ہی ایک اَور زلزلے سے میری آنکھ کھل گئی۔ وُہ پہلے زلزلے سے زیادہ ہولناک تھا اَور نسبتاً زیادہ دیر تک آتا رہا۔ برتنوں کے ٹُوٹنے کی آوازوں اَور الماریوں پر رکھی ہُوئی ڈھالوں کے گرنے کے بے ہنگم شور نے انطونیہ میں سب کو اپنے اپنے بستروں میں سے اُٹھا دیا۔ میرے پاؤں کے نیچے پتھّریلا فرش کُچھ اِس شدّت سے کانپا کہ مَیں مُنہ کے بل گر پڑا۔ باہر میدان میں پہرہ داروں نے خطرے کے بگل بجا دیئے۔ مَیں فوج کے نظم وضبط کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ سپاہی نیند کے مارے ہُوئے تھے مگر اُن میں سے کوئی بھی جلدی میں گھبرا کر اپنے ہتھیاروں کے بغیر باہر کو نہیں بھاگا، حالانکہ ہر ایک کے دِل میں یہی ہو گا کہ زلزلے سے بچنے کے لئے سب کُچھ چھوڑ کر ایک دم گرتی ہُوئی چھت کے نیچے سے باہر نکل جائے۔

اُسوقت ابھی اتنا اندھیرا تھا کہ میدان میں مشعلیں روشن کرنا پڑیں اَور جب وُہ پہلی افراتفری ختم ہُوئی تو معلُوم ہُوا کہ ایک دو جگہ سے دیوار ضرُور شق ہو گئی تھی لیکن کوئی شخص ہلاک نہیں ہُوا۔ صرف معمُولی چوٹوں، موچوں اَور زخموں کی اِطلاعات ملیں، اَور وُہ بھی زلزلے کے جھٹکوں کی بجائے زیادہ تر اُس اندھیرے میں بھاگ دوڑ کی وجہ سے تھا۔ محافظ دستہ کے افسر نے فوراً ایک گشت شہر کو روانہ کر دی تاکہ نقصان کا اندازہ کیا جا سکے۔ فوجی آگ بُجھانے والے دستے کو بھی تیّار رہنے کا حُکم دے دیا گیا، کیونکہ زلزلہ کے نتیجہ میں بھڑک اُٹھنے والی آگ، خُود زلزلہ سے کہیں زیادہ عذاب لے آیا کرتی ہَے۔

گورنر اپنے بستر سے نکل کر سیدھا وہاں آگیا اَور ایک قبا اپنے گرد لپیٹے، سیڑھیوں پر ہی کھڑا رہا۔ چُونکہ زلزلے کے جھٹکے ختم ہو چُکے تھے اس لئے وُہ نہ تو نیچے ہی اُترا نہ ہی اُس نے فوجی افسروں کے حُکم احکام جاری کرنے کی آوازوں میں اپنی آواز ملانے کی کوشش کی۔ شہر کی جانب سے مُرغانِ سحر کی اذانوں کی صدائیں بلند ہونا شرُوع ہو گئی تھیں، اس لئے اُس نے عورتوں کو چہار دیواری سے باہر بھیجکر محفُوظ کرنا ضرُوری نہ سمجھا۔ تاہم یہ ایک عین قدرتی چیز تھی

کہ اُس ہنگامے کے بعد کسی کو بھی واپس بستر میں جا لیٹنے کی خواہش نہ رہی۔ آسمان کا رنگ پھیکا ہو گیا، اور جب ستارے مدہم پڑے تو یہودیوں کے ہیکل میں سے ایک بار پھر ناقوسوں کی آوازیں بلند ہوئیں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہاں کسی غیر معمولی وقوعے کے بغیر اُن کی مذہبی رسُوم عین معمول کے مُطابق شرُوع ہو چکی ہیں۔

سپاہیوں کو واپس اُن کے کاموں پر روانہ کر دیا گیا مگر اُن کو صرف خُشک خوراک دی گئی کیونکہ حفاظتی اقدام کے طور پر کچھ عرصہ کے لئے باورچیوں کو آگ جلانے سے منع کر دیا گیا تھا۔ ایک کے بعد ایک فوجی دستہ آتا رہا اور یہ اطلاع دیتا رہا کہ شہر میں خوف وہراس اور سراسیمگی کا دور دورہ ہے اور بے شمار لوگ باہر کُھلے میدانوں میں بھاگ گئے ہیں۔ مگر سوائے چند مکانوں کی دیواریں گرنے کے، کوئی قابلِ ذکر نقصان نہیں ہُوا تھا۔ زلزلے کا زیادہ اثر خاص طور پر قلعے اور ہیکل کے آس پاس کے علاقہ تک ہی محدُود رہا تھا۔ پہرے داروں کو چُھٹی مل گئی اور کچھ دقفے کے بعد فوجیوں کا پہلا گروہ ورزش اور کھیلوں کی غرض سے سرکس جانے کے لئے شہر میں سے گذرا۔ سرکس کی عالیشان عمارت میں برسوں سے ہی تماشہ گر بازوں یا وحشی درندوں کے کوئی مقابلے نہیں ہُوئے تھے اور یہ اکھاڑہ اب صرف فوجیوں کی سکھلائی اور ورزش کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

شیشے اور چینی کے برتنوں کے چرچراتے ٹکڑوں پر سے گُذرتا ہُوا میں واپس اپنے کمرے میں پہنچ کر نہایا اور ابھی مَیں مناسب طور پر ملبُوس ہی ہو رہا تھا کہ ایک ملازم مجھے گورنر کے پاس پہنچنے کا پیغام لئے آ گیا۔ پینطیُس پیلاطُس نے دن کے اجلاس کے لئے باہر سیڑھیوں پر اپنی کرسی رکھوائی ہُوئی تھی۔ گو بظاہر اُسے دوبارہ زلزلہ آنے کا کوئی خوف نہ تھا تاہم میرا اندازہ ہے کہ وہ چار دیواری سے باہر ہی بیٹھنا پسند کرتا تھا۔ اُس کے سامنے محافظ فوج کا افسر، فوجی مُعتمد اور عدنابر کے علاوہ دو سپاہی بھی کھڑے تھے، جو شامیوں کے خاص انداز میں باتیں کرتے ہُوئے ہاتھوں سے بے طرح اشارے بھی کر رہے تھے، گو اُس کے ساتھ ہی اپنے افسرِ اعلیٰ کی موجُودگی کی وجہ سے مؤدبانہ سیدھے کھڑے رہنے کی کوششیں بھی کرتے جاتے تھے۔ پینطیُس پیلاطُس نے چڑے ہُوئے سے لہجہ میں مجھے کہا۔

"یہ وُہ دو شامی احمق ہیں جنہیں صُبح اُس منحُوس قبر کے رات کے پہرہ داروں کو فارغ کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ وہاں رات کے لئے کُل چھ پہرہ دار تھے جنہیں حُکم تھا کہ باری باری سے دو دو آدمی پہرہ دیں اور باقی چار سو لیں۔ اب یہ وہاں سے واپس آ کر بتا رہے ہیں کہ

قبر پر لگائی ہُوئی فوجی مُہر ٹوٹی پڑی ہے۔ قبر کے دہانے سے پتھّر ہٹایا ہُوا ہے اور وُہ رات کے پہرے دار سب غائب ہیں۔"

وُہ اُن فوجیوں کی طرف پلٹ کر غُصّہ سے بولا "کیا نعش قبر کے اندر موجُود تھی؟"

دونوں آدمیوں نے بیک آواز جواب دیا "ہم قبر کے اندر نہیں گئے۔ ہمیں اندر جانے کا کوئی حُکم نہیں دیا گیا تھا۔" پیلاطُس نے پُوچھا "تُم دونوں میں سے ایک وہاں پہرے پر کیوں نہیں ٹھہر گیا جبکہ دُوسرا اکیلا ہی واپس آ کر معاملہ کی اطلاع دے سکتا تھا؟ اب وہاں قبر کے اندر خواہ کوئی بھی داخل ہو جائے۔"

کسی حیلہ سازی کے بغیر دونوں نے اقرار کرتے ہُوئے جواب دیا "ہم دونوں میں سے کوئی بھی وہاں اکیلا ٹھہرنے کی جُرأت نہیں کر سکتا تھا۔"

محافظ فوج کے افسر نے محسُوس کیا کہ اپنے جوانوں کی حمایت میں اُسے بھی کُچھ نہ کُچھ کہنا چاہیئے کیونکہ یہ سب ذمّہ داری بالآخر اُسی پر آن پڑتی تھی۔ چُنانچہ اُس نے بڑی رُکھائی سے کہا "قلعے کے باہر ان لوگوں کو ہمیشہ دو دو اکٹھے رہنے کا سخت حُکم ہے۔"

لیکن اُن فوجیوں کے چہروں سے صاف طور پر عیاں تھا کہ وُہ کسی کے ہاتھوں قتل ہو جانے کا کوئی خطرہ نہیں محسُوس کر رہے تھے بلکہ حقیقتاً اُن کو خائف کرنیوالی چیز صرف وُہ مقبرہ تھا، اور اُن کے ساتھیوں کے وہاں سے پہلے ہی غائب ہونے کی وجہ سے اُن کا وہم اور خوف دوچند ہو گیا تھا۔

گورنر نے غالباً اِس بات کو بھانپ لیا تھا کیونکہ اُس نے بڑی دُرشتی سے کہا "جو کُچھ ہُوا ہے اُس میں کوئی مافوق الفطرت بات تو ہرگز نہیں۔ زلزلے کی وجہ سے پتّھر قبر کے دہانے پر سے کھسک گیا ہو گا اور اُن وہمی قسم کے شامی بزُدلوں نے مارے خوف کے فرار اختیار کر لیا، اور اب واپس آنے کی جُرأت نہیں کرتے، اُن کو بہرحال بھگوڑے ہونے کی وجہ سے تلاش کرنا ضرُوری ہے۔ وُہ سب سخت ترین سزا کے مستحق ہیں۔"

میری طرف پلٹ کر اُس نے مجھے سمجھانے کے لئے کہا "اِس میں فوج کی عزّت کا سوال ہے، اس لئے مَیں کسی جانبدار شخص پر بھروسہ نہ کروں گا، اور مُجھے لفاظی سے بھی دھوکا نہیں دیا جا سکے گا۔ ہمیں اب جس چیز کی ضرُورت ہے وُہ ایک غیر جانبدار گواہ ہے۔ تُم مرقس ایک صاف ذہن کے آدمی ہو اور قانُون سے بھی خوب واقف ہو۔ اپنے ساتھ عدنابر اور ان دو

آدمیوں کو لے جاؤ۔ اگر چاہو تو ایک پُورا دستہ ساتھ لے جاؤ تاکہ تمام علاقہ کو گھیرے میں لے کر یہ بندوبست کر سکو کہ وہاں سے یہ دونوں بھی فرار نہ ہونے پائیں۔ اصل حقیقت معلوم کرو اور واپس آکر مجھے اطلاع دو۔"

محافظ فوج کے افسر نے فوراً اپنے بگل بجانے والے کو پکارا۔ اس پر گورنر اور غصہ میں آگیا اور اپنی ایک ہتھیلی پر دُوسرے ہاتھ کا مُکّا زور سے مار کر چیخا "کیا تم سب اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے ہو؟ تمہیں ایک پُوری فوج کی تو ضرورت نہیں، صرف چند قابلِ اعتماد جوان درکار ہیں۔ خواہ مخواہ بگل بجا کر سب لوگوں کی توجّہ اپنی طرف مبذول کر لینا انتہائی دیوانہ پن ہو گا۔ اتنی سی بات پر ایک ہنگامہ کیوں کھڑا کیا جائے؟ یہ ہم سب کے لئے باعثِ ندامت ہوگا۔ اچھا، اب مہربانی کر کے فوراً یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔"

عدنابر نے تقریباً دس جوان بُلوائے اور اُنہیں میدان میں جمع کر کے تیز دوڑ لگانے کا حکم دیا، جس پر گورنر کو پھر ایک بار غصہ میں ہمیں باآوازِ بلند چلّا کر روکنا پڑا۔ اُس نے ہمیں یاد دلایا کہ شہر میں متجسّس یہودیوں کا ایک ہجوم اکٹھا کر لینے کی یہ آسان ترین ترکیب ہوگی کہ ہم سب شہر میں سے بھاگتے ہُوئے گذریں۔ میں کم از کم بڑا خوش ہُوا کہ اب بھاگنا نہ پڑے گا، کیونکہ عرصہ سے مَیں بھاگنے کی مشق چھوڑ چکا تھا، اور گو ہمیں زیادہ فاصلہ پر نہ جانا تھا تاہم مَیں ہتھیاروں کے کسی بوجھ کے بغیر بھی اُن فوجی جوانوں کا ساتھ نہ دے سکتا تھا۔

جو لوگ زلزلے کے خوف سے بھاگ کر شہر سے باہر گئے ہُوئے تھے اب واپس اپنے گھروں کو آ رہے تھے۔ بہرحال اُن کو سوچنے کے لئے ابھی اور بھی بہت سی باتیں ہوں گی جس کی وجہ سے کسی کی کوئی خاص توجّہ ہماری طرف نہ ہُوئی۔ اُس وقت تو اُن یہودیوں کو اپنے معمُول کے مُطابق رُومیوں پر تھوکنا اور اُنہیں کوسنے تک بھُولا ہُوا تھا۔

باغ کی وجہ سے مقبرہ کچھ چھپا ہُوا تھا، پھر بھی، جبکہ ہم ابھی وہاں سے کافی فاصلہ پر ہی تھے، ہم نے چٹان کے سُوراخ میں سے دو یہودیوں کو نکلتے ہُوئے دیکھ لیا۔ بلا کسی شک و شُبہ کے وُہ ناصری کے حواری تھے، کیونکہ مجھے پُورا یقین ہے کہ اُن میں سے ایک وُہی خوبصورت نوجوان تھا جسے مَیں نے صلیب گاہ پر اُن غمزدہ عورتوں کو سہارا دیتے دیکھا تھا۔ دُوسرا آدمی ایک لمبے قد کا گھنی داڑھی اور گول سر والا شخص تھا۔ اُنہوں نے ہمیں آتے دیکھا تو ہمارے پُکارنے کے باوجود وُہ ایک دم سرپٹ بھاگے اور نظروں سے غائب ہو گئے۔

"اب آگ کو اور تیل مل گیا!" عدنابر نے کہا لیکن اُس نے اُن کے تعاقب کے

لئے کسی کو نہ بھیجا۔ عقلمندی اِسی میں تھی کہ اپنی طاقت کو منتشر نہ کیا جائے کیونکہ وُہ جانتا تھا کہ یہودی بڑی آسانی کے ساتھ باغوں، جھاڑیوں، پہاڑیوں اور چوٹیوں وغیرہ میں فوجیوں کو جُل دے کر غلط راستہ پر ڈال سکتے ہیں۔

بہرحال ہم نے کم از کم اتنا ضرور اچھّی طرح سے دیکھ لیا تھا کہ وُہ مقبرے کے اندر سے کُچھ نکال کر اپنے ساتھ نہیں لے گئے تھے۔ وہاں پہنچ کر ہم نے دیکھا کہ پتھر کے وزن سے چھرّی کا کنارہ ٹُوٹ چکا تھا اور پتھّر قبر کے دہانے پر سے باہر کی طرف لُڑھک کر ایک ڈھلان پر سے ہوتا ہُوا پرے ایک دُوسری چٹان کے ساتھ ٹکرا کر دو ٹکڑے ہو چکا تھا۔ وہاں ہمیں کسی قسم کے اوزاروں کا کوئی نشان نظر نہیں آیا۔ اگر کوئی باہر سے قبر کو کھولنا چاہتا تو وُہ قدرتی طور پر پتّھر کو چھری کے اندر ہی ایک طرف کو لُڑھکاتا، جیسا کہ اُس چھری کا اصلی مقصد بھی تھا۔ ٹوٹی ہُوئی فوجی مُہر میں سے رسی کا ایک ٹُکڑا ابھی تک لٹک رہا تھا چنانچہ یہ بات بالکل واضح تھی کہ زلزلے نے ہی اُس پتّھر کو اُس کی جگہ پر سے لُڑھکایا تھا۔ اندھیری قبر کے اندر سے، لوبان اور مُر کی بڑی تیز خوشبُو، صُبح کی بھیگی بھیگی ہَوا میں گھُلی ہُوئی تھی۔

"تُم پہلے اندر جاؤ مَیں تمہارے پیچھے پیچھے آؤں گا" عدنابر نے کہا۔ وُہ خوف سے خاکستری ہو گیا تھا اور سر سے پاؤں تک کانپ رہا تھا۔ فوجی جوان مقبرے سے کُچھ فاصلہ پر باادب، بھیڑوں کے گلّے کی مانند رُک گئے تھے۔

مقبرے کے بیرونی خانے میں گھُس کر، اور وہاں سے ایک تنگ سی گلی میں سے ہوتے ہُوئے ہم اصل قبر کے خانے میں داخل ہُوئے۔ جب تک ہماری آنکھیں اندھیرے کی عادی نہ ہُوئیں، ہمیں تھوڑی دیر تک تو وہاں ایک پتھّریلی بنچ پر کفن کے سفید کپڑے بمشکل نظر آئے اور ہم دونوں یہی سمجھتے رہے کہ نعش وہیں اُن کپڑوں میں موجُود ہے لیکن پھر جب ہم زیادہ واضح طور پر دیکھنے کے قابل ہُوئے تو ہم نے محسُوس کیا کہ نعش وُہ چادر لپٹی لپٹائی چھوڑ کر وہاں سے غائب تھی، لوبان اور مُر لگنے سے کپڑے اکڑے ہُوئے تھے اور اُن پر اب تک نعش کی اُونچ نیچ کا خاکہ سا بنا ہُوا تھا، اور سر ڈھانپنے کا رُومال کہیں دُور پڑا تھا۔

پہلے تو مجھے اپنی آنکھوں پر اعتبار نہیں آیا۔ مَیں نے اپنا ہاتھ کفن کی چادر اور سر کے رُومال کے درمیانی حِصّہ کی طرف بڑھایا۔ وہاں کُچھ نہ تھا، مگر کپڑا کھولا بھی نہیں گیا تھا۔ وُہ ویسے

کا ڈھیلا تھوڑا سا نیچے کو دب گیا تھا، اور ابھی تک نعش کی شکل لئے ہُوئے تھا۔ اُس کپڑے کو کھولے بغیر اُس میں سے نعش نکالنا ناممکن تھا۔ باوجود اِس کے وُہ وہاں سے غائب تھی۔ ہماری اپنی آنکھیں اِس بات کی گواہ تھیں۔

عدنابر نے سرگوشی میں کہا "کیا تُم بھی وُہ دیکھ رہے ہو جو مَیں دیکھ رہا ہُوں؟" میری زبان میرے اختیار میں نہ رہی تھی، مَیں نے صرف اثبات میں گردن ہلادی۔ اُس نے پھر سرگوشی میں کہا۔ "مَیں نہ کہتا تھا کہ وُہ خُدا کا بیٹا ہے۔" پھر اُس نے اپنے حواس پہ قابُو پالیا، کانپنا بند کر دیا۔ اپنے چہرہ کا پسینہ صاف کیا اور کہا "ایسی افسوں گری آج تک مَیں نے نہیں دیکھی بہتر ہو گا اگر اِس بات کے غیبی گواہ سرِدست صرف تُم اور مَیں ہی رہیں!"

میرا یقین ہے کہ دھمکیاں بھی اُن سپاہیوں کو قبر کے اندر داخل ہونے پر رضامند نہ کر سکتی تھیں، کیونکہ اُن کو اپنے ساتھی پہرہ داروں کے فرار ہو جانے سے بے حد گھبراہٹ پیدا ہو چکی تھی۔ قبر کے باہر کسی دنگے فساد یا دھینگا مُشتی کے کوئی آثار قطعی نہیں پائے جاتے تھے۔

مَیں نے اَور عدنابر نے اِس بات کی طرف ایک دُوسرے کو متوجہ کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی کہ اُن اکڑے ہُوئے کپڑوں میں سے کوئی شخص، اُن کی حالت بدلے بغیر ہرگز نہیں نکل سکتا تھا، اَور اگر کپڑوں کے وُہ سب ٹکڑے جو لُوبان اَور مُر کی وجہ سے بھی ایک دُوسرے کے ساتھ مضبُوطی سے چپکے ہُوئے تھے، کھولے گئے ہوتے تو ہمیں یقیناً اُس کا کُچھ تو نشان ملتا۔ کوئی ماہر ترین ہاتھ بھی اُنہیں دوبارہ عین اُسی انداز میں واپس نہیں رکھ سکتا تھا جس سے اُن کی وُہ جسمانی ہئیت قائم رہتی۔

جُونہی یہ بات مُجھے پُورے طَور پر سمجھ میں آئی، مَیں نے اپنے اندر ایک عجیب امن کا احساس پایا جس کے بعد مُجھے کوئی خوف نہ رہا، عدنابر پر بھی بظاہر یہی احساس طاری تھا۔ تاہم مَیں یہ کسی طرح نہیں سمجھا سکتا کہ ہمارے اندر وُہ بے خوفی کا احساس کیسے اَور کیوں پیدا ہو گیا، حالانکہ ہم یہ جانتے بھی تھے کہ عین اُس لمحہ ہماری نظروں کے سامنے ایک مُعجزہ وجُود میں آ چُکا تھا، جس کی بنا پہ اِنسانی منطق و فہم کے لحاظ سے ہمیں پہلے سے بھی بڑھ کر خوفزدہ ہو جانا چاہیئے تھا۔ ہم بڑے سکُون کے ساتھ قبر سے باہر آگئے اَور ہم نے فوجیوں کو بتایا کہ نعش وہاں سے غائب تھی۔ اُن میں سے کسی نے بھی قبر کے اندر جا کر ہماری اِس بات کی

تصدیق کرنے کی خواہش ظاہر نہ کی اَور نہ ہی ہم اُنہیں ایسا کرنے کی اجازت ہی دیتے۔ اُن میں سے چند ایک نے، فوجی وقار کی خاطر آس پاس دیکھنے کے بعد اشارہ سے ہمیں سمجھایا کہ اُسی چٹان میں ذرا سے فاصلے پر ایسی ہی تراشی ہُوئی دو اَور قبروں کے پتّھر بھی لُڑھکے ہُوئے تھے۔ ظاہر ہے کہ زلزلے کا سب سے زیادہ اثر صرف اِسی ایک مقبرے پر پڑا تھا۔ اِس پر مُجھے کوئی تعجب نہ ہُوا تھا۔ اُنہوں نے ہمیں یہ بھی مشورہ دیا کہ ہم کسی پُرانے مقبرے کی نعش نکال کر یہُودیوں کے بادشاہ کے مقبرے میں رکھ دیں، لیکن مَیں نے اُنہیں اِس قسم کی مکّاری کا خیال تک بھی کرنے سے بڑی سختی کے ساتھ منع کر دیا۔

ہم لوگ ابھی تذبذب میں ہی تھے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے جب اچانک دو فوجی جھاڑیوں کی اوٹ میں سے نمودار ہو کر ہچکچاتے ہُوئے ہماری طرف بڑھے۔ عدنابر نے فوراً ہی اُنہیں پہچان لیا کہ وُہ مفرور سپاہیوں میں سے ہی تھے۔ چنانچہ اُس نے چلّا کر اُنہیں اپنے ہتھیار ڈال دینے کا حُکم دیا، لیکن وُہ بڑے زور وشور سے اِحتجاج کرنے لگے۔ قسمیں کھا کھا کر یقین دلانے لگے کہ اُنہوں نے اپنا فرض پُورا پُورا ادا کیا تھا اور ایک محفُوظ سے فاصلہ پہ سے اب تک قبر کی نگرانی کر رہے تھے، اَور اُن کو دراصل کسی نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وُہ قبر پہ کتنے فاصلہ سے پہرہ دیں۔ وُہ کہنے لگے۔ "ہم دونوں، اَور ہمارے دو اَور ساتھی صبح کے قریب زلزلہ شرُوع ہونے کے وقت پڑے سو رہے تھے۔ اچانک اِس مقبرے کے دہانے کا بھاری پتّھر اپنی جگہ سے ڈھیلا سا ہو کر باہر ہماری طرف لُڑھکتا ہُوا آنے لگا، اَور یہ محض ایک اتفاق تھا جو ہم میں سے کوئی اُس کے نیچے دب کر کُچلا نہیں گیا۔ ہم دُور کھسک گئے، لیکن پھر بھی مقبرہ کو اپنی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دیا، کیونکہ ہمیں خطرہ تھا کہ ابھی شاید زلزلے کے مُزید جھٹکے آئیں۔ چار آدمی بھاگ کر یہُودیوں کو بتانے چلے گئے کہ کیا ماجرا ہُوا کیونکہ ہم لوگ دراصل اُن کی خاطر نہ کہ فوج کی وجہ سے یہاں پہرہ دے رہے تھے۔"

اُنہوں نے کُچھ ایسے جوش وخروش سے معذرت کرنا شرُوع کی کہ صاف معلُوم ہو رہا تھا گویا وُہ کوئی چیز ہم سے چھپانے کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔ پھر اُنہوں نے کہا "ہم نے اُن دو یہُودیوں کو بھی آتے دیکھا اَور سمجھا کہ ہماری جان اِس مُصیبت سے چُھڑانے آتے ہیں۔ لیکن باوجودیکہ وُہ ہمیں آوازیں دیتے رہے ہم اپنی جگہ چھپے رہے۔ دراصل ہم چُھپ کر اپنے ساتھیوں کی واپسی کا انتظار بھی کر رہے تھے اَور مقبرہ پر بھی نگاہیں رکھے ہُوئے تھے اَور ہم فوجی ہمیشہ

اکٹھے رہتے ہیں۔ اگر کبھی کسی بات کی وضاحت کرنا ہو تو ہم اکٹھے ہی ایسا کرتے ہیں اور آپس میں پہلے سے ہی طے کر لیا کرتے ہیں کہ ہمیں کیا کہنا ہے اور کیا نہیں کہنا۔"

عدنابر نے اور مَیں نے اُن سے مزید پُوچھ گچھ کی تو معلوم ہُوا کہ صبح سویرے اُنھوں نے دو یہودی عورتوں کو قبر کی طرف آتے دیکھا تھا۔ وُہ اپنے ساتھ کوئی چیز لا رہی تھیں۔ ذرا دیر وُہ باہر رُکیں۔ پھر اُن میں سے ایک بڑھ کر اندر داخل ہو گئی، مگر جلد ہی واپس باہر نکل آئی۔ عین اُس وقت سُورج نے اپنا سر نکالا اور پہرہ داروں کی نگاہوں کو خیرہ کرنے لگا۔ بہرحال وُہ قسم کھا سکتے تھے کہ نہ تو باہر سے کُچھ قبر کے اندر لے جایا گیا اور نہ ہی قبر کے اندر سے کُچھ باہر لایا گیا۔ عورتوں نے اپنا بوجھ باہر ہی رکھا تھا اور واپس ہوتے وقت اُسے اُٹھا کر بھاگ گئی تھیں حالانکہ کسی نے اُن کا پیچھا نہیں کیا تھا۔

خُود ہمارے وہاں پہنچنے سے تھوڑی ہی دیر قبل دو یہُودی بھی بھاگتے ہُوئے اُس جگہ آئے تھے۔ پہلے تو ایک نوجوان آیا تھا اور اُس کے بعد ایک اُس سے زیادہ عُمر کا آدمی جس کا سانس پھُول رہا تھا۔ نوجوان نے تنہا اندر جانے کی ہمّت نہیں کی بلکہ صرف دہانے میں سے جھانک کر ہی اندر دیکھا، بڑی عُمر کا آدمی بہرحال اندر داخل ہو گیا تھا، اور اُسی سے حوصلہ پکڑ کر اُس کے پیچھے پیچھے نوجوان بھی چلا گیا۔ یقیناً اُن پہلے آنے والی عورتوں نے ہی اُن کو کوئی خبر دی ہو گی۔ مگر وُہ دونوں آدمی بھی تھوڑی ہی دیر مقبرے کے اندر ٹھہرے اور اندر سے باہر کُچھ نہیں لائے تھے۔ سپاہیوں نے ہمیں یقین دلایا کہ اُنھوں نے اُن دونوں کو اپنے چھُپنے کی جگہ کے بہُت ہی قریب سے دیکھا تھا، "تاکہ اگر وُہ نعش لے جانے کی کوشش کریں تو اُنہیں گرفتار کر لیا جائے۔" کیونکہ ہمیں یہاں نعش کی رکھوالی کے لئے متعیّن کیا گیا تھا اور یہ کام ہم نے اپنی پُوری قابلیّت کے ساتھ، عین ضابطہ کے مُطابق سرانجام دیا ہے حتیٰ کہ زلزلہ بھی ہمیں یہاں سے نہیں ہٹا سکا۔ ہم صرف ذرا دُور ایک محفُوظ فاصلہ پر چلے گئے تھے۔" اُنھوں نے اپنا بیان یک آواز ختم کرتے ہُوئے کہا۔ پھر وُہ شامیوں کے خاص انداز سے ہاتھ ہلانے اور واویلا کرنے لگے "یہ ہمارا قصُور ہرگز نہیں! ہم نے ایک لمحہ کے لئے بھی مقبرہ کو اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیا۔"

اُن سے مزید کُچھ نہ معلوم کیا جا سکتا تھا، اس لئے اُن پر جرح ختم کر دی گئی، کیونکہ عین اُس وقت شہر کی جانب سے، باقی چار پہرے دار، اپنے ساتھ تین یہُودی بزرگوں کو

لئے ہُوئے آن پہنچے جو اپنی ٹوپیوں کی وجہ سے دُور سے ہی بآسانی پہچانے جا سکتے تھے۔ جب اُن چار سپاہیوں نے اپنے باقی دو ساتھیوں کو ہمارے درمیان دیکھا تو وُہ دُور سے ہی چلّا چلّا کر اُنہیں کہنے لگے "اپنی زبانوں کو لگام دے کر رکھنا، اَول خَول مَت بکنا، یہُودیوں کے ساتھ معاملہ صاف کر لیا گیا ہے۔ ہم نے اُن کے سامنے ہر بات کا اعتراف کر لیا ہے اور اُن کی مہربانی اور دانش کی وجہ سے ہمارا قصُور مُعاف کر دیا گیا ہے۔"

وُہ تینوں یہُودی یقیناً مجلسِ اعلیٰ کے رُکن تھے، کیونکہ وہاں پہنچتے ہی اُنھوں نے بڑے رُعب دار انداز میں ہم سے خطاب کر کے کہا "ہمیں آنے میں دیر ہو گئی، لیکن پہلے ہم مجلسِ اعلیٰ کو جلدی سے اکٹھا کرنا چاہتے تھے تاکہ اِس معاملہ پر آپس میں بحث مباحثہ اور صلاح مشورہ کر لیں۔ یہ فوجی جوان ہماری ہی درخواست پر اور ہماری ہی خاطر اس قبر پر پہرہ دے رہے تھے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ان کی حماقت پر اُنہیں کوئی سزا دی جائے۔ اِن بیچاروں کو کیا معلُوم کہ اُس مردُود ناصری کے حواری اس قدر عیّاری سے کام کر جائیں گے، ہم نے آپس میں معاملہ کا فیصلہ کر لیا ہے، اور ہماری طرف سے اِن سب پہرہ داروں کو امن و سلامتی کے ساتھ واپس جانے کی اجازت ہے، اور آپ سب صاحبان بھی سکُون سے واپس تشریف لے جائیں، کیونکہ اِس جگہ اب نہ تو ہمارا نہ ہی رُومیوں کا کوئی کام باقی رہ گیا ہے جو نقصان ہونا تھا وُہ ہو چُکا، اور ہم قِصّہ کو یہیں چھوڑے دیتے ہیں تاکہ مزید مُشکلات نہ پیدا ہوں اور خواہ مخواہ کی افواہیں نہ پھیلیں۔"

"نہیں نہیں" مَیں نے کہا "یہاں معاملہ رُومی فوجی قانُون کا ہے، اور ہمارے لئے ایک رسمی سی تحقیق کرنا ضرُوری امر ہے۔ کیونکہ تُمھارے بادشاہ کی نعش غائب ہو گئی ہے اور یہ پہرہ دار اِس کے ذمّہ دار ہیں۔" اُنھوں نے پُوچھا "تُم کون ہو، اور ہم سے فضُول بحث کیوں کرتے ہو؟ تُم تو ابھی داڑھی مُونچھ مُنڈے ایک نوجوان چھوکرے ہو، تُمہیں ہمارے منصب اور ہماری عُمر کا احترام کرنا چاہیئے، اگر اِس معاملہ کے متعلّق گفتگُو کرنا ہی پڑی تو ہم گورنر سے کریں گے، تُم سے نہیں۔"

لیکن قبر کے اندر سب کُچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد مُجھے اُن مکّار بڈّھوں سے سخت نفرت پیدا ہو گئی جنھوں نے اپنے بادشاہ کو مردُود قرار دے کر، گورنر کو اُسے مصلُوب کر دینے پر مجبُور کر دیا تھا، لہٰذا مَیں نے ذرا ہٹ دھرمی سے جواب دیا "تُمہارا بادشاہ قبر سے غائب ہو چُکا ہے، اِس لئے مُعاملہ کی مکمّل تحقیقات ضرُوری ہے۔"

اُنھوں نے زِچ آکر میری بات کی نفی کی اَور کہا " وُہ ہمارا بادشاہ نہیں تھا۔ وُہ صرف خُود ہی اپنے آپ کو ایسا کہتا تھا۔ ہم نے بہرحال مُعاملہ کی چھان بین پہلے ہی کر لی ہے۔ یہ سب پہرے دار بیوقُوفی سے سو گئے اَور اُس دَوران اُس کے حواری خاموشی سے آکر اُس کی نعش اُٹھا لے گئے، پہرے دار اِس بات کی تصدیق اَور اپنی غلطی کی تلافی کرنے پر بالکل رضامند ہیں۔ ہم اِنہیں مُعاف کرتے ہیں اَور اِنہیں کوئی سزا دینے کا مطالبہ نہیں کرتے "۔

اُن کے الفاظ میری اپنی آنکھوں کی شہادت اَور علم سمجھ بُوجھ کے بھی اس قدر متضاد تھے کہ مَیں بھانپ گیا کہ اِنھوں نے ضرور کسی چالاکی سے سپاہیوں کو اپنی مرضی کے مُطابق ڈھال لیا ہے چنانچہ مَیں نے عدنابر سے التجا کی " رُومی فوجی قانُون کی رُو سے پہرہ پر سو جانے والے یا وہاں سے فرار ہو جانے والے سپاہی کو کوڑے لگانے اَور پھر تلوار سے اُس کی گردن اُڑا دینے کا حُکم ہے "۔

ہمارے دونوں فوجی خوف سے سٹپٹا اُٹھے اَور ایک دُوسرے کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے مگر یہُودیوں کے ہمراہ واپس آنے والے چاروں، ان دونوں کو کُہنیاں مارنے اَور آنکھوں کے اشاروں اَور ہاتھوں کی حرکتوں سے سمجھانے لگے کہ اُنہیں ڈرنے کی کوئی ضُرورت نہیں۔ یہُودیوں نے بھی اپنی طرف سے اُنہیں پھر یقین دلانے کی غرض سے کہا " یہ لوگ ہماری خاطر پہرہ پہ کھڑے تھے نہ کہ رُوم کی خاطر۔ یہ کام تو ہمارا ہے کہ اِن کے لِئے سزا کا مطالبہ کریں یا برّیت کا "۔

لیکن میری یہ جاننے کی خواہش زور پکڑتی جا رہی تھی کہ کسی طرح معلُوم تو ہو کہ واقعی معاملہ کیا ہُوا تھا اس لئے مَیں ایک فاش غلطی کر بیٹھا۔ یہُودیوں کو ڈرانے کے لئے مَیں نے کہہ دیا " قبر کے اندر جاؤ اَور خُود اپنی آنکھوں سے پہلے دیکھو۔ اس کے بعد بھی اگر تمہارے اندر کُچھ پُوچھنے کی جُرأت باقی رہے تو پھر آکر پہرہ داروں سے بھی پُوچھ لینا "۔

عدنابر زیادہ سمجھدار ثابت ہُوا اَور جلدی سے بول اُٹھا " تُم جیسے پاکبازوں کو کیا ضُرورت ہے کہ قبر کے اندر داخل ہو کر خواہ مخواہ اپنے آپ کو ناپاک کرو "۔

تاہم میرے اَور عدنابر، دونوں ہی کے الفاظ سے یہُودیوں نے اندازہ کیا ہوگا کہ قبر کے اندر ضُرور کوئی ایسی بات تھی جو دیکھنے کے قابل ہوگی، چُنانچہ اپنی مُقدّس زبان میں جو مَیں نہیں سمجھتا، مشورہ کرنے کے بعد، وُہ ایک کے پیچھے ایک کر کے قبر میں داخل ہونے کو

جُھک گئے۔ اب قُدرتی طَور پر ہم اُن کو منع نہیں کر سکتے تھے۔ کافی دیر تک وُہ اندر رہے۔ حالانکہ اندر اُن تینوں کے لئے جگہ بڑی تنگ ہوگی۔ تنگ آکر مَیں خُود بھی آگے گیا اَور اندر جھانک کر مَیں نے اُن کی جُھکی ہُوئی پُشتیں دیکھیں اَور اُن کی پُرزور گفتگُو سُنی۔

آخر کار وُہ اپنی مکّار آنکھیں اَور سُرخ چہرے لئے باہر نکل آئے اَور کہنے لگے " ہم نے اپنے آپ کو محض اِس مقصد کے لئے ناپاک تک کر لیا کہ پہرہ داروں کے بتانے کے مُطابق واقعات کی تصدیق خُود کر لیں، اَور چُونکہ اب ہم جس قدر ناپاک ہو چُکے ہیں کوئی اَور چیز اس سے بڑھ کر ہمیں ناپاک نہیں کر سکتی، اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم سیدھے گورنر کے پاس چلیں اَور اُس کے سامنے تمام معاملہ بیان کر دیں تاکہ جھُوٹ اَور بے سر وپا افواہیں نہ پھیلنے پائیں "۔

مُجھے شک گُذرا اَور مَیں جلدی سے قبر کے اندر داخل ہُوا۔ جُونہی مَیں کُچھ دیکھنے کے قابل ہو سکا تو مُجھے نظر آیا کہ اُنھوں نے نعش کو تلاش کرنے کے اضطراب میں کفن کے تمام کپڑے پھاڑ دیئے تھے۔ میرے تن بدن میں آگ سی لگ گئی کیونکہ میری اپنی حماقت کی وجہ سے ہی اُنہیں وُہ تمام شہادت ضائع کر دینے کا موقع دیا گیا تھا، جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ بادشاہ ایک نہایت فوق الفطرت طریقہ سے قبر میں سے اُٹھ کر چلا گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی مَیں نے اُس قبر کے تنگ خانے میں پھیلی ہُوئی لُوبان کی تیز مدہوش کُن خُوشبُو اَور اپنی گذشتہ بے خوابی اَور تھکن کی وجہ سے ایک عجیب سی سرگرانی محسُوس کی، اُس وقت مُجھے خالص موہومیّت کے ایک غیر مرئی سے جذبے اَور اُس کے ساتھ ہی وہاں کسی برتر طاقت کی موجُودگی کا احساس ہُوا۔ یُوں تھا گویا نظر نہ آنے والے ہاتھوں نے مُجھے کندھوں سے پکڑ کر بھاگ کر باہر جانے اَور اُن یہُودیوں کو ہدفِ ملامت بنانے سے روک لیا ہو۔ میرے حواس اَور میرا ذہنی سکُون واپس میرے قابُو میں آگئے۔ چُنانچہ میں سر جُھکائے باہر آگیا اَور مَیں نے نہ تو یہُودیوں کی طرف دیکھا نہ ہی اُنہیں کُچھ کہا۔ عدنابر کو مَیں نے مُختصراً اُن کی حرکت کی اِطلاع دیدی۔ اُس نے ملتجی سی نگاہوں سے میری طرف دیکھا گویا میرا مشورہ چاہتا ہو کہ اگلا قدم کیا ہو۔ پھر اظہارِ مجبُوری کے طَور پہ اُس نے اپنے ہاتھ اُوپر اُٹھا کر نیچے کو چھوڑ دیئے۔ پہرے داروں کو اُس نے ایک بار پھر اپنے ہتھیار ڈال دینے کے لئے کہا، لیکن وُہ اپنے بچاؤ کے لئے بڑے زور زور سے بولتے چلے گئے اَور پُوچھنے لگے۔

" کیا یہ ایک حُکم ہے؟ اگر ہم اپنے ہتھیار ڈال دیں تو اِس کا صاف مطلب یہی ہوگا کہ ہم نے اپنے فرض میں کوتاہی کا اعتراف کر لیا ہے۔ سانڈ دیوتا کے نام پہ ذرا غور تو کرو کہ یہ ایک یہُودی

مقبرہ تھا جس پر ہم یہودیوں کے ہی کہنے پر پہرہ دے رہے تھے۔ اور اگر ہم سو گئے تو یہ کوئی جُرم نہ تھا، بلکہ اِس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ ہم لوگ بہت دلیر ہیں جو تاریکی سے قطعی خوفزدہ نہیں ہوتے، اگر تم ہمارے ہتھیار نہ لو اور تمام معاملہ گورنر کے سامنے خود اِن یہودیوں کو پیش کرنے دو، تو یقیناً تمہارے لئے اِس میں کوئی چیز باعثِ پشیمانی نہ ہو گی۔ ہم تمہیں اِس کا یقین دلاتے ہیں اور یہ یہودی بھی تمہارا اِطمینان کر دیں گے۔"

عدنابر نے پھر مجھے ایک مُبہم سی نظر سے دیکھا گویا مجھے یہ سمجھا رہا ہو کہ مجھے بھی ایسی صُورتِ حالات سے کُچھ نہ کُچھ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرنا چاہیئے جو اَب مزید تبدیلی کی حدوں سے گذر چکی تھی۔ لیکن وہ مُنہ کھول کر یہ بات نہ کہہ سکتا تھا۔ چنانچہ ہم سب ایک ترتیب کے ساتھ شہر کو واپس چل پڑے اور وہاں سے ہوتے ہُوئے قلعے میں پہنچ گئے۔ یہودی ہمارے پیچھے پیچھے، اِس فیصلہ پر اڑے ہُوئے تھے کہ اَب جبکہ نعش چوری کی جا چکی تھی تو وہاں پہرہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ چھ کے چھ پہرے دار اپنی جگہ ایک مضبُوط گروہ کی شکل میں چل رہے تھے اور راستہ بھر ایک دُوسرے کے ساتھ بڑی بے چینی سے سرگوشیاں کرتے آئے۔ جب ہم قلعے کے اندر پہنچے تو پینطُس پیلاطُس بدستُور اپنی سُرخ غلاف والی کُرسیِ انصاف پر، سب سے اُوپر کی سیڑھی پر بیٹھا تھا۔ اُس نے اپنے قریب ایک میز اور اُس پر شراب منگوا کر رکھ لی ہُوئی تھی، اور اُس کا مزاج اُس وقت تک بالکل بدل چُکا تھا۔

"تُم سب لوگ میرے سامنے آجاؤ" اُس نے ہمیں بڑی نرمی سے کہا، "تُم مرقس ایک عالم و فاضل اور قطعی غیر جانبدار شخص ہو، اِدھر، میرے ایک طرف کھڑے ہو جاؤ، اور یہ خیال رکھنا کہ یہودی بہت روادار لوگ ہوتے ہیں۔ سنجیدہ مسائل میں ان کے ساتھ معاملہ کرنا نہایت خُوشگوار ہوتا ہے۔ اِن معزز اراکینِ مجلس کے لئے کُرسیاں لاؤ، کیونکہ یہ رُومیوں سے نفرت نہیں کرتے۔ میرا اپنا مُعتمد ساری کارروائی کا خلاصہ لکھتا جائے گا، اور تُم، فوج کی سیاہ بھیڑو! اور آگے آؤ۔ مُجھ سے ڈرو مت، بلکہ بغیر کوئی بات چُھپائے بلاکم و کاست مُجھے بتاؤ کہ تُم پر کیا بیتی۔"

سپاہیوں نے اُس کی طرف سے نگاہیں گُھما کر یہودیوں کی طرف ذرا دیر کو دیکھا اور پھر اُسی کی طرف دیکھنے لگے۔ اُن کے کُھردرے شامی چہروں پر ایک مُسکراہٹ پھیل گئی، انہوں نے اپنا ایک نمائندہ آگے کر دیا جس نے حوصلہ پا کر اپنی کہانی یُوں سُنانا شرُوع کی:۔

رُوحِ قیصر اور سانڈ دیوتا کی قسم، یہ سچائی کے الفاظ ہیں، آپ کی اِجازت سے یہودیوں نے ہمیں اُس قبر کی نگرانی پر متعیّن کیا جس میں مصلُوب ناصری کو دفن کیا گیا تھا۔ ہم سب چھ آدمی وہاں گذشتہ شب گئے، اور یہ تسلّی کرنے کے بعد کہ قبر کی مُہر ٹوٹی ہوئی نہ تھی، ہم نے دِن کے پہرے داروں کو جانے کی اجازت دے دی، اور خُود قبر کے بالمقابل خالی جگہ پر اپنا ڈیرہ ڈال دیا۔ یہودیوں کی فیّاضی کے طفیل رات کی سردی برداشت کرنے کے لئے ہمارے پاس شراب کی خاصی کافی مقدار تھی۔ ہمارا ارادہ تھا کہ ہم میں سے دو دو آدمی باری باری سے پہرہ دیں جبکہ باقی چار سوتے رہیں۔ لیکن اس رات ہم میں سے کسی نے بھی سونا پسند نہ کیا۔ چُنانچہ ہم نے پانسہ پھینکنا شرُوع کر دیا۔ پھر شراب پی پی کر خُوب گانے بھی گائے، اور مزے اُڑائے۔ ہمارے عیش میں صرف لڑکیوں کی کمی تھی، لیکن اَے آقا! تُم خُود ہی جانتے ہو کہ یہودیہ کی شراب کسقدر فریبی ہوتی ہَے۔ رات کے دوران ہم پہرے کی باریوں کا شمار بھُول گئے اور ہم نے اِس بات پر جھگڑنا شرُوع کر دیا اور کسی کو یہ یاد بھی نہ رہا تھا کہ پہرہ دینے کی باری کس کی تھی اور سونے کی باری کس کی، دراصل ہم سب نشے میں اس قدر چُور ہو چُکے تھے کہ ہم چھ کے چھ ہی سو گئے اور ہر شخص اپنی جگہ اِسی خیال میں سویا رہا کہ باقی آدمیوں میں سے دو پہرہ دے رہے ہیں۔"

اِس بات کی اُس نے اپنے ساتھیوں سے تصدیق چاہی اور اُن سب نے بناوٹی انداز میں اپنی گردنیں ہلا ہلا کر کہا "بالکل یُونہی ہوُا، یہ سب سچ ہَے۔" اُن کے نمائندے نے پھر اپنا بیان جاری رکھتے ہُوئے کہنا شرُوع کیا "ہم زلزلہ آنے کے وقت تک جاگے نہیں تھے، اور پھر ہم نے دیکھا کہ اُس مصلُوب شخص کے حواریوں نے قبر توڑ دی اور اُسکی نعش اُٹھائے جا رہے تھے۔ وہ تعداد میں بہت زیادہ تھے، اور بڑے ہی ظالم اور خُونیں معلُوم ہو رہے تھے، جب اُنھوں نے ہمیں جاگتے دیکھ لیا تو قبر کے دہانے پر سے پتّھر ہماری طرف لُڑھکا دیا، اور وہ اِس طرح نعش سمیت بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئے۔"

پیلاطُس نے بظاہر تعجّب سے دریافت کیا۔ "وہ سب وہاں کتنی تعداد میں تھے؟"

"بارہ" اُس سپاہی نے بڑے وثوق کے ساتھ جواب دیا۔ "اُنھوں نے اپنے ہتھیار بجا بجا کر ہمیں خائف کرنے کے لئے شور مچا دیا تھا۔"

یہودی اراکینِ مجلس میں سے ایک نے گُفتگُو میں حِصّہ لیتے ہُوئے کہا "بارہ آدمی

کبھی نہیں ہو سکتے تھے، یقیناً گیارہ ہوں گے، کیونکہ بارھواں جس نے اُسے چھوڑ دیا تھا، انتقام کے طور پر قتل کیا جا چکا ہے۔ کم از کم اُس کی لاش آج صُبح شہر کی فصیل کے قریب گڈریوں نے دیکھی تھی۔ اُس کا گلا اُسی کے کمربند سے گھونٹ کر اُسے ہلاک کرنے کے بعد گندے نالے میں پھینک دیا گیا تھا، جہاں اُس کا پیٹ پھٹنے کے بعد اُس کی پھٹی ہُوئی آنتیں باہر آتی ہُوئی تھیں۔"

پیلاطُس نے پُوچھا "کیا وُہ نعش کو جُوں کا تُوں ہی لے گئے تھے یا اُنھوں نے اُس کے کفن کے کپڑے قبر کے اندر ہی اُتار پھینکے تھے؟"

پہرہ داروں کا نمایندہ اِس پر گھبراہٹ سے بغلیں جھانکتا ہُوا اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر بولا "اوہ! نعش یقیناً کفن سمیت ہی ہو گی، وُہ لوگ زلزلے کی وجہ سے بڑی جلدی میں معلوم ہوتے تھے۔"

یہُودی اپنی کُرسیوں پر سے ایک دم اُٹھ کر بڑے زوردار انداز میں چلّائے "نہیں نہیں یہ غلط ہے۔ اُنھوں نے نعش پر سے کفن اُتار ڈالا تھا۔ ہم نے کپڑوں کو مُنتشر حالت میں وہاں پڑے ہُوئے دیکھا تھا۔"

"یہ ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا" سپاہی نے کہا "اندھیرے میں ہم یہ سب کُچھ کیسے دیکھ سکتے تھے؟ ہم تو شراب اور زلزلے کے باعث پہلے ہی بے حد سراسیمہ تھے۔"

"اِس کے باوجُود جو کُچھ بھی ہُوا وُہ تُم لوگوں نے دیکھا اور خُوب غور سے دیکھا۔" پیلاطُس نے بظاہر پسندیدگی کے ساتھ کہا۔ "تُم بے حد شاندار سپاہی ہو اور بارھویں فوج کے لئے باعثِ فخر۔" اُس کا لہجہ اس قدر بدشگُونی کا پیش خیمہ معلوم ہو رہا تھا کہ سپاہیوں نے گھبرا کر ایک دُوسرے کی طرف دیکھا، پھر زمین کی طرف دیکھا اور تھر تھر کانپنے لگے۔ اُنھوں نے اپنے نمائندے کو جو یہُودیوں کی طرف مُجرمانہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا، کُہنیاں ماریں، جس پر وُہ بولنے لگا "حقیقت میں ....." اور دوبارہ کُچھ کہنے کی کوشش میں بولا - "حقیقت میں ....." لیکن الفاظ اُس کے حلق میں ہی اٹک کر رہ گئے۔

"جناب عالی" مَیں بولنے لگا، مگر پیلاطُس نے مُجھے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہُوئے اپنا فیصلہ سُنایا "اِن قابلِ اعتماد نوجوانوں کا بیان مَیں نے سُن لیا، اور یہ یقین کرنے کے واسطے کہ اِن کا بیان، بِلا کسی مکر و فریب کے قطعی درُست ہے۔ میرے پاس بڑی

وزنی وجُوہ ہیں۔ اُنھوں نے اپنے یہُودی دوستوں کو بھی مطمئن کر دیا ہے، جو اِن کے لئے کسی سزا کا مُطالبہ نہیں کرتے، اس لئے مَیں فوج کے اندرونی نظم و نسق میں دخل نہیں دینا چاہتا۔ کیا مَیں نے ٹھیک نہیں کہا؟"

یہُودی عُلماء نے بڑی گرمجوشی سے بیک آواز کہا "بالکل درُست، بے شک، بے شک۔" سپاہیوں نے بھی اپنے پاؤں زور سے پٹخائے اور کہا "آپ نے درُست فرمایا۔ رُوم کے اور ہمارے دیوتا آپ پر بہترین نعمتوں کی بارش کریں۔"

"مَیں نے معاملہ کا فیصلہ کر دیا ہے" گورنر نے کہا "اور یہ قِصّہ اب ختم ہوتا ہے کسی کو اگر کوئی اعتراض ہو تو ابھی کہہ دے۔ اس کے بعد مَیں کُچھ نہ سُنوں گا۔"

"مُجھے کُچھ کہنے کی اِجازت دی جائے" مَیں نے درخواست کی، کیونکہ تمام معاملہ کا وُہ مضحکہ خیز ڈھونگ میرے نزدیک حقیقت کی بجائے کسی مزاحیہ ڈرامے کا منظر معلُوم ہوتا تھا۔

پیلاطُس نے میری طرف پلٹ کر ایک بناوٹی تعجّب سے کہا "اوہو! کیا تُم بھی وہاں موجُود تھے، اور کیا تُم نے بھی یہ سب کُچھ دیکھا تھا؟"

"یقیناً نہیں" مَیں نے جواب دیا "مَیں وہاں موجُود ہونے کا جھوٹا دعویٰ نہیں کرتا۔ لیکن آپ نے بعد میں خُود ہی مُجھے بطور ایک گواہ کے بھیجا تھا تاکہ معلُوم کروں کہ فی الحقیقت کیا واقعہ ہُوا تھا۔"

"تو پھر گویا تُم نے سارا واقعہ بچشمِ خُود نہیں دیکھا!" گورنر نے کہا "سپاہیوں نے بہرحال وُہ سب دیکھا تھا، اس لئے بہتر یہ ہے کہ جن معاملات کے متعلق تُمھیں علم نہیں، اُن میں دخل اندازی نہ کرو۔ جب مَیں نے تُمھیں بھیجا تھا تو میرا خیال تھا سپاہی فرار ہو گئے ہیں، اور یُوں اُنھوں نے فوج کی عزّت کو بٹّہ لگا دیا ہے۔ لیکن اب وُہ یہاں میرے سامنے موجُود ہیں، معصُوم برّوں کی طرح اور ہر بات کا اعتراف کر چُکے ہیں۔" اتنا کہہ کر وُہ اپنی جگہ سے ایک طنزیہ سے ادب کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہُوا، تاکہ یہُودی خُود بخُود ہی سمجھ جائیں کہ وُہ اُس کا کافی وقت خراب کر چُکے ہیں۔ اُنھوں نے اُس کا شُکریہ ادا کیا اور محرابی دروازے میں سے باہر نکل گئے۔ سپاہی بھی جانے کو ہی تھے جب گورنر نے اُنھیں لاپرواہی سے ٹھہرنے کا اشارہ کرتے ہُوئے کہا "ذرا ٹھہرو۔" پھر محافظ فوج کے افسر کی طرف متوجّہ ہو کر

کہنے لگا: "تمہاری غمگین نگاہیں مجھے بتا رہی ہیں کہ پیشوائے اعظم کے خزانچی نے تمہیں دست بنانا ضروری نہیں سمجھا۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں، فوج کے اندرونی نظم و نسق میں دخل دینا میرا کام نہیں ہے، تاہم باوجود اس کے کہ ان سپاہیوں کو میں نے اپنی طرف سے تقریباً معاف ہی کر دیا ہے، میرا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ تمہیں بھی ان کو عبرت کے لئے سزا دینے سے روک دوں۔ میری رائے میں بہتر ہوگا اگر تم سرِ دست ان کو گرفتار کر لو اور واقعات پر مزید غور کرنے کی مہلت دو۔" پھر اپنی آواز ذرا دھیمی کرتے ہوئے اس نے کہا "اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ یہودیوں نے اپنی حق پسندی کے اظہار کے لئے انہیں کس قدر رشوت دی ہے، تمہیں کوئی بات مانع نہ ہونا چاہیئے۔"

اس افسر کا سنجیدہ چہرہ ایک دم ایک پُر مسرت مسکراہٹ سے کھِل اُٹھا اور اس نے فوراً ہی چند احکام دیئے جس پر پیشتر اس کے کہ وہ پورے طور پر سمجھ سکتے کہ اُن کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، اُن پہرہ داروں کو ہتھیاروں سے محروم کر کے قید خانے کی کوٹھڑی کی طرف روانہ کر دیا گیا اور افسر خود بھی فوراً ہی اُن کے پیچھے چلا گیا تاکہ اُن کے پاس سے برآمد ہونے والی رقم اپنے سامنے صحیح صحیح گنوا سکے۔ جب وہ سب جا چکے تو گورنر خود بخود ہی مسکرا اُٹھا اور بولا "عدنابر تم بھی تو ایک شامی ہو، جاؤ اور معلوم کرو کہ اُن بدمعاشوں نے دراصل کیا دیکھا تھا۔"

بڑی شفقت کے ساتھ مجھے اپنے پیچھے چلے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ اکڑتا ہوا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ میں اس کے ساتھ اُس کے دفتر کے کمرہ میں داخل ہوا جہاں سے اس نے باقی لوگوں کو چلے جانے کا حکم دیا اور خود ہانپتا ہوا بیٹھ کر اپنے گھٹنے سہلانے لگا۔ پھر مجھے بھی بیٹھنے کی اجازت دیتے ہوئے حوصلہ افزا انداز میں کہنے لگا "کہو کیا کہنا چاہتے ہو، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کوئی بات کہنا چاہتے ہو۔" قدرے محویت میں اس نے چمڑے کی ایک تھیلی اُٹھا کر اُس کی مہر توڑی اور اُس میں سے تیبصر تیبریس کی شبیہ والے طلائی سکے اپنی انگلیوں پر اُلٹانے شروع کر دیئے۔

"جناب" میں نے کچھ دیر تامل کے بعد کہا "میں سمجھ نہیں سکا کہ آپ نے ابھی ابھی جو کچھ کیا اُس کی آخر کیا وجہ تھی؟ لیکن مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی معقول وجہ ضرور ہوگی۔ مجھے یہ اختیار نہیں کہ آپ کے ایک رومی گورنر کی حیثیت میں جو اعمال ہیں اُن کا محاسبہ کروں۔"

اُس نے سکّوں کو چھنکاتے ہوئے کہا "جیسا کہ میں تھوڑی دیر پہلے تمہیں سمجھا چکا ہوں، میرے پاس ایسا کرنے کی بڑی مضبوط وجوہ ہیں۔ مضبوط ترین، جو دنیا کی موجودہ حالت میں ہو سکتی ہیں۔ تم خود بھی یہ جانتے ہی ہو کہ محکمۂ احتساب، گورنروں پر بڑی کڑی نگرانی رکھتا ہے، جیسا کہ جمہوریہ کے دور میں ممکن تھا، اب صوبوں میں آ کر اُس طرح کوئی شخص دولتمند نہیں بن سکتا۔ لیکن اگر یہودی اپنی دوستی کے اظہار کے طور پر زبردستی مجھے تحائف دینا چاہیں تو انکار کر دینا بڑی صریحاً دیوانگی ہوگی، میں کوئی دولتمند انسان نہیں ہوں، اور کلودیہ اپنی جائداد پر بڑی مضبوط گرفت رکھتی ہے۔ میرے علم کے مطابق تم اپنی جگہ خاصے دولتمند ہو، جس کی وجہ سے مجھے ملنے والے تحائف پر تمہیں مجھ سے یقیناً کوئی حسد نہیں ہو سکتا۔"

بلاشبہ مجھے کسی چیز کے لئے اُس کے ساتھ رشک نہ تھا۔ لیکن میرے مشاہدہ میں آنے والی باتیں میرے ذہن پر اس قدر طاری تھیں کہ میں نے یہ کہہ دیا، آپ نے دنیا کی موجودہ حالت کا ذکر کیا ہے، لیکن میرا یقین ہے کہ اب دنیا زیادہ دیر اپنی موجودہ حالت میں نہ رہے گی، کیونکہ یہودیوں کا بادشاہ، جسے آپ نے مصلوب کیا تھا، مُردوں میں سے زندہ ہو چکا ہے، زلزلے نے قبر کے دہانے پر سے اُس وزنی پتھر کو لڑھکا دیا، اور وہ قبر چھوڑ گیا، ہاں کفن کی چادروں اور سر کے رومال کی سلوٹوں میں سے نکلتا ہوا، سپاہیوں اور یہودیوں کے صریح جھوٹ کے باوجود وہ زندہ ہو کر قبر چھوڑ گیا۔"

پیلاطس نے اپنے خیالات کو چھپاتے ہوئے، میری طرف متلاشی سی نظروں سے دیکھا۔ میں نے اُسے تفصیل کے ساتھ وہ سب کچھ بتایا جو قبر کے باہر اور اندر کا معائنہ کرنے کے بعد میں نے اور عدنابر نے دیکھا تھا۔

"کفن کے کپڑوں کی تہیں بالکل ویسی کی ویسی ہی چمٹی ہوئی تھیں اور ہرگز علیحدہ نہیں کی گئی تھیں" میں نے کہا "اِس ثبوت کو تلف کرنے کے لئے یہودیوں نے غصہ کے عالم میں کفن کے کپڑوں کو پھاڑ ڈالا، ورنہ آپ خود بھی اُن کپڑوں کو دیکھ کر اپنا اطمینان کر سکتے تھے، کہ اُس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور تیسرے دن دوبارہ زندہ ہو کر قبر سے نکل کر چلا گیا، عدنابر اِس بات کی صداقت کی گواہی دے گا۔"

پینطُس پیلاطس تمسخر سے مسکرا کر کہنے لگا "کیا تم سمجھتے ہو کہ یہودیوں کے یہ سب مداریوں کے سے کرتب دیکھنے کے لئے میں اپنے آپ کو اس قدر بھی گرا سکتا ہوں کہ خود

چل کر وہاں جاتا ؟" اُس نے یہ بات کچھ اتنے ترحم آمیز انداز میں کی کہ ایک لمحہ کے لئے تو مجھے بھی آنکھوں دیکھے واقعات کی حقیقت پر شبہ ہوگیا اور میرے حافظہ نے میرے سامنے مصر کے وُہ تمام فنونِ شعبدہ گری لا کھڑے کئے جن سے سادہ لوح عوام کو دھوکا دے کر لُوٹ لیا جاتا ہے۔ گورنر نے روپیہ واپس تھیلی میں ڈال دیا، رسی کو کھینچ کر باندھا اور تھیلی کو ایک جھنجھناہٹ سے پھینک دیا —— پھر بڑی متانت سے کہا" دُوسری طرف مَیں یہ بھی خُوب سمجھ رہا ہُوں کہ پہرے دار جھُوٹ بول رہے ہیں اور انہوں نے یہُودیوں سے رشوت لے کر یہ کہانی ایجاد کی ہے۔ جب کسی فوجی جوان کی اپنی فوج کی مُہر اُس کی زیرِ نگرانی ہو تو وُہ کبھی نہیں سویا کرتا۔ اِس کے علاوہ یہ شامی لوگ فطری طور پر ہی اس قدر توہم پرست اور تاریکی سے اس درجہ خائف ہوتے ہیں کہ اِن حالات میں وُہ کبھی سو جانے کی جُرأت بھی نہیں کر سکتے۔ قبر یقیناً زلزلے کی وجہ سے ہی کھُل گئی ہوگی مگر جو مَیں جاننا چاہتا ہُوں وُہ یہ ہے کہ اُس کے بعد فی الحقیقت کیا ہوا۔" اپنی کہنیوں کو اپنے گھٹنوں پر ٹیکتے ہُوئے اور اپنی پتلی سی ٹھوڑی کو اپنے ہاتھوں پر ٹکاتے ہُوئے وُہ سامنے خلا میں گھُور کر دیکھنے لگا۔" مجھے بھی اُس نے متاثر کیا تھا۔ بے شک، اُس یہُودی معجزے کرنے والے نے۔"

اُس نے اعتراف کیا" جتنا تُم یا کلودیہ دونوں جانتے ہو اُس سے بھی کہیں بڑھ کر اُس نے مجھے متاثر کیا تھا۔ لیکن اس سے پہلے بھی یہُودیہ میں معجزے کرنے والے انبیاء اور مسیح پَیدا ہوتے رہے ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک عوام کو اُس وقت تک بھڑکاتا رہا اور ہنگامے جاری رکھے جب تک اُسے بےضرر نہیں بنا دیا گیا، لیکن یہ شخص ہرگز ہنگامہ باز نہ تھا۔ وُہ اِس قدر مسکین تھا کہ اُسے سوالات کرنے کے دَوران میرے لئے اُس کے ساتھ آنکھیں چار کرنا ممکن نہ تھا۔ یاد رکھنا کہ مجھے اُس کے ساتھ باتیں کرنے کا موقع بالکل تخلیئے میں ملا تھا، جہاں کوئی یہُودی ہماری باتیں سُننے کو موجُود نہ تھا۔ اُن کے لگائے ہُوئے الزام کے مطابق وُہ اپنے آپ کو بادشاہ کہہ کر گویا قیصر کا ایک مخالف ثابت کرتا تھا، لیکن مجھ پر یہ چیز بالکل واضح تھی کہ اُس کا اپنی بادشاہت کے متعلق تصوّر ایک خالص رمزی چیز تھی، اور جہاں تک مَیں جانتا ہُوں اُس نے کبھی رُومی حکُومت کو محصُول تک دینے سے انکار نہیں کیا تھا۔ اُس کی بادشاہت اِس دُنیا کی نہ تھی، عین یہی بات خُود اُس نے مجھے بتائی تھی۔ اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ وُہ اِس دُنیا میں صرف اس لئے پَیدا ہُوا کہ حق کی شہادت دے سکے۔ قُدرتی طَور پر مَیں اِس سے بڑا متاثر

ہُوا، حالانکہ میرے سینے میں ایک پتھر دِل ہے، لیکن سوفسطائی فلسفہ دان بُہت عرصہ پیشتر یہ بھی تو ثابت کر چکے ہیں کہ دُنیا میں خالص اَور بے لاگ سچائی کوئی چیز نہیں، اَور تمام سچائیاں محض اضافی ہوتی ہیں جنہیں ایک دُوسرے کے پیمانوں پر ناپنا ضروری ہوتا ہے۔ دراصل مَیں نے پھر اُس سے پُوچھا تھا کہ حق کیا ہے۔ لیکن اِس کے جواب میں اُس نے یا تو عمداً کچھ کہنے سے گریز کیا، یا کُچھ کہہ ہی نہیں سکتا تھا۔" نہیں، مَیں نے اُس اِنسان میں کوئی عیب نہیں دیکھا۔"

پیلاطُس سوچ میں غرق ہو کر کہتا رہا" یہُودیوں کی بے رحمانہ بدسلُوکی کے بعد وُہ جس بدبختی کی حالت میں نظر آتا تھا، اُس کے بالکل برعکس، مجھے وُہ ایک معصُوم، عالی نسب اَور انتہائی مسکین انسان معلُوم ہُوا جیسا مَیں نے کبھی اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ اُس کے اندر یقیناً ایک قوّت تھی۔ مَیں یہ کہہ سکتا ہُوں کہ ایک لحاظ سے مَیں اُس کے سامنے اپنے آپ کو باوجُود اپنے اس بلند عُہدہ کے کمتر محسُوس کرتا تھا اَور پھر یہ احساس میرے لئے باعثِ ذلّت بھی معلُوم نہ ہوتا تھا بلکہ جب مَیں اُس سے گفتگو کر رہا تھا اَور وُہ بڑی رواداری کے ساتھ میری باتوں کا جواب دے رہا تھا تو مجھے ایک عجب سی مسرّت محسُوس ہو رہی تھی۔ اُس نے اپنے بچاؤ کے لئے کوئی کوشش یا بحث نہیں کی۔"

پیلاطُس میری طرف نظریں اُٹھا کر دوبارہ مُسکرایا اَور ایک صُلح کُل انداز میں کہنے لگا" مَیں نے یہ سب کُچھ تمہیں بتا دینا مناسب سمجھا تاکہ تُم میرے متعلق کوئی غلط اندازہ نہ کر بیٹھو۔ مَیں یقیناً اُس کی بھلائی کا خواہشمند تھا مگر سیاسی حالات اُس کے قطعی خلاف جا رہے تھے۔ اُسے بچا لینا ممکن ہی نہ تھا، کیونکہ اپنے بچاؤ کے لئے خُود اُس نے ایک اُنگلی تک ہلانا پسند نہ کیا، بلکہ اِس کے برعکس کُچھ یُوں معلُوم ہوتا تھا گویا وُہ اپنی تقدیر کا محض انتظار کر رہا تھا، اَور جیسے اُسے پہلے سے ہی خبر ہو کر وُہ تقدیر کیا ہوگی!"

پھر اُس کے چہرے پر دُرشتی چھا گئی۔ اُس نے مجھے یاس بھری نظر سے دیکھا، اَور دوبارہ کہا" ایک غیر معمُولی انسان، شاید ایک مُقدّس ہستی، ہم اُسے یہی کہہ سکتے ہیں، لیکن مرقس، وُہ کوئی خُدا ہرگز نہ تھا، ایسے توہّمات کا شکار نہ بننا۔ وُہ محض ایک انسان تھا، دُوسروں کی طرح ایک جیتا جاگتا گوشت پوست کا انسان، تُم نے خُود اُسے عین دُوسرے انسانوں کی طرح مرتے دیکھا ہے۔ انتقام کی تینوں دیویاں مل کر بھی مجھے یہ مان لینے پر مجبُور نہیں کر سکتیں کہ ایک لاش دوبارہ زندہ ہو کر اُٹھ سکتی ہے یا اپنے کفن میں سے نکل کر فضا میں غائب ہو سکتی ہے۔

اِس دُنیا میں ہر چیز کی کوئی نہ کوئی عین قُدرتی اَور عام طَور پر بُہت ہی سادہ سی توضیح ضرُور ہُوا کرتی ہے۔"

اِسی قسم کی باتیں وُہ مُجھ سے کرتا رہا، کیونکہ معاملہ کی عجیب و غریب نوعیّت نے اُسے ذہنی پریشانی میں مُبتلا کر رکھا تھا، جبکہ ایک رُومی حاکم کی حیثیّت میں وُہ اپنے آپ کو صرف ٹھوس حقائق تک محدُود رکھنے پر مجبُور تھا۔ اُس کے لئے ایسا کرنا لازمی تھا۔ یہ بات بھانپ لینے کی وجہ سے مَیں نے اُس کی بات کی تردید نہ کی، بلکہ ایک ہٹ دھرمی سی خاموشی اختیار کر رکھی۔ بعد میں مُجھے اپنی اِس خاموشی کا افسوس بھی ہُوا کیونکہ اُس کے اُن خُود نگری کے لمحات میں اگر مَیں نے اُسے پُوچھا ہوتا تو یقیناً وُہ مُجھے بخُوشی اپنے اَور ناصری کے تخلیہ میں ہونے والے سوال و جواب سب بتا دیتا۔

اتنے میں عدنابر داخل ہُوا۔ گورنر نے گردن ہلا کر اشارہ کرتے ہُوئے کہا "کہو، کیا کہنا چاہتے ہو۔"

عدنابر نے پریشانی میں اپنے ہاتھ ملتے ہُوئے کہا "جناب، مَیں اب آپ کو کیا بتاؤں؟"

پیلاطُس نے برہمی سے کہا "یہ عدالت کے کٹہرے میں کوئی جرح تو نہیں ہو رہی، چار دیواری کے تخلیہ میں ہماری آپس کی گفتگُو ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ سچ بتاؤ کیونکہ سچ ایک ایسی چیز ہے جس کے متعلّق تُم یا مَیں بہُت کم جانتے ہیں۔ مُجھے صرف یہ بتاؤ کہ وُہ سپاہی کیا سمجھتے ہیں کہ اُنہوں نے کیا دیکھا تھا؟"

"اُن دونوں کو تیس تیس نقرئی سکّے دیئے گئے تھے" عدنابر نے کہا "جس کے عوض یہُودیوں نے اُن کے مُنہ سے وُہ سب کُچھ کہلوایا جو وُہ خُود کہنا چاہتے تھے۔ دراصل وُہ فوجی بے حد خوف زدہ تھے، اَور قبر پر بھُوت پریت کے خوف سے وُہ لحظہ بھر بھی نہ سو سکے تھے۔ زلزلہ آنے کے وقت، حُکم کے مُطابق اُن میں سے دو یقیناً بیدار تھے۔ زلزلے کے جھٹکے سے وُہ دونوں گر پڑے اَور باقی سب بھی عین اُسی وقت جاگ اُٹھے جبکہ قبر کے دہانے کا پتّھر اپنی جگہ سے ہل کر اندھیرے میں اُن کی طرف لُڑھکنے لگا، اَور پھر......"

عدنابر نے پریشان ہو کر اپنی بات وہیں روکی اَور معذرت کے طَور پر کہنے لگا "مَیں صرف وُہ باتیں دُہرا رہا ہُوں جو مَیں نے سُنی ہیں۔ جب ہم نے اُن سے تمام رقم چھین لی تو

وُہ اِس قدر غُصّہ میں آ گئے کہ خُود ہی سب کُچھ بتانے کو بے قرار نظر آنے لگے۔ ہمیں اُن کو کوڑے مارنے کی ضرُورت بھی نہیں پڑی۔ پتّھر سے بچنے کے بعد وُہ سب مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہے تھے کہ اُنہوں نے بجلی کے کوندنے کی مانند ایک روشنی دیکھی۔ گو اُس وقت اُنہیں بجلی کی کوئی کڑک ہرگز سُنائی نہیں دی، اُس کوندنے کی اچانک لپک سے وُہ زمین پر اوندھے گر پڑے اَور مُردوں کی طرح، بہُت دیر تک، چندھیائے ہُوئے پڑے رہے۔ پھر جب وُہ حوصلہ کر کے قبر کے قریب گئے تو اُنہوں نے کسی کی حرکت کی آواز، یا قدموں کی آہٹ، یا کسی بھی قسم کا شور ہرگز نہیں سُنا۔ نہ ہی اُنہوں نے وہاں کسی چور کو دیکھا۔ اُنہیں یقین ہے کہ اُن کی نظروں سے بچ کر قبر کے اندر جانے اَور وہاں سے باہر آ جانے کے لئے کسی کی پاس کافی وقت نہیں ہو سکتا تھا۔ آپس میں مشورہ کرنے کے بعد وُہ دو آدمیوں کو وہاں پہرے پر چھوڑ کر، باقی چار سارے واقعہ کی اِطلاع یہُودیوں تک پہنچانے کے لئے چلے گئے، کیونکہ قبر کے اندر داخل ہو کر نعش کی موجُودگی یا عدم موجُودگی کی تصدیق کرنے کی اُنہیں جُراَت نہ ہُوئی۔"

پیلاطُس نے جو کُچھ سُنا تھا، اُس پر کُچھ دیر غور کرنے کے بعد میری طرف پلٹ کر پُوچھا "مرقس، تُم اِن دونوں میں سے کونسی کہانی کو زیادہ قابلِ یقین سمجھتے ہو، وُہ جس کو یہُودی سچ بتلاتے ہیں یا وُہ جو تُم نے ابھی ابھی سُنی ہے؟"

مَیں نے صاف گوئی سے جواب دیا "مَیں سوفسطائیوں کی منطق اَور زاہدانِ خُشک کی سچّائی سے خُوب واقف ہُوں، گو اِن سب چیزوں نے اپنی اپنی رمزیّت کے تمام تر حُسن کے باوجُود مُجھے کبھی قائل نہیں کیا۔ فلسفے نے مُجھے متشکّک بنا کر رکھ دیا ہے لیکن ارضی سچائی میرے نزدیک، ہمیشہ دِل کے مقام پر کسی خنجر کے گہرے گھاؤ کی مانند رہی ہے، اَور اَب مَیں اسے پُورے طور پر سمجھنے لگا ہُوں۔ مَیں نے اپنی اِن آنکھوں سے اُسے مرتے دیکھا، پھر آج مَیں نے اِنہی آنکھوں سے یہ بھی دیکھ لیا کہ کسی دُنیاوی طاقت نے ہرگز اُس قبر کو نہیں کھولا جس میں اُس کی نعش بند پڑی تھی۔ سچّائی بالکل سادہ سی بات ہے، جیسا کہ ابھی ابھی تُم نے خُود بھی کہا تھا کہ اُس کی بادشاہت آج ہی اِس دُنیا پر نازل ہو گئی۔ زمین نے تھرتھرا کر اُس کی قبر کھول دی اَور جب وُہ اُٹھ کر قبر سے باہر آیا تو اُس کے نُور نے پہرہ داروں کی نظروں کو خیرہ کر دیا۔ یہ سب کس قدر سادہ ہیں۔ اِس سادگی اَور

سچائی کی بجائے میں اُن بناوٹی کہانیوں پر کیوں اعتبار کروں جن کا حقائق سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔"

"مرقس، اپنے آپ کو بیوقوف مت بناؤ" گورنر نے کہا "یاد رکھو کہ تم ایک رُومی شہری ہو۔ اَب تُم بتاؤ عدناہر کہ تُم کونسی روایت پر یقین کرتے ہو؟"

"جناب اِس معاملہ میں مَیں اپنی کوئی رائے ہی نہیں رکھتا" عدناہر نے بڑی حکمتِ عملی سے اپنا پہلو بچاتے ہُوئے جواب دیا۔

"مرقس۔" گورنر نے معذرت کے انداز میں کہا "کیا تُم سنجیدگی سے یہ چاہتے ہو کہ مَیں اپنے آپ کو تضحیک کا نشانہ بناتے ہُوئے پُوری فوج اَور یہُودیہ میں مقیم تمام محافظ دستوں کو چوکس کر دُوں اَور اُن کو ایک ایسے شخص کی گرفتاری کے احکام جاری کر دُوں جو اپنی قبر میں سے زِندہ ہو کر بھاگ نکلا ہے؟ اگر مَیں تُم پر اعتبار کرُوں تو ظاہر ہے کہ میرا فرض یہی قرار پائے گا۔

شناختی علامات: "پہلُو میں دل کے مقام پر ایک گہرا زخم، ہاتھوں اَور پاؤں میں میخوں کے سُوراخ، اپنے آپ کو یہُودیوں کا بادشاہ کہتا ہے"۔ پھر وُہ اَور زیادہ نرم لہجہ میں کہنے لگا "لیکن ہم تُمہارے لئے انتخاب کی دُشواری کو آسان بنا دیتے ہیں، مَیں نے تُم سے یہ نہیں پُوچھا تھا کہ تُمہارے نزدیک سچّائی پر کون سی کہانی مبنی ہے، بلکہ یہ کہ اِن دونوں کہانیوں میں سے کونسی ایسی ہے جو ہماری اِس دُنیا میں زیادہ قابلِ اعتبار ہو سکتی ہے یا یُوں کہنا بہتر ہوگا کہ رُومیوں اَور یہُودیوں، دونوں کے ہی نقطۂ نظر سے سیاسی نظریئے کے طور پر دونوں میں سے کونسی روایت زیادہ اہم ہو سکتی ہے؟ تُم یقیناً یہ تو جانتے ہو کہ میری ذاتی رائے خواہ کُچھ بھی ہو مگر عملی طَور پر مُجھے وُہی قدم اُٹھانا پڑتا ہے جو سیاسی مصلحت کا تقاضا ہو۔"

"ہاں، اَور مَیں یہ بھی سمجھ سکتا ہُوں کہ تُم نے اُس سے یہ کیوں دریافت کیا تھا کہ حق کیا ہے؟" مَیں نے تلخی سے جواب دیا، جو تُم کہتے ہو، وُہی سہی، تُم بظاہر مطمئن ہو، تُمہاری بجائے یہُودیوں نے خُود ہی فیصلہ کر دیا، تُمہیں ایک قابلِ اعتبار کہانی بھی دے دی اَور اس کو حلق سے نیچے اُتارنے میں امداد دینے کے لئے ایک تُحفہ بھی دیا، بلاشُبہ اُن کا بیان زیادہ مصلحت آمیز ہے۔ میرا یہ ارادہ ہرگز نہیں کہ اپنا سر خواہ مخواہ ایک پھندے میں پھنسا لُوں اَور تُمہیں یہ موقع مہیّا کر دُوں کہ مُجھ پر ایک سیاسی سازش کا الزام تھوپ سکو۔ مَیں اس قدر احمق تو

نہیں ہُوں، لیکن غالباً تُم مُجھے اِس بات کی اِجازت دینے سے تو گریز نہ کروگے کہ مَیں اپنی رائے محفُوظ رکھوں۔ مَیں باہر اِس کا ڈھنڈھورہ نہیں پیٹتا پھرُوں گا۔"

"بس، تو پھر ہم تینوں اَب متفق ہو گئے ہیں" گورنر نے متانت سے کہا "جتنی جلدی ہم اِس معاملہ کو فراموش کر دیں، اُتنا ہی بہتر ہوگا۔ عدناہر، تُم اَور محافظ فوج کا افسر، دونوں، یہُودیوں کے روپے میں سے بقدر ایک تہائی لے سکتے ہو، یہ عین منصفانہ تقسیم ہے، لیکن اُن دونوں سپاہیوں کو دس دس سکّے ضرُور دے دو تاکہ اُن کے مُنہ بند رہیں۔ کل اُن کو قید سے رہا کر دیا جائے، اَور پھر تھوڑے عرصہ بعد اُن کو سرحد پر تبدیل کر دیا جائے۔ ترجیحاً دونوں کو مُختلف جگہوں پر بھیجا جائے، لیکن اگر وُہ لایعنی افواہیں پھیلانے لگیں تو ہمیں فوری اقدام کرنا ہوگا۔"

اِس بات سے مَیں نے بھی اشارہ پا لیا کہ عقلمندی اِسی میں ہے کہ جتنا عرصہ بھی یہُودیہ میں رہُوں، بالکل خاموش رہُوں، لیکن مُزید غور کرنے کے بعد اِس نتیجہ پر پہنچا ہُوں کہ یہُودیہ تو کیا، پُوری مہذّب دُنیا میں کسی بھی جگہ میں اپنے تجربات کا ذکر کھلم کھلا نہیں کر سکتا۔ مُجھے ایک نیم پاگل سمجھا جائے گا یا پھر اپنی طرف توجّہ مبذُول کرانے والا ایک جھُوٹا عیّار۔ اگر معاملہ بدترین صُورت اختیار کرے تو یہ بھی ممکن ہے کہ پیلاطُس یہ کہہ کر مُجھے مُجرم گردانے کہ مَیں یہُودیوں کے معاملات میں دخل اندازی کر کے رُوم کو نقصان پہنچانے کی غرض سے ہنگامہ پیدا کر رہا ہُوں، اَور اسی زمانے میں تو اِس سے بھی کمتر باتوں پر کئی رُومی شہری مَوت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے ہیں۔

اِن خیالات نے مُجھے افسُردہ کر دیا۔ تاہم اِس تصوّر سے مُجھے قدرے تسکین محسُوس ہوتی تھی کہ مَیں سچّائی کو محض اپنی ذات کے لئے تلاش کرنا چاہتا ہُوں نہ کہ دُوسروں کو بتانے کے لئے۔ چُنانچہ جب عدناہر چلا گیا تو مَیں نے بڑی عاجزی سے کہا "لیکن تُم مُجھے یہُودیوں کے بادشاہ کے اِس سارے معاملہ کی تحقیقات کر لینے کی اجازت تو دوگے نا؟ اُس کے مُردہ سے زندہ ہونے کا معاملہ نہیں، اِس مسئلہ پر مَیں بالکل خاموش رہُوں گا، مگر مَیں یہ ضرُور جاننا چاہتا ہُوں کہ وُہ کیا کرتا رہا ہے اَور کیا تعلیم دِیا کرتا تھا؟ مُمکن ہے اس سے کوئی ایسی بات مِل جائے جو ہمارے عِلم میں کُچھ اضافہ ہی کر سکے۔ تُم نے خُود ہی تو کہا ہے کہ وُہ ایک غیر معمُولی اِنسان تھا۔"

پیلاطُس نے اپنی ٹھوڑی کھجائی، شفقت سے میری طرف دیکھا، پھر جواب دیا "میرے خیال میں بہترین عمل یہی ہوگا کہ اُس کے متعلق سب کچھ فراموش کر دیا جائے، مَیں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہُودی مذہب کے گورکھ دھندے سے تُم اپنے ذہن کو پراگندہ کرو، تُم ہنوز جوان ہو، دولتمند ہو، آزاد ہو، تُم بااثر دوست رکھتے ہو، اور زندگی تُم پر مُسکراتی ہے، لیکن ہر شخص اپنی اپنی قسمت بھی تو رکھتا ہے۔ بہر حال جب تک تُم اپنے اِس اچنبھے کی تسکین کی خاطر اپنی طرف لوگوں کی توجّہ مبذُول کرائے بغیر دانشمندی سے کام لیتے رہو گے، مَیں تُمہارے راستہ میں حائل نہ ہُونگا۔ یروشلیم میں ابھی گھر گھر اُس کا چرچا جاری ہے۔ اُس کے حواری جلد ہی اطراف و اکناف میں پھیل کر اپنے اپنے گھروں کی راہ لیں گے۔ یقین مانو، چند برس بعد ہی وُہ قطعی فراموش کیا جا چکا ہوگا۔"

مَیں سمجھ گیا کہ ہماری گُفتگُو اختتام پر آ گئی ہے، اس لئے اُٹھ کر افسروں کے مسکوٹ میں کھانا کھانے چلا آیا، کیونکہ اُس نے مُجھے اپنے ساتھ کھانے کی دعوت نہیں دی تھی۔ مَیں کُچھ ایسی بے قراری کے ساتھ ایک خلجان میں مُبتلا تھا کہ مُجھے کُچھ معلُوم نہیں کس نے کیا کیا اَور کھانے کے بعد دُوسروں کی مانند مَیں آرام بھی نہ کر سکا۔ چنانچہ بلا ارادہ مَیں قلعہ کے دروازے میں سے باہر نکل کر شہر میں یُونہی بے مقصد گھُومنے لگا۔ تہوار کے ختم ہونے پر اب گھروں کو واپس جانے والے ہجُوم سے گلیاں کُوچے اَٹے پڑے تھے۔ مُجھے ہر نسل کے لوگ دکھائی دے رہے تھے۔ یہُودیوں کی دُکانوں میں مُلک مُلک کا ساز و سامان مَیں نے دیکھا، لیکن وُہ سب کُچھ اِس سے پہلے بھی مَیں نے دُوسرے بڑے بڑے شہروں مَیں بارہا دیکھا ہُوا تھا، اس لئے کوئی چیز میرے لئے وجہِ دلچسپی نہ بن سکی۔

تھوڑی دیر بعد مُجھے اچانک احساس ہُوا کہ مکانوں کی دیواروں کے ساتھ ساتھ قطار در قطار بھکاریوں کے علاوہ مَیں اَور کُچھ نہیں دیکھ رہا۔ میرے سامنے اُن کے ٹُوٹے لنگڑے اعضا، بے نُور آنکھیں اَور رِستے ہُوئے ناسُوروں کے زخم تھے۔ اُن کی موجُودگی کے متعلق اپنے اِس شدید احساس پر مُجھے تعجّب بھی ہُوا کیونکہ عام حالات میں ایک سیّاح فقیروں اَور بھکاریوں کا اتنا عادی ہو جایا کرتا ہے کہ وَہ اُن کی طرف اتنی توجّہ دینا بھی ضرُوری خیال نہیں کرتا جتنی اُن مکھیّوں کو دیتا ہے جن سے اُسے واسطہ رہتا ہے۔ ہیکل کے سامنے گلی کے دونوں طرف وُہ صفیں باندھے بیٹھے تھے۔ اُن میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی

مخصُوص جگہ تھی وُہ سب اپنے ہاتھ پھیلا پھیلا کر اپنے دُکھ بیان کرنے اَور ایک دُوسرے کو کُہنیاں اَور دھکّے مارنے میں مصرُوف تھے۔ ایسا معلُوم ہو رہا تھا جیسے میری آنکھوں میں کُچھ فتُور آ گیا ہو، کیونکہ زنگا رنگ سامانِ تجارت، لمبی لمبی جھالروں والے چوغوں میں ملبُوس فریسی فرقہ کے یہُودی، مشرقی ممالک کے تاجر، پانی ڈھونے والی عورتوں کے نازو انداز، اَور ایسی ہی دُوسری بے شمار چیزوں کی بجائے، صرف وُہ ٹُولے لنگڑے بد قسمت بھکاری ہی نامعلُوم کیوں رہ رہ کر میری نظروں میں نمایاں ہوتے جا رہے تھے، چنانچہ شہر کی اُن گلیوں سے بیزار ہو کر مَیں شہر کے دروازے میں سے باہر نکل آیا۔ ایک بار پھر میرے سامنے وُہ چیلوں والی پہاڑی تھی۔ جلدی جلدی اُس کے پاس سے گُذر کر مَیں قبر والے باغ میں داخل ہو گیا۔ مَیں نے غور کیا تو وُہ باغ اپنے پھل دار درختوں اَور جڑی بُوٹیوں کے تختوں سمیت میری توقع سے کہیں زیادہ دلکش تھا۔ اَب دوپہر میں آرام کا وقت ہونے کی وجہ سے یہ لوگوں سے بالکل خالی پڑا تھا۔ میرے قدم خُود بخُود اُس چٹانی قبر کی طرف اُٹھتے گئے اَور مَیں ایک بار پھر اُس کے اندر داخل ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ کفن کے کپڑے وغیرہ وہاں سے اُٹھائے جا چُکے تھے اَور مُجھے صرف مرہموں کی خُوشبو کا احساس تھا۔

جب مَیں باہر نکلا تو مَیں کُچھ ایسی تھکن کے احساس سے دبا جا رہا تھا، جیسی پہلے کبھی محسُوس نہیں کی تھی۔ دو راتوں سے مَیں پُوری نیند نہیں لے سکا تھا، اَور یُوں معلُوم ہو رہا تھا گویا گُذشتہ دو دِن اَور اب یہ تیسرا دِن میری زندگی کے طویل ترین دِن تھے۔ تھکن سے چُور لڑکھڑاتا ہُوا مَیں مہندی کی ایک جھاڑی کے سائے میں پہنچ کر بے اختیار گھاس پر لیٹ گیا اَور اپنے آپ کو اپنے چوغے میں لپیٹ کر فوراً ہی ایک بڑی گہری نیند میں ڈُوب گیا۔

جب میری آنکھ کھُلی تو آفتاب زوال پر تھا اَور رُومی حساب کی رُو سے اُس وقت دِن کی چوتھی گھڑی شرُوع ہو چُکی تھی۔ پرندوں کی چہچہاہٹ نے میرا محاصرہ سا کر رکھا تھا اَور میرے اِرد گرد تازہ ہَوا اَور اُس میں رچی ہُوئی پھُولوں کی خُوشبوؤں کی شیرینی کا ایک غلاف سا تھا۔ مَیں اپنے اندر ایک حیرت انگیز تازگی محسُوس کرتے ہُوئے اُٹھ بیٹھا۔ میری بے قراری غائب تھی، اَور مَیں اپنے آپ کو احمقانہ خیالات سے بلا وجہ پریشان کرنے کی قطعی کوئی ضرُورت محسُوس نہیں کر رہا تھا۔ مَیں نے ٹھنڈی ہَوا کے لمبے لمبے سانس کھینچے۔ دُنیا میری نظروں میں جوان ہو رہی تھی۔ یکایک مُجھے احساس ہُوا کہ صحرا کی خُشک مُوذی ہَوا بند ہو چُکی تھی اَور سب چیزیں

مختلف تھیں۔ مَیں نے گو اس سے پہلے غور نہ کیا تھا، تاہم ہوا میں یہ تبدیلی غالباً اُس روز صُبح ہی سے ہو چُکی تھی، بہرحال اب میرے سر میں قطعی درد نہ تھا، میری آنکھوں میں بے خوابی کی وجہ سے کوئی جلن باقی نہ تھی، اور نہ ہی مُجھے بھُوک یا پیاس تھی۔ مُجھے اُس وقت صرف سانس لینے، زندہ ہونے اور انسانوں کی اِس دُنیا میں ایک انسان ہونے کا عجب حسین و پُرمسرت احساس تھا۔

مَیں نے باغ میں اِدھر اُدھر ٹہلتے ہُوئے ایک مالی کو دیکھا جو پھلدار درختوں کی ٹہنیاں اُٹھا اُٹھا کر اُن میں لگے ہُوئے پھلوں کو دیکھتا پھر رہا تھا۔ وُہ عام آدمیوں کی طرح چھوٹی سی جھالر والے ایک سادہ سے چوغے میں ملبُوس تھا۔ دھوپ سے بچاؤ کے لئے اُس نے اپنے سر کو ڈھانپ رکھا تھا۔ مُجھے خیال ہُوا کہ اُس کی اجازت کے بغیر اُس کے باغ میں سو کر مَیں ضرور اُس کی ناراضگی کا باعث بن گیا ہُوں، کیونکہ یہُودیوں کے رسم و رواج بہت پیچیدہ ہوتے ہیں اور مَیں اُن سے قطعی بے بہرہ ہُوں۔ اس لئے مَیں جلدی سے اُٹھ کر اُس کے پاس گیا اور اُسے سلام کر کے کہا۔ "تُمہارا باغ بہُت شاندار ہے۔ میرا خیال ہے میرے یہاں بغیرِ اجازت آکر سو جانے پر تُم ناراض نہیں ہو"۔ اُس گھڑی میں دُنیا بھر میں کسی کو ذرا سی تکلیف پہنچانا بھی گوارا نہ کرتا۔

وُہ پلٹ کر مُجھ پر کُچھ اسقدر شفقت سے مُسکرایا، جیسے مُجھ داڑھی مُونچھ مُنڈے رُومی پر کبھی کوئی یہُودی نہ مُسکرایا ہو گا، لیکن اُس کے جواب نے مُجھے اور بھی متعجب کر دیا کیونکہ اُس نے نہایت نرمی، بلکہ قدرے شرمیلے پن سے کہا "میرے باغ میں تُمہارے لئے بہُت جگہ ہے، کیونکہ مَیں تُمہیں جانتا ہُوں"۔ مَیں نے خیال کیا کہ اُس کی نظر کمزور ہو گی اور اُسے مُجھ پر کسی دُوسرے کا گمان گذرا ہے۔

"لیکن مَیں تو یہُودی نہیں ہُوں" مَیں نے حیرانی سے کہا "تُم مُجھے کیسے جان سکتے ہو؟"

اُس نے مُجھے اشارہ کیا گویا اپنے ساتھ جانے کو بُلا رہا ہو۔ مَیں اِس خیال سے بخُوشی اُس کے ساتھ چل پڑا کہ غالباً وُہ مُجھے کوئی چیز دکھانا، یا دوستی کے تحفہ کے طور پر دینا چاہتا ہو گا۔ وُہ میرے آگے آگے چل رہا تھا اور مَیں نے دیکھا کہ وُہ بُری طرح لنگڑا رہا تھا، حالانکہ وُہ بُوڑھا ہرگز نہ تھا۔ جس جگہ سے پگڈنڈی مُڑتی تھی وہاں اُس نے پھر ہاتھ بڑھا

کر پھلوں سے جھکی ہُوئی ایک شاخ کو اُونچا کیا اور مُجھے نظر پڑا کہ اُس کا ہاتھ زخمی تھا۔ اُس کی کلائی پر ایک مُہیب سا زخم تھا جو پُوری طرح بھرا نہ تھا۔ یہ دیکھتے ہی مَیں ایک پتّھر کے بُت کی مانند ساکت و صامت کھڑا رہ گیا اور ایک ثانیہ کے لئے میرے اعضا نے میرا حُکم ماننے سے جواب دے دیا۔ اُس نے میری طرف دوبارہ یُوں دیکھا جیسے کسی واقف کار کو دیکھ رہا ہو، اور پھر پگڈنڈی پر ہوتا ہُوا ایک ڈھلان پر چلنے لگا۔

جُونہی میری ٹانگوں نے پھر میرا حُکم مانا، مَیں ایک چیخ مار کر اُس کے تعاقب میں بھاگا، لیکن جب مَیں اُس ڈھلان پر سے گھُوما تو وُہ غائب ہو چُکا تھا۔ مُجھے راستہ سیدھا سپاٹ جاتا نظر آ رہا تھا مگر وُہ کہیں دکھائی نہ دیا، نہ ہی مُجھے کوئی ایسی جگہ نظر آئی جہاں وُہ اِس مختصر سے وقفہ میں چھُپ سکتا ہو۔ میرے گھُٹنے کمزور پڑ گئے اور مَیں اُس راستہ کے بیچوں بیچ بیٹھ گیا۔ میری سوچ مفلُوج ہو چُکی تھی۔ مَیں نے یہ واقعہ عین اُسی طرح لکھا ہے جیسے پیش آیا تھا۔ اَب جبکہ مَیں یہ سب لکھ چُکا ہُوں تو یہ اعتراف بھی کر لیتا ہُوں کہ اِس لمحہ میرا یہ پُختہ یقین ہے کہ مَیں نے اُس مالی کے بھیس میں یہُودیوں کے مُردہ سے زندہ ہو جانے والے بادشاہ کو دیکھ لیا تھا۔ اُس کی کلائی پر وُہ مُہیب زخم عین اُس جگہ تھا جہاں جلّاد صلیب پر چڑھانے کے لئے میخ ٹھونکتا ہے، تاکہ ہڈیاں ڈھیلے لٹکنے والے جسم کو سہارا دیئے رہیں۔

اُس نے کہا تھا کہ وُہ مُجھے جانتا ہے۔ وُہ بھلا مُجھے کیسے جان سکتا ہے سوائے اِس کے کہ اُس نے صلیب پر سے مُجھے دیکھا ہو، لیکن وُہ وجد آفرین لمحات ختم ہو چُکے تھے۔ زمین میرے لئے پھر خاکستر ہو گئی تھی۔ میری فہم واپس آ چُکی تھی۔ مَیں ایک مٹیالے راستہ پر بیٹھا تھا، ایک مہربان یہُودی مُجھ پر مُسکرایا تھا۔ مَیں اِن معمُولی سی باتوں سے آخر کیوں اس قدر متاثر ہُوا ہُوں؟ یقیناً بے شمار یہُودی ایسے ہوں گے جو اجنبیوں کے ساتھ دوستانہ سلُوک کرتے ہیں۔ لنگڑے انسان بھی شہر میں بہُت سارے میری نظر سے گذرے ہیں اور ایک مالی کام کرتے کرتے اکثر اپنا ہاتھ زخمی کر ہی بیٹھتا ہے۔ مَیں نے اُس کے اشارے کا مطلب یقیناً غلط سمجھا ہو گا۔ ممکن ہے اُس کا ہرگز یہ مطلب نہ ہو کہ مَیں اُس کے پیچھے آؤں اور اغلباً وُہ کسی چھُپنے والی جگہ میں داخل ہو گیا ہو گا۔ پھر سب سے زیادہ غور طلب بات تو یہ تھی کہ اگر واقعی وُہ یہُودیوں کا بادشاہ ہی تھا تو ساری دُنیا کو چھوڑ کر مُجھ پر ہی کیوں خاص طور پر ظاہر ہُوا؟ میری کیا ہستی ہے جو وُہ میرے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا،

اور اگر ایسا کرنے کے لئے اُس کے پاس کوئی وجوہ تھیں تو اُس نے کم از کم مجھے یہ ضرور سمجھایا ہوتا کہ وہ مجھ سے کیا چاہتا ہے، ورنہ اِس چیز میں کوئی معقولیت ہی نہیں تھی!

پھر مَیں نے سوچا کہ شاید مَیں ابھی ابھی کوئی خواب دیکھتے ہُوئے بیدار ہُوا ہُوں، لیکن جب مَیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر پگڈنڈی پر چلنے لگا تو مَیں نے مہندی کی جھاڑی کے پاس وُہ جگہ دیکھی جہاں مَیں سویا تھا، نہیں یہ ہرگز خواب نہ تھا۔ مَیں دوبارہ وہیں لیٹ گیا اور میرے فہم نے جو ذہنی ورزشوں کی وجہ سے کافی تیز ہے میرے اس تصوّر کو بے معنی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ قدرتی طور پر مصلُوب بادشاہ کو دوبارہ جی اُٹھنے کے بعد دیکھ پاتا میرے لئے حد درجہ مسرت انگیز امر ہونا چاہیئے تھا، لیکن مجھے اپنی اس قسم کی خواہش کو ہی حقیقت سے تعبیر کر لینے اور یہ سمجھ لینے کا کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ مَیں نے دراصل اُسے ہی دیکھا تھا۔

اِس طور سے میرے خیالات اُلجھے ہُوئے تھے اور مُجھ پر کُچھ اِس قسم کا ایک خوفناک احساس طاری تھا جیسے مَیں دو مختلف ہستیوں میں تقسیم ہو چکا ہُوں، ایک ایمان لے آنے کی خواہشمند، اور دُوسری اِس قسم کی ضعیف الاعتقادی کا مضحکہ اُڑانے میں مُصِر۔ مضحکہ اُڑانے والی ہستی نے مُجھے بتایا کہ مَیں اپنی جوانی اور قُوّتِ برداشت کا کُچھ حصّہ کھو چُکا ہُوں، اور سکندریہ میں سارا موسمِ سرما مے نوشی، عیّاشی اور اس پر مستزاد پیش گوئیوں کے مطالعہ سے پیدا ہو جانے والی تھکن اور اضمحلال نے میرے ذہن کو پراگندہ کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ جافہ سے یروشلیم تک پیدل سفر، اعصاب کو برباد کر دینے والے وُہ سب واقعات جو میرے مشاہدے میں آئے، مُسلسل شب بیداری اور پھر لگاتار لکھتے رہنے سے ایک لبریز پیمانہ، آخری قطرہ ڈالنے سے بہہ نکلا، یا، سوفسطائیوں کے کہنے کے مُطابق وُہ آخری تنکا ثابت ہُوا جو اُونٹ کی کمر توڑ دیتا ہے۔ مَیں اپنے حواسِ خمسہ اور اپنی قُوّتِ فیصلہ کا اعتبار نہیں کر سکتا۔ پینطُس پیلاطُس مُجھ سے عُمر میں کافی بڑا، اور ایک تجربہ کار و مُنصف آدمی ہے۔ اگر مَیں عقلمند ہوتا تو اُس کے مشورے پر عمل کرتے ہُوئے، آرام کرتا، مقدّس شہر کے قابلِ دید مقامات کی سیر کرتا اور سب کُچھ فراموش کر دیتا۔

مُجھے اُن بدرُوحوں کا خیال بھی آتا تھا جو یہُودیوں کے عقیدہ کے مُطابق، کمزور لوگوں کے اندر داخل ہو کر اُن کے جسموں پر قابض ہو جاتی ہیں۔ مَیں نے قبروں کے قریب سو کر اپنے آپ کو ایسے خطرات سے دوچار کر لیا تھا اور میری مشکل یہ تھی کہ مَیں یہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا

کہ میرے دو مختلف حِصّوں میں سے کونسا حصّہ بدرُوح کے قبضہ میں آ چُکا تھا، آیا وُہ حِصّہ جو مُجھے یہ یقین کر لینے پر مجبُور کر رہا تھا کہ یہُودیوں کا بادشاہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے، اور مَیں نے دراصل اُسے ہی مالی کے بھیس میں دیکھا تھا یا پھر وُہ حِصّہ جو اِس خیال کی بڑی سختی سے مخالفت کر رہا تھا۔

ابھی مَیں اِس بارے میں صحیح طور پر کُچھ سوچنے نہیں پایا تھا کہ مضحکہ اُڑانے والا دفعتہً میرے اندر بھڑک اُٹھا: "اچھا! تو تُم گویا اِس قدر آگے بڑھ چُکے ہو کہ یہُودیوں کی خبیث رُوحوں پر بھی یقین کرنے لگے ہو۔ تُم نے سکندریہ میں جرّاحوں کو جسموں کی چیر پھاڑ کرتے تو دیکھا ہی ہے اور تُم نے سُنا بھی ہے کہ کس طرح وُہ لوگ رُوح تلاش کرنے کے لئے زندہ مُجرموں کے جسم تکّا بوٹی کر دیتے ہیں، لیکن اُنہیں کبھی کُچھ نہیں مِل سکا۔ تُم پھر کِس طرح تصوّر کرنے لگے ہو کہ ایک مُردہ جو اِنسانوں میں سے ہی ایک تھا، زِندہ ہو گیا، حالانکہ تُم نے خُود اُس کو صلیب پر مرتے، اور ایک مشّاق فوجی کو اُس کے دِل میں نیزہ گھونپتے دیکھا تھا۔ ایسی باتیں ممکن نہیں اور جو بات ممکن نہ ہو وُہ سچّی کیونکر ہو سکتی ہے؟"

لیکن میرے خُوش اعتقاد حِصّہ نے اِس کے خلاف بغاوت کی، "مرقس، اگر اب تُم نے حوصلہ ہار کر پسپائی اختیار کر لی تو تمام عُمر تُمہیں سکُون نصیب نہ ہو گا۔ تُم ہمیشہ اس خیال سے رُوحانی اذیّت میں مُبتلا رہو گے کہ تُمہاری آنکھوں کے سامنے ایک ایسی بات ظہُور میں آئی، جیسی پہلے کبھی نہ آئی ہو گی، اس لئے زیادہ چالاک بننے کی کوشش نہ کرو، چالاکی ہمیشہ محدُود اور گمراہ کُن ہُوا کرتی ہے، جیسا کہ سوفسطائی بھی ثابت کر چُکے ہیں۔ معاملہ کی تحقیقات شریفانہ اور عملی طَور سے کرنے میں تو کوئی حرج یا رُکاوٹ نہیں۔ پہلے مشاہدہ کرو، پھر سوچو، صرف اِتنی بات کہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہُوا۔ اِس چیز کا ہرگز کوئی ثبُوت نہیں کہ ایسا کبھی ہو بھی نہیں سکتا۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو اُن شگُونوں اور فالوں سے بُہت زیادہ اہم ہے جن پر تُم نے ہمیشہ کم از کم نصف ایمان رکھا ہے۔ استدلال کی بجائے اپنی حسّاس سُوجھ بُوجھ سے کام لو اور اُسی پر اعتماد رکھو۔ تُم سات روایتی دانا حاکموں میں سے ہرگز نہیں ہو، اور پھر کب کسی نے کبھی صرف استدلال ہی کی مدد سے کامیابی حاصل کی ہے؟ سُلّہ نے اپنی تقدیر پر بھروسہ کیا اور کامیابی سے ہمکنار ہُوا، اُس کے برعکس قیصر نے یہ ماننے سے انکار کیا کہ مارچ کی پندرہ تاریخ اُس کے لئے بربادی لے کر آئے گی، اور برباد ہو گیا۔ بے زبان وحشی جانور

بھی انسان سے زیادہ سُوجھ بُوجھ والے ہوتے ہیں، جیسا کہ زلزلے سے پیشتر تمام پرندے خاموش ہو گئے تھے اور خچر رسّے تڑا کر بھاگ نکلا تھا۔ چُوہے ہمیشہ اُس جہاز کو پہلے ہی چھوڑ جاتے ہیں جسے اپنے آئندہ سفر میں غرق ہو جانا ہو۔"

اپنی ہستی کی دُوئی کو الفاظ میں سمجھانا ایک نہایت مشکل بات ہے، کیونکہ میرے خیال میں اِس کیفیّت کا خود ذاتی طور پر تجربہ کئے بغیر کوئی شخص اس کا ادراک حاصل نہیں کر سکتا۔ اِس کا محض احساس ہی بڑا ہولناک ہوتا ہے اور عین مُمکن ہے مَیں اپنے ہوش و حواس ہمیشہ کے لئے کھو بیٹھتا اگر خُوش قسمتی سے میرے وجُود کی اندرُونی گہرائیوں میں وُہ بے اعتنائی اَور بے خوفی نہ ہوتی جس نے ہمیشہ بدترین قسم کے جذباتی طُوفانوں سے بھی مُجھے بچائے رکھا ہے، اَور تجربے نے مجھے یہ بھی سکھایا ہے کہ گھُٹ گھُٹ کر بُڑبُڑاتے رہنے سے بچنا ہی بہتر ہوتا ہے۔

جس وقت مَیں نے اپنے تمام خیالات کو سمیٹا تو شام قریب آ چکی تھی اَور پہاڑوں کے سایوں سے وادیاں تاریک نظر آنے لگی تھیں، مگر شہر کی بلندی پر یہوُدیوں کا ہیکل، سُورج کی آخری کرنوں سے ایک گہری سُرخ چمک دے رہا تھا۔ اُسی وقت مَیں نے شہر جا کر یہوُدی ساہوکار کا مکان تلاش کیا تاکہ اپنی ہُنڈی کا روپیہ اُس سے لے سکُوں، کیونکہ میرا اندازہ تھا کہ اپنی جستجُو جاری رکھنے کے لئے اَب مُجھے روپیہ کی ضرُورت پڑے گی۔ اُس کا مکان تھئیٹر اَور پیشوائے اعظم کے مکان کے قریب شہر کی ایک نو آباد بستی میں تھا۔ جب مَیں نے اُس کے ملازم سے اپنا مدّعا بیان کیا تو ساہوکار خُود حاضر ہو گیا۔ یہوُدیوں کی اُس شوریدہ پُشتی کے بعد، جس کا مُجھے کافی تجربہ ہو چکا تھا، اُس کا حُسنِ سلُوک میرے لئے بڑا باعثِ تعجب ہُوا۔ اُس نے فوراً ہی مُجھے اجازت دیدی کہ مَیں اُسے بلاتکلّف اُس کے یُونانی نام ارسطبنور سے مخاطب کروں، اَور پھر کہنے لگا۔ "تمہارے آنے کی اطلاع مُجھے پہلے ہی مل چُکی ہے۔ سکندریہ سے مُجھے ایک خط پہنچ گیا تھا اَور مَیں پریشان بھی تھا کہ تُم راستہ میں ہی کہیں ڈاکوؤں کے ہتّھے نہ چڑھ گئے ہو جو اَب تک میرے پاس نہیں پہنچے۔ غیر مُلکی سیّاح ہمیشہ پہلے سیدھے میرے ہی پاس آیا کرتے ہیں تاکہ وُہ تبادلۂ زر بھی کر لیں اَور مُجھ سے روپیہ خرچ کرنے کے مناسب طریقوں کے متعلّق مشورہ بھی کر لیں، کیونکہ بظاہر گو یروشلیم بڑا بے کیف سا شہر معلُوم ہوتا ہے لیکن تہوار کے موقع پر یہ بے حد بارونق اَور باغ و بہار ہوتا ہے۔ پھر وُہ لوگ اپنے واپسی سفر کے لئے مُجھ سے قرض لینے آتے ہیں اَور

سچ تو یہ ہے کہ دُوسرے ساہوکاروں کی ہُنڈیوں کی ادائیگی کرنے سے کہیں زیادہ مَیں یُوں کما لیتا ہُوں، اگر تُمہیں اپنے قیام کے دوران کوئی مُشکل درپیش ہو تو بلاتکلّف میرے پاس چلے آنا۔ نوجوان رنگین مزاج سیّاحوں کی کوئی بھی حرکت میرے لئے کبھی تعجب خیز نہیں ہوتی۔ بعض اوقات صُبح سویرے جب ہیکل کا ناقوس بجتا ہے اَور میرے مکان کا پھاٹک کھولا جاتا ہے تو میرا کوئی نہ کوئی گاہک باہر لُٹا پٹا سویا پڑا ہوتا ہے اُس کا سر ننگے پتھروں پر اَور اُس کے جُوتے اَور قبا دونوں چیزیں غائب۔"

وُہ بڑی روانی سے ایک چالاک دُنیا دار آدمی کی مانند باتیں کرتا تھا اَور اپنی معاشی حیثیّت کے باوجُود عُمر میں مُجھ سے کُچھ زیادہ نہیں معلُوم ہوتا تھا۔ رسمی طور پر اُس نے ایک چھوٹی سی داڑھی بھی رکھی ہُوئی تھی اَور اُس کے چوغے کی جھالریں اتنی چھوٹی تھیں کہ نظر ہی نہیں آتی تھیں۔ اُس کے بالوں کو یُونانی انداز میں گھونگھر پڑے ہُوئے تھے اَور اُس کے پاس سے بڑھیا قسم کے عطروں کی خُوشبوئیں آ رہی تھیں۔ ہر لحاظ سے وُہ ایک خُوش وضع اَور خوشگوار آدمی معلُوم ہوتا تھا۔ مَیں نے اُسے بتایا کہ مَیں بطور گورنر کے مہمان کے قلعہ انطونیہ میں قیام پذیر ہُوں، کیونکہ رُومی لوگ شہری ہنگاموں سے خائف تھے۔ اُنھوں نے مُجھے عیدِ فسح کے تہوار کے دَوران شہر میں قیام کرنے سے روک دیا تھا۔ اِس پہ اُس نے تعجّب سے اپنے ہاتھ پھیلاتے ہُوئے پُکار کر کہا "یہ سراسر جھُوٹ ہے، بالکل غلط، محض ایک کینہ پرور بات۔ ہماری مجلسِ اعلیٰ کے پاس امن وضبط قائم رکھنے کے لئے کافی سے زیادہ پولیس ہے میرا یقین ہے کہ شر پسندوں اَور باغیوں کی سرکوبی ہمارے اپنے پیشوا لوگ، رُومیوں سے بدرجہا بہتر طور پر کر سکتے ہیں۔ یروشلیم کے لوگ قُدرتی طور پہ شامی فوجیوں کو ناپسند کرتے ہیں لیکن یہ زیادہ تر اُن کے اپنے ہی مُتکبرانہ سلوک کی وجہ سے ہے، کوئی بھی غیر مُلکی سیّاح جو کافی روپیہ لیکر ہمارے شہر میں آئے، اَور ہمارے رسم و رواج کا احترام اَور شہر کے قواعد کی پابندی رکھے اُس کا استقبال بڑی خُوش دلی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ہر طرح اُس کی خدمت اَور حفاظت کی جاتی ہے۔ بیشتر لوگ اُسے سیر کروانے میں ایک دُوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، اَور ہمارے بہُت سے عُلماء تو اُسے اپنے مذہب کے حقائق تک سمجھانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں، اُس کے قیام کے لئے درمیانہ درجہ کی یا مہنگی سے مہنگی سرائیں یہاں موجُود ہیں۔ چند مخصُوص گھرانوں کی چار دیواری کے اندر اُسے ہر وُہ عیش و عشرت میسّر آ سکتا ہے جو وُہ تصوّر کر سکے۔ خواہ وُہ مصری یا یُونانی انداز کی عیّاشی ہو یا بابل کے طور و طریق

کی، تم چاہو تو یہاں بطور ایک خاص الخاص عیاشی کے ہندوستانی رقاصائیں بھی مل سکتی ہیں۔ مگر سیاحوں کے لئے قیام کرنے کی موزوں ترین جگہ بہرحال عدالتی علاقہ کی نئی آبادی ہے۔"

مَیں نے اُسے بتایا کہ مشرق سے چلنے والی ہَوا نے مجھے ناخوشگوار سی سرگرانی میں مُبتلا کر دیا ہے اَور صُبح ہی صُبح زلزلے کے جھٹکوں اَور زمین پہ گرتی ہُوئی ڈھالوں وغیرہ کے شور نے مجھے بے وقت جگا کر مزید بے کیفی پیدا کر دی۔ وُہ اپنے شہر کی حمایت میں اَور زیادہ سرگرمی دکھاتے ہُوئے کہنے لگا "وُہ دو جھٹکے تو بالکل معمُولی سے تھے، اُن سے کوئی نُقصان نہیں ہُوا۔ اگر تُم یہاں شہر کے کسی اچھے علاقہ میں مقیم ہوتے تو مُجھے یقین ہے کہ آج صُبح تُمہیں اُن جھٹکوں کا احساس تک بھی نہ ہوتا۔ مَیں نے تو اپنے بستر میں سے اُٹھنا بھی ضرُوری نہیں سمجھا تھا، لیکن شاید یہ زلزلہ انطُونیہ کے علاقہ میں زیادہ شدّت سے آیا ہوگا۔"

مَیں یہ محسُوس کرتا تھا کہ ایسی بات کرنے پہ ممکن ہے وُہ مجھے بدتہذیبی کا مُرتکب سمجھنے لگے لیکن مَیں چُونکہ کسی نہ کسی طرح گُفتگُو کو یسُوع ناصری تک لانا چاہتا تھا، اِس لئے مَیں نے گویا ایک مُزید شکایت کے طور پہ کہا" اَور پھر تُم لوگوں نے اپنے بادشاہ کو عین میرے یروشلیم پہنچنے کے وقت صلیب پر چڑھا رکھا تھا، اَور وُہ بھی میرے لئے کوئی خُوشگوار منظر نہ تھا۔"

ارسطیفوزہ کا چہرہ ایک دم سیاہ پڑ گیا۔ اُس نے تالی بجائی اَور ملازم کو شہد کی شراب اَور اُس کیساتھ کوئی میٹھی چیز لانے کا حُکم دیا۔ پھر میری بات کے جواب میں کہنے لگا "تُم عجب مسافر ہو، جو دُنیا بھر میں سے اِس واحد مُقدّس ترین شہر میں سوائے ناخُوشگوار چیزوں کے اَور کُچھ دیکھ ہی نہیں سکتے۔ براہِ کرم بیٹھ جاؤ تاکہ مَیں تُمہیں چند ضروری باتیں سمجھا دُوں، کیونکہ تمہاری باتوں سے واضح ہے کہ تُمہیں اُس چیز کا قطعی کوئی علم نہیں جس کا تُم ذکر کر رہے ہو۔ ہم یہودی لوگ اپنے مُقدّس صحیفوں اَور پیش گوئیوں کے طُومار سے تنگ آ چکے ہیں، اَور یہ ہے بھی عین ایک قدرتی امر، کیونکہ دُنیا بھر میں ہمارا عقیدہ انتہائی غیر معمُولی اَور ہماری تاریخ قطعی ناقابلِ یقین ہے۔ اقوامِ عالم میں سے صرف ہم ایک ایسی قوم ہیں جو محض ایک خُدا کی پرستش کرتے ہیں اَور ہمارا مذہب ہمیں کوئی دُوسرا خُدا رکھنے کی اِجازت نہیں دیتا، اَور دُنیا کے تمام ممالک میں سے صرف ہم ہی ایسے لوگ ہیں جن کا اِس شہر یروشلیم میں ایک مرکزی ہیکل ہے جہاں ہم اپنی قوم کے بڑے بڑے رہنماؤں پر نازل ہونے والے قانون کے مُطابق خُدا کی پرستش

کرتے ہیں۔" مُسکراتے ہُوئے اُس نے مُجھے جام پیش کیا اَور ساتھ ہی کیک میری طرف بڑھایا، مگر جام اپنے ہاتھ سے مُجھے نہیں دیا، اَور مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ ہم دونوں کے لئے الگ الگ طشتریوں میں کیک رکھے ہُوئے تھے۔ اُس نے میری نگاہوں کا تعاقب کرتے ہُوئے ہنس کر کہا ——— "تُم نے محسُوس کر لیا ہوگا کہ مَیں ایک متعصّب یہودی ہُوں، لیکن درحقیقت یہ سب محض ملازموں کی موجُودگی کے باعث ہے کہ نہ تو مَیں تُمہارے جام میں سحرِ شراب پی رہا ہُوں نہ ہی تُمہاری طشتری کو ہاتھ لگاتا ہُوں، یہ ہرگز نہ خیال کر بیٹھنا کہ مَیں اپنے آپ کو کسی لحاظ سے تُم سے افضل سمجھتا ہُوں۔ مَیں ایک روشن خیال آدمی ہُوں اَور اکثر و بیشتر کئی طریقوں سے قانُون کی خلاف ورزی کرتا رہتا ہُوں، حالانکہ بظاہر مَیں اُس پر بڑی سختی سے پابند نظر آنے کی کوشش کرتا ہُوں۔ ہمارے درمیان ایک فریسی فرقہ بھی ہے جو اپنی اَور دُوسروں کی زندگی ہمیشہ اجیرن رکھتا ہے، کیونکہ اُن لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ ہر روایت کی پابندی حرف بحرف کرنا لازمی ہے، بہرحال یہ ہماری آپس کی کشمکش ہے۔ ہمارا قانُون بہرطور پُوری قوم کو ایک ہی بندھن میں جکڑے رکھتا ہے۔ دُنیا کے ہر شہر میں اِسی قانُون کے طفیل سب یہُودی اکٹھے رہتے ہیں اَور اِس وجہ سے غیروں کے ساتھ زیادہ میل ملاپ اَور نتیجتہً اُن میں مُدغم ہونے سے بچے ہُوئے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ نسلِ انسانی جیسے مصر اَور بابل دونوں ہی علاقوں میں غلامی سے واسطہ پڑ چکا ہے' اب تک کبھی کی ملیامیٹ ہو چکی ہوتی۔ مَیں خُود ایک تعلیم یافتہ انسان ہُوں۔ اپنے دِل کی گہرائیوں میں ایک یُونانی۔ اور حالانکہ مَیں یہ ہرگز نہیں تسلیم کر سکتا کہ رُوح کو الفاظ کا مرہُونِ منّت سمجھا جائے، لیکن اگر کسی غیر سے معاملہ صرف اِسی ایک بات پر آن پڑے تو مَیں بھی اپنے خُدا اَور ہیکل کی حمایت میں اپنے جسم کو قُربان کر دینے سے قطعاً گریز نہ کرُوں گا۔ ہماری تاریخ یہ ثابت کرتی ہے کہ ہم یہُودی خُدا کی ایک منتخب قوم ہیں۔ پھر بھی ایک ذہین آدمی کو کم از کم اتنی سمجھ ضرُور ہونا چاہیئے کہ خُدا کی لامحدُود شان و شوکت کے بالمقابل ایسی باتیں قطعی بے معنی ہو جاتی ہیں کہ کوئی شخص کس انداز سے کھاتا پیتا ہے اَور کِس طریقہ سے اپنے ہاتھ دھوتا یا برتن وغیرہ صاف کرتا ہے۔ لیکن یہی پیچیدہ رسم و رواج، یہ سبت کا احترام، یہ ختنے کی کڑی رسم، اَور وُہ سب دیگر روایات جو کسی اجنبی کو سمجھانا ایک مشکل سی بات ہے، ایسی چیزیں ہیں جنہوں نے مشرق اَور مغرب کے وسط میں، اِس مُختصر سی جگہ کے اندر، ہم لوگوں کو مضبُوطی سے اکٹھے باندھ رکھا

ہے، جس کی وجہ سے ہم دُوسری نسلوں میں کبھی مدغم نہیں ہو سکتے، بلکہ اِس کے برعکس جب مسیح اِس زمین پر اپنے ہزار سالہ پُرامن دَورِ حکومت کے لئے آئے گا تو ہم لوگ اپنے اِسی بندھن کی بنا پر پہلے سے ہی اُس کو قبُول کر لینے کے لئے علین تیار بیٹھے ہوں گے"۔ اُس نے ترچھی نظروں سے مُجھے دیکھا اَور پھر جلدی سے کہا "یہ وُہ کُچھ ہے جو ہمارے نبی بطور پیشگوئی بول کے بتاتے چلے آئے ہیں، لیکن تُم اِن باتوں کو کسی بھی لحاظ سے لفظی معنوں میں نہ سمجھ بیٹھنا، بلکہ کوئی اِس قسم کا سیاسی خواب بھی نہ سمجھنا کہ کسی روز مسیح کی قیادت میں یہُودی تمام دُنیا پر حکمرانی کریں گے۔ یہ صرف ہمارے نچلے طبقہ کے سادہ لوح عوام ہوتے ہیں جو ایسے خوابوں پر آس لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔ ہم یہُودی لوگ عام طور پر بڑے جوشیلے ہوتے ہیں چنانچہ ہمارے درمیان ایک کے بعد دُوسرا مسیح اپنی طالع آزمائی کرنے کے لئے پیدا ہوتا رہتا ہے اور معجزہ دکھانے والوں میں، اتنا بودا تو کوئی بھی نہیں ہُوا کرتا کہ جب تک اُسے اپنی شعبدہ گری پر پُورا اعتماد ہے وُہ اپنے گرد تھوڑے بہُت سادہ لوح اَور معصُوم آدمیوں کا ایک جمگھٹا بھی نہ رکھ سکے۔ تُمہیں اِطمینان رکھنا چاہیئے کہ جب کبھی بھی سچا مسیح نمودار ہوگا، تو ہم بآسانی اُسے جھُوٹے مسیح کے مُقابلہ میں پہچان لیں گے۔ ہمیں کُچھ تجربے ہو چُکے ہیں، خُود ہمارے مکابی بادشاہ نے ایک بار تین ہزار کٹر قسم کے فضُول لوگوں کو صلیب پر لٹکا دیا تھا۔ کیا اب بھی تُمہیں صرف ایک ایسے فردِ واحد کی مَوت کا افسوس ہے جس نے لوگوں کو ورغلا کر اُنہیں یہ یقین دِلانے کی کوشش کی تھی کہ وُہ مسیح اَور بادشاہ ہے۔"

جتنی دیر وُہ بات کرتا رہا مَیں شہد کی شراب پیتا اَور کیک کھاتا رہا۔ شراب میرے سر کو قدرے سرُور انگیز انداز میں چڑھ گئی تھی، چنانچہ مَیں نے بھی ہنستے ہُوئے کہا "اتنی معمُولی سی بات کے لئے تُم کس قدر طویل اَور کتنی جوشیلی گفتگو کر رہے ہو؟"

اُس نے کہا "میرا یقین کرو، مسیح آتے جاتے رہتے ہیں، لیکن ہمارا خُدا اَبد تک کے لئے موجُود ہے اَور ہمارا ہیکل، تمام زمانوں میں یہُودیوں کو یک جان رکھتا ہے۔ رُومیوں کے شُکر گُذار ہونے کے لئے بھی ہمارے پاس چند وجُوہ ہیں۔ اُنہوں نے ہمارے عقیدہ کی بنا پر تمام قوموں میں سے صرف ہمیں ہی ایک مخصُوص و ممتاز حیثیت دی ہے اَور ہمیں خُود حکُومت کرنے کی اجازت بخشی ہے۔ شہنشاہ آگسٹوس اَور تیبریس، دونوں نے ہی ہم پر خاص لُطف و کرم رکھا ہے، اَور ہمیشہ ہماری شکایات پر توجہ دی، جس کی وجہ سے

اب ہماری حالت کافی مستحکم ہو چُکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم رُوم کے قدموں کے سایہ تلے زیادہ ترقی کر رہے ہیں بہ نسبت اِس کے کہ ہم ایک قطعی آزاد مملکت ہوتے اَور پھر ہمیں ایک مُستقل فوج رکھ کر اپنے حاسد پڑوسیوں کے ساتھ ایک مسلسل جنگ پر بے اندازہ دولت خرچ کرنا پڑتی، لیکن جن حالات میں اب ہم رہتے ہیں، ہمارے نمایندے اَور بہی خواہ دُنیا کے ہر شہر میں موجُود ہیں، حتیٰ کہ برطانیہ، المانیہ اَور دیگر ممالک کے ساحلوں تک بھی، کیونکہ غیر مہذب لوگ بھی ہماری تاجرانہ صلاحیتّوں کے معترف ہیں۔ مَیں خُود اپنے فالتو اوقات میں رُوم کو پھل اَور اخروٹ وغیرہ برآمد کرنے میں مصرُوف رہتا ہُوں، صرف ایک بات جو مُجھے پریشان رکھتی ہے وُہ یہ ہے کہ ہمارا اپنا جہاز رانی کا کوئی بندوبست نہیں کیونکہ کسی نہ کسی وجہ سے ہم یہُودی لوگ سمندر پر بھروسہ نہیں کرتے، لیکن پھر بھی استطاعت رکھنے والا ہر مخلص یہُودی، ہمیشہ سفر کر کے ہیکل میں قُربانی پیش کرنے کے لئے ضرُور آتا ہے، اَور اپنے ساتھ ہر لحہ بڑھتی ہُوئی دولت، ہیکل کے لئے تحفے تحائف کی شکل میں لے کر آتا ہے۔ اَب شاید تُم سمجھ سکو کہ ہم کیوں اپنے عوام کو بادشاہوں کے خواب دیکھنے کے لئے بے چین ہونے سے روکے رکھتے ہیں۔"

وُہ مُجھے مجلسِ اعلیٰ کی انصاف پسندی کا قائل کر دینے کے لئے بڑا بے قرار تھا چنانچہ ذرا آگے کو جھکتے ہُوئے اُس نے اپنی بات جاری رکھی "اِس کے باوجُود ہم لوگ گویا پاتال کے کنارے پر بیٹھے ہُوئے ہیں۔ ہر لالچی گورنر ہمارے درمیان پھُوٹ ڈال کر ہم پر حکُومت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہاں اَور عوام میں سے بوالہوس قسم کے لوگوں کی حمایت کرتا رہتا ہے تاکہ بوقتِ ضرُورت ہم پر بغاوت اَور بغاوت انگیزی کے الزامات عائد کر کے ہماری اِنتظامیہ کے اِختیارات سلب کر سکے، اَور پھر ہیکل کے خزانے میں سے کُچھ اپنے حِصّے کی لُوٹ کر سکے۔ بہر حال ہمارے اَور رُوم کے مفاد کے لئے یہی بہتر ہے کہ موجُودہ حالات ہی کو برقرار رکھ کر مضبُوط تر کیا جائے تاکہ ہماری سیاسی لحاظ سے قطعی بے لاگ مجلسِ اعلیٰ کو ہر ممکن حمایت حاصل رہے۔ مجلسِ اعلیٰ کی اہمیّت تُم پر شاید یُوں پُورے طور پر واضح ہو سکے، اگر مَیں یہ کہوں کہ وُہ رُوم کی مجلسِ اعیان کی مانند ہے، اَور اپنے ارکان خُود ہی مُقرر کرتی ہے۔ پیشوائے اعظم ممتاز عُلماء اَور وُہ عوامی رہنما جو بلحاظ عُمر کے نہیں بلکہ دولت اَور عالی نسبی کی بنا پر منتخب کیے جاتے ہیں، اِس مجلس کے ارکان ہوتے ہیں۔ ہمارے عوام سیاسی طور پر بالکل جاہل ہیں

اور ہم اُن کے ہاتھ میں کوئی فیصلہ کُن اختیارات نہیں دے سکتے، اِسی لئے ہم اُن کے کسی سیاسی حق کے مُطالبے یا دوبارہ اپنی بادشاہت کے قیام کی کوششوں کو فوراً ابتدا میں ہی کُچل دیتے ہیں، خواہ ایسی کوئی تحریک بظاہر کتنی ہی بے ضرر کیوں نہ معلوم ہوتی ہو، مثلاً جیسے کوئی مُطالبہ مذہب کی آڑ میں، یا بالفرض دوستی کے رُوپ میں شروع کر دیا جائے۔"

میری حقارت آمیز سی خاموشی نے جیسے اُسے ڈس لیا ہو، وُہ اپنی صفائی میں اور بھی زیادہ سرگرمی دکھانے لگا، گویا وُہ کسی طور اپنے احساسِ جُرم سے دَبا ہُوا ہو، چنانچہ مُزید وضاحت کے طَور پر اُس نے کہا "ایک رُومی ہونے اور محض بُتوں کی پرستش کے عادی ہونے کی وجہ سے تُم مذہب کے اُس ہمہ گیر اثر سے واقف نہیں ہو جو اُسے ہمارے ہاں حاصل ہے۔ ہمارا مذہب ہی ہماری اصل قُوّت ہے مگر اُس کے ساتھ ہی ہمارے لئے سب سے بڑا خطرہ بھی ہے، کیونکہ ایک سیاسی منچلا بھی ہمارے مذہبی صحیفوں پر سختی سے عامل رہنے پر مجبُور ہوتا ہے۔ خواہ خفیہ طَور پر اُس کا مقصد کُچھ بھی ہو مگر اُسے صحیفوں کی مدد سے ہی اپنے ارادوں کی سچائی اور خلُوص کا ثبُوت دینا پڑتا ہے۔ بلاشُبہ اَب تُم یہ کہو گے کہ یسُوع ناصری جیسے عیدِ فسح کی ضیافت سے پہلے ہی ہم نے بڑے تنگ وقت میں صلیب پر چڑھا دیا، ایک نیک اور معصُوم اِنسان تھا، بڑا شفا دینے والا اور ایک عظیم اتالیق! لیکن درحقیقت ایسے ہی معصُوم لوگ خطرناک ترین ہُوا کرتے ہیں جو اپنی اصُول پسندی اور اپنی شخصیّت کی جاذبیّت کی وجہ سے عوام کو اپنے پیش کردہ اصلاحی لائحہ عمل پر مائل کر دیتے ہیں، کیونکہ سیاسی ناتجربہ کاری کی وجہ سے ایسا آدمی ہر چیز کو اچھا ہی سمجھ لیتا ہے اور خود غرض لوگوں کا آلۂ کار بن کر رہ جاتا ہے، اور وُہ خُود غرض لوگ اِس بات کی پروا پرکاہ کے برابر بھی نہیں کرتے کہ ہمارا پُورا معاشرہ خواہ برباد ہو جائے اور عوام رُوم کے غیظ و غضب کی آگ میں بھسم ہو جائیں۔ اُن کو تو صرف اپنے ہی وقتی سیاسی جاہ و منصب سے غرض ہُوا کرتی ہے۔ یقین مانو جو شخص اپنے مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وُہ ایک سیاسی مجرم ہے اور موت کا مستحق، خواہ ایک فرد کی حیثیّت میں ذاتی طَور پر وُہ کتنا ہی مخلص اور دیانتدار کیوں نہ ہو۔"

قدرے تامّل کے بعد وُہ پھر جلدی سے کہنے لگا "بلاشُبہ وُہ اپنے آپ کو مسیح کہہ کر کلمۂ کُفر بکنے کا مُرتکب بھی تو ہوتا ہے، جس کی سزا ہمارے قانُون کی رُو سے مَوت ہے، لیکن یہ کلمۂ کُفر والی

بات ہم جیسے روشن خیال لوگوں کے نزدیک محض ثانوی حیثیّت رکھتی ہے۔ اگر عیدِ فسح کے دوران وُہ دوبارہ ہیکل میں آگیا ہوتا تو یقیناً ایک بلوۂ عام ہو جاتا۔ جوشیلے اور متعصّب لوگ اُس کو کٹھ پتلی بنا کر اُس کے نام پر قوم کی رہنمائی پر قبضہ جما بیٹھتے اور خُون کی ندیاں بہہ نکلتیں، تب رُومی مداخلت کرتے اور ہم اپنی رہی سہی خُود اختیاری بھی کھو بیٹھتے۔ یہ یقیناً بہتر ہے کہ صرف ایک آدمی مَر جائے بہ نسبت اس کے کہ پُوری قَوم ہی ختم ہو جائے۔"

"مَیں نے یہ نعرہ پہلے بھی کہیں سُنا ہے۔" مَیں نے کہا۔

"اُسے بھُول جاؤ" ارسطینوز نے کہا "ہم اُس کے قتل پر نازاں ہرگز نہیں ہیں، اور درحقیقت ذاتی طَور پر مُجھے اِس پر سخت افسوس ہے کہ اُسے مرنا پڑا، کیونکہ وُہ واقعی ایک نیک اِنسان تھا۔ گلیل کا وُہ بیچارہ یسُوع، اُسے گلیل ہی میں اپنا قیام رکھنا چاہیئے تھا، پھر اُسے یقیناً کوئی گزند نہ پہنچتا۔ وہاں تو اُسے محصُول جمع کرنے والے بھی پسند کرتے تھے، اور کفرنحُوم کا فوجی کماندار اُس کا دوست تھا۔" مَیں نے محسُوس کیا کہ یسُوع کے دوبارہ زِندہ ہونے کے متعلق کسی اشارے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، اِس طرح میرے لئے اُس کا تمام تر احترام ایک دم ختم ہو جاتا اور پھر وُہ مُجھے ایک ضعیف الاعتقاد احمق سمجھنے لگتا۔ چنانچہ مَیں نے ایک لمحہ سوچا اور پھر کہا "تُم نے واقعی مُجھے قائل کر لیا ہے اور مَیں بالکل سمجھ چکا ہُوں کہ یہُودیوں کے نقطۂ نظر سے سیاسی مصلحت اِسی میں تھی کہ وُہ مَر جائے، لیکن میری عادت ہے کہ سیّاحی کے دَوران تمام غیر معمُولی واقعات کو تحریر میں لے آیا کرتا ہُوں، تاکہ مستقبل میں مَیں اپنی اُن تحریروں سے لوگوں کا دِل بہلا سکوں اور شاید خُود بھی کُچھ سیکھ سکُوں۔ دیگر باتوں کے علاوہ مُجھے علم العلاج میں بے حد دِلچسپی ہے۔ اپنی نوجوانی کے ایّام میں مَیں نے انطاکیہ میں ایک ایسے مشہُور شامی نیم طبیب کو دیکھا تھا، جو حیرت انگیز طَور پر بیماروں کو شفا دِیا کرتا تھا۔ مصر میں بھی چند زیارت کے قابِل مقامات ہیں جہاں شفا بخشی کا کام ہوتا ہے، اس لئے مَیں ایسے چند مریضوں سے ضرُور مِلنا چاہتا ہُوں جن کو اس شخص نے شفا دی ہو، تاکہ اُس کے طریقِ علاج کا کُچھ علم ہو سکے۔" مَیں نے پھر جھُوٹ مُوٹ ہی یہ ظاہر کرتے ہُوئے جیسے یہ خیال ابھی اچانک ہی مُجھے پَیدا ہُوا ہو، کہا "لیکن یہ چیز بلاشُبہ سب سے زیادہ دلچسپ ہوگی اگر اُس کے کسی حواری سے براہِ راست ہی مُلاقات ہو جائے، اُس صُورت میں مُجھے اِس بارے میں پُوری اور واضح معلُومات حاصل ہو سکیں گی کہ وُہ کیا تھا اور دراصل کرنا کیا چاہتا تھا۔"

ارسطینوز کچھ پریشان سا نظر آنے لگا اور بولا "ظاہر ہے وہ سب لوگ اِس وقت یا تو رُوپوش ہیں یا گلیل کو بھاگ گئے ہیں۔ میرے علم کے مطابق اُس کے قریب ترین حواری تو صرف بارہ تھے، اور اتفاق کی بات ہے کہ انہی میں سے ایک نے مجلسِ اعلیٰ کو اُس کے چھپنے کی جگہ کے متعلق اطلاع دی تھی۔ وہ بالکل سادہ سے لوگ ہیں نہ گلیل کے سمندر اور ایسے ہی دیگر علاقوں کے ماہی گیر، سوائے یوحنا نامی ایک شخص کے، جو ایک عالی نسب تعلیم یافتہ نوجوان ہے اور یونانی زبان پر بھی عبور رکھتا ہے۔ لیکن انہی میں ایک آدمی محکمہ محصول کا بھی ہے۔ اس سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ اُس کے گرد کس قسم کا ہجوم رہتا تھا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اُن لوگوں سے تمہیں کوئی مفید بات معلوم ہو سکے گی۔"

"لیکن" اُس نے قدرے تامل سے کہا "اگر تم واقعی متعصب اور متجسس ہو — گو ایمانداری کی بات تو یہ ہے کہ میں تمہارے تعجب کی وجہ نہیں سمجھ سکا کیونکہ تمہیں تو اپنا وقت یہاں یروشلیم میں عیش و عشرت میں گذارنا چاہیئے۔ مجلسِ اعلیٰ کا ایک رُکن نیکدیمس نامی ہے تمہیں کافی معلومات بہم پہنچا سکتا ہے۔ وہ صحیفوں کا ایک ہی نیک دِل محقق ہے، بلکہ میں یوں کہوں گا کہ ایک بے حد متوکل اور پُراشتیاق انسان ہے۔ اُس میں کوئی بُرائی نہیں، گو مجلسِ اعلیٰ میں اُس نے یسوع کی حمایت کر کے بدمزگی پیدا کر دی تھی۔ دراصل وہ اتنا بھولا ہے کہ اِس بلند عہدہ کے لئے موزوں ہی نہیں۔ اِسی وجہ سے اُسے مجلسِ اعلیٰ کے اُس شبینہ اجلاس میں شامل نہیں کیا گیا تھا، کیونکہ یسوع ناصری کو موت کا سزاوار قرار دینے والوں میں اپنا نام بھی لئے جانے پر اُسے یقیناً سخت صدمہ ہوتا۔"

"اُس کے متعلق میں نے سُن رکھا ہے۔" میں نے کہا "کیا یہ وہی شخص نہیں جس نے بادشاہ کو صلیب پر سے اُتار کر قبر میں رکھا تھا؟ کہا جاتا ہے کہ اُس نے کفن دفن کے لئے پچاس سیر مُر اور خوشبوئیں اپنے پاس سے مہیا کی تھیں۔"

لفظ 'بادشاہ' ارسطینوز کو ناگوار گذرا، لیکن اِس میں، دیگر یہودیوں کی طرح، اُس نے بہر حال اصلاح نہیں کی۔ تھوڑے سے تامل کے بعد اُس نے مان لیا اور کہا "تم تو کافی باخبر معلوم ہوتے ہو، یہ نیکدیمس اور ارمیتیا کے یوسف کی طرف سے ایک طرح سے علانیہ مظاہرہ تھا لیکن انہیں اپنے زخمی دِلوں پر اتنا سا مرہم لگا لینے کی اجازت تو ہونا ہی چاہیئے تھی۔ یوسف محض ایک بڑا رئیس ہے، مگر نیکدیمس تو اسرائیل کے سرکردہ معلّمین میں سے ہے اور اُسے

کم از کم معاملہ کو بہتر انداز میں سمجھنا چاہیئے تھا، تاہم کسی کے ارادوں کو اُس کے ظاہر سے پہچاننے کی کوشش ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے گلیل کے یسوع کو اِس طرح دفن کرنے سے اُن کا مقصد دراصل مجلسِ اعلیٰ کے اندر ایک حزبِ اختلاف بنانا ہو، جس کی مدد سے وہ پیشوائے اعظم کی قوّت کو بتدریج کم کر سکیں۔"

اِس تصوّر پر خود ہی بڑا خوش نظر آنے لگا اور چلّا کر بولا "مجھے اِس پر ہرگز اعتراض نہ ہوگا، کائفا کی بدتمیزیوں کی وجہ سے ہماری تجارت کو ابھی سے ہی نقصان پہنچنا شروع ہو چکا ہے۔ اُس نے قربانی کے جانوروں کی سب تجارت، اور ہیکل کے اندر تبادلۂ زر کا تمام کاروبار اپنے ہی بے شمار رشتہ داروں کے قبضہ میں دے رکھا ہے۔ تم شاید یقین نہ کرو کہ ہیکل کے بیرونی احاطہ میں میرے نام پر بھی مبادلۂ زر کے لئے کوئی میز نہیں ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اپنی تمام معصومیت کے باوصف، نیکدیمس ایک سمجھدار سیاستدان بھی ہو۔ یہ مناسب نہیں، اور نہ ہی یہ قانون کے مطابق ہے کہ ہیکل کا بیرونی احاطہ دنگا فساد کی ایک منڈی بنا کر رکھ دیا جائے۔ مبادلۂ زر کے معاملہ میں تھوڑا بہت مقابلہ ضرور روا رکھنا چاہیئے۔ اگر مُقدّس زائرین کو کائفا کے مُقرّر کردہ مبادلۂ زر کے نرخوں پر ہیکل کے سکّے لینے پر مجبور نہ ہونا پڑے، تو وہ سب تھوڑا بہت فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔"

مجھے اُس کے کاروباری معاملات سے کوئی دِلچسپی نہ تھی، میں نے کہا "میں نیکدیمس سے ملنا چاہتا ہوں، لیکن چونکہ میں ایک رُومی ہوں، اِس لئے شاید وہ مجھے خوش آمدید کہنے پر تیار نہ ہو۔"

"میرے عزیز دوست" ارسطینوز نے کہا "تمہارا رُومی ہونا ہی تو ایک سفارش ہے۔ ایک یہودی عالم یہ چیز باعثِ فخر سمجھتا ہے کہ کوئی رُومی شہری ہمارے عقائد کا علم حاصل کرنے کا خواہشمند ہو! تم تو ہمیشہ پارسائی کا بہانہ کر کے، اور بغیر کسی قطعی اقرار کے اپنے لئے سب دروازے کھلوا سکتے ہو۔ اگر تم چاہو تو میں خود بخوشی اُس کے پاس تمہاری سفارش کر سکتا ہوں۔"

چنانچہ یہ طے ہو گیا کہ وہ میرے متعلق اُسے پیشگی اطلاع بھجوا دے گا اور میں اگلی شام، اندھیرا ہونے کے ساتھ ہی، نیکدیمس کے ہاں جا کر اُسے مِل سکوں گا، پھر میں نے کچھ روپیہ ارسطینوز سے لے لیا لیکن اپنی زیادہ تر رقم اُسی کی تحویل میں چھوڑ دی۔ اُس نے

بڑا اصرار کیا کہ مَیں اُس کے آدمیوں میں سے ایک کو اپنا ملازم مقرر کر لُوں، جو بڑا تجربہ کار پیشرَو تھا اور مُجھے یروشلیم کے تمام خُفیہ عشرت کدوں میں بآسانی لے جا سکتا تھا لیکن مَیں نے اُسے بتایا کہ گذشتہ سرما کے دَوران سکندریہ میں حدِّ اعتدال سے بڑھ کر عیّاشی میں مُبتلا رہنے کے بعد میں نے کُچھ قسمیں اُٹھا رکھی ہیں جن کا مَیں پابند ہُوں۔ میری اس بات پر اُس نے یقین کر لیا اور میری قُوّت ارادی کی بے حد تعریف کی۔ مگر اس کے ساتھ ہی افسوس بھی کرتا رہا کہ اپنی قسموں کی وجہ سے مَیں بڑی اچھّی اچھّی بے شمار چیزوں سے محرُوم بھی رہ جاؤں گا۔

ہم دوستوں کی مانند جُدا ہُوئے وُہ دروازے تک مُجھے چھوڑنے آیا اور چاہتا تھا کہ شہر میں میرا راستہ صاف کرنے کے لئے آگے آگے کسی پیشرَو کو روانہ کرے لیکن مَیں بلاوجہ لوگوں کو اپنی طرف متوجّہ کرنا پسند نہ کرتا تھا۔ ایک بار پھر اُس نے مُجھے تاکید کی کہ اگر کبھی مُجھے کوئی تکلیف ہو تو بلاتکلّف اُس کے پاس چلا آؤں۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ مَیں اب تک جِتنے یہودیوں سے مِلا ہُوں، وُہ اُن میں سے سب سے بڑھ کر خُوش اطوار ثابت ہُوا تھا، تاہم کسی نامعلُوم وجہ کی بنا پر میں اُس کے لئے ایک قطعی بے لوث دوستی کا احساس اپنے اندر نہ پاتا تھا۔ اُس کے جذبات سے عاری باتوں نے مُجھے افسردہ کر دیا تھا اور میرے شکُوک تازہ ہو گئے تھے، شاید اُس کے لئے میرے کم آمیز احساس کی یہی وجہ ہو۔

جب مَیں واپس انطونیہ پہنچا تو معلُوم ہُوا کہ اِس دوران میں کلودیہ پروکلا نے مُجھے کئی بار بُلوا بھیجا تھا۔ چُنانچہ مَیں فوراً ہی اُس کے مینار والے کمرے کو روانہ ہو گیا۔ اُس وقت وُہ اپنی خوابگاہ میں جا چکی تھی۔ لیکن میری اِطلاع پر وُہ ایک مہین ریشمی لباس پہنے اور کندھوں پر قبا ڈالے، اپنی مصاحب خاتُون کے ہمراہ مُجھ سے گفتگو کرنے باہر آ گئی۔ اُس کی آنکھوں میں ایک دہشت آمیز چمک تھی، اُس کے زرد چہرے کی لکیریں ہموار ہو چکی تھیں اور وُہ ایک وجد کی حالت میں معلُوم ہو رہی تھی۔

میرے دونوں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے ہُوئے وُہ کہنے لگی "مرقس، مرقس وُہ زندہ ہو گیا، یہُودیوں کا بادشاہ مُردوں میں سے زندہ ہو گیا۔"

مَیں نے قدرے تُرش رُوئی سے پُوچھا "کیا گورنر نے تُمھیں بتایا نہیں کہ اُس کے حواری گذشتہ شب قبر پر آئے اور اُس کی نعش چُرا کر لے گئے؟ اِس بات کی تصدیق کے لئے سرکاری دستاویز موجُود ہے جس پر چھ فوجیوں کی شہادت موجُود ہے۔"

کلودیہ پروکلا نے غُصّہ سے اپنا پاؤں زمین پر پٹخا اور چیخ کر بولی "کیا تُم یہ سمجھتے ہو کہ پینطس اپنے مفاد اور اپنی جیب کے علاوہ کبھی کسی اَور بات کا خیال بھی کر سکتا ہے؟ لیکن یروشلیم میں میری بھی کئی خواتین کے ساتھ دوستی ہے۔ کیا تُم نے سُنا نہیں کہ کس طرح اُس کا ایک پیرو صُبح سویرے قبر پر گیا۔ وُہ پیرو دراصل وُہی عورت ہے جسے اُس نے سات خبیث ارواح سے نجات دلائی تھی۔ قبر خالی تھی، سوائے ایک فرشتہ کے، جو ایک نُورانی لباس پہنے ہُوئے تھا اور جس کا چہرہ آگ کی طرح روشن تھا۔"

"اگر واقعی ایسا ہُوا" مَیں نے قدرے ناشائستگی سے کہا "تو اس کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ وُہ سب خبیث ارواح دوبارہ اُس عورت میں داخل ہو چکی ہیں۔" اور پھر کُچھ پریشان ہو کر مَیں حیرانی سے سوچنے لگا کہ مَیں نے اپنے آپ کو کس مُشکل میں اُلجھا لیا، کیا واقعی مَیں اِس قدر مخبُوط الحواس ہو چُکا ہُوں کہ خواہ مخواہ ایسی ہنگامہ طلب عورتوں سے باتوں کا مُقابلہ کرنے لگا ہُوں۔

کلودیہ پروکلا کے جذبات کو ٹھیس پہنچی، اور اُس پر ایک تلخی آمیز مایُوسی چھا گئی۔

"تُم بھی، مرقس" اُس نے سِسکی لے کر ملامت آمیز لہجہ میں کہا "مَیں تو سمجھتی رہی کہ تُم اُس کی حمایت پر ہو، کیونکہ مَیں نے سُنا تھا کہ تُم خُود اُس کی قبر کے اندر گئے تھے اور اُسے خالی پایا تھا۔ کیا تُم اپنی آنکھوں سے زیادہ پینطس پیلاطس اور اُس کے بدکردار فوجیوں پر یقین کرتے ہو؟"

میرا دِل پگھل گیا کیونکہ جب وُہ رونے لگی تو اُس کے مستغرق چہرے نے ایک عجب آتشیں سی کیفیت اختیار کر لی اَور میرا دِل بے اختیار چاہا کہ اُسے تشفی دُوں، لیکن جو کُچھ مَیں نے دراصل دیکھا تھا، وُہ سب من وعن ایک ایسی غم سے نڈھال عورت سے بیان کر دینے کے بعد پیدا ہو جانے والے خطرات سے بھی مَیں پُوری طرح آگاہ تھا۔ میرے خیال میں، فرشتوں، خوابوں اَور مُردہ سے زندہ ہونے کے بارے میں عورتوں ہی کی بنائی باتوں نے درحقیقت یہُودیوں کی مجلس اعلیٰ کا مؤقف زیادہ مضبُوط بنا کر ہر صحیح بات کو بھی قطعی ناقابلِ یقین بنا کر رکھ دیا تھا۔

"ایسی باتیں دِل میں نہ رکھو، کلودیہ" مَیں نے التجا کی۔ "تُم خُوب جانتی ہو کہ مَیں نے زاہدانِ خُشک کی تعلیمات کا بے تحاشہ مُطالعہ کیا ہے اَور میرے لئے یہ بہُت ہی مُشکل ہے

کہ کسی فوق الفطرت بات پر یقین کر لوں، اس کے برعکس میں ہر چیز سے منکر ہونا بھی پسند نہیں کرتا۔ تمہاری وہ گواہ عورت کون ہے اور اُس کا کیا نام ہے؟"

"اُس کا نام مریم ہے" کلودیہ نے مجھے قائل کرنے کے خیال سے بڑی بے صبری سے کہا "یہ ایک عام یہودی نام ہے، لیکن وہ بحیرۂ گلیل کے قریب واقع ایک جگہ مگدلا کی رہنے والی ہے۔ وہ کافی ذرائع و وسائل رکھنے والی ایک معزز خاتون ہے اور مشہور و معروف قمریاں پالنے والی ہے۔ ہر سال ہیکل کے چڑھاوے کے لئے اُسی کے پنجروں میں سے ہزارہا کی تعداد میں بے داغ قمریاں آیا کرتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ جب خبیث ارواح نے اُس پر قبضہ کیا ہوا تھا تو اُس نے اپنی حرکات سے اپنے آپ کو بدنام کر لیا تھا لیکن جب یسوع ناصری نے اُسے شفا دی تو وہ یکسر بدل گئی اور اپنے آقا کی جہاں گردی میں ہر جگہ اُس کے ساتھ ساتھ رہنے لگی تھی۔ میں جب ایک مرتبہ اپنی ایک واقفکار یہودی خاتون سے ملنے گئی تو وہاں اُس سے بھی میری ملاقات ہوئی تھی، اور اُس نے اپنے آقا کے متعلق مجھے جو کچھ بتایا میں اُس سے بہت متاثر ہوئی تھی۔"

"اُس کی بات پر اعتبار کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ میں سب کچھ اُس کی اپنی زبان سے سنوں" میں نے کہا "عین ممکن ہے کہ وہ خوابوں کی دنیا میں بسنے والے اُن متعصب لوگوں میں سے ہو جو کسی بھی قیمت پر لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے رہنا پسند کرتے ہیں۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ میں اُسے کسی طریقہ سے مل سکتا ہوں؟"

کلودیہ پروکلا نے احتجاجاً کہا "کیا خواب دیکھنا گناہ ہے؟ خوابوں نے ہی تو مجھے اس قدر اذیت میں مبتلا کر دیا تھا کہ مجھے اپنے خاوند کو ایک اتنے سچے انسان کو سزا دینے سے بڑی سختی سے باز رکھنے کی کوشش کرنا پڑی تھی۔ نصف شب میں مجھے اطلاع ملی کہ اُسے گرفتار کر لیا گیا ہے اور لوگوں نے مجھ سے التجا کی کہ میں اپنے خاوند اپنا اثر و رسوخ استعمال کروں تاکہ اُسے سزا نہ ہونے پائے۔ بہر حال اِس خفیہ اطلاع سے کہیں زیادہ اثر مجھ پر اُن خوابوں کا تھا جو پہلے ہی سے مجھے آ رہے تھے۔ میرا اب بھی یہی پختہ یقین ہے کہ اُس انسان کو صلیب پر چڑھانے کے لئے یہودیوں کے حوالے کرتے ہوئے میرے خاوند نے اپنی زندگی کا سب سے زیادہ احمقانہ کام کیا تھا۔"

"تمہارے خیال میں کیا میں تمہاری اُس مریم سے مل سکتا ہوں؟" میں نے اصرار

کرتے ہوئے پھر پوچھا، کلودیہ پروکلا تال مٹول سے کام لیتے ہوئے کہنے لگی "کوئی یہودی عورت یہ مناسب نہیں سمجھتی کہ وہ ایک اجنبی مرد سے ملاقات کرے، خاص طور پر جب کہ وہ اجنبی غیر ملکی بھی ہو۔ مجھے تو یہ بھی علم نہیں کہ وہ رہتی کہاں ہے؟ میں یہ مانتی ہوں کہ وہ ایک شدید جذباتی قسم کی عورت ہے اور تمہارے جیسا متشکک آدمی اُسے ملنے پر یقیناً اُس کے متعلق غلط اندازے لگائے گا، لیکن اِن سب باتوں کی وجہ سے میں اُس کے بیان پر کبھی شک نہیں کر سکتی۔" تاہم کلودیہ پروکلا کی وہ پہلی بے صبری اب مدہم پڑتی جا رہی تھی۔

"لیکن اگر کبھی اتفاق سے میری ملاقات اِس مریم سے ہو جائے تو کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اُس کے پاس تمہارا نام لے کر اُسے یہ یقین دلا دوں کہ وہ بلا خوف و خطر اور پورے بھروسہ کے ساتھ مجھے اپنے ساتھ پیش آنے والے تمام واقعات بتا سکتی ہے؟" میں نے پوچھا۔

کلودیہ نے دبی زبان سے کہا کہ جس طرح ایک عورت دوسری عورت پر اعتماد کر لیتی ہے، کسی مرد پر ہرگز نہیں کر سکتی اور کوئی مرد عورت کو کبھی مکمل طور پر نہیں سمجھ سکتا۔ بہر طور قدرے تذبذب سے اُس نے اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔ "لیکن اگر تم نے اُس کو ذرہ بھر بھی تکلیف یا مشکل میں مبتلا کیا" اُس نے مجھے دھمکی دے کر کہا "تو تمہیں مجھے اُس کا جواب دینا ہوگا۔" اور اس کے ساتھ ہی ہماری گفتگو ختم ہو گئی، گو اِس سے پیشتر کلودیہ پروکلا نے جیسا کہ مجھ پر واضح ہو گیا تھا، مجھے اپنا ایک جوشیلا ہمنوا بنانے اور یہودیوں کے بادشاہ کی قیامت کے اعتقاد کو قبول کرنے کے لئے آمادہ کر رہی تھی۔ ایک لحاظ سے میں اِس بات پر ایمان لانے پر مجبور بھی ہوں، کیونکہ خالی قبر کے اندر میں نے اپنی آنکھوں سے کفن کے کپڑوں کو جُوں کے تُوں بغیر نعش کے دیکھا تھا، لیکن میں اِس تمام معاملہ کو اپنی جگہ ایک ایسے طریقہ سے جانچنا چاہتا ہوں جو عقل پر مبنی ہو۔

چوتھا مکتوب

مرقس کی طرف سے طوُلیا کے نام :

مَیں اپنا بیان جاری رکھتے ہُوئے ہر بات عین اُس ترتیب سے لکھوں گا جیسے وُہ پیش آئی :-

انطونیہ ایک محدُود اور اُداس سا قلعہ ہَے اَور مَیں وہاں مستقل نگرانی کے تحت اپنے قیام کو مزید طوُل نہیں دینا چاہتا تھا۔ علاوہ ازیں خُود گورنر بھی قیصریہ واپس جانے کی تیاریاں کر رہا تھا، جہاں اُس کی مستقل سکُونت ہَے۔ مَیں نے اُسے بھونرے کی شکل کا ایک نیک فال ہیرا بطور تحفہ دیا، اَور سکندریہ کا بنا ہُوا ایک آئینہ کلودیہ پروکلا کو پیش کیا، اَور اُن سے وعدہ کیا کہ اپنے واپسی سفر میں قیصریہ ہوتا ہُوا جاؤں گا۔ یہ وعدہ درحقیقت خُود پنطُس پیلاطُس کے ہی کہنے پر مَیں نے کیا تھا، کیونکہ وُہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ مَیں اُس سے ملے اَور اُس کے استفسارات کا جواب دیئے بغیر یہُودیہ کو خیرباد کہوں۔ کلودیہ پروکلا نے بھی مجُھے قسم دی کہ دوبارہ زِندہ ہونے والے انسان کے متعلّق جو بھی سنُوں اُسے ضرُور اِطّلاع دُوں۔

محافظ فوج کے افسر کو مَیں نے ایک خاصی رقم نذر کی تا کہ اُس کے ساتھ میرے تعلّقات اُستوار رہیں، اَور بوقت ضرُورت قلعہ میں پناہ بھی مِل سکے، لیکن اَب تک مَیں یہ اندازہ لگا چُکا ہُوں کہ یروشلیم میں مجُھے کوئی خطرہ نہ ہوگا، بشرطیکہ مَیں خُود یہُودیوں کے رسم و رواج کا جائز احترام رکھوں اَور اپنے طور اطوار سے اُنہیں مشتعل نہ کرُوں۔ تمندار عدنابر کے لئے مَیں نہایت مخلص دوستانہ جذبات رکھتا ہُوں، اَور اُسی کے مشورے کے مُطابق شہر کی کسی بڑی سرائے میں ٹھہرنے کی بجائے مَیں نے اُس کے ایک واقفکار شامی تاجر کے گھر قیام اِختیار کیا ہَے جو حسمونی محل کے قریب ہَے۔ اپنی نوجوانی کے ایّام سے ہی مَیں شامی لوگوں کے رسم و رواج اَور دیوتاؤں کو خُوب سمجھتا ہُوں اَور جانتا ہُوں کہ یہ قوم اچھّے کھانوں کی شوقین ہوتی ہَے۔ یہ لوگ اپنے گھروں کو بہت صاف سُتھرے رکھتے ہیں، اَور مبادلہ زر کے علاوہ دیگر سب مُعاملات میں انتہائی دیانتدار ہوتے ہیں۔

تاجر اپنے اہل و عیال سمیت مکان کی نچلی منزل میں رہتا ہَے اَور روزانہ دِن کے وقت اپنا دُکانداری کا میز مکان کے باہر گلی میں سجا لیتا ہَے۔ باہر سے ہی ایک زینہ مکان کی چھت پر جاتا ہَے جس کی وجہ سے مَیں ہر وقت بالکل آزادی کے ساتھ اُوپر اپنے کمرہ میں آ جا سکتا ہُوں اَور اپنے مُلاقاتیوں سے مکمّل تخلیہ میں مِل سکتا ہُوں۔ عدنابر اَور خُود مالک مکان، دونوں نے ہی اِس کے فوائد پر زور دیا تھا۔ اُس کی بیوی اَور بیٹی میرا کھانا میرے کمرے میں ہی لگا دیتی ہیں اَور اِس بات کا خاص دھیان رکھتی ہیں کہ تازہ پانی کا بھرا ہُوا ایک مٹکا وہاں ہر وقت موجُود ہو، اُس کے بیٹے میرے چھوٹے چھوٹے کام کرنے، مثلاً میرے لئے بازار سے شراب، پھل اَور میری ضرُورت کی دیگر اشیاء لانے کے لئے ایک دُوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ اَب جبکہ تہوار ختم ہو چُکا ہَے اَور اکثر سیّاح شہر سے جا چکے ہیں، یہ کنبہ جو خُوشحال نہیں ہَے، مجُھے ایک مہمان گاہک کے طور پر اپنے گھر میں رکھنے پر بے حد مسرُور ہَے۔

جب مَیں اپنی نئی قیام گاہ میں آرام و اطمینان سے آباد ہو چُکا تو پھر مَیں نے ستاروں کے نمودار ہونے تک صبر سے انتظار کیا اَور شام ہوتے ہی زینہ کے راستہ نیچے گلی میں اُترا۔ نیکدیمس کا ظرُوف سازی کا اڈہ کافی معرُوف جگہ ہَے جس کی وجہ سے وہاں پہنچنے میں مجُھے کوئی دِقّت نہیں ہو سکتی تھی، اُس کے مکان کا بیرُونی پھاٹک کھُلا پڑا تھا اَور جُونہی مَیں نے احاطہ کے اندر قدم رکھّا تو وہاں اندھیرے میں مجُھے ایک مُلازم مِلا جس نے نہایت دھیمے سے مجُھے پُوچھا "کیا آپ وُہی ہیں جن کا انتظار میرے آقا کر رہے ہیں؟"

وُہ مجُھے ایک زینے کے راستے چھت پر لے گیا اَور تاروں بھرا آسمان پُورے یہُودیہ پر اِس قدر ضوُپاشی کر رہا تھا کہ مجُھے راستہ دکھانے کے لئے اُسے کسی روشنی کی ضرُورت نہ محسُوس ہُوئی۔ چھت پر ایک پختہ عُمر کا آدمی، گدوں پہ بیٹھا ہُوا تھا۔ اُس نے مجُھے بڑے تپاک سے خُوش آمدید کہا اَور پھر دریافت کیا "کیا تُم ہی خُدا کے وُہ متلاشی ہو جس کا ذکر ارسطینوزہ نے مجُھ سے کیا ہَے؟"

اُس نے مجُھے اپنے ایک پہلُو میں بٹھا لیا اَور پھر فوراً ہی ایک اُکتا دینے والے پیرائے میں اسرائیل کے خُدا کا ذکر شرُوع کر دِیا۔ اُس نے تخلیقِ ارض و سما کی داستان سے آغازِ کلام کیا اَور ابھی بمشکل وہاں تک پہنچا تھا جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خُدا نے انسان کو اپنی

شبیہ پر زمین کی مٹی میں سے پیدا کیا ہے۔ جب میں نے بے صبری کے ساتھ قطع کلام کرتے ہوئے کہا "اے اسرائیل کے معلم! میں نے یہ سب کچھ سن رکھا ہے اور خود بھی تمہارے مقدس صحیفوں کے یونانی تراجم میں پڑھا ہوا ہے۔ میں تمہارے پاس صرف اس غرض سے آیا ہوں کہ تم مجھے یہودیوں کے بادشاہ یسوع ناصری کے متعلق کچھ بتاؤ۔ یقیناً تم میری اس خواہش سے آگاہ ہو گئے کیونکہ تم نے مجھے اس تاریکی میں بلاخوف وخطر اپنے مکان کی چھت پر آنے کی اجازت دی ہے۔"

نیکدیمس نے ایک غیر متوازن سی آواز میں کہا "اس کا خون میرے سر پر ہے اور میری قوم پر۔ اس کی وجہ سے میں بے حد خوفزدہ اور بے پناہ دلگرفتہ ہوں، یہ خدا کی شانِ بے نیازی تھی جو وہ ایک معلم بن گیا، کیونکہ کوئی انسان فرستادہ خدا ہوئے بغیر ہرگز وہ کام نہیں کر سکتا جو اس نے کئے۔"

میں نے کہا "وہ ایک معلم سے بڑھ کر تھا، گو میں ایک اجنبی ہوں، تاہم اس کی وجہ سے میں بھی اپنے تئیں کانپتا ہوں۔ تمہیں یقیناً یہ علم ہو گا کہ وہ اپنی قبر میں سے زندہ ہو کر نکل چکا ہے، حالانکہ خود تم نے اسے پٹیوں اور کپڑوں میں لپیٹ کر سبت شروع ہونے سے پہلے پہلے اس پر قبر کا دہانہ بند کیا تھا۔"

نیکدیمس نے اپنا چہرہ ستاروں کی روشنی میں اوپر اٹھایا اور ایک درد بھری آواز میں بولا "مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ میں کس بات پر یقین کروں۔"

میں نے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا "کیا وہ وہی ستاروں کا بیٹا تھا جس کے متعلق نبی پیش گوئیاں کرتے رہے ہیں؟"

نیکدیمس نے جواب دیا "میں نہیں جانتا، میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکتا۔ میں اب اسرائیل کا ایک معلم کہلانے کا اہل ہی نہیں رہا۔ مجلسِ اعلیٰ میں یہ کہہ کر مجھے دھوکا دیا گیا کہ گلیل میں کبھی کوئی پیغمبر نہیں پیدا ہو سکتا، اور یہ درست بھی ہے کیونکہ صحیفوں میں اس سلسلہ میں گلیل کا قطعی کوئی ذکر نہیں ہوا، لیکن اس کی والدہ نے جس سے میری ملاقات انہی ایام میں ہوئی ہے، مجھے یقین دلایا ہے کہ وہ یہودیہ میں بیت اللحم کے اندر مکار ہیرودیس کے دورِ حکومت میں پیدا ہوا تھا۔ صحیفے یہ بتاتے ہیں کہ بیت اللحم افراتہ میں سے ایک پیغمبر کو آنا ہے۔ میں نے صحیفوں کی ورق گردانی میں ان تھک محنت کی ہے، ہر بات جو اس کے

متعلق کہی گئی، پوری ہو چکی، حتیٰ کہ یہ بھی کہ اس کے جسم کی کوئی ہڈی توڑی نہ جائے گی۔" یہ کہہ کر اس نے خوش الحانی سے پیش گوئیاں پڑھنا شروع کیں اور پھر میری خاطر ان کا ترجمہ کرنے لگا۔ جب وہ کچھ دیر ایسے ہی کرتا رہا تو میں بے صبر ہو گیا اور بول اٹھا "میرے لئے یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ تمہارے نبیوں کے الفاظ پورے ہونے چاہئیں۔ میرا تو صرف اتنا سا سوال ہے کہ آیا واقعی وہ مردہ سے زندہ ہوا یا نہیں؟ اگر وہ سچ مچ اپنی قبر سے اٹھ آیا ہے تو وہ ایک بادشاہ سے کہیں بڑھ کر ہے اور آج سے پہلے دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ میں یہ بات تم سے بغیر کسی مکر و فریب کے پوچھتا ہوں کیونکہ اسے اب کوئی بھی کچھ گزند نہیں پہنچا سکتا۔ مجھے جواب دو، حقیقت تک پہنچنے کے لئے میرا دل میرے سینے کے اندر کانپ رہا ہے۔"

نیکدیمس نے قدرے تذبذب کے ساتھ اعتراف کیا "میں نے سنا ضرور ہے کہ ایسا ہو چکا ہے مگر میں فیصلہ نہیں کر سکا کہ کس بات پر یقین کروں۔ گذشتہ شب اس کے حواری مقفل دروازوں کے پیچھے جمع ہوئے تھے، کیونکہ وہ گرفتاری اور سزا سے خائف ہیں۔ کم از کم ان میں سے زیادہ تر وہاں اکٹھے تھے اور وہ سب ہی بہت خوفزدہ تھے۔ پھر مصلوب یسوع ان کے درمیان اچانک نمودار ہوا۔ اس نے انہیں اپنے ہاتھوں اور پاؤں اور پہلو کے زخم دکھائے۔ اس نے وہاں موجود سب لوگوں پر دم بھی کیا۔ پھر جیسے وہ نمودار ہوا تھا ویسے ہی اچانک غائب ہو گیا۔ مجھے یہی بتایا گیا ہے لیکن اسی بات پر ایمان لے آنا بعید مشکل امر ہے۔"

یہ سن کر میں اپنی جگہ پر کانپ گیا۔ "مجھے اس کی بادشاہت کے بارے میں کچھ بتاؤ۔" میں نے بمنت پوچھا۔ "اس نے اپنی بادشاہت کے متعلق آخر کیا تعلیم دی تھی؟"

نیکدیمس نے مجھے بتایا "جب عیدِ فسح کے لئے وہ پہلی بار یروشلیم آیا اور جب اس نے ہیکل میں صفائی کی تھی، تو میں خفیہ طور پر اسے ملنے گیا تھا۔ اس ملاقات میں اس نے جو کچھ کہا تھا وہ میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ گو اس کا مطلب میں تب سمجھا تھا نہ اب سمجھتا ہوں۔ اس نے کہا تھا کہ کوئی بھی اس کی بادشاہت کو نہیں دیکھ سکتا تاوقتیکہ وہ دوبارہ جنم نہ لے۔"

اس پر معاً مجھے ارمینس، فیثاغورث اور ان دوسرے فلسفیوں کی تعلیمات کا خیال آیا جو یہ کہتے ہیں کہ انسان مسلسل بار بار پیدا ہوتا رہتا ہے اور اپنے اعمال کی نوعیت

کے لحاظ سے حیوان، بلکہ نباتات تک کی شکل میں جنم لے سکتا ہے۔ مجھے سخت مایوسی ہوئی، کیونکہ میرے لئے یہ کوئی نیا نظریہ نہ تھا، لیکن نیکدیمس اپنی معصومیت میں ہی بات کرتا چلا گیا۔ میں نے اُس کی بات کاٹتے ہوئے پُوچھا تھا کہ جب ایک انسان عُمر رسیدہ ہو چکے تو وُہ دوبارہ نیا جنم کیونکر لے سکتا ہے۔ وُہ دوبارہ اپنی ماں کی کوکھ میں تو داخل ہونے سے رہا۔ تب یسُوعؑ نے اپنے اُن الفاظ کی گویا ایک کُنجی مجھے دی، اور کئی مرتبہ یہ بات دُہرائی کہ وُہ جو پانی میں سے اور رُوح میں سے دوبارہ پیدا نہیں ہوتا بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اِس بات میں سے پانی والا حِصّہ تو میں سمجھ سکتا ہُوں، کیونکہ بہُت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو جنگلوں اور صحراؤں میں مقیم صحرائی برادری کے لوگوں کے پاس جا رہتے ہیں تاکہ وہاں ایک طویل عرصہ عبادت گُذاری اور کڑی آزمائشوں میں گذارنے کے بعد صحرائی بزرگوں کے پانی کے تالاب میں بپتسمہ لے سکیں۔ یُوحنّا بھی تو صحرا سے ہی آیا تھا اور لوگوں کو پانی سے بپتسمہ دیا کرتا تھا، حتیٰ کہ ہیرودیس نے اُسے قتل کروا دیا۔"

میں نے قطع کلام کرتے ہُوئے کہا "مصر میں آئی سِس دیوی کے رازہائے سربستہ کی وادیوں میں داخل ہونے والے بھی تو بلاخوف وخطر وہاں ایک تاریک غار کے اندر گہرے پانی میں کُود پڑتے ہیں، لیکن انجانے مضبُوط بازو اُن کو بحفاظت اُوپر اُٹھا لیتے ہیں اور وُہ ڈوبنے نہیں پاتے۔ یہ پانی کا بپتسمہ تو کسی گروہ میں شمولیت کی ایک علاماتی رسم ہے اور ہرگز کوئی نئی چیز نہیں۔"

نیکدیمس نے یہ تسلیم کرتے ہُوئے کہا "ہاں یہ سچ ہے، پانی سے بپتسمہ کوئی نئی چیز نہیں۔ لیکن میں نے جب دریافت کیا کہ رُوح میں سے دوبارہ پیدا ہونے سے اُس کا کیا مطلب ہے تو یسُوعؑ نے یُوں جواب دیا، اور یہ بعینہٖ اُس کے اپنے الفاظ ہیں جن کو میں نے اپنے حافظہ پر ایک مُہر کی طرح ثبت کر لیا تھا۔ وُہ جو جسم میں سے پیدا ہُوا جسم ہے اور جو رُوح میں سے پیدا ہُوا رُوح ہے۔ ہَوا جہاں اُس کی مرضی ہو چلنے لگتی ہے تُم اُس کی سرسراہٹ ضرُور سُنتے ہو مگر تُم یہ نہیں بتا سکتے کہ وُہ کہاں سے آتی ہے اور کہاں چلی جاتی ہے۔ عین اِسی طرح وُہ ہوتا ہے جو رُوح میں سے جنم لیتا ہے۔"

وُہ بہُت دیر تک خاموش رہا، اور میں اُس کے الفاظ پر غور کرتا رہا۔ یہُودیہ کے وسیع آسمان پر ستارے چمک رہے تھے اور تاریکی میں بھٹوں اور گیلی مٹّی کی بڑی تیز

مہک آرہی تھی۔ یہ تعلیم ایک نہایت پُراسرار طریقہ سے میرے دِل کے اندر اُترتی جا رہی تھی، اور میں یہ بھی خُوب جانتا ہُوں کہ میرا استدلال اِس کو گرفت میں نہیں لے سکتا تھا۔ آخر کار میں نے بڑی نرمی سے اُسے پُوچھا "اُس کی بادشاہت کے بارے میں تُم صرف اتنا ہی جانتے ہو کیا؟"

نیکدیمس نے سوچتے ہُوئے جواب دِیا کہ میں نے اُس کے حواریوں سے سُنا ہے کہ وُہ اپنی تعلیمات کا آغاز کرنے سے پیشتر صحرا میں چلا گیا تھا۔ وہاں وُہ مشاہدہ کرتا رہا۔ اُس نے مسلسل چالیس دن کا روزہ رکھا، وہاں اُسے اُن تمام نقلی اور جھُوٹے تصوّرات وانکشافات کا سامنا کرنا پڑا، جن کی مدد سے ارضی قوتیں کسی روزہ رکھنے والے کو اپنی طرف راغب کیا کرتی ہیں۔ شیطان اُسے ایک بُلند چوٹی پر لے گیا جہاں سے اُسے تمام دُنیا کی بادشاہتوں اور اُن کی شان وشوکت کا نظارہ کروایا، اور پھر اُس سے وعدہ کیا کہ وُہ اُن سب پر حُکمران ہو سکتا ہے بشرطیکہ وُہ اُس کے آگے سرِ تسلیم خم کر کے اپنی اُس مہم سے باز آجائے، جس کی تکمیل کے لئے وُہ اس دُنیا میں آیا تھا، لیکن وُہ اس تحریص پر غالب آگیا، پھر فرشتے آئے اور اُنہوں نے اُس ویرانے میں اُس کی خاطر مدارات کی۔ اس کے بعد وُہ انسانوں کی دُنیا میں واپس آکر اپنی تعلیم دینے اور معجزے دِکھانے لگ گیا، اور اُس کے گرد بے شمار پیرو اکٹھے ہونے شرُوع ہو گئے۔ یہ ہے جو میں اُس کی بادشاہت کے متعلق جانتا ہُوں۔ وُہ کوئی دُنیاوی بادشاہت ہرگز نہیں، اِسی لئے اُسے مردُود قرار دے کر قتل کر دینا بہُت بڑی بے انصافی تھی۔"

میں الہام وانکشاف اور فرشتوں کے بارے میں اُس کی گفتگو سے اُکتا چکا تھا، کیونکہ کوئی بھی حسّاس انسان، جو لمبے عرصہ تک روزے رکھ کر مشاہدہ میں مصرُوف رہے اِس قسم کے فریبِ نظر میں گرفتار ہو سکتا ہے، اور جُونہی وُہ واپس انسانوں میں آکر کھانا پینا شرُوع کرتا ہے تو ایسے باطل خیالات غائب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بے چینی سے نیکدیمس سے پُوچھا۔ "بہرحال، یہ کس نوعیّت کی بادشاہت ہے پھر؟"۔ نیکدیمس نے ایک زوردار آہ کھینچی، اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور بولا "یہ میں کیسے جان سکتا ہُوں؟ میں نے ہَوا کی سرسراہٹ ضرُور سُنی ہے۔ میں جب اُسے ملا تھا تو یہ سمجھا تھا کہ اُس کی شخصیت میں بادشاہت دُنیا پر نازل ہو گئی ہے۔ اُس نے مجھے اور بھی بہُت ساری باتیں بتائی

نقلیں، اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ خُدا نے اپنے بیٹے کو دُنیا میں اس لئے نہیں بھیجا کہ وُہ دُنیا کو کسی دردناک عذاب میں مُبتلا کر دے، بلکہ اس لئے کہ دُنیا اُس کے ہاتھوں ہر عذاب سے نجات پائے، اگر چہ فی الواقعی ہو گذرا ہے، وُہ یہ نہیں کہ اُسے صلیب پر میخوں سے ٹھونک دیا گیا، اور وُہ ایک شرمناک مَوت مر گیا، اور یہ وُہ چیز ہے جس کی گہرائی کو مَیں نہیں ناپ سکا۔ اب جبکہ وُہ مر چکا ہے تو اُس کی بادشاہت بھی کالعدم ہو گئی۔"

میرا دل کچھ اور ہی کہتا تھا مگر خرد نے مُجھے مجبُور کیا کہ مَیں طنزیہ طور پر کہوں "اَے اسرائیل کے معلّم! یہ تو تُم نے مُجھے کوئی خاص علم نہیں دیا، محض ہَوا کی ایک سرسراہٹ، اور تُم خُود بھی ایمانداری سے ابھی یہ ماننے کو تیار نہیں کہ وُہ جی اُٹھا ہے۔"

"مَیں اب اسرائیل کا مُعلّم نہیں رہا" نیکدیمس نے انکساری سے اعتراف کیا۔

"مَیں اسرائیل کے کمترین لوگوں میں سے رہ گیا ہُوں، غمزدہ اور دِل فگار۔ لیکن اب بھی تُمہیں کُچھ نہ کُچھ دے ہی سکتا ہُوں۔ جب بونے والا کھیت میں بیج ڈال دیتا ہے تو پھر اُس کی مزید خبر گیری نہیں کیا کرتا۔ وُہ بیج خُود بخُود پھُوٹنا شرُوع کرتا ہے۔ ہَوا اور بارش اُس کی نمو کو تیز تر کر دیتی ہیں، اور پھر غلّہ اُگ آتا ہے۔ گو بونے والا سویا پڑا ہوتا ہے، حتیٰ کہ فصل کٹنے کو تیّار ہو جاتی ہے، عین ایسا ہی معاملہ میرے ساتھ ہے اور یُونہی تُمہارے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ تُمہارے اندر کُچھ خلوص ہو۔ میرے اندر ایک بیج پڑ گیا ہے جو پھُوٹ رہا ہے۔ تُمہارے اندر بھی ایک بیج بویا جا چُکا ہوگا، جو ایک دن فصل بن کر کٹنے کو تیّار ہو سکتا ہے۔ مَیں صرف اطاعت شعاری سے منتظر رہ سکتا ہُوں، اور مُجھے اعتراف ہے کہ مَیں بہت کم سمجھتا ہُوں اور میرا ایمان بے حد کمزور ہے۔"

"لیکن محض اِنتظار کرنے پر ہی قناعت کرنا میرے بس میں نہیں" مَیں نے بیقراری سے کہا "کیا تُم دیکھتے نہیں کہ ابھی ہر بات میرے ذہن میں بالکل تازہ ہے۔ لیکن ہر آنے والا دِن اُس میں سے کُچھ حصّہ فراموشی کی نذر کر دیتا ہے، مُجھے اُس کے حواریوں تک پُہنچا دو۔ اُس نے اُن لوگوں کو یقیناً زیادہ قابلِ فہم عنوان سے اپنی بادشاہت کے متعلق سمجھایا ہوگا۔ میرے دِل میں ایک آگ ہے۔ مَیں ایمان لانے کو بے قرار ہُوں بشرطیکہ ہر بات مُجھ پر ثابت کر دی جائے۔"

نیکدیمس نے ایک گہرا لمبا سانس لیا اور مُجھے باز رکھنے کے خیال سے کہنے لگا،

"اُس کے حواری جو گیارہ رہ گئے ہیں، خوفزدہ، حیرت زدہ اور مایُوس ہیں۔ وُہ سادہ سے لوگ ہیں۔ ہنوز جوان اور کم عقل، جب وُہ زندہ تھا تو وُہ سب ایک دُوسرے کے ساتھ بادشاہت کے بارے میں بحث و تمحیص میں مصرُوف رہتے تھے۔ اُنہوں نے آپس میں ہی متوقع بادشاہت کے بڑے بڑے عُہدے بانٹ رکھے تھے، اور اُن کے لئے جھگڑا بھی کرتے تھے اور اُس کی تمام گفتگو کے باوجُود یہ حواری گھوم پھر کر ایک دُنیاوی بادشاہت پر ہی ایمان رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ اُس آخری شام بھی اُس کی گرفتاری سے پہلے اُس نے فسح کی بھیڑ کا گوشت اُن سب کے ساتھ بیٹھ کر کھایا، جیسے کہ صحرائی برادری کے لوگ کھاتے ہیں اور اُنہیں بتایا کہ اب کے بعد وُہ اُن کے ساتھ مل کر یُوں مے نہ پیئے گا جب تک کہ وُہ سب نئی بادشاہت میں جمع نہ ہو جائیں۔ مُجھے یقین ہے کہ اُس نے وُہ درد کم کرنے والی مے نہیں پی جو عورتوں نے اُسے صلیب پر چڑھائے جانے سے پہلے پیش کی تھی۔ لیکن اِس وعدہ پر اُس کے حواری اپنے اِس خیال پر اور بھی مضبُوطی اور دلیری سے جم گئے کہ وُہ یقیناً آسمانوں پر سے فرشتوں کی ایک فوج بُلا کر ایک ایسی بادشاہت کی بُنیاد رکھ دے گا جس میں ہر حواری ایک ایک اسرائیلی قبیلہ پر حکُومت کرے گا۔ اِس بات سے تُم بخُوبی اندازہ لگا سکتے ہو کہ ابھی تک وُہ اُس کی تعلیمات کی پختگی اور گہرائی کو نہیں پا سکے۔ وُہ بے خبر سے لوگ ہیں جنہیں سوچنا نہیں آتا، حالانکہ وُہ اُس کے عظیم الشان کارناموں کے ایّام میں اُس کے ساتھ ساتھ رہے ہیں۔ وُہ سب اپنی زندگیوں کی خاطر سخت خوفزدہ ہیں اور رُوپوش ہوتے پھر رہے ہیں۔ اِن حالات میں اگر تُم اُنہیں مِلو بھی تو اِس کے سوا اور کُچھ نہ ہوگا کہ اُن کی باتیں سُن کر تُم خُود اُن سے بھی بڑھ کر حیران و پریشان ہو کر رہ جاؤ۔"

یہ بات میری سمجھ میں نہیں آسکی تھی، "تو پھر اُس نے بڑا گروہ بنانے کے لئے صرف ان سادہ لوح آدمیوں کو ہی کیوں منتخب کر لیا تھا؟" مَیں نے پُوچھا "اگر وُہ واقعی اِتنا بڑا مُعجزے کرنے والا تھا جِتنا کہ کہا جاتا ہے تو وُہ یقیناً عُلماء میں سے بھی اپنے حواری چُن سکتا تھا۔"

"یہ بات کر کے تُم میری حسّاس رگ کو چھیڑ رہے ہو۔" نیکدیمس نے اعتراف کیا "تُم میرے غم کی گہرائی تک جا پُہنچے ہو۔ اُس نے دانشمند اور عالم لوگوں کو بُلایا ہی نہیں، بلکہ صرف غریب، سادہ اور دُکھی انسانوں کا ایک ہجُوم اپنے گرد اکٹھا کر رکھا تھا۔ کہا

جاتا ہے کہ ایک مرتبہ اُس نے ایک عظیم اجتماع کو خطاب کرتے ہُوئے یہی کہا تھا کہ مُبارک ہیں سادہ انسان کہ بادشاہت اُنہی کے لئے ہے۔ عالم اَور دولتمند لوگوں کے لئے تو اُس نے ہر چیز مُشکل بنادی تھی۔ مَیں خود اُس کا پَیرو بن گیا ہوتا مگر اِس کے لئے مُجھے مجلسِ اعلیٰ سے علیحدہ ہونا پڑتا۔ ہاں، بلکہ اپنے خاندان تک کو ترک کرنا پڑتا۔ اپنے اِس برتنوں کے کارخانہ کو فروخت کر کے تمام رقم کو غریبوں میں تقسیم کرنا پڑتا۔ اِسی قسم کی کڑی شرطیں وُہ عائد کر دیا کرتا تھا جس کی وجہ سے میرے جیسے لوگوں کے لئے اُس کی پَیروی کرنا ایک بڑا کٹھن کام ہو جاتا تھا۔ دولتمند اَور بااثر لوگوں میں اُس کے دوست ضرور تھے، جو اُس کی درپردہ امداد کرتے رہتے تھے۔ درحقیقت وُہ ایسی اِطلاعات و معلُومات اَور اِس قسم کے تعلّقات بھی رکھا کرتا تھا جن کا عِلم اُس کے حواریوں کو بھی نہیں ہوتا تھا کیونکہ وُہ اُنہیں ہر بات بتانا غیر ضروری سمجھتا تھا۔"

"بہرحال مَیں اُس کے اصل حواریوں میں سے کسی نہ کسی کو ضرور مِلنا چاہتا ہُوں۔"

مَیں نے ضد کی لیکن نیکدیمس نے مُجھے باز رکھنے کے لئے کہا "یہ تو مَیں محسوس کرتا ہُوں کہ تُم ہرگز کوئی رُومی جاسُوس نہیں ہو لیکن مُشکل یہ ہے کہ وُہ لوگ کبھی تُم پر اعتبار نہ کریں گے، کیونکہ وُہ بُہت خوفزدہ اَور محتاط ہیں، اَور جب تُم نے دیکھ لیا کہ وُہ کس قدر سادہ لوگ ہیں تو تُم بھی اُن کی کسی بات پر اعتبار نہ کر سکو گے، بلکہ اِس کے برعکس اگر اُنہوں نے تُمہیں یہ بتایا کہ وُہ اپنے مقفل دروازوں کے پیچھے ایک بند کمرے کے اندر مُردہ سے زندہ ہو جانے والے خُدا کے بیٹے کو دیکھ چُکے ہیں تو تُم اُن پر پہلے سے بھی زیادہ شُبہ کرنے لگو گے اَور غالباً یہی سوچو گے کہ اپنی مایُوسی کے زیرِ اثر اُنہوں نے اپنی رہی سہی ساکھ بچانے کے لئے یہ من گھڑت داستان ایجاد کر لی ہے۔"

پھر وُہ ایک اُداس سی ہنسی ہنس کر کہنے لگا "پہلے پہل تو وُہ اُن عورتوں پر بھی بھروسہ نہیں کر رہے تھے جنہوں نے آکر اُنہیں یہ بتایا تھا کہ قبر خالی تھی۔ خُود اُن لوگوں میں سے ایک حواری جو رات ہی اتّفاق سے اُن کے اُس مُتقفّل دروازوں والی پناہ گاہ سے غیر حاضر تھا، اپنے ساتھیوں کی باتوں پر یقین کرنے سے صاف انکار کر رہا ہے۔ پھر بھلا تُم کیسے اُن پر اعتبار کر لو گے؟"

مَیں نے ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح وُہ مُجھے بادشاہ کے حواریوں کی جائے پناہ سے

آگاہ کر دے یا پھر دیگر طریقہ سے میری اُن کے ساتھ مُلاقات کا بندوبست کروا دے، لیکن معلُوم ہوتا تھا کہ وُہ اَب بھی مُجھ پر مکمل اعتماد کرنے کو تیار نہ تھا، کیونکہ اُس نے دوٹوک اِنکار کر دیا اَور جب مَیں نے یہ محسُوس کیا کہ اَب وُہ میرے ساتھ مُلاقات کر لینے پر کُچھ متاسف ہونے لگا ہے تو فوراً اُس سے التجا کی کہ "کم از کم مُجھے اِتنا مشورہ تو دے دو کہ مَیں آخر کیا کرُوں، کیونکہ مَیں بالکل بیکار پڑا پڑا کسی چیز کے از خُود وقُوع میں آجانے کا انتظار نہیں کر سکتا۔"

اُس نے مُجھے خبردار کرنے کے انداز میں کہا "بیج بونے والا بو چُکا۔ اگر کوئی دانہ تُمہارے اندر بھی گرا ہے تو بہتر یہی ہے کہ پُوری انکساری سے انتظار کرو۔ لیکن اگر تُم کُچھ نہ کُچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو گلیل کو روانہ ہو جاؤ جہاں وُہ خُود اکثر مصرُوفِ سفر رہا کرتا تھا اَور اُس علاقہ کے متوکّل لوگوں کو تلاش کر کے اُن سے پُوچھو کہ اُس کی تعلیمات میں سے کونسی باتوں کو عزیز تر رکھتے ہیں یا پھر ایسے لوگوں سے پُوچھ گچھ کرو جو اُس کے ہاتھوں اپنی بیماریوں سے شفایاب ہُوئے ہیں۔ اِس عمل سے تُم اپنے آپ کو یہ یقین دلاؤ کہ اُس نے اپنی زندگی میں جو مُعجزے کئے ہیں وُہ خُدا کے بیٹے کے سوا اَور کسی کا کام نہیں ہو سکتا۔"

اُس کی اِن تجویزوں سے مَیں خُوش نہ ہو سکا "مَیں متوکّل لوگوں کو کیسے پہچان سکُوں گا؟" مَیں نے پُوچھا "گلیل یہاں سے بُہت دُور ہے اَور مَیں ایک اجنبی ہُوں۔"

نیکدیمس نے قدرے تامّل کے بعد مُجھے ایک شناختی قول بتایا "جب چلتے چلتے تُم کسی سے مِلو تو اُس سے راستہ پُوچھو لیکن اگر وُہ اپنا سر نفی میں ہلا کر یہ کہے "راستے تو بُہت ہیں اَور جھُوٹے پیشرَو بھی بُہت، مَیں تُمہیں غلط راستہ پر نہیں ڈالنا چاہتا" تو تُم جواب دینا "راستہ تو صرف ایک ہی ہے وُہ مُجھے دکھا دو، کیونکہ مَیں اپنے دِل کی گہرائیوں سے ایک خاموش اَور متوکل انسان ہُوں"۔ اِس جواب سے وُہ تُمہیں پہچان جائیں گے، اَور تُم پر اعتماد کریں گے۔ اگر تُم اُن کے خلاف مُخبری بھی کر دو گے تو اُنہیں کوئی نقصان نہ پُہنچا سکو گے، کیونکہ وُہ احکامِ خُداوندی پر پُورا عمل کرتے ہیں، اپنے حِصّہ کے محصُول باقاعدہ ادا کرتے رہتے ہیں اَور کسی کو کوئی دُکھ نہیں پُہنچاتے۔"

مَیں نے کہا "مَیں تُمہارے مشورے کے لئے شُکر گُذار ہُوں اَور اِسے یاد رکھونگا لیکن مُجھے معلُوم ہُوا ہے کہ اُس نے یروشلیم میں بھی خفیہ طور پر کوئی مُعجزہ کیا تھا لہٰذا اِس

اُمید پر کہ ممکن ہے یہاں کوئی چیز ظہور میں آجائے، مَیں ابھی شہر سے باہر نہیں جاؤں گا۔"

نکیدیمس اب مجھ سے اُکتایا ہُوا نظر آتا تھا۔ اُس نے کہا "یہاں اگر تُم چاہو تو اُس بدنام عورت سے مل سکتے ہو جسے اُس نے خبیث رُوحوں سے نجات دلوائی تھی، اِس کے علاوہ شہر سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک گاؤں ہے جس کا نام بیت عنیاہ ہے وہاں دو بہنیں اَور ایک بھائی رہتے ہیں جن کے پاس وُہ اکثر ٹھہرا کرتا تھا۔ اُن دو بہنوں میں سے ایک کو وُہ اپنے قدموں میں بیٹھنے کی اجازت دے دیا کرتا تھا، تاکہ وُہ اُس کی تعلیم سُن سکے حالانکہ وُہ ایک عورت تھی۔ اُن کا بھائی جس کو مرنے کے بعد دفن ہُوئے چار روز گزر چکے تھے اَور کہا جاتا تھا کہ اُس کی نعش سڑ چکی ہے، اُس کی آواز پر مُردہ سے زندہ ہو کر اپنی قبر میں سے باہر نکل آیا تھا۔ اُس جگہ جاؤ اَور لعزر سے ملو، تمہارے لئے وُہی معجزہ کافی ہے۔ اگر تُم اُنہیں میرا سلام دو گے تو وُہ سب بخوشی تمہارا خیر مقدم کریں گے۔"

"کیا وُہ سچ مچ مر چکا تھا؟" مَیں نے بدگمانی سے پُوچھا۔

"بے شک، بے شک۔" نکیدیمس چڑے ہُوئے انداز سے بولا "صرف تُم ہی نہیں بلکہ مَیں بھی یہ جانتا ہُوں کہ بعض لوگوں کو مَوت سے بالکل ملتے جُلتے سکتے کا دورہ ہو جایا کرتا ہے اَور ایسے بھی لوگ ہیں جو گریہ وزاری کے شور وشغب کے عین درمیان اپنے تابُوت پر اُٹھ بیٹھے جس پر اُن کے اعزہ واَقربا خوفزدہ ہو کر اَور آنکھیں جھپکا جھپکا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ پھر ایسے لوگوں کا ذکر بھی آتا ہے جو اپنی قبروں کے اندر ہوش میں آنے کے بعد اپنے ناخنوں سے قبر کی دیواریں کُھرچتے کُھرچتے اَور چیختے چلّاتے بالآخر دم گُھٹنے کی وجہ سے سچ مچ مر گئے، کیونکہ وُہ قبر کے دہانے کا پتھر نہیں سرکا سکے۔ ہمارے قانون کی رُو سے میّت کو مَوت کے روز ہی دفن کر دینا لازمی ہے۔ اِسی وجہ سے غلطیاں ہونے کا امکان ضرُور رہتا ہے۔ مَیں اپنی ضرُورت کے مُطابق ہر بات کا علم خُود ہی رکھتا ہُوں اَور تمہاری رائے کا محتاج نہیں۔" وُہ غُصّہ میں کہتا جا رہا تھا "اگر تُم شروع میں ہی اپنے ذہن میں شکُوک و شُبہات کا دفتر لے کر روانہ ہُوئے تو تُمہیں کسی بات سے کیا فائدہ حاصل ہو سکے گا؟ اُس سے تُم کیا حاصل کر لو گے؟ مَیں تُمہارے خیالات کو صاف صاف پڑھ رہا ہُوں۔ تُم اَب یہ سوچ رہے ہو کہ وُہ اُس کُنبہ کا دوست تھا اَور اُن کے لئے یہ ایک بہت ہی آسان بات تھی کہ متذبذب لوگوں کو قائل کرنے کی خاطر بے ہوش لعزر کو عین اُس وقت قبر میں بند کر دیا

جب اُن کے علم کے مُطابق مُعلّم اُنہی کے گھر کی جانب روانہ ہو چکا تھا۔ لیکن اِس حرکت سے آخر وُہ کیا فائدہ اُٹھانے کی اُمید کر سکتے تھے؟ جاؤ اَور خُود اُن سے بات کرو، ہاں، خُود لعزر اَور اُس کی دونوں بہنوں سے پُوچھو، اَور پھر خُود ہی فیصلہ کر لینا کہ وُہ سچ بولتے ہیں یا جھُوٹ۔"

بلاشبہ نکیدیمس کا کہنا دُرست تھا، اَور چُونکہ مَیں اُسے اَور کوئی مفید مطلب بات نہیں حاصل کر سکتا تھا، اس لئے مَیں نے اُس کا شُکریہ ادا کرتے ہُوئے پُوچھا کہ اُس کی ہدایات کے لئے مَیں اُسے کیا پیش کروں۔ اُس نے کچھ لینے سے صاف انکار کر دیا اَور حقارت سے کہا "مَیں سرکس سے بھاگا ہُوا کوئی فنکار تو نہیں جو بچّوں کو پڑھانے لکھانے پر گُذر بسر کرتا ہُوں، ایسا تو عام طور پر رُوم میں ہوتا ہے۔ اسرائیل کے معلّم معاوضہ کی خاطر نہیں پڑھاتے۔ جو معلّم بننا چاہتا ہے اُسے پہلے کوئی نہ کوئی کام سیکھنا پڑتا ہے تاکہ وُہ اپنے ہاتھوں کی محنت کی کمائی کھائے، اسی لئے مَیں پیشہ کے لحاظ سے اپنے باپ کی مانند ایک ظروف ساز ہُوں، لیکن اگر تُم ضرُور کچھ خرچنا ہی چاہتے ہو تو وُہ رقم غریبوں کو دے دینا، شاید یہی عمل تمہارے لئے باعثِ رحمت بن جائے۔"

وُہ میرے ساتھ سیڑھیاں اُتر کر نیچے تک آیا، اَور صحن میں سے مجھے اپنے ملاقات کے کمرے میں لے گیا، تاکہ شمع کی روشنی میں مَیں یہ دیکھ سکوں کہ گو وُہ محض ایک ظروف ساز تھا تاہم کچھ ہستی ضرُور رکھتا تھا۔ کم از کم ایک جھُوٹا غرور اُس میں بہرحال تھا۔ مَیں بھی دیکھ رہا تھا کہ وُہ کمرہ نہایت قیمتی اشیاء سے مزیّن، ایک دولتمند آدمی کا کمرہ تھا۔ اُس کا چوغہ تک بہترین کپڑے کا تھا، لیکن اِن سب چیزوں کے علاوہ اب جبکہ روشنی میں مَیں اُسے واضح طور پر دیکھ سکتا تھا، تو مَیں نے اُس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ پڑھتے رہنے کے باعث اُس کی بینائی کمزور پڑ چکی تھی، اَور اُس کا چہرہ سفید داڑھی کے باوجود، بالکل ایک بچّے کے چہرے کی طرح گول تھا، مگر اُس کے ہاتھ زبانِ حال سے بتا رہے تھے کہ برسوں سے اُنہوں نے مٹی کو نہیں چھُوا، یہ اَور بات ہے کہ اپنی دستکاری کا وُہ ماہر ہو۔

اُس نے بھی میری طرف متجسّس نظروں سے یُوں دیکھا گویا اپنے حافظہ پر میری شکل وشباہت نقش کرنے کی کوشش میں ہو، پھر کہا "مجھے تمہارے چہرے میں کوئی بُرائی نظر نہیں آتی، تمہاری آنکھیں بیقرار سی ہیں مگر وُہ ایک متشکک یا بدکار انسان کی

آنکھیں ہرگز نہیں، لیکن تمہیں اپنی داڑھی ضرور بڑھا لینا چاہیئے تاکہ دُوسرے بھی بہ یک نظر جان سکیں کہ تُم ایک نیک انسان ہو۔"

مَیں نے خُود بھی پہلے ہی یہ فیصلہ کیا ہُوا تھا، اَور داڑھی مُونڈنا ترک کر چُکا تھا، مگر دو دِن میں میری ٹھوڑی ایک سیاہ نشان سے زیادہ ابھی کُچھ پَیدا نہ کر سکی تھی۔

نیکدِمیس دروازے تک میرے ساتھ آیا اَور میرے باہر نکلنے کے بعد دروازہ خُود بند کیا، غالباً وُہ نہیں چاہتا تھا کہ اُس کے ملازم مجھے دوبارہ دیکھیں۔ مَیں گلی میں فرش کے خستہ پتھروں پر ٹھوکریں کھاتا چلتا رہا حتّیٰ کہ بتدریج میری آنکھیں تاریکی کی عادی ہوگئیں۔ اُس وقت روشنیاں صرف گلیوں کے موڑوں پر ہی تھیں، لیکن مَیں نے اپنا راستہ بڑی احتیاط سے یاد کیا ہُوا تھا اَور سمجھتا تھا کہ واپس اپنی قیامگاہ تک بآسانی پہنچ جاؤں گا، گو وُہ شہر کے اِس حصّہ سے کافی فاصلے پر تھا۔ نواحات اَور بالائی شہر کی درمیانی فصیل تک مجھے سوائے دو یہُودی پہرے داروں کے اَور کوئی نہیں ملا، لیکن عین محرابی دروازے پر مجھے ایک شرمیلی سی نسوانی آواز نے اچانک خطاب کیا "تمہیں امن وسلامتی کے لئے کیا درکار ہے، پردیسی؟" مَیں اُس غیر متوقع آواز پر چونک اُٹھا، مگر مَیں نے نرمی سے کہا "اپنے سکُون کے لئے تمہیں کیا درکار ہے۔ اَے عورت"۔

وُہ عورت گلی میں میرے سامنے گھٹنوں کے بل ہو کر بڑی لجاجت سے بولی "مَیں تُمہاری کنیز ہُوں، تُم صرف حکم دیدو اَور مَیں عین تُمہاری خواہش کے مُطابق عمل کرُوں گی۔"

مَیں نے اُس کے پیشے کا اندازہ لگا کر ناپسندیدگی سے کہا "جاؤ آرام کرو، مجھے تم سے کُچھ نہیں چاہیئے۔" لیکن وُہ مُصِر تھی، اُس نے میرے چوغے کا دامن پکڑ لیا اَور التجا کرنے لگی "مَیں مُفلس ہُوں اَور تمہیں لے جانے کے لئے میرے پاس کوئی کمرہ نہیں، لیکن اُس طرف پرے فصیل میں ایک محراب موجُود ہے جہاں ہمیں کوئی نہ دیکھ سکے گا۔"

یہُودی عورتوں کے رواج کے مُطابق وُہ نقاب اوڑھے اَور اپنے کپڑوں میں اِس قدر لپٹی لپٹائی تھی کہ اُس کی شکل وشباہت یا عُمر کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا مگر اُس کی مفلسی پر میرے دِل میں اُس کے لئے جذبۂ رحم پَیدا ہوگیا۔ مجھے نیکدِمیس کا کہنا یاد آگیا اَور مَیں نے اندازاً اتنی رقم نکال کر اُس عورت کو دیدی جو میرے خیال میں نیکدِمیس کی تعلیمات کے عوض مُجھ پر واجب تھی۔ پہلے تو اُسے میرے کہنے پر یقین ہی نہ آیا کہ مجھے اُس کی ضرورت نہیں لیکن جب اُس نے دیکھا کہ مَیں اپنی دُھن میں پختہ تھا تو میرے پاؤں چُومنے پر اصرار کرنے لگی اَور

بولی "آج تک کسی نے کبھی بلاغرض مجھے کوئی تحفہ نہیں دیا، اسرائیل کے خُدا کی نعمتوں کی تُم پر بارش ہو، گو مَیں کسی کے لئے دُعائے خیر و برکت کرنے کی اہل نہیں ہُوں اَور نہ ہی میرا روپیہ ہیکل کے خزانے میں قابلِ قبُول ہے، تاہم مجھے اپنا نام بتاؤ کہ مَیں تُمہارے لئے دُعا کرتی رہا کرُوں۔"

اُس پیشہ کی کسی عورت کو مَیں اپنا نام بتانا پسند نہ کرتا تھا، لیکن مَیں اُسے رنجیدہ بھی نہیں کرنا چاہتا تھا، چنانچہ مَیں نے کہا "میرا نام مرقس ہے۔ رُومیوں کی طرح مَیں یروشلیم میں محض ایک اجنبی ہُوں۔"

اُس نے کہا "تُمہاری اِس کنیز کا نام مریَم ہے۔ لیکن ہمارے ہاں مریم نام کی عورتیں انار کے دانوں کی طرح بکثرت ہیں، اِس لئے مَیں تمہیں بتاؤں گی کہ مَیں بریط کی مریم ہُوں۔ بریط جو کنوؤں والا گاؤں مشہُور ہے، اِس طرح تُم مجھے مریَم نام کی اُن بے شمار عورتوں سے تمیز کر سکو گے جو تُمہارے جیسے فیّاض طبع مرد کے راستہ میں آتی رہیں گی۔"

اُس سے پیچھا چھُڑانے کی غرض سے مَیں نے کہا "مَیں ہرگز اتنا فیّاض نہیں ہُوں، مَیں نے صرف ایک قرضہ ادا کیا ہے اَور تمہیں میرا شکریہ ادا کرنا بھی لازم نہیں، لہٰذا سلامتی کے ساتھ اپنے راستہ پر جاؤ تاکہ مَیں بھی سلامتی کے ساتھ جا سکُوں۔ ہمیں ایک دُوسرے کے متعلق کُچھ مزید سوچنے کی ضرُورت نہیں ہے۔"

اُس نے اندھیرے میں میرا چہرہ دیکھنے کی کوشش کرتے ہُوئے کہا "تمہیں غریبوں کی دُعاؤں سے نفرت تو نہ کرنا چاہیئے، ممکن ہے کسی روز مَیں تُمہارے کسی ایسے کام آسکُوں جس کی تمہیں توقع ہی نہ ہو۔"

"میرا تُم پر کُچھ بھی واجب نہیں" مَیں نے پھر کہا "مجھے تُمہاری کسی خدمت کی ضرُورت نہیں، مجھے تو صِرف ایک راستے کی جستجُو ہے اَور وُہ تُم کبھی مجھے دکھلا ہی نہ سکو گی۔"

اُس نے جلدی سے جواب دیا "کیا تُم ایک ہی راستہ دریافت کرتے ہو، پردیسی؟ راستے تو بہُت ہیں، اَور راستہ دکھانے والے بھی کئی جھُوٹے پیشرَو، مگر وُہ مسافروں کو بھٹکا دیا کرتے ہیں، اگر مَیں نے تمہیں راستہ دکھانے کی کوشش کی تو مَیں تمہیں گمراہ کر دُوں گی"۔

اُس کا یہ جواب محض ایک اتفاق نہ ہو سکتا تھا، تاہم مجھے اِس خیال سے ایک صدمہ سا پہنچا کہ اِس خطّہ میں نظر بظاہر متوکّل لوگ اِس انتہائی قابلِ نفرت اَور ملعون طبقہ سے تعلّق رکھنے والوں میں سے ہیں۔ اِس کے باوجُود مجھے وُہ چوہا یاد آگیا جس نے وُہ رسّہ کُتر

ڈالا تھا جو ایک شیر کو جکڑے ہُوئے تھا چنانچہ مَیں نے کہا "مَیں نے تو سُنا ہے کہ راستہ صرف ایک ہی ہے، اَور مَیں بھی اپنے دل کی گہرائیوں سے ایک خاموش اَور متوکّل انسان بننا قبول کرلُوں گا۔"

اُس نے اپنا ہاتھ اُس جھٹپٹے میں آگے بڑھا کر میرا چہرہ اَور میری ٹھوڑی کے کھُردرے بال ٹٹولے، مَیں گو نیک اَور متوکّل بننے کا بے حد خواہشمند تھا مگر اُس کے ہاتھ کا لمس مجھے نہایت ناگوار معلوم ہُوا۔ ممکن ہے مَیں آگے اپنے راستہ پر چل دیتا، لیکن وُہ بل کھا کر ذرا پیچھے ہٹی اَور اُداسی سے کہنے لگی "تندرُست انسان شفاء کا محتاج نہیں ہوتا، بلکہ اس کی ضرورت تو ایک بیمار کو ہوتی ہے۔ تُم نے مجھ پر میری خاطر نہیں، بلکہ اپنے ایک تکلیف دہ قرضے سے نجات پانے کی خاطر رحم کھایا، اس لئے تُم اتنے بیمار تو نہیں ہو سکتے کہ واقعی خلُوصِ دل کے ساتھ اُس راستہ کو اختیار کرنے پر تیّار ہو جاؤ۔ لیکن مَیں تُمہاری آزمائش کے لئے بھیجی گئی ہُوں۔ اگر تُم میرے ساتھ فصیل کے محرابی خلا میں چلے گئے ہوتے تو ہم دونوں اپنے ذہنوں میں ایک دُوسرے کے واسطے بُرے بُرے خیالات لئے ہُوئے علیحدہ ہوتے۔ مَیں تُمہیں اُمید کی خُوشخبری دیتی ہُوں، بشرطیکہ راستہ کے متعلّق تمہاری جستجو نیک نیّتی پر مبنی ہو۔"

"میری نیّت نیک ہے اَور مَیں کسی کی بُرائی نہیں چاہتا" مَیں نے اُسے یقین دِلایا۔ "مَیں تو صرف چند ایسی باتوں کی حقیقت تلاش کر لینے کا خواہشمند ہُوں، جن کا علم تُمہیں شاید ہی ہو گا۔"

"ایک عورت کے علم کی تحقیر مت کرو" اُس نے مجھے تنبیہ کے طور پر کہا "مَیں خواہ پُورے اسرائیل میں سے ایک حقیر ترین عورت ہی کیوں نہ قرار پاؤں، تاہم بادشاہت میں ایک عورت کا وجدان ایک مرد کی عقل سے کہیں زیادہ وزن پا سکتا ہے اَور میرا وجدان بتاتا ہے کہ آجکل کا زمانہ انتظار کرنے کا زمانہ ہے اِن دنوں یہ عالم ہے کہ بہن سے بہن اَور بھائی سے بھائی، ایک دُوسرے سے نفرت یا لعن طعن کئے بغیر ملتے ہیں، اس لئے ایک گری ہُوئی عورت ہونے کے باوجُود، میرا دل پہلے سے بہُت ہلکا ہو چُکا ہے۔"

اُس کی آواز اس درجہ خُوش آئند تھی کہ مَیں یہ یقین کر لینے پر مجبُور ہو گیا کہ وُہ ضرُور کچھ نہ کچھ علم رکھتی ہے۔ "آج ہی شام مَیں اسرائیل کے ایک معلّم کے پند و نصائح سُنتا رہا ہُوں"، مَیں نے کہا "لیکن وُہ کمزور ایمان کا ایک متذبذب سا آدمی ہے۔ اُس کی باتوں نے

میرے جذبات کو بھی سرد کر دیا، اَے بربیط کی مریم۔ کیا تیرے پاس میرے لئے کوئی بہتر ہدایت ہے؟" یہ کہتے ہُوئے مجھے گمان گذرا کہ ممکن ہے یہ مریم حقیقتاً اُتنی بُری نہ ہو جتنی اپنے آپ کو ظاہر کر رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وُہ میری آزمائش کی خاطر ہی میرے راستے میں چھوڑی گئی ہو، کیونکہ اپنی نئی قیامگاہ تک پہنچنے کے لئے میرا اِس دروازے میں سے گذرنا لازمی تھا۔ "وُہ کیا اُمید ہے جس کی خُوشخبری تُم مجھے دے رہی ہو؟" مَیں نے دریافت کیا۔

اُس نے پُوچھا "تُم جانتے ہو شہر کا دِرِچشمہ کہاں ہے؟"

"نہیں" مَیں نے جواب دیا "لیکن مَیں بآسانی معلوم کر سکتا ہُوں۔"

"وُہ دروازہ وادیٔ کِدرون اَور یریحو کی سڑک کی طرف کھُلتا ہے۔" اُس نے مجھے سمجھایا "اَور تُم جس راستہ کی تلاش میں ہو، وُہ بھی دروازہ ہو سکتا ہے۔ اگر یقین نہ ہو پھر جب تُمہاری داڑھی بڑھ چُکے تو کسی روز اُس دِرِچشمہ پر جانا اور اپنے اردگرد بغور نگاہ ڈالنا۔ تُمہیں غالباً ایک ایسا آدمی بھی نظر آ جائے گا جو چشمہ پر سے پانی کا مشکہ بھر کرے جا رہا ہو گا۔ اُس کا تعاقب کرنا۔ اگر تُم اُسے بلاؤ گے تو شاید وُہ تُمہیں کوئی جواب دے، لیکن اگر وُہ جواب نہ دے تو اِس سے کچھ زیادہ کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے۔"

مَیں نے شُبہ ظاہر کیا "پانی بھر کے لے جانا مَردوں کا کام نہیں ہے۔ یروشلیم میں تو یہ کام صرف عورتیں کرتی ہیں، جیسا کہ باقی دُنیا میں بھی ہر جگہ دستُور ہے۔"

"اِسی لئے تو تُم اُسے نہایت آسانی سے پہچان بھی لو گے" بربیط کی مریم نے کہا "لیکن اگر وُہ تُمہاری بات کا جواب نہ دے تو پھر اُس کے پیچھے ہرگز نہ پڑنا، بلکہ دوبارہ کسی روز جا کر کوشش کرنا، مَیں تُمہیں اَور کوئی مشورہ نہیں دے سکتی۔"

مَیں نے کہا "اگر تُمہارا مشورہ نیک ہے اَور اِس کی وجہ سے مجھے وُہ امداد بہم پہنچ جائے جس کی مَیں نے آس لگا رکھی ہے تو مَیں پھر ایک بار تُمہارا ممنونِ احسان ہو جاؤں گا مریم!"

اُس نے بیقراری سے جواب دیا "اِس کے بالکل برعکس، دراصل یہ میرے کندھے ہوں گے جن پر سے ایک قرضے کا بوجھ اُتر جائے گا، بشرطیکہ مَیں تُمہارے علاوہ کسی دُوسرے شخص کو راستہ دکھا سکی، بہرحال اگر پھر بھی تُم اِسے اپنے ذمّہ ایک بوجھل قرضہ ہی سمجھو تو اُس صُورت میں غریبوں میں کچھ رقم بانٹ دینا، اَور مجھے فراموش کر دینا، کچھ بھی ہو، تُمہیں اب یہاں

دوبارہ کبھی آکر مجھے اِس فصیل کے محرابی خلا میں ڈھونڈھنے کی ضرورت نہیں رہی، کیونکہ میں اِس جگہ پھر کبھی واپس نہیں آؤں گی۔"

ہم ایک دُوسرے سے جُدا ہو گئے اور مجھے کچھ اندازہ نہ تھا کہ اُس کی شکل وصورت کیسی ہے۔ میں دن کی روشنی میں اُسے دوبارہ دیکھنے پر کبھی نہ پہچان سکوں لیکن میں جانتا ہُوں کہ اگر میں کبھی دوبارہ اُس کی وُہ مسرّت بھری آواز سُن پاؤں تو فوراً اُسے پہچان لُوں گا۔

اپنی قیامگاہ پر واپس پہنچنے کے بعد میں سیڑھیوں میں سے ہوتا ہُوا اور چھت پر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ جب میں نے اپنے ساتھ پیش آنے والی تمام باتوں پر غور کیا تو میں یہُودیوں کی پُراسراریت سے بیزار سا ہو گیا۔ نیکُدیمس یقیناً اُس سے کہیں زیادہ علم رکھتا ہوگا جتنا کہ اُس نے مجھے بتایا تھا۔ مجھے ایک احساس سا ہُوا کہ یہ لوگ میری نگرانی کرتے رہے ہیں اور مجھ سے کچھ توقعات رکھتے ہیں۔

ممکن ہے یا تو مُردہ سے زندہ ہونے والے بادشاہ کے اپنے حواری، یا پھر کلودیہ پرد کلا کے احباب مجھ پر یہ گمان کرتے ہُوں کہ میرے علم میں ضرور کُچھ ایسی باتیں ہیں جو خود اُن کے اپنے علم میں بھی نہیں، لیکن چُونکہ میں ایک اجنبی ہُوں اس لئے وُہ مجھ سے متعارف ہونے سے خائف بھی ہوں، اور محتاط رہنے کے لئے اُن کے پاس دراصل کافی وجُوہ بھی ہیں، کیونکہ اُن کے مُعلّم کو مردُود گردانا گیا، ذلیل و بے عزّت کیا گیا، اور پھر صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

وُہ مال جسے میں نے قبر کے قریب دیکھا تھا، ابھی تک میرے خیالات پر چھایا ہُوا ہے۔ اُس نے کہا تھا کہ وُہ مجھے جانتا ہے لہٰذا مجھے بھی اُس کو جاننا چاہئیے تھا، تاہم میں اب پھر کبھی باغ میں جا کر اُسے دوبارہ تلاش کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا، کیونکہ نامعلوم وجُوہ کی بنا پر مجھے یقین ہے کہ اب میں اُسے وہاں کبھی نہیں پا سکتا۔

پانچواں مکتُوب

مرقس کی طرف سے طُولیا کے نام۔

اَب میں بیت عنیاہ تک اپنے سفر اور وہاں پیش آنے والے واقعات کا حال لکھوں گا۔ میری داڑھی بڑھی ہُوئی تھی، سادہ سا لباس اور اُوپر ایک میلا سفری چوغہ پہن کر میں نے محسُوس کیا کہ میں ایک مُہذّب رُومی کی بجائے، کوئی قزّاق معلُوم ہوتا ہُوں۔ شامی مالک مکان نے مجھے بطور زادِراہ چند روٹیاں، نمکین مچھلی اور تُرش شراب مہیّا کر دی، اور میں شہر میں سے گذرتا ہُوا درِ چشمہ کی طرف روانہ ہُوا۔ وادیٔ کدرون کے تالاب کے پاس سے گذر کر میں پایاب سی ندی کے کنارے والی سڑک پر ہو لیا۔ بائیں طرف کی بلندی پر شہر کی فصیل تھی اور دائیں طرف پتھریلی ڈھلانوں پر بے شمار قبریں تھیں۔ زیتُون کے سال خُوردہ درخت پہاڑیوں پر کھڑے تھے۔ میں ایک اُونچی پہاڑی پر سے گذرا جس کی ایک ڈھلان پر گہرے سبز رنگ کی جڑی بُوٹیوں کا ایک باغ تھا۔ ہَوا تازہ اور گرم تھی اور آسمان بالکل صاف۔ راستہ میں مجھے ایندھن اور کوئلے سے لدے پھندے خچّر اور ٹوکرے اُٹھائے ہُوئے دیہاتی ملتے رہے۔ تندرستی اور جواں سالی کے ایک خُوشگوار احساس کے ساتھ میں بڑے مزے سے چلتا گیا اور پَیدل چلنے کی ورزش نے میری طبیعت میں ایک فرحت پَیدا کر دی جس نے میرے تمام تفکّرات و شُبہات رفع کر دیئے۔ میں نے محسُوس کیا کہ میرا ذہن ایک آئینہ کی مانند شفّاف ہے۔ گویا اُس پر سے تمام نظریاتی نقوش مٹ چکے ہوں، اور اَب وُہ ہر نئی رائے اور نئے تاثّر کو بے لاگ انداز میں قبُول کرنے کی صلاحیّت رکھتا ہے۔ شاید میں ایک ایسے دَور میں سے گذر رہا ہُوں جب دُنیا اُمیدوں سے پُر ہے اور کوئی یہ نہیں جانتا کہ کیا ظہُور میں آنے والا ہے اور جب مجھ جیسا ایک اجنبی انسان بھی اُس راز کو پا لینے کی اُتنی ہی اہلیت رکھتا ہے جتنی کہ اُس کے قریب ترین رہنے والے لوگ رکھتے ہیں۔ میرے لئے زمین و آسمان یک بدل چکے تھے اور میں ہر چیز پہلے کی نسبت زیادہ واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔

اِتنے میں بیت عنیاہ دُور سے ہی مجھے نظر آگیا۔ تہوار کی وجہ سے تمام مکانوں کی ڈھلوان چھتوں کی منڈیریں تازہ قلعی شدہ ہونے کی بنا پر، درختوں کے بیچ میں سے چمکدار معلُوم ہو رہی تھیں۔ جب مَیں گاؤں کے قریب پہنچا تو مَیں نے ایک انجیر تلے ایک شخص کو بیٹھے دیکھا۔ وُہ اپنے خاکستری رنگ کے لباس میں اِسقدر ساکت و صامت بیٹھا تھا کہ اُس پر نظر پڑتے ہی مَیں چونک کر بے حس و حرکت کھڑا رہ گیا۔ "تُم پر سلامتی ہو" بالآخر مَیں نے کہا "کیا اس گاؤں کا نام بیت عنیاہ ہے؟"

اُس نے ایک نظر مجھے دیکھا۔ اُس کے دُبلے سے چہرے میں جڑی ہُوئی آنکھیں اِتقدر شفاف تھیں کہ پہلے مُجھے اُس کے بے بصر ہونے کا شُبہ گُذرا۔ وُہ برہنہ سر تھا۔ اُس کے بال سفید تھے، حالانکہ اُس کا چہرہ زرد ہونے کے باوجُود ایک نوجوان کا چہرہ معلُوم ہوتا تھا۔

"اور تُم پر بھی سلامتی ہو" اُس نے جواب دیا "کیا تُم راستہ بھُول گئے ہو اجنبی؟"

"راستے تو کئی ہیں اَور جھُوٹے پیشرو بھی بہت ہیں،" اُمید کی جھلک پا کر مَیں نے فوراً ہی کہا۔ "شاید تُم مُجھے صحیح راستہ دکھا سکو۔"

"کیا تُمہیں نیکُدیمُس نے یہاں بھیجا ہے؟" اُس نے بڑی رُکھائی سے پُوچھا "ایسا ہے تو مَیں ہی لعزر ہُوں، تُمہیں مُجھ سے کیا کام ہے؟"

وُہ کُچھ ایسی لڑکھڑاہٹ سے بولتا تھا جیسے اُسے زبان ہلانے میں کوئی دِقت ہو رہی ہو۔ مَیں ٹرک پر سے اُتر کر، اُس کی ایک جانب ذرا فاصلہ پر بیٹھ گیا۔ انجیر کے سائے میں بیٹھ کر میری طبیعت بڑی خُوش ہُوئی۔ مَیں نے بدتمیزی سے اُسے گھُور کر دیکھنے کی کوشش نہ کی، کیونکہ یہودیوں میں یہ رسم ہے کہ جب وُہ کسی اجنبی کو ملتے ہیں تو نگاہیں زمین کی طرف رکھتے ہیں۔ اُن کے نزدیک کسی شخص کے چہرے کی طرف دیکھنا بدتہذیبی میں داخل ہے۔

شاید اُسے تعجب ہُوا ہوگا کہ مَیں نے فوراً ہی گُفتگو نہیں شرُوع کی، کیونکہ ہم پاس پاس بیٹھے کُچھ دیر بالکل خاموش رہے۔ چل کر آتے ہُوئے مَیں چُونکہ پسینہ میں بھیگا ہُوا تھا، اِس لئے مَیں اپنے چوغے کے دامن سے اپنے آپ کو ہَوا دیتا رہا۔ حتیٰ کہ اُس نے کہا "یقیناً تُمہیں یہ تو معلُوم ہی ہوگا کہ پیشوا لوگ مُجھے بھی ہلاک کرنے پر تُلے ہُوئے ہیں۔ لیکن تُم دیکھ سکتے ہو کہ مَیں رُوپوش نہیں ہُوا، بلکہ اپنے گاؤں میں گھر پر ہی مُقیم ہُوں۔ اُن کے بس میں ہے تو وُہ بصد شوق یہاں آکر میرے اِس جسم کو ہلاک کر ڈالیں۔ مَیں اُن سے خائف نہیں

ہُوں۔ نہ ہی تُم سے ڈرتا ہُوں۔ مُجھے کوئی بھی ہلاک نہیں کر سکتا، کیونکہ مَیں کبھی نہیں مر سکتا۔"

اُس کے اِن خوفناک الفاظ اَور اُن پتھرائی ہُوئی نگاہوں نے مُجھے چونکا دیا۔ اُس کی سمت سے مَیں نے ایک یخ سانس آتی محسُوس کی، چنانچہ مَیں چِلّا اُٹھا "کیا تُم اپنا دماغ کھو بیٹھے ہو؟ ایک فانی انسان کبھی نہ مرنے کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے؟"

اُس نے کہا "شاید مَیں ایک فانی انسان نہیں رہا، میرے پاس یہ جسم ضرُور ہے۔ مَیں کھاتا پیتا ہُوں اَور باتیں بھی کرتا ہُوں، لیکن اپنے اردگرد کی یہ دُنیا میرے لئے قطعی بے حقیقت ہو چکی ہے۔ اگر میرا جسم مُجھ سے چھِن جائے تو یہ میرے لئے ہرگز کوئی نُقصان نہ ہوگا۔"

اُس میں مُجھے کُچھ ایسا انوکھا پن نظر آیا کہ مَیں نے اُس کی بات پر اعتبار کر لیا اَور کہا "مُجھے بتایا گیا ہے کہ جس شخص کو یہُودیوں کا بادشاہ سمجھ کر مصلُوب کیا گیا ہے اُس نے تُمہیں مُردہ سے زِندہ کیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟"

اُس نے تمسخر سے کہا "پُوچھنے کی کیا ضرُورت ہے، مَیں یہاں تُمہاری نظروں کے سامنے موجُود ہُوں۔ مَیں ایک فانی انسان کی مَوت مر گیا تھا اَور کفن میں لپٹا، چار یوم اپنی قبر کے اندر پڑا رہا، حتیٰ کہ وُہ آیا۔ اُس نے قبر کے دہانے پر سے پتھر اُٹھا دینے کا حکم دیا اَور مُجھے پُکار کر کہا "لعزر، باہر آجاؤ"۔ یہ سب کُچھ عین اِسی سادگی سے عمل میں آیا تھا جیسا مَیں نے بیان کیا ہے۔" لیکن یہ بتاتے ہُوئے اُسے ہرگز کوئی مسرّت نہ تھی، بلکہ اُس کی آواز میں ایک حقارت سی تھی۔ مَیں خاموش رہا تو اُس نے بات جاری رکھتے ہُوئے کہا "یہ سب غلطی میری بہنوں کی تھی۔ مَیں اُنہیں بار بار اُس کے نام پیغام بھیج کر اُسے واپس یہُودیہ میں بُلا لینے کی حماقت پر کبھی مُعاف نہیں کر سکتا۔ مَیں اگر بیمار ہو کر مرا نہ ہوتا تو وُہ کبھی یہاں آکر اپنے دُشمنوں کے نرغہ میں نہ آتا۔ مُجھے آواز دے کر قبر سے باہر بُلانے سے پہلے وُہ رو پڑا تھا۔"

"مَیں تُمہاری بات سمجھ نہیں سکا" مَیں نے احتجاجاً کہا "خُوش ہونے کی بجائے تُم اپنی بہنوں کو کوسنے ہو جبکہ تُم دیکھ رہے ہو کہ اُن کے ہی کہنے پر وُہ تُمہیں مُردوں میں سے اُٹھا کر پھر اِس زِندگی بھری دُنیا میں لے آیا؟"

لعزر نے کہا "مَیں یقین نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص مَوت کو سمجھ لینے کے بعد بھی

دوبارہ زندہ ہو کر خوش رہ سکتا ہے۔ اُسے میرے مرنے پر رونا نہیں چاہیئے تھا۔" اُس نے
پھر یہ بھی کہا "یسوع یقیناً خُدا کا بیٹا ہی ہوگا۔ وُہ جسے ایک نہ ایک دن آنا ہی تھا۔ اپنی بہنوں
کی مانند میں اس بات پر پُختہ یقین نہ رکھتا تھا، میں اب تک نہیں سمجھ سکا کہ آخر اُسے مُجھ سے
اسقدر محبت کیوں تھی، کیونکہ بظاہر اِس کی کوئی وجہ نہیں تھی۔"

ہم دونوں خاموش بیٹھے، سامنے خلاء میں گھورتے رہے اور مُجھے سمجھ نہیں آ رہا
تھا کہ اُسے مزید کیا پُوچھوں۔ اپنی افسردگی اور سرد مہری کی وجہ سے مُجھے وُہ کس قدر عجیب
معلوم ہو رہا تھا۔ "وُہ مسیحا سے بہت بڑھ کر ہے" لعزر نے ایک فیصلہ کن طور پر کہا۔ "اور
یہی وُہ بات ہے جس سے میں خوفزدہ ہوں۔ وُہ ہر اُس چیز سے کہیں بڑھ کر ہے جس کے
متعلق نبی آج تک پیش گوئیاں کرتے آئے ہیں۔ میرا خیال ہے تُم نے بھی سُن لیا ہوگا کہ تیسرے
دِن وُہ زندہ ہو کر اپنی قبر میں سے نکل گیا تھا۔"

"میں نے سُنا ہے" میں نے جواب دیا۔ "اور اِسی لئے میں تمہارے پاس
آیا ہوں تاکہ اُس کے متعلق اور بھی کچھ معلوم کر سکوں۔"

"یہ تو ایک بالکل قدرتی قطعی واضح اور صاف سمجھ میں آنے والی بات ہے۔"
لعزر نے کہا "آخر کونسی طاقت اُسے قبر میں روک رکھنے پر قادر ہو سکتی تھی؟ مُجھے
خُود جاکر اُس کی خالی قبر دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی، گو میری بہنوں نے ایسا کیا تھا۔ میں
بہرحال اِس کے بغیر ہی اس بات پر مکمل یقین رکھتا ہُوں لیکن اجنبی، میں اپنے قلب کی
گہرائیوں سے، اور اپنے جذبات کی پُوری شدت کے ساتھ، یہ توقع بھی رکھتا ہُوں، کہ
کم از کم میری اِس زندگی میں وُہ کبھی مُجھ پر ظاہر نہ ہوگا۔ میں اُسے دیکھنے کی تاب بھی نہیں
رکھتا۔ نہیں نہیں اُس کی زندگی میں نہیں، اُس کی بادشاہت سے پہلے ہرگز نہیں۔"

"اُس کی بادشاہت کیسی ہے؟" میں نے سرگرمی سے پُوچھا۔

لعزر میری طرف بے مہری سے دیکھتے ہُوئے کہنے لگا "یہ کیوں نہیں پُوچھتے
کہ موت کی بادشاہت کیسی ہے؟ یہ بات میں تمہیں خُوب بتا سکتا ہُوں۔ موت یہاں ہے
اب ہے اور ہر جگہ ہے۔ یہ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر جانتا ہُوں۔ یہ دُنیا تو موت کی
بادشاہت ہے۔ اِسی طرح تُمہارا جسم بھی ہے۔ لیکن اُس کی بادشاہت، اُسی کی شکل میں
زمین پر نازل ہُوئی، اس لئے اُس کی بادشاہت بھی یہاں ہے، اب ہے اور ہر جگہ ہے۔"
یکایک اُس نے اپنا سر جھکا لیا اور پھر کہا "لیکن میرے کہنے پر یقین بھی نہ کر بیٹھنا کیونکہ

یہ ممکن ہے کہ میں نے غلط سمجھا ہو۔ یہ بے حد اُلجھا دینے والی بات ہے"۔ اُس نے مزید
کہا "میری افسردگی سے تُم اپنے آپ کو غمگین ہرگز نہ کر لینا، اتنا یقین میں تمہیں دلاتا ہُوں کہ راستہ
بالکل سچا ہے اور اگر تُم اِسی پر چلتے گئے تو کبھی بھٹک نہیں سکتے۔"

اُس نے کھڑے ہو کر اپنے چوغے سے مٹی جھاڑی اور کہا "شاید تُم میری دو بہنوں
سے ملنا پسند کرو گے۔ چلو میں تُمہیں اُن کے پاس لئے چلتا ہُوں۔ پھر تُمہاری اجازت سے
میں اپنی راہ لوں گا کیونکہ لوگوں کی صُحبت میں رہنا میرے لئے بے حد دُشوار کام ہے۔"

دُوسروں کی صُحبت میں واقعی وُہ اپنے آپ کو زندہ سے زیادہ مُردہ محسوس
کرتا ہوگا۔ اُس کے لئے حرکت کرنا بھی دُوبھر تھا گویا اُسے اپنے اعضاء پر پُورا قابُو نہ
ہو۔ مُجھے یقین ہے کہ اگر میں اُسے جانے بغیر بھی پہلے کہیں دُوسرے لوگوں کے درمیان
دیکھ پاتا تو تب بھی وُہ مُجھے سب سے انوکھا ہی دکھائی دیتا۔ وُہ مُجھے سیدھے اور مختصر راستہ
سے گاؤں نہیں لے گیا بلکہ میرے آگے آگے پہاڑی کی جانب چل پڑا۔ وہاں سے اُس
نے مُجھے وُہ چٹانی قبر دکھائی جس کے اندر سے یسوع ناصری نے اُسے واپس باہر بُلایا
تھا۔ اُس کا مکان ایک اچھا خاصہ سلیقہ سے رکھا ہُوا مزرعہ تھا۔ راستہ میں اُس نے مُجھے
دو چرتے ہُوئے خچر، ایک تاکستان، بہت سے پھلدار درخت، اور گھر کے قریب کُڑاکُڑ کٹ
کرتی مُرغیوں کا ایک جھنڈ دکھلایا، گویا، دیہات کے عام رواج کے مطابق وُہ مُجھے
یہ بتانا چاہتا ہو کہ وُہ کوئی بالکل ہی مفلس اور مفلوک الحال شخص نہ تھا۔ وُہ سب ماحول کچھ
اس قدر خوشگوار، سنجیدہ اور حقیقی تھا کہ مُجھے یہ باور کرنا مشکل تھا کہ میرے ساتھ ساتھ چلنے
والا انسان اپنے متعلق یہ یقین رکھتا ہے کہ وُہ مُردہ سے دوبارہ زندہ کیا گیا ہے۔

لیکن میرے نزدیک یہ چیز حرفِ آخر نہ تھی، اصل تحقیق طلب بات یہ تھی کہ کیا
یسوع ناصری واقعی خُدا کا بیٹا ہے اور کیا وُہ سچ مُچ دوبارہ زندہ ہو کر اپنی قبر میں سے
اُٹھ چکا ہے۔ اگر ایسا ہُوا ہے تو پھر اِس دُنیا میں اُسے لعزر کو زندہ کرنے سے روکنے
میں کوئی طاقت کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ تھا میرے سوچنے کا انداز اور اِس طرح غور و
فکر کرتے ہُوئے مُجھے اپنے آپ پر تعجب بھی ہو رہا تھا کہ کیا میں وُہی مرقس ہُوں جس نے
رہوڈس میں تعلیم پائی۔ رُوم کے گرم گلی کُوچوں میں عشرت کی راتیں گذاریں۔ بایا کے گلستانوں
میں ایک دُوسرے شخص کی بیوی کے ساتھ عشق کرنے میں جان کی بازی تک لگا دی اور پھر

سکندریہ میں کبھی تو پیش گوئیاں تلاش کرتے اور کبھی ساری ساری رات صحبتِ بد میں شراب پیتے، ایک موسمِ سرما گذار دیا!

آخر یہ سب کیا تھا جو میرے ساتھ پیش آیا، اور یہودیوں کے کس سحر نے مجھے اس قدر مضبوط گرفت میں لے لیا تھا کہ میں ڈھول اور پسینے میں اٹا، یہودیوں کے ایک گاؤں میں کڑکڑ کرتی مرغیوں کے درمیان اِس چیز کا ثبوت تلاش کرتا پھر رہا تھا کہ کیا واقعی ایک انسان مرنے کے بعد دوبارہ جی اُٹھا۔ کیا وہ زندگی میں معجزے کرتا رہا۔ کیا وہ حقیقتاً ایک ایسا خدا تھا جس نے انسانی رُوپ میں جنم لیا، پھر ایک اِنسان ہی کی موت مر گیا، لیکن دوبارہ اِس لئے زندہ ہو گیا کہ نظامِ کائنات کو بدل کر رکھ دے۔ اگر سچ مچ ایسا ہُوا ہے تو دُنیا جیسی اب تک تھی، ویسی ہرگز نہ رہ سکے گی۔

لعزر کے ہمراہ مَیں ایک کشادہ مگر قدرے تاریک سے کمرے میں داخل ہُوا جس کے نچلے نصف حِصّہ میں مٹی کے برتن، بوریاں اَور ایک ناند رکھی ہُوئی تھی، اَور اُوپر کے نِصف حِصّہ میں کُچھ دیگر گھریلو ساز و سامان پڑا تھا، مگر اُس مکان میں اِس کے علاوہ اَور کمرے بھی تھے۔ اپنی بہنوں کو آواز دینے کے بعد وُہ مجھے صحن میں ایک پتّھریلی بنچ کی جانب لے گیا اَور وہاں بیٹھنے کی دعوت دی۔ اُس کی بہنیں باہر آ گئیں۔ اُنہوں نے رواج کے مُطابق اپنے چہرے ڈھانپ لئے اَور نظریں زمین کی طرف کر دیں۔ لعزر نے کہا "یہ میری بہن مرتھا ہے اَور وُہ مریم ہے جو تُم چاہتے ہو ان سے پُوچھ لو" یہ کہہ کر وُہ پلٹ کر چلا گیا اَور پھر لوٹ کر نہیں آیا۔

عورتوں کا خیر مقدم کرتے ہُوئے مَیں نے کہا "مَیں اُس مُعلّم کے متعلق کُچھ جاننا چاہتا ہُوں، جو میرے علم کے مُطابق یہاں تُمہارے پاس ٹھہرا کرتا تھا اَور جس نے تُمہارے بھائی کو مُردہ سے زندہ کیا تھا۔"

دونوں عورتیں مجھ سے شرماتی ہُوئی کنکھیوں سے ایک دُوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔ اُنہوں نے اپنے چہروں کو اپنے لبادوں کے پلوؤں کی اوٹ میں چھپایا ہُوا تھا۔ آخر کار اُن میں بڑی نے جس کا نام مرتھا تھا حوصلہ کیا اَور کہا "وُہ خُدا کا بیٹا تھا، تُم چاہو تو مَیں تمام گاؤں والوں کو جمع کر دُوں، کیونکہ اُن سب کی موجُودگی میں ہی اُس نے قبر کے دہانے سے پتّھر ہٹا دینے کا حُکم دے کر ہمارے بھائی کو بلند آواز سے پُکارا تھا۔ وُہ کفن میں لپٹا

لپٹایا مُنہ پر رُومال ڈالے باہر چلا آیا۔ ہر شخص مارے خوف کے گُنگ رہ گیا اَور تھر تھر کانپنے لگا تھا، مگر وُہ ہمارا بھائی ہی تھا۔ ہم نے اُس کا کفن اُتارا اَور دیکھا کہ وُہ زندہ تھا۔ پھر اُس نے سب کے سامنے کھایا پیا، اَور لوگ حیرانی سے مُنہ کھولے اُسے دیکھتے رہے۔"

مریم نے کہا "گاؤں میں ایک آدمی ہے جو پیدائشی اندھا تھا۔ اُس کی نظر اُس نے ٹھیک کر دی تھی، کیا تُم اُسے دیکھنا پسند کرو گے کہ تُمہیں یقین آ سکے؟"

"مَیں نے یہ سُنا ہے کہ اُس نے اندھوں کو نظر بخشی اَور اپاہجوں کو تندرست کیا۔" مَیں نے کہا "اِن مُعجزوں کے گواہ تو اِس قدر ہیں کہ مُجھے کسی سے ملنے کی ضرورت نہیں، البتہ اُس کی بادشاہت کے متعلق ضرور مَیں کُچھ جاننا چاہتا ہُوں۔ اُس نے تُمہیں اِس بارے میں کیا تعلیم دی؟"

مریم نے مُجھے بتایا "گو اُس وقت ہم یہ بات نہیں سمجھ سکے تھے، لیکن اُسے خُود پہلے سے ہی یہ علم تھا کہ اُسے اب مرنا ہے اَور یہ کہ اُس کی مَوت کیسے ہوگی۔ ہمارے بھائی کو زندہ کرنے کے بعد وُہ تنہا ویرانے کی جانب چلا گیا کیونکہ بہُت سارے لوگوں نے اُس کے گرد جمع ہونا شرُوع کر دیا تھا، مگر عیدِ فسح سے چھ روز پیشتر وُہ ہمارے پاس واپس آ گیا۔ جب وُہ ہمارے ہاں کھانا کھا رہا تھا تو مَیں نے اُس کی زیادہ سے زیادہ عزّت افزائی کے طور پر اُس کے پاؤں کا مسح کر کے اُنہیں اپنے بالوں سے پُونچھا۔ تب اُس نے کہا تھا کہ مَیں نے اُس کا وُہ مسح اُس کے دفنانے کے لئے کیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے اپنی مَوت کا کس قدر یقین تھا، لیکن یہ سب واقعات کیوں اِس طریقے سے پیش آئے اَور اُسے آخر کیوں اِس قدر اذیّت ناک مَوت مرنا پڑا۔ یہ ایسی بات ہے جس کے متعلق مَیں، نہ ہی میری بہن کُچھ سمجھ سکے ہیں۔"

مرتھا نے کہا "ہم عورتیں بھلا یہ کیسے سمجھ سکتی تھیں؟ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب کُچھ اس لئے ہُوا تاکہ صحیفوں کا نوشتہ پُورا ہو جائے۔ میری نسوانی عقل یہ کہتی ہے کہ ایسے نوشتہ کے پُورے ہونے کی کیا ضرُورت تھی جبکہ وُہ وُہی تھا جو اُسے ہونا چاہیئے تھا، اَور اِس کا کافی سے زیادہ ثبُوت اُس نے اپنے کارناموں سے بہم پہنچا دیا تھا۔ لیکن مَیں یہ بھی سوچتی ہُوں کہ صحیفوں کا نوشتہ اِس ظالمانہ انداز میں پُورا ہی ہو کر رہنا تھا تاکہ سب منطقی لوگ بھی ایمان لے آئیں، کیونکہ مَرد کو قُوّتِ استدلال بھی دی گئی ہے۔ اِس معاملہ میں عورتیں

بالکل کوری ہوتی ہیں ۔"

"لیکن اُس نے اپنے متعلق اور اپنی بادشاہت کے بارے میں آخر کیا کہا ؟"
مَیں نے بے صبری سے پُوچھا ۔

مرتھا نے کہا " تم اِسے بتاؤ مریم ، کیونکہ تم ہی اُس کی باتیں سُنتی رہی ہو ، میں تو بہتر طور پر البتہ یہ بتا سکتی ہُوں کہ روٹی کیسے بنائی جاتی ہے، گوشت کیونکر بھُونا جاتا ہے ، انگور کس طرح چُنے جاتے ہیں اور انجیر کے درختوں کی رکھوالی کیسے کی جاتی ہے ۔ اِس کے علاوہ میرے پاس اَور کُچھ علم نہیں ۔ اُسے ایک انسان سے بہت بلند دارفع ماننے کے لئے مُجھے ہرگز الفاظ کی احتیاج نہیں ۔"

مریم نے کُچھ دیر تامّل کر کے سوچا اَور پھر کہنے لگی " جو باتیں وُہ کیا کرتا تھا ، آج تک کبھی کسی انسان نے نہ کی ہوں گی ، وُہ کُچھ اِس انداز سے بات کرتا تھا جیسے اُس کے پاس کوئی عظیم قُوّت ہو ۔ اُس نے کہا تھا کہ وُہ دُنیا میں ایک روشنی بن کر آیا ہے تاکہ اُس پر ایمان لانے والا کوئی انسان بھی تاریکی میں نہ رہے ۔"

"کیسی روشنی اَور کونسی تاریکی ؟" مَیں نے سوال کیا ۔

مریم نے اپنی گردن ہلائی اَور کہا " آہ ! بے شک ، تُم اُسے کیونکر سمجھ سکتے ہو جبکہ تُم نے خُود اپنے کانوں اُس کا وعظ سُنا ہی نہیں ۔ اُس نے یُوں کہا تھا " وُہ جس نے مُجھے دیکھا ، اُس نے میرے بھیجنے والے کو دیکھ لیا ۔" پھر اُس نے یہ بھی کہا تھا " مَیں راستہ ہُوں ، مَیں صداقت ہُوں ، اَور مَیں ہی زندگی ہُوں ۔"

مُجھے یقین ہو گیا کہ اَب آخر کار مَیں بات کی تہہ کو پہنچ گیا ہُوں ، چنانچہ مَیں نے کہا " اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ اگر مَیں راستہ تلاش کرتا ہُوں تو گویا اُسی کو تلاش کر رہا ہُوں ۔"

مریم نے بڑی سرگرمی سے اپنے سر کو اثبات میں جُنبش دی اَور اپنا چہرہ میرے چہرے کی طرف اُونچا کرتے ہُوئے ، بغیر کسی مزید شرم و حیا کے ، کسی جذبے کے زیر اثر میرے سامنے گھٹنوں کے بل کھڑی ہو گئی اَور میرے لئے معاملات کو زیادہ واضح کر دینے کی غرض سے مُجھے پُوچھنے لگی ۔

" تُمہارے خیال میں کونسی بات مشکل تر ہے ۔ کسی کو یہ کہہ دینا کہ جاؤ ، تُمہارے سب گُناہ معاف کئے گئے ، یا میرے بھائی لعزر کو اُس کی قبر میں سے زندہ واپس بلا لینا جہاں وُہ چار دِن اَور چار راتوں سے مُردہ پڑا تھا ؟"

مَیں نے اُس کے سوال پر غور کیا اَور پھر کہا " دونوں باتیں یکساں طور پر مُشکل ہیں اَور انسانی فہم و استدلال کی رُو سے دونوں ہی قطعی ناممکن ۔ ایک انسان کسی دُوسرے انسان کے گُناہ کیسے مُعاف کر سکتا ہے ؟ تمام فلسفوں کا منتہائے مقصُود یہی ہوتا ہے کہ اِنسان ایک نیک زندگی بسر کرنے کے ڈھب سے آشنا ہو جائے تاکہ وُہ دُوسروں کو قصداً کوئی نقصان پہنچانے سے گریز کرے اَور مَوت سے پیشتر اپنے آپ پر پُورا پُورا قابو پا لے ، لیکن بُرائی کرنے سے اِنسان کا بچنا محال ہے ۔ وُہ تو ہر عمل کے بعد ہی اُسے پلٹ کر دیکھنے پر اندازہ لگا سکتا ہے کہ وُہ کیسا تھا ، اَور پھر اُس سے تجربہ حاصل کرتے ہُوئے آئندہ زیادہ سمجھداری سے کام لینے کا ارادہ کر سکتا ہے اِس معاملہ میں کوئی دُوسرا اُس کی کیا مدد کر سکتا ہے ؟ ہر شخص اپنے اعمال کا خُود ہی ذمّہ دار اَور جوابدہ ہے ۔"

تاہم یہ بات کرتے ہُوئے مُجھے فلسفہ کی تمام تر عدم آسُودگی کا احساس بھی ہو رہا تھا ، کیونکہ آرمی یا مصری رازہائے سربستہ کی مانند فلسفہ بھی مُجھے غموں سے آزاد نہیں کر سکا تھا ۔ تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد مُجھ پر غم کسی مرض کے دَورہ کی طرح طاری ہوتا رہتا ہے ، اَور اُس عالم میں میرے لئے زندگی میں کوئی مسرّت باقی نہیں رہتی ۔ ایسے میں شراب یا کوئی بھی جسمانی لذّت میرا غم ہلکا نہیں کر پاتی ، اَور یہی اذیّت دراصل وُہ چیز تھی جس نے مُجھے کوئی مقصدِ حیات تلاش کرنے کی خاطر پیش گوئیوں کی طرف مائل کیا تھا ۔ یہی اذیّت تھی جس نے مُجھے سکندریہ سے روانہ ہو کر بالآخر یہُودیہ کی سڑکوں اَور پگڈنڈیوں پر مصرُوفِ آوارگی کر دیا تھا ۔

مریم نے ایک بے یقین سی مُسکراہٹ کے ساتھ کہا " اگر تُمہیں یہ معلُوم ہی نہیں کہ گُناہ کیا ہے تو پھر تُمہیں راستے کی ضرُورت بھی نہیں ، لیکن تُم بہرحال سدا تاریکی میں ہی رہو گے ۔ کوئی شخص حتیٰ کہ فریسی فرقہ کے لوگ بھی گُناہ سے پاک نہیں ۔"

مرتھا غُصّہ سے بولی " فریسی تو مکّار ترین لوگ ہیں ، اُن کا ظاہر قبروں کی طرح سفید ہوتا ہے لیکن باطن میں نہ جانے وُہ کیسے سیاہ ہوتے ہیں ! تُم عجیب انسان ہو ، اجنبی ! جو یہ بھی نہیں جانتے کہ گُناہ کیا چیز ہے ؟"

"تم یہودیوں کے پاس تو اپنا ایک ضابطہ ہوتا ہے" میں نے اپنی صفائی پیش کی۔
"تمہیں بچپن ہی سے اپنے احکام کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے اور جب تم احکام کی کسی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہو تو تمہیں اپنے عمل کی برائی کا علم ہوتا ہے۔"

"وہ ہمیں ذلیل و خوار کرنے نہیں آیا تھا" مریم نے کچھ ایسے انداز سے وضاحت کی جیسے وہ کسی کم عقل کو کوئی بات سمجھا رہی ہو۔ "اس کے برعکس وہ ہمیں قانون و ضابطہ کے ناجائز غلبے سے نجات دلانے آیا تھا، کیونکہ گناہ سے پاک تو کوئی بھی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی سے سخت کلامی کرتا ہے تو وہ قانون کی نظر میں دوزخ کا مستوجب قرار پاتا ہے۔ مگر اس نے کسی کو بھی مردود قرار نہیں دیا، بلکہ بدترین گنہگار کے لئے بھی وہ یہی کہتا تھا "تمہارے گناہ معاف کئے گئے۔" ہاں، یہ تم بالکل درست کہتے ہو کہ یہ ایک ایسی بات ہے جو ایک انسان کسی دوسرے انسان کو نہیں کہہ سکتا۔ کیا یہ ثابت نہیں کر دیتا کہ وہ ایک انسان سے اعلیٰ و ارفع ہستی تھا؟"

میں پوری ایمانداری سے معاملہ کو سمجھنے کی کوشش میں تھا مگر سمجھ نہیں سکا۔ چنانچہ میں نے کہا "میں نے اپنی ان آنکھوں سے اسے صلیب پر لٹکتے، دکھ پاتے اور مرتے دیکھا ہے۔ وہ ایک انسان کی موت مرا، اس اذیت کے عالم میں غلاظت اور پسینہ اس کے جسم سے بہہ رہا تھا، اور پھر جب ایک فوجی سپاہی نے اپنا نیزہ اس کے دل میں گھونپ دیا تو اس کے پہلو سے خون اور پانی بہہ نکلا تھا۔ وہ صلیب سے اتر کر نیچے نہیں آ گیا تھا۔ اس کو اذیت دینے والوں پر عذاب نازل کرنے کوئی فرشتہ نہیں آیا تھا۔"

مریم نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر اپنے چہرہ پر رکھ لئے اور بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ مرتھا نے مجھے ملامت آمیز نظروں سے دیکھا۔ ان کے آقا کے دکھوں کی یاد دہانی اتنے واضح الفاظ میں کرا دینا یقیناً میری سنگدلی تھی، مگر میں خود بھی تو روشنی کا متلاشی تھا۔

آخر کار مریم نے سرگوشی میں کہا "بے شک وہ ایک انسان کی طرح دنیا میں آیا اور ہمارے درمیان ایک انسان ہی کی طرح رہا، لیکن اس نے ایسے کام کئے جو کوئی انسان ہرگز نہیں کر سکتا۔ اس نے ایمان لانے والوں کے گناہ معاف کئے۔ وہ مردہ سے زندہ ہو کر بھی اٹھ آیا کہ ہم اس کی خاطر مزید گریہ و زاری نہ کریں، لیکن یہ سب ایک معمہ ہے جو

ہم اب تک نہیں سلجھا سکے۔"

"تم مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہو کہ وہ انسان بھی تھا اور خدا بھی" میں نے کہا "لیکن یہ سراسر ناممکن ہے۔ میں اپنے تصور میں ایک خدا کا ادراک یوں تو کر سکتا ہوں کہ وہ ہر جگہ اور ہر ظہور میں آنے والی چیز میں موجود ہو سکتا ہے اور وہ ہم میں سے ہر کسی کا ایک جزو ہو سکتا ہے۔ تاہم خدا بہر طور ایک خدا ہوتا ہے اور انسان ایک انسان۔"

مریم نے تلخی سے جواب دیا "تم فضول مجھے الجھانے کی کوشش کر رہے ہو، میرے لئے وہی کافی ہے جو میں جانتی اور سمجھتی ہوں۔ تم بھی کسی نہ کسی بات کا علم ضرور رکھتے ہو گو تمہیں سمجھ نہیں کہ وہ کیا معنی رکھتی ہے، ورنہ تم ہمارے پاس کیوں آتے اور کیوں ہم سے راستے کے متعلق دریافت کرتے۔ اگر ہم نہیں سمجھ سکے تو بھلا تم کیسے سمجھ سکتے ہو؟ ہم صرف ایمان رکھتے ہیں، کیونکہ ہم صرف ایسا ہی کر سکتے ہیں۔"

"تم اس پر ایمان اس لئے رکھتی ہو کہ تمہیں اس کے ساتھ پیار تھا" میں نے بھی تلخی سے جواب دیا "یقیناً وہ ایک غیر معمولی انسان اور عظیم معلم تھا، لیکن میرے لئے یہ بہت مشکل ہے کہ محض سنی سنائی باتوں کی بناء پر ہی میں اسے پیار کرنے لگ جاؤں۔"

"تمہارے اندر سے خلوص جھانک رہا ہے" مریم نے کہا۔ "ورنہ میں ہرگز نہ تمہاری بات سنتی اور نہ ہی اس کا جواب دیتی، اس لئے اب میں تمہیں مزید سمجھاتی ہوں، سنو۔ ہمارے احکام میں سے ایک کا مضمون یہ ہے:۔ "خدا کو اپنے دل کی گہرائی سے پیار کرو اور اپنے پڑوسی کو ویسے ہی پیار کرو جیسے تم اپنے آپ سے کرتے ہو۔" چنانچہ اسے پیار کرتے ہوئے ہم دراصل اس خدا کو پیار کرتے ہیں جس نے اسے بھیجا تھا۔"

میرے لئے یہ ایک بے حد حیرت انگیز خیال تھا کہ خدا سے پیار بھی کیا جا سکتا ہے یا کیا جانا چاہیئے۔ خدا کے لئے خوف، رعب اور حرمت کا تصور تو میں کر سکتا تھا لیکن پیار کا ہرگز نہیں۔ میں نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔ یہ عقیدہ میری سمجھ سے بالاتر تھا۔ اس کے علاوہ مجھے یہ بھی ایک سراسر احمقانہ بات معلوم ہوتی تھی کہ ہمیں اپنے پڑوسی سے اتنی ہی محبت کرنا چاہیئے جتنی ہم اپنے آپ سے کرتے ہیں، کیونکہ دنیا میں اچھے اور برے سبھی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ چنانچہ میں نے شرارتاً پوچھا "میرا پڑوسی کون ہے؟"

مریم نے سمجھایا "اس کی تعلیم یہ تھی کہ ہر شخص ہمارا پڑوسی ہے۔ حتیٰ کہ اہل سامریہ

بھی جنہیں ہم آلِ اسرائیل والے بہت بُرا اور ناپاک سمجھتے ہیں، سورج اچھے اور بُرے دونوں پر ہی اپنی روشنی یکساں ڈالتا ہے۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہ دینا چاہیئے، اگر کوئی تمہارے ایک رُخسار پر طمانچہ مارتا ہے تو اپنا دُوسرا رُخسار بھی اُسے پیش کر دو۔"

مَیں نے احتجاجاً اپنا ہاتھ بُلند کیا اور کہا "بس بس، اِتنا ہی کافی ہے اِس سے بڑھ کر دیوانگی کی تعلیم مَیں نے آج تک نہیں سُنی اور مَیں اب سمجھ گیا ہُوں کہ کوئی انسان اِس پر قطعی عمل نہیں کر سکتا۔ لیکن تم، اے حسین عورت، تم اسرائیل کے اُس بڑے مُعلّم نیکدیمس سے بدرجہا بہتر انداز میں تعلیم دیتی ہو۔"

مریم نے نگاہیں نیچی کرتے ہُوئے اپنے بازو لٹکائیے اور بڑی متانت سے کہا۔

"صلیب پر لٹکتے ہُوئے بھی اُس نے اپنے باپ کو پکارا تھا، اور اُس سے التجا کی تھی کہ وُہ اُسے دُکھ پہنچانے والوں کو مُعاف کر دے۔ یہ بات وُہ لوگ بیان کرتے ہیں جو وہاں موجُود تھے اور جنہوں نے سب کُچھ دیکھا اور سُنا تھا" اور ایک لمحہ کے توقّف کے بعد اُس نے مزید کہا "اور مُجھے حسین مت کہو کیونکہ یہ بات مجھے اُداس کر دیتی ہے۔"

مرتھا نے احتجاجاً کہا "بے شک میری بہن خُوبصُورت ہے اور اِس کے بے شمار چاہنے والے بھی تھے لیکن والدین کی مَوت کے بعد سے ہم اپنے بھائی کی حفاظت میں اکٹھے ہی رہتے آئے ہیں۔ اِسی لئے ہم پر رحم کر کے وُہ ہمارے پاس آیا تھا اور لعزر کو دوبارہ زندہ کر گیا، ایسا نہ ہوتا تو نا معلُوم ہمارا کیا حشر ہوتا۔ شرُوع میں ہمیں یہ خوف لاحق رہتا تھا کہ پیشوا لوگ شہر سے یہاں آکر ہمارے بھائی کو سنگسار کر دیں گے، جس کی اُنہوں نے دھمکی بھی دی تھی، لیکن اب غالباً وُہ نہیں آئیں گے، تاہم مَیں خواہ کُچھ بھی کر لُوں مجھے ایک بے چینی سی رہتی ہے۔ اُس نے مجھے اِس سے روکا بھی تھا مگر مَیں مجبُور ہُوں۔ مَیں تو اپنے اُس دُکھ کا تصوّر کرنے سے بھی گھبراتی ہُوں جو مُجھے اُس وقت پہنچا تھا جب یسُوع نے یروشلیم جانے پر اصرار کیا اور وہاں جا کر اُن کے ہاتھوں مَوت کے گھاٹ اُتر گیا۔"

میری توجہ پُوری طرح اُس کی گفتگو پر نہ تھی کیونکہ مَیں اُس غیر مدّلل نظریئے سے ایک ہیجان میں مُبتلا ہو چکا تھا جو مریم نے مجھ پر منکشف کیا تھا اور جو حقیقتاً اِس دُنیا میں ناقابلِ عمل تھا۔ بیک وقت مَیں جتنا ہضم کر سکتا تھا، اُس سے زیادہ سُن چُکا تھا۔ مجھے یہ بہتر معلُوم ہو رہا تھا کہ اُس نظریئے کی تضحیک کرتے ہُوئے اُس غیر فطری سے راستہ سے مُنہ موڑ لُوں۔

مَیں محض اِس تصوّر سے ہی کسمسا اُٹھا تھا کہ مَیں سرِ راہ ہر نیم پاگل یا مُجرم کو اپنا پڑوسی سمجھوں اور اپنی مدافعت میں ایک اُنگلی تک ہلائے بغیر صبر کے ساتھ اپنی بے عزّتی اور پٹائی برداشت کر لُوں۔

لیکن مریم نے کہا "ہمیں پریشان ہونے کی ضرُورت نہیں، اور تُم بھی اپنے آپ کو پریشانی کا شکار نہ بناؤ اجنبی! ہمیں آنے والے واقعات کا صبر کے ساتھ انتظار کرنا چاہیئے۔ اُس نے کہا تھا کہ ہمارے سر کا ایک ایک بال تک گِنا ہُوا ہے اور اُس کے باپ کے علم کے بغیر ایک ننھّی سی چڑیا بھی زمین پر نہیں گرتی۔ پھر ہمیں خواہ مخواہ بے قرار اور بے چین ہونے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟"

اُس کے الفاظ نے مُجھے عین اُسی طرح متاثّر کیا جیسے ایک بار پہلے بھی، شک میں مُبتلا مگر یقین تک پہنچنے کی آرزو کے ساتھ مَیں نے شگُون و علامات سے متاثّر ہو کر سرِ تسلیم خم کر دیا تھا۔ اب بھی مُجھے یہ احساس ضرُور تھا کہ مجھے اِس قدر باغی اور حقیقت کو پلک جھپکنے ہی میں پا لینے کا اِس قدر خواہشمند نہ ہونا چاہیئے۔ شاید وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ہر بات مجھ پر واضح تر ہوتی جائے۔ بشرطیکہ مَیں اُس راستہ پر گامزن رہُوں جس کی طرف میری رہنمائی ہو چکی ہے۔ چنانچہ مَیں یہ کہتا ہُوا اُٹھ کھڑا ہُوا "اب تک مَیں تُمہارے کام کاج میں ضرُورت سے زیادہ مخل ہو چکا ہُوں، لیکن میری سب باتیں اتنے استقلال سے سُننے اور اُن کے جواب دینے پر مَیں تُم دونوں کا بے حد ممنُون ہُوں، تُم پر سلامتی ہو۔"

مرتھا جلدی سے کھڑی ہُوئی اور دونوں ہاتھوں کو بچاتی ہُوئی کہنے لگی "ابھی سے نہ جاؤ، مَیں تُمہیں یہاں سے بھُوکا پیاسا کیسے جانے دُوں۔"

میرے احتجاج سے بالکل بے پرواہ، وُہ اندر کُچھ کھانا تیّار کرنے کو چلی گئی۔ اِس دوران میں مَیں اپنے خیالات میں ڈُوبا ہُوا اُس پتّھر کے بنچ پر بیٹھا رہا جبکہ مریم میرے قریب ہی زمین پر بیٹھی تھی۔ ہم دونوں بالکل خاموش تھے تاہم یہ خاموشی ایسی پریشان کُن نہ تھی جیسی کہ عام طور پر اُن کے لئے ہُوا کرتی ہے جن کے پاس کہنے کو کُچھ نہ ہو۔ اِس کے برعکس مریم اِس قدر کہہ چُکی تھی جتنا قبُول کر لینے کی صلاحیّت مُجھ میں تھی۔ اُس کا کُچھ حصّہ مَیں سمجھ گیا تھا اور باقی شاید مستقبل میں کبھی مُجھ پر واضح ہو جائے۔ بہرحال اُس وقت باتیں کرنا ہرگز مفید مطلب نہ ہوتا، چنانچہ وُہ میرے قریب بیٹھے رہنے پر قانع تھی اور اُس کی موجُودگی سے سنجیدگی

کی کچھ لہریں میری جانب آ رہی تھیں، جو میرے دل کے لئے بڑی سکون بخش تھیں۔

مصالحے دار چپڑی ہوئی روٹی، انڈہ ملی سبزیاں، نمکین بھنا گوشت اور انگوروں کا گاڑھا شہد لئے ہوئے مرتھا واپس آئی۔ وہ سب کچھ میرے سامنے اُس پتھریلے بنچ پر رکھنے کے بعد اُس نے میرے ہاتھ دھلوائے اور کھانے پر دُعائے برکت پڑھی، لیکن اُن دونوں بہنوں نے خود کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا، نہ ہی اُن کا بھائی لعزر میرے ساتھ کھانے میں شریک ہونے کے لئے واپس آیا۔ اس لئے اُن کے تمام تر خلوص کے باوجود میں اپنے آپ کو ایک اچھوت محسوس کر رہا تھا۔

بیت عنیاہ تک کا سفر کچھ اتنا طویل نہ تھا، تاہم وہ اچھی غذا دیکھ کر مجھے اشتہا پیدا ہو گئی اور میں بڑے اشتیاق کے ساتھ کھانے لگا۔ مرتھا میرے قریب بیٹھی مجھے ہر چیز چکھنے اور سب کچھ ختم کرنے کے لئے بار بار اصرار کر کے کھانے پر مجبور کرتی رہی۔ میں اس خیال سے پریشان ہو رہا تھا کہ وہ میرے آگے سے بچا کھچا کھانا، ایک غیر ملکی کا جھوٹا سمجھ کر پھینک دیں گی، اس لئے پیٹ بھر جانے کے بعد بھی میں مروّت کے تحت کھاتا رہا، اور آخر میں میں نے پانی پیا، جسے مرتھا نے تھوڑی سی شراب ملا کر خوشبودار کر دیا تھا۔ اُس کے بعد مجھ پر غنودگی طاری ہونے لگی۔ جب میں کھانے سے فارغ ہوا تو دوپہر ہو چکی تھی۔ مرتھا نے بڑی خوش خلقی سے کہا "دوپہر کی اس گرمی میں اب کہاں شہر جاتے پھرو گے، تھوڑی دیر ٹھہر کر آرام کر لو، تاکہ ہم بھی مہمانداری کے سب تقاضے پورے کر سکیں۔"

میری تھکن کی بھی کوئی حد نہ تھی اور میں یہ نہیں جانتا کہ وہ تھکن جسمانی تھی یا روحانی۔ جب میں نے کھڑے ہو کر قدم اُٹھانے کی کوشش کی تو مجھے اپنے اعضا میں بہت کمزوری سی محسوس ہوئی۔ اِس کے علاوہ اُن دونوں بہنوں کی شفقت اِس قدر تازگی بخش تھی کہ میرا دل اُن کو الوداع کہنے پر تیار نہ ہوا۔ یہ خیال ہی میرے لئے تکلیف دہ ہو رہا تھا، ایک لمحہ کے لئے مجھے خیال گزرا کہ مرتھا نے شراب میں غالباً کوئی تند نشہ آور شے ملا دی ہے لیکن اُسے ایسا کرنے کی آخر کیا ضرورت تھی؟ اِس کے علاوہ شراب کی خوشبو میں کوئی تلخی بھی تو نہیں تھی۔

"یہاں سے یروشلیم کچھ ایسا دُور تو نہیں" میں نے کہا "لیکن اگر تم واقعی اجازت دو تو میں بخوشی یہاں دوپہر بھر آرام کر لوں۔ تمہارے ساتھ یہ جگہ مجھے بہت بھلی معلوم ہو

رہی ہے۔"

اُن دونوں کے چہروں پر ایک پُراسرار سی مسکراہٹ پھیل گئی، جیسے اُنہیں اِس بات کا علم مجھ سے زیادہ ہو۔ اُن کی پُراسراریت نے ایک ثانیہ کے لئے اُن کے چہروں پر ایک انوکھی کیفیت پیدا کر دی تھی گویا وہ محض دو مخلص انسانوں سے کچھ بڑھ کر ہوں، تاہم مجھے اُن سے کسی قسم کا خوف ہرگز نہیں محسوس ہوا۔ وہ میرے ساتھ اندرونی صحن میں آ گئیں جس پر بیلوں کی چھت نے سایہ کر رکھا تھا۔ میں نے اپنی اُس خوابناک سی محویت کے عالم میں دیکھا کہ اُن کا وہ مزرعہ میرے اندازے سے کہیں زیادہ بڑا تھا۔ وہاں مختلف زمانوں کی بنی ہوئی کم از کم چار مختلف حویلیاں تھیں، اور اُن کا علیحدہ علیحدہ احاطہ تھا۔ دونوں بہنوں نے جدید ترین حویلی کے باہر کی ایک سیڑھی کی طرف اشارہ کیا اور میرے پیچھے پیچھے اُوپر چڑھتی آئیں۔ چھت پر پہنچ کر اُنہوں نے مجھے اپنا مہمان خانہ دکھایا۔ یہ ایک چھوٹا سا ٹھنڈا کمرہ تھا، جس کے اندر سونے کے لئے ایک نیچی سی بنچ پڑی تھی اور فرش پر ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ بستر میں سے دارچینی کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی تھی۔ اُنہوں نے کہا "یہاں اِس بستر پر لیٹ کر آرام سے اپنی دوپہر گزارو۔ وہ بھی جس کا ذکر ہم کرتے آئے ہیں، اکثر اِسی کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا، لیکن جب وہ اکیلا ہوتا تھا تو آرام کرنے کے بعد عبادت کے لئے پہاڑی کی چوٹی پر چلا جایا کرتا تھا۔ وہ اپنی مرضی سے بآزادی یہاں آتا جاتا رہتا تھا۔ تم بھی چاہو تو ایسے ہی کرو۔"

وہاں کمرے میں پانی کا ایک مٹکا اور ایک سوتی چادر موجود تھی۔ میرے منع کرنے کے باوجود مرتھا نے میرے سامنے گھٹنوں کے بل ہو کر میرے پاؤں میں سے میرے سینڈل اُتار دیئے۔ میرے گرد آلود پاؤں دھوئے اور اُنہیں اُس سوتی چادر سے خشک کیا۔ "تم ایسا کیوں کرتی ہو؟" میں نے کہا "تم میری خادمہ تو نہیں ہو۔" مرتھا نے میری طرف اُسی پُراسرار سی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا اور کہا "کسی نہ کسی دن تم بھی کسی کے خادم نہ ہونے کے باوجود اُس کی یونہی خدمت کرو گے، کچھ سمجھے تم؟ میری نظروں میں تم زخمی، غمزدہ اور دُکھوں کے مارے ہوئے ہو، گو بظاہر تمہارے اعضا بالکل صحیح سالم ہیں اور تمہارے دماغ میں بڑی رنگا رنگ عقل بھری ہوئی ہے۔"

اُس کے یہ الفاظ میرے دل میں بہت گہرے اُتر گئے، کیونکہ ہمیشہ کی طرح اُس

وقت بھی میرا علم میرے سینے میں ایک آتشیں گھاؤ سے کم نہ تھا۔ میرے تمام سوالات ایک متشکک سے انداز میں حقیقت کے اردگرد ہی گھومتے رہتے ہیں لیکن اپنی تمام تر خواہش کے باوجود بھی مَیں اپنے آپ کو ایمان کے درجہ تک نہیں لا سکتا۔

مریم نے کہا "آخری شام اُس نے اپنے حواریوں کی بھی خدمت کی تھی، جبکہ وُہ لوگ آپس میں اِسی بات پر جھگڑا کئے جا رہے تھے کہ اُس کی بادشاہت میں افضل ترین رُتبہ کسے ملے گا۔"

پھر وُہ دونوں خاموشی سے چلی گئیں، اَور اُن کے جاتے ہی مَیں اُس بھلے سے کمرے میں دارچینی کی خوشبو والے بستر پر گر کر فوراً ہی گہری نیند میں ڈُوب گیا۔ میری آنکھ اِس شدید احساس کے ساتھ کُھل گئی کہ مَیں تنہا نہیں ہُوں، بلکہ میرے بالکل قریب ہی کوئی میرے بیدار ہونے کا منتظر ہے۔ یہ احساس اس قدر شدید تھا کہ مَیں آنکھیں بند کئے لیٹا لیٹا اجنبی کے سانس کی آواز یا اُس کی کسی حرکت کی آہٹ سُننے کی کوشش کرتا رہا، لیکن جب مَیں نے آنکھیں کھولیں تو کمرہ خالی، اَور مَیں اکیلا ہی تھا۔ مایُوسی کی گہرائی نے میری نظروں کے سامنے کمرے کی چھت اَور دیواروں میں ایک ارتعاش سا پیدا کر دیا اَور مُجھے وُہ اِتنی کمزور سی نظر آ رہی تھیں کہ معلُوم ہوتا تھا ابھی گریں کہ گریں۔ مَیں نے پھر آنکھیں بند کر لیں اَور دفعتہً پھر مُجھے اُسی موجُودگی کا اَور کمرے میں اپنے اکیلے نہ ہونے کا احساس ہُوا۔ مُجھے یاد آ گیا کہ عین اِسی قسم کا احساس مُجھے اُس کی قبر کے اندر بھی ہُوا تھا۔ میرا دل امن و سکُون سے سرشار ہو گیا۔ مَیں نے سوچا کہ اُس کی بادشاہت زمین پر اُسی کی شکل میں آئی تھی۔ اَب جبکہ وُہ قبر چھوڑ چکا ہے تو بادشاہت بھی زمین پر اُس وقت تک رہے گی جب تک وُہ رہے گا، شاید یہ اُسکی بادشاہت کی موجُودگی ہی ہے جو مَیں محسُوس کر رہا ہُوں۔ مَیں دوبارہ سو گیا، لیکن اَب کی مرتبہ جب مَیں بیدار ہُوا مَیں نے بستر پر اپنے جسم کو نہایت بوجھل اَور سُست محسُوس کیا۔ اپنے ہی پسینے کی کھٹی سی بُو مُجھے آئی۔ اِردگرد دیواریں مُجھے ایک بار پھر بدستُور ٹھوس اَور مضبُوط نظر آئیں۔ میری بیداری سیسے کی مانند سخت بوجھل تھی اَور آنکھیں کھولنے کی سکت مُجھ میں نہ تھی۔ اِس مادّے کی دُنیا میں پھر ایک بار بیدار ہونا مُجھے بالکل بے کیف معلُوم ہوتا تھا۔

آخرکار جب میری طاقت اس قدر عود کر آئی کہ مَیں اپنے آس پاس دیکھ سکوں اَور خوابناک مسرّت سے حقیقت کی تلخی کی طرف لوٹ سکوں، تو مَیں نے دیکھا کہ اَب کی بار

مَیں کمرے میں واقعی تنہا نہ تھا۔ سامنے چٹائی پر کوئی عورت بالکل بے حس و حرکت جُھکی ہُوئی بیٹھی تھی، گویا میرے جاگنے کی مُنتظر ہو۔ وُہ ایک سیاہ لبادہ اوڑھے اَور چہرے پر نقاب ڈالے ہُوئے تھی، جس پہ پہلے تو مُجھے شک گُذرا کہ آیا وُہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔ سونے کے دَوران مُجھے کسی کی موجُودگی کا احساس نہ تھا اَور نہ ہی مَیں نے اُس کے اندر آنے کی کوئی آہٹ سُنی تھی۔ اپنے ہر ہر عضو کو سیسے کی مانند وزنی محسُوس کرتے ہُوئے مَیں اُٹھ کر بستر کے کنارے پر بیٹھ گیا۔ اُس عورت نے میری حرکت کی آہٹ سُن کر اپنی کمر کو سیدھا کیا اَور نقاب اُلٹ دیا۔ وُہ بے حد زرد ہو رہی تھی اَور بلحاظ عُمر کے جوانی کی حد عبُور کر چُکی تھی۔ ایک عُمر کے تجربات نے اُس کے سابقہ حُسن کو پامال کر رکھا تھا تاہم اُس کے چہرے پر ایک شعلہ سا اَب بھی روشن معلُوم ہوتا تھا۔ جب اُس نے محسُوس کیا کہ مَیں پُورا بیدار ہو چُکا ہُوں تو لبادے کے اندر سے ہی ایک ہاتھ سے مُجھے وُہیں خاموش بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا اَور یہُودیوں کی مُقدّس زبان میں، حلق سے آواز نکالتے ہُوئے کُچھ گانے لگی۔ کافی دیر تک گانے اَور بولنے کے انداز میں پڑھنے کے بعد اُس نے یُونانی زبان میں اُس کا ترجمہ کرنا شرُوع کیا۔

"تمام گوشت گھاس کی مانند ہے۔" اُس نے کہا۔ "اَور اُس کی تمام خُوبصُورتی زمین کے پھُولوں کی طرح ہے، گھاس سُوکھ جاتی ہے، پھُول کملا جاتا ہے، کیونکہ خُدا کی رُوح اُن پر پھُونک مارتی ہے۔ گھاس مُرجھاتی ہے پھُول کملاتا ہے مگر ہمارے خُدا کے الفاظ ہمیشہ زندہ و پابندہ ہیں۔" اُس نے مزید کہا "حقیقتاً ہمارا خُدا ایک پوشیدہ خُدا ہے۔"

اُس نے اپنی آنکھوں کی گہرائیوں کی ایک چمک کے ساتھ میری طرف بغور دیکھا اَور مَیں نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ مَیں اُس کی باتوں کو سمجھ رہا ہُوں، اپنی گردن ہلائی، حالانکہ اُس کے الفاظ کا مطلب مَیں ابھی تک نہیں سمجھ سکا تھا۔ اُس نے پھر کہنا شرُوع کیا" اَور اُس نے کہا: تُمہارے لئے یہ ایک نہایت آسان بات ہے کہ میرے بندے بن جاؤ، یعقُوب کی اولاد کے قبیلوں کی پرورش کرو، اَور بکھری ہُوئی نسلِ اسرائیل کو جمع کرو، مَیں تُمہیں کافروں کے حق میں بھی ایک روشنی بنا دُوں گا تاکہ میری رحمت زمین کے آخری سِرے تک پہنچ سکے۔"

اتنا ترجمہ کر لے کے بعد اُس نے اَدھُورے گیت کو پھر اپنی مُقدّس زبان میں پڑھنا

شروع کر دیا۔ وہ کہیں کہیں اٹکتی بھی جاتی تھی جیسے پورے الفاظ اُسے یاد نہ ہوں، پھر اُس نے یونانی زبان میں ترجمہ کیا:

"یہ وہی ہے جس کے متعلق یسعیاہ نبی نے پیش گوئی کی تھی، اور متوکل لوگوں نے اِن الفاظ کو اپنے حافظہ میں محفوظ رکھا کہ وہ سب سے زیادہ قابلِ نفرت سمجھا گیا، دُکھوں اور غموں کا مارا ہُوا اس قدر قابلِ نفرت کہ لوگوں نے اُس سے اپنے چہرے چھپا لیے۔ اُس نے ہمارے غم برداشت کیے، ہمارے دُکھ اپنے اوپر لے لیے، ہمارے گناہوں کی پاداش میں وہ زخمی کیا گیا، اُسے سزا دی گئی کہ ہم سلامتی میں رہیں۔ ہم سب بھیڑوں کی طرح بھٹک کر علیحدہ علیحدہ راستوں پر ہو لیے لیکن خداوند نے ہمارے تمام گناہ اپنے سر پر لے لیے اور جب اُسے ایذا پہنچائی گئی تو اُس نے سرِ تسلیم خم کر دیا اور اپنی زبان تک نہیں ہلائی۔"

اُس نے اپنے سر کو جنبش دی، آنسو اُس کے رخساروں پر بہہ نکلے تھے مگر وہ ٹوٹی پھوٹی آواز میں کہتی گئی "اُس نے اپنی رُوح موت کے حوالے کر دی اور ایک بدکار شمار کیا گیا۔ اُس نے بہتوں کے گناہ اپنے سر لے لیے اور گنہگاروں کے لیے دُعا کی۔"

مجھے یاد پڑتا تھا کہ گذشتہ موسمِ سرما کے دوران میں نے سکندریہ میں اُس یہودی عالم کے پاس اِسی سے ملتی جلتی کوئی عبارت پڑھی تھی۔ لیکن اُن الفاظ کی میرے لیے کوئی اہمیت نہ تھی۔ وہ عورت فرش پر بل کھا کر بیٹھی روتی اور اپنا چہرہ سیاہ کپڑے میں چھپاتی رہی کہ میں اُس کا غم نہ دیکھ سکوں۔ میں نے کہا "ہاں ہاں جو تم نے کہا میں نے سمجھ لیا، پیشگوئی میں یہی کہا گیا تھا اور یہی کچھ ہو چکا! لیکن اِس کا مطلب آخر کیا ہے؟"

عورت نے اپنا سر ہلایا اور کپڑے کی اوٹ سے بولی "ابھی ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ ہم ابھی سمجھ نہیں سکتے، لیکن اب بہت راستے نہیں رہے ہیں، اب ہر ایک کا اپنا علیحدہ علیحدہ راستہ نہیں رہا۔ اب صرف ایک ہی راستہ رہ گیا ہے۔"

جب اُس نے اپنے چہرے پر نقاب ڈالا تو میں اُس کے متعلق سوچنے لگا، اور آخر کار بول اُٹھا، "تمہیں سلامتی کے لیے کیا درکار ہے، اے عورت میرا خیال ہے میں تمہیں پہچان گیا ہوں۔"

اُس نے اپنی آنکھیں کپڑے سے خشک کرنے کے بعد چہرے پر سے نقاب پھر اُلٹ دیا اور مسکرانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی "اور میں بھی تمہیں پہچانتی ہوں، اسی لیے

میں یہاں آئی بھی ہوں۔ جب اُسے صلیب پر ایذا دی جا رہی تھی تو تم نے ایک فقیہہ کے تھپڑ مارا تھا اور اُس پر طعن و تشنیع کرنیوالوں کو دھکیل کر پیچھے ہٹا دیا تھا۔"

میں ہنسے بغیر نہ رہ سکا۔ "نہیں۔ نہیں" میں نے ملائمت سے کہا "میں نے کسی کو نہیں مارا تھا، تمہیں غلط فہمی ہوئی ہوگی، وہاں ایک فقیہہ ضرور تھا جسے میں نے کچھ سوال کیا تھا، لیکن وہ بہت گستاخ تھا اس لیے میں نے تمندار سے اُس کی شکایت کی تھی، چنانچہ تمندار نے اُن سب ٹھٹھا کرنے والوں کو ذرا دھمکا کر وہاں سے بھگا دیا تھا۔"

مگر عورت نے میری بات ماننے سے انکار کرتے ہوئے بڑے زور سے اپنا سر ہلایا اور کہا: "میں نے خود دیکھا تھا کہ تم نے ایک شخص کے تھپڑ مارا تھا کیونکہ وہ اُسے چڑا رہا تھا، اور تمہیں اُس پر غصہ آ گیا تھا، حالانکہ تم ایک غیر ملکی ہو، اور یہودیوں کے اِس معاملہ میں تمہارا کوئی حصہ نہیں۔" اُس کے ساتھ بحث کرنا مجھے فضول معلوم ہوا، اِس کے علاوہ بادشاہ کی موت سے تھوڑی دیر قبل اِسقدر تاریکی چھائی ہوئی تھی کہ اُسے بآسانی ایسی غلط فہمی ہو سکتی تھی، چنانچہ کچھ وقفہ بعد میں نے کہا "مجھے یقین ہے کہ میں نے وہاں تمہیں اُس کی والدہ کے ساتھ دیکھا تھا۔"

"ہاں" اُس نے جواب دیا "میں مگدلا کی رہنے والی مریم ہوں۔ تم نے میرے متعلق سُن ہی لیا ہے کہ اُس نے مجھے خبیث رُوحوں سے نجات دلائی تھی، اور میں اُسی وقت سے اُس کی پیروی میں ہوں۔ اُس نے مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دیدی تھی، گو اِسی بنا پر لوگ اُس کی بے عزتی بھی کر دیا کرتے تھے۔" یکایک اُس نے اپنا سر اُوپر اُٹھا کر میری طرف دیکھا، جیسے اُس وقت تک اُس نے عمداً اپنے آپ پر ضبط رکھا ہو اور پوچھنے لگی "مجھے بتاؤ، میں نے سُنا ہے کہ تم گورنر کے حکم سے اُس کی قبر پر گئے تھے اور تم پہلے رُومی ہو جس نے یہ دیکھا تھا کہ وہ زندہ ہو کر وہاں سے جا چکا تھا۔ اِس معاملہ کے بارے میں مجھے بتاؤ، اور جو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اُس کی گواہی دو، کیونکہ میرے عورت ہونے کی وجہ سے کوئی میری بات پر اعتبار نہیں کرتا۔"

بہت احتیاط سے پہلے میں نے اپنے الفاظ کو تولا، تاکہ نہ تو میں اُس کے ساتھ جھوٹ ہی بولوں اور نہ ہی اُسے کوئی گمراہ کُن بات بتاؤں۔ پھر میں نے کہا "زلزلے کے باعث قبر کے دہانے کا پتھر لڑھک کر دُور چلا گیا تھا۔ پہرے دار فرار ہو چکے تھے،

اَور مَیں تمندار کے ہمراہ قبر میں داخل ہُوا۔ ہم نے وہاں پڑے ہُوئے کفن کے کپڑے دیکھے۔ وُہ تہ کئے ہُوئے ویسے کے ویسے ہی تھے، اَور سر کا رُومال اُن سے علیحدہ کُچھ دُور پڑا تھا، لیکن اُن کپڑوں میں کوئی نہ تھا۔ یہ دیکھ کر مُجھے یقین ہوگیا، لیکن پھر یہودی آگئے اَور اُنہوں نے غُصّہ میں اُن کپڑوں کو تار تار کرکے بکھیر دیا۔ تاہم میرا اَب بھی یہی ایمان ہَے کہ وُہ زِندہ ہو چُکا ہَے، مگر یہ کیسے مُمکن ہَے؟ یہ بات میرے فہم سے بالاتر ہَے۔ آج تک کبھی ایسا واقعہ پہلے نہیں ہُوا۔"

وُہ بڑے احترام کے ساتھ میری بات سُنتی رہی۔ بہر حال مَیں چُونکہ قطعی غیر جانبدار رہنا چاہتا تھا، اِس لئے مَیں نے مزید کہا "بلاشُبہ کئی مُلکوں میں رواج کے طور پر اِس قسم کی پُر اسرار باتیں ہوتی رہی ہیں اَور اَب بھی ہوتی رہتی ہیں کہ کسی دیوتا کو دفن کر دیا جاتا ہَے اَور وُہ دوبارہ زِندہ ہو جاتا ہَے، لیکن وُہ سب حقیقتاً نہیں بلکہ محض ایک ناٹک کے طور پر پیش کیا جاتا ہَے۔ تُم تو ہم سے بھی پہلے قبر کے اندر گئی تھیں، مُجھے بتاؤ تُم نے کیا دیکھا تھا؟ کیا تُم نے کفن کے کپڑے دیکھے تھے؟"

مِگدلا کی مریَم نے نفی میں اپنا سر ہلایا اَور کہنے لگی "جب مَیں قبر پر پہنچی تو اُس وقت تک کافی تاریکی تھی۔ مَیں نے دیکھا کہ پتّھر اپنی جگہ پر نہ تھا، اَور یہ خیال کیا کہ اُس کی نعش کوئی چُرا کر لے گیا۔ مَیں قبر کے اندر داخل ہونے کی جُرأت نہ رکھتی تھی اَور اگر مَیں ایسا حوصلہ کر بھی بیٹھتی تو وہاں اندھیرے میں مُجھے کُچھ نظر نہیں آسکتا تھا، چُنانچہ مَیں اُلٹے پاؤں بھاگم بھاگ اُس مقام پر گئی جہاں اُس کے سب سے قریبی حواری رُوپوش تھے اَور واپس اپنے ساتھ شمعون پطرس کو جو کہ ایک طیم شحیم، مضبُوط آدمی ہَے اَور یُوحنّا کو جس کے سُپرد اُس نے اپنی والدہ کو کر دیا تھا، لیکر آئی۔ وُہ دونوں قبر کی جانب کُچھ اِس تیز رفتاری سے بھاگے جیسے اُن کو اپنی زندگیوں کا خطرہ ہو۔ اندر داخل ہُوئے مگر اُسے خالی پا کر فوراً ہی باہر نکل کر واپس ہوگئے کیونکہ وُہ یہُودیوں سے خوفزدہ بھی تھے۔ مَیں وہیں قبر کے پاس ٹھہر کر روتی رہی اَور پھر تھوڑی ہی دیر بعد مَیں نے اندر جھانکا، وہاں ایک فرشتہ موجُود تھا، ایسے معلُوم ہوتا تھا جیسے وُہ سر تا پا روشنی میں ملبُوس ہو۔ اُس کا چہرہ آتشیں تھا۔ اِس پر مَیں مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگی۔ اچانک اُس نے مُجھے خطاب کیا تو مَیں پیچھے ہٹنے لگی، لیکن مَیں ابھی پیچھے ہٹ ہی رہی تھی کہ وُہ خُود میری پہچان میں آگیا، گو پہلے مَیں اُسے شناخت نہ کر سکی تھی۔"

اُس کا بیان پہرے داروں کے بیان سے مختلف تھا۔ اُس نے معذرت کی نظروں سے میری طرف دیکھا گویا اُسے احساس ہو کہ مَیں اُس کی بات پر شک کر رہا ہُوں، اَور پھر وضاحت کے طور پر کہنے لگی "اِس میں کوئی ایسی تعجّب یا شک کی بات ہرگز نہیں کہ پہلے مَیں اُسے پہچان نہ سکی، کیونکہ یہ چیز میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ وُہ فرشتہ صُورت ہستی وُہ خُود بھی ہو سکتا ہَے۔ اُس کے حواریوں نے بھی ایک مرتبہ اُسے پہلے نہیں پہچانا تھا جب وُہ پانی کی سطح پر پیدل چل کر بحیرۂ گلیل کے پار سے اُن کے پاس اُن کی کشتی میں آیا تھا۔ مَیں نے پہلے اُسے ایک اجنبی سمجھا اَور خیال کیا کہ یہی اُس کی نعش کو چُرا کر لے گیا ہوگا، چُنانچہ مَیں نے اِس پر اُسے ملامت بھی کی تھی اَور اُس کی مِنّت سماجت بھی کی تھی کہ وُہ نعش کو واپس لے آئے۔ تب اُس نے مُجھے میرا نام لے کر بُلایا اَور مَیں نے ایک دم پہچان لیا کہ وُہ دراصل کون ہَے۔ اُس نے اپنے حواریوں کے لئے مُجھے ایک پیغام بھی دیا اَور مسرّت سے مُجھ پر ایک ایسی وجد آور کیفیّت طاری ہُوئی کہ جب مَیں واپس بھاگی جا رہی تھی تو اپنے پاؤں کے نیچے مُجھے زمین کا کوئی احساس نہ رہا تھا، مگر اُن حواریوں میں سے کسی ایک نے بھی میری بات کا اعتبار نہ کیا۔"

اَور فی الواقع مَیں نے بھی اُس پر اعتبار نہ کیا۔ مُجھے محض یہ اندازہ ہُوا کہ وُہ جذبات کی رَو میں بہہ جانے والی عورت ہَے اَور واقعات بیان کرتے ہُوئے اُس نے اُن کے تسلسل میں کُچھ گڑبڑ کر دی ہَے۔ تاہم اصل نُکتہ کی طرف آتے ہُوئے مَیں نے پُوچھا "کیا تُم نے یہ بھی دیکھا کہ کفن کے کپڑے کِس حالت میں پڑے ہُوئے تھے؟"

اُس نے حیرانی سے میری طرف دیکھا۔ پھر نفی میں سر ہلا کر کہنے لگی "مَیں ایسی بات کی طرف کِس طرح دھیان دے سکتی تھی، جبکہ اُس فرشتے کی وجہ سے مُجھے چُندھیا کر واپس ہونا پڑا اَور مَیں بے حد خوفزدہ بھی ہو چُکی تھی۔ اُس کے بعد گو عورتوں نے میرا یقین کر لیا تھا، مگر حواریوں نے مُجھ پر اعتبار نہیں کیا۔ وُہ لوگ تو اب تک اپنی جانوں کے خوف سے چُھپے پھرتے ہیں اَور کسی دُوسری چیز کے متعلق سوچنے کی صلاحیّت نہیں رکھتے۔"

جیسا کہ عورتوں کا معمُول ہوتا ہَے وُہ جوش میں آگئی اَور بے قراری سے بولتی چلی گئی۔ "تُمہارے کہنے کے مُطابق قبر کے دہانے سے پتّھر زلزلے کی وجہ سے ہی سرک گیا ہوگا، گو کُچھ لوگوں کا خیال یہ بھی ہَے کہ اُسے فرشتے نے سرکایا ہوگا۔ یہ بھی کہا جاتا ہَے کہ اُسی زلزلے

سے ہیکل کے اندر خانۂ مُقدّس کا زینہ بھی گر کر نیچے آ رہا تھا۔ اُسی روز وُہ اماؤس جانے والی سڑک پر دو آدمیوں کے ہمراہ چلتا گیا۔ اُنہیں صحیفوں کے ایک ایک نُکتہ کی شرح سمجھاتا رہا، اُور بتاتا رہا کہ تمام واقعات کا عین اُسی طرح ظہُور میں آنا کیوں ضروری تھا، مگر اِس کے باوجُود وُہ اُسے پہچان نہ سکے۔ شام کے وقت وُہ اُس کے ساتھ اپنے گاؤں میں پہنچکر اُسے مکان کے اندر لے گئے۔ وہاں اُس نے ایک روٹی اُٹھا کر اُسے توڑا اُور کُچھ حِصّہ اُنہیں بھی دیا۔ عین اُس وقت اُنہیں نے اُسے پہچان لیا مگر وُہ اُسی لمحہ اُن کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گیا۔"

"تو پھر گویا تُم یقین رکھتی ہو" مَیں نے کہا اُور یہ کہتے ہُوئے مُجھے اپنی زبان قدرے اکڑی ہُوئی محسُوس ہو رہی تھی "کہ وُہ اب بھی اِس جگہ ہے، اُور اپنی مرضی سے جہاں دِل چاہے آتا جاتا رہتا ہے، اُور جس کے ساتھ چاہے باتیں بھی کر لیتا ہے، اُور بعض لوگ اُسے پہچان لیتے ہیں جبکہ بعض نہیں پہچان سکتے۔"

"بالکل" مگدلا کی مریم نے پُورے تیقّن سے جواب دیا "یہی وُہ چیز ہے جس پر میرا مکمّل ایمان ہے اُور یہی وجہ ہے کہ مَیں بڑے صبر سے انتظار کر رہی ہُوں۔ شاید ہمارے ہی دلوں میں ابھی تک ضرُوری حد تک گرمجوشی پَیدا نہیں ہو سکی۔ شاید ہماری فہم ابھی سُست ہے، اِس لئے وُہ ہمیں منتظر رکھنا چاہتا ہے تاکہ ہمارے اندر اتنی پختگی پیدا ہو جائے کہ ہم اِس بات کا مطلب سمجھ سکیں۔"

تمام واقعات کے بعید از فہم و قیاس اُور قطعی ناممکن ہونے کے متعلق اپنی ہی یاد دہانی کی غرض سے مَیں نے پُوچھا "کیا تُم نے یہ بتایا تھا کہ وُہ پانی کی سطح پر چلا تھا؟"

مگدِلا کی مریم نے میری طرف ایک پُر یقینی انداز سے دیکھا اُور کہا "اُس نے تو اِس قدر مُعجزے کئے ہیں کہ ایک پتھر بھی ایمان لے آئے، تاہم ابھی ہمیں یہ نہیں معلُوم کہ اُسے کیا سمجھا جائے۔ مُقدّس صحیفوں میں یقیناً یہ لکھا ہُوا ہے کہ اُس کا پیغام بر بہرا ہے اُور اُس کا ملازم اندھا، جس کا مطلب غالباً یہی ہو سکتا ہے کہ ہم لاشعوری طَور پر اُس کا مقصد پُورا کر رہے ہیں۔"

"لیکن تُم مُجھ ایسے ایک غیر مُلکی پر آخر کیوں اعتبار کر رہی ہو؟" مَیں نے پُوچھا۔ تُم ایک متمدّن عورت ہو۔ تُم یُونانی زبان پر عبُور رکھتی ہو اُور یہُودیوں کی مُقدّس زبان

میں تُمہیں نبیوں کے اقوال زبانی یاد ہیں۔ مُجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تُم ایک خاصی دولتمند عورت ہو۔ مُجھے اپنے متعلق کُچھ وضاحت کے ساتھ بتاؤ تاکہ مَیں تُمہارا مقصد سمجھ سکوں۔"

اُس نے فخر یہ کہا "مَیں غیر مُلکیوں کے سامنے شرماتی نہیں، اپنے گھر میں مَیں یُونانیوں، شامیوں اُور رُومیوں سبھی سے ملتی رہی ہُوں، حتیٰ کہ دربار ی اراکین سے بھی۔ اگر وُہ حقیقتاً ویسا ہی ہے جیسا کہ اُسے جانتی اُور سمجھتی ہُوں تو مَیں وثُوق سے کہہ سکتی ہُوں کہ اُس کا پیغام صرف اسرائیل کے لئے ہی نہیں، بلکہ جیسا کہ صحیفوں میں مذکُور ہے وُہ پُوری دُنیا کے لئے ایک روشنی ہے۔"

میرے اِس خیال پر بھی لوگ میرا مضحکہ اُڑاتے ہیں۔ جب مَیں خبیث رُوحوں کے زیر اثر تھی تو مُجھے ایسے ایسے تجربات ہُوئے ہیں، جو اِن سادہ لوح لوگوں کی فہم سے بالاتر ہیں۔ ایک ساحر اپنے کسی مسحُور کے جسم پر اپنے سحر کا اتنا اثر ڈال سکتا ہے کہ مسحُور اگر کسی جگہ پانی کے اندر ہو تو ساحر دُوسری جگہ خالی پانی میں ہی سُوئی چبھوتا ہے اُور دُوسری طرف وُہ مسحُور اپنی جگہ سُوئی چبھنے کے درد سے بِلبلا اُٹھتا ہے، لیکن اُس نے کبھی اُن عام ساحروں کی مانند مُجھ پر ایسا عمل کرنے کی خواہش نہیں کی تھی۔ اُس نے تو مُجھے اپنی مُصیبت سے نجات پانے کی خواہش مند دیکھ کر صرف خبیث رُوحوں سے آزاد کرنا چاہا تھا اُور بس۔ میرا چہرہ او میری گذشتہ زندگی کو عین اُسی طرح بے نقاب کئے ہُوئے ہے، جیسے ایک پتھر جس کا گرد و غُبار بارش نے دھو ڈالا ہو، اِس لئے تُم مُجھ سے میرے ماضی کے بارے میں کُچھ نہ دریافت کرو، بلکہ میری موجُودہ کیفیت کے مطابق مُجھ سے گُفتگو کرو۔"

"جیسے تُمہاری مرضی" مَیں نے کہا "لیکن تُم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ تُم مُجھ پر آخر کیوں اعتبار کرتی ہو؟"

اُس کا چہرہ ایک بار پھر دمک اُٹھا، اُور وُہ کہنے لگی "اِس لئے کہ تُم نے صلیب پر اُس کا تمسخر اُڑانے والوں کی مخالفت کی تھی۔ تُم نے اُس کی اذیت کا احترام ملحُوظ رکھا تھا۔ تُم نے ایسے وقت میں اُس کی حمایت اُور مدافعت کی تھی جبکہ اُس کے اپنے خاص مُقرب تک خوفزدہ ہو کر فرار ہو چکے تھے اُور وہاں ہم عورتوں کے علاوہ یُوحنّا کے سوا کوئی بھی نہ رہا تھا اُور یُوحنّا کو دراصل خوفزدہ ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی کیونکہ اُس کے اقربا پیشوائے اعظم کے خاص احباب ہیں، اُور تو اُور اُن بھائیوں تک نے اپنے

مصلوب مجرم ساتھیوں کی حمایت میں رُومیوں کے خلاف شور مچانے کی جُرأت کی تھی لیکن اُس کے لئے ایک آواز بھی بُلند نہ ہو سکی۔"

اُس وقت مجھے احساس ہُوا کہ اُس عورت نے حواریوں کے خلاف اپنے غم و غُصّہ کو میرے لئے دوستانہ جذبات میں تبدیل کر لیا تھا۔ کُچھ دیر سوچنے کے بعد مَیں نے محتاط سے انداز میں کہا "میری دانست میں تُمہیں یہ یقین ہے کہ تُم اُس کے متعلّق حواریوں کی نسبت زیادہ علم رکھتی ہو، کیونکہ تُم نے اپنی زندگی میں بہُت نشیب و فراز دیکھے ہُوئے ہیں لیکن تُم چونکہ محض ایک عورت ذات ہو اور ہر بات سے فوراً ہی جذباتی طور پر متاثر ہو جاتی ہو، اِس لئے وُہ حواری تُم سے بدظن ہیں اور تُمہارے تصوّرات پر یقین کرنے کو تیار نہیں، چُنانچہ اب تُم مُجھے ایک گواہ بنانا چاہتی ہو۔"

مگدلا کی مریَم نے چِنچِتے ہُوئے میری بات قطع کی "تُم ابھی تک یہ بھی نہ سمجھ سکے، کُند ذہن آدمی! اُس نے عورتوں کو بھی اپنی صُحبت کا شرف بخشا تھا۔ وُہ لعزرؔ کی بہنوں مرتھا اور مریَم پر بے حد مہربان تھا۔ ایک بار فریسیوں کے دسترخوان پر دعوت کھانے کے وقت اُس نے ایک گُنہگار عورت کو اجازت دے دی تھی کہ وُہ اُس کے پاؤں اپنے آنسوؤں سے دھو کر اپنے بالوں سے پُونچھ دے۔ اِس بات پر وُہ فریسیوں میں اپنی تمام وُقعت بھی گنوا بیٹھا تھا کیونکہ وُہ لوگ تو اُس کے بارے میں ہر بُرائی کا گمان کر لینے کو تیار رہتے ہیں لیکن مَیں تُمہیں اور بھی بتلاتی ہُوں۔ ایک مرتبہ اُس نے سامریہ کی ایک عورت پر بھی ایک کُنوئیں کے پاس، اپنی رحمت بھیجی تھی، اور ایک دُوسری فاحشہ عورت کی جان بھی عین اُس وقت بچالی تھی جبکہ فقیہہ لوگ قانُون کی آڑ میں اُسے سنگسار کرنے پر تُلے ہُوئے تھے۔

مُجھ پر اعتبار کرو اجنبی، وُہ عورتوں کو اِس قدر اچھی طرح سمجھتا تھا کہ ویسے اور کوئی آج تک نہ سمجھ سکا، اسی لئے میرا یقین ہے کہ ہم عورتیں اُسے اُس کے بُزدِل حواریوں سے بدرجہا بہتر طور پر سمجھتی ہیں۔" اُس کی آواز جواب دے گئی، وُہ غُصّہ سے ہانپنے لگی۔ دفعتہً اُس نے پھر کہنا شروع کیا "آہ! کُچھ دیر کے لئے تو وُہ لوگ بڑے ارفع اور طاقتور رہے تھے اور اُس کی عطا کی ہُوئی قوّت سے بیماروں کو شفا دیا کرتے تھے، لیکن جب اُس آخری سفر کے لئے یرُوشلیم روانہ ہونے کا دِن آن پہنچا، تو اُس کی خواہش کے برعکس اُن میں سے ہر ایک بہانہ تراشی کرنے لگا، حالانکہ اُس سے پہلے وُہ ہمیشہ اُس کی

بادشاہت میں تخت و تاج اور دیگر عُہدوں کی تقسیم کے لئے آپس میں جھگڑے تک کر لیا کرتے تھے۔ وُہ عام لوگوں سے اشاروں، کنایوں، قِصّوں کہانیوں اور تمثیلوں میں باتیں کیا کرتا تھا، مگر حواریوں کے ساتھ اُس نے تمام باتیں بالکل دو ٹوک واضح طور پر کر دی تھیں لیکن وُہ پھر بھی نہ سمجھ سکے۔ اُن میں سے صرف ایک توماؔ ہی صاف ذہن رکھتا ہے اور اُسی کو یہ بات کہنے کی عقل تھی کہ "پھر ہم سب ہی جائیں گے اور اُس کے ساتھ ہی موت قبُول کرینگے" لیکن کیا تُمہارے خیال میں اُن میں سے کسی ایک نے بھی مُوت قبُول کی؟ حالانکہ اُس کا بچاؤ کرنے کے لئے اُن کے پاس دو تلواریں بھی پُہنچ چُکی تھیں۔ یرُوشلیم میں گو خُفیہ طریقہ سے ہتھیار رکھنا غیر قانُونی ہے تاہم اُن کے پاس دو تلواریں ضرور تھیں، لیکن کیا اُنہوں نے اُس کی حفاظت کرنے کی کوشش کی؟ میرا سوال صرف یہ ہے۔"

وُہ ہانپتی ہُوئی بڑے غُصّے سے بول رہی تھی، مگر پھر اُس نے ذرا سکُون اختیار کیا اور کُچھ دیر سوچنے کے بعد اعتراف کیا "لیکن بلاشُبہ اُس نے خُود ہی اُن کو منع کر دیا تھا۔ اُس نے کہا تھا "وُہ جو تلوار اُٹھاتا ہے خُود ہی تلوار سے کٹ جائے گا۔" مگر ساتھ ہی یرُوشلیم کے راستے میں ہی اُس نے اُنہیں یہ بھی کہا تھا کہ جس کے پاس چوغہ ہے وُہ اُس کے عوض تلوار حاصل کرے۔ مَیں یہ بات نہیں سمجھ سکی، یقیناً اُس نے اُن کی آزمائش کرنے کے لئے ہی یہ کہا ہو گا یا پھر شاید اُن کے اندر خُود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کی ہو گی، بہرحال جب رات کو پینتُو لئے اعظم کے ملازمین اُسے گرفتار کرنے آئے تھے تو شمعُون پطرس نے اپنی تلوار سے اُن میں سے ایک شخص کا کان اُڑا دیا، مگر اُس نے وُہ کان اُس شخص کے واپس لگا کر اُسے وُہیں اُسی وقت ٹھیک کر دیا تھا حتیٰ کہ اُس جگہ سوائے ایک خفیف سے زخم کے نشان کے اور کُچھ نہ رہا تھا؛ گو خُود ملخُسؔ کو جس کا کان اُس نے واپس لگایا تھا کسی سے یہ بات کرنے سے بڑی سختی کے ساتھ منع کر دیا گیا تھا، مگر اُس کے عزیز و اقارب نے بہرحال یہ ذکر دُوسرے لوگوں سے کر دیا تھا۔"

"لیکن مُجھے اپنا سارا غُصّہ ایک بار اُگل لینے دو" اُس نے اپنی بات جاری رکھتے ہُوئے کہا "مُجھے اُن بُزدِلوں کو بُرا بھلا کہہ لینے دو۔ وُہ خُود اکیلا پہرہ دیتا رہا اُسے اپنے انجام کا علم تھا، اُس نے دُعا کی اور کہا جاتا ہے کہ اپنی اُس کربناک اذیّت کے عالم میں اُسے خُون کا پسینہ آ گیا تھا۔ اُن حواریوں سے تو اُس نے صرف اتنا ہی چاہا تھا کہ وُہ اُس کے

ساتھ جاگتے رہیں، مگر اُنھوں نے کیا کیا؟ وُہ باغ میں شہتیروں کی طرح پڑے سوتے رہے۔ نہیں مَیں یہ سب نہیں مان سکتی، مَیں اُنہیں کبھی مُعاف نہیں کر سکتی، کیا یہی لوگ تھے جو ہیکل کو جلا کر بھسم کر دینے کی ڈینگیں مارتے تھے؟ وُہ تو اپنے غدّار کو بھی قتل کرنے کی جُرأت نہ کر سکے، اور اُسے خُود ہی اپنا کام تمام کرنا پڑا۔ مَیں سمجھ نہیں سکی، مُجھے نہیں معلُوم کہ اُس نے آخر اُن لوگوں میں کیا دیکھا جو باقی سب کو چھوڑ کر صرف اُنہی کو اپنی طرف بُلایا؟"

اُسکی اس باغیانہ ملامت و مذمت میں کُچھ اس قدر نِسوانیت تھی کہ میرا دِل بے اختیار ہنس پڑنے کو چاہتا تھا اور جی چاہتا تھا کہ پیار سے اُس کے رُخسار تھپتھپاؤں تاکہ وُہ اپنی تمام یاس کو آنسوؤں کی شکل میں بہا سکے، لیکن نہ تو مَیں ہنسنے کی جُرأت کر سکتا تھا اور نہ ہی اُسے ہاتھ لگانے کی، اس لئے مَیں نے ہر مُمکن احتیاط برتتے ہُوئے صرف یہ کہا "اگر ایسا ہے۔ اگر وُہ خوفزدہ ہیں اور اُس کے بتانے کے باوجُود بھی یہ نہیں جانتے کہ اُسے کیا سمجھیں تو پھر اُس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ اگر میرے جیسا محض ایک اجنبی بھی محوِ حیرت ہو، لیکن میرا یقین یہ ہے کہ اُن میں سے کسی ایک کو بھی کم از کم ابھی مُوت نہیں آئے گی۔ ہاں اُس وقت تک وُہ نہیں مر سکتے جب تک کہ وُہ اُس کی تمام تعلیمات کو مکمّل طور پر نہیں سمجھ پاتے۔ اِس قسم کے پندو نصائح، تمام تر ایک ہی لمحہ میں سمجھ لینا فہمِ انسانی کی برق رفتاری کے بس کی بات بھی نہیں ہے اور یہ حواری تو بچپن سے ہی ایک خاص قسم کی تربیّت کے طفیل یہودیوں کے گہرے تعصبات کے بندھنوں میں جکڑے پڑے ہیں۔ للٰہذا میرے نزدیک بہتر ہے کہ تم مُجھے کوئی شہادت دینے پر مجبُور نہ کرو۔ وُہ مُجھے ایک رُومی ہونے کی وجہ سے حقارت کے ساتھ دیکھنے لگیں گے۔ جیسے کہ خُود تُم نے بلا شُبہ اُن کی نظروں میں اپنا وقار محض غیر مُلکیوں کے ساتھ میل جول رکھنے کی بِنا پر کھو دیا ہے۔"

اُس نے بڑی تیزی سے اپنا سر ہلایا مگر فوراً ہی مَیں نے نمائش کے طَور پر اپنا ہاتھ بُلند کرتے ہُوئے کہا "نہیں اِس کے برعکس مَیں ایک رُومی ہونے کی وجہ سے، تُمہیں بہتر طَور پر سمجھتا ہُوں مریم! ایک یہُودی سے کہیں زیادہ! رُوم میں عورتیں بالکل آزاد ہیں اور رُتبہ میں مَردوں کے ہم پلّہ، ہاں بلکہ مَردوں سے بھی برتر، کیونکہ عورت ہمیشہ زیادہ مکّار اور کئی طرح مَرد کی نسبت زیادہ ظالم بھی تو ہوتی ہے۔ نیز اُس کے خیالات میں روڑے اٹکانے کے لئے کوئی منطقی یکسانیّت بھی نہیں ہُوا کرتی۔ اس لئے آؤ، ہم

ہم دوست بن جائیں، تُم مگدلا کی مریم اور مَیں، رُوم کا مرقس مینز لشس مینی لیانس! میرے نزدیک تُم بحیثیت ایک عورت کے واجبُ الاحترام ہو، اور اس وجہ سے اور بھی زیادہ کہ اُس نے تُمہیں اپنے ساتھ رہنے کی اِجازت دے رکھی تھی۔ مَیں تُمہیں یہ یقین دلانا چاہتا ہُوں کہ جو کُچھ مَیں نے خُود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اُس کی بِنا پر مَیں اُس کے مُردہ سے زندہ ہو جانے پر مکمّل ایمان رکھتا ہُوں اور مُجھے یہ یقین بھی ہے کہ تُم اپنی سریعُ الحسّی کے طفیل حواریوں کی نسبت زیادہ سمجھتی ہو گی۔"

پھر مَیں نے بطور احتیاط کہا "اِس کے باوجُود مَیں بڑی خوشی سے، اُن میں سے کم از کم چند ایک کو ہی، ملنا پسند کروں گا، تاکہ خُود دیکھ سکُوں کہ وُہ کس قسم کے لوگ ہیں۔"

مریم مگدلینی نے قدرے تامّل کے بعد ہچکچاتے ہُوئے کہا "اُن کے ساتھ میرے تعلقات کُچھ ایسے خراب بھی نہیں ہیں، اور مَیں اپنا یہ فرض سمجھتی ہُوں کہ اُن کے رُوپوشی کے دوران اُن کے خُورد و نوش کا بندوبست کرتی رہُوں۔ وُہ معمولی ماہی گیر ہیں، خوف کے مارے اُنہیں یہ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا کہ وُہ کدھر اور کیسے جائیں۔ پھر وُہ آپس میں اُلجھ بھی پڑتے ہیں جس پر مُجھے بھی دخل اندازی کرنا پڑتی ہے۔ یہ درُست ہے کہ ابھی ابھی مَیں نے تُمہارے ساتھ اُن کے متعلق بڑی تلخ و تُرش باتیں کی ہیں، تُم شاید میرے ایسے رویّے کو سمجھ بھی نہ سکو، تاہم بلاشُبہ وُہ بیشمار خُوبیوں کے مالک بھی ہیں، مُجھے اس کا پُورا پُورا اعتراف ہے۔ اُن کی سب سے بڑی خواہش اس وقت گلیل کو واپس جانے کی ہے، لیکن سرِدست وُہ کسی بات کا پُختہ ارادہ بھی نہیں کر پاتے۔ شہر کی سڑکوں اور دروازوں پر وُہ اپنی خاص طرز کی بولی ٹھولی کی وجہ سے بڑی آسانی کے ساتھ پہچانے جا سکتے ہیں، اِس کے علاوہ اُن کے حُلیئے بھی اُن کی غمازی کر دیں گے، کیونکہ اُس کے ساتھ دو تین سال گذار دینے کے بعد اب وُہ عام سے ماہی گیر بھی تو معلُوم نہیں ہوتے۔ ممکن ہے تُم یہ بات سمجھ نہ سکو، لیکن اگر تُم اُن میں سے کسی کو ملو تو فوراً سمجھ جاؤ گے کہ میرا مطلب کیا تھا۔"

اب مریم مگدلینی اُن لوگوں کی مدافعت میں بڑی سرگرمی دکھا رہی تھی، چنانچہ اُس نے مُجھے یقین دلایا کہ اِن سادہ سے لوگوں کو خاص طور پر اپنے حواری منتخب کر لینے کے لئے اُس کے پاس یقیناً بڑی مضبُوط وجُوہات ہوں گی۔ اُن میں سے کوئی اگر مکتب کی تھوڑی بہت تعلیم رکھتا ہے تو وُہ صرف حلفئی ہے، وُہ محکمۂ محصُول میں افسر تھا، لیکن مَیں جب تعلیم یافتہ لوگوں کے متعلّق غور

کرنے لگتی ہُوں تو خواہ وُہ فقیہہ ہوں یا فلسفی، مُجھے یہ یقین کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ایسے لوگ اُس کی تعلیمات کو سمجھ سکتے ہیں۔ یقین مانو کہ ایک تعلیم یافتہ شخص اُس کا محض ایک لفظ سمجھنے میں ہی تمام عُمر صرف کر دے، جیسے ایک فقیہہ مُقدّس صحیفوں کے ایک ہی حرف پر برسوں غور و فکر میں غرق رہتا ہے، یا کوئی یُونانی فلسفی اوڈیسی میں مذکور کسی مقام کے نام پر ہی ایک کتاب کی کتاب لکھ مارتا ہے، اَور مجھے واقعی اُس کا یہ کہنا بڑی اچھی طرح یاد ہے کہ یہ حقائق تو صرف سیدھے سادے لوگوں یا معصُوم بچّوں پر ہی خُود بخُود منکشف ہُوا کرتے ہیں۔ خردمند اِن کی تہ تک کبھی پُہنچ ہی نہیں سکتے۔"

مَیں نے اُس کی بات پر غور کیا کہ مُمکن ہے اُس میں کوئی کام کی چیز ہو۔ دراصل اپنی سابقہ تعلیم اَور اندازِ فکر سے دبا ہُوا ایک ذہن، بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کوئی ایسا جدید اَور انقلابی قسم کا نظریہ قبُول کرنے پر بہُت ہی مشکل سے آمادہ ہُوا کرتا ہے۔ جیسا کہ مریم نے میرے سامنے پیش کیا تھا، بعینہٖ اس طرح مَیں قدیمی اصُولوں اَور اُن چیزوں کے بارے میں جو مجھے سیکھنا پڑیں اَور جنہیں سوچنے کا مَیں عادی ہو چکا ہُوں، قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا رہتا ہُوں۔

مَیں نے جیسے اپنے آپ سے کہا "تو کیا اُس کا یہی مطلب تھا جب اُس نے نیکُدیمس سے یہ کہا تھا کہ انسان کو دوبارہ پیدا ہونے کی ضرُورت ہے۔"

"نیکُدیمس متوکّلین کے گروہ میں سے ہے"، مریم مگدلینی نے کہا "وُہ اُن راسخ الاعتقاد لوگوں میں سے ہے جو انتظار کے عالم میں ہیں، وُہ باطن میں ایک نیک نیّت انسان ہے مگر صحیفے اُسے زبانی یاد ہیں اَور جب بھی اُسے کسی نئی بات سے واسطہ پڑتا ہے تو اُسے سمجھنے کے لئے وُہ اُس کا موازنہ صحیفوں کے ساتھ کرنے پر مجبُور ہوتا ہے۔ اس لئے خواہ وُہ کتنی ہی مرتبہ کیوں نہ پیدا ہو، ہر بار وُہ ایک ایسے شیر خوار بچّے کی مانند ہی ہوگا جو تنگ اَور چُست کپڑوں میں لپٹا ہُوا ہو۔"

اَور بچّے کے تصوّر سے مریم کے چہرہ پر مُسکراہٹ پھیل اُٹھی۔ مَیں نے اُس کے پتّھرائے ہُوئے چہرے کو مُسکراہٹ سے روشن ہوتے اَور اُس کی آنکھوں کو جگمگاتے دیکھا تو مجھے احساس ہُوا کہ عالمِ شباب میں کس قدر غیر معمُولی حُسن کا نمونہ ہوگی، کیونکہ اُس وقت بھی محض ایک خفیف سی مُسکراہٹ کے باعث مَیں اُس کے اعلیٰ حُسن کا قائل ہُوئے بغیر نہ رہ سکا۔ بڑے انوکھے سے انداز میں وُہ مجھے ایک روشن چاند کی یاد دِلاتی تھی، اَور پھر مجھے خیال آیا کہ اُس

نے اپنی تمام دولت قُمری جیسے معصُوم پرندوں کی تجارت میں پیدا کی تھی۔

"تمہیں یہ گہرا سیاہ لباس پہننے کی کیا ضرُورت ہے؟" مَیں بے ساختہ بول اُٹھا۔ "تمہارے لئے تو موزُوں رنگ سبز اَور نقرئی ہیں۔ مگدلا کی مریم! بنفشہ تمہارا پھُول ہے اَور مہندی تمہارے پھُولوں کا گچھا، تُم مُجھے یُوں دھوکہ مت دو۔"

وُہ جیسے چونک اُٹھی اَور تمسخر سے کہنے لگی "کیا تُم نجومی بننے کی کوشش کر رہے ہو؟ مُجھ سے ارضی قُوّتوں کا ذکر مت کرو، اگر مَیں دوبارہ سبز اَور نقرئی رنگ پہن بھی لُوں تو ارضی دیوتاؤں کا مُجھ پر اب کوئی اثر نہ ہوگا۔ مُجھے صرف اُس کا نام لینے کی ضرُورت ہوگی، یسُوع مسیح، خُدا کا بیٹا، اَور تمام بُرائیاں کافُور ہو جائیں گی۔ بُرائی کی تمام قُوّتیں بے ضرر پرچھائیاں بن کر ڈوب جائیں گی۔"

اُس کے الفاظ سے مُجھے اندازہ ہُوا کہ وُہ اپنی بدرُوحوں کی قُوّت کا علم رکھتی ہوگی اَور اُن کے اثر کے تحت اذیّت ناک دوروں کا شکار رہی ہوگی، چنانچہ مَیں فوراً ہی اپنے پر متاسف ہو گیا اَور مَیں نے دیکھا کہ وُہ حسین مُسکراہٹ اُس کے چہرے پر سے غائب ہو کر اُسے پہلے کی مانند پتّھر کی سخت چھوڑ گئی تھی، تاہم اُس کی آنکھوں کی گہرائیوں میں ایک بے چین سی چنگاری اب بھی چمک رہی تھی۔ مَیں پھر بھی یہ کہے بغیر نہ رہ سکا "کیا تُمہیں پُورا یقین ہے، اَے مگدلا کی مریم! کہ ہر نئی بات کو سمجھنے کی خاطر تُم بھی پُرانے خیالات سے اُس کا موازنہ نہیں کرتی ہو؟ کیا تُم یہ ایمان رکھتی ہو کہ تُم نے اپنی پُرانی خبیث رُوحوں سے نجات پا کر اُن کی جگہ ایک ویسی ہی مضبُوط تر جناّت کو نہیں دی ہے بلکہ کُچھ بہتر کام کیا ہے؟"

اُس نے اپنے ہاتھ ملتے ہُوئے اپنے جسم کو یُوں آگے پیچھے ہلانا شرُوع کر دیا گویا کسی شدید درد کو دبانے کی کوشش کر رہی ہے ہو، لیکن وُہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتی رہی اَور بولی "ہاں، مجھے یقین ہے۔ مکمّل یقین، کہ وُہ ایک نُور تھا اَور ہے، مکمّل اَور قطعی نُور۔ وُہ جو ایک آدمی تھا، وُہ جو خُدا ہے۔" تاہم وُہ اپنے اُس شک کو جو ایک روگ کی طرح اُسے کھائے جا رہا تھا چھُپا نہ سکی، کیونکہ اُس نے اپنی بات کی توجیہہ پیش کرنے پر اصرار جاری رکھا اَور مجھ سے زیادہ غالباً اپنے آپ کو یقین دلانے کے لئے بولتی چلی گئی "نہیں، وُہ کوئی ساحر ہے نہ بدرُوح، حالانکہ وُہ سطحِ آب پر چل سکتا تھا، اَور اگر وُہ محض ایک طاقتور جادوگر ہی ہوتا تو مَیں نے کبھی اُس کا پیچھا نہ کیا ہوتا، کیونکہ مَیں بے شمار جادوگر دیکھ چُکی ہُوں، پھر یہ بھی ہے کہ اُس نے خُود بھی مُجھے اپنے پیچھے آنے کا حکم نہیں دیا تھا، بلکہ صرف اجازت دی تھی۔ اِس نازک سے فرق کو تُم

محسوس کر سکتے ہو۔"

مجھے اپنے شبہات پر ندامت سی محسوس ہوئی، لیکن میں یہ سب باتیں پوچھنے پر مجبور بھی تھا کیونکہ میں کسی ایسے قطعی نتیجہ پر پہنچنے کا خواہشمند تھا، جہاں تک انتہائی تحقیق و تفتیش سے پہنچنا ایک انسان کے بس میں ہو سکتا ہے۔ مجھے احساس ہوا کہ میں نے اُس کے جذبات کو مجروح کر دیا ہے۔ چنانچہ میں نے انتہائی سلیقے کے ساتھ اُس سے معافی مانگی اور پھر اپنی اصل خواہش کا اظہار اُس پر بغیر کسی لاگ لپٹ کے کر دیا۔ "مگدلا کی مریم! مجھے اُس کے حواریوں کے پاس لے چلو تاکہ میں اُن کے متعلق بھی اپنے شکوک رفع کر سکوں۔"

مریم نے ٹالنے کے انداز میں کہا "اِس کام کے لئے تم ابھی مناسب پختگی کی حد تک نہیں پہنچے ہو، نہ ہی وُہ خود اِس کے لئے تیار ہیں۔ ہم سب کسی انجانی بات کے منتظر ہیں، تم بھی صبر سے انتظار کرو۔" لیکن پھر میری خواہش کے خلوص کا اندازہ کر کے وُہ قدرے موم ہو گئی اور کہنے لگی "مجھے یقین ہے کہ تم ہرگز کوئی رُومی جاسوس نہیں ہو۔ اپنے دِل میں تم غدار بھی نہیں ہو۔ اتنی بات سمجھنے کے لئے میں کافی کردار شناس ہوں، اگر تم ایسے ہوتے تو اب تک تمہیں سخت نقصان پہنچ چکا ہوتا۔ ہماری وجہ سے نہیں بلکہ اُس کی طاقت کے ذریعہ جس نے اپنے حواریوں کو منتخب کیا تھا اور جو اَب خُود ہی اُن کو زِندہ و سلامت رکھنا چاہتا ہے، جیسا کہ ابھی ابھی تُم نے خُود بھی یقین ظاہر کیا تھا۔ کیا تُم جانتے ہو درِ چشمہ کہاں ہے؟"

"میں اُسی راستہ سے آیا تھا" میں نے مسکراتے ہُوئے کہا "حالانکہ اُس طرف سے راستہ لمبا ہے لیکن میں بہرحال درِ چشمہ دیکھنا چاہتا تھا۔"

"تب یقیناً تمہیں وہاں سے پانی لے جانے والے آدمی کا علم ہو گا" اُس نے کہا، "یہ عین ممکن ہے کہ کسی روز جب تم اپنے دل کی گہرائیوں میں پُورے عجز و خلوص کے ساتھ متوکل بن چکے ہو، تو وُہ شخص تمہیں وہاں درِ چشمہ پر نظر آ جائے، لیکن میں تمہیں مشورہ دُوں گی کہ عجلت میں کچھ نہ کرنا، کیونکہ ہر بات کے لئے کوئی نہ کوئی وقت مقرر ہوتا ہے اگر اس بات پر میرا ایمان نہ ہوتا تو میں کبھی زِندہ ہی نہیں رہ سکتی تھی۔"

میں نے پُوچھا کہ کیا وُہ میرے ساتھ واپس یروشلیم چلے گی، لیکن مگدلا کی مریم نے اُس کمرے میں جہاں یسُوع ناصری اکثر آرام کرتا رہا تھا، کچھ دیر مزید ٹھہرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اُس نے کہا "جب تمہارا دِل چاہے چلے جانا، اور اگر تمہیں نیچے کوئی نہ ملے تو کسی کا شکریہ

وغیرہ ادا کرنے کے خیال سے ٹھہرنا مت، ہم عورتیں بغیر تمہارے کہے ہی تمہاری شکر گذاری کے جذبات سے واقف ہیں جیسے تمہارا جی چاہے یہاں آؤ جاؤ۔ بہرحال اب بھی مجھے شک ہے کہ تمہیں خود ابھی معلوم نہیں تم آخر کیا چاہتے ہو؟ مگر میرا یقین یہ ہے کہ خواہ نیم دلی سے ہی سہی لیکن تم میں ایک سچی راہ پر چلنے کی لگن ضرور اَب تک پیدا ہو چکی ہے۔ تم پر سلامتی ہو!"

"اور تم پر بھی سلامتی ہو" میں نے جواب دیا اور کسی نامعلوم چیز نے مجھے مزید یہ کہنے پر اُکسایا "سلامتی ہو تم پر اَے خاتُون، جس کا رُتبہ ایک محبُوبہ، ایک بیوی، ایک بیٹی، سب سے بُلند ہے کیونکہ اُس نے تمہیں اپنی پیروی کی اجازت دی تھی۔"

میرے ان الفاظ پر وُہ یقیناً خُوش ہُوئی ہو گی کیونکہ وُہ بدستور فرش پر ہی جھکی ہُوئی بیٹھی رہی اور جب میں کھڑا ہو کر جُوتا پہننے کو جُھکا تو اُس نے جلدی سے اپنا ہاتھ بڑھا کر میرے پاؤں چھُو لئے۔ اُس کے اس اچانک لمس میں ایک ناقابلِ بیان آرزو، ایک ناقابلِ حصُول شئے کی جستجو سی تھی کہ میرے تمام جسم میں لرزے اور سنسنی کی ایک ایسی لہر دوڑ گئی جس کا آج تک مجھے ہرگز تجربہ نہ ہُوا تھا۔ میں شاید اس کیفیت کو سمجھ بھی نہ سکتا اگر میں نے تھوڑی ہی دیر قبل خواب میں اُس کی بادشاہت کے نزُول کو محسُوس نہ کیا ہوتا۔

جب میں زینہ اُتر کر پتوں کے ڈھکے ہُوئے صحن میں پہنچا تو مُجھے کوئی غم نہیں محسُوس ہو رہا تھا۔ چاروں طرف مکانات پر مکمل سکُوت طاری تھا اور کوئی نظر نہ آ رہا تھا، لہٰذا میں بغیر کسی کو الوداع کہے اپنے راستہ پر ہو لیا۔ جب میں باہر پتھر کے بنچ کے قریب پہنچا تو یہ اندازہ لگا کر متعجب ہو گیا کہ اُس وقت رُومی وقت شماری کے حساب سے پانچویں گھڑی شروع تھی۔ پہاڑی کا سایہ صحن تک پھیل آیا تھا، میں جس راستہ سے آیا تھا اُسی پر سے بڑی تیزی کے ساتھ شہر کی جانب روانہ ہو گیا۔ میں دوبارہ پہاڑی پر کھڑے زیتُون کے اُن بُوڑھے پیڑوں کے پاس سے گذرا جو اَب سُورج کی روشنی میں چمک رہے تھے۔ سڑک پر ٹھنڈا سایہ تھا، میں جڑی بُوٹیوں کے باغ کے قریب سے بھی گذرا، اور شام ہونے کے ساتھ ساتھ اُس کے پودوں میں سے بڑی تیز خُوشبو آنے لگی تھی۔ اِس محویّت کے عالم میں سے پہلی چیز جس نے میرے خیالات سے مُجھے یک لخت چونکا دیا۔ ایک مبہم، اُکتا دینے والی ٹھکی کی آواز تھی اور جب میں شہر کے دروازے کے قریب پہنچا تو میری نظر سرِ راہ جُھکے ہُوئے ایک اندھے بھکاری پر پڑی جو راہگیروں کو متوجّہ کرنے کے لئے اپنی لاٹھی لگاتار ایک پتھر پر مارے جا رہا تھا۔ اُس کی آنکھوں کے

گڑھے خالی تھے اور اُس کا منحنی سا بدن مَیل کچیل سے اکڑے ہُوئے چیتھڑوں میں لپٹا ہُوا تھا۔ میرے ٹھہر جانے کی آہٹ پا کر وُہ پیشہ ور بھکاریوں کی مانند کانوں کو چیر ڈالنے والی آواز میں رو رو کر چیخنے لگا "میں اندھا ہُوں، مُجھ پہ رحم کرو"۔

اچانک مُجھے اپنے کھانے کا تھیلا یاد آیا جو شامی کی بیوی نے مجھے دیا تھا اور جس کی مُجھے ضرورت نہیں پڑی تھی۔ اُس کے بیڑھے میڑھے ہاتھ میں وُہ تھیلا رکھتے ہُوئے مَیں نے جلدی سے کہا "تُم پہ سلامتی ہو، یہ لو کھاؤ اور تھیلا بھی اپنے ہی پاس رکھ لو مُجھے اِس کی ضرورت نہیں"۔ کیونکہ جب میں اُس کے قریب گیا تو مجھے اُس کی تمام تر غلاظت کی سخت بدبُو آئی تھی اور مَیں نے تھیلا اُٹھا کر اُس کے ہاتھوں میں خالی کرنے کی بجائے وہاں سے بعُجلت روانہ ہو جانا ہی بہتر سمجھا تھا، مگر اُس نے میرا شُکریہ تک نہ ادا کیا۔ اس کی بجائے اُس نے اپنے چوغے کو سمیٹتے ہُوئے بڑی بے قراری سے مجھے التجا کی "شام سر پر آگئی ہے، مَیں سارا دِن یہاں پڑا رہا ہُوں اور اَب تک مُجھے واپس لے جانے کے لئے نہیں آیا، اَے رحمدل انسان، مُجھ پر ترس کھاؤ اور مُجھے شہر تک لے چلو، وہاں مَیں اپنا راستہ خُود ہی تلاش کر لُوں گا لیکن یہاں فصیل سے باہر مَیں ہمیشہ راستہ سے بھٹک جاتا ہُوں اور پتھروں پر ہی ٹھوکریں کھاتا گرتا پڑتا رہتا ہُوں۔ ممکن ہے کہیں مَیں کسی گہری کھائی میں گر کر مر جاؤں"۔

اُس غلیظ ہستی کو، جسے اب انسان ہرگز نہیں کہا جا سکتا تھا، ہاتھ لگانے کے تصوّر سے ہی مُجھے متلی ہونے لگی تھی۔ مَیں اپنی اِس خُوش قسمتی پر شُکر گُذار ہو رہا تھا کہ مُجھے اُس کی گرفت سے بچ کر ذرا دُور ہٹ جانے کی مہلت مل گئی تھی، اور جلدی جلدی آگے بڑھتا جا رہا تھا، اور میرے پیچھے جو پیشہ ورانہ صدائیں وُہ لگا رہا تھا، اُن سے بالکل بے پرواہ تھا۔ اُس نے گویا اپنی مایُوسی کا انتقام لینے کے لئے اپنی لاٹھی کو پھر زور زور سے پتھروں پر مارنا شروع کر دیا، اور مَیں اپنے دِل میں اُس کے ناشُکرے پن پر اُسے بُرا بھلا کہتا جا رہا تھا، کم از کم اُسے اچھی غذا اور خاصی قیمت کا تھیلا تو مَیں نے دیا ہی تھا لیکن جب مَیں کوئی دس قدم ہی چلا تو اچانک میرے سامنے ایک دیوار آگئی اور مَیں پیچھے لوٹنے اور اِدھر اُدھر راستہ تلاش کرنے پر مجبُور ہو گیا۔ بھکاری نے پُر اُمّید ہو کر دوبارہ صدا لگائی "اندھے پر ترس کھاؤ بابا، تُم آنکھوں والے ہو، مُجھے شہر تک لے چلو، تُم پر برکت نازل ہو گی، اندھیرا ہونے پر مجھے سردی لگتی ہے اور کُتّے آ آ کر میرے زخم چاٹنے لگتے ہیں"۔

مَیں نے دِل میں سوچا کہ مَیں اندھا ہُوں یا وُہ بدبُو کا مارا ہُوا بھکاری۔ اُسے کھانا دے دینا تو کوئی خاص معرکے کا کام ہرگز نہ تھا، کیونکہ مُجھے خُود دراصل اُس کھانے کی ضرورت ہی نہ تھی لیکن اگر اپنے آپ پر جبر کر کے مَیں اُسے اپنے ہاتھ سے پکڑ کر شہر تک لے جاؤں تو یہ البتّہ صحیح معنوں میں ایک نیکی کا کام ہوگا، تاہم مُجھے اِس مکروہ سے خیال پر ہی متلی ہونے لگتی تھی۔ مَیں نے قدرے ہچکچاہٹ سے کہا "راستے تو کئی ہیں اور پیشرو بھی بہت، تمہیں کیونکہ یہ خیال ہے کہ مَیں تُمہیں راستہ سے بھٹکا کر اور تُم سے اپنا پیچھا چُھڑانے کے لئے تُمہیں کسی کھائی میں دھکا نہیں دے دُوں گا؟"

اندھا میرے اِن الفاظ پر چونک کر ایک دم ساکت ہو گیا۔ اُس کی لاٹھی کی حرکت بھی بند ہو گئی "تُم پر سلامتی ہو، تُم پر سلامتی ہو"، کچھ اُمید و نا اُمیدی کے ملے جُلے انداز سے اُس نے کہا "مُجھے تُم پر بھروسہ ہے۔ مَیں اندھا آدمی اِس کے سوا اور کر بھی کیا سکتا ہُوں کہ اپنے راہبر پہ بھروسہ رکھوں، کیونکہ مَیں خُود تو راستہ ڈُھونڈھ ہی نہیں سکتا"۔ اُس کے الفاظ میرے دِل میں اُترتے چلے گئے اور مَیں نے سوچا کہ اپنی نفاستِ طبع کے ہاتھوں دراصل مَیں ہی اندھا ہو رہا تھا، اور درحقیقت مَیں خُود محتاج تھا کہ کوئی شخص مُجھے صحیح راستہ پہ لگا دے! پھر مُجھے اپنے خواب کی وُہ پُراسرار سی موجُودگی کا خیال آیا جو میری آنکھ کُھلتے ہی غائب ہو گئی تھی۔ مَیں ایک پُختہ عزم سے اُس اندھے بھکاری کی طرف بڑھا، اور اُس کے دُبلے سے بازُو کو اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر مَیں نے اُسے اُس کے پاؤں پر کھڑا کر دیا۔ اُس نے بڑی عاجزی کے ساتھ اپنی لاٹھی کا ایک سِرا مُجھے تھما دیا تاکہ مَیں اُس کے سہارے اُس کی رہنمائی کرتا جاؤں اور اُس کو ہاتھ لگا کر اپنے آپ کو گندہ نہ کروں، لیکن مُجھے اِس خیال سے کچھ کراہت سی محسُوس ہُوئی کہ کسی جانور کی لگام کی طرح اُس کی لاٹھی پکڑ کر اُسے لے جاؤں، اس لئے مَیں نے لاٹھی چھوڑ، اُس کا بازو پکڑا اور اپنے ساتھ سڑک پر لے چلا، تاہم وُہ بے چینی سے اپنی لاٹھی سے بھی راستہ ٹٹولنے کی کوشش کرتا جا رہا تھا، کیونکہ وادیٔ کِدرُون کی وُہ سڑک، شاہراہِ رُوم کی طرح ہموار نہیں ہے۔

ہماری رفتار بہت سُست تھی کیونکہ وُہ اِس قدر دُبلا اور کمزور تھا کہ اُس کے گُھٹنے لڑکھڑاتے تھے۔ اُس کے بازُو کو ہاتھ میں پکڑنے سے یہ احساس ہوتا تھا گویا کوئی چیچوڑی ہُوئی ہڈی ہاتھ میں لے رکھی ہو، مَیں نے کچھ بے چینی سے اُسے پُوچھا "اگر تُم خُود اپنی حفاظت کرنے

کے قابل نہیں ہو تو وُہ لوگ تُمہیں دروازے سے اِتنی دُور کیوں چھوڑ جاتے ہیں؟" اُس نے دُکھ بھری آواز میں جواب دِیا " آہ، اجنبی دروازے پر بیٹھنے کی اَب مُجھ میں طاقت کہاں بچی ہے۔ لیکن جن دنوں مَیں اپنی طاقت کے عرُوج پر تھا تو مَیں ہیکل کے عین سامنے، بیچ سڑک کھڑا ہو کر بھیک مانگا کرتا تھا۔" ظاہر تھا کہ اُسے اپنے ایسے ماضی پر فخر تھا، اور اُس کا یہ دُہرانا کہ وُہ ہیکل کے عین سامنے بھیک مانگتا رہا ہے۔ بتاتا تھا کہ وُہ اِس بات کو ایک بہُت بڑا اعزاز سمجھتا تھا۔ مَیں اپنے دِل میں حضرتِ انسان کی اِس سخت جانی و سخت کوشی پر حیران ہوتا رہا کہ کیسے ایک انتہائی قابلِ رحم شخص بھی اپنے احساسِ تفاخر کی تسکین کے لئے کوئی نہ کوئی وجہ ڈھونڈھ ہی لیتا ہے۔

"گو مَیں اندھا ہُوں مگر اُن دِنوں مَیں اپنی من مانی کر سکتا تھا اَور لاٹھی کی مدد سے سب کو مارتا دھکیلتا آگے بڑھ جایا کرتا تھا۔" اُس نے بڑے فخریہ انداز میں کہا، "لیکن پھر جب مَیں کمزور پڑ گیا تو خُود مُجھے ہی گھونسوں، لاٹھیوں اَور زخموں کا مزہ چکھنا پڑا۔ بالآخر اُن لوگوں نے مُجھے دھکے دے دے کر دروازے سے باہر نکال پھینکا، اَور اس طرح اَب میرے لئے اِس کے سوا اَور کوئی چارہ کار نہ رہا کہ کسی رحمدل مسافر کی رہنمائی سے دِن بھر کے لئے آکر دروازے کے باہر بیٹھا رہُوں۔ شہر میں بھکاریوں کی کثرت ہے اَور اُن میں سے اکثر بڑے تنومند بھی ہیں۔"

اُس نے میرے چوغے کے کنارے کو اُنگلی سے چھُوتے ہُوئے کہا " اجنبی، تُمہارے چوغے کا کپڑا تو بہُت بڑھیا ہے، تُمہارے پاس سے خُوشبُو بھی بڑی نفیس آ رہی ہے۔ یقیناً تُم ایک دولتمند آدمی ہو۔ تُم رات کے وقت شہر کی فصیل سے باہر بغیر کسی ساتھی کے کیوں یُوں گھومتے پھرتے ہو؛ اَور تُمہارا راستہ صاف کرنے کے لئے کوئی پیشرو ملازم کیوں نہیں ہے؟"

مُجھ پر لازم نہ تھا کہ اُس کی بات کا جواب دیتا، تاہم مَیں نے کہا " میرے لئے یہ بہُت ضرُوری ہو چُکا ہے کہ اپنا راستہ مَیں خُود تلاش کرُوں۔" پھر میرے خبط نے مُجھے مجبُور کر دیا اَور مَیں نے اُسے پُوچھا " اَور تُم۔ کیا تُم نے یہُودیوں کے بادشاہ یسُوع ناصری کے متعلق بھی کُچھ سُنا ہے جسے صلیب پر چڑھا دیا گیا تھا؛ تُمہارا اُس کے متعلق کیا خیال ہے؟" یک لخت بھکاری غُصّہ کے مارے کانپنے لگا اَور اپنی لاٹھی گھماتے ہُوئے بولا " ہاں مَیں نے سُنا ہے اُس شخص کے متعلق، اَور اُنہوں نے بہُت اچھا کیا جو اُسے صلیب پر چڑھا دیا۔"

مَیں بہُت حیران ہُوا "لیکن مَیں نے تو سُنا ہے کہ وُہ ایک نیک اَور رحمدل انسان تھا۔" مَیں نے کہا " وُہ بیماروں کو شفا دیتا تھا اَور مزدُوروں، محنت کشوں کی بھلائی چاہتا تھا۔"

"ہُونہہ، بھلائی؟" اندھے نے حقارت سے میرے الفاظ کو دُہرایا " وُہ تو ہر چیز کو تہ و بالا اَور برباد کرنے پر تُلا ہُوا تھا، حتیٰ کہ ہیکل کو بھی۔ وُہ ایک کینہ پرور اَور فتنہ انگیز شخص تھا، نہایت بد اندیش۔ لو سُنو، مَیں تُمہیں بتاتا ہُوں، بیت صیدا کے تالاب کے قریب ایک بڑا مشہُور و معرُوف لنگڑا بھکاری، اپنے بستر پر پڑا رہتا تھا۔ کبھی کبھی وُہ کسی کے ہلکے سے دھکے پر ہی جان بُوجھ کر اپنے آپ کو تالاب میں گرا دِیا کرتا تھا تاکہ لوگوں کو اُس پر ترس آ جائے۔ اُس تالاب کے اندر خواہ کتنے ہی چشمے کیوں نہ پھُوٹتے رہیں مگر اُس کے پانی میں نہانے سے کبھی کسی کو شفا نہیں ہُوئی، لیکن وُہ جگہ بھیڑ دروازے کے باہر، ستُونوں کے سائے میں بھیک مانگنے کے لئے بہترین مقام ہے۔ تُمہیں پتہ ہے پھر وہاں کیا ہُوا؟ وُہ یسُوع وہاں آکر اُس لنگڑے سے پُوچھنے لگا کہ کیا وُہ تندرُست ہونا چاہتا تھا؟ لنگڑے نے یہ کہہ کر کُچھ ٹیڑھا سا جواب دیا کہ جب بھی چشمے میں سے بُلبلے اُٹھتے ہیں، کوئی نہ کوئی آدمی اُس سے پہلے ہی پانی میں داخل ہو چُکا ہوتا ہے۔ اِس پر ناصری نے اُسے کہا کہ کھڑا ہو جائے اَور اپنا بستر اُٹھا کر چلا جائے۔"

"تو کیا وُہ تندرُست ہو گیا؟" مَیں نے بے یقینی سے دریافت کیا۔

"بے شک، وُہ تندرُست ہو گیا تھا۔ اُس نے اپنا بستر اُٹھایا اَور چلا گیا۔" اندھے نے جواب دِیا۔ "گلیل کے اس شخص کے پاس بہُت خوفناک قُوّت تھی، چنانچہ وُہ بیچارہ لنگڑا بھکاری اپنا اچھا خاصہ روزگار کھو بیٹھا جس پر گذشتہ اڑتیس برس سے وُہ بڑے آرام سے گذر بسر کرتا چلا آ رہا تھا۔ اب اِس بڑھاپے میں اُسے پیٹ بھرنے کے لئے کوئی نہ کوئی دھندا کرنا پڑے گا، کیونکہ بھیک مانگنے کے لئے اُس کے پاس اب کوئی قانُونی جواز نہیں رہا۔" اندھا اَور بھی تلخ ہو کر کہنے لگا " اَور طُرّہ یہ کہ وُہ سبت کا دِن تھا۔ غریب آدمی اُٹھتے ہی مصیبت میں پھنس گیا۔ کیونکہ وُہ اپنا بستر اُٹھائے جا رہا تھا، جس پر فقیہہ لوگ جھگڑا کرنے لگے کہ سبت کے دِن کیوں کام کر رہا ہے اَور اِسی پر بس نہیں، بلکہ یسُوع دوبارہ جب اُسے ہیکل کے اندر ملا تو اُسے متنبہ کر گیا کہ آئندہ کوئی گناہ نہ کرے ورنہ اُسے بدترین مصائب سے سابقہ پڑ جائے گا۔ لہٰذا اُس شخص نے مجبُور ہو کر اپنی مدافعت کے لئے پیشواؤں کے سامنے یسُوع پر الزام لگایا کہ اُسی نے اُسے تندرُست کر کے یہ کہا تھا کہ وُہ اپنا بستر

اُٹھا کر چلا جائے، حالانکہ وُہ سبت کا دن تھا، لیکن پیشوا کیا کر سکتے تھے؛ اُس وقت اُس کے تمام پیرو اُس کے ہمراہ تھے اور وُہ دُور و نزدیک یہ دعویٰ کرتا پھر رہا تھا کہ اُسے سبت توڑنے اور سبت کے روز کام کرنے کا اختیار ہے جیسا کہ اُس کے باپ کو ہے۔ ہاں، ہاں، اُس نے اپنے آپ کو خُدا کا رُتبہ دیا؛ اس لئے بالآخر اُسے یقیناً صلیب پر ہی لٹکنا تھا۔"

لیکن میری خاموشی سے اندھے نے غالباً اندازہ کر لیا کہ میں اُس کا ہم خیال نہیں چنانچہ اپنی بات جاری رکھتے ہُوئے وُہ کہنے لگا "اگر ہیکل کو ہی گرا کر فرش کر دیا جاتا تو بتاؤ دُنیا کا کیا حشر ہوتا؟ اور اگر دولتمندوں میں سے بھی ایسے گنہگار نا پید ہو جاتے جو اپنے گناہوں کی تلافی کے لئے غریبوں میں خیرات تقسیم کرتے رہتے ہیں تو سوچ کر لُولے، لنگڑے، اپاہج لوگ کہاں سے بھیک پاتے؟" اُس نے پھر اپنی لاٹھی زور سے زمین پر مارتے ہُوئے چیخ کر کہا "اِسی لئے تو مُجھے بھی ہمت کر کے ہجُوم کے ساتھ جانا اور یہ شور مچانا پڑا کہ اِسے صلیب پر چڑھاؤ۔ اِسے صلیب پر چڑھاؤ! رُومی ہمارے قانون سے ناواقفیت کی وجہ سے کوئی فیصلہ نہیں کر پاتا تھا، یا شاید یہ چاہتا ہو کہ لوگ اِسی طرح ہمارے ہیکل کی بے حُرمتی کرتے اور خُدا کے خلاف کُفر بکتے رہیں۔ شہر کے تمام بھکاری جو کُچھ نہ کُچھ اہمیت ضرور رکھتے ہیں۔ ہیکل اور امن کے محافظ پیشواؤں کے دستِ نگر ہیں، اِسی لئے ہم سب بھکاریوں کو ہیکل اور شہر کے مختلف دروازوں پر ہمارے بھیک مانگنے کی مقررہ جگہوں سے بڑی عجلت سے بلوا لیا گیا تھا تاکہ باقی ہجُوم میں شامل ہو کر ہم شور مچائیں کہ یسُوع کے مقابلہ پر برآبا یقیناً ایک معصوم آدمی ہے، اُس نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا صرف ایک رُومی کو ہی تو قتل کیا تھا۔"

اُس کی بکواس پر خوفزدہ ہو کر مَیں نے کہا "میں تمہاری فطرت سمجھ نہیں سکا، بدی کی جڑیں تمہارے اندر نا معلوم کس قدر گہری جا چکی ہیں جو تُم ایک ایسی ذلیل بات پر فخر کرتے ہو؛ اگر تمہارا اُس میں ایمان ہوتا تو یقیناً وُہ تمہیں بھی تندرست کر دینے کی قوّت ضرور رکھتا ہوگا۔"

اندھے نے مکاری کے ساتھ ہنستے ہُوئے اور اپنے دانتوں کا خلا دِکھاتے ہُوئے اپنی آنکھوں کے گڑھوں کو میری طرف گھمایا اور جھینک کر بولا "تُم اپنے آپ کو اور اپنے علم کو کیا سمجھتے ہو؟ تُم غیر مُلکی ہونے کی وجہ سے یقیناً ناپاک اور نجس ہو، بہتر ہوگا اگر تُم مُجھے چھُوئے بغیر میری لاٹھی پکڑ کر مُجھے چلاؤ، اگر مَیں تُم پر لعنت کر دُوں تو اسرائیل کا خُدا ایک ہی پھُونک سے تُمہیں بھسم کر کے رکھ دے، لیکن اگر تُم اُس یسُوع کے ماننے والوں میں سے ہو تو خُدا کرے

کیڑے تُمہیں زِندہ کو کھا جائیں۔" وُہ اپنی نفرت بھری پھُنکاریں مُجھ پر مار رہا تھا اور اُس کے سانس کی بدبُو کے بھبکے میری طرف آ رہے تھے۔ ظالم نے میرا چوغہ اِس قدر مضبُوطی سے پکڑ رکھا تھا کہ میرے لئے بآسانی اُس سے آزاد ہونا دُشوار ہو رہا تھا۔

اُس نے اپنی آنکھوں کے گڑھوں کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے کہا "تُم نِرے احمق ہو، ایک بار اگر آنکھیں نکال لی جائیں تو دوبارہ خُدا بھی وہاں آنکھیں نہیں پیدا کر سکتا اور مَیں دوبارہ آنکھیں حاصل کرنے کا خواہشمند بھی نہیں ہُوں کیونکہ میرے جیسے انسان کے لئے دُنیا میں دیکھنے کو رکھا ہی کیا ہے؟"

اُسے ایک مُکا رسید کر کے مَیں بآسانی اُس سے اپنا پیچھا چھُڑا سکتا تھا، مگر میرے ضمیر نے مُجھے اُس ہڈیوں کے ڈھانچے پر ہاتھ اُٹھانے کی اجازت نہ دی، اور مَیں صرف اِتنا ہی کہہ سکا "اپنے آپ کو پُرسکُون رکھو، معصُوم آدمی، ہم اب دروازے پر پہنچ گئے ہیں اور مَیں وہاں تُمہیں چھوڑ دُوں گا تاکہ تُمہاری پاکیزگی میری وجہ سے مزید برباد نہ ہونے پائے۔"

"کاش مَیں ذرا مضبُوط ہوتا" اُس نے اپنی آنکھوں کے گڑھوں سے مُجھے گھُورتے ہُوئے ایک آہ بھر کر کہا۔ "لیکن پھر بھی مَیں تُمہیں کُچھ دکھلاتا ہُوں اجنبی"۔ اور اچانک ہی ایک غیر متوقع گرفت سے اُس نے اپنا ایک ہاتھ پیچھے سے میری گردن کے گرد جکڑا اور اپنا تیکھا گھُٹنا میری کمر میں جما دیا۔ مَیں نے محسُوس کیا کہ اپنے دُوسرے ہاتھ سے وُہ میرا بٹوہ ٹٹول رہا ہے۔ واقعی اگر وُہ ذرا مضبُوط ہوتا تو مَیں ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا۔ مَیں امداد کے لئے شاید پھر آواز بھی نہ نکال سکتا۔ بہرحال اُس کے مکروہ بازو کو اپنی گردن سے جھٹکا کر ایک طرف کر دینا اور اُس کی اُس رہزنوں والی گرفت سے خُود کو آزاد کر لینا میرے لئے چنداں مشکل نہ تھا۔ اُس نے ہانپتے ہُوئے کہا "تُمہارے لئے میرا یہ مشورہ ہے، اجنبی کہ اِس بات کو ایک سبق سمجھو، کسی ناواقف کی اِلتجا سُننے سے پہلے ذرا غور کر لیا کرو، اور انجانے راستوں پر بھکاریوں کی رہنمائی مت کیا کرو۔ مَیں اگر ذرا مضبُوط ہوتا تو تُم پر فوراً ہی پُورا قابُو پا کر، اور سیٹی بجا کر اپنے ساتھیوں کو بُلا لیتا، پھر تُم اپنا یہ قیمتی چوغہ اور بٹوہ کھو بیٹھتے اور اگر مَیں اور بدطینتی کرتا تو اپنے انگوٹھوں سے تُمہاری آنکھیں دبا کر تُمہیں اندھا کر دیتا تاکہ نہ تُم مُجھے شناخت کر پاتے اور نہ میرے خلاف گواہی دے سکتے، اور ہاں، اگر تُم ایک رُومی ہوتے تو مَیں بڑی خُوشی سے تُمہیں جان سے ہی مار ڈالتا۔"

"تُمہاری تنبیہ کا شُکریہ" مَیں نے طنزاً کہا "تمہیں کیسے خیال آیا ہے کہ مَیں رُومی نہیں ہُوں"۔

بھکاری نے جواب دیا "جیسے تُم نے میری راہنمائی کی ہے کسی رُومی نے کبھی نہ کی ہوتی۔ تُمہیں اِس دُنیا کی بُرائیوں کا کُچھ علم نہیں۔ تُمہاری بجائے اگر کوئی رُومی ہوتا تو وُہ میری پیٹھ پر ٹھوکر لگاتا یا میرے چہرے پر ہنٹر برساتا۔ ایک رُومی سے رحم کی توقع کی ہی نہیں جا سکتی، وُہ لوگ تو صرف سڑکیں اَور پانی کے تالاب و نالے بنانا چاہتے ہیں یا یہ نگرانی کرتے رہتے ہیں کہ وزن اَور پیمانے اپنی اپنی جگہ پُورے رہیں"۔

ہم دروازے کے قریب، تالاب پر پہنچ چُکے تھے۔ مَیں نے پُوچھا "کیا تُم خُود اُس لنگڑے بھکاری سے ملے ہو؟ کیا سچ مُچ اپنے اُس شفا دینے والے کے خلاف ہے؟"

"نہیں مَیں اُسے ملا نہیں" اندھے نے اعتراف کیا "مَیں نے تو جو سُنا ہے وُہی دہرایا تھا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُس نے صرف ایک آدمی کو یا محض چند آدمیوں کو کیوں شفا دی؟ اُس نے ہم سب کو ہی کیوں شفا نہ دی؟ محض ایک ہی آدمی پر کیوں رحمت ہو اَور دُوسرا کیوں ہمیشہ تاریکی میں بھٹکتا پھرے؟ تُمہیں ماننا پڑے گا کہ اُس کے خلاف بولنے کے لئے ہمارے پاس کافی وجُوہات ہیں"۔

مَیں نے کہا "تُم نے یہ بھی تو سُنا ہوگا کہ وُہ بادشاہ یسُوع تیسرے روز زندہ ہو کر اپنی قبر سے باہر آگیا تھا"۔

بھکاری ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگا، پھر بولا "عورتوں کی بکواس، اَور تُم، ایک جوانمرد اِس پر یقین کر گئے"۔ لیکن اُس کی ہنسی میں جس قدر تحقیر تھی، اُتنی ہی سسکیاں بھی تھیں۔ "اُس کے حواریوں نے اُسے قبر سے چُرا لیا، یہ بات بالکل صاف ہے" اُس نے کہا "تاکہ وُہ آخری دم تک لوگوں کو دھوکا دیتے رہیں۔ خُدا ضرور ہے۔ یہ مَیں خُوب جانتا ہُوں، لیکن یہاں اِس دُنیا میں تو سوائے دولت اَور تنے ہُوئے مُکّے کے اَور کوئی طاقت نہیں"۔ اُس نے اپنے سامنے سڑک کی طرف خلا میں اپنی لاٹھی کو بڑی سختی سے گھمایا۔ اُسے ایک پتّھر پر زور سے مارا اَور پھر جُھک کر وُہ پتّھر اُٹھا لیا۔ "یہ ایک پتّھر ہے" اُس نے وُہ پتّھر میری آنکھوں کے سامنے کرتے ہُوئے چیخ کر کہا "کیا تُم تصوّر کر سکتے ہو کہ یہ ایک روٹی میں تبدیل ہو جائے گا؟ دُنیا بدل نہیں سکتی، یہ نفرت، قتل و غارت، زِنا، لالچ اَور انتقام کی دُنیا، کبھی نہیں بدل سکتی۔

اسرائیل کا خُدا انتقام کا خُدا ہے۔ رُومی اپنے ظُلم و ستم کی سزا ایک نہ ایک دِن ضرور پائیں گے، مگر وُہ اُس گلیل کے یسُوع کا کارنامہ ہرگز نہ ہوگا"۔

میرا جسم کُچھ عجیب انداز سے تن گیا اَور اعضاء جیسے سرد ہو گئے "اَے یسُوع ناصری" مَیں نے کہا "اگر تُم یہُودیوں کے محض ایک بادشاہ سے بُلند تر تھے اَور اب بھی ہو، اَور اگر تُم اپنی بادشاہت کے اندر ہو اَور تمہاری بادشاہت ہنُوز یہاں موجُود ہے تو اِس پتّھر کو روٹی میں تبدیل کر دو اَور مَیں تُم پر ایمان لے آؤں گا"۔

میرے اِن الفاظ پر، بھکاری اپنی لاٹھی بغل میں لے کر اُس پتّھر کو محسُوس کرنے کے لئے اپنے دونوں ہاتھوں میں پھرانے لگا۔ پتّھر اُس کی اُنگلیوں کے نیچے دبنے لگا، کُچھ شک کے ساتھ اُس نے پھُونک مار کر اُس کی مٹی جھاڑی اَور اُسے اُٹھا کر اپنی ناک سے لگایا اَور سُونگھا۔ پھر اَور بھی بے یقینی سے اُس نے اُس میں سے ایک ٹکڑا توڑا اَور اپنے مُنہ میں ڈال کر چکھا، چبایا اَور نگل لیا۔ "یہ روٹی نہیں، بلکہ پنیر ہے" اُس نے کہا، اَور پھر میری حماقت پر مجھے ملامت کرنے لگا۔ چُنانچہ مجھے بھی اُس پتّھر کے اندرونی سفید حصّہ میں سے ایک ٹکڑا توڑ کر چکھنا پڑا، واقعی وُہ گیند کی طرح گول اَور سخت چیز دیہاتی پنیر تھا۔ یہ کسی کے بوجھ میں سے گر گیا ہوگا، اَور سڑک کے گرد و غبار سے مسخ ہو کر بظاہر ایک پتّھر دکھائی دینے لگا ہوگا۔

بھکاری نے ایک اَور ٹکڑا مُنہ میں رکھ کر چُوسا اَور کُچھ مشتبہ ہو کر پُوچھنے لگا "کیا تُم جادُوگر ہو؟ کیا تُم نے ناصری کا نام لے کر وُہ میرے ہاتھ کا پتّھر پنیر میں تبدیل کر دیا ہے؟"

"پنیر ہو یا روٹی، انسان کے لئے یہ کم از کم ایک کھانے کی شئے تو ہے" مَیں نے کہا "اَور اگر وُہ میری اِلتجا پر اپنے نام سے تُمہارے ہاتھ میں پکڑے ہُوئے پتّھر کو پنیر میں تبدیل کر سکتا ہے تو تُمہیں یہ ماننا ہی پڑے گا کہ وُہ زِندہ ہو چُکا ہے"۔

لیکن یہ کہنے کے ساتھ ساتھ میرے ذہن میں کُچھ ایسے شکُوک بھی پیدا ہونے لگے کہ شاید جب اُس اندھے نے لاٹھی کے ساتھ سڑک پر پڑے ہُوئے اُس پتّھر کو کھڑکایا تھا تو مَیں نے اُس پتّھر میں سے لاشعُوری طور پر ضرور کُچھ غیر معمُولی سی آواز سُنی تھی، جس پر مَیں نے اُس وقت غور نہ کیا تھا، بہرحال یہ معاملہ اپنی جگہ محض ایک عجیب سا اتّفاق ہی ہوگا، اَور اس دُنیا میں تو اِس سے بھی عجیب تر اتّفاقات ہوتے رہتے ہیں۔

اندھا مجھ سے بہرحال زیادہ عملی اِنسان تھا، اُس نے پھُرتی کے ساتھ وُہ پنیر کا گولہ

میرے دیئے ہُوئے تھیلے میں ڈال لیا، گویا ڈرتا ہو کہ کہیں مَیں وہ اُس سے چھین نہ لُوں، اَور پھر اپنی لاٹھی سے سڑک کے کنارے پڑے ہُوئے اَور پتھروں کو بجا بجا کر دیکھنے لگا اَور جُھک جُھک کر اُنہیں اپنے ہاتھوں سے بھی ٹٹولتا رہا۔ پتھر بہرطور پتھر ہی تھے، عین اُس پنیر کے ٹکڑے کی طرح گول، اَور وُہ پتھر ہی رہے۔ کچھ دیر بعد اُس نے اپنی جُستجُو بند کر دی۔ ہم اب ایک ایسی سڑک پر آ چکے تھے جو ایک خفیف چڑھائی سے وادیٔ کدرُون والی فصیل کی جانب چلی گئی تھی۔ اِس طرح ہم گویا شہر کے سائے میں کھڑے تھے۔ لیکن ہمارے عقب میں ایک اُداس سی پہاڑی کی چوٹی ڈُوبتے ہُوئے سُورج کی سُرخی میں نہائی کھڑی تھی۔ مَیں نے بھُوت پریت کا کچھ خوف سا محسُوس کرتے ہُوئے اپنے ارد گرد نظر ڈالی اَور بُلند آواز سے دُعا مانگی "یسوع مسیح، ابنِ خدا، میری بے یقینی پر رحم کر۔"

عین اُسی لمحہ ایک خیرہ کُن روشنی میرے اُوپر لہرائی اَور یکایک مجھے اُس مقام پر موجُود ہونا قطعی غیر حقیقی محسُوس ہُوا۔ سامنے شہر کی ٹھوس فصیل مجھے اپنے باطن کے مقابلے پر بالکل ہیچ معلُوم ہُوئی، جیسے لعزر کے گھر نیند کی حالت میں مجھے محسُوس ہُوا تھا۔ اُس وقت بھی ایک لمحہ کے لئے مجھے یہ باطنی حقیقت قطعی ٹھوس۔ ہاں اُن میدانوں اَور پتھروں کی حقیقت سے کہیں زیادہ ٹھوس محسُوس ہُوتی، لیکن اندھے کو کچھ نظر نہیں آیا تھا اَور وُہ اپنی غمناک آواز میں صرف یہی اِلتجا کرتا جا رہا تھا "اُس شخص کا نام مت لو، اُس کا نام بُلند آواز سے نہ پکارو، اگر وُہ واقعی زندہ ہو چُکا ہے اُس کا خُون میرے سر پر بھی ہے۔" وہ روشنی جس تیزی کے ساتھ نمودار ہُوئی تھی، اُسی سُرعت سے غائب ہو گئی، میری نظریں ابھی تک خیرہ تھیں۔ مَیں نے نُور کی اُس چادر میں اپنی شیریں شناوری کو گویا لپیٹ جانے کے انداز میں اپنے بازو اُوپر اُٹھا کر پھیلا دیئے۔ فصیل کا سایہ دوبارہ مجھ پر آ گیا۔ پہلے سے زیادہ تاریکی لئے اَور مَیں اپنے بوجھل اعضا کے ساتھ زمین پر آ رہا۔ پھر جب مَیں نے وادی کے اُس پار سُورج کی روشنی سے کھڑی ڈھلوان والی پہاڑی کو چمکتے دیکھا تو میری عقل نے مجھے بتایا کہ وہاں سے کسی چمکیلی شئے کے عکس کی وجہ سے مجھ پر وُہ روشنی پڑی ہو گی، بعینہٖ جیسے ایک آئینے کے ساتھ کوئی اندھیرے کے عین بیچ میں روشنی کا ایک دائرہ پیدا کر دے۔

تاہم میرے دل میں ایک مسرت انگیز یقین ضرور تھا کہ وُہ سچا تھا اَور اُس کی بادشاہت موجُود ہے۔ یہ دل کی گہرائیوں میں چھپا ہُوا یقین میری عقل سے زیادہ قوی تھا جس کی بنا پر مَیں

صدقِ دِلی سے ایمان لے آنا چاہتا تھا، پھر مَیں نے سوچا کہ مَیں اِس قدر عجلت سے آخر کیوں کام لے رہا ہُوں؟ مَیں ہر شئے کو کیوں ایک دم اَور مکمّل طور پر دیکھنے کا خواہشمند ہُوں؟ خُوشی کے مارے مَیں نے بھکاری کا بازو پکڑ کر ایک حوصلہ افزا انداز میں کہا "قدم بڑھاؤ، بس چند قدم اَور، پھر ہم دروازے پر پہنچ جائیں گے۔"

لیکن اندھے بھکاری نے مزاحمت کر کے اپنے بازو کو میری گرفت سے چھڑا لیا اَور شکایتاً کہنے لگا "یہاں تو سڑک ایک کھڑی چڑھائی کی مانند ہے۔ تُم مجھے کہاں لئے جا رہے ہو؟ مجھے اُوپر چوٹی پر لے جا کر اَور وہاں سے دھکا دے کر کہیں تُم مجھ سے اُس شخص کا بدلہ تو نہیں لینا چاہتے جسے مصلُوب کروانے میں مَیں نے بھی حصّہ لیا تھا؟"

مَیں نے جواب دیا "اُس کے متعلق مَیں کچھ ایسا زیادہ علم نہیں رکھتا، لیکن پھر بھی یہ کبھی نہیں مان سکتا کہ وُہ انتقام لینے کی خاطر دوبارہ زندہ ہُوا ہے۔ نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے۔" ہم دروازے پر پہنچ گئے۔ پہرے دار اُس اندھے کو جانتے تھے۔ اُنہوں نے اُس کی تواضع کے طور پر پہلے اُس پر کچھ پھبتیاں کَسیں، اَور پھر اُسے پُوچھا کہ اُس نے دِن بھر کسقدر رقم اکٹھی کی تھی۔ اگر مَیں اُس کے ہمراہ نہ ہوتا تو وُہ غالباً اُس کی تلاشی لے کے اپنا حِصّہ وصُول کرتے۔ مجھ سے اُنہوں نے کوئی سوال نہیں پُوچھا، کیونکہ میرے تیل سے تر بال اَور میرا بغیر حِھالَہ کا چوغہ ہی، اُن کیلئے کافی شہادت تھی۔

پہرے داروں کی شناسا آوازوں سے اندھے بھکاری کی کچھ ڈھارس بندھی، اُس نے اپنی لاٹھی سے محرابی دروازے کی دیواروں کو ٹٹولا۔ پھر ایک دم مجھ سے بازو چھڑا کر تیز تیز میرے آگے آگے چلنے لگا، کیونکہ یہاں سے وُہ راستے کا واقف تھا، دروازے کی ایک جانب ایک چھوٹا سا میدان تھا، جس کی دیواروں کے ساتھ ابھی تک کچھ اپاہج اَور لنگڑے بھکاری بیٹھے، اپنے ہاتھ پھیلا پھیلا کر، اُکتا دینے والی آوازوں میں بھیک مانگ رہے تھے۔ لیکن شہر کی شام کے وقت کی زیادہ تر سرگرمیاں ختم ہوتی جا رہی تھیں، اَور اُن کی بجائے ہمیں گھروں میں سے کھانا پکانے کی آگ، تازہ سینکی ہُوئی روٹیوں، لہسن اَور گرم گرم تیل وغیرہ کی خُوشبوئیں آ رہی تھیں۔

اندھا مجھ سے چند قدم آگے جا چکا تو اُس نے اپنی لاٹھی ہوا میں گھما گھما کر اپنے ساتھی بھکاریوں کو پکارنا شرُوع کر دیا "اسرائیلیو" اُس نے بلند آواز میں کہا "میرے پیچھے آنے

والا آدمی میری راہنمائی کر کے مجھے یہاں تک لایا ہے، یہ آسیب زدہ معلوم ہوتا ہے۔ اِس نے مصلوب یسوع کا نام لے کر میرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک پتھر کو پنیر کے گولے میں تبدیل کر دیا۔ تم سب پتھر اُٹھاؤ اور اِسے سنگسار کر دو۔ یہ یقیناً اُس ملعون شخص کے پیروؤں میں سے ہے اور ہم پر عذاب لے آئے گا۔" یہ کہتے ہوئے اُس نے جھک کر زمین پر سے تازہ گوبر کا ڈھیلا اُٹھایا اور میرے قدموں کی آواز کے رُخ ایسے دُرست انداز سے مارا کہ وُہ میرے آن لگا جس سے میرا تمام چوغہ گندہ ہو گیا۔ اُس کی اِس حرکت پر باقی تمام بھکاریوں نے بھاگ کر اُسے مضبُوطی سے پکڑ لیا اور اُس کی طرف سے مجھ سے معافی مانگنے لگے، اور اُسے ملامت کرتے ہُوئے کہنے لگے "کیا تم اپنا دماغ کھو بیٹھے ہو؟ یہ تو ایک معزز اور دولتمند غیر مُلکی ہے، ناصری کا پیرو کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم اِس کے چہرے سے ہی دیکھ رہے ہیں کہ یہ ہرگز گلیل کا باشندہ نہیں ہے۔"

پھر وُہ سب مل کر آہ وزاری کرنے اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر اپنی اپنی بیماریاں مجھے بتانے لگے۔ میں نے مُٹھی بھر سکے اُن میں تقسیم کئے۔ پھر اپنا گندہ چوغہ اُتار کر اندھے کے گرد لپیٹتے ہُوئے ہنس کر کہا "یہ لو وُہ چوغہ، جسے تم نے اِس قدر لالچ سے چھُوا تھا، اور اِسے کسی ایسی شب استعمال میں لانا جب تمہیں سڑک کے کنارے تمام شب سردی میں کپکپاتے گذارنا پڑے اور جب تُمہیں وہاں سے کوئی لانے والا نہ ہو۔"

اندھے نے اپنا مُکا ہَوا میں لہرایا اور پھر چیخ کر دُوسروں کو کہنے لگا "کیا تُمہیں اب بھی اِس کے آسیب زدہ ہونے پر یقین نہیں آتا؟ یہ اس قدر دیوانہ ہو چکا ہے کہ اگر میں اس کے ایک رُخسار پر تھپڑ ماروں تو، میں قسمیہ کہتا ہُوں یہ اپنا دُوسرا رُخسار بھی میرے آگے کر دے گا۔"

اُس کے الفاظ پہ میں اس قدر دل کھول کر ہنسا کہ زندگی میں کبھی اتنا نہ ہنسا ہوگا، شاید ناصریہ کے یسوع کی تعلیمات پر عمل کرنا اس قدر مُشکل نہیں جتنا میں نے سمجھ لیا تھا۔ میں نے جب اُس شخص کی بُرائی کا جواب نیکی سے دیا تو خُود میرے اپنے اطمینانِ قلب میں اضافہ ہُوا۔ مجھے اُس وقت احساس ہُوا کہ اُس کی کینہ خبُثی کا جواب میں اپنے صرف اسی رویّہ سے ہی بہتر طور پر دے سکتا تھا۔ اُس کو مارنا پیٹنا یا پہرہ داروں سے اُس کی شکایت کرنا تو ایک بُرائی کو دُوسری بُرائی سے دبانے کے مترادف ہوتا۔

دُوسرے بھکاری بھی خُوشامد کے انداز سے میری ہنسی میں شریک ہو گئے اور اپنے اس اندھے ساتھی کو بتانے لگے "یہ آسیب زدہ ہرگز نہیں، بلکہ محض ذرا نشے میں ہے، کیا تُم سمجھ نہیں سکتے کہ صرف ایک نشے میں مست آدمی ہی اپنا چوغہ اُتار کر تُمہیں دے سکتا ہے؟ تمہاری رہنمائی کرنے پر صرف ایک شرابی ہی آمادہ ہو سکتا تھا، اور تُمہارے ہاتھوں اپنی بے عزّتی برداشت کرنے اور اُس پہ یُوں قہقہے لگانے پہ بھی ایک نشے میں بدمست انسان ہی تیار ہو سکتا تھا۔"

وُہ لوگ ایک لحاظ سے سچّے بھی تھے، کیونکہ میرے سر میں واقعی ایک مافوق الفطرت نشہ سمایا ہُوا تھا جس نے مُجھے اس قدر ہنسایا اور میری نظریں اس قدر دُھندلی کر دیں کہ جب میں چوغے کے بغیر صرف اپنی قمیض پہنے شہر میں سے گذرا تو لوگوں کی اپنی طرف اُٹھتی ہُوئی متعجب نظروں سے بالکل بے نیاز تھا۔ میں تو اِس خیال میں غرق تھا کہ ایک ہی جیسے گول مول پتھروں میں سے صرف اُسی سخت پنیر کے ٹکڑے کا ہی خاص طور پر اندھے کی لاٹھی سے ٹکرانا ایک ایسی بات تھی جس کا اہتمام کوئی پہلے سے ہی ہرگز نہیں کر سکتا تھا۔ ہر بات مُمکن ہو سکتی تھی، سوائے اس امر کے۔

شامی سوداگر کی بیوی نے مُجھے نیم ملبُوس حالت میں گھر پہنچتے دیکھ کر حیرت زدہ ہو کر تالی بجائی اور خُود شامی بھی پریشان ہو گیا۔ اُس نے سمجھا کہ میں شاید قزّاقوں کے ہتھے چڑھ گیا تھا لیکن جب میں ہنسا اور اپنے کمرے میں سے روپیہ لا کر اُسے ایک نیا چوغہ لا دینے کی درخواست کرنے لگا تو وُہ مطمئن ہو گیا۔ دُوسروں کی طرح غالباً اُس نے بھی یہی سوچا ہوگا کہ میں نے نشے کی حالت میں اپنا چوغہ جُوئے کی نذر کر دیا ہے۔

تھوڑی دیر بعد وُہ اپنی تاخیر کی معذرت کرتے ہُوئے ایک نہایت بڑھیا اُونی چوغہ لئے آیا جس کے کناروں پر چھوٹی چھوٹی جھالریں لگی ہُوئی تھیں۔ یہ یہودیہ کی بہترین اُون کا بنا ہُوا تھا۔ اُس نے کپڑے کو اپنی انگلیوں سے مسل کر مُجھے دکھایا تاکہ میں خُود ہی اُس کی نفاست اور اُس کے رنگ کی پختگی کا اندازہ کر سکوں۔ اُس نے مُجھے یہ بھی بتایا کہ میری خاطر اُس نے کس طرح لڑ جھگڑ کر کم سے کم قیمت پر چوغے کا سودا کیا تھا، اور بالآخر کہنے لگا،

"دراصل یہ ایک یہودی چُوغہ ہے۔ رُومی چوغہ لینے کے لئے مُجھے بہت دُور جلسہ گاہ کے قریبی بازار میں جانا پڑتا اور وہاں قیمت بھی زیادہ ادا کرنا پڑتی، بہرحال تم اگر پسند نہ کرو تو اِس کی جھالریں تراش ڈالنا لیکن میرے خیال میں تمہیں یہ داڑھی رکھ لینے کے بعد یہ چوغہ بھی پہن لینے

میں کوئی خاص اعتراض تو نہیں ہونا چاہیئے۔ خُود مَیں بھی یہودیوں کے خُدا سے ڈرتا اَور اُس کا مناسب احترام کرتا ہُوں۔ ہیکل کے بیرونی احاطہ میں کبھی کبھار جاتا رہتا ہُوں اَور ہمیشہ وہاں قربانی کے چندہ والے صندوق میں ایک آدھ سکہ اِس نیت سے ڈال دیا کرتا ہُوں کہ میرے کاروبار میں ترقی ہو۔“

اُس نے اپنی گہری سیاہ آنکھوں میں مکّارانہ مسکراہٹ کے ساتھ مجُھے دیکھا اَور پھر بڑی احتیاط سے بقایا رقم گن کر مجُھے واپس کی۔ اُس کی خدمت کے معاوضہ کے طَور پر جب مَیں نے اُسے کچُھ دینا چاہا تو اُس نے انکار کرتے ہُوئے اپنے ہاتھ اُونچے کر لئے اَور کہا ”مجُھے تُم سے کچُھ لینے کی ضرُورت ہی نہیں، کیونکہ دکاندار نے اِس سودے پر میری دلالی پہلے ہی مجُھے ادا کر دی ہے۔ اَب اپنی اِس فیّاضی کے عالم میں تُمہیں دوبارہ گھر سے باہر نہیں جانا چاہیئے، بہتر یہ ہے کہ اپنے کمرے میں آرام کرو۔ کچُھ نیند لے کر اپنے دماغ کو ہلکا اَور تازہ کر لو لیکن پہلے وُہ شوربہ بھی تھوڑا سا پی لو جو میری بیوی نے خاص طور پر تیّار کیا ہے۔ اُس میں کافی پیاز اَور مصالحے پڑے ہُوئے ہیں، جن کی وجہ سے صُبح سو کر اُٹھنے پر تُمہیں سرگرانی نہ ہوگی۔“

لیکن مَیں جب فوراً ہی اُوپر جانے کو رضامند نہ ہُوا تو اُس نے فکرمندی سے اپنا سر ہلایا، ہاتھ پھیلائے اَور کہا ”خیر، خیر، تُمہاری مرضی، مَیں تُمہاری ہی بھلائی کے لئے سوچ رہا تھا، اگر تُم اصرار ہی کرتے ہو تو مَیں اپنے بیٹے کو بھیج کر تُمہارے لئے تھوڑی سی شیریں شراب منگوائے دیتا ہُوں، مگر اُس کے بعد تُم اَور نہ پیو گے، اَور رات کے اندھیرے میں سیڑھیاں اُترنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ اپنی گردن تڑوا بیٹھو گے۔“

لیکن جب مَیں نے کچُھ ہکلاتے ہُوئے اپنے طرزِ عمل کی وضاحت کے طور پر اُس کو یہ بتلایا کہ مَیں ہرگز نشہ میں نہیں، تو اُس نے اَور بھی پریشان ہو کر اپنے ہاتھ بلند کئے اَور کہا ”تمہارا چہرہ سُرخ آتشیں ہو رہا ہے اَور تُمہاری آنکھوں میں بے حد چمک ہے۔ تُم آرام کرنا اَور سونا نہیں چاہتے تو نہ سہی، لہٰذا مَیں ایک نوخیز عورت کو تُمہارے لئے بُلا بھیجتا ہُوں وُہ غیرملکیوں کے پاس بلاتکلّف آتی جاتی رہتی ہے، مگر ہمارے علاقہ میں اپنی شُہرت خراب ہو جانے کے خوف سے اندھیرا ہونے سے پہلے نہیں آئے گی، اس لئے تُم باہر جانے کی بجائے ذرا یہیں ٹھہر کر صبر کرو۔ تھوڑی دیر میں ہی وُہ آ جائے گی اَور تُمہارا بستر گرم کر کے تُمہیں پُورا سکُون مہیا کرے گی، جس سے تُم پھر سُکھ کی نیند سو جاؤ گے۔ یہ بات ضرُور ہے کہ وُہ گانا بجانا نہیں جانتی، لیکن وُہ بہت تندرُست و توانا ہے اَور تُمہیں لوریوں کے بغیر ہی نیند کی آغوش میں لے جائے گی۔“

وُہ بڑی سختی کے ساتھ اِس بات پر مُصِر تھا کہ وُہ میری تکلیف کو، اَور میرے آرام کرنے کی ضرُورت کو اچھّی طرح سے سمجھتا ہے، اس لئے آخرکار مجُھے اُس کی بات ماننا پڑی۔ اَور اُس کی خوشنُودی کے لئے اپنے بستر میں جا لیٹا۔ مروّت کا مارا وُہ اُوپر تک میرے کمرے میں آیا تاکہ میرا اپنا چوغہ میرے اُوپر ڈال جائے۔ اِسی عرصہ میں اُس کی بیٹی میرے لئے مصالحہ دار گرم گرم شوربے کا ایک پیالہ لائی۔ وُہ مجُھے وُہ شوربہ پیتے دیکھنے کے لئے ٹھہری ہُوئی لجاجت سے اپنے مُنہ پر ہاتھ رکھے ہنستی بھی رہی۔ اُس شوربے نے میری زبان جلا دی، تاہم اُس کی گرمی نے میری سُبک سری میں کچُھ اضافہ ہی کیا اَور کوئی بدمزگی نہیں پیدا کی۔

لڑکی نے میرے پانی کے مٹکے کو بھی بھر دیا، لیکن اُس کے چلے جانے کے بعد میرے لئے بستر میں لیٹے رہنا محال ہو گیا۔ چنانچہ مَیں دبے پاؤں پنجوں کے بل چل کر چھت کے اُوپر جا چڑھا، اَور جب ستارے جگمگانے لگے تو مَیں اپنے نئے چوغے میں لپٹا پُرسکُوت شہر کے نظارے اَور سرد ہَوا کے لطیف جھونکوں سے لُطف اندوز ہوتا رہا۔ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ہَوا کا ایک نرم سا جھونکا میرے گرم چہرے کو ہلکا سا تھپتھپا دیتا اَور مَیں اپنی اُس مسرُور کیفیت میں یُوں محسُوس کرتا جیسے کسی اَن جانے ہاتھ نے میرے رُخسار پر پیار بھری تھپکی دی ہو۔ وقت میرے اندر انگڑائی لے رہا تھا، زمین کی خاک میرے اندر انگڑائی لے رہی تھی، لیکن ان سے ماوراء کسی شے نے مجُھے زندگی میں پہلی مرتبہ یہ یقین دلایا کہ مَیں محض خاک اَور سائے سے بڑھ کر کچُھ اَور بھی ہُوں، اِس احساس نے مجُھے قطعی ساکت کر دیا۔

”اَے زِندہ ہو جانے والے ابنِ خُدا“ اندھیرے میں مَیں نے دُعا مانگی ”میرے ذہن سے تمام فضُول علم کو یکسر محو کر دے، مجُھے اپنی بادشاہت میں داخل کر لے، مجُھے اپنا واحد سچّا راستہ دکھا دے، مَیں تُمہاری خاطر دیوانہ، علیل اَور سحرزدہ سا ہُوں، لیکن یہ میرا ایمان ہے کہ دُنیا میں آج تک پیدا ہونے والی ہر چیز سے تُم ارفع و اعلیٰ ہو۔“

ہیکل کے ناقُوس کی تیز و تیکھی آواز پر مَیں اچانک یخ بستہ اَور اکڑا ہُوا، بیدار ہو گیا۔ مشرقی چوٹی پر سُورج چمک رہا تھا، لیکن شہر ابھی تک ایک غبار آلُود جھٹپٹے میں لپٹا پڑا تھا اَور ستارۂ صُبح دُور اُفق پر ٹمٹماتا ہُوا ڈوبتا نظر آ رہا تھا۔ میرا ذہن بالکل صاف ہو چکا تھا، مَیں نے ٹھٹھرتے ہُوئے اپنا اُونی چوغہ اپنے گرد ذرا مضبُوطی سے لپیٹا اَور خاموشی سے واپس کمرے کے اندر اپنے

بستر ہی جا لیٹا۔ شبِ گذشتہ کے خیالات پر جب مَیں نے ندامت محسوس کرنے کی کوشش کی تو مجھے معلوم ہُوا کہ مَیں اُن پر ہرگز نادم نہیں ہُوں، بلکہ مجھے اپنے اندر ابھی تک ایک ایسی ٹھنڈی سی روشنی کے وجود کا احساس تھا جس کی حرارت ختم ہو چکی ہو۔

مَیں اپنی داڑھی بڑھائے کمرے میں ہی بند پڑا ہُوں تاکہ مَیں غور و فکر کے ساتھ وہ سب حالات و واقعات من و عن لکھ سکُوں جو اُس روز مجھے پیش آئے۔ لکھ چکنے کے بعد میرا ارادہ دریچشمہ پر جانے کا ہے۔ میرے اندر سے ہی کوئی چیز مجھے یہ یقین دلا رہی ہے کہ جو کچھ پیش آ چکا اور جو کچھ ابھی پیش آنے والا ہے، ایک خاص مقصد کا حامل ہے۔ اِس خیال سے مجھے بلاشبہ سکُون و اطمینان ملتا ہے۔ مَیں نے جو کچھ بھی اب تک لکھا ہے، اُس میں سے خواہ کیسا ہی دیوانہ پن جھلکتا ہو، لیکن مجھے اپنے ایک حرف پر بھی ندامت نہیں ہے۔

چھٹا مکتوب

مرقس کی طرف سے طُوَیا کو سلام۔

تُمہیں سلام بھیجتے ہُوئے مَیں یُوں محسُوس کرتا ہُوں گویا ایک عجیب و غریب اَور سراسر اجنبی سے ماضی کو سلام بھیج رہا ہُوں، حتیٰ کہ یُوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ رُوم کی وہ گرم راتیں مُجھ پر نہیں بلکہ کسی اَور پر بیتی ہیں۔ تمہارے اَور میرے درمیان صرف ایک مختصر سال کا فاصلہ ہے، لیکن میرے لئے یہی ایک سال بہت طویل ثابت ہُوا ہے۔ گذشتہ چند یوم ہی مجھے برسوں کی مانند محسُوس ہوتے ہیں۔ مَیں تُم سے بہت دُور جا چکا ہُوں، مَیں بہت بدل چکا ہُوں، مَیں ایک قطعی مختلف مرقس ہُوں، تُم اب مجھے سمجھ ہی نہ سکو گی۔ مَیں جب تصوّر میں اپنے ساتھ پیش آنے والے تمام واقعات تمہیں بیان کرتا ہُوں، تو مجھے تمہارا غنچہ سا مُنہ ایک تمسخر آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کھلتا نظر آنے لگتا ہے۔

تُم کچھ ایسے ماحول و کوائف میں زندگی بسر کرتی ہو جنہیں مَیں خُود بھی کبھی بہت اہمیت دیا کرتا تھا۔ لوگوں کے سلام اَور اُن کے عام طرزِ عمل پر تُم ہمیشہ پُوری پُوری توجہ دیتی ہو۔ دوستوں کی خوشنُودی، دُشمنوں کی دلآزاری اَور حاسدوں کی جلن میں اضافے کی خاطر تُم دعوتوں میں پہن کر جانے کے لئے زیورات کا انتخاب بہت احتیاط سے کیا کرتی ہو۔ اپنے مہین و نازک ریشمی عبا کو بہت کَس کر اپنے جسم پر لپیٹ لیتی ہو اَور دیوار میں لگے ہُوئے چمکیلے سنگِ مرمر کے منقش تختے میں اپنی شبیہ کا بغور معائنہ کرتی ہو۔ اگر تمہاری غلام لڑکی تُمہارے بال سلیقے سے دُرست نہیں کر پاتی تو تُم اُسے سُوئی چبھو دیتی ہو۔ آخر میں تُم ایک تھکی ہُوئی مُسکراہٹ کے ساتھ جامِ مے ہاتھ میں لے کر، بظاہر کسی فلسفی یا مؤرخ کا کوئی مقالہ سُننے میں محو ہو جاتی ہو، یا پھر تازہ ترین مقبُولِ عام گانوں سے لُطف اندوز ہوتی ہو، اَور اپنا جُوتا پاؤں کے پنجے میں یُوں لٹکا لیتی ہو کہ میز پر تُمہارے نزدیک بیٹھا ہُوا مرد بآسانی تمہارے ننھے سے پاؤں کی نزاکت اَور حُسن دیکھ پائے۔ گو تُم قدرے کوتاہ قد اَور سُبک اندام ہو، تاہم خاصی طاقت

اور قوتِ برداشت بھی رکھتی ہو۔ ہوسِ عیش تمہیں روم کی گرمی اور گھٹن میں بھی رات رات بھر بیدار رکھتی ہے۔ غیروں کی مجلس میں تم بہت خوش ذوقی اور خندہ پیشانی کے ساتھ پرندوں کی زبانیں لذیذ سمندری غذائیں اور گھونگھے وغیرہ کھاتی ہو، جو عام حالات میں شاید تم کھانا پسند نہ کرو، اور اگر تم اپنے کسی عاشق کی آغوش میں تھک چکی ہو، تو باقی ماندہ شب بھی اُسی دلچسپ کھیل میں گذارنے کی خاطر تم آدھی رات گئے گائے کا نیم پخت گوشت کھا لینے سے بھی احتراز نہ کرو گی۔

تمہاری پرچھائیں اپنے تصور میں اب میں کچھ اِس انداز میں دیکھتا ہوں، طُولیا! گویا اب تمہارے اندر زندگی کی کوئی رمق باقی نہیں رہی، بلکہ تم محض ایک چکنا پتھر رہ گئی ہو۔ اور تمہاری پرچھائیں اب میرے حواس میں ویسا انتشار نہیں پیدا کرتی جیسا کہ گذشتہ موسمِ سرما کے دَوران سکندریہ میں کر دیا کرتی تھی، جبکہ میں تمہیں بھلا دینے کی ناکام کوششیں کرتا رہتا تھا۔ اب میرے دل و دماغ میں کچھ اَور ہی سما چکا ہے، حالانکہ یہ سب خود میرے کسی عمل کا نتیجہ نہیں، تم اب مجھے ہرگز نہ پہچان سکو گی، طُولیا! بلکہ شاید میں ہی تمہیں پہچان لینا مناسب نہ سمجھوں۔

اس لئے مجھے یقین ہے کہ میرے یہ مکتوبات گو بظاہر تمہیں خطاب کرتے ہیں لیکن دراصل یہ مجھی سے مخاطب ہوتے ہیں۔ اِن کے ذریعے میں اپنا اور اپنے ساتھ پیش آنے والے تمام واقعات کا جائزہ لیتا ہوں، رہوڈس میں میرا ایک معمر نیک اُستاد مجھے ہمیشہ یہ تاکید کیا کرتا تھا کہ لکھتے وقت ہمیں صرف اپنی آنکھوں دیکھی اور اپنے کانوں سنی باتوں کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے اور مختلف الفاظ میں دوسروں کی تحریروں کو نہیں دُہرانا چاہیئے۔ نہیں اب میرا یہ لکھنا محض وقت کٹی اور اپنی اُکتاہٹ دُور کرنے کے لئے نہیں، اب جبکہ میں یہ لکھ رہا ہوں، تو تم میرے قریب نہیں ہو، تم مجھ سے دُور ہوتی جا رہی ہو، اور یہ حقیقت مجھے اُداس بھی نہیں کرتی طُولیا، میں یہ محسوس بھی نہیں کرتا کہ میں نے کوئی عزیز شئے کھو دی ہے، تمہارا جسم بھی اب میرے لئے کوئی جاذبیت نہیں رکھتا، اِس کی بجائے اَور بہت سی چیزیں میری توجہ کا مرکز بن چکی ہیں۔

داڑھی بڑھائے سادہ سے چپل پہنے اور یہودیوں کا سا ایک رنگین قبا اوڑھے میں شام کے جھٹپٹے میں درِ چشمہ کی جانب چل پڑا۔ میں نے اپنے ناخن نہیں تراشے، میرے دائیں ہاتھ کی اُنگلیوں پر سے روشنائی کے گہرے داغ شاید کسی جھانویں سے بھی صاف نہ ہو سکیں۔ میں جو کہ پسینہ لانے والے حماموں اور گرم غسل کا عادی تھا اب سادہ ٹھنڈے پانی سے نہا لیتا ہوں۔

کیونکہ جب میں ورزش گاہ کے مردانہ حمام میں گیا تو میری داڑھی کے باعث سب لوگ مجھے گھورنے لگے تھے۔ میں نے اپنی بغلوں میں بال صفا مرہم تک نہیں لگائی۔ میرا جسم ایک وحشی کی مانند بالوں سے بھرا ہوا ہے۔ مگر میں اِس کی پرواہ کرتا ہوں نہ اِسے پرواہ کے قابل ہی سمجھتا ہوں۔ میں اپنے آس پاس کے ماحول میں کچھ اِس طرح گھل مل جانا چاہتا ہوں کہ لوگ مجھ پر بھروسہ کر سکیں، خواہ بعد میں میں اپنی اصلی وضع قطع اور طور طریق پھر اختیار کر لوں۔ میں یہ شہر پسند نہیں کرتا جہاں کے لوگوں نے اُس کا خونِ ناحق اپنے سر لیا ہوا ہے۔ سُنا ہے کہ جب وُہ کوڑوں کی ضربیں سہتا، گرتا پڑتا صلیب والی پہاڑی کی جانب جا رہا تھا اور یروشلیم کی عورتیں اُس کی اذیت پر نالہ و فریاد کر رہی تھیں اُس نے اُنہیں کہا تھا کہ بہتر یہ ہو گا کہ وُہ خود اپنے اور اپنے بچوں کے لئے آہ و زاری کریں اور جب میں اُس ہیکل کی طرف نظر ڈالتا ہوں جہاں زلزلے سے مُقدس پردہ اُوپر سے نیچے تک چاک ہو گیا تھا اور دُوسرے جھٹکے پر جس کے زینے کی کئی سیڑھیاں نیچے آ رہی تھیں تو مجھے ایک عظیم بربادی کا اندیشہ ہوتا ہے جو یقیناً نہایت بُرا شگون ہے۔ درِ چشمہ کی طرف جاتے ہُوئے تمام راستہ میں یہی باتیں سوچ رہا تھا، بازاروں میں ابھی تک لوگوں کا ہجوم تھا۔ دُکانوں کے سامنے دُنیا کے ہر حصّہ کی زبان سُنائی دے رہی تھی۔ اُونٹوں کی گھنٹیاں بج رہی تھیں، خچر رینگ رہے تھے، میں یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوں کہ یہودیوں کا یہ دارالحکومت دُوسرے ممالک کے دارالحکومتوں سے کسی صورت کمتر نہیں لیکن بہرحال مجھے یہ شہر پسند نہیں ہے۔

درِ چشمہ کے آس پاس اب صرف تھوڑے سے بھکاری رہ گئے تھے، لیکن اُن میں سے کسی نے مجھے نہیں پہچانا۔ نہ ہی مجھے اُس اندھے بھکاری کے آثار وہاں نظر آئے۔ اِس محرابی دروازے میں سے چند عورتیں اپنے سروں پر پانی کے مٹکے اُٹھائے، بڑے جوش و خروش کے ساتھ گپیں ہانکتی ہُوئی گذریں، اُن کی نظروں میں میں اتنا غیر اہم سا تھا کہ مجھ سے مُنہ چھپانے کی خاطر اُنھوں نے اپنے چہروں پر اپنے پلو ڈالنے کی تکلیف بھی نہ کی۔

آسمان گہرا نیلا ہو گیا، جھٹپٹا بڑھ گیا، ستارے جھلملانے شروع ہو چکے تھے۔ پہرے داروں نے تارکول بھری ایک مشعل کو دروازے میں لگے ہُوئے مشعلدان میں کھڑی کر کے روشن کر دیا۔ میں مایوس ہو چکا تھا مگر مایوسی سے شکست ماننے کو تیار نہ تھا اور دِل ہی دل میں اُس وقت تک روزانہ بلا ناغہ یہاں آتے رہنے کا عہد کر رہا تھا جب تک مجھے کوئی

اشارہ نہ مل جائے۔ چنانچہ اَب مَیں واپس اپنی قیام گاہ پر جانے کے متعلق سوچ رہا تھا، لیکن پھر بھی وُہیں رُکا رہا، کیونکہ مجھے اِس چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ مَیں کس جگہ ہُوں۔ پھر ایک آدمی پانی کا مٹکا اُٹھائے دروازے میں نمُودار ہُوا۔ کندھے پر مٹکا رکھے ہُوئے عورتوں کے برعکس بالکل ایک اناڑی انداز میں اُسے سنبھالنے کی کوشش کرتے ہُوئے اَور اُس نیم تاریکی میں ٹھوکروں سے بچنے کے خیال سے وُہ بہُت احتیاط کے ساتھ آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ مَیں نے اُس کا تعاقب اُس وقت تک شرُوع نہیں کیا جب تک کہ وُہ پہاڑی کی کھڑی ڈھلوان والی ایک گلی میں داخل ہو کر میری نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔ موڑ پر سے وُہ گلی اُتھلی سی سیڑھیوں میں تبدیل ہو گئی تھی۔ چند قدم پیچھے پیچھے چلتے ہُوئے مَیں اُس کے قدموں کی چاپ اَور مٹکے کے بوجھ کی وجہ سے اُس کے ہانپنے کی آواز بآسانی سُن رہا تھا۔ راستہ کافی طویل تھا، اپنی رفتار تیز کئے بغیر وُہ گھومتی بل کھاتی گلیوں میں چلتا گیا۔ ہم بالائی حِصّۂ شہر کی طرف چڑھ رہے تھے لیکن جب مَیں نے غور کیا تو معلُوم ہُوا کہ وُہ اپنی منزل کی طرف غالباً قصداً مختصر ترین راستہ سے نہیں جا رہا تھا۔ ایک سنسان جگہ پر اُس نے مٹکا نیچے زمین پہ ٹکا کر اُسے اپنے ہاتھ سے ذرا سیدھا کیا اَور ٹھہر گیا۔ مَیں اُس کے قریب پہنچ کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ وہاں دیوار کے پاس ہم کافی دیر کھڑے رہے حتیٰ کہ اُس کا ہانپنا ختم ہُوا اَور آخر کار میری طرف رُخ کر کے اُس نے میرا خیر مقدم کرتے ہُوئے پُوچھا، "کیا تُم اپنا راستہ بھُول گئے ہو؟"

"اَور تُم پر بھی سلامتی ہو" مَیں نے جواب دیا "راستے تو کئی ہیں اَور دغاباز رہبر بھی بہُت۔"

"راستے صرف دو ہیں" اُس نے عمداً کہا "زندگی کا راستہ، اَور مَوت کا راستہ۔"

"میرے لئے تو صرف ایک ہی رہ گیا ہے" مَیں نے جواب دیا "خُود ہی اُسے ڈھونڈھ لینے کی صلاحیت مُجھ میں نہیں ہے، لیکن مَیں پُراُمید ضرُور ہُوں کہ کوئی نہ کوئی میری رہنمائی کر دیگا۔"

کوئی جواب دیئے بغیر اُس نے مٹکا دوبارہ اپنے کندھے پر رکھا اَور چل پڑا۔ مَیں اُس کے ہمراہ ہو لیا اَور اُس نے مُجھے منع نہیں کیا۔ یکایک مَیں نے گویا تجویز کے طور پر کہا "سیڑھیاں بہُت سیدھی ڈھلوان ہیں، کیا مَیں تُمہارا ہاتھ بٹاؤں تاکہ تُمہارا دم نہ پھُول جائے؟"

اُس نے کہا "میرا ہانپنا اِس مٹکے کے بوجھ سے ہرگز نہیں بلکہ خوف کی وجہ سے ہے۔ میرا خیال ہے تُمہارے ہاتھ بٹانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔" لیکن میرے اصرار پر اُس نے مٹکا میرے

کندھے پر رکھ دیا۔ اُس کا وزن کُچھ ایسا زیادہ نہ تھا۔ وُہ آگے آگے چل کر مُجھے راستہ کی اُونچ نیچ سے خبردار کرتا جا رہا تھا ورنہ مَیں ضرُور کہیں نہ کہیں ٹھوکر کھا کر گِر جاتا۔ گلی بے حد غلیظ تھی۔ وہاں سے پیشاب کی تیز بدبُو آ رہی تھی اَور میرے چپل گندے ہو گئے تھے۔

بالائی شہر میں کافی بلندی پر پہنچ کر قدیم فصیل میں ایک دروازہ گُذرنے کے بعد بالآخر ہم جس مکان کے آگے رُکے وُہ کافی بڑا اَور اعلیٰ درجے کا معلُوم ہوتا تھا۔ ستاروں کی روشنی میں مَیں اُس کا صرف ایک مدہم سا خاکہ ہی دیکھ سکتا تھا۔ میرے ساتھی نے مکان کے دروازے پر دستک دی جسے فوراً ہی اندر سے ایک خادمہ نے کھول دیا۔ اُس نے میرا کوئی خیر مقدم کئے بغیر مٹکا مُجھ سے بِلا تامّل لے لیا، اَور پھر میرے ساتھی سے اس قدر نمایاں طور پر مؤدبانہ پیش آئی جس سے مُجھے خیال گُذرا کہ وُہ یقیناً کوئی ملازم نہیں ہے۔ وُہ مُجھے ایک پُرسکُوت صحن میں لے گیا جہاں درخت لگے ہُوئے تھے۔ وہاں مُجھے تقریباً پندرہ سال عُمر کا ایک لڑکا ملا "تُم پر سلامتی ہو۔" اُس لڑکے نے شرمیلے سے انداز میں کہا "میرے والد اَور چچا دونوں آرام کرنے کے لئے جا چُکے ہیں، اس لئے مُجھے اِجازت دو تو مَیں تُمہیں اُوپر لے چلُوں۔ کیا تُم پہلے اپنے ہاتھ دھونے کی تکلیف گوارا کرو گے؟" میرے جواب کا انتظار کئے بغیر ملازمہ نے میرے لائے ہُوئے مٹکے میں سے ہی وافر مقدار میں پانی میرے ہاتھوں پر شاید یہ ظاہر کرنے کے لئے انڈیلا کہ وہاں دراصل پانی کی کوئی قلت ہرگز نہ تھی۔ لڑکے نے ایک سُوتی تولیہ مُجھے پکڑاتے ہُوئے کہا "میرا نام مرقس ہے۔" مَیں اپنے ہاتھ پُونچھ رہا تھا اَور وُہ اپنی اہمیّت محسُوس کرتے ہُوئے بڑی بیقراری سے کہتا جا رہا تھا "جس رات اُن لوگوں نے آکر آقا کو گرفتار کیا، مَیں اُس کے ساتھ تھا۔ اُس کو آگاہ کرنے کی خاطر مَیں صرف واسکٹ پہنے اپنے بستر میں سے بھاگ نکلا تھا، کیونکہ مُجھے علم تھا کہ اُس کا ارادہ گتسمنی کے باغ میں شب بسری کا تھا۔ اُنہوں نے مُجھے بھی پکڑ لیا تھا جس پہ میری واسکٹ پھٹ کر اُن کے ہاتھوں میں رہ گئی اَور باقی شاگردوں کے ساتھ مُجھے ننگے بدن وہاں سے بھاگنا پڑا۔"

"زیادہ باتیں مت بناؤ مرقس" میرے ساتھی نے اُسے تنبیہ کرتے ہُوئے کہا، مگر اَب وُہ صحن کی چار دیواری کے اندر محفُوظ ہو کر اَور اپنے خوف پر قابُو پا لینے کے بعد خُود بھی باتیں کرنے کے لئے بے چین سا نظر آتا تھا "میرا نام نتقانایل ہے" اُس نے کہا "مَیں یہ بات راز میں کیوں رکھُوں؟ مَیں اُسے اماؤس کی سڑک پر اُسی روز ملا تھا جس روز وُہ زندہ

ہو کر اپنی قبر میں سے نکلا تھا۔"

"لیکن تم پہلے تو اُسے پہچان ہی نہیں سکے تھے۔" مرقس فوراً ہی بولا۔ نتھانی ایل نے اُسے خاموش کرنے کے لئے اپنا ہاتھ اُس کی گردن کی پُشت پر رکھ دیا۔ مرقس نے میرا ایک ہاتھ بڑے اعتماد سے اپنے گرم ہاتھ میں پکڑ لیا، اَور مَیں نے محسُوس کیا کہ اُس نے کبھی کوئی قابلِ ذکر جسمانی محنت کا کام نہیں کیا وُہ مجھے اُوپر ایک برآمدے میں سے ہوتے ہُوئے جو تقریباً پُوری چھت پر گھومتا تھا، مکان کے ایک بالائی کمرے میں لے گیا۔ ایک ہی چراغ کی مدھم سی لَو سے روشن یہ ایک کافی کشادہ کمرہ تھا، جس کے کونوں میں بالکل اندھیرا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی مَیں نے دیکھا کہ وہاں دو آدمی جیسے میرے ہی انتظار میں ایک دُوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے کمرے کی نیم تاریکی میں خاموش کھڑے تھے۔ اُن میں سے ایک کو مَیں نے پہچان لیا۔ وُہ خُوش شکل یُوحنّا تھا جسے مَیں نے صلیبوں والی پہاڑی پر عورتوں کے ساتھ دیکھا تھا۔ دُوسرا آدمی ذرا معمّر تھا جس کی جبین پر شکن تھے اَور آنکھیں شکّی اَور متجسّس تھیں۔

"تُم پر سلامتی ہو" مَیں نے کہا، لیکن اُنہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کُچھ دیر بعد یُوحنّا نے مُڑ کر اپنے معمر ساتھی کی طرف یُوں دیکھا جیسے اُسے بات کرنے پر اُکسا رہا ہو لیکن وُہ آدمی اپنی شکّی آنکھوں سے مجھے اُوپر سے نیچے تک دیکھتا رہا۔ خاموشی تکلیف دہ ہو گئی تھی پھر آخر کار نتھانی ایل معذرت کے انداز میں بولا "یہ پانی کے مٹکے کے تعاقب میں آ گیا۔"

"مَیں ایک ہی راستہ کی تلاش میں ہُوں" مَیں نے اِس ڈر سے کہ کہیں وُہ لوگ مجھے واپس نہ بھیج دیں، اُنہیں یقین دلانے کی کوشش کی۔

ایک بڑی سی میز کے اِردگرد بہت ساری نشستیں لگی ہُوئی تھیں۔ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ کسی اعلیٰ درجے کے مکان کا کھانے کا کمرہ تھا۔ جب اُس شکّی آدمی نے مجھے کافی دیر تک بغور دیکھ لیا تو اُس نے اپنا ہاتھ لہرا کر کہا "نتھانی ایل اَور مرقس، تُم دونوں جاؤ، لیکن باہر صحن میں پہرہ پر کھڑے رہو۔" اُن کے جانے کے بعد اُس نے دروازے کے قُفل کی بڑی سی چابی گھماتے ہُوئے کہا "تُم پر سلامتی ہو اجنبی، تُم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ مجھے اندیشہ ہے کہ تُم جو راستہ تلاش کر رہے ہو وُہ تمہارے لئے بہت تنگ ثابت ہوگا۔"

لیکن اُس کے اِن الفاظ پر یُوحنّا قدرے برافروختہ ہو کر بولا "توما، کیا یہ ضرُوری ہے کہ تُم ہر چیز اَور شخص کے ساتھ شک کے ساتھ ہی معاملہ شرُوع کرو؟" پھر مجھ سے مخاطب ہو کر

اُس نے ایک پُر اعتماد لہجہ میں کہا "جو تلاش کرے گا، وُہ پائے گا جو دستک دے گا، اُس پر دروازہ کھول دیا جائے گا، ہم نے سُنا ہے کہ تُم ایک متوکل اَور مسکین دِل انسان ہو تُم نے عقیدت کے ساتھ دستک دی تھی، اِس لئے ہم نے دروازہ تُم پر کھول دیا۔" یہ کہہ کر اُس نے مُجھے بیٹھ جانے کی دعوت دی اَور خُود بھی میرے سامنے بیٹھ کر، خواب گیں شفاف آنکھوں سے مُجھے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔ کُچھ تامل کے بعد توما بھی بیٹھ گیا اَور کہنے لگا "جن بارہ کے متعلق تُم نے سُنا ہوگا، مَیں اُن میں سے ایک ہُوں۔ اُس نے ہمیں منتخب کر کے اپنے رسُول مقرر کیا اَور ہم اُس کی پیروی کرتے رہے۔ یُوحنّا ہم سب سے کم عُمر ہے اَور مجھے اِس کی جلد بازطبع کو دبانا پڑتا ہے۔"

"ہمارے حد سے زیادہ محتاط رویّہ پر ہمیں ملامت نہ کرنا" بات جاری رکھتے ہُوئے اُس نے کہا "بلاشُبہ تُمہیں علم ہی ہوگا کہ حُکّام ہمارے خلاف قطعی بے بُنیاد الزام تراشی کر رہے ہیں۔ وُہ کہتے ہیں کہ لوگوں کو ایک کُھلی ہُوئی نشانی دکھانے کے لئے ہم نے ہیکل کو نذرِ آتش کر دینے کی سازش کر رکھی ہے وُہ کہتے ہیں کہ ہم ہی سے جس شخص نے غدّاری کر کے اُسے گرفتار کروایا تھا اُسے ہم نے ہلاک کر دیا ہے۔ مُجھے اعتراف ہے کہ تُمہارے متعلق ہم لوگ آپس میں بہت جھگڑتے رہے ہیں، اَور یہ مَیں ہی تھا جس نے دُوسروں کو تُمہارے متعلق بڑی سختی سے خبردار کیا تھا، پطرس البتہ خُود ہی تُمہارا ذکر تک سُننا پسند نہ کرتا تھا کیونکہ تُم ایک غیر مُلکی ہو، تاہم مگدلا کی مریم نے تُمہاری حمایت میں بہت کُچھ کہا تھا۔"

"مَیں تُمہیں پہچانتا ہُوں" یُوحنّا نے کہا "مَیں نے تُمہیں صلیب کے نزدیک کھڑے دیکھا تھا۔ مَیں نے یہ محسُوس کر لیا تھا کہ اُس کو بُرا بھلا کہنے والوں پر تُم کوئی توجہ نہیں دے رہے تھے۔"

"مَیں بھی تُمہیں پہچانتا ہُوں اَور تُمہارے متعلق سُن چکا ہُوں" مَیں نے کہا۔ اُس کے چہرے پر سے نظریں ہٹانا بڑی مُشکل سی بات تھی، کیونکہ مَیں نے آج تک کبھی اس قدر حسین چہرے والا نوجوان نہیں دیکھا تھا۔ اُس کا چہرہ اس قدر بے داغ تھا کہ فوراً یہ احساس ہوتا تھا گویا اس کے قریب کبھی کوئی خیالِ بد بھٹکا تک نہیں، لیکن اُس کا حُسن کسی تراشے ہُوئے بُت کی مانند بے جان نہ تھا۔ وُہ ایک زندگی سے بھرپُور، دھڑکتا ہُوا چہرہ تھا، جس میں سے محبّت وخلوص کی گرم گرم لہریں خارج ہوتی محسُوس ہو رہی تھیں۔

"خیر! یہ بتاؤ کہ آخر وُہ کیا ہے جو تُم ہم سے چاہتے ہو؟" توما نے دوبارہ بڑے اکھڑ لہجہ میں پُوچھا۔

اُس کے مخالفانہ رویّہ نے مجھے بھی محتاط کر دیا۔ یُوں معلوم ہوتا تھا گویا وُہ کسی ایسے اہم راز کی بڑی بدگمانی اور سختی سے نگرانی کرنے پر تُلا ہُوا تھا جو سب رسُولوں کے علم میں تھا اَور جس کا غیروں سے کوئی تعلّق نہ تھا۔ "مَیں تُم سے صرف یہ درخواست کرنا چاہتا تھا کہ مجھے راستہ دِکھا دو" مَیں نے بڑی انکساری کے ساتھ جواب دِیا۔ تُوماؔ نے قدرے ناراضگی سے یُوحنّاؔ کی طرف دیکھا اَور پھر کہا "گرفتار ہونے سے قبل اُس نے ہمیں بتایا تھا کہ اُس کے باپ کے گھر میں رہنے کے لئے بہُت سے مکانات ہیں، پھر اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ وُہ آگے جا کر وہاں ہمارے رہنے کے لئے مکان دُرست کرے گا۔ اُس کا مطلب یقیناً ہم ہی بارہ رسُولوں سے ہوگا، گو بعد میں یہُوداؔ اُس کے ساتھ غدّاری کر گیا۔ اُس نے یہ بھی کہا تھا، تُم وُہ راستہ جانتے ہو جس پر مَیں اب روانہ ہو رہا ہُوں"۔ اِتنا کہہ چُکنے کے بعد تُوماؔ نے اپنی پُرشکن پیشانی کو رگڑا اَور کُچھ مُتحیّر سا نظر آنے لگا، پھر بولا "مَیں نے اُس وقت کہا تھا کہ ہمیں قطعی کوئی اندازہ تک نہیں کہ وُہ کہاں جا رہا ہے۔ چُنانچہ ہم راستہ سے کیسے واقف ہو سکتے ہیں؟ اَب تُم آ گئے ہو اجنبی، اَور مُجھ سے راستہ دریافت کرتے ہو، حالانکہ مَیں خُود ہی اُس راستہ سے آگاہ نہیں"۔

یُوحنّاؔ نے اُسے یاد دلایا "تُوماؔ، تُوماؔ، اُس نے تُمہاری بات کا جواب دِیا تو تھا۔ اُس نے تُمہیں بتایا تھا کہ وُہ خُود ہی راستہ ہے، ہاں بالکل یہی، راستہ اَور صداقت۔ تُم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ تُم راستے سے آگاہ نہیں ہو؟"

لیکن تُوماؔ مایُوسی سے اُچھل پڑا اَور اپنے ایک ہاتھ کی مُٹھی دُوسرے کی ہتھیلی پر بڑے زور سے مارتے ہُوئے بولا "لیکن اِس کا مطلب آخر کیا ہے؟ مَیں نہیں سمجھ سکا۔ تُم ہی مجھے سمجھا دُو"۔

مَیں نے محسُوس کیا کہ یُوحنّاؔ بخُوشی اُسے سمجھاتا لیکن میری وجہ سے ایسی جُرأت نہ کر سکتا تھا۔ مَیں نے کُچھ دیر غور کرنے کے بعد گفتگُو میں حِصّہ لیتے ہُوئے کہا "تیسرے دِن وُہ قبر میں سے زندہ اُٹھ کھڑا ہُوا"۔

"ہاں، بے شک" یُوحنّاؔ نے کہا "مگدلاؔ کی مریم نے آ کر ہمیں بتایا کہ قبر کے دہانے کا پتّھر لُڑھک کر کہیں دُور چلا گیا تھا، ہم بھاگے بھاگے وہاں گئے، مَیں اَور پطرس اَور ہم نے دیکھا کہ قبر خالی تھی"۔

"ہاں، کیوں نہیں" تُوماؔ نے طنزاً کہا "مگدلاؔ کی مریم نے فرشتے بھی دیکھے اَور ایک مالی بھی دیکھا جو کہ صرف ایک رُوح تھا"۔

"ایک مالی؟" مَیں نے کانپتے دِل کے ساتھ دریافت کیا۔

"عورتوں کی بک بک" میری مداخلت کا کوئی خیال کئے بغیر تُوماؔ کہتا چلا گیا "نتھانی ایل اَور اُس کے دُوسرے ساتھی کی مانند جنھوں نے اماؤس کی سڑک پر اُسے پہچانا تک نہ تھا"۔

یُوحنّاؔ نے تیقّن کے ساتھ کہا "یہاں اِس کمرے میں، اُسی شام اُس نے اپنا آپ ہم پر ظاہر کر دِیا تھا۔ جب ہم مقفّل دروازوں کے پیچھے ڈرے سہمے بیٹھے تھے تو وُہ یہاں ہمارے ساتھ تھا۔ وُہ ہم سے باتیں کرتا رہا اَور پھر ہم سے ایک ایسا وعدہ کر گیا جس کا ایک اجنبی کے سامنے ذکر کرنا تو ایک طرف مَیں تصوّر بھی نہیں کر سکتا، لیکن مَیں تُمہیں یقین دِلاتا ہُوں کہ وُہ یہاں ہمارے پاس زِندہ موجُود تھا، اَور بعد میں جس طرح اچانک وُہ ظاہر ہُوا تھا اُسی پُراسرار طور پر غائب ہو گیا، اَور ہم سب ایمان لے آئے"۔

"بالکل" تُوماؔ نے حقارت سے کہا "تُم بھی نتھانی ایل اَور اُس کے ساتھی کی مانند حواس باختہ ہو اَور مریم کا تو ذکر ہی کیا۔ مَیں موجُود نہیں تھا اَور مَیں ایسے خوابوں پر یقین نہیں کرتا۔ مَیں تو اُس وقت تک یقین نہ کرُوں گا جب تک خُود اُس کے ہاتھوں میں میخوں کے سوراخوں کے اندر اپنی اُنگلیاں ڈال کر نہ دیکھ لُوں، اِس سے کم کوئی بات مجھے یقین نہیں دِلا سکتی، یہ میرا حرفِ آخر ہے خواہ مَیں اِسی لمحہ اِسی جگہ مر کر گر پڑُوں"۔

نوجوان یُوحنّاؔ اُس کے شکُوک اَور ان الفاظ سے اِس قدر پریشان ہو چُکا تھا کہ اُس نے اپنا مُنہ دُوسری طرف پھیر لیا، مگر اُس نے کوئی احتجاج نہیں کیا۔ مجھے محسُوس ہُوا کہ تُوماؔ کے ان شکُوک و شُبہات نے گذشتہ چند روز کے دَوران خُود غیبی گواہوں کے ایمان کو بھی مُتزلزل کر دِیا تھا، جس کی وجہ سے وُہ بھی کُچھ عرصہ سے اپنی آنکھوں دیکھی بات کے متعلّق شُبہ میں مُبتلا ہو گئے تھے۔

مُجھ پر ایک عجیب سی مسرّت طاری ہو گئی اَور مَیں نے ایک مصمّم ارادے کے ساتھ کہا "ایمان لانے کے لئے مجھے کُچھ دیکھنے کی ضرُورت نہیں رہی، میرا یقین ہے کہ وُہ دوبارہ زندہ ہو چُکا ہے اَور ابھی تک دُنیا میں موجُود ہے، مَیں یہ نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہے تاہم مَیں مُنتظر ہُوں۔ انہی ایّام میں کُچھ ایسے واقعات رُونما ہو چُکے ہیں، جو اِس سے پیشتر کبھی دیکھنے اَور سُننے میں نہیں آئے، اَور یقیناً ابھی ہم اِس معاملہ کے انجام تک نہیں پہنچے"۔

لیکن تُوماؔ نے ایک تضحیک آمیز لہجہ میں کہا "تُم تو نسلِ اسرائیل میں سے بھی نہیں ہو گو تمہارے چوغے کے کناروں کو ایک غیر مختون نو مُرید کی سی جھالریں لگی ہُوئی ضرور نظر آتی ہیں۔ مَیں سمجھ نہیں سکا کہ آخر تُم اِس طرح ہماری جاسُوسی کرنے پر کیوں تُلے ہُوئے ہو؟ مُجھے تمہارے ارادوں پر کوئی اعتبار نہیں، اَور تُم یہ نہ سمجھنا کہ قلعہ انطونیہ میں تمہارے گورنر کے مہمان رہنے کا مُجھے علم نہیں ہے، تُم ضرور ہمیں پُھسلا کر کسی جال میں پھنسانا چاہتے ہو تاکہ ہمارا خاتمہ بھی صلیب کے تختے پر یا سنگساری کے کسی گڑھے میں ہی ہو۔" اُس نے اپنی ٹیڑھی میڑھی اُنگلیوں کو ملتے ہُوئے سامنے خلا میں بڑی بے چینی سے گُھور کر دیکھا اَور پھر بولنا شرُوع کر دِیا۔ "مَیں نہیں جانتا آیا تُم نے کبھی دیکھا بھی ہے یا نہیں کہ سنگساری کیسی ہوتی ہے، مَیں دیکھ چُکا ہُوں اس لئے مَیں خُود اس کا تجربہ کم از کم اِس عالم میں ہرگز نہیں کرنا چاہتا جبکہ وُہ مر کر ہم سے علیحدہ ہو چُکا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اُس کی قبر خالی ہو یا نہ ہو۔"

"پھر تُم یروشلیم میں کیوں ٹھہرے ہُوئے ہو؟" مَیں نے بھی اُسی کی طرح تیکھے سے لہجے میں کہا، "تُم کیوں یہ شہر بغیر کسی چرچے کے چھوڑ کر خاموشی سے واپس اپنے گھر نہیں چلے جاتے؟ تُم یہاں ٹھہر کر کسی بات کے انتظار میں ہو؟"

اُس نے اپنی نظریں یُوں جُھکا لیں گویا وُہ ہمیشہ سے ایک تحکّمانہ آواز پر سرِ تسلیم خم کر دینے کا خُوگر ہو، اَور اپنے چوغے کے ایک کنارے کو بل دیتے ہُوئے اُس نے اپنی مدافعت میں کہا، "مشکل یہ ہے کہ مَیں اکیلا نہیں روانہ ہو سکتا، لیکن میری رائے بہرحال یہ ضرور ہے کہ ہم یہاں فضُول وقت ضائع کر رہے ہیں، عقلمندی کا یقیناً یہی تقاضا ہے کہ ہم سب پہلے کُچھ عرصہ کے لئے صحرا میں چلے جائیں اَور پھر وہاں سے اپنے اپنے گھروں کو جا پہنچیں، لیکن یہاں ہم خواہ مخواہ ذہنی بھُول بھلیوں میں گرفتار ہو کر متذبذب مباحثوں میں اُلجھے رہتے ہیں اَور کسی قطعی سمجھوتے پر نہیں پہنچ پاتے۔"

یُوحنّا نے اپنی شفاف آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھ کر اُسے یاد دِلانے کے انداز میں کہا، "ایک بار جب وُہ تُمہیں منتخب کر چُکا تو تمہارا کوئی گھر نہیں رہا، تُم نے اپنے اَوزار چھوڑ کر اُس کی پیروی شرُوع کی تھی اَور وُہ شخص جو ایک مرتبہ ہل پر ہاتھ رکھنے کے بعد پیچھے مُڑ کر دیکھتا ہے، ہرگز اُس کی بادشاہت کا اہل نہیں، اُس نے یہی تو کہا تھا، نہیں تُوما، ہم اب اپنی سابقہ زندگی کی طرف کبھی لوٹ کر نہیں جا سکتے۔"

"اُس کی بادشاہت کیسی ہے؟" مَیں نے جلدی سے پُوچھا۔

لیکن تمسخر بھری نظروں کے ساتھ اپنا سر ہلاتے ہُوئے تُوماؔ نے کہا "کم از کم وُہ ویسی نہیں جیسی ہم سمجھتے تھے، اجنبی" اُس نے پھر ہتھیلی پر مُکّہ مارا اَور بے بسی کے غُصّہ سے چِلّایا "کیا مَیں اپنے چوغے کے عوض ایک تلوار لے کر اُس کے ساتھ اَور اُس کی خاطر مرنے کو تیار نہ تھا؟ خُدا ہم پر رحم کرے۔ لیکن وُہ اِبنِ آدم، یہ قُدرت ضرُور رکھتا تھا کہ اِس دُنیا کو عین اپنی خواہش کے مُطابق سنوار دیتا۔ اِس کے باوجود اُس نے اپنے آپ کو ایک بھیڑ کے بچّے کی سی خاموشی کے ساتھ صلیب کے حوالے کر دیا، اَور ہمیں ایک ایسی خطرناک صُورتِ حالات سے دو چار کر گیا کہ ہم اب یہ نہیں جانتے کہ ہم کس بات کا یقین کریں اَور کہاں جائیں؟" وُہ بولتا چلا گیا "جب کسی شخص کو سنگسار کیا جاتا ہے تو اُس کے مُنہ سے خُون جاری ہو جاتا ہے۔ اُس کی ناک سے خُون اَور آلُودگی بہہ نکلتی ہے، وُہ چیختا ہے، روتا ہے اَور پیشتر اِس کے کہ رُوح اُس کے جسم سے علیحدہ ہو، اُس کی تمام اندرُونی غلاظت خارج ہو کر اُس کے کپڑوں کو خراب کر دیتی ہے۔ مَیں کہتا ہُوں کہ اب جبکہ وُہ ہمیں چھوڑ کر جا چُکا ہے تو ہم ایسی بھیانک مَوت کو کیوں دعوت دیں؟"

یُوحنّا نے نرمی سے اُس کے شانے کو چھُو کر پُورے یقین کے ساتھ کہا، "جب وُہ ساعت سر پر تھی تو ہم سب ہی ایک دُوسرے کی مانند کمزور پڑ چُکے تھے، لیکن یاد رکھو اُس نے ہمارے لئے ایک محافظ بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔"

تُوماؔ نے اُسے غُصّے سے یُوں جھٹک دیا گویا اُس نے کوئی اہم راز افشاں کر دیا ہو اَور غالباً مُجھے غلط فہمی میں مُبتلا کرنے کے لئے کہنے لگا "تُمہارے لئے یہ کہہ دینا بہُت آسان سی بات ہے یُوحنّا! تُم زندگی کے متعلّق بہُت کم علم رکھتے ہو، تُم اپنے باپ کے لاڈلے بیٹے تھے اَور اپنے مچھلی خانے میں ہمیشہ اپنے سے بڑی عُمر کے لوگوں پر بھی حُکم چلاتے رہے ہو، مَیں نے تو اُس کی دعوت پر اُس کی پیروی مزدُور اَور مظلُوم لوگوں کی خاطر اختیار کی تھی، لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالکل بالاتر ہے کہ اُس کی اِس پاگلوں کی سی موت سے بیچارے مظلُوم انسان کیا فلاح پا سکتے ہیں؟ اُس نے تو محض یہ کیا کہ مجلسِ اعلیٰ اَور رُومیوں کا عتاب اپنے اَور ہمارے اُوپر نازل کر دیا۔"

لیکن اُس کی یہ باتیں مُجھے بہکا نہ سکیں۔ مَیں نے متعجّب ہو کر یُوحنّا سے پُوچھا "ابھی ابھی تُم کسی آنے والے محافظ کا کیا ذِکر کر رہے تھے؟"

یُوحنّا نے پُرخلُوص نظروں سے مُجھے دیکھتے ہُوئے کہا "مَیں خُود اِس کے متعلّق پُوری

طرح سمجھ نہیں سکا تھا اور ابھی تک نہیں سمجھا، لیکن اُس کے وعدے پر مُجھے مکمل بھروسہ ہے جیسا کہ تُم نے بھی ابھی کہا تھا، ہمارے ساتھ کچُھ نہ کچھ پیش آنے والا ہے اور اسی لئے ہم لوگ یہاں یروشلیم میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔"

وُہ دونوں میری طرف دیکھنے لگے۔ اُن کے چہرے عین دو انسانی چہروں کی مانند ایک دُوسرے سے بالکل مُختلف تھے، لیکن تُوما کی تمام تر تلخ کلامی کے باوجُود اُن دونوں کی فطرت میں ایک یکسانیت، ایک مشابہت، ایک رابطہ ضرُور تھا۔ جب وُہ بولتے بولتے خاموش ہُوئے تو مَیں نے محسُوس کیا کہ اُنہوں نے گویا مُجھے اپنی دوستی کے دائرہ سے قطعی طور پر خارج کر دیا ہے۔ اچانک مُجھے اِن منتخب رسُولوں کے متعلق مریم مگدینی کا کہنا یاد آ گیا، اور اُس کا صحیح مطلب بھی مَیں سمجھ گیا۔ اَب مُجھے یقین تھا کہ اِن سے مِل چُکنے کے بعد مَیں اِن لوگوں کو ایک بالکل اجنبی ہجُوم میں سے بآسانی پہچان سکتا تھا، مُجھے خیال ہُوا کہ مَیں اِن رسُولوں کو جو مُجھ پر بھروسہ نہیں کرتے اور نہ ہی مُجھے ملنا چاہتے تھے، خُوب اچھّی طرح سے سمجھ گیا ہُوں۔

یوُحنّا کی تمام خیر سگالی کے باوجُود جب وُہ اتنی دیر تک خاموش بیٹھے رہے کہ مَیں بالآخر اپنے آپ کو اُن کی نظروں میں واقعی ایک غیر آدمی سمجھ لینے پر مجبُور ہو گیا تو قدرے گومگو کے عالم میں مَیں نے کہا "مَیں تُم لوگوں کی بھلائی چاہتا ہُوں، یہ ٹھیک ہے کہ مَیں ایک غیر مختُون اور غیر یہودی اجنبی ہُوں نہ ہی میرا ختنہ کروانے کا کوئی ارادہ ہے، تاہم مَیں نے یہ سُنا ہے کہ اُس کے دِل میں اُن سامریوں تک کے لئے جذبۂ ہمدردی تھا جنہیں یہُودی ملعُون گردانتے ہیں۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ اُس نے گلیل میں محافظ دستے کے کسی افسر کے ایک ملازم کو شفا بخشی تھی، کیونکہ وُہ رُومی اُس کی قُوّت پر پُورا ایمان رکھتا تھا۔ مَیں بھی اُس کی قُوّت پر ایمان رکھتا ہُوں۔ میرا یہ بھی ایمان ہے کہ وُہ زندہ ہے اور پھر بھی ہمارے پاس آئے گا، لہٰذا میری اِلتجا تُم لوگوں سے یہ ہے کہ جب بھی وُہ آئے تو مُجھے تاریکی میں نہ چھوڑنا۔ یقیناً مَیں اُسے کوئی نُقصان نہیں پہنچاؤں گا، اور کوئی شخص ایسی ہستی کو کیا نُقصان پہنچا سکتا ہے جو مُردہ سے زِندہ ہو چکی ہو اور اپنی مرضی سے مقفّل دروازوں میں سے بھی گذر کر اندر آتی اور باہر چلی جاتی ہو۔ مَیں تُمہیں بھی ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا، اس کے برعکس اگر ممکن ہُوا تو مَیں تُمہاری امداد ہی کروں گا۔ مَیں حسمونی محل کے قریب ایک شامی سوداگر کے مکان میں مقیم ہُوں۔ مَیں ایک خاصہ دولتمند آدمی ہُوں، اور اگر تُم لوگوں کو ضرُورت پڑے تو روپے پیسے سے بھی تُمہاری امداد کرنے کے قابل ہُوں۔"

"اِس کا ثبُوت دو" تُوما نے اپنا کھُردرا سا ہاتھ آگے پھیلا کر کہا۔

یوُحنّا نے ناپسندیدگی سے کہا "ایسی امداد کی ہمیں کم از کم فی الوقت کوئی ضرُورت نہیں۔ میرا اپنا گھرانہ بڑا خوشحال ہے، متّی کے پاس بھی کافی دولت موجُود ہے اور ہمارے آقا کے ہمدردوں میں بہُت سے ایسے دولتمند لوگ بھی ہیں جو کسی اور طریقہ سے اُس کی پیروی کرنے سے قاصر ہونے کی وجہ سے ہمارے قیام و سفر کے تمام اخراجات برداشت کیا کرتے تھے۔ نہیں ہم کھانے کے محتاج ہیں نہ کپڑے لتّے کے۔ ہمیں تو صرف اُن چیزوں کی ضرُورت ہے جو صرف وُہی ہمیں دے سکتا ہے۔ اگر وُہ واپس آیا تو مَیں تُمہیں ہرگز نہیں بھُولُوں گا، تاہم اُس نے جو راز ہمارے سپُرد کئے ہیں، قُدرتی طور پر مَیں وُہ کسی اجنبی پر کبھی مُنکشف نہیں کر سکتا۔"

تُوما نے تنبیہ کے انداز میں کہا "مُجھے شُبہ ہے کہ مریم کی باتوں پر کان دھرنا ہماری سخت غلطی تھی۔ مُجھے اِس اجنبی کے اشتیاق کے نتائج کچُھ اچھّے نظر نہیں آتے۔" پھر میری طرف متوجّہ ہو کر اُس نے ایک دھمکی آمیز لہجہ میں بات جاری رکھی "تُمہیں معلُوم ہو جانا چاہیئے، کہ جب وُہ ہمارے ساتھ تھا تو ہم بھی بیماروں کو شفا دینے کی قُوّت رکھتے تھے۔ ہاں خبیث رُوحیں تک بھگا دینے کی طاقت ہم میں تھی، اور اب خواہ ہماری وُہ قُوّتیں کتنی ہی کمزور کیوں نہ پڑ چُکی ہوں، تُمہارا ہم سے ہوشیار و خبردار رہنا ہی دانشمندی ہو گی۔ ہم ہی وُہ لوگ ہیں جنہیں اُس نے اپنے خاص مُقرّبین منتخب کیا تھا اور ہم ہی تھے جو اُس سے ملنے کے خواہشمند ہجُوم میں سے جیسا ہم مناسب سمجھتے خاص خاص لوگوں کو اُس کے پاس جانے کی اِجازت دیا کرتے تھے اور دُوسروں کو اُس کے نزدیک نہیں جانے دیتے تھے، پھر بھی ہم بارہ میں سے ہی ایک آدمی غدّار ثابت ہو سکتا ہے تو ظاہر ہے کہ ایک اجنبی پر ہم جس قدر بے اعتمادی کریں کم ہے۔"

"مَیں تُم سے خائف ہُوں نہ تُمہاری قُوّت سے" مَیں نے کہا "مَیں نے یہ کبھی نہیں سُنا کہ اُس نے اپنی قُوّت کسی دُشمن کو بھی ہلاک کرنے کے لئے استعمال کی ہو، چہ جائیکہ وُہ کسی ایسے انسان کو ضرر پہنچائے جو بڑے استقلال سے اُس کی جُستجُو میں ہو۔"

"آہ! تُم یہ سب کچُھ جانتے ہو، کیوں؟" تُوما نے کہا "لیکن ایک مرتبہ اُس نے ایک انجیر کے درخت پر لعنت بھیجی تھی، اور وُہ ہمارے دیکھتے دیکھتے ہی خشک ہو گیا تھا۔ یہ

صرف اس لئے تھا کہ اُس کے صرف پتّے ہی پتّے تھے اَور پھل نہیں دیتا تھا، حالانکہ وُہ موسم بھی انجیر کے پھل کا نہ تھا۔ لیکن یُوحنّا بولا "ہم یہ کبھی نہیں سمجھ سکے کہ اِس بات سے اُس کا کیا مطلب تھا، ممکن ہے وُہ ایک تمثیل ہی ہو جو ہماری سمجھ میں نہ آئی۔"

"تمثیل میں تو وُہ دُوسرے لوگوں سے باتیں کیا کرتا تھا" تُوما نے اعتراضاً کہا "ہم سے تو بالکل واضح انداز میں بات کہ دیتا تھا، لیکن اِس پر بھی ہم اگر اُس بات کو نہ سمجھ سکے تو اَب کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ بغیر مزید تاخیر کے تُم یہاں سے چلتے بنو۔"

مَیں اُس کے اعتراضات اَور دھمکیوں سے اَب تک کُچھ اُکتا چُکا تھا "جیسے تُمہاری مرضی" مَیں نے کہا "ایسے وقت میں جبکہ دیگر معاملات تُم لوگوں کے ذہنوں پر بوجھ بنے ہُوئے ہیں، تُمہیں تکلیف دینے پر مُجھے افسوس ہے، جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے، مَیں سکندریہ سے چل کر یہاں تک اُس شہنشاہِ عالم کی تلاش میں آیا ہُوں جس کی پیدائش کا ذکر مُختلف پیش گوئیوں میں درج ہے۔ یہُودیوں کے علاوہ دُوسری قوموں میں بھی ایسی پیش گوئیاں موجُود ہیں۔ رُوم اَور یُونان، دونوں ہی مُلکوں میں علامات ظہُور میں آئی ہیں میرے علم و یقین کے مُطابق وُہ شہنشاہِ عالم یہی یسُوع ناصری تھا جس کو یہُودیوں کے بادشاہ کا نام دے کر مصلُوب کر دیا گیا اَور جس کی مَوت مَیں نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھی۔ اُس کی بادشاہت میرے تصوّر یا تُمہاری توقعات سے یقیناً مُختلف ہے۔ تاہم اُس کے مُردہ سے دوبارہ زِندہ ہو جانے پر مَیں اُس کی بادشاہت کے وجُود پر ایمان لے آیا ہُوں۔"

لیکن یہ کہتے ہُوئے میری آنکھیں مایُوسی کے آنسُوؤں سے جل رہی تھیں۔ مَیں اپنا مُنہ دُوسری طرف پھیر کر اُس کمرۂ ضیافت کے تاریک کونوں کے خلا کو دُھندھلائی ہُوئی نظروں سے گھُورنے لگا۔ ایک ثانیہ کے لئے مُجھے اُسی انجانی سی موجُودگی کا احساس ہُوا، جس کا تجربہ مُجھے لعزر کے مہمان خانہ میں ہُوا تھا، لیکن اب مَیں حالتِ خواب میں نہیں بلکہ اس کے برعکس مکمّل بیداری کے عالم میں۔ تصوّرات سے اثر پذیر ہونے کی پُوری صلاحیت کا حامِل تھا۔ یکایک میرے دِل میں ویسی ہی خواہش پَیدا ہُوئی کہ مَیں اُس کا نام لے کر اُسے پُکاروں، جیسی اُس وقت ہُوئی تھی جب اُس اندھے بھکاری کے ہاتھ کا پتّھر پنیر میں تبدیل ہو گیا تھا۔ لیکن اُس کمرے میں اُن دو آدمیوں کی موجُودگی میں، کسی غیر محسُوس خطرے نے مُجھے ایسا کرنے سے باز رکھا۔ نہیں مَیں اُس کا نام لینے کی جُرأت نہ کر سکتا تھا، مَیں نے انکساری سے کہا "تُم پر سلامتی ہو"

اَور جانے کے لئے پلٹا۔ تُوما دروازے کا قُفل کھولنے کے لئے مُجھ سے چند قدم آگے چلا لیکن جب اُس نے وُہ بڑی سی چوبی کُنجی گھُما کر دروازہ کھولنے کے لئے اُس کے دستے کو پکڑا تو دروازہ نہ کھُل سکا۔ اُس نے اُسے ہلایا اَور پھر کُنجی گھمائی لیکن بے سُود۔ اُس نے غُصّے سے کہا "یہ دروازہ اینٹھ کر جم گیا ہے۔"

"اِسے کھولنے کے لئے یُوں زور نہ لگاؤ ورنہ تالا ٹُوٹ جائے گا" اُس کی امداد کے لئے آگے بڑھتے ہُوئے یُوحنّا نے کہا۔ لیکن وُہ بھی تالے کو کھول نہ سکا۔ چنانچہ وُہ دونوں کُچھ حیرانی سے میری طرف یُوں ناراضگی کے ساتھ دیکھنے لگے گویا اِس میں کُچھ میرا قصُور تھا۔ پھر مَیں خُود اُن کے پاس جا کر تالا کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ مُجھے ایسے چوبی تالوں اَور چابیوں کا کوئی خاص تجربہ نہیں تاہم جب مَیں نے تالے میں چابی لگائی تو وُہ بڑی آسانی سے گھُوم گئی اَور دروازے کے پٹ کھُل گئے۔ رات کی سرد ہَوا کا ایک جھونکا باہر سے میری طرف آیا۔ باغ پر مَیں نے تاروں بھرا آسمان دیکھا، عین اُسی وقت گویا ایک علامت کے طَور پر ایک ستارہ سنہری سی لکیر بناتا ہُوا آسمان کے ایک سرے سے دُوسرے سرے تک لپک گیا، جھے ہُوئے دروازے اَور لپکتے ہُوئے ستارے سے مَیں نے یہ نیک شگُون لیا کہ، اپنے رسُولوں کی مخالفت کے بالکل برعکس خُود بادشاہ مُجھے اپنی بادشاہت سے ہرگز باہر نہیں رکھے گا، لیکن اُن دونوں نے غالباً کوئی شگُون نہیں دیکھا تھا۔ تُوما بڑبڑا رہا تھا کہ وُہ ایک مُفلس انسان، تالوں اَور چابیوں سے قطعی بے بہرہ ہے کیونکہ اُس کے پاس تالوں کے اندر بند کر کے رکھنے کے قابل کبھی کوئی چیز ہوتی ہی نہیں۔ یُونہی بڑبڑاتے ہُوئے اُس نے مُڑ کر دروازہ بند کر لیا اَور تالے میں پھر اندر سے چابی گھمائی۔ اِتنے عرصہ میں مَیں سیڑھیاں اُتر چُکا تھا۔ وُہ دونوں اُوپر کمرے ہی میں رہے۔ نیچے صحن میں مُجھے نوجوان مرقس ملا، اَور نہایت اَدب سے مُجھے پُوچھنے لگا "رات کی دُوسری گھڑی شروع ہو چُکی ہے۔ اَب کیا تُم اپنی قیامگاہ کا راستہ تلاش کر سکو گے؟"

مَیں نے کہا "میرے متعلّق تُم کوئی فکر نہ کرو، یہ مَیں جانتا ہُوں کہ نقانی ایل عمداً مُجھے بل کھاتی گلیوں اَور پُر پیچ راستوں سے یہاں تک لایا تھا، جس کی وجہ سے وُہ خُود بھی ہانپنے لگا تھا۔ اُس کا مقصد یقیناً یہ تھا کہ مَیں یہاں تک کا راستہ یاد نہ رکھ سکُوں، تاہم میرا یقین ہے کہ مَیں واپس شہر میں بآسانی پہنچ سکتا ہُوں۔ پہلے فصیل میں سے گذر کر مَیں پہاڑی کی ڈھلان طے کروں گا اَور پھر وہاں سے ستاروں کی مدد سے اپنا رُخ سیدھا کر لُوں گا، ایک بار تھیٹر اَور جلسہ گاہ تک پہنچنے

کے بعد مَیں اپنی قیام گاہ کا راستہ معلوم کر لُوں گا۔"

لیکن مرقس نے قدرے بیقراری سے کہا "میرے والد اَور چچا نے مُجھے آج شام میزبانی کے فرائض انجام دینے پر مامُور کیا تھا، لیکن مَیں تُمہیں کھانے پینے کے لئے اِس لئے پیش نہ کر سکا کہ ہمارے آقا کے رسُول تُمہارے ساتھ اُس میں شامل نہ ہوتے۔ کیونکہ تُم ایک رُومی ہو، بہرحال اپنے ساتھ اپنی قیامگاہ تک مُجھے چلنے کی اجازت دے کر کُچھ تو فرائضِ میزبانی مُجھے ادا کرنے دو۔"

مَیں نے مُسکرا کر کہا "تُم نوجوان ہو اَور نوجوانی کو پُوری نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف میری وجہ سے ہی تُمہیں اتنی دیر تک جاگنا پڑا۔"

"ایسی رات میں نیند کیسے آسکتی ہے؟" مرقس نے کہا "ذرا ٹھہرو، مَیں ابھی اپنا چوغہ لے کر آتا ہُوں۔"

دروازے پر نیند میں جھُومتی ہُوئی ملازمہ اُس پر کُچھ بڑبڑائی، مگر مرقس نے محض ہنس کر اُس کے رُخسار پر ایک ہلکی سی تھپکی دی اَور پھر میرے ساتھ باہر کھسک آیا۔ مَیں نے دیکھا کہ وُہ اپنے ساتھ ایک چھڑی بھی لے آیا تھا جس کے ایک سرے کو سیسے سے وزنی کیا ہُوا تھا، گو مُجھے ایک نوخیز لونڈے سے کوئی ڈر نہ تھا تاہم میرے لئے یہ کوئی خُوشگوار انکشاف بھی نہ تھا۔ وُہ پُورے اعتماد کے ساتھ پہاڑی کی ڈھلان پر میری رہنمائی کرتا گیا۔ ظاہر تھا کہ وُہ مُجھے میری قیامگاہ سے بھٹکا دینے کا ہرگز کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ تاریک گلیوں میں وُہ میرا ہاتھ پکڑ کر مُجھے آگے بڑھاتا رہا مبادا مَیں کہیں ٹھوکر کھا کر گر جاؤں۔ میرا خیال ہے کہ وُہ بہُت باتیں کرنا چاہتا تھا مگر میری خاموشی کی وجہ سے وُہ بھی خاموش تھا، آخر کار خاموشی کو توڑنے کی غرض سے مَیں مجبُوراً بول پڑا "اچھا تو تُم بھی یِسُوع ناصری کو جانتے تھے کیا؟"

مرقس نے میرا ہاتھ زور سے دبایا اَور جواب دیا "بے شک، مَیں اُسے جانتا تھا جب اُس نے صحرا کی مُقدّس برادری کی مانند اپنے رسُولوں کے ساتھ بیٹھکر ایک دِن پہلے عیدِ فسح کا برّہ کھایا تو مَیں وُہیں انتظام کرنے اَور کھانا کھلانے میں مصرُوف تھا، وُہ اُس کی آخری شام تھی۔ لیکن مَیں نے اس سے پہلے بھی اُسے دیکھا تھا جب وُہ ایک خچر پر سوار یرُوشلیم میں داخل ہُوا تھا اَور لوگوں نے داؤد کے بیٹے کے شایانِ شان اُس کا استقبال کیا تھا۔"

اُس نے فخر یہ کہا "میرا والد اُس کے لئے ایک خچر لایا جسے ایک خاص جگہ رکھا گیا تھا تاکہ اُس کے حواری وہاں سے اُسے لے جائیں۔ اُس روز لوگوں نے اُس کی راہ میں اپنے کپڑے تک اُتار اُتار کر بچھا دیئے۔ پام کی شاخیں ہَوا میں لہرائیں اَور "ہوشعنا" کے فلک شگاف نعرے بُلند کئے۔ میرے والد اَور چچا نے اپنے اُوپر کا کمرہ اُس کے استعمال کے لئے بلا معاوضہ پیش کر دیا۔"

مَیں نے کُچھ متعجب ہو کر پُوچھا "تُمہارا باپ کون ہے؟ یِسُوع کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرتے ہُوئے اُسے افسروں کا کوئی خوف نہ تھا؟"

مرقس کے چہرے پر بل پڑ گئے اَور اُس نے آہستہ سے کہا "میرا والد یہ پسند نہیں کرتا کہ اِن مُعاملات میں اُس کا نام لیا جائے، لیکن وُہ خاموش ہمدردوں میں سے ہے۔ وُہ بہُت دولتمند اِنسان ہے اَور میرا خیال ہے کہ متوکّل اَور خاموش ہمدردوں نے ہی میرے والد کو یِسُوع کی حفاظت کرنے کی تاکید کی تھی، لیکن خُود یِسُوع غالباً ہمارے گھر پر گرفتار ہو کر میرے والد اَور اُس کے پُورے کُنبہ کو خطرے میں ڈالنا پسند نہیں کرتا تھا۔ یقیناً اِسی خیال سے وُہ شب بسری کے لئے گتسمنی کے باغ میں چلا گیا تھا، لیکن چُونکہ یہُودا غدّار کو ہمارے اُس کمرے کا ہی علم تھا، اس لئے پہلے وُہ لوگ جلتی مشعلیں اَور ٹھنکتے بجتے ہتھیار لئے ہمارے گھر پر آئے اَور دروازہ کھٹکھٹانے لگے۔ اُس وقت مَیں اپنے بستر میں سے کُود نکلا اَور اُسے آگاہ کرنے کے لئے بھاگا۔"

بات جاری رکھتے ہُوئے اُس نے کہا "میرا والد مجلسِ اعلیٰ کے سامنے ہمیشہ اپنے بچاؤ میں یہ کہہ سکتا ہے کہ وُہ اپنے مکان کا اُوپر والا کمرہ اکثر و بیشتر شادی بیاہ، دعوتوں اَور دیگر ایسی تقریبات کے لئے کرایہ پر دیتا ہی رہتا ہے۔ کئی حُکّام اُس کے دوست ہیں۔ اس لئے اُسے کبھی کسی نے کوئی تکلیف نہیں دی۔ اُنہیں غالباً اب بھی یہ علم ہوگا کہ ہمارے اُس کمرہ میں گلیل کے لوگ رات رات بھر اکٹھے ہوتے رہتے ہیں، لیکن اُنہیں یُوں وہاں جمع ہونے سے روک کر وُہ خواہ مخواہ لوگوں کو دوبارہ اس معاملے کی طرف متوجّہ کرنے اَور مزید ایک ہنگامہ کھڑا کر لینے سے عمداً گریز کر رہے ہیں۔ خُدا کے بیٹے کو اِس ہولناک طریقے سے قتل کرنے کے بعد وُہ پہلے ہی اپنے احساسِ جُرم تلے بے طرح دبے ہُوئے ہیں۔"

"وُہ خُدا کا بیٹا کیونکر ہُوا؟" مَیں نے لڑکے کو آزمانے کے لئے پُوچھا۔

مرقس نے بڑے خلُوص سے جواب دیا "بے شک وُہ خُدا کا بیٹا اَور مُنجّی تھا، خُدا

کے کسی خاص پیغمبر کے سوا اَور کون وُہ کام کر سکتا ہے جو اُس نے کئے۔ اِس کے علاوہ وُہ دوبارہ زِندہ ہو کر اپنی قبر میں سے نکل چکا ہے اَور گو وُہ مر چکا تھا مگر اَب زندہ ہے۔ میرے چچا نتھانی ایل نے تو یقیناً اُس کے ساتھ بیٹھ کر ایک مرتبہ کھانا بھی کھایا ہے۔ بغیر رُوح کے جسم یا بغیر جسم کے رُوح کُچھ کھا نہیں سکتی، اس لئے بلا شُبہ وُہ زندہ ہے۔"

دِل میں تو مجھے یہ بچّوں کا سا سیدھا سادا ایمان بُہت پسند آیا، لیکن میری عقل نے مُجھے مجبُور کیا اَور مَیں نے طنزیہ کہا "ظاہر ہے کہ تُم ابھی اتنے عالم و فاضل نہیں ہو، اِس لئے تُم ہر وُہ بات مان لینے کو تیار ہو تے ہو جو تُم سُن لو۔"

لڑکے نے اپنی مدافعت کرتے ہُوئے کہا "مَیں یُونانی میں لکھ پڑھ لیتا ہُوں۔ اس کے علاوہ کُچھ لاطینی بھی جانتا ہُوں۔ میرے والد کے کاروباری معاملات قبرص بلکہ رُوم تک پھیلے ہُوئے ہیں۔ مَیں اتنا جاہل ہرگز نہیں جتنا تُم سمجھتے ہو گے، اَور یاد رکھو کہ مَیں نے خُود اُسے بارہا دیکھا اَور اُس کا وعظ سُنا ہے۔ ایک بار ہمارے گھر آنے پر اُس نے اپنے ہاتھ میرے سر پر رکھے تھے۔ تُمہارے لئے اِن باتوں کو ماننا یقیناً مُشکل ہے کیونکہ مَیں نے سُنا ہے کہ تُم نے اُسے صرف مرتے ہُوئے دیکھا تھا، لیکن مَیں نے تو اُسے اُس کے انتہائی عرُوج اَور طاقت کے ایّام میں دیکھا ہُوا تھا۔"

ہم اُس فصیل تک پہنچ گئے جو بالائی شہر کو نشیبی شہر سے علیحدہ کرتی ہے اَور مَیں اُس دروازے پر ٹھہر گیا جہاں میری مُلاقات مریم بریلی سے ہُوئی تھی۔ "یہاں سے مُجھے اپنا راستہ معلُوم ہے" مَیں نے کہا، مگر مَیں آگے نہیں بڑھا نہ ہی مرقس مُجھے وہاں چھوڑ کر واپس جانے پر آمادہ نظر آ رہا تھا، معاً ایک اَور ستارہ ٹُوٹ کر آسمان کے بیچوں بیچ بھاگا، اَور ہم دونوں نے وُہ دیکھا۔

"اِن دنوں ستارے بُہت بیقرار ہیں" مَیں نے کہا "یقیناً کُچھ ظہُور میں آنے کو ہے شاید اُس کی قُوّت و جلال کے دِن کُچھ اس طَور پر شرُوع ہو رہے ہیں جو ہم ابھی سمجھ نہیں سکتے۔"

مرقس نے مُجھے نہ تو الوداع ہی کہا نہ ہی واپس گھر جانے کو پلٹا، بلکہ وُہ بچّوں کے سے شرمیلے انداز میں اپنے چوغے کا ایک سرا مروڑتا ہُوا اپنی چھڑی زمین پر مارتا جا رہا تھا۔ مَیں نے کہا "لیکن مَیں حیران ہُوں کہ نتھانی ایل نے فوراً ہی اُسے کیوں نہیں پہچانا، اَور مریم مگدلینی

نے بھی اُسے تب ہی پہچانا جب اُس نے اُس کا نام لے کر پُکارا۔"

"وُہ اُسے پِل پانے کی توقع جو نہیں رکھتے تھے" مرقس نے اُن کی حمایت میں جواب دیا "جب وُہ زِندہ تھا تب بھی کئی مختلف رُوپ اختیار کر لیا کرتا تھا، جو اُس کے مزاج کے مُطابق بدلتے رہتے تھے، یہ بات وضاحت سے سمجھانا بُہت مُشکل ہے۔ یُوں سمجھو گویا وُہ ہر انسان کا چہرہ رکھتا ہو، اُس پر ایمان رکھنے والے سب لوگ یہی سمجھا کرتے تھے کہ اُس کی شکل اُن کے کسی اپنے بُہت ہی قریبی عزیز سے مُشابہت رکھتی ہے، اُس کے چہرے کی طرف بنظرِ غور دیکھنا مُشکل ہوتا تھا، اُس کی نگاہ نہایت پُر وقار اَور گہری ہُوا کرتی تھی، مَیں نے اکثر دیکھا کہ بوڑھے آدمیوں نے بھی اُس کے ساتھ آنکھیں چار ہوتے ہی فوراً اپنی نظریں جُھکا لیں۔"

"تُم غالباً ٹھیک کہہ رہے ہو" مَیں نے کہا "مَیں نے پہلی ہی بار جب اُسے دیکھا تھا تو وُہ صلیب پر اذیّت میں مُبتلا تھا۔ اُس وقت مَیں اُس کے متعلّق کُچھ علم نہ رکھتا تھا، پھر بھی مَیں اُس کے چہرے کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اُس کا حُلیہ مَیں کبھی نہیں بیان کر سکتا، یہ ٹھیک ہے کہ اُس کا رنگ کافی سپید پڑ گیا تھا۔ اب تک مَیں یہی خیال کرتا رہا ہُوں کہ غالباً اُس کی اُس شدید اذیّت کے احترام میں مَیں بغور اُس کی طرف دیکھنے سے کتراتا رہا ہُوں، لیکن شاید مَیں اگر چاہتا بھی تو اُس کے چہرے کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا، اَور اَب یہ معلُوم ہو جانے کے بعد کہ وُہ خُدا کا بیٹا تھا، مُجھے اس بات پر ہرگز کوئی تعجّب نہیں، جب اُس کی مَوت کے وقت زمین تھرّا اُٹھی تھی تو پہرے داروں تک نے اُس کے خُدا کا بیٹا ہونے کا اعتراف کر لیا تھا۔"

"لیکن" اپنے تلخ جذبات کی بھڑاس نکالتے ہُوئے مَیں بولتا چلا گیا "اُس نے خواہ کسی بھی خیال سے اپنے رسُول کیوں نہ مقرّر کئے ہوں، بہرحال وُہ قطعی جاہل لوگ ہیں، اَور مَیں یہ سمجھ نہیں سکا کہ اُنہیں اپنے آقا کی پیروی کرنے سے، دُوسروں کو باز رکھنے کا کیا حق ہے؟ یہ اُن کی سراسر حماقت اَور غلطی ہے۔ مَیں ویسے ہی ایمان رکھتا ہُوں، جیسے تُم رکھتے ہو، وُہ لوگ اِس راز کو صرف اپنے تک محدُود رکھنے کے لئے اپنے خوف میں مبالغہ آمیزی کرتے ہیں، حالانکہ اب اگر وُہ اپنی جائے پناہ چھوڑ کر ظاہر ہو جائیں تو اُنہیں ہرگز کوئی خطرہ نہیں۔"

مرقس نے کُچھ دیر غور کرنے کے بعد کہا "میرا خیال ہے تُم غلطی پر ہو، وُہ جاہل ہی سہی تاہم اُن میں کُچھ ایسی خصُوصیت ضرُور ہے جو دُوسرے لوگوں میں نہیں۔ میرا یقین ہے کہ وُہ اُس کے چہرے کی طرف دیکھنے کی تاب رکھتے تھے، اَور اس سے اُنہیں کبھی کوئی تکلیف

نہیں ہوئی، کم ازکم یوحنّا ضرور اُس کی طرف نظریں اُٹھا کر دیکھ لیا کرتا تھا۔ وہ خود بھی یوحنّا کو ہی عزیز ترین جانتا تھا۔ اُن لوگوں کے متعلق ایسے ناخوشگوار خیالات نہ رکھو اجنبی!"

لیکن جب وہ باتیں کر رہا تھا تو میں نے اُس کی آواز میں مسکراہٹ محسوس کی۔ "میں البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ وہ اپنی نرم مزاجی اکثر کھو بیٹھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میرا والد بھی اُن کے آپس کے جھگڑے دل اور اُن کی گرم دماغی کی بناء پر اُن سے تھک چکا ہے۔ پطرس، جو اُن سب میں سے گرانڈیل ہے خاص طور پر بے حد سرکش ہے۔ وہ عورتوں سے بھی جھگڑنے لگتا ہے، حالانکہ یہ عورتیں ہی ہیں جنھوں نے انہیں رُوپوش رکھا ہُوا ہے اور اُن کے کھانے پینے کا بندوبست کرتی ہیں۔ وہ بہت حلیم شخیم اور طاقتور ہونے کے باوجود ابھی تک بچوں کی مانند ہے۔ بہرحال گلیل کے لوگ ہم یروشلیم والوں سے عام طور پر بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ وہ اسرائیل کے معلّموں کی طرح صحیفوں کی باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ وہ سادہ دیہاتی لوگ چیزوں کو اُن کی عملی اور لفظی شکل میں دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔"

پھر یکایک اُس نے کہا "یہ سچ ہے کہ وہ اجنبیوں کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آتے ہیں۔ اُس کی زندگی میں بھی وہ ہر کسی کو اُس کے پاس نہیں آنے دیتے تھے۔ تمہارے علاوہ ایک اور شخص نے بھی انہیں ملنے کی کوشش کی تھی مگر انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ وہ آلِ اسرائیل میں سے نہ تھا۔"

اِس پر میں نے متعجب ہو کر پوچھا "مجھے اُس شخص کے متعلق ذرا وضاحت سے بتاؤ۔"

"تم نے سنا ہوگا کہ جب وہ صلیب کو اپنی پشت پر لاد کر جاتے ہوئے بالآخر اُس کے بوجھ سے گر پڑا تھا" مرقس نے کہا "تو رومیوں نے کھیتوں کی طرف سے شہر کو آتے ہوئے ایک شخص کو پکڑ کر اُسے مجبور کیا کہ وہ اُس کا صلیب اُٹھا کر لے چلے۔ انہوں نے اُسے ایک معمولی کسان سمجھا حالانکہ درحقیقت وہ ایک دولتمند زمیندار تھا اور عیاشوں کے معبد میں وہ ایک معزز آدمی سمجھا جاتا ہے۔ پہلے تو وہ رومیوں کی اُس بدسلوکی کے خلاف شکایت کرنے پر تیار تھا مگر بعد میں اُس نے نامعلوم کیوں اپنا ارادہ بدل دیا۔ بہرحال وہ اُن سب واقعات سے قطعی بے خبر تھا۔ وہ کرین کا باشندہ ہے اور سیاست سے ہمیشہ الگ تھلگ رہتا ہے لیکن جونہی اُسے معلوم ہوا کہ اُس نے کسی ہستی کا صلیب اُٹھایا تھا تو وہ یسوع کے متعلق اُس کے حواریوں سے مزید معلومات حاصل کرنے کا خواہاں ہوا۔ وہ سخت پریشان ہو چکا تھا لیکن پطرس نے

اُس پر بھی اعتبار نہ کیا، علاوہ ازیں وہ وقت بھی ایسا تھا جب سب حواری حد سے زیادہ ہراساں تھے، چنانچہ وہ شخص دوبارہ اُن کے پاس راستہ کی جستجو میں نہیں گیا، ممکن ہے اگر تم اُسے تلاش کر کے مل سکو تو تمہیں کچھ کام کی باتیں اُسی سے معلوم ہو سکیں، ہو سکتا ہے کہ سڑک پر راستے میں یسوع نے اُس کے ساتھ کوئی گفتگو کی ہو، کیونکہ بعد میں وہ بہت غمگین ہو گیا تھا۔"

"میں اُسے کہاں تلاش کروں؟" میں نے پوچھا۔

"اُس کا نام شمعون کرینی ہے" مرقس نے کہا "عیاشوں کے معبد میں ہی اُس کے متعلق پوچھنا وہ لوگ اُسے ضرور جانتے ہوں گے۔"

"وہ کیسا معبد ہے؟" میں نے پوچھا۔

"وہ لوگ صحیفوں کی تلاوت یونانی زبان میں کرتے ہیں" مرقس نے مجھے سمجھایا "اُس معبد کی بنیاد اُن نو آزاد غلاموں نے رکھی تھی، جو رُوم سے دولتمند ہو کر واپس آئے تھے۔ سکندریہ اور کرین کے نو آبادکاروں نے بھی اُس کی پشت پناہی اختیار کر لی کیونکہ اصولاً اُن میں عبرانیت اس قدر کم رہ گئی ہے کہ اب وہ ہمارے آباؤ اجداد کی زبان نہیں سمجھ سکتے۔ بہرحال یہ ایک بہت دولت مند اور وسیع المشرب معبد ہے جو اپنے ماننے والوں پر زیادہ دباؤ نہیں ڈالتا۔ میرا خیال ہے اگر کسی سبت کے دن تم وہاں یونانی زبان میں صحیفوں کی تلاوت سننے کے بہانے جا پہنچو تو تمہارا بڑی خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا جائے۔"

مجھے یہ مشورہ بھا گیا "میں تمہارا شکر گزار ہوں مرقس" میں نے کہا "مجھے خود ہی راستہ تلاش کرنے کے لئے تنہا چھوڑ دیا گیا ہے، غالباً یہ شخص شمعون بھی اُسی راستے کی جستجو میں ہوگا، ایک کی بجائے دو کے لئے یہ کام آسان ہو جائے گا۔" "تم پر سلامتی ہو" "اور تم پر بھی سلامتی ہو، اے گورنر کے دوست!" اُس نے معنی خیز انداز میں جواب دیا "اگر کوئی دریافت کرے تو اب تم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہو کہ یہاں ہرگز کوئی خطرناک سازش نہیں ہو رہی۔"

"میں اپنا دوست خود ہوں، کوئی دوسرا میرا دوست نہیں" میں نے جواب دیا۔ کیونکہ میں اِس بات پر چڑ گیا تھا کہ نوعمر چھوکرا اتنے واضح انداز میں مجھ پر یہ شبہ کرے کہ میں اپنی تمام معلومات رومیوں تک پہنچا دوں گا۔ "اگر کوئی مجھ سے دریافت کرے گا تو میں ہر لمحہ اتنا ضرور تصدیق کر دوں گا کہ وہ دو آدمی جنہیں میں آج شب ملا ہوں نہ تو آگ لگانے والوں میں سے ہیں اور نہ ہی امن میں رخنہ اندازی کرنے والے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کوئی مجھ سے کچھ نہیں دریافت

کرے گا، علاوہ ازیں پنطُس پیلاطُس ایک ایسا شخص ہے جو باقی تمام لوگوں سے بڑھ کر خود اِس بات کا خواہشمند ہے کہ اِس معاملہ کو جسقدر جلد ممکن ہو بھول جائے۔"

"تم پر سلامتی ہو" مرقس نے دوبارہ کہا، اور ہم جُدا ہوگئے اُس رات مجھے مزید کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔

شمعُون کرینی کی تلاش میں مجھے عیّاشوں کے معبد میں جانے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ میرا مکاندار، کارنتھس شامی، میرے استفسار پر فوراً ہی کہنے لگا "اِس سِلسِلہ میں تم کوئی تکلیف نہ کرو، چند لمحے توقّف کرو، تم اُس کے بارے میں جو بھی معلوم کرنا چاہتے ہو مَیں تمہیں بتا دُونگا۔"

میز پر اپنی جگہ اپنے بیٹے کو بٹھا کر وُہ گلی میں غائب ہوگیا، اور مَیں نے وہاں دہلیز پر بیٹھے بیٹھے بمشکل ہی پانی پی کر اپنی پیاس بجھائی ہوگی، جب وُہ واپس بھی آگیا اور مجھے بتانے لگا۔ "لو اَب سنو اُس شخص شمعُون نے اپنی جوانی میں کرینی سے خوب دولت کمائی، اور جب چند برس پیشتر وُہ یہاں آیا تو اُس نے شہر کے نواح میں بہت سارے کھیت، تاکستان اور زیتون کے جھنڈ خرید لئے۔ یہودیہ کے دُوسرے شہروں میں بھی اُس کا کاروبار چلتا ہے۔ وُہ خالص یُونانی انداز کی رہائش کا شوقین ہے۔ تھیٹر اور ورزش گاہ کے حماموں میں بھی آتا جاتا رہتا ہے، حالانکہ اُس نے داڑھی رکھی ہُوئی ہے۔ بہرحال اُسے ایک راسخ الاعتقاد یہودی نہیں سمجھا جاتا، بعض لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ وُہ غیر مختُون ہے کچھ بھی ہو، اُس کی دولتمندی کے پیشِ نظر کوئی شخص اُس کے اِن معاملات کی طرف چنداں غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ وُہ کم از کم قانُون کو مانتا اور سبت کا پورا احترام ضرور کرتا ہے۔ چند روز پیشتر وُہ ایک شرمناک سے معاملہ میں اُلجھ گیا تھا جب رُومیوں نے اُسے ہجُوم کے درمیان میں سے گھسیٹ کر اُس مصلُوب ہونے والے بلوائی کا صلیب زبردستی اُس کے کندھوں پر لاد دیا تھا۔ اِس بے عزّتی کا اثر اُس کے دماغ پر کچھ اسقدر گہرا ہُوا ہے کہ وُہ اپنے گھر کے اندر ہی گوشہ نشین ہوگیا ہے اور کسی سے بات تک نہیں کرتا۔"

پھر اُس نے مجھے شمعُون کے مکان تک پہنچنے کا راستہ بتایا اور ایک مکّارانہ مسکراہٹ سے پُوچھنے لگا "اُس سے آخر تمہیں کیا مطلب ہے؟ کیا زمین میں روپیہ لگانے یا کچھ قرض لینے کا ارادہ ہو رہا ہے؟ ایسا ہے تو مَیں اُس سے بہتر کئی آدمیوں کو جانتا ہُوں، جن کے پاس تم بآسانی جا سکتے ہو۔ شمعُون کے متعلق مَیں تمہیں کبھی ایسا مشورہ نہ دُونگا۔ سُنا ہے

کہ وُہ آگ جلانے کے لئے خشک ٹہنیاں اور پتّے تک خود اکٹھے کرتا رہتا ہے اور سُوکھی روٹی یا سبزیوں، ترکاریوں کے علاوہ کچھ نہیں کھاتا۔" اُس کی یہ سب اِطلاعات میری اپنی معلُومات کے بالکل برعکس معلُوم ہوتی تھیں جس پر مجھے شمعُون کرینی سے ملنے کا اور بھی زیادہ اشتیاق پیدا ہُوا۔ لیکن میرے مکاندار نے مجھ پر سوالوں کی ایک بوچھاڑ شرُوع کر دی کہ مَیں شمعُون سے کیا چاہتا ہُوں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے لئے اُس کے دل میں خلُوص تھا، جس کی بنا پر آخرکار مَیں نے قدرے تذبذب سے کہا "مَیں دراصل صرف اُسی ایک واقعہ کی وجہ سے اُسے ملنا چاہتا ہُوں، جس کا تم نے ابھی ابھی ذکر کیا تھا، تاکہ اُس سے دریافت کر سکوں کہ یسُوع ناصری کا صلیب اُٹھا کر لے جانے کی وجہ سے وُہ اُس کے متعلّق کیا علم رکھتا ہے۔"

کرانتھس سخت گھبرایا۔ اُس نے میرا چوغہ کھینچتے ہُوئے مجھے متنبہ کرنے کے لہجہ میں کہا "اِن ناخوشگوار واقعات کے متعلّق بلند آواز میں تو گفتگو نہ کرو۔" لیکن مَیں نے کہا "تمہارا میرے ساتھ نہایت اچھّا سلُوک رہا ہے، اس لئے مَیں تم سے کوئی بات چھپانا پسند نہیں کرتا۔ میرے پاس یہ یقین کرنے کے لئے بہت ٹھوس وجُوہات ہَیں کہ یہودیوں کے اُس مصلُوب بادشاہ جیسا شاندار انسان آج تک اِس دُنیا میں پیدا نہیں ہُوا۔ وُہ یقیناً خُدا کا بیٹا تھا، میرا ایمان ہو چکا ہے کہ وُہ تیسرے دِن اپنی قبر سے نکل آیا تھا اور گو وُہ مر گیا تھا تاہم اب زِندہ ہے، اِس لئے مَیں اُس کے متعلّق اُن تمام باتوں سمیت جو شمعُون کرینی کے عِلم میں ہوں، مکمّل معلُومات حاصل کرنا چاہتا ہُوں۔"

میرے شامی دُکاندار کی آنکھوں میں سچ مُچ آنسُو آگئے اور اُس نے کہا "افسوس تم پر صد افسوس، تمہیں اپنے مہمان خانہ میں رکھ کر مَیں نے اپنے کُنبے اور کاروبار پر کس قدر مُصیبتیں نازل کر لیں، اگر تم تمندار عدنابر کے دوست نہ ہوتے تو مَیں تمہارا ساز و سامان اُٹھا کر گلی میں پھینک دیتا اور تمہیں اپنے گھر سے نکال باہر کرتا، ایسی باتیں تو مکانوں کی چار دیواری کے اندر بھی صرف سرگوشیوں میں کی جاتی ہیں، نہ کہ یُوں باہر گلی کُوچوں میں جہاں کوئی بھی سُن سکتا ہے، بہرحال تمہیں سر پھرے لوگوں کے قِصّے کہانیوں اور پاگل عورتوں کے توہّمات پر یقین نہیں کر بیٹھنا چاہیئے۔ تم جو کُچھ کہہ رہے ہو یہ سب کُچھ یقیناً مَیں نے بھی سُن رکھا ہے۔ لیکن مُجھ پر اعتبار کرو، تُمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ ان مُعاملوں سے الگ تھلگ رہو، ورنہ جلد ہی یہُودی تُمہارے سر پر پتّھر مارنا شرُوع کر دیں گے۔ تم اَب تک بھی یہ نہ سمجھ سکے کہ یہُودیوں کے

لئے مذہب سیاست ہے اور سیاست مذہب ہے۔ وُہ جو کُچھ بھی کرتے ہیں اُس میں اُن کے مذہب کو ہمیشہ دخل ہوتا ہے، اُن کا خُدا ہمیشہ پہرے پر موجُود رہتا ہے اور دِن رات یہ دیکھتا رہتا ہے کہ وُہ لوگ اپنے اعمال میں اُس کے مقرّر کردہ قوانین سے ذرّہ برابر انحراف نہ کرنے پائیں، اس لئے اِن معاملات کے بارے میں محفُوظ طرزِ عمل یہی ہے کہ انسان دبے پاؤں احتیاط کے ساتھ چلے اور اپنی زبان کو مُنہ کے اندر رکھے، خاص طور پر وُہ جو ایک غیر مُلکی ہو!"

"مَیں ایک رُومی شہری ہُوں" مَیں نے کہا "کوئی یہُودی مُجھے ضرر نہیں پہنچا سکتا، مَیں اُن کے قانُون کے تحت تو نہیں ہُوں، اگر وُہ اپنے مذہب کے بارے میں مُجھ پر کوئی الزام لگائیں تو گورنر بھی اس سِلسِلہ میں میرے خلاف کوئی فیصلہ دینے کی جُرأت نہیں کر سکتا، بلکہ مُجھے قیصر کے سامنے پیش کئے جانے کے لئے رُوم روانہ کر دیا جائے گا۔"

"لیکن لوگ تو کہتے ہیں کہ قیصر اب رُوم میں نہیں رہتا، بلکہ وُہ باہر کسی جزیرے میں جا چُکا ہے۔" کرانتھس نے نہایت معصُومیت سے کہا "اُس کی جگہ تو کوئی دُوسرا ہی حکُومت کر رہا ہے۔ ایک دغا باز اور لالچی جو رشوتیں لیتا ہے۔"

اَب میری باری تھی کہ اپنے مکاندار کو پکڑ کر جلدی سے اُس کے مُنہ پر اپنا ہاتھ رکھ دُوں، آس پاس خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہُوئے کہ کسی نے اُس کی بات تو نہیں سُن لی مَیں نے اُسے بتایا، "اگر تُم نے یہ بات رُوم میں کی ہوتی تو تُمہارا سر تن سے جُدا ہو گیا ہوتا۔"

کرانتھس نے میرا ہاتھ تحمّل کے ساتھ اپنے مُنہ پر سے ہٹا کر کہا "دیکھا تُم نے، رُوم میں رہو تو وہی کرو جو رُومی کرتے ہیں، لیکن یروشلیم میں رہو تو وُہ کرو جو یہُودی کرتے ہیں یہاں اُس مصلُوب کا نام لینا اُتنا ہی خطرناک اور اشتعال انگیز ہے جتنا کہ رُوم میں اُس دُوسرے شخص کا نام لینا۔"

اُس نے ایک لمحہ تامّل کرتے ہُوئے اپنے اِرد گرد دیکھا اور پھر جبکہ مَیں اُس کے مکان کی دہلیز پر یہُودیوں کے سے زنگدار چوغے میں لپٹا بیٹھا تھا، اُس نے میرے سامنے دو زانو ہو کر میرے کان میں سرگوشی کے انداز میں کہا "افواہ بہر حال افواہ ہوتی ہے، لیکن ہم جیسے نچلے طبقہ کے لوگ اور غیر مُلکی حسبِ معمُول، اِس بات کی اہمیت کو صرف بعد میں ہی سمجھ سکے ہیں کہ یہُودیوں کی مجلسِ اعلیٰ نے اپنے فوری اقدام سے ہم سب کو کس قدر عظیم تباہی سے بچا لیا ہے۔ کیا تُم نے محسُوس نہیں کیا کہ عیدِ فسح کے موقع پر ہم سب لوگ لاعلمی میں ہی ایک آتش فشاں

جگہ کے عین اُوپر بیٹھے ہُوئے تھے۔ عوام نے اُس کے بادشاہ اور داؤد کی اولاد ہونے کا اعلان تک کر دیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اُسے دَر پردہ ایک ایسے خاص صحرائی گروہ کی سازش کی حمایت بھی حاصل تھی، جسے متوکّلین کا گروہ کہا جاتا ہے۔ معلُوم ہوتا ہے کہ وُہ لوگ عین تہوار کے دوران ہیکل کو نذرِ آتش کر دینے کا منصُوبہ رکھتے تھے تاکہ لوگ اُسے ایک شگُون سمجھنے لگیں، وُہ سب مجلسِ اعلیٰ کو معزُول کر کے مزدُوروں اور کسانوں کی ایک انتظامیہ قائم کر دینا چاہتے تھے، تُم بھی سمجھ سکتے ہو کہ یہ مُعاملہ رومیوں کو دخل اندازی کرنے کے لئے ایک سنہری موقعہ مہیّا کر دیتا۔ گورنر نے تو پہلے ہی تمام دستوں میں سے ایک چاق و چوبند فوج تیار کی ہُوئی تھی، اور وُہ خُود بھی انطونیہ میں ہی مقیم تھا، کیونکہ معمُول کے مُطابق وُہ اِس مرتبہ ہیرودیس کے محل میں ٹھہرنے کی جُرأت نہیں کر سکتا تھا۔ بہر حال جب سازشیوں اور بلوائیوں کا رہنما ہی کھو یا گیا تو وُہ دوبارہ زیرِ زمین چلے گئے۔"

"مَیں تُمہارا یقین نہیں کرتا" مَیں نے کہا "مَیں نے خُود جو کُچھ سُنا ہے اُس کے مُطابق اُس کی بادشاہت اِس دُنیا کی بادشاہت ہرگز نہ تھی۔"

"خیر، خیر، افواہیں بہر حال افواہیں ہوتی ہیں" کرانتھس نے نہایت تحمّل سے کہا "لیکن اِن تاکیدی اور بار بار سُننے میں آنے والی داستانوں کے پسِ پُشت ضرُور کُچھ نہ کُچھ تو ہو گا۔ آگ کے بغیر کبھی دُھواں نہیں ہُوا، تُمہارا کیا خیال ہے؟"

"میرا خیال یہ ہے کہ مجلسِ اعلیٰ اور پیشوا اور فقیہ لوگوں نے خُود ہی قصداً اِس قسم کی افواہیں پھیلائی ہیں تاکہ وُہ ایک وحشیانہ قتل کو جائز ثابت کر سکیں" مَیں نے بڑی مضبُوطی سے جواب دِیا "وُہ ہرگز ایسا نہ تھا، مَیں نے سُنا ہے کہ وُہ لوگوں کو یہ نصیحت کیا کرتا تھا کہ اگر کوئی اُن کے ایک رُخسار پر طمانچہ مارے تو دُوسرا رُخسار بھی پیش کر دیں، اور انسان کو بُرائی کا بدلہ کبھی بُرائی سے نہ دینا چاہیئے۔ میرا اپنا یقین بھی یہی ہے کہ بدی کی قوّت سے آزاد اور پاک ہونے کا واحد ذریعہ یہی چیز ہے، ورنہ بُرائی تو انتقام کی طرف لے جاتی ہے جس سے انتقام در انتقام کا ایک لامتناہی سِلسِلہ جاری ہو جاتا ہے۔"

"اِس صُورت میں تو وُہ خُود ہی موردِ الزام ہے" کرانتھس نے خالص کاروباری لہجہ میں کہا "ایک انسان معجزے دکھانے اور مذہبی تبلیغ کرنے کے باوجُود اِس دُنیا میں رہتے ہُوئے، اِسی دُنیا کے قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبُور ہوتا ہے، بہر حال اُس شخص

کی اپنی ذات کے متعلق چونکہ کبھی کوئی بُرائی نہیں سُننے میں آئی۔ اسلئے اغلب یہ ہے کہ دُوسروں نے اُسے اپنی مطلب برآری کے لئے آلۂ کار بنالیا ہو، مگر یہودیوں کی مجلسِ اعلیٰ کے لئے ممکن طرزِ عمل صرف یہی تھا کہ حقائق اَور سیاسی فہم سے نتائج اخذ کرے۔ بیماروں کو شفا دینا، یا مُردوں کو زندہ کرنا اِس لحاظ سے کوئی دُرست چیز نہ تھی کہ اس سے لوگوں کے بھٹک جانے کا خطرہ ہو سکتا ہے یا اپنے آپ کو اُن کے خُدا کا بیٹا مشہور کر دینا کونسی عقلمندی تھی۔ جہاں تک ہم جانتے ہیں، اُن کے خُدا کا کوئی بیٹا نہیں، نہ ہی کبھی ہو سکتا ہے۔ اِسی مقام پر تو وہ دُوسرے خُداؤں سے مُختلف ہے۔ ایسی باتیں سیاسی بے چینی پیدا کر دیتی ہیں اَور بغاوت کے دوران سنجیدہ انسانوں کے بجائے سرکش قسم کے لوگ قوّت و اقتدار پر قبضہ کر بیٹھتے ہیں۔ مُجھے یقین ہے کہ فسادات شروع ہوتے ہی میری دُکان آگ کے شعلوں کی نذر ہو جاتی اَور میری بیٹی سرشکستہ اپنی ٹانگیں پھیلائے کسی گندے نالے میں مُردہ پڑی ہوتی، اَور مُجھے نئے بادشاہ کو خوش آمدید کہنے کی مُہلت ہی نہ ملتی۔"

مَیں نے اپنے ذاتی تجربات پر اُس کی اِطلاعات کی روشنی میں خُوب غور کیا۔ پھر سوچتے ہُوئے کہا "میرا یقین یہ ہے کہ وُہ بغاوت لوگوں کے دِلوں کے باہر سے نہیں بلکہ اندر سے شروع ہوتی ہے اَور اسی لئے باقی ہر قسم کی بغاوتوں سے مُختلف ہے۔ لیکن اِس کے متعلق مَیں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وُہ کیسے ظہور میں آئے گی۔"

کراتھس نے بے بسی سے اپنے ہاتھ بُلند کرتے ہُوئے کہا "مَیں جانتا ہُوں تُم ابھی کنوارے ہو، جو تُمہارے دِل میں آئے کرو، لیکن بعد میں یہ ہرگز نہ کہنا کہ مَیں نے تُمہیں مُعاملات سے آگاہ نہیں کیا تھا۔"

چُنانچہ مَیں شمعُون کرینی کے گھر جا کر رہا۔ وُہ ایک تنگ سی گلی میں واقع تھا اَور شہر کے دیگر مکانوں سے کُچھ مختلف نہ تھا۔ وُہ حالانکہ دوپہر کا وقت تھا لیکن اُس کا صدر دروازہ اندر سے مقفل تھا۔ میرے کافی دیر تک دروازہ کھٹکھٹاتے رہنے کے بعد بالآخر ایک ملازمہ نے آکر دروازہ تھوڑا سا کھولا اَور مُجھے دیکھتے ہی اپنا مُنہ سر ڈھانپ لیا۔ مَیں نے اُسے سلام کر کے اُس کے آقا کے متعلق دریافت کیا، لیکن وُہ ٹالنے کے انداز میں بولی "میرا آقا بیمار ہے اَور ایک اندھیرے کمرے میں اکیلا ہی پڑا رہتا ہے۔ وُہ کسی سے مِلنا پسند نہیں کرتا۔"

مَیں نے ساہوکار ارسطینوز کا حوالہ دیتے ہُوئے اُسے اپنا نام بتایا اَور کہا "مُجھے یقین

ہے کہ تُمہارا آقا کم از کم مُجھے مِلنے سے گریز نہیں کرے گا، کیونکہ مَیں دراصل اُس کے ساتھ عین اُسی مُعاملہ پر گُفتگو کرنا چاہتا ہُوں جو اُس کے ذہن پر بوجھ بنا ہُوا ہے۔"

مُلازمہ نے مُجھے اندر بُلا لیا اَور خُود اپنے آقا کو اِطلاع کرنے چلی گئی۔ مَیں نے دیکھا کہ وُہ مکان اپنی بوسیدہ سی پیشانی کے اندر پُورے کا پُورا یُونانی طرز پر دوبارہ بنایا ہُوا تھا۔ بڑے کمرے کی چھت میں ایک شگاف تھا جس کے نیچے فرش پچی کاری سے مرصع ایک ناند پڑی ہُوئی تھی، اُس پر پھُولوں، مچھلیوں اَور پرندوں کی تصویریں تھیں، حالانکہ یہودی قانُون ایسی شبیہوں کے خلاف ہے، دیواروں پر دولتمند متمدن گھرانوں کے رواج کے مُطابق کانسی کے گُلدان اَور منقش یُونانی مرتبان آویزاں تھے۔ یکایک ایک یُونانی غلام اپنی بغل میں ایک نوشتہ دبائے اندر داخل ہُوا۔ وُہ ایک ستھرے چُنٹ پڑے سُوتی قبا میں ملبُوس تھا۔ اُس کے بال سفید تھے اَور اُس کی آنکھوں کے پپوٹے سُرخ ہو رہے تھے جیسے عام طَور پر خراب روشنی میں پڑھتے رہنے سے ہو جاتے ہیں۔ اُس نے رُومی طریقہ پر میرا خیر مقدم کرتے ہُوئے مُجھے بیٹھ کر ذرا انتظار کرنے کو کہا۔

"یہ کیا ہے جو تُم پڑھ رہے ہو؟" مَیں نے پُوچھا۔

نوشتہ پیٹھ پیچھے کرتے ہُوئے وُہ کہنے لگا "یہ تو صرف ایک یہودی نبی کی کتاب ہے، مَیں اپنے آقا کے بچّوں کا اتالیق ہُوں، رُوفس اَور سکندر کا، خُود آقا ایک سادہ سا انسان ہے جسے شعر و شاعری سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"مَیں بھی اندازہ لگاؤں کہ یہ کونسی کتاب ہے؟" مَیں نے مُسکرا کر کہا "خُود مَیں نے بھی سکندریہ میں یہی کُچھ پڑھا ہے، اَور تھوڑا عرصہ ہُوا جب مَیں نے کسی سے اِس کے کُچھ حصّے سُنے بھی ہیں کیا یہ یسعیاہ نبی کی کتاب نہیں؟"

غلام ہکّا بکّا سا نظر آنے لگا، اُس نے ایک نظر اپنے ہاتھ میں پکڑے ہُوئے نوشتے پر ڈالی اَور دُوسری مُجھ پر، پھر پُوچھنے لگا "کیا تُم کوئی نجُومی یا جادوگر ہو، جو تُم جان گئے کہ مَیں اپنے آقا کو کیا سُنانا آیا ہُوں؟"

"مَیں ہرگز کوئی جادُوگر نہیں ہُوں" مَیں نے جواب دیا "مُجھے علم نجوم پر ضرور کُچھ عبُور حاصل ہے۔ جس کے لئے مَیں اپنے رُوحانی باپ فینی لیانس کا شُکر گُذار ہُوں۔ تُم نے تو شاید ہی اُس کی کتاب "علم الافلاک" کا نام سُنا ہو؟"

اُس نے کہا "بے شک نہیں سُنا، لیکن مَیں اتنا ضرور جانتا ہُوں کہ رُومی ہر چیز ہم

یُونانیوں سے مستعار لے کر اُسے اپنی زبان میں ڈھال لیتے ہیں، اَور پھر اپنی طبعزاد بتا کر اُسے شائع کر دیتے ہیں۔" وُہ سفید بالوں والا غلام اپنے وقار کے معاملہ میں یقیناً حسّاس تھا۔ مَیں نے پُوچھا "یہُودی نبی کے متعلق تُمہارا کیا خیال ہَے؟"

اُس نے جواب دیا "مَیں ایک یُونانی ہُوں۔ یہُودیوں کے ان نمائشی توہمّات سے اُکتا جاتا ہُوں۔ اپنے آقا کو سُنانے کے لئے مَیں کتاب بآوازِ بلند ضرور پڑھتا رہتا ہُوں لیکن اُس کے ساتھ ہی اپنے دیگر غور و فکر میں غرق ہوتا ہُوں۔ یہ ثابت ہو چُکا ہَے کہ ایک کچھوا بھی اکلیز کو شکست دے سکتا ہَے، لہٰذا ایک غلام ہونے کی وجہ سے مَیں نے کچھوے کا کردار اختیار کر لیا ہَے۔ یہُودیوں کی مانند مَیں نے کبھی الیسوف یا ہومر پر سبقت لے جانے کی کوشش نہیں کی۔"

اُس لمحہ شمعُون کرینی داخل ہوا اَور مَیں نے بغور اُس کی طرف دیکھا۔ اُس نے اپنے کندھوں پہ ایک پُرانا سا چوغہ ڈال رکھا تھا جو اپنا اصلی رنگ کھو کر مٹیالا ہو چکا تھا، اُسکی داڑھی کے بال منتشر تھے۔ ہل جوتنے والوں کی طرح اُس کے ہاتھ بڑے بڑے تھے، وُہ ایک مضبُوط ڈھانچے والا اُدھیڑ عُمر شخص تھا۔ اُس کا چہرہ سُورج کی تمازت میں بھُورا ہو چُکا تھا، وُہ آکر اپنی سُرخ غلاف والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر قدرے بے چینی سے اُس نے غلام کو چلے جانے کا اشارہ کیا اَور میرا خیر مقدم کئے بغیر اُس نے بڑی رُکھائی سے مُجھے پُوچھا "تُمہیں کیا کام ہَے رُومی؟ مُجھ سے تُمہیں کیا غرض ہَے؟"

مَیں نے پہلے اِس خیال سے اِدھر اُدھر نگاہ ڈالی کہ کوئی چھپ کر ہماری باتیں تو نہیں سُن رہا، اَور اِطمینان ہونے پر پھر اُسے سیدھے سادے انداز میں جواب دِیا "مَیں نے سُنا ہَے، کہ تُم یسُوع ناصری کی خاطر بہُت آزُردہ ہو اَور یہ کہ تُمہاری کوشش کے باوجُود اُس کے حواریوں نے تُمہیں ملنے سے اِنکار کر دِیا ہَے۔ مَیں خُود بھی اُسی راستے کی تلاش میں ہُوں۔ اگر تُمہارے اختیار میں کُچھ ہو تو میری مدد کرو۔"

سَر ایک طرف جُھکائے، اُس نے اپنی گھنی بھنوؤں کے نیچے سے بدگمان نظروں سے مُجھے دیکھا اَور پھر یہ کہتے ہُوئے مُجھ سے مُنکر ہو گیا "مُجھے کسی راستے کی تلاش نہیں، تُمہیں کِس نے یہ کہہ دِیا؟ مَیں نے تو اپنا راستہ آج سے کئی سال پہلے ہی دیکھ لیا تھا، اَور اب تک اُس نے مُجھے بہُت اچھا پھل دِیا ہَے۔"

مَیں نے اُسے بغور دیکھا اَور اندازہ لگایا کہ وُہ اپنا سر ایک غلام کے انداز میں ایک خاص زاویئے پر جُھکائے رکھنے کا عادی ہَے اَور اُس کی نظریں ایک غلام ہی کی مانند شکی ہیں۔ غیر ارادی طور پر میری نگاہ اُس کے ٹخنے پر بیڑی کا ایک اَنمٹ نشان دیکھنے کو جُھک گئیں لیکن اُس کی آنکھیں میری نگاہ کے تعاقب میں تھیں، اَور اُس نے فوراً ہی اپنے پاؤں اپنی سنگِ مرمر کی کُرسی کے نیچے کھینچ لئے۔ اُس کے ساتھ ہی اُس نے ملازم کو طلب کرنے کے لئے دھات کی ایک تھالی کو چوبی ہتھوڑے سے بجایا،

"تُمہاری نگاہ بہُت دُور رس ہَے،" اُس نے قدرے تذبذب سے کہا "ہاں، مَیں ایک غلام ہی تھا، مگر دس بسال ہُوئے جب مَیں نے اپنی آزادی خرید لی تھی، اَور اُس کے بعد کرین کے علاقہ میں غلّہ کی تجارت سے اپنی دولت پیدا کی، جسے لے کر مَیں اِس یروشلیم میں آن بسا جہاں کبھی میرے دادا، پردادا رہا کرتے تھے۔ میرے دو بیٹے ہیں اَور مَیں یہ نہیں چاہتا کہ میرے ماضی کی بنا پر لوگ اُنہیں حقارت سے دیکھیں۔ مَیں ایک غلام پیدا ہُوا تھا، اَور میرا باپ بھی اَور اُس سے پہلے میرا دادا بھی۔ چنانچہ کوئی اِس کا اندازہ کر سکے یا نہ کر سکے، اِس پیدائشی غلامی کا ایک مستقل اثر ضرور ایک شخص پر رہ جایا کرتا ہَے۔ بہر حال ہیکل اَور تھیٹر کے حلقوں میں مَیں ایک پُر وقار مقام رکھتا ہُوں۔ میرے بیٹے یُونانی اتالیقوں کے زیرِ نگرانی ہیں۔ مَیں ایک مہذّب زِندگی بسر کرتا ہُوں، جیسا کہ تُم خُود ہی دیکھ رہے ہو، اَور شاید مَیں کسی روز اپنے بیٹوں کے لئے بالآخر رُومی شہریّت خریدنے کے قابل بھی ہو جاؤں۔"

اِتنے میں مُلازم چاندی کا ایک طشت لئے داخل ہُوا۔ اُس نے مُجھے سونے کا ایک پیالہ پیش کر کے اُس میں ایک گرد آلُود برتن میں سے گہرے رنگ کی شراب اُنڈیل دی۔ طشت میں ایک طرف شہد ملے نان رکھے ہُوئے تھے اَور ساتھ ہی دُوسری طرف سفید سی راکھ میں لتھڑی ہُوئی جَو کی ایک روٹی پڑی تھی۔ شمعُون کرینی نے طشت میں سے ایک مٹّی کا آبخورہ اُٹھایا جس میں اُسے پانی دے دیا گیا۔ اُس نے جَو کی روٹی کا ایک ٹکڑا توڑا۔ اُس کی راکھ پھُونک مار کر اُڑائی اَور اُسے پانی کے گھونٹ کے ساتھ کھانے لگا۔ مَیں اِس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اُس کی اِس حرکت پر مُجھے سخت تعجّب ہُوا۔

"کیا یہ ممکن نہیں کہ مَیں بھی شہد کے کیک سے اُکتا چُکا ہُوں؟" مَیں نے کہا۔ "اگر تُم اِجازت دو تو مَیں تُمہاری جَو کی روٹی چکھ لُوں۔ البتّہ تُمہاری شراب سے مَیں پرہیز نہیں

کروں گا، کیونکہ میری خاطر تم نے ایک مُہر بند برتن کھولا ہے۔ گو میرے لئے پانی بھی اُسی قدر خوش گوار ہوتا کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ چشمے کا تازہ اور صاف پانی ہے۔"

"یہ پانی میں ایک نہایت اچھے چشمے سے منگواتا ہوں، جو کافی فاصلے پر واقع ہے" شمعون کرینی نے کہا "ایک ایسا چشمہ، جس کے خواب میں اپنے بچپن میں افریقہ کی جھلس ڈالنے والی دھوپ میں مشقت کرتے ہوئے، دیکھا کرتا تھا۔ میں ایسی ہی جو کی روٹی کے خواب بھی دیکھا کرتا تھا، کیونکہ وہاں ہم غلاموں کو چھلکا اُترے اناج، بھوسی، مڈھا اور افریقی جبی کے ملے جلے آٹے کی روٹی ملا کرتی تھی۔ دولتمند ہوجانے کے بعد میں نے کچھ عرصہ شراب پی، لیکن جلد ہی مجھے احساس ہُوا کہ شراب میں پسند نہیں کرتا۔ میں شہد ملی روٹی، ہرن کا بُھنا ہُوا گوشت اور مصالحے دار چٹنیاں وغیرہ بھی کھاتا رہا مگر پھر میں نے محسوس کر لیا کہ خالص رُوکھی روٹی اور تازہ سبزیاں میرے مذاق کے زیادہ مُطابق اور میری صحت کیلئے مفید ہیں۔ میں نے بے شمار باتوں کا تجربہ کیا ہے۔ تمہارے اندازے سے کہیں زیادہ تجربہ، رُومی"

لیکن یہ باتیں وہ بغیر کسی تلخی کے، ایک سیدھے سادے انداز میں کرتا جا رہا تھا۔

"کافی عرصہ گذرنے کے بعد جا کر مجھے یہ احساس ہو سکا کہ میں قطعی آزاد ہوں" اُس نے کہا "اور میں جیسے چاہوں لطف اندوز ہو سکتا ہوں۔ میرا بستر اب تک بھی وہی غلاموں کا مخصوص سخت بنچ ہے، کیونکہ نرم گدے اور تکئے میری کمر میں درد پیدا کر دیتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ جب اپنی زمینوں کو دیکھنے اور مزدوروں کو اُن کی روزانہ اُجرت تقسیم کرنے کے بعد، میں اپنے چوغے کی جھولی میں خشک ٹہنیاں اکٹھی کر کے گھر لاتا ہوں تو لوگ میرا مذاق اُڑاتے ہیں۔ دُوسرے لوگ اگر چیزیں ضائع کریں تو میں اُنہیں ملزم نہیں گردانتا، لیکن خود چیزیں ضائع کرنے پر مجھے ہرگز کوئی مسرّت نہیں حاصل ہوتی جب میں ابھی لڑکا ہی تھا تو ایک مرتبہ مجھے محض اِس قصور پر کوڑے لگائے گئے تھے کہ میں نے کسی دُوسرے کے کھیت میں سے اپنی والدہ کے لئے ایندھن کے طور پر خشک گوبر اور خاردار ٹہنیاں اکٹھی کر لی تھیں، اِسی لئے اب مجھے اپنے کھیتوں میں سے اچھا ایندھن اکٹھا کر کے اور اُسے اپنے چوغے کی جھولی میں ڈال کر گھر لے جانے میں ایک بے پایاں مسرّت محسوس ہوتی ہے"۔ وہ بات کرتا رہا "میں بطور ایک آقا کے سخت گیر ضرور ہوں، کیونکہ میں مزدوروں

کی کاہلی برداشت نہیں کر سکتا، لیکن میں نے کبھی اپنے زیتون جمع کرنے والے کسی مُلازم کو درخت سے نیچے اُتر کر دُعا اور عبادت کرنے سے نہیں روکا۔ میرا بہترین شوق بس یہی ہے کہ اپنی جائیداد میں گھومتا پھروں، اپنا چوغہ اُوپر کھینچ کر ٹانگ لوں اور دُوسروں کے ساتھ مل جل کر خود بھی اپنے ہاتھوں کے ساتھ کام کروں"

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بات کا جو عنوان میں نے قائم کرنا چاہا تھا، وہ عمداً اُس سے پہلو تہی کر رہا ہو، کیونکہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے وہ کہتا گیا "یہ ہے وہ راستہ جو میں نے اپنے لئے ڈھونڈا ہے۔ انسانی آزادی کے بارے میں میں نے اپنے غلامانہ دماغ سے کافی سوچ بچار کی ہے، اِسی لئے میں اپنی پسند کی آزادی اور مسرّت میں دُوسروں پر ٹھونسنے کا قائل نہیں، بلکہ ہر ایک کو اپنے اپنے پسندیدہ انداز میں زندگی بسر کرنے کا حق دیتا ہوں۔ شاید یروشلیم واپس آکر آباد ہوجانا میری نادانی ہو، لیکن اپنے ماں باپ سے سنتے ہوئے قصّے کہانیوں سے مجھے معلوم ہُوا تھا کہ یہی وہ خطّہ ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے اُنہوں نے اپنی دانست کے مُطابق مجھے اسرائیل کے خُدا کے متعلق بھی بتایا تھا، حالانکہ ہم غلاموں کے لئے کوئی عبادت خانہ یا کوئی معلّم نہ تھا اور ہمیں خُدا اور اسرائیل کے مابین کسی عہدنامہ کا اس قدر کم علم تھا کہ اسرائیلی قانون کے مُطابق میرے باپ اور دادا نے ختنہ تک نہیں کروایا تھا۔ اناج کی تجارت کے متعلق البتہ میں ہر ضروری بات جانتا ہوں، اور اگر رُوم میں ہی رہتا تو یقیناً بہت زیادہ ترقی کر لیتا، لیکن وہاں مُفت تقسیم کی خاطر جو اناج یہاں سے روانہ کیا جاتا ہے خُون آلودہ ہوتا ہے۔ اِس امر کی گواہی میری پُشت پر کوڑوں کے گہرے گھاؤ دیں گے۔ قُدرتی طور پر ہر انسان اپنے آباد و اجداد کی، اُن کے خُدا کی، اور اپنی ایک قوم کی، آرزو رکھا کرتا ہے۔ میرا ایک رُومی بن جانا ناممکن تھا، اور محض دولت کی خاطر دولت جمع کرتے رہنے میں بھی مجھے کوئی دانشمندی کی بات نظر نہیں آتی۔ میرے پاس اپنی اور اپنے بیٹوں کی ضرورت سے کافی زیادہ دولت ہے، اور ہر قسم کے نقصان کے خطرہ کو پیشِ نظر رکھ کر میں نے اپنی دولت بہت دُور اندیشی سے کاروبار میں لگا رکھی ہے۔ اب میں ایک راستباز زندگی کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگتا، تاکہ خُدا کی تمجید و عبادت اور اُس کے احکام کی پابندی کر سکوں، اور کسی دُوسرے کو کوئی دُکھ پہنچائے بغیر اپنی پسندیدہ چیزوں سے مسرّت حاصل کر سکوں۔ تم دیکھتے ہو میں نے جو راستہ تلاش کیا ہے وہ کس قدر سادہ ہے"

"میں تمہارے راستے کا احترام کرتا ہُوں" میں نے کہا "تمہارے اندر اُس شیخی اور گستاخی کا شائبہ تک نہیں جو رُوم میں نو آزاد غلاموں اور نو دولتے لوگوں کو ناقابلِ برداشت بنا دیا کرتی ہے۔ وُہ مجلسِ اعیان کے کسی رُکن کے ہاں دعوت میں شامل ہونے کے لئے یا کسی اعلیٰ خاندانی آدمی کو بے تکلفی سے اُس کا نام لے کر بُلا سکنے کے لئے بڑی سے بڑی رقم خرچ کرنے پر تیار ہوتے ہیں۔ اُن کی طرزِ زندگی اوّل تا آخر مضحکہ خیز ہوتی ہے، گو تُم نے اپنے مذاق کی تسکین کے لئے اپنے مکان کو یُونانی انداز میں ڈھال رکھا ہے اور میری مے نوشی کے لئے طلائی جام پیش کرتے ہو، لیکن جیسا کہ میں نے تمہاری باتوں سے اندازہ لگایا ہے، یہ ماننے کی بات ہے کہ تُم اپنی دولت کے غلام ہرگز نہیں ہو۔"

شمعُون کرینی نے اپنے ہاتھ آگے کو پھیلا دیئے "عین یہی وُہ بات ہے جس کے لئے میں نے امکانی جدوجہد کی ہے" اُس نے کہا "میں صرف اِتنا آزاد رہنا پسند کرتا ہُوں جتنا ایک اِنسان کے لئے ممکن ہے۔ اگر مجھے اپنا سب کُچھ بھی کھونا پڑ جائے، کیونکہ کوئی اِنسان بھی بدنصیبوں سے قطعی محفُوظ نہیں رہ سکتا۔ تب بھی میرا زیادہ نقصان نہ ہوگا، کہ میں نے بہُت تھوڑے پہ قناعت کر لی ہے، اور وُہ تھوڑا سا ہی بہ نسبت فراوانی کے مجھے زیادہ مسرّت بخشتا ہے۔"

میں نے پُوچھا "تو پھر ناصری کے ساتھ تمہاری مُلاقات نے تمہیں اس قدر ہراساں کیوں کر دیا ہے کہ تُم مقفّل دروازوں کے پیچھے ایک تاریک کمرے میں گوشہ نشین ہو گئے ہو اور کسی سے ملنے پر تیار نہیں ہوتے؟"

ایک لمبی آہ بھرتے ہُوئے اُس نے ہاتھ سے اپنی پیشانی کا پسینہ صاف کیا اور میری نگاہوں سے کتراتے ہُوئے پُوچھا "تُم اُس کے متعلق کیا جانتے ہو؟"

"دراصل میں سکندریہ سے صرف وقت گذارنے کے لئے یہاں آیا تھا، کُچھ خیال یہ بھی تھا کہ عیدِ فسح کے مُقدّس تہوار کے موقع پہ اِس شہر کی رونق بھی دیکھ لُوں گا" میں نے جواب دیا "لیکن پہنچتے ہی میں نے اُس کے صلیب پہ لٹکنے کا نظارہ دیکھ لیا۔ اُس وقت آسمان پر تاریکی چھائی ہُوئی تھی۔ میں نے اُسے دُکھ جھیلتے اور مرتے دیکھا، اور پھر تیسرے دن میں نے دیکھا کہ اُس کی قبر خالی تھی اور وُہ زندہ ہو کر اُٹھ چُکا تھا، اُسی وقت سے میں ایک لمحہ کے لئے بھی اُس کے خیال سے چھُٹکارا نہیں پا سکا۔ میں نے سُنا ہے کہ تُم اُس کی صلیب اُٹھا کر کُچھ راستہ لے گئے تھے اور میں دیکھ رہا ہُوں کہ تُم بھی اُس کے خیال سے اپنا پیچھا نہیں چھُڑا سکتے، ایسا کیوں ہے؟ کیا اُس نے تمہیں کوئی خاص بات کہی تھی؟"

شمعُون کرینی نے اپنی مُٹھیاں زور سے بھینچ لیں اور کہا "نہیں اُس نے قطعی کوئی بات نہیں کی، اور دراصل یہی چیز میری پریشانی کا باعث ہے، اُس نے کُچھ نہیں کہا، اُس نے صرف ایک نظر میری طرف دیکھا تھا اور بس! میں اُس کے متعلق کُچھ بھی تو نہیں جانتا۔" اُس نے مجھے مزید بتانا شرُوع کیا "میں نے کبھی سیاست میں دلچسپی نہیں لی، اور میں اپنے عبادت خانے کے قانُون کے مُطابق مذہبی احکام کی پُوری پیروی کرتا ہُوں، جیسا کہ تُم نے دیکھا ہوگا اُس کے ساتھ مصلُوب ہونے والے دُوسرے دو آدمی ڈاکو تھے۔ میں اپنے کھیتوں پر سے واپس گھر جا رہا تھا اور ہجُوم کو دیکھنے کے لئے وہاں رُک گیا، عین اُس وقت وُہ اپنے صلیب کے بوجھ سے دَب کر گر پڑا اور دوبارہ کھڑا نہ ہو سکا۔ میں ہجُوم میں گھِر چُکا تھا۔ ایک رحمدِل عورت نے جُھک کر اپنے سر کے رُومال سے اُس کے پیارے چہرے پر سے خُون اور پسینہ صاف کیا، لیکن رُومیوں کے آہنی میخوں والے جُوتوں کی ٹھوکریں پڑنے کے باوجُود وُہ صلیب سمیت اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ تمندار نے اِدھر اُدھر نظر دوڑاتے ہُوئے، رُومیوں کے معمُول کے مُطابق خاص تحکمانہ انداز میں مجھے آگے آنے کا اشارہ کیا۔ اُس وقت بھی مُجھ میں یقیناً کُچھ نہ کُچھ غلامی کی بُو ہوگی، جو میں نے غیر ارادی طور پر اُس کا حُکم مان لیا۔ اُنہوں نے اُس کی صلیب میری پُشت پر لاد دی۔ اُس لمحہ اُس نے ایک نظر میری طرف دیکھا اور اپنی کانپتی ٹانگوں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ میں کسی قسم کا احتجاج کئے بغیر صلیب اُٹھا کر پہاڑی تک لے گیا۔ یہ دُرست ہے کہ اگر میں شکایت کرتا تو تمندار کی بڑی سختی سے خبر لی گئی ہوتی، لیکن میں خود ہی رُومیوں کے ساتھ کوئی غیر ضرُوری جھگڑا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں وہاں اُس وقت تک ٹھہرا رہا جب اُنہوں نے اُسے چت لٹا کر، گھٹنوں کے دباؤ سے اُس کے بازو پھیلائے اور فوجی کوتوال نے اُس کی کلائیوں میں میخیں ٹھونکنا شرُوع کیں۔ اُس لمحہ اُس نے پھر مُجھ پر ایک نظر ڈالی، اور میں فوراً ہی پلٹ کر شہر کی جانب بھاگ گیا، اُسی وقت سے اب تک میں نے یہاں گوشہ نشینی اختیار کر رکھی ہے۔"

اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ مَلا، اپنے اُلجھے ہُوئے بالوں والے سر کو جھٹکایا اَور پھر کہنے لگا "تُم سمجھ ہی نہیں سکتے ۔ مَیں نے بے شمار آدمیوں کو مصلُوب ہوتے دیکھا ہے ۔ حتیٰ کہ مَیں نے غلاموں کو اپنے ایسے ساتھیوں کا مضحکہ اُڑاتے بھی دیکھا ہے جو اپنے کسی سربراہ کو غُصّہ میں ہلاک کر ڈالنے یا کسی کھیت کو آگ لگا دینے کی پاداش میں صلیب پر لٹکا دیئے گئے ۔ مُجھے کبھی یہ وہم بھی نہیں ہُوا تھا کہ کسی کے دُکھ سے مَیں اس قدر شدید طُور پر متاثّر ہو سکتا ہُوں ، لیکن جب اُس نے میری طرف دیکھا ہے تو مُجھے ایک عجیب سی سرگردانی محسُوس ہُوئی ، اَور مَیں ایک دم بھاگ اُٹھا کیونکہ یہ خوف لاحق ہو گیا تھا کہ زمین میرے پاؤں کے نیچے سے نکل جائے گی ۔"

"مَیں تُمہیں کیسے سمجھاؤں" اُس نے پریشان ہو کر کہا " جبکہ مَیں خُود ہی اِس مُعاملے کو نہیں سمجھ سکا ؛ جس وقت اُس نے اپنے چوٹوں سے مُتورّم چہرے اَور کانٹوں کے تاج سے دبے ہُوئے سَر کے ساتھ وہاں لیٹے لیٹے میری طرف دیکھا تو اُسی لمحہ میری نظروں میں اِس دُنیا کی ہر چیز بے وُقعت ہو کر رہ گئی ! لوگوں کو ایسے انسان کی طرف ہرگز نہ دیکھنا چاہیئے ۔ مَیں نے ایک تاریک کمرے میں گُھس کر اپنا چوغہ اپنے سر پر ڈال لیا ، اَور جب زلزلہ آیا ہے اَور اُس سے ایک دیوار پھٹ گئی ، تب بھی مَیں چھت کے نیچے باہر نکل بھاگنے کی جُرأت نہ کر سکا ۔ اگلے روز مَیں نے سبت کی بھی پرواہ نہ کی اَور باہر جا کر اُس کے حواریوں کو تلاش کیا ، لیکن وُہ لوگ میری کوئی بات سُننے کو تیّار ہی نہ تھے ۔ بعد میں یہ افواہ اُڑ گئی کہ اُس کے حواریوں نے رُومی پہرے داروں کو شراب پلا کر مدہوش کر دیا اَور اُس کی نعش قبر میں سے چُرا لے گئے تاکہ لوگوں کو دھوکا دے سکیں ، لیکن کوئی چیز مُجھے بتاتی ہے کہ یہ سب جھُوٹ ہے ۔ ایک اَیسا اِنسان جو کسی کو اُس انداز میں دیکھ سکتا ہے ، جیسے اُس نے میری طرف دیکھا تھا ، یقیناً اپنی قبر میں سے دوبارہ زندہ ہو کر نکل جانے کی قُوّت بھی رکھ سکتا ہے ۔ تُم ہی مُجھے بتاؤ کہ وُہ آخر کون تھا اَور اَب کیا چاہتا ہے ؟"

"جہاں تک مَیں سمجھ سکا ہُوں" مَیں نے احتیاط کے ساتھ کہا " وُہ اپنی بادشاہت اپنے ساتھ ہی زمین پر لایا تھا ۔ اُس کی بادشاہت اب بھی ہمارے دَرمیان موجُود ہے ۔ مَیں اُسی کا راستہ تلاش کر رہا ہُوں ، اَور مُجھے یہ توقع تھی کہ اُس نے تمہارے ساتھ ضرور

کوئی ایسی بات کی ہوگی جس سے میری بھی رہنمائی ہو سکے گی ۔"

"کاش اُس نے کُچھ کہا ہوتا" شمعُون کرینی نے نہایت افسوسناک لہجہ میں کہا ۔ "شاید یہ اندازہ لگاتے ہُوئے کہ مَیں نے اُس کی صلیب نارضامندی سے اُٹھائی تھی ، اُس نے مُجھے نااہل سمجھا ہوگا ، لیکن اب ، جس وقت سے اُس نے مُجھے ایک نظر دیکھا ہے مُجھے چشمے کا یہ تازہ پانی بھی پھپھُوندی کا مزہ دیتا ہے ، اَور اچھے سے اچھّا کھانا میرے حلق میں اٹک کر رہ جاتا ہے ، ہاں اپنے بیٹے تک مُجھے اجنبی سے دکھائی دیتے ہیں یہاں تک اب مَیں اُنہیں دیکھ کر پہلے جیسی خُوشی محسُوس نہیں کر پاتا ، بہر حال وُہ تو ایک لحاظ سے میرے لئے ہیں بھی اجنبی ہی ، کیونکہ اُن کی تربیّت مُجھ سے بالکل مُختلف انداز میں ہو رہی ہے لیکن اَب سے پہلے مَیں اُنہیں دیکھ کر مسرُور ضرور ہوتا تھا کہ اُن کے طَور اطوار کس قدر سُلجھے ہُوئے ہیں ، اَور پڑھنے لکھنے اَور اپنے اتالیقوں کے ساتھ اُن مُعاملات پر بحث و مناظرہ کرنے میں کس قدر ہوشیار ہیں ، جن کا نہ تو مَیں علم ہی رکھتا ہُوں اَور نہ ہی علم حاصل کرنے کی کوشش رکھتا ہُوں کیونکہ میرے لئے میرے اپنے تجربات ہی کافی ہیں ، لیکن اِس خاص مُعاملے میں میرا کوئی تجربہ سُودمند ثابت نہ ہُوا ۔ میری تمام خُوشیاں مُجھ سے چھِن چکی ہیں ، اَور اگر اَب مُجھے دوبارہ غلاموں کے احاطہ میں داخل ہو کر اپنے ٹخنے پر غلامی کا چھلّہ پہننا پڑ جائے تو مُجھے کوئی پرواہ نہ ہوگی ۔"

"کیا تُم نے اُن متوکّل لوگوں کے بارے میں بھی کبھی کُچھ سُنا ہے جو اِس خِطّہ میں اُس کے انتظار میں اپنی زِندگیاں گذار رہے ہیں ؟" بالآخر مَیں نے پُوچھا ۔

"تُم سمجھے نہیں کہ مَیں یسعیاہ نبی کی کتاب آخر کس لئے سُن رہا ہُوں ؟" شمعُون کرینی نے تلخی سے مُجھے پُوچھا ، "گذشتہ ایّام میں اس کتاب کی مانگ اس قدر بڑھی ہے کہ مُجھے اِس کی قیمت ایک یُونانی نوشتے کی قیمت سے پانچ گُناہ زیادہ ادا کرنا پڑی ۔ لیکن اس میں بھی میری امداد کے لئے کوئی راہ نہیں ۔ مُجھ سے اِس خطّہ کے متوکّل لوگوں کا ذکر ہی نہ کرو ، مَیں جانتا ہُوں کہ وُہ ایک دُوسرے کو اپنی مقرّرہ خُفیہ علامات اَور سلام کرنے کے طریقوں سے پہچانتے ہیں ، لیکن مَیں سیاست میں اُلجھنے کی کوئی خواہش نہیں رکھتا ۔ مَیں ایک عیّاش اَور آزاد منش اِنسان ہُوں اَور اپنی موجُودہ حیثیت کے علاوہ اَور کسی مقام کا متمنّی بھی نہیں ہُوں ۔"

"لیکن" مَیں نے کہا " وُہ لوگ کسی سیاسی مقصد کے لئے تو ہرگز جدوجہد نہیں کر رہے ۔

میرا خیال ہے اُن کا ایمان یہ ہے کہ خود خدا نے ایک اِنسانی شکل میں اِس زمین پر جنم لیا۔ وہ ایک اِنسان کی مانند انسانوں کے درمیان چلتا پھرتا زندگی گذارتا اور دکھ اٹھاتا مر گیا اور پھر دوبارہ زندہ ہو گیا تاکہ نوشتوں اور صحیفوں کا لکھا پورا ہو جائے، اور وہ کسی ناقابلِ فہم طریقہ سے اپنی بادشاہت کے دروازے اُن لوگوں کے لئے کھول دے، لیکن ابھی تک کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ یہ سب باتیں کیسے سمجھائی جا سکتی ہیں؟"

شمعون کرینی نے ایک لمبی آہ بھر کر اپنے شانے یُوں سکوڑے جیسے اُن پر سے کوئی نظر نہ آنے والا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہو۔ پھر ایک خوفزدہ آواز سے کہنے لگا "تو پھر گویا مَیں نے اپنے ان کندھوں اور پُشت پر خداوند کی صلیب کا بوجھ اُٹھایا تھا۔ مَیں اِس بات سے انکار نہیں کروں گا، نہ ہی تمہاری تردید کرتا ہوں؛ میرا دل کہتا ہے کہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو، اُس نے دو مرتبہ میری طرف دیکھا تھا۔"

اندوہ میں ڈوبا ہوا وہ کہتا چلا گیا "مَیں نے ایک نئے اسرائیلی معلّم کے متعلق یہ ضرور سُنا تھا کہ اُس نے کوئی عظیم جرم کیا ہے، لیکن خون آلودہ سر پر کانٹوں کا تاج پہنے لڑکھڑاتے قدموں سے صلیب گاہ کی طرف جانے والے اُس اِنسان کو دیکھ کر مجھے یہ خیال ہی نہیں آیا تھا کہ وہ وہی معلّم ہو سکتا ہے۔ یہ بات تو مجھے پہاڑی پر پہنچنے کے بعد ہی معلوم ہوئی جب کسی نے وہ تحریر مجھے پڑھ کر سُنائی۔ مَیں خود پڑھنا نہیں جانتا کہ یہ وہی یسوع تھا جس کا ذکر مَیں نے پہلے سُنا تھا، لیکن اُس کے بارے میں جو کچھ بھی مجھے بتلایا جاتا تھا اُس کے نصف پر بھی مَیں نے کبھی اعتبار نہ کیا تھا۔ زندگی کے تلخ تجربات نے مجھے شکّی مزاج بنا دیا ہے۔ مَیں نے کبھی اُس کے معجزوں کی بھی پرواہ نہ کی تھی، مگر قصبہ یریحو میں محکمہ محصُول کا ایک افسر ذکائی نام کا ہے۔ یہ ذکائی اُس نئے معلّم کو ذرا اچھی طرح دیکھنے کے لئے ایک درخت پر چڑھ گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یسوع نے اُسے درخت پر سے نیچے بُلایا اور گو وہ ایک خراب روش بھی تھا، مگر وہ اُس کے ساتھ اُس کے گھر گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یسوع کے جانے کے بعد ذکائی نے اپنی نصف دولت غریبوں میں تقسیم کر دی اور جس قدر اُس نے بے ایمانی سے اکٹھا کیا تھا اُس کا چار گُنا واپس کر دیا۔ اُس نے جب جرائم کا اعتراف کیا تو اُس پر مقدمہ قائم ہو گیا۔ لیکن بعد میں اُسے پاگل قرار دے کر ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔ چنانچہ اب مَیں سمجھ رہا ہوں کہ ایسی قوّت رکھنے والا اِنسان یقیناً

کسی اپاہج کو بھی کھڑے ہو کر چلنے کا حکم دے سکتا ہے، بہرحال کسی دولتمند شخص کو اپنی نصف جائداد غربا میں بانٹ دینے پر تیار کر دینا ایک عظیم تر اور عدیم المثال معجزہ ہے۔ ایسی باتیں یُونہی ظہور میں نہیں آیا کرتیں، یہ ناممکن ہے۔ منصفوں نے بھی یہی فیصلہ دیا تھا کہ ذکائی کا دماغ چل گیا ہے۔ مَیں سچ مچ اُس کے ساتھ کبھی ملاقات کر کے خود اُس کے مُنہ سے یہ سُننا چاہتا ہُوں کہ یسوع نے اُسے کیا کہا تھا اور وہ کیونکر اِس حد تک اپنی عقل کھو بیٹھا۔"

اگر میری رُومی سمجھ بوجھ نے کسی بہتر انداز میں میری رہنمائی نہیں کی ہے تو میرے یُونانی فلسفہ نے یقیناً مجھے ایک عملی انسان ضرور بنا دیا ہے۔ چنانچہ میں نے فوراً ہی کہا "تم ٹھیک کہتے ہو، آؤ ہم اِسی وقت یریحو چلیں اور اُس ذکائی سے ملیں، ممکن ہے اُسی نے اُس سے کچھ ایسی چیز حاصل کر لی ہو جو دُنیا کے تمام خزانوں سے بھی زیادہ قیمتی ہو، ایسا راز واقعی معلوم کرنا چاہیئے۔ تم نے خود ہی ابھی کہا ہے اُس کی ایک ہی نگاہ نے تمہاری نظروں میں دُنیا کی ہر چیز کو بے وُقعت کر کے رکھ دیا تھا۔"

لیکن شمعون کرینی نے پس و پیش کرتے ہوئے کہا "یریحو یہاں سے پُورے ایک دِن کی مسافت پر ہے، خواہ ہم کتنا ہی تیز کیوں نہ چلیں۔ آج سبت کی شام ہے اور مَیں بہرحال فی الوقت کسی بنا پر بھی یروشلیم سے باہر جانا نہیں چاہتا۔ یہ ایک بالکل عام فہم بات ہے کہ اگر وہ سچ مچ جی اُٹھا ہے تو اُس کی وہ بادشاہت ہمارے قریب ترین ہونا چاہیئے جس کا تم ذکر کرتے ہو۔"

مَیں سمجھ گیا کہ وہ اپنی جگہ درُست کہہ رہا تھا۔ خود یسوع کے اپنے حواری بھی تو یروشلیم میں ہی ٹھہر کر کسی بات کے منتظر بیٹھے تھے۔ مَیں نے کہا "ہم دونوں میں یہ ایک قدر مشترک ہے کہ ہم غیر ہیں، جنہوں نے اتفاقیہ ان تمام واقعات کو دیکھا ہے۔ لیکن اب محض اتفاق پر بھی میرا یقین نہیں بلکہ مجھے یہ شبہ ہونے لگا ہے کہ کسی مشیت نے خاص طور پر ہم دونوں کی اِسی جانب رہنمائی کی ہے تاکہ ہم راہِ حق کی تلاش کریں، کچھ بھی ہو، ہم دونوں ہی کے دِلوں میں ایک خلش ہے، اور ہمیں اُس وقت تک ہرگز سکون نصیب نہ ہو سکے گا جب تک کہ ہم اُن سب باتوں کو دن کی روشنی کی مانند نمایاں نہ دیکھ لیں۔"

شمعون کرینی نے بڑی تلخی سے کہا "مجھے دن کی روشنی بھی نصیب تھی اور ایک واضح راستہ بھی، لیکن اب مَیں آزاد نہیں رہا، بلکہ ایک مچھلی کی مانند جال میں پھنسا ہُوا تڑپ رہا ہُوں۔

مجھے اُس دائمی زندگی کی کبھی خواہش نہیں ہوئی تھی جو فریسیوں کے عقیدے کے مطابق احکام پر حرف بحرف عمل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ میں نے اتنے اَن گنت غلاموں کو موت کے منہ میں جاتے دیکھا ہے کہ دُوسری زندگی پر سے میرا ایمان ہی اُٹھ چکا ہے، بلکہ میں اَب صدوقی عقیدہ کے لوگوں سے کچھ متفق ہو گیا ہوں جو ایسی توقعات ہی نہیں رکھتے۔ اپنی عبادت گاہ میں ہم لوگ ایسی چیزوں پر بحث نہیں کرتے، ہمارے معلّمین سکندریہ کے داناؤں کے قدموں میں تربیت پا چکے ہیں۔ میں مفید اَور ضرر رساں دونوں ہی طرح کے سحر پر بھی کسی حد تک یقین رکھتا ہوں، کیونکہ اِنسان آنکھوں دیکھی چیز پہ یقین کرنے کو مجبور ہوتا ہے۔ دُنیا کو مظالم و سنگدلی کی آماجگاہ پا کر میں اپنے سکونِ قلب کی خاطر خیرات کرتا رہتا ہوں اَور مذہبی قانون کا احترام بھی ایک معقول حد تک کرتا ہوں، لیکن میرا یہ ایمان ہرگز نہیں کہ میں نیک کاموں کے عوض دائمی زندگی حاصل کر سکتا ہوں۔ دھوکا باز انسان خُدا کو تو دھوکا نہیں دے سکتا، خواہ وُہ اپنی خیرات کا چرچا ناقوس بجا بجا کر کرتا رہے۔ میں قطعی یقین نہیں رکھتا کہ موت کے بعد بھی کوئی زندگی ہے یا زندگی کا کوئی ایسا پرتو ہی، جس کا رُومی اَور یُونانی تصوّر رکھتے ہیں۔ نہ ہی میں یہ مانتا ہُوں کہ کوئی شخص دُوسری زندگی میں کسی اَور چیز، مثلاً مُرغ کی شکل میں پیدا ہو سکتا ہے، کیونکہ کرین میں میرے معلّمین نے مجھے ایسے عقائد کی تعلیم دینے کی کوشش بھی کی تھی، وہاں ایسے کُتّے ہُوا کرتے تھے جو مفرور غلاموں کا تعاقب کرتے اَور صرف غلاموں ہی کے گوشت پر پلا کرتے تھے۔"

وُہ اپنی یادوں میں کھو کر بولتا رہا "لوگ رُوم سے چل کر افریقہ کے کھیتوں میں یہ دیکھنے اَور سیکھنے آیا کرتے تھے کہ وہاں پہ مزدُوروں کی تنظیم کیونکر اتنی عملی اَور ارزاں طریقے سے کی جاتی تھی۔ غلاموں کو نہایت سستی غذا کیسے بہم پہنچائی جاتی تھی، اَور کس طرح مضبُوط عورتوں کے ساتھ مضبُوط و توانا غلاموں کو ہم بستر کرنے سے اچھے اَور تنومند غلام پیدا کئے جاتے تھے، لیکن اب یہاں بیٹھ کر گذرے زمانے کو یاد کرنے سے کیا حاصل؟ اَب تو اپنی آزادی کا لُطف اُٹھانے کی تمام صلاحیتیں ہی مُجھ سے چھن گئیں۔"

میری لاعلمی میں ہی اُس کی تُند شراب میرے دماغ کو چڑھ چُکی تھی، اَور میں نے ایک برخُود غلط انداز میں کہا "شمعُون کرینی! تُم گو ایک آزاد شُدہ غلام ہو، تاہم مُجھے تُم سے نفرت نہیں، بلا شُبہ میں ایک ایسا رُومی شہری ہُوں جسے اپنے انگوٹھے میں طلائی چھلّہ تک پہننے کا

حق حاصل ہے، لیکن میں نے رہوڈس میں یہ تعلیم پائی تھی کہ نسبی حقُوق کو زیادہ اہمیّت نہ دینا چاہئیے، بلکہ اپنے ذاتی کارناموں سے اپنے آپ کو ممتاز بنانا چاہیئے۔ میں بہرحال اپنے آپ کو زیادہ ممتاز نہیں بنا سکا، کیونکہ میں نے عمل کی بجائے زیادہ تر غور و فکر کو ہی اپنا شعار بنائے رکھا۔ میں نے رسمِ غلامی اَور غلاموں پر کبھی غور نہیں کیا سوائے کبھی کبھار یہ سوچنے کے کہ غلام اپنے مالکوں کے لئے بے شمار اُلجھنیں پیدا کر دیتے ہیں اَور ایک خوشحال شخص اپنے اردگرد دن رات جمع رہنے والے ملازموں کے ہاتھوں پریشان ہو کر اپنا سکُون ہی کھو بیٹھتا ہے اَور اِس طرح وُہ گویا خُود اپنے غلاموں کا ایک غلام بن کر رہ جاتا ہے، لیکن تُم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں کہ ایک غلام بھی اپنے ماتھے پر کے غلامی کے داغ اَور اپنی آوارگیٔ جسم کی بنا پر قوّتِ مردمی سے محرُوم کر دیئے جانے کے باوجُود عین میری طرح، ایک انسان ہی ہوتا ہے۔ شمعُون کرینی تُم میرے بزرگ ہو اَور میں تُم سے امکان بھر اُتنی ہی محبت کرنے کا خواہشمند ہُوں جتنی میں اپنے آپ سے رکھتا ہُوں۔ اُس جی اُٹھنے والے انسان نے یہی تعلیم دی ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ میں تُم سے زیادہ تعلیم یافتہ ہُوں لیکن ان نئی باتوں کے مقابلے میں میری تمام تعلیم کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ میں محسُوس کرتا ہُوں کہ مُجھے ایک ایسی اجنبی دُنیا میں دھکیل دیا گیا ہے جہاں مُجھے ہر بات نئے سرے سے سیکھنا ضرورری ہو گیا ہے، لہٰذا میں پُورے خلُوص کے ساتھ تُمہاری دوستی کا متمنّی ہُوں، گو منصب و مرتبے کے لحاظ سے ہم ایک دُوسرے بہت مختلف ہیں۔"

لیکن میرے الفاظ سے شمعُون کی اُس خُودداری کو ٹھیس پہنچی جس کا احساس دُوسروں کی نسبت نوآزاد غلاموں میں کُچھ زیادہ ہی ہُوا کرتا ہے۔ اُس نے اپنا مٹّی کا پیالہ غصّے میں اپنی کُرسی کے بازو پر دے مارا جس سے پانی چھلک کر میری آنکھوں تک آیا، اَور کہنے لگا "شرم کرو رُومی! تُمہارے انگُوٹھے کے امتیازی چھلّے کو میں گندے نالے میں پھینکتا ہُوں اَور تُمہارے فلسفہ پر پیشاب کرتا ہُوں۔ یہ سب اُن بیکاروں کا جھُوٹا وقار ہے جو خُود اناج کا ایک خوشہ بھی پیدا نہیں کرتے۔ تُمہاری یہ خواہش بھی کُچھ ایسی ہی بات ہے۔ تُم دراصل صرف یہ چاہتے ہو کہ دُوسروں کو سُنانے اَور مرعُوب کرنے کے لئے کوئی ایسی انوکھی داستان تُمہارے ہاتھ لگ جائے جس سے تُم لوگوں میں نمایاں نظر آنے لگو۔ تُمہاری اِس چُگّی داڑھی میں مُجھے ایک نہایت مکّارانہ مصنُوعی وقار نظر آتا ہے اَور تُم اپنے اِس چھالر دار چوغے میں مُجھے ایک ایسے اداکار معلُوم ہوتے ہو جو باقی تمام کرداروں میں ناکام ہونے کے بعد اب کسی بالکل نئے کردار کی تلاش میں ہو۔"

ایسی بات پر چند روز بیشتر مَیں نے اپنی شراب اُس کے مُنہ پر دے ماری ہوتی، اُسے گالیاں دی ہوتیں اَور اُ[illegible] کے گھر سے بھاگ لیا ہوتا، لیکن اَب اُس کے ان ڈِس لینے والے الفاظ نے میرا تمام نشہ ہرن کر دیا، چنانچہ مَیں خاموشی سے اُس کی باتوں پر غور کرنے لگا۔ کیا مُجھے یُوں مطعُون کرنے میں وُہ حق بجانب تھا؟ واقعی یہ صرف میرا ایک فطری تعجّب ہی تو تھا جس کے تحت مَیں نے اِس راستہ کے متعلّق سوچنا شُروع کیا تھا، لیکن اَب مَیں جتنا زیادہ اِس راہ پر بڑھتا جاتا ہُوں، اُتنا ہی واضح طور پر یہ سارا معاملہ میرے لئے زندگی اَور مَوت کا مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔ میرا ہر اُٹھنے والا قدم میرے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔ بالآخر مَیں نے کہا "مُجھے شیخی بگھارنے کی مُعافی دے دو۔" مَیں، جو کہ ایک معزّز رُومی شہری ہُوں، ایک جاہل اَور نو آزاد غلام سے مُعافی مانگنے کے لئے جُھک گیا "بحیثیت اِنسانوں کے ہم اِس معاملہ میں یکساں ہیں، مَیں کسی لحاظ سے مُستثنیٰ نہیں ہُوں۔ کہا جاتا ہے کہ آخری شب اُس نے گھٹنوں کے بل جُھک کر اپنے حواریوں کے پاؤں خُود دھوئے تھے تاکہ اُنہیں انکساری کا سبق ملے۔ مَیں بھی جنُون کی اُس حد تک پُہنچ چُکا ہُوں جہاں تُم اگر چاہو تو مَیں اپنے گھٹنوں کے بل جُھک کر تمہارے پاؤں صاف کر دُوں شمعُون کرینی!"

شمعُون نے تلخی سے جواب دیا "مَیں اپنے پاؤں خُود دھو لیا کرتا ہُوں اَور اِس کام کے لئے مُجھے کسی مُلازم کی ضرُورت بھی نہیں ہے۔" پھر قدرے نرمی سے کہنے لگا "تُم میری باتوں پر خفا مت ہونا، دراصل جب سے اُس نے مُجھ پر نظر ڈالی ہے، وُہ میرے لئے بھی مَوت و زیست کا سوال بن چُکا ہے۔" پھر یہ جتانے کے لئے کہ وُہ مُجھے اپنا دوست سمجھتا ہے، اُس نے میری پیشانی، کندھے اَور سینے کو چُھوا، اَور اُس کا لمس مُجھے قطعی ناگوار نہیں گذرا۔

"مُجھ تک تُمہاری رہنمائی شاید عین ٹھیک وقت پر کر دی گئی ہے" اُس نے کہا "میرے بچوّں کا یُونانی اتالیق جب مُجھے صحیفے پڑھ کر سُنا رہا تھا تو ساتھ ہی جمائیاں بھی لیتا جاتا تھا، اَور خُود اُس کی طرح مَیں بھی اُن کا مفہوم کم ہی سمجھ سکتا تھا۔ مَیں اَب یہ ارادہ ہی کر رہا تھا کہ گھر سے باہر نکل کر کسی فقیہہ کو تلاش کروں جو مُجھے پیش گوئیوں کے معنی و مطلب سمجھا سکے، لیکن وُہ بھی غالباً ہر ہر لفظ کے دو دو ٹکڑے کر کے پہلے اُس کے لفظی اَور پھر تمثیلی معنی سمجھانے کے بعد صحیفوں کا موازنہ کرتا، جس کے باوجُود میرے پلّے خاک بھی نہ پڑتا، سمجھے تُم! جب سے اُس نے مُجھ پر وُہ نگاہ ڈالی ہے مَیں سمجھ چُکا ہُوں کہ اُس کی تعلیم کسی تحریری عقیدے کی مانند نہیں بلکہ ایک مکمّل

زندگی ہے۔"

باتیں کرتے کرتے شمعُون نے یکایک اِدھر اُدھر دیکھا اَور پھر پُوچھا "یہ کیا مُعاملہ ہے؟ مَیں ایک دم بڑا سکُون محسُوس کرنے لگا ہُوں اَور اپنے خوف سے بالکل آزاد ہو گیا ہُوں۔" یُوں معلُوم جیسے اُس کھلے صحن کے اُوپر سے کوئی بادل ہٹ گیا ہو، کیونکہ یکایک ہر چیز روشن تر نظر آنے لگی تھی۔ عین اُس وقت ایک طویل القامت شخص اندر داخل ہُوا، اَور اپنے چوغے میں لپٹا لپٹایا کمرے کے بیچوں بیچ گُذرتا ہُوا مکان کے اندرونی حصّہ کی طرف یُوں چلا گیا جیسے اُس نے ہمیں دیکھا ہی نہ ہو۔ شمعُون کرینی نے اُسے پیچھے سے پُکارا "کیا یہ تُم ہو علیزر؟ کیا باہر کھیتوں میں کوئی واقعہ ہو گیا ہے؟" پھر وُہ کھڑا ہو گیا اَور مُجھے بتانے لگا "یہ میرا گماشتہ علیزر ہے، میرا خیال ہے کسی نے اِس کا بازُو توڑ دیا ہے، یا پھر کوئی خچر کنوئیں میں گر گیا ہو گا جس کی وجہ سے وہاں میری ضرُورت ہو گی۔" یہ کہہ کر وُہ اُس شخص کے پیچھے اندر چلا گیا، اَور مَیں وُہیں بیٹھا حیرانی سے یہ سوچتا رہا کہ اُس اجنبی کو مَیں نے پہلے کہاں دیکھا تھا، کیونکہ وُہ مُجھے کُچھ جانا پہچانا معلُوم ہُوا تھا اَور جب اچانک مُجھے یاد آ گیا کہ وُہ میرے رہوڈس کے ایک پُرانے اُستاد سے مشابہت رکھتا تھا، تو مَیں بے اختیار مُسکرا دیا۔ مَیں نے محسُوس کیا کہ وُہ عین میرے اُستاد ہی کی طرح گنجا تھا اَور اگر وُہ یُونانی لباس میں ہوتا تو مشابہت بُہت زیادہ نمایاں ہوتی، لیکن مَیں جانتا تھا کہ میرا وُہ اُستاد عرصہ ہُوا مر چُکا تھا، اَور یہ خیال آتے ہی مَیں اُداس ہو گیا۔ ان ایّام کے دوران نیکی کا اثر قبُول کرنے کے لئے مَیں واقعی بُہت زُود حِس ہو چُکا ہُوں۔ اتنے میں شمعُون کرینی واپس آ کر قدرے چِڑا ہُوا بولا "مَیں سمجھ نہیں سکا یہ علیزر کہاں چلا گیا ہے؛ ممکن ہے مُجھے میرے کمرے میں نہ پا کر وُہ صحن کے راستے باہر چلا گیا ہو۔" اُس نے دھات کی تھالی کو ہتھوڑے سے بجایا، اَور جب نوکر آیا تو اُسے کہا "جاؤ، علیزر کو بُلا کر میرے پاس لے آؤ۔ وُہ یہاں سے ابھی ابھی گذر کر اندر چلا گیا ہے اَور غالباً مُجھے یہاں اندھیرے میں بیٹھا دیکھ نہیں سکا۔"

نوکر نے حیرانی کے ساتھ جواب دیا "مَیں نے تو علیزر کو آج دیکھا ہی نہیں" لیکن اِس کے باوجُود وُہ اُسے ڈھونڈھنے چلا گیا۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد واپس آ کر کہنے لگا، "نہیں، نہیں، آپ کو یقیناً کوئی غلط فہمی ہُوئی ہے۔ علیزر تو یہاں نہیں ہے، اَور باہر پھاٹک بدستُور مقفّل ہے۔" اِس پر شمعُون کرینی خُود اُٹھ کر گیا۔ مَیں نے اُسے ایک ملازمہ کے ساتھ بڑے غصّے میں باتیں کرتے سُنا۔ وُہ ایک کمرے سے دُوسرے اَور وہاں سے تیسرے

میں گھوم رہا تھا اور چیزیں اُٹھا اُٹھا کر اِدھر سے اُدھر پھینکتا جاتا تھا۔ کافی دیر بعد وُہ واپس آیا اور کہنے لگا "یہاں کوئی بھی نہیں ہے۔ ملازمہ قسم کھاتی ہے کہ تمہارے آنے کے بعد سے اب تک اُس نے کسی کے لئے دروازہ نہیں کھولا، اور گھر میں بھی علیزر کو کسی نے نہیں دیکھا۔"

مَیں نے مزاحاً کہا "مَیں تو یہ سمجھا تھا کہ رہوڈس سے میرا پُرانا اُستاد آگیا ہے،

خُوش قسمتی سے وُہ اِس پتھریلے فرش پر اپنے چلنے کے نشانات چھوڑ گیا ہے ورنہ ہم دونوں یہی سمجھنے پر مجبُور ہوتے کہ ہم نے یقیناً کوئی بھوت دیکھا ہے۔" مَیں نے چمکیلے فرش پر ننگے پاؤں کے نشانات کی طرف اشارہ کیا۔ شمعُون کرینی نے جُھک کر اُنہیں دیکھا اور پھر بے توجہی سے کہا "معلُوم ہوتا ہے علیزر کا پاؤں زخمی ہوگیا ہے۔" یہ کہہ کر اُس نے پاؤں کے ایک نشان کو اپنی اُنگلی سے چھُوا، خُون کا ایک دھبہ اُس کی اُنگلی پر لگ گیا۔ جلدی سے گھٹنوں کے بل ہو کر مَیں بھی اُن نشانات کو بغور دیکھنے لگا۔ میرے جسم میں سر سے پاؤں تک ایک سرد کپکپاہٹ دوڑ گئی اور مَیں نے سر اُونچا کر کے اُس کے ساتھ آنکھیں چار کرتے ہُوئے کہا "اب مَیں سمجھا کہ اُس کے حواری اُسے فوراً ہی کیوں نہیں پہچان سکے تھے۔"

لیکن شمعُون کرینی میرا مطلب نہ سمجھ سکا اور طیش سے بولا "اگر دروازہ بند ہونے کے باوجُود بھی لوگ اِس آسانی کے ساتھ باہر سے اندر اور اندر سے باہر آجا سکتے ہیں تو یقیناً میرا گھر غیر محفُوظ ہے۔"

"کیا واقعی تم نے اُسے نہیں پہچانا؟" مَیں نے پُوچھا۔

شمعُون کرینی ضد کرنے لگا "وُہ علیزر تھا میرا گماشتہ۔"

مَیں نے اپنے ہاتھ اُوپر اُٹھاتے ہُوئے کہا "نہیں نہیں، پاؤں کے یہ نشان مُقدّس ہیں اور تُمہارا گھر متبرک ہے کہ مُردہ سے زندہ ہونے والا ہی ابھی ابھی یہاں سے گُذرا تھا اور ہم چُونکہ اُس کے راستہ کی تلاش میں گمن ہیں، وُہ اپنا آپ ہم پر ظاہر کرتا گیا ہے۔"

شمعُون کا بھُورا چہرہ سیاہی مائل ہوگیا، مگر وُہ بڑی شدّت سے احتجاجاً کہنے لگا "وُہ علیزر تھا۔ مَیں نے خُود اُسے دیکھا اور پہچانا ہے۔ تُم مجھے یُوں خوفزدہ نہیں کر سکتے۔"

"تُم جو چاہو، سمجھو" مَیں نے جواب دیا "لیکن مَیں اصلیت سمجھ چُکا ہُوں۔ اُس میں کُچھ ایسی بات تھی جو ہم دونوں کے لئے ہی جانی پہچانی تھی، کیونکہ صرف ہم ہی دونوں نے اُسے دیکھا تھا، مگر ہم فوراً ہی کیونکر اُسے پہچان جاتے، جبکہ مریم مگدلینی بھی اُسے اُس وقت تک

نہ پہچان سکی تھی جب تک کہ اُس نے خُود اُس کا نام لے کر اُسے نہیں بُلایا؟"

"آخر وُہ کیا بات ہے جو تُم میرے مغز میں ٹھونسنے پر تُلے ہُوئے ہو؟" شمعُون کرینی نے بدگمانی کے لہجہ میں پُوچھا "مَیں نے ایک جادُوگر کو رُوحیں طلب کرتے دیکھا ہُوا ہے، مگر اُس کی بُلائی ہُوئی رُوحیں ایک روشن دُھوئیں پر محض سایوں کی مانند تھیں، اور وُہ سائے فضا میں دُھوئیں کے ساتھ ہی لہراتے تھے، کوئی رُوح فرش پر اپنے پاؤں کے نشانات نہیں چھوڑ جایا کرتی؟"

"یہ محض رُوح تو نہیں" مَیں نے کہا "کیا تُم ابھی تک نہیں سمجھ سکے؟ وُہ زندہ ہو کر اپنی قبر سے نکل آیا تھا اور اب تک ہمارے درمیان رہتا ہے، اور اپنی مرضی سے ہر جگہ آتا جاتا رہتا ہے حتیٰ کہ بند اور مقفّل دروازوں میں سے بھی گُذر جاتا ہے۔"

لیکن شمعُون کی غلامانہ عقل اِس بات کو سمجھنے سے قاصر تھی، "اُس ایک نگاہ کی وجہ سے، جو اُس نے مجھ پر ڈالی تھی، میرے لئے یہ مان لینا تو آسان ہے کہ وُہ دوبارہ زندہ ہوگیا ہے" اُس نے کہا "لیکن اِس بات کی وجہ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ وُہ آخر ہم دونوں پر اپنا آپ کیوں ظاہر کرے؛ ہم اُس کے حواریوں میں سے نہیں ہیں۔ ہم اُس کی زندگی میں اُسے بالکل نہیں جانتے تھے۔ تُم ایک غیر مختون رُومی ہو، اور مَیں ایک سابقہ غلام۔ بادشاہ کا ظہور آخر ہم پر کیوں ہو؟"

"اُس کے نظر آنے سے فوراً ہی پہلے اُس کی بادشاہت ہمارے بہُت قریب تھی۔" مَیں نے کہا "کیا تُم نے دیکھا نہیں تھا کہ اُس کے اندر داخل ہونے سے ایک لمحہ پیشتر کس قدر روشنی ہوگئی تھی؛ تمہیں ایک سکُون مِل گیا تھا جس کا خُود تُم نے اُسی وقت مُجھ سے ذکر کیا تھا۔ مُجھے بھی ایسا ہی محسُوس ہُوا تھا۔ مَیں تو اب تک بے حد مسرور ہُوں، ہمیں کیا ضرورت ہے کہ اُس کے ارادوں پر حیران و پریشان ہوتے پھریں۔ گو ہم غیر لوگ ہیں تاہم ہم پر ظاہر ہونے سے اُس کا مطلب یقیناً یہی ہوگا کہ اپنی استعداد کے مُطابق ہمیں بھی اُس کا راستہ تلاش کرنے کا پُورا حق حاصل ہے۔"

"اگر یہ وُہی تھا تو مَیں اپنی جائداد اپنے بیٹوں کے سُپرد کر کے اُس کے پیچھے دُنیا کے دُوسرے سِرے تک جانے کو تیار ہُوں" شمعُون نے کہا "لیکن یہ وُہ نہیں ہو سکتا، یہ علیزر ہی تھا۔" اِس کے باوجُود وُہ تلخی سے اپنی تقدیر کو کوسنے لگا، اور اپنی مُٹھیاں زور سے بھینچتے اور آہیں بھرتے ہُوئے کہنے لگا "یہ واقعہ آخر میرے ساتھ کیوں پیش آئے؟ کیا اپنے جال میں اُلجھانے کے لئے وُہ کسی دُوسرے نو عُمر شخص کو نہیں منتخب کر سکتا تھا؟ میری کیفیت

اب ہُو بہُو اُس انسان کی سی ہے جو اچانک ہی قطعی غیر متوقع طور پر، کسی بدقسمتی سے دوچار ہو جاتا ہے۔ میری بدبختی نے مجھے اُس کے راستہ پر عین اُس وقت لا پھینکا ہے جبکہ میں اپنی جمع پُونجی کے ساتھ اپنی زندگی کے بقایا دن، سکُون و قناعت کے ساتھ بسر کرنے کی اُمّیدیں باندھ رہا تھا۔"

اِس سے مجھے اندازہ ہوگیا کہ گو مجبُوری سے ہی سہی، تاہم وُہ ایمان ضرُور رکھتا تھا۔ چنانچہ میں نے اُسے خُوش کرنے کے خیال سے کہا "شمعُون، میرے بھائی یقین کرلو کہ وُہ تمہاری تمام اکٹھی کی ہُوئی دولت سے کہیں زیادہ تمہیں دے سکتا ہے، لیکن اگر تمہیں اُس کا راستہ دُشوار گذار نظر آتا ہے تو اُس پر مت چلو، جیسے ہو ویسے ہی رہو، مجھے یقین ہے کہ وُہ کسی ایسے شخص کو اپنی پیروی پر مجبُور نہیں کرتا جو دِل کی گہرائیوں سے اُس کے راستہ پر چلنے کے لئے تیار نہ ہو۔"

عین اُس لمحہ دروازے پر ایک زور دار دستک ہُوئی، اَور ہم دونوں چونک اُٹھے، ہمیں تالا کھلنے پھر کواڑ کھلنے اَور اُس کے بعد ملازمہ کے کسی کے ساتھ تکرار کرنے کی آواز سنائی دی، اَور اُس سے پیچھا چُھڑا کر بھاگتے ہُوئے ایک بڑے سے سر والا ایک چھوٹے سے قد کا آدمی اپنے ہاتھ ملتا، شور مچاتا کمرے میں داخل ہُوا اَور آتے ہی بڑے غصّہ سے پُوچھنے لگا "وُہ کہاں ہے؟ تُم لوگوں نے اُسے کہاں چُھپا لیا ہے؟ جب میں نے اُسے اِدھر اندر آتے ہُوئے دیکھا تو دیوار میں لگے ہُوئے چھلّے کے ساتھ اپنے خچر کو باندھ کر میں اِطمینان سے اُس کی واپسی کا انتظار کرتا رہا، لیکن وُہ اب تک باہر نہیں نکلا۔ وُہ کہاں ہے؟ میں اُسے ملنا چاہتا ہُوں۔"

"تُم کس کا ذکر کر رہے ہو اجنبی،" شمعُون نے پُوچھا "یہاں تو میرے اِس مہمان کے سوا اَور کوئی نہیں ہے، اَور ہم دونوں کافی دیر سے یہاں بیٹھے گفتگو کر رہے ہیں۔"

وُہ مسخرہ سا پستہ قد آدمی آگے بڑھا اَور بغور مُجھے دیکھنے کے بعد کہنے لگا "یہ وُہ نہیں ہے جس کی مُجھے تلاش ہے۔" بہُودیوں کے برعکس وُہ بہُت قیمتی لباس، نہایت نفاست کے ساتھ پہنے ہُوئے تھا اَور اگر میں غلطی نہیں کر رہا تو اُس کا چوغہ بیش قیمت مالیلیشین اُون کا بُنا ہُوا تھا۔

"پھر تُم کس کی تلاش میں ہو؟" شمعُون نے دوبارہ پُوچھا "اَور تُم اِس قدر بے ڈھبی سے میرے مکان میں کیوں گُھسے آ رہے ہو؟"

"تُمہیں اِس سے کیا مطلب کہ میں کسے تلاش کر رہا ہُوں؟" اُس پستہ قد آدمی نے کچھ پُر اسرار انداز میں کہا۔ "وُہ ایک انسان تھا جو سڑک پر میرے پاس سے گذرا۔ میں اُسے وقت تک نہ پہچان سکا جب تک کہ وُہ مُجھ سے کُچھ راستہ آگے نہیں نکل گیا، لیکن جب میں نے اُسے پیچھے سے پُکارا تو یا تو اُس نے سُنا ہی نہیں، یا عمداً ہی نہیں ٹھہرا، اَور پھر گو میں اپنے خچر پر سوار بہُت تیز رفتار سے اُس کے تعاقب میں آیا، مگر وُہ مُجھ سے پہلے ہی شہر میں داخل ہوگیا اَور میں نے اُسے اِس مکان میں داخل ہوتے دیکھا۔" عین اُسی لمحہ دروازے پر پھر ایک دستک ہُوئی اَور کُچھ وقفے کے بعد ایک دُھوپ سے جُھلسے ہُوئے مگر راستباز چہرے والا دیہاتی سا آدمی کمرے میں داخل ہُوا۔ شمعُون کرینی نے اُسے دیکھتے ہی اطمینان کا سانس لیا اَور کہا "آخر تُم آ گئے علیزر! ابھی ابھی تُم یہاں سے چُپ چاپ ہی گذر کر غائب ہو گئے تھے؟"

لیکن علیزر نے حیرانی سے جواب دیا "میں تو پہلے یہاں آیا ہی نہیں، مَیں تو ابھی ابھی سیدھا کھیتوں پر سے یہ معلُوم کرنے چلا آ رہا ہُوں مالک، کہ تمہیں کیا تکلیف ہوگئی جو کتنے دنوں سے ہی وہاں نہیں آئے؟ مالک کے قدموں سے کھیتیاں سرسبز ہو جایا کرتی ہیں، مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ تمہارے بغیر کیسے سنبھالوں؟ یقیناً تُم علیل تو نہیں ہو۔"

اِس دَوران میں میں اُس کے پاؤں بغور دیکھ رہا تھا وُہ برہنہ تھے اَور مُجھے محسُوس ہُوا کہ وُہ خُون سے سُرخ ہو رہے ہیں، چُنانچہ اُن کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے میں نے اُسے پُوچھا "کیا تمہارے پاؤں زخمی ہو گئے ہیں؟"

علیزر نے اپنے پاؤں کی طرف قدرے پریشانی سے دیکھتے ہُوئے جواب دیا "نہیں یہ تو وُہ رنگ ہے جو ہم قُربانی کے جانوروں پر نشان لگانے کے لئے استعمال کیا کرتے ہیں اَور میں بغیر نہائے دھوئے ہی بہت عُجلت میں مالک سے یہ معلُوم کرنے چلا آیا کہ کرتین میں یہ کام کس طرح کیا جاتا ہے، کیونکہ مالک کی ہدایات کے بغیر میں اُس کے حسبِ منشا احکام کیسے جاری کر سکتا ہُوں؟"

پستہ قد آدمی نے ہم سب کی طرف باری باری دیکھا، پھر مغلُوب الغضب اَور لال بھبھوکا ہو کر چیخا "کیا تُم سب مُجھے بیوقُوف بنا رہے ہو؟ میں تو تُمہیں سکُون و تحمّل سے یہ پُوچھ رہا ہُوں کہ تُم نے اُسے کہاں چُھپا رکھا ہے اَور تُم اپنے کھیتوں اَور جانوروں کی باتیں لے بیٹھے ہو؟"

میں نے اُسے ذرا تنبیہ کے انداز میں کہا " چھوٹے میاں، تم تو ناحق ہم پر کسی لڑاکے مُرغ کی طرح برس رہے ہو، میرا نام مرقس ہے اور میں ایک رُومی شہری ہُوں، ہمارا یہ میزبان شمعُون کرینی ہے اور یہ اُس کا گماشتہ علیزر ہے۔ تم کون ہو اور کیوں کسی حواس باختہ آدمی کی طرح ایک اجنبی مکان کے اندر یُوں گھُس آئے ہو۔"

اُس نے بہُت تکبّر سے جواب دِیا "مَیں یریحو کا ذکائی ہُوں، شراب خانوں کا سابق افسر، میرے قد کا مذاق نہ اُڑاؤ، کیونکہ اپنے شہر میں کم ازکم رُومیوں کی نظروں میں کوئی معمولی آدمی نہیں ہُوں۔"

مَیں نے تعجّب سے تالی بجائی اور شمعُون کرینی بے ساختہ بول اُٹھا "مَیں نے تمہارے متعلق سُن رکھا ہے ذکائی! ہم ابھی ابھی تُمہارا ہی ذکر کر رہے تھے، تمہیں کس ہوا نے اُڑا کر یہاں لا پھینکا ہے؟ اگر کل یومِ سبت نہ ہوتا تو ہم تُمہیں ملنے کے لئے آج یریحو کے سفر پر روانہ ہو گئے ہوتے۔"

ذکائی نے ہمیں بدگمانی سے دیکھا، چنانچہ مَیں نے اُس کی مزید یقین دہانی کے لئے کہا "یہ بالکل ٹھیک ہے۔ کیا تُم ہی وُہ آدمی نہیں ہو جس نے یسُوع ناصری کے کہنے پر اپنی نصف جائداد غریبوں میں بانٹ دی تھی اور جن جن سے تُم نے جبراً رقمیں اینٹھی تھیں اُن سب کو چار گُنا واپس کیا؟"

ذکائی نے کہا " وُہ کوئی حکم ہرگز نہ تھا، مَیں نے ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ تمام دولت اپنی خوشی سے تقسیم کر دی تھی، لیکن تُمہارے جیسا ایک رُومی اِس معاملے کو کیا سمجھ سکتا ہے۔"

علیزر نے اپنے پاؤں بے چینی کے ساتھ زمین پر رگڑے اور کہا "معلوم ہوتا ہے میرے مالک کی صحت اچھی ہے، مَیں ایسی باتیں سُننا پسند نہیں کرتا جو دماغ کو پریشان اور معدے کو بیمار کر دیتی ہوں۔"

"ڈرو نہیں" مَیں نے کہا "بلکہ مُجھے یہ بتاؤ کہ تُم جو کہ محض ایک غریب آدمی ہو، ناصری کا ذکر سُننے سے کیوں خوفزدہ ہو گئے ہو؟"

علیزر نے اپنا وزن ایک پاؤں سے بدل کر دُوسرے پر ڈالا، نگاہیں فرش پر جما دیں اور کہا "ہمارے لئے اُس کا دِیا ہُوا بوجھ یقیناً قابلِ برداشت ہوتا اور اُس کا جُوا اپنی گردنوں میں ڈال لینا نسبتاً بہُت آسان ہوتا۔ اُس نے ہم کو امن و سلامتی کا پیغام

دِیا تھا بشرطیکہ ہم اُس کی پیروی کرتے رہتے، لیکن جو کوئی بھی غریبوں، محنت کشوں، گڈریوں اور کسانوں وغیرہ کے ساتھ پہلے سے بہتر سلوک اور بہتر چیزوں کا وعدہ کرتا ہے اُسے مُنصفوں کے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اُسے بھی اُنہوں نے صلیب پر لٹکا دیا، اور اب مَیں اُس کے بارے میں مزید کُچھ نہیں سُننا چاہتا۔"

"نہیں نہیں" ذکائی نے جوش سے کہا "تُم اُس کی تعلیم کو قطعی غلط سمجھے ہو، وُہ اُن لوگوں کی تلاش میں آیا تھا جو گُم کردہ راہ تھے، اُس نے مُجھے بھی ابراہیم کا ہی بیٹا کہہ کر پکارا تھا حالانکہ وُہ جانتا تھا کہ مَیں ایک لالچی اور سنگدل انسان ہُوں۔ نہ ہی اُس نے میری جسمانی وضع قطع کا مضحکہ اُڑایا، بلکہ میرا نام لے کر مُجھے درخت سے نیچے اُترنے کو کہا تاکہ مَیں اُسے دیکھ سکُوں، اور پھر وُہ میرا ہی مہمان بن گیا۔"

"اور اُس کی بادشاہت اِس دُنیا کی نہیں ہے" مَیں نے لُقمہ دِیا۔

"لیکن جب وُہ بات کرتا تھا تو ہم سمجھتے تھے کہ اُس کی بادشاہت عنقریب ہی معرضِ وجُود میں آجائے گی" ذکائی نے کہا "مَیں دُوسرے لوگوں کے ساتھ عیدِ فسح کے موقعہ پر یروشلیم نہیں گیا تھا، کیونکہ مَیں گنہگار رہُوں اور ہیکل میں میرا کوئی نذرانہ قبُول نہیں کیا جاتا۔ مُجھے تو محض اُنہی لوگوں کی زبانی معلُوم ہُوا جو تہوار کے بعد وہاں سے واپس پہنچے تھے کہ اس قدر ہولناک طریقہ سے ہلاک کیا گیا، اور اب مُجھے کُچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ مَیں کیا سوچُوں اور کس بات پر یقین کرُوں۔ مَیں بے حد پریشان ہو چُکا تھا اور آخر کار مَیں اپنے خچّر پر سوار ہُوا تاکہ بہ نفسِ نفیس یروشلیم جا کر تمام واقعات معلُوم کرُوں، لیکن یروشلیم کی شاہراہ پر وُہ میرے قریب سے گُذرا۔"

"کون؟" شمعُون کرینی نے دریافت کیا۔

ذکائی پھر غُصّہ کے مارے سُرخ ہو گیا، اور زمین کی طرف دیکھتے ہُوئے اُس لے اپنے ہاتھ مروڑے، "وُہ خُود میرے پاس سے گُذرا" اُس نے سرگوشی میں کہا "مُجھے یہ نہ کہو کہ مَیں اپنے حواس کھو بیٹھا ہُوں، نہیں، مُجھے صرف سفر کی تکان تھی اور کمزوری، میرا خچّر بھی آہستہ آہستہ چل رہا تھا، اپنے قریب سے کسی انجانی طاقت کے گُذر جانے کا احساس مُجھے صرف اُس وقت ہُوا جب وُہ مُجھ سے آگے نکل چُکا، اور پھر جُونہی مَیں نے بغور دیکھا تو اُسے پہچان لیا۔"

"کیا واقعی تُم نے اُسے میرے ہی گھر میں داخل ہوتے دیکھا تھا؟" شمعُون نے

قدرے درشتی سے پوچھا "وہ اور کہیں غائب نہیں ہو سکتا تھا" ذکائی نے اُسے یقین دلایا "میں نے بریحو میں یہ سنا تھا کہ وہ مُردہ سے زندہ ہو گیا ہے، لیکن مجھے اس بات پر یقین نہیں آ سکا تھا، کیونکہ ایسی بات آج تک کبھی وقوع میں نہیں آئی، لیکن جب میں نے دیکھ لیا کہ یہ وہی تھا تو میں اُس کے پیچھے سے باآوازِ بلند اُسے پکارنے کی جرأت نہ کر سکا، میں ڈرتا تھا، کہ میرے پکارنے کی وجہ سے اُس پر پھر کوئی مصیبت نہ آ جائے، لیکن اب مجھ پر رحم کرو اور مجھے اُس کے پاس پہنچاؤ تاکہ میں اُس کے سامنے جھک کر اُسے مسیحا تسلیم کر لوں۔"

علیزر نے لفظ مسیحا سنتے ہی ایک نہایت فحش گالی بکی اور کہا "یہ لفظ منہ سے نہ نکالو، یہ ٹھیک ہے کہ اُس نے بیماروں کو شفا دی، مُردوں کو زندہ کیا، اور ایک بادشاہ کی سی شان و شوکت کے ساتھ خچر پر سوار یروشلیم میں داخل ہو کر اپنے کوڑے کی مدد سے ہیکل کی صفائی بھی کی، لیکن اُس میں مجلسِ اعلیٰ کو کچل ڈالنے کی قوت نہیں تھی، حالانکہ اُس کے بے شمار پیروؤں نے اپنے عصاؤں کو آہنی بنایا ہوا تھا اور ہم سب اُس کی خاطر لڑ مرنے کے لئے اُس کے محض ایک اشارے کے منتظر تھے اور ہمیں بہت خوب اشارہ مل گیا، جس پر اب ہم ایمان رکھتے ہیں۔ اُسے دو ڈاکوؤں کے ہمراہ مصلوب کر دیا گیا، میں نہیں چاہتا کہ اب تا زندگی میرے ساتھ مسیحا کے متعلق کوئی بات کی جائے، میں نے اپنی آزادانہ رائے کے ساتھ اب ایک ایمان حاصل کر لیا ہے جس سے پھر کبھی نہ بھٹکوں گا، اور میں اپنے بچوں تک کو یہ یقین دلا کر مروں گا کہ کوئی مسیحا کبھی ہوا ہے نہ ہو گا۔"

"تو گویا تمہیں بھی ان باتوں کا علم تھا علیزر" شمعون کرینی نے ملامت آمیز انداز میں کہا "جب وقت تھا تو اُس وقت کیوں تم نے میرے ساتھ اُس کا ذکر کیا؟"

لیکن اب تک علیزر سخت مشتعل ہو چکا تھا اور اپنے الفاظ تولے بغیر کہنے لگا "تم آخری آدمی ہو جس کے ساتھ میں اس معاملے کا ذکر کر سکتا تھا: تم جو کہ ایک دولت مند ہو مگر اس قدر بخیل کہ اپنے کھیتوں میں سے سوختنی لکڑی تک خود ہی چن لے جاتے ہو کہ کہیں وہ بیواؤں اور یتیموں کے مصرف میں نہ آ جائے۔ اُس کی بادشاہت میں دولت مندوں کے لئے کوئی جگہ نہ تھی، بلکہ اُنہی لوگوں کو تو ہم سب سے پہلے اُس کے راستہ میں سے صاف کر دینے کی تیاری میں تھے، جس کے بعد اُن کے کھیت، تاکستان اور زیتون کے جھنڈ وغیرہ عوام میں تقسیم کئے جاتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اُس کے بارے میں ہر شخص اپنی ہی کہتا تھا،

مگر میرا اپنا یقین یہ ہے کہ ہماری رہنمائی کے لئے نورانی فرشتے تک آسمانوں پر سے اُتر کر یروشلیم آ گئے ہوتے، مگر وائے قسمت کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی گردن اُڑا دی گئی اور یسوع ناصری کو صلیب کے ساتھ پیوست کر دیا گیا، دولت مند، طاقتور اور فقیہ سب مل جل کر ہمیشہ ہی عوام کے نبیوں کو ہلاک کرتے آئے ہیں، اور اب میرے پیٹ کی قوتِ برداشت ختم ہو چکی ہے لہٰذا اپنا یہ سارا غصہ تمہارے فرش پر اُگل رہا ہوں مالک، تم تو صرف یہی جانتے ہو کہ کرین میں کاروبار کس طریقہ سے چلایا جاتا ہے، لیکن تلخ تجربوں نے مجھے یہ سکھایا ہے کہ یہودیہ اور یروشلیم میں معاملات کیسے کئے جانے چاہئیں۔"

جب وہ خاموش ہو گیا تو شمعون کرینی نے بہت کمزور سی آواز میں کہا "اگر میں نے واقعی تم سے بے انصافی برتی ہے اور بیواؤں اور یتیموں کو اُن کے خشک پتوں اور ٹہنیوں سے محروم رکھا ہے، تو بے شک مجھے مارو کیونکہ میں اس کا مستحق ہوں۔"

لیکن علیزر نے اُسے مارا نہیں، اس کے برعکس اُس نے اپنی کینہ توزی پر اظہارِ ندامت کیا اور سر جھکا کر کہا "نہیں، نہیں، میرے الفاظ غیر منصفانہ تھے، تم ایک اچھے مالک ہو آج کل کے زمانہ میں کسی کو میسر آنے والے بہترین مالک، میری بکواس کے برعکس تم ہمیشہ بیواؤں اور یتیموں کی حفاظت کرتے ہو اور تم اپنے اناج کے گٹھوں اور زیتوں کی ٹوکریوں کی گنتی پوری سختی سے نہیں کرتے، بے شمار لوگ صرف تمہارے ہی دسترخوان کے ٹکڑوں پر پل رہے ہیں، اصل بات صرف یہ ہے کہ یسوع ناصری کی وجہ سے میں تلخ ہو چکا ہوں اور میرا دل سیاہ ہو گیا ہے۔ اُس نے اپنی قوت کا مظاہرہ کیا اور ہمارے ساتھ بڑے سہانے وعدے کئے مگر بالآخر ہمیں محض خالی ہاتھ چھوڑ کر صلیب پر جا چڑھا۔"

"وہ خالی ہرگز نہیں ہیں" میں نے کہا "کیونکہ اُس نے تو ہمارے ہاتھوں میں ایک اتنی مضبوط اور عظیم شے دے دی ہے جو آج تک کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آئی ہو گی۔"

میں نے پاؤں کے اُن نشانات کی طرف اشارہ کیا جو اب تک کافی مدھم پڑ جانے کی وجہ سے دھوپ کی تیز روشنی میں بھی بمشکل نظر آ رہے تھے۔ پھر شمعون کرینی نے اُن لوگوں کو بتایا کہ ہمارے ساتھ وہاں کیا پیش آ چکا تھا اور کیسے ہمیں ایک شبیہ نظر آ کر غائب ہو گئی۔ آخرکار اُس نے تجویز کرتے ہوئے ذکائی سے کہا "ذکائی تم علیزر کو اپنے ساتھ لے جاؤ کیونکہ تم ہمارا اعتبار نہیں کرتے اور اب تک اس شک میں مبتلا ہو کہ ہم نے اُسے کہیں چھپا رکھا ہے،

میرے گھر کا کونہ کونہ چھان مارو۔ تہ خانے، چھپر، چھتیں غرضیکہ ہر جگہ اور ہر چیز دیکھ لو تاکہ تمہیں میری اِس بات پر شُبہ نہ رہ جائے کہ وُہ جیسے میرے مکان میں داخل ہُوا تھا ویسے ہی غائب ہوگیا، پھر واپس آؤ تاکہ معاملہ کی چھان بین کے بعد ہم کوئی فیصلہ کر سکیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔"

ذکائی کی نظریں بتاتی تھیں کہ اُسے شمعُون کرینی پر پُورا اعتبار نہ تھا، لیکن اُس کی تجویز سے اتّفاق کرتے ہُوئے اُس نے کہا "اگر میرے پاس محصُولیوں کا ایک گدا لا ہوتا تو میں یقیناً تُمہارے مکان کی تمام خُفیہ جگہیں تک ڈھونڈھ نکالتا۔ اگر مَیں اُسے تلاش نہ کر پایا تو سمجھو پھر کوئی بھی نہیں کر پائے گا۔ اُس کے بعد بھی مُجھے اُس کے یہاں نہ ہونے کا یقین بمُشکل ہی آئے گا۔"

شمعُون نے اُسے بے صبری سے کہا کہ جتنے گدالوں کی اُسے ضرورت ہو نوکروں سے منگوالے۔ چنانچہ علیزر کے ہمراہ ذکائی لنگڑاتا ہُوا مکان کے اندرونی حصّہ میں داخل ہو گیا اور وہاں مکمّل تلاشی میں مصرُوف ہو گیا۔ بہُت دیر تک مَیں اور شمعُون ایک مجبُور سے ماحول میں خاموش بیٹھے رہے۔ آخر کار مَیں نے کہا "ہم ذکائی کے متعلّق ہی تو گفتگو کر رہے تھے جب وُہ خُود آگیا۔ یہ بھی تو ایک غیبی اشارہ کہا جا سکتا ہے۔" لیکن شمعُون کو جواب دینے کی مُہلت نہ ملی کیونکہ اُسی لمحہ ہمیں باہر گلی میں سے ایک ہنگامے کا سا شور سُنائی دیا، اور ایک مرتبہ پھر ہم نے ملازم کے دروازہ کھولنے اور اُس کے بعد لوگوں کے ایک ہجُوم سے جھگڑنے کی آوازیں سُنیں۔ پھر وُہ گھبرایا ہُوا اندر شمعُون کے پاس آیا اور ایک آہ کھینچ کر کہنے لگا "مَیں حیران ہُوں آج تُمہارے گھر پر یہ کیا ہو رہا ہے اور سمجھ نہیں سکتا کہ آخر کیا کرُوں؟ باہر بھکاریوں کا ایک ہجُوم ہے۔ وُہ سب بڑے جوش و خروش سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اُنہیں یہ اطلاع ملی ہے کہ آج کے روز شمعُون کرینی یروشلیم کے تمام غریبوں اور بھکاریوں کو کھانا اور مشرُوبات بانٹے گا۔"

شمعُون نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور کہا "مَیں بیدار ہُوں یا عالمِ خواب میں؟ میرے گھر آج مہمانوں کا ہرگز کوئی اجتماع نہیں" پھر میری طرف پلٹتے ہُوئے اُس نے ملامت آمیز انداز میں کہا "تُم کیسے خبیث افسوں طراز ہو! یہ سب تُمہارا ہی کِیا دھرا ہے اور اب میرے ذہن میں کوئی بھی واضح سوچ باقی نہیں رہی۔" یہ کہہ کر وُہ باہر دروازے کی طرف لپکا، اور مَیں بھی اُس کے پیچھے گیا۔ جب اُس نے دروازہ کھولا تو ہم نے

دیکھا کہ وُہ تنگ سی گلی لُولے، لنگڑے، زخمی، دیوانے لوگوں سے اٹی پڑی تھی۔ اُن میں دُبلی سُوکھی ہُوئی عورتیں اور غلیظ بچّے بھی شامل تھے جن کی آنکھوں پر مکھّیاں بُرے طرح بھِن بھِنا رہی تھیں۔ اُن سب نے شمعُون کو دیکھتے ہی اپنے چمڑے کی مانند خُشک ہاتھ اُس کی طرف پھیلا دیئے، اور باآوازِ بلند اُس کی تعریفیں اور خُوشامدیں کرنے لگے اور اُس پر اسرائیل کے خُدا کی نعمتیں اور برکتیں بھیجنے لگے۔ شمعُون بے فائدہ یہ معلُوم کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ اُس کے ہاں عام ضیافت کی افواہ دراصل کہاں سے اُڑی مگر اُن بھکاریوں میں سے کوئی بھی اِس بات کا کوئی معقُول اور واضح جواب نہ دے سکا۔ اِس دوران میں بھکاریوں اور مُفلسوں کے مزید گروہ لنگڑاتے گرتے پڑتے گلی کے دونوں رُخ سے شمعُون کے مکان کی جانب بڑھتے نظر آرہے تھے۔

آخر کار شمعُون کرینی نے ہتھیار ڈال دیئے اور اپنے ملازمین کو بُلا کر کہا "اِن تمام غریب لوگوں کو مکان کے صحن میں لے آؤ، لیکن ذرا قاعدے اور ترتیب کے ساتھ، اور یہ خیال رکھنا کہ یہ لوگ کُچھ چُرانے نہ پائیں۔ پھر روٹیاں تیّار کرو اور گھر میں کھانے پینے کا جو بھی سامان موجُود ہو، لے جا کر اِن سب میں اِس اندازے سے تقسیم کرو کہ ہر ایک کو برابر برابر حصّہ مل جائے۔ بڑے مٹکوں میں سے شراب نکالو اور پانی ملا کر اُن کے لئے تیّار کرو، لیکن صحن کے اندر صرف پہلے پُہنچنے والوں کو لاؤ، اُن سے زیادہ نہیں، اور صحن میں اُن سے زیادہ لوگ بہرحال سما بھی نہیں سکتے۔" پھر مُجھ سے کہنے لگا "مَیں اُس خالقِ ارض و سما کا شُکر گذار ہُوں کہ اِس موقعہ پر میرے دونوں بیٹے سکندر اور رُوفس موضع کریات میں میرے کھیتوں پر گئے ہُوئے ہیں اور سبت تک وُہیں ٹھہریں گے، کیونکہ اگر وُہ یہاں ہوتے تو وُہ ضرُور اِن بدبختوں کی بیماریوں اور کثافتوں سے متاثر ہو کر بیمار ہو جاتے، بہرحال اپنے متعلّق ایسا کوئی اندیشہ نہیں۔"

پھر وُہ یہ دیکھنے چلا گیا کہ مُلازمین اُس کے حُکم کے مُطابق گھر میں سے سامانِ خُورد و نوش تیل، آٹا، شہد، خُشک پھل وغیرہ ضائع کئے بغیر لا رہے ہیں یا نہیں، اور آیا اُنہوں نے نمکین مچھلی اور تُرش چٹنیوں کے مرتبان بھی کھول دیئے یا نہیں۔ جب اُس نے اندازہ لگایا کہ صحن میں موجُود بھکاریوں کی تعداد ستّر کے لگ بھگ تھی تو اُسے خیال ہُوا کہ اُس کا ذخیرہ اُن سب کا پیٹ بھرنے کے لئے کافی نہ ہوگا، چُنانچہ اُس نے چند ملازموں کو مزید اناج اور روٹیاں وغیرہ بازار سے خریدنے کے لئے روانہ کیا۔

بھکاریوں نے صحن میں داخل ہو کر جب مکان کے یُونانی طرز کے ستُونوں کو دیکھا تو

بزدلوں کی طرح خاموش رہے تاکہ وُہ بے قصوُر سمجھے جائیں۔ اُس وقت ذکائی مکان کا ہر ہر کمرہ اَور تہ خانہ بوریاں حتیٰ کہ کوئلے کا گودام تک خوُب اچھی طرح سے دیکھ لینے کے بعد سر سے پاؤں تک آٹے، راکھ اَور دھُول میں اَٹا ہُوا اَور بے طرح ہانپتا ہُوا واپس آن پہنچا۔ اپنا چہرہ اپنے رُومال سے صاف کرنے کی کوشش میں اُسے اَور بھی میلا کرتے ہُوئے اُس نے شمعُون کو ایک الزامی سے انداز میں کہا "تُم بہت چالاک آدمی ہو، تو گویا یُوں تُم نے مُجھے دھوکا دیا، ظاہر ہے کہ ان سب لوگوں کے ہجُوم میں تُمہارے چھپائے ہُوئے آدمی کے لئے کسی کو نظر آئے بغیر چُپکے سے کِھسک لینا بہُت آسان کام تھا۔"

شمعُون نے ایک آہ بھری اَور کہا "اگر تُم اُسے خُود جاننے کے باوجُود میرا اعتبار نہیں کرتے تو اُن دیگر باتوں پر تُم کیسے یقین کر سکو گے جو تُم نے خُود دیکھی ہیں اَور جو ہم تمہیں بتائیں گے؛ تُمہیں وُہ سڑک پر نظر آیا اَور ہمیں اِس گھر میں، خُداوندا مُجھ پر رحم کر، آج جو کُچھ مُجھے پیش آیا ہے، اُس پر مُجھے یقین ہو گیا ہے کہ وُہ یقیناً دُنیا میں ایک بالکل اسی قسم کا ہنگامہ پیدا کرنے کے لئے دوبارہ زندہ ہُوا ہے، جیسا اُس نے آج میرے گھر کے اندر کھڑا کر دیا ہے۔ لٰہذا میں تُم سے التجا کرتا ہُوں ذکائی، کہ تُم ہی ہمیں اُس کی تعلیم کے بارے میں کُچھ سمجھاؤ تاکہ ہم یہ تو جان سکیں کہ وُہ ہم سے بالآخر کیا چاہتا ہے۔" یہ کہتے ہُوئے شمعُون خُود جا کر پانی لایا تاکہ ذکائی کا غُصہ ٹھنڈا کیا جا سکے۔ مَیں نے اَور علیزر نے مل کر اُس کا سر مُنہ اَور ہاتھ پاؤں دھوئے اَور شمعُون نے ایک صاف سُتھرا نیا چوغہ لا کر اُسے پہنایا۔ جب ذکائی نے دیکھا کہ ہم سب واقعی بہُت اشتیاق کے ساتھ اُس کی خدمت کر رہے ہیں تاکہ وُہ ہمیں اَبدی زندگی کا پیغام سنا سکے، تو وُہ پُرسکوُن ہو گیا اَور نہایت متانت کے ساتھ کہنے لگا "اُس نے ہرگز کوئی راز مُجھے نہیں بتایا، اگر تُم کوئی ایسی توقع رکھتے ہو، تو غلطی پر ہو۔ میرے گھر کے اندر اُس نے جتنی باتیں کی تھیں وُہ سبھی نے سُنی تھیں، جب وُہ یریحو میں آیا تھا تو اُس نے ایک ایسے اندھے کی آنکھیں روشن کیں جو اُسے داؤد کا بیٹا مانتا تھا، لیکن مُجھے اُس نے یہ کہا تھا کہ "ابنِ آدم بھٹکے ہُوئے راہی کو صحیح راہ پر ڈال کر بچانے کے لئے آیا ہے، پھر اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک تائب گنہگار کے لئے اُس کی بادشاہت کے اندر زیادہ مسرّت و برکت ہے بہ نسبت اُن ننانوے نیک انسانوں کے جنہیں توبہ کی حاجت ہی نہیں۔"

شمعُون کرینی یکایک بول اُٹھا "یہ تو سراسر بے انصافی ہے اُس انسان کے لئے

پھر کیا خوُشی رہ گئی جو مقدُور بھر ایک نیک پاک زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے مگر اُس کا خداوند اُس کے قریب سے اُسے بُلائے بغیر ہی گذر جائے؟ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک نیک آدمی کی بہ نسبت ایک گنہگار اُسے زیادہ خوُش کر دے؟"

لیکن ذکائی نے تنبیہ کے انداز میں اپنے ہاتھ بلند کرتے ہُوئے اپنی بات جاری رکھی "اُس نے مُجھے میرا نام لے کر پکارا تھا اَور میرے ہی گھر میں مہمان ہُوا حالانکہ مَیں ایک پہلے درجے کا گنہگار اَور قابلِ نفرت انسان ہُوں۔ جُونہی اُس نے مُجھ سے خطاب کیا میری تمام تلخی کافُور ہو گئی۔ اپنے اِس پانی بھرے بڑے سے سر اَور اپاہج جسم کی وجہ سے مَیں زندگی بھر ایک ایسی تلخی کا اسیر رہا ہُوں جس نے مُجھے بدی کے سوا کبھی کسی نیکی کے متعلّق سوچنے بھی نہیں دیا تھا۔ اگر وُہ جو داؤد کا بیٹا اَور اسرائیل کا بادشاہ تھا، مُجھے شرفِ قبُولیت بخش سکتا تھا، میرے گُناہ مُعاف کر سکتا تھا، تو پھر مُجھے دُوسرے لوگوں کی نظرِ کرم یا پسند و ناپسند کی کیا ضرورت رہ جاتی تھی۔ وُہ ایک اتنی عظیم نجات تھی کہ مَیں نے ایک خالص محبّت کے جذبہ میں سرشار ہو کر اپنی نصف جائداد غُربا میں تقسیم کر دی، لیکن میرا خیال ہے کہ اِس بات کی تہ تک پہنچنا تُم لوگوں میں سے کسی کے بس کی بات ہی نہیں۔"

شمعُون کرینی نے اعتراف کیا "نہیں واقعی یہ معاملہ سمجھنا ہمارے لئے آسان نہیں تاہم تُمہاری بے انصافیاں اَور بدمعاملگیاں بلاشُبہ پہلے ہی ایک ایسی انتہا کو پہنچ چکی تھیں کہ تمام رازوں کے ظاہر ہو جانے کی گھڑی قریب ہونے کا خوف تُم پر طاری تھا، چنانچہ اُس وقت تُم نے اصلاح اختیار کرتے ہُوئے، اپنی دانست میں تمام سابقہ بداعمالیوں کی تلافی بہترین طور پر کر دی، جس سے تُمہاری جائداد کا کُچھ حِصّہ تُمہارے پاس بچا رہ گیا۔"

لیکن ذکائی نے نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا "اِن باتوں سے تُم میرے جذبات کو ہرگز مجروح نہیں کر سکتے، اِس کے برعکس مَیں تُمہاری خوُش فہمی کی داد دیتا ہُوں کیونکہ خُود مُجھے بھی دُوسروں کے ارادوں اَور اعمال پر اسی طرح شک و شُبہ کرنے کا کافی تجربہ ہے، یہ تو صرف مَیں ہی جانتا ہُوں کہ اُس کی موجُودگی میں مُجھ پر کیا واردات گذر گئی تھی، لیکن میرے گھر میں اُس نے ایک بہت ہی اُلجھن میں ڈال دینے والی تمثیل بیان کی تھی جس کا مطلب مَیں اب تک نہیں سمجھ سکا، وُہ تمثیل ایک ممتاز شخص کے متعلّق تھی جسے تاجِ شاہی کے حصُول کی خاطر ایک طویل سفر پر جانا پڑا، مگر بعد میں اُس کی گھر کو واپسی بھی لازمی تھی۔ رُخصت ہونے سے قبل اُس نے اپنے

دس ملازمین کو طلب کر کے اُن میں سے ہر ایک کو ایک ایک توڑا رقم دیتے ہُوئے تاکید کی کہ وُہ سب اُس کی غیر حاضری کے عرصہ میں تجارت جاری رکھیں، لیکن اُس کے ہم وطن اُس سے نفرت کرتے تھے، اس لئے اُنہوں نے پیغام بھیجا کہ وُہ اُسے اپنا بادشاہ بنانا نہیں چاہتے، لیکن اِس کے باوجود چُونکہ بادشاہ بننا اُس کا مقدُور تھا، وُہ بادشاہ بن کر لوٹا۔ پھر اُس نے اپنے ملازمین کو بُلا کر اُن سے حساب طلب کیا تاکہ معلوم ہو کہ ہر ایک نے اُس کے سِکّے کتنا کمایا۔ پہلے ملازم نے بہت فخر سے بتایا کہ اُس نے اپنے ایک توڑے سے دس گُنا رقم کمائی ہے۔ بادشاہ نے کہا "بہت خوب، میرے اچھے ملازم، چُونکہ تُم ایک معمُولی سے معاملہ میں بھی بہت وفادار ثابت ہُوئے ہو لہٰذا تُمہیں حکُومت کرنے کے لئے تُمہاری پسند کے دس شہر عطا کئے جاتے ہیں۔"

مَیں اتنا مایُوس ہو چکا تھا کہ اُس کی بات قطع کئے بغیر نہ رہ سکا۔ مَیں نے پُوچھا "کیا واقعی وُہ صرف روپے پیسے ہی کی باتیں کرتا رہا؟ مَیں تو سمجھا تھا کہ تُم شاید دائمی زندگی کے بارے میں کچھ علم رکھتے ہو گے۔"

ذکائی نے کہا "مَیں محض ایک محصّل تھا اس لئے یقیناً اُس نے یہی سوچا ہو گا، کہ روپے پیسے والی ایک تمثیل میں زیادہ آسانی سے سمجھ سکُوں گا۔"

شمعُون کرینی نے بھی تصدیق کی "ہم یہودی لوگ، روپے کا مصرف تُم جیسے کسی یُونانی فلسفی کے پڑھائے ہُوئے رُومی سے نسبتاً بہتر سمجھتے ہیں، سونے کے نہ سہی چاندی کے ہی سہی، لیکن دس توڑے ایک خاصی بڑی رقم ہے اَور معاملے کا زیادہ تر انحصار دراصل تو مالک کے عرصۂ غیر حاضری کی طوالت پر ہے، کوئی شخص محض ایمانداری کے ساتھ تھوڑے عرصہ میں ایک توڑا کے دس گُنا ہرگز نہیں بنا سکتا، اس کے لئے مکّاری اَور قسمت کی یاوری دونوں ہی باتوں کی ضرُورت پڑتی ہے۔"

ذکائی نے کہا "مَیں اپنی بات جاری رکھوں یا نہ؟ - دُوسرے ملازم نے اپنے توڑے سے پانچ گُنا کمایا تھا، چنانچہ اُسے حکُومت کرنے کے لئے پانچ شہر عطا کر دیئے گئے۔ لیکن آخری ملازم کے پاس وُہی ایک توڑا رقم تھی جو اُسے دی گئی تھی، اَور جسے اُس نے مضبُوطی کے ساتھ کپڑے میں باندھ رکھا تھا۔ اُسے یہ خوف رہا کہ اگر اُس نے کاروبار شروع کیا تو مبادا وُہ اصل رقم بھی ضائع کر بیٹھے، چنانچہ اُس نے معذرت کے طور پر عرض کیا "مَیں تُم سے ڈرتا تھا، کیونکہ تُم ایک سخت گیر مالک ہو، اَور جہاں نہیں بوتے وہاں سے کاٹتے اَور جہاں نہیں

بکھیرتے وہاں سے جمع کرتے ہو۔" اِس پر بادشاہ نے کہا "اَے منفیّ آدمی، تُمہارے الفاظ سے ہی مَیں تُمہاری فطرت کو سمجھ گیا ہُوں، تُم جانتے تھے کہ جہاں مَیں نہیں بوتا وہاں سے کاٹتا ہُوں اَور جہاں نہیں بکھیرتا وہاں سے جمع کرتا ہُوں، پس اگر تجھے خُود کاروبار کرنے کی جُرأت نہ تھی تو کیا تُجھے یہ لازم نہ تھا کہ میری رقم کسی ساہوکار کو ہی دے دیتا، تاکہ مُجھے میری رقم کے ساتھ کُچھ سُود ہی مل جاتا۔" یہ کہتے ہُوئے اُس نے باقی ملازموں کو حُکم دیا کہ اُس ملازم سے ایک توڑا چھین کر اُس شخص کو دیدیا جائے جس کے پاس دس توڑے تھے، لیکن ملازموں نے کہا کہ اُس کے پاس تو پہلے ہی دس توڑے ہیں۔"

اِس بیزار کُن کہانی پر اپنے اظہارِ خیال کو روک رکھنے کے ارادے سے مَیں نے اپنا ہاتھ اپنے مُنہ پر رکھ لیا، لیکن ذکائی نے فاتحانہ سی نظروں سے ہمیں دیکھتے ہُوئے اپنا ایک ہاتھ بُلند کیا اَور کہا۔

"اب ذرا غور سے سُننا اَور یاد رکھنا، کیونکہ یہی وُہ بات ہے جس کی اُس نے تعلیم دی تھی۔ بادشاہ نے ملازموں کو جواب دیا "مَیں تُمہیں کہتا ہُوں کہ جس کے پاس ہے، اُسے اَور دیا جائے گا اَور جس کے پاس نہیں ہے اُس کا تھوڑا بھی چھین لیا جائے گا" اَور اس کے بعد اُس نے اپنے تمام اُن دُشمنوں کو طلب کر کے ہلاک کروا دیا جو اُسے بادشاہ تسلیم کرنے کو تیّار نہ تھے۔" شمعُون کرینی اَور مَیں، دونوں ہی اِس پُر اسرار تمثیل پر غور کرتے رہے، آخرکار مَیں نے کہا "مَیں اِس کا مطلب نہیں سمجھ سکا، مگر یہ قطعی غلط اَور غیر مُنصفانہ سی بات ہے۔"

ذکائی نے تسلیم کیا "مَیں بھی اسے نہیں سمجھ سکا، لیکن جب سے مَیں نے اُس کی مَوت کی خبر سُنی ہے مَیں اِس تمثیل کی بنا پر سخت سراسیمہ ہُوں، کیونکہ اَب مَیں اتنا تو ضرُور سمجھ رہا ہُوں کہ اُس نے دراصل اپنا ہی ذکر اُس شخص کی آڑ میں کیا تھا جس کے ہم وطن اُسے پسند نہ کرتے تھے اَور جو ایک ایسی بادشاہت کے حصُول کے لئے گیا تھا جو اِس دُنیا کی نہیں ہے۔ بادشاہت کا اعزاز پا لینے کے بعد وُہ یقیناً ایک نہ ایک دن واپس آئے گا، اَور ہر اُس شخص سے حساب طلب کرے گا، جسے اُس نے کوئی رقم سپُرد کی ہو گی، اِس طرح وُہ دیکھ لے گا کہ اُن میں سے کس نے اُس رقم سے کیا کام لیا۔"

مَیں نے پُوچھا "کیا تُمہیں پُورا یقین ہے کہ یہ تمثیل تُمہیں بعینہٖ ویسے ہی یاد ہے،

جیسے اُس نے بیان کی تھی ؟"

ذکائی نے جواب دیا "میرا یقین ہے کہ مجھے کم از کم اُس تمثیل کا صحیح مفہوم ضرور یاد ہے۔ میرے علاوہ بہت سے دیگر لوگوں نے بھی اُس کی باتیں سُنی تھیں اور وہ سب میری تصدیق کر سکتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ اُس نے توڑے کی بجائے کوئی اور رقم بتائی تھی اور کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ اُس نے دس نہیں تین ملازم بتائے تھے، لیکن تمثیل کا بنیادی مقصد سب کو یکساں طور پر معلوم ہے کیونکہ وہ نہایت ہی غیر متوقع حیران کن اور بظاہر غلط تھا۔"

تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد اُس نے کہا "میں یہ نہیں مان سکتا کہ اُس کا مطلب واقعی زر و دولت تھا، یقیناً یہ کوئی مختلف ہی چیز ہوگی، کیونکہ وہ تو خود لوگوں کو مال و دولت اور ساز و سامان جمع کرنے سے منع کیا کرتا تھا کہ اُنہیں کیڑا اور زنگ کھا جاتا ہے وہ تو کہا کرتا تھا کہ اُس کی بادشاہت میں خزانے جمع کرنا، اِس دُنیا میں دولت جمع کرنے سے بہتر ہے۔"

شمعُون کرینی کو یکایک جیسے کچھ یاد آگیا۔ اُس نے ملازموں کو حکم دیا۔ میرے گوداموں اور غلّہ خانوں میں سے تمام اُون اور پارچات وغیرہ نکال کر صحن میں کھانا کھانے والے غریبوں میں تقسیم کر دو۔" اور یہ کہہ کر وہ پھر ایک بار اپنے سامنے خلاء میں اُداسی سے گھُورنے لگا، علیزر نے رُکتے ہُوئے اور اپنے پاؤں فرش پر رگڑتے ہُوئے کہا "تم اپنے مال و دولت سے جو چاہو کرو مالک، لیکن میں سب سے پہلے اپنے لئے نئے کپڑے اور چوغہ نکالوں گا اور اُس کے بعد اگر مجھے اپنے بیوی بچّوں کے لئے بھی مِل جائے تو میں اور بھی شُکرگُذار ہُوں گا۔"

شمعُون نے اپنے ہاتھ اپنے گھُٹنوں کے درمیان رکھ کر آگے پیچھے جھُومنا شروع کر دیا اور کہا "جو دِل میں آئے کرو، تمہارے ساتھ باقی ملازم بھی جو چاہیں لے لیں، مجھے لُوٹ لو، میں نے زندگی بھر جو کچھ بھی اکٹھا کیا ہے سب لے لو، اگر یہ کسی کام آ سکے تو میرے جسم پر سے یہ گھِسا ہُوا چوغہ بھی اُتار لے جاؤ۔"

ذکائی، جو اپنا اطمینان و سکُون پھر کھو چکا تھا کہنے لگا "انتہا تک نہ پہنچو شمعُون، لینے اور دینے، دونوں ہی باتوں میں اعتدال کی ضرُورت ہوتی ہے ویسے تُمہارا عمل اپنی جگہ بالکل دُرست ہے کیونکہ اُس نے کہا تھا "تم جو سلُوک بھی حقیر ترین لوگوں سے کرتے ہو، وہ گویا میرے ساتھ کرتے ہو۔" یہی اُس کا راستہ ہے۔"

پھر یکایک وہ بیقرار سا ہو کر اُچھلا اور بولا "میں نے اپنا خچر تُمہاری دیوار کے ساتھ باندھا تھا، نہ جانے اُس کا کیا حشر ہُوا ہو گا، تمام گلی تو بھکاریوں سے بھری پڑی تھی اِس ہنگامے میں ضرُور کوئی نہ کوئی اُسے لے کر چلتا بنا ہو گا۔" لیکن فوراً ہی اُس کا جوش سرد بھی پڑ گیا اور وہ دوبارہ بیٹھتا ہُوا کہنے لگا "کوئی حرج نہیں، بادشاہت کے معاملہ میں میں تُم سے پیچھے کیوں رہُوں شمعُون؟ اگر کسی نے میرا خچر چوری کیا ہے تو یقیناً وہ مُجھ سے زیادہ ہی اُس کا ضرُورت مند ہوگا، بے شک وہ اُس خچر کو رکھ لے، میں اُسے گرفتار کروانے یا سزا دلوانے کا اب کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔"

شمعُون گہرے گہرے سانس کھینچتا ہُوا بدستُور اپنی جگہ پر بیٹھا جھُومتا رہا۔ ذکائی کی بات پر وہ مُسکرا کر کہنے لگا "اِس ہنگامے نے میرے اندر سے بہت کچھ اگلوا لیا ہے۔ جب میں اُن دریدہ دہن بھک منگوں کو اچھے کھانوں پر ایک دُوسرے سے لڑتے جھگڑتے اور چھینا جھپٹی کرتے سُنتا ہُوں تو یُوں محسُوس کرتا ہُوں گویا کوئی موچنے کے ساتھ میرے جسم پر سے بوٹی بوٹی کھینچ کر نوچ رہا ہو، مجھے یقین ہے کہ وہ سب لوگ لالچ سے اندھے ہو کر روٹیوں اور نمکین مچھلیوں کو اپنے پاؤں تلے روند رہے ہوں گے، لیکن اگر یہی وہ چیز ہے جو وہ مجھ سے چاہتا ہے تو میں اپنے آپ کو اس کا بھی عادی بنا لُوں گا۔"

میں نے متعجب ہو کر پُوچھا "کیا واقعی تمہیں یقین ہے تمہارے گھر سے غائب ہونے کے بعد تُمہاری آزمائش کے لئے اُس نے کسی بھکاری پر ظاہر ہو کر اُسے یہ کہہ دیا کہ تم ضیافت کر رہے ہو؟"

"میں جو سمجھتا ہُوں، اُسی پر یقین کرتا ہُوں" شمعُون نے غُصّہ سے کہا "لیکن اگر وہ مجھے بیوقُوف بنانا چاہتا ہے تو میں بھی اُسے بیوقُوف بناؤں گا، اور پھر ہم دیکھیں گے کہ ہم دونوں میں سے کون زیادہ ہنستا ہے۔"

وہ ہمیں صحن کی جانب لے گیا جہاں ہم نے دیکھا کہ تمام بھکاری ایک قاعدے کے ساتھ زمین پر دو زانو بیٹھے آپس میں کھانا تقسیم کر رہے تھے۔ وہ ہرگز کوئی جھگڑا نہیں کر رہے تھے، بلکہ اِس کے برعکس کھانے میں سے اچھی چیزیں ایک دُوسرے کو پیش کرتے تھے، گویا وہ کسی نہایت مہذّب ضیافت میں مہمان ہوں۔ اندھوں کو کھانا اُن کے ہاتھوں میں دے دیا گیا تھا، اور جو لوگ دُور تھے، قابیں اور طشتریاں اُن کے پاس

پہنچا دی گئی تھیں۔ اِس دوران میں علیزر کمبلوں اَور سُوتی کپڑوں کے گٹھے اُٹھائے آگیا اَور اُنہیں ستُونوں کے درمیان رکھتا چلا گیا۔ دہکتے انگاروں پر سے بُھنے گوشت کی خوشبُو اُڑ رہی تھی، اَور ملازم باجرے کی روٹیاں، موٹے گندمی آٹے کے نان اَور مصالحے دار تیل کے کیک بڑی پھرتی سے پکا رہے تھے، لیکن دربان عورتیں زور و شور سے رونے میں مصرُوف تھیں اَور یُونانی اتالیق جو بھاگ کر اُوپر چھت پر چلا گیا تھا، نیچے اُترنے سے انکار کر رہا تھا۔

بھکاریوں کی اُس باقاعدگی اَور مسرّت پر شمعُون اِس قدر جھلّایا کہ چیخ کر بولا۔ "اِتنا کھاؤ، ہو کہ تُمہارے پیٹ پھٹ جائیں جو باقی بچے وہ اپنے ساتھ لے جاؤ۔ لیکن یہ یاد رکھنا کہ مَیں، شمعُون کرینی تُمہیں کُچھ نہیں دے رہا، اِس ضیافت کا میزبان یسُوع ناصری ہے جسے تُمہاری مجلسِ اعلیٰ نے مصلُوب کر دیا تھا۔ وُہ تُمہارے کھانے میں برکت ڈالے، تاکہ اِس سے تُمہیں مَوت نہیں بلکہ زندگی ملے۔ مَیں اِس برکت کی دُعا کہنے کے لئے اپنے آپ کو مجبُور نہیں کر سکتا، کیونکہ میرا پِتّا پانی ہو کر میرے حلق میں اپنی کڑواہٹ چھوڑ رہا ہے۔"

بھکاریوں نے یہ سمجھ کر کہ وُہ شاید مذاق کر رہا ہے اُس کی طرف معصُومیّت سے دیکھنا شرُوع کر دیا۔ چند ایک نے ہنسنے کی کوشش بھی کی، اِس پر شمعُون کرینی کو اَور بھی غُصّہ آیا اَور وُہ پہلے سے بھی زیادہ زور سے چیخ کر بولا "یسُوع ناصری، خُدا کا بیٹا، تُمہیں یہ سب چیزیں قبُول کرنے کی دعوت دیتا ہے کیونکہ وُہ دوبارہ زندہ ہو چُکا ہے اَور جتنا عرصہ ہمارے درمیان رہتا ہے اُس کی بادشاہت بھی قائم رہتی ہے۔ وُہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے آتا جاتا رہتا ہے اَور اگر ضرورت محسُوس کرے تو مقفّل دروازوں میں سے بھی گذر جاتا ہے۔"

اب بھکاری خوفزدہ ہو کر ایک دُوسرے کا مُنہ تکنے لگے، لیکن اُن میں سے ایک دلیر سا آدمی کِھلکھلا کر ہنس پڑا اَور چلّا کر بولا "اسرائیل کے تمام لوگوں سے بڑھ کر تُم پُر رحمت ہو، شمعُون کرینی، لیکن تُم ہمیں یہ گھٹیا شراب کیوں دے رہے ہو، جبکہ تُمہاری گفتگُو سے ہی ہمیں اندازہ ہو رہا ہے کہ تُم خُدا اپنے معزّز مہمانوں کے ساتھ شیریں شراب کے مزے اُڑاتے آئے ہو۔"

غُصّے میں آپے سے باہر ہوتے ہُوئے شمعُون کرینی نے ملازموں کو پکار کر کہا "چھوٹے

مشکوں کے مُنہ بھی کھول دو اَور اُن کی شراب سب سے بڑے مٹکے میں ڈال کر ملادو، تاکہ اُنہیں یقین ہو جائے کہ یسُوع ناصری خُدا کا بیٹا مَوت کے بعد بھی مُعجزے کرتا ہے۔"

ملازموں نے حُکم کی تعمیل کی، لیکن کفایت کی خاطر اُنہوں نے خُود بھی بھکاریوں کے ساتھ وُہ شراب پینا شرُوع کر دی، اَور علیزر نے بھی خُوب پی۔ اِس عرصہ میں شمعُون کرینی اندر جا کر ایک نہایت قیمتی خوشبُودار مرہم کا برتن لایا، اَور اُس کا مُنہ کھولتے ہُوئے چلّایا "یہ تمام گندگی اَور متعفّن غلاظت اَور تُمہاری آنکھوں سے چمٹی ہُوئی یہ مکھیاں اَور تُمہارے رِستے ہُوئے ناسُور، سب میرے لئے ناقابلِ برداشت ہیں مَیں اِس بدبُو سے خُوب اچھی طرح واقف ہُوں، ہاں، ایک ٹانگ میں زنجیر بندھوا کر کسی غلام کی تاریک کوٹھڑی میں پڑے رہو تو یہی بدبُو آیا کرتی ہے، لو اِس مرہم سے اپنے چہرے اَور سر چُپڑ لو، کیونکہ اِس کی خوشبُو ایسی ہے کہ شہزادے بھی تُم پر رشک کرنے لگیں۔"

اَور اس کے برتن کھولتے ہی واقعی تمام صحن میں ایک عجب مست کُن خوشبُو پھیل گئی۔ وُہ ادھر سے اُدھر پھرتا ہُوا اپنی اُنگلی سے تمام بھکاریوں کے سروں پر وُہ مرہم لگانے لگا، اُس کی حرکات سے گمان گذرتا تھا کہ وُہ اپنا ذہن کھو بیٹھا ہے کبھی قہقہے مارنے لگتا، کبھی نہایت خوفناک سی دُشنام طرازی کرنے لگتا، لیکن اِسی کیفیت میں جب وُہ ایک نہایت ندیدے پن سے کھانے والے لڑکے کے پاس پہنچا تو برتن زمین پر رکھ کر اَور گھٹنے ٹیک کر اُس کے پاس بیٹھ گیا اَور بالکل ہوشمند لہجے میں بولا "میرا ہاتھی دانت کا باریک کنگھا لاؤ تاکہ اِس بچّے کے سر میں سے جُوئیں نکال دُوں" اَور جب کنگھا اُسے دے دیا گیا تو وُہ واقعی اُس سہمے ہُوئے لڑکے کے پریشان بالوں میں سے جُوئیں نکال نکال کر مارنے لگا۔ یہ کام وُہ کُچھ ایسے قرینے سے کر رہا تھا گویا ساری عُمر اُس کا یہی پیشہ رہا ہو۔ لڑکے کا سر جُوؤں کے کاٹنے سے زخمی اَور کھرنڈ دار ہو چُکا تھا اَور جب شمعُون اُس میں کنگھا کرتا تو وُہ بلبلا اُٹھتا، لیکن اُسے کھانا کھانے اَور اپنا پیٹ بھر لینے کی کُچھ اسقدر عجلت تھی کہ اُس کے پاس کنگھے کی مزاحمت کرنے کا وقت ہی نہ تھا۔

بھکاری گھبرا کر ایک دُوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے "شمعُون کرینی اپنا ذہن اُس یسُوع ناصری کے باعث خراب کر بیٹھا ہے اَور اُس ہتک آمیز سلُوک کے بعد جو رُومیوں نے اِس سے اُس مُلحد کا صلیب اُٹھوا کر کیا تھا، یہ کوئی آسان بات بھی نہیں۔ بہتر

یہی ہے کہ ہم لوگ جلدی جلدی کھاپی کر اور جو ملے لے کر، اس سے پہلے یہاں سے چل دیں کہ وہ ہم سے اپنا سب کھلایا پلایا اور دیا دلایا واپس مانگنا شروع کر دے۔"

اُن کے بُوڑھوں نے بھی کہا "یہ اکثر دیکھا بھی جا چکا ہے کہ دولتمند آدمیوں نے شراب کے نشہ میں بن بُلائے بھکاریوں کو اپنی دعوتوں میں بُلا کر کھلا پلا دیا اور بعد میں اُنہیں غُصّہ آیا تو اُن سب کو گالیاں دیں اور اُن کی پٹائی کر دی کہ کھایا پیا سب واپس کرو، اس لئے واقعی ہمیں جلدی فارغ ہو کر بھاگ نکلنا چاہیئے۔"

اُنہوں نے شمعُون کرینی کو خوف و استفہام بھری نظروں سے دیکھا لیکن وُہ اُس لڑکے کے سر میں سے جُوئیں صاف کرنے میں اس قدر مگن تھا کہ اُن کی کوئی بات نہ سُن سکا۔ جب وُہ لڑکے کے سر میں اچھی طرح کنگھا کر چکا تو اُسے گھسیٹ کر حوض پر لے گیا، جہاں اُس کے جسم پر سے چیتھڑے پھاڑ پھینکے اور اُس کی چیخ وپکار پر کوئی توجہ دیئے بغیر اُسے سر سے پاؤں تک غسل دیا۔ بچی کچی مرہم اُس کے سر، سینے اور پاؤں پر ملی، پھر اپنے بیٹے کے لباسوں میں سے چُن کر ایک قمیض، ایک لبادہ اور سُرخ جُوتوں کی ایک جوڑی اُسے پہنا دی اور کہنے لگا "اب تُم واقعی اِس لباس میں خُوشبُوؤں میں بسے ہُوئے کسی شہزادے کے بچے سے کم نہیں ہو، اگر اب بھی تُم اُس کی بادشاہت کے شایانِ شان نہ سمجھے جاؤ تو مَیں اپنی ناک کٹوا دُوں۔"

بھکاریوں نے علیزر کے تقسیم کئے ہُوئے کپڑے جھپٹے سمیٹنے کے بعد نہایت خاموشی کے ساتھ چوری چوری ایک ایک دو دو کر کے دروازے کی جانب کھسکنا شروع کیا اور موقع کے منتظر تھے کہ کس طرح لڑکے کو مغلوب الغضب شمعُون کے پنجوں سے چھڑا کر بھاگ جائیں۔ لیکن شمعُون اُن کا ارادہ بھانپ گیا اور چلّا کر بولا "ابھی مت جاؤ! یسُوع ناصری کے مہمانو! تُم میں سے ہر ایک کو ابھی میری طرف سے ایک ایک تحفہ بھی ملے گا۔"

اُس نے مُجھے اور ذکائی کو امداد کے لئے بُلایا تاکہ ہم آہنی پیٹیوں میں لپٹی ہُوئی ایک پیٹی کھول دیں، پھر اُس میں سے ایک سر بمُہر بھاری سی تھیلی نکالی اور واپس صحن کی طرف بھاگ گیا۔ اُس تھیلی کی مُہر توڑ کر اور اُس میں سے چاندی کے سکّے نکال نکال کر بھکاریوں کو بانٹنے لگا۔ وُہ سب لوگ ہاتھ پھیلا پھیلا کر آگے بڑھنے لگے۔ اُس نے کسی کو ایک درہم دیا، کسی کو چار، اور کسی کے ہاتھ دس درہم کا سکّہ بھی لگا، کیونکہ وُہ تو گنے بغیر مُٹھیاں بھر بھر

کر سکّے بانٹ رہا تھا، اور یہ اندازہ نہیں کرتا تھا کہ کس کو کتنے سکّے مل رہے ہیں۔ بھکاریوں نے بڑبڑانا شروع کر دیا کہ فلاں کو کیوں زیادہ مل گئے اور ہمیں کیوں کم ملے۔

لیکن شمعُون کرینی نے کہا "اس کے لئے تُم یسُوع ناصری کو الزام دو۔ وُہ جہاں نہیں بوتا، وہاں سے کاٹتا ہے اور جہاں نہیں بکھیرتا وہاں سے جمع کرتا ہے۔" یہ کہہ کر اُس نے پھر تھیلی کو سنبھالا اور جنہیں پہلے ہی زیادہ مل چکا تھا، اُنہیں اور دینے شروع کر دیئے مگر جب اُس نے سب سے کم پانے والوں سے اُن کے سکّے واپس لینے شروع کئے تو بھکاری سمجھ گئے کہ اب بھاگ جانے کا وقت آ گیا ہے چنانچہ لڑکے کو ساتھ لے کر وُہ دروازے میں سے بھاگ نکلے۔

شمعُون کرینی نے اپنے چہرے کا پسینہ پُونچھا، حیرانی سے تھیلی کو جھنکایا اور کہا "ایسا واقعہ آج تک کبھی میرے ساتھ پیش نہیں آیا تھا، کیا مَیں اِسے ایک شگون اور نصیحت سمجھ لُوں؟ کیونکہ تھیلی میں ابھی تک نصف رقم باقی ہے حالانکہ مَیں یہ پُوری کی پُوری رقم بانٹ دینے پر تُلا ہُوا تھا۔"

مَیں نے اُسے بزور مجبُور کیا "ابھی وقت ہے کہ تُم اِس رقم کو واپس پیٹی میں رکھ کر مقفل کر دو۔ اُس کے بعد اپنی داڑھی میں کنگھی پھیر کر وُہ جُوئیں نکالو جو یقیناً اُس میں چڑھ گئی ہوں گی، اور ملازموں کو یہاں سے چلے جانے کا حُکم دو، مَیں کہہ نہیں سکتا کہ تُم نے جو بھی کیا ہے وُہ تُمہاری حماقت ہے یا چالاکی۔ لیکن اتنا البتّہ کہہ سکتا ہُوں کہ سب بھکاری بہت مطمئن ہوں گے اور آئندہ کافی عرصہ تک تُمہیں کوئی تکلیف نہ دیں گے۔"

ذکائی علیزر کے پہلو میں شراب کے بڑے مٹکے کے ایک کنارے پر بیٹھا تھا۔ اُس نے پُر مسرّت قہقہہ لگاتے ہُوئے کہا "رُومی یہاں آؤ، ایک پیالہ لے کر اِس مٹکے میں سے اپنے لئے کُچھ شراب نکالو، اِس کی تہ میں ابھی کافی شراب بچی پڑی ہے اور اس قدر قیمتی شے کو یُوں رکھ کر ضائع کرنا عقلمندی نہیں۔" پھر تھوڑی سی شراب خُود پی کر وُہ چلّانے لگا "اُس کے نام سے انگوروں کی فصل میں برکت ہو جو مر کر اس لئے جی اُٹھا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہت قائم کر دے۔ ہم تینوں نے ہی اُسے دیکھا ہُوا ہے اور تُم نے علیزر کم از کم اُس کے پاؤں کے نشانات ہی اس پتھریلے فرش پر دیکھے ہیں، اس لئے تُمہیں ہماری بات پر یقین کرنا ہی ہوگا کہ ہم تُم سے برتر بھی ہیں، تُم جو کہ محض ایک ہل چلانے والے گڈریئے ہو۔" یہ کہتے

ہُوئے اُس نے اپنا ایک بازو نہایت شفقت کے ساتھ علیزر کی گردن میں ڈال دیا، اُس کے چہرے کو بوسہ دیا اور اُسے سمجھانے کے لئے کہنے لگا "میری بات پر خفا نہ ہونا، میں تم سے صرف اِسی دُنیا میں بظاہر برتر ہُوں، مگر اُس کی بادشاہت میں ممکن ہے تم مُجھ سے افضل ٹھہرو، اُس نے کہا تھا کہ وہاں پر یہاں کے افضل ترین لوگ سب سے آخیر میں، اور کمترین لوگ افضل ترین ہوں گے۔"

علیزر زور لگا کر اُس سے اپنی گردن چھُڑاتے ہُوئے ملامت آمیز لہجہ میں کہنے لگا،

"تم سب اور خاص کر میرا مالک شمعُون، وجد میں معلُوم ہوتے ہو، لیکن مُفلسوں میں اس قدر قیمتی مال و اسباب بانٹنے اور خود اپنے لئے نئے کپڑے لے لینے کے بعد مُجھ پر بھی تو ایک وجد ہی کی کیفیت طاری ہے، لیکن مَیں چونکہ تُند شراب کا عادی نہیں اس لئے غالباً یہ شراب ہی میرے سر کو چڑھ گئی ہے۔"

مگر شمعُون کرینی نے اپنا سر کھُجاتے ہُوئے کہا "تم سب پر سلامتی ہو، مَیں تھکن سے آدھ مُوا ہو چکا ہُوں، اور اب اپنے تاریک کمرے میں واپس جاکر لیٹ جانا چاہتا ہُوں، گذشتہ کئی راتوں سے مَیں سو نہیں سکا اور یسُوع ناصری کے خیالوں میں گُم بیدار ہی رہا ہُوں۔ اب مجھے یُوں محسُوس ہو رہا ہے جیسے مُجھے سکُون مِل گیا ہو، اور مُجھے یقین ہے کہ مَیں کل سبت کا پُورا دن بھی سوتا ہی رہُوں گا۔"

لڑکھڑاتے قدموں سے وُہ اپنے کمرے کی جانب چل پڑا، مگر ہم اُس کے پیچھے نہیں گئے کیونکہ مَیں نے اور ذکائی نے محسُوس کیا کہ اِس کیفیت میں نیند ہی اُس کے لئے بہترین چیز ہوگی، تاہم اُسے آدابِ میزبانی بھُولے نہیں کیونکہ جاتے جاتے پلٹ کر اُس نے ہماری طرف دیکھا پھر پریشان بالوں کے ساتھ اپنی آنکھیں جھپکائیں اور کہا "مُجھے اُمید ہے کہ یہ سب جو پیش آیا ہے بالآخر ایک خواب بدیہی ثابت ہوگا، جس پر مُجھے صرف اُس وقت یقین آسکے گا، جب مَیں سو کر اُٹھنے کے بعد تُم لوگوں کو یہاں موجُود نہ پاؤں گا، لیکن تُم اَے میرے خواب کے ذکائی اگر چاہو تو رات میرے مہمان خانے میں ہی ٹھہر کر آرام کر لو، علیزر تُم بھی اپنے گھر جاکر سکُون و سنجیدگی کے ساتھ سو جاؤ اور پھر صُبح تین ستاروں کے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے اپنے گھر جاکر سبت کی نیّت باندھ لینا، لیکن تُمہیں اَے رُومی، میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کہوں؟ کیونکہ تُم یقیناً ایک خواب ہی ہو جسے مَیں پھر کبھی نہ دیکھوں گا۔"

علیزر اُس کے حُکم کے مُطابق ستُونوں کے سائے میں جاکر اپنا چوغہ سر کے گرد لپیٹ کر دراز ہو گیا۔ ذکائی اور مَیں اُسی جگہ کھڑے ایک دُوسرے کو غور سے تکتے رہے۔ اب مُجھے

اُس کا چہرہ کسی حقیر یُونے کا سا معلُوم نہیں ہو رہا تھا۔ اُس کی آنکھوں میں ایک چمک تھی، اور بالکل ایک عام انسان کی مانند اُس کے رُخسار شراب کی وجہ سے تمتما رہے تھے۔ اُس نے مُجھ سے دریافت کیا کہ آیا مَیں اُن حواریوں کے متعلّق بھی کُچھ جانتا تھا جنہیں یسُوع نے اپنے رسُول مقرّر کیا تھا۔ مُجھے جو کُچھ معلُوم تھا، وُہ مَیں نے بتا دیا اور یہ بھی بتایا کہ مریم مگدلینی نے کیا دیکھا تھا اور پھر کیسے یسُوع نے مقفّل دروازوں میں سے گذرتے ہُوئے ایک مکان کی بالائی منزل کے کمرے میں اپنا آپ چند حواریوں پر ظاہر کیا تھا۔ پھر مَیں نے اُسے بتایا کہ مَیں تُوما اور یُوحنّا سے بھی ملا تھا، اور اعتراف کیا کہ نہ تو وُہ مُجھے ملنے پر رضامند تھے نہ ہی اُنہوں نے مُجھ پر اعتماد کیا تھا۔ آخر میں مَیں نے کہا "میرے سینے کے اندر میرا دِل جیسے ایک انگارے کی مانند سُلگ رہا ہے۔ اگر مَیں جاکر اُنہیں ان سب واقعات کے بارے میں بتاؤں تو وُہ ہرگز میرا اعتبار نہ کریں گے، لیکن تُمہارا اعتبار وُہ ضرُور کر لیں گے کیونکہ تُمہیں بہرحال وُہ سب جانتے ہیں۔ پھر شاید وُہ ہمیں اپنے اعتماد میں لینے اور اپنے رازوں میں شامل کرنے پر آمادہ ہو سکیں، وُہ یقیناً ہم سے بہُت زیادہ علم رکھتے ہیں اور گو ابھی غیروں کو کُچھ بتانے سے انکار کر دیتے ہیں تاہم یسُوع کے متعلّق تمام اسرار و رمُوز سے واقف ہیں۔"

ذکائی نے تیقّن کے ساتھ کہا "مَیں ضرور اُن کے پاس جاؤں گا، کم از کم متّی مُجھ پر اعتبار کرتا ہے کیونکہ وُہ بھی ایک سابقہ شراب فروش ہے۔ وُہ اور مَیں ایک دُوسرے کو اچھی طرح سمجھتے ہیں، اس لئے ممکن ہے کہ وُہ اپنے دُوسرے ساتھیوں سے بھی میری سفارش کر دے۔"

"یہ کام ضرُور کرو" مَیں نے کہا "مَیں دوبارہ اُن لوگوں کے پاس نہیں جانا چاہتا اور ویسے بھی اپنے آپ کو اُن پر زبردستی ٹھونسنا پسند نہیں کرتا۔" مَیں نے اُسے اُس کمرے کا حال سُنایا جہاں تُوما اور یُوحنّا سے میری ملاقات ہُوئی تھی۔ اُسے خیال آیا کہ وُہ اُس مکان اور اُس کے مالک سے شناسا ہے۔ لیکن اُس نے مالک مکان کا نام لینے سے گریز کیا۔

"تُم امن و سلامتی سے اپنی قیام گاہ پر واپس چلے جاؤ اور میرے پیغام کے منتظر رہو" ذکائی نے کہا۔ اِس طرح ہم علیحدہ ہُوئے اور شمعُون کرینی کے مکان پر پیش آنے والے تمام واقعات پر سخت حیران و پریشان مَیں واپس اپنی قیام گاہ پر چلا گیا۔

ساتواں مکتوب

مرقس کی طرف سے طُولیا کے نام:

مَیں ابھی تک تُمہیں ہی، گویا سلام بھیجنے کے ارادے سے، خطاب کر رہا ہُوں طُولیا۔ رہوڈس میں، میرے نیک اتالیق نے مُجھے حافظے کی اُس دھوکے بازی سے باخبر رہنے کی تعلیم دی تھی جس کی وجہ سے ہم واقعات کا تسلسل بھُول کر گُذرے ہُوئے معاملات کو بڑی آسانی سے آپس میں گڈمڈ کر جایا کرتے ہیں۔ کسی ایک واقعہ کو دیکھنے والے مختلف اشخاص، اُس کا تاثر ایک دُوسرے سے بالکل مختلف انداز میں لیتے اَور یاد رکھتے ہیں اَور بالکل مختلف طریقوں سے اُسے بیان کرتے ہیں۔ ہر شخص واقعہ کے اُسی پہلو پر زیادہ زور دیا کرتا ہے جس پر وُہ خُود زیادہ مُتعجب ہُوا ہو، چُنانچہ اب میرے لکھنے کا مقصد یہی ہے کہ مُجھے اپنے ساتھ پیش آنے والے تمام واقعات کی صحیح ترتیب یاد رہے۔ سبت کی شام جب ہیکل کے پھاٹک حسبِ معمُول اتنی پُرشور گڑگڑاہٹ کے ساتھ بند ہُوئے جو شہر سے باہر دُور وادی تک سُنائی دیتی تھی، مَیں نے بیٹھ کر لکھنا شرُوع کیا تھا۔ یومِ سبت کے دوران بھی مَیں اپنے کمرے ہی میں بند بیٹھا لکھتا رہا کیونکہ یہُودی اِسے پسند کرتے ہیں کہ غیر مُلکی لوگ بھی اُنہی کی طرح اُن کے سبت کا احترام روا رکھیں اَور گلی کُوچوں میں بھاگتے نہ پھریں۔ خود وُہ تہوار کے خاص لباس پہن کر دُعا کرنے اَور صحیفوں کی تلاوت سُننے عبادت گاہوں میں جاتے ہیں اَور اِس مقصد کے لئے اُن کے قدموں کی ایک محدُود اَور مقررہ تعداد ہے۔ مَیں نے سُنا ہے کہ پیشوا لوگ ہیکل کے اندر دو دو مرتبہ بھی قُربانی کرتے ہیں تاہم اِسے سبت توڑنے کے مترادف نہیں سمجھا جاتا۔ سُورج غرُوب ہونے اَور سبت کے ختم ہونے سے پہلے مدنابر مُجھے سلام کرنے اَور میری خیریت پُوچھنے کی غرض سے آگیا۔ گلیوں بازاروں میں لوگوں کی توجہ سے بچنے کے لئے اُس نے اپنا فوجی خود گھر پر ہی چھوڑ دیا تھا اَور ایک شامی قبا میں ملبُوس تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی اُس نے ایک لمبی سی جمائی لی اَور پھر بولا "کیسے مزاج ہیں؟ کیا تُم ابھی زِندہ ہو؟ پچھلے بہت دنوں سے تُمہیں دیکھا نہیں۔ اِدھر یہُودیوں کے سبت سے

بڑھ کر بے کیف کوئی دِن نہیں ہوتا، کیونکہ اس روز ہمیں یہ بھی اجازت نہیں ہوتی کہ سرکس تک جا کر کُچھ ورزش ہی کر لیں، مبادا ہمارے قدموں کی چاپ سے یہُودی ناراض ہونے لگیں۔ مُجھے ذراسی شراب ہی پلادو، انطونیہ میں تو آج کے دن شراب پر بھی تالابندی ہوتی ہے، اگر ایسا نہ ہو تو فوجی سپاہی اپنی بے کیفی سے بیزار ہو کر شراب پی پی کر یا تو آپس میں ہی سر پھٹول کرنے لگیں یا پھر شہر میں جا کر یہُودیوں کو سوٴروں کے کان دِکھا دِکھا کر پریشان کرتے پھریں۔"

میرا شامی مکان دار میری کافی خاطر و مدارات کرتا رہتا تھا۔ مُجھے پُرسکُون اَور خُوش باش رکھنے کی خاطر اُس نے گلیل کی شراب کا ایک بڑا سا مٹکا مُجھے لا دِیا تھا۔ اُس کے نزدیک یہ لذیذ ترین شراب تھی، کیونکہ نہ تو یہ سر کو ہی زیادہ پکڑتی ہے اَور نہ ہی معدہ خراب کرتی ہے اَور اُسے محفُوظ رکھنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اُس میں بروزہ ملایا جائے۔ شرط یہ ہے کہ ترُش ہونے سے پہلے پہلے اُسے پی لیا جائے۔ مدنابر نے بے صبری سے وُہ شراب پی، اپنا مُنہ پُونچھا، میری طرف غور سے دیکھا، اَور پھر کہا "میری جان کی قسم، تُم اسقدر بدل چکے ہو کہ بگڑ کر یُونانی انداز اختیار کر لینے والے کسی یہُودی سے کم نہیں معلُوم ہوتے۔ تُم نے داڑھی بڑھا رکھی ہے، تُمہاری اُنگلیوں پر روشنائی کے داغ ہیں اَور تُمہاری آنکھوں میں کُچھ ایسی کیفیت ہے جو مُجھے پسند نہیں آ رہی۔ کہیں تُم یہُودیوں کے اُس خُدا سے تو مسحُور نہیں ہو گئے جس کا نہ کوئی بُت ہے نہ تصویر؟ ایسا اکثر غیر مُلکیوں سے پیش آجایا کرتا ہے جو یہاں محض ہیکل دیکھنے کی غرض سے آتے ہیں۔ پھر وُہ بلا وجہ ایسی ایسی باتوں سے اپنا مغز خراب کرنے لگتے ہیں جنہیں عام ذہن برداشت نہیں کر سکتا۔ ایسی باتوں کے بوجھ کو تو صرف یہُودیوں کے دماغ ہی برداشت کر سکتے ہیں کیونکہ وُہ لوگ بچپن سے ہی اپنے خُدا کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں اَور بارہ برس کی عُمر تک پہنچتے پہنچتے وُہ اپنے عقائد میں اس قدر پختہ ہو چکے ہوتے ہیں کہ اپنے کھانے پر برکت کی دُعا پڑھنے یا اپنی عبادت صحیح طور پر کرنے کے لئے وُہ اپنے بُزرگوں کی رہنمائی کے محتاج نہیں رہتے۔"

"مدنابر میرے دوست" مَیں نے کہا "بعض واقعات کا تجربہ ہم دونوں کو اکٹھے ہی ہو چکا ہے۔ لہٰذا مَیں تُم سے اعتراف کئے لیتا ہُوں کہ مَیں واقعی مسحُور ہو چکا ہُوں اَور اِس پر مُجھے ہرگز کوئی ندامت بھی نہیں ہے۔"

لیکن اُس نے جلدی سے میری بات قطع کرتے ہُوئے کہا "مجھے میرے رُومی نام سے بلاؤ تو بہتر ہے کیونکہ ذہنی طور پر اَب مَیں اپنے آپ کو ہمیشہ سے زیادہ رُومی محسُوس کرنے لگا ہُوں۔ میرا رُومی نام پیطرونیاس ہے۔ اِسی نام سے رُومی فوج میں مَیں اپنی تنخواہ کی رسید دیتا ہُوں اَور بوقتِ ضرورت میرے نام تحریری احکام بھی اِسی نام سے جاری کئے جاتے ہیں، اَور تمہیں یہ جان کر خُوشی ہوگی کہ عنقریب ہی مجھے ایک پُوری کمپنی کی کمان ملنے والی ہے اَور میری تعیناتی بھی المانیہ یا ہسپانیہ میں ہونے کی اُمید ہے یا شاید رُوم میں ہی تعینات کر دیا جاؤں اِسی لئے مَیں اب اپنی لاطینی ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا ہُوں اَور اپنے آپ کو اپنے اِس رُومی نام کا بھی عادی بنا لینا چاہتا ہُوں۔" یہ کہہ کر اُس نے دوبارہ مجھے متجسس سی نظروں سے دیکھا۔ وُہ غالباً یہ اندازہ کرنا چاہتا تھا کہ میرے دماغ کی چُولیں کس حد تک ڈھیلی ہو چکی تھیں، اَور مَیں اُس کے نزدیک کس قدر قابلِ اعتماد رہ گیا تھا۔

"میرے لئے تُم بہرحال عدنا بر ہی ہو" مَیں نے اُسے بتایا "تمہارے شامی ہونے کی بناء پر مَیں تُم سے نفرت نہیں کرتا، بلکہ ان یہودیوں کے درمیان مَیں اب خُود کو بھی ایک غیر مُلکی نہیں سمجھتا۔ مَیں تو ان کے رسُوم و عقائد سیکھنے کی کوشش بھی کر رہا ہُوں، البتہ تمہارے متعلق مجھے اب تشویش لاحق ہو گئی ہے کہ کہیں تُمہیں صحرا میں یا کسی ایسی ہی دُوسری جگہ پہرہ دار بنا کر نہ بھیج دیا جائے جہاں تُم ہر وقت دُشمنوں کے تیروں کی زد میں رہو اَور اِس طرح بالآخر جلد ہی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو تاکہ چند خاص واقعات کے بارے میں تُمہارا علم کسی کے لئے مستقل خطرہ کا باعث نہ بنا رہے۔"

"مجھے کونسے واقعات کا علم ہے؟ کیا تُم نشے میں ہو، کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے، یا کیا تُم صُبح سے ہی شراب نوشی میں تو مصرُوف نہیں ہو؟" عدنا بر نے خفیف سی مُلامت کے انداز میں کہا۔ "لیکن نہیں تُم بھی کُچھ ٹھیک ہی کہہ رہے ہو، مَیں اپنے آپ کو واقعی پہلے سے زیادہ اہم محسُوس کرنے لگا ہُوں۔ مجھ سے صحرا کی باتیں مت کرو، وہاں تو سنگدل سے سنگدل انسان کی آنکھوں میں ایسی چکاچوند پیدا ہو جاتی ہے کہ اُسے عجیب و غریب خواب آنے لگتے ہیں۔" میری طرف استفہامیہ نظروں سے دیکھتے ہُوئے وُہ ایک مکارانہ مُسکراہٹ کے ساتھ کہتا جا رہا تھا "تُم نے بھی یقیناً سُن ہی لیا ہوگا کہ عقلمندوں کے لئے اب یروشلیم ایک نہایت غیر موزُوں جگہ بن گئی ہے۔ تمہیں وُہ زلزلہ یاد ہے جو ایک صُبح آیا تھا؛ لوگ کہتے

ہیں کہ اُس سے کئی مقدس انسانوں کی قبریں شق ہو گئیں اَور اُن میں سے بڑی بڑی قیمتی لاشیں نکل کر چلنے پھرنے لگیں جو اب تک یہودیوں کے کئی گروہوں پر ظاہر بھی ہو چکی ہیں۔"

"مَیں تو مُردہ سے زندہ ہونے والے صرف ایک انسان کا علم رکھتا ہُوں" مَیں نے کہا "اَور تُم بھی خُوب جانتے ہو کہ وُہ کون ہے وُہ لوگ تُمہیں ترقی دینے اَور دُوسرے مُلک میں تقرری کرنے کا لالچ دے کر یقیناً اِس امر پر رضامند کرنا چاہتے ہیں کہ تُم اُس دوبارہ زندہ ہو جانے والی ہستی کے متعلق اپنی زبان بند رکھو۔ ظاہر ہے کہ ایک تمندار کو خاموش رکھنا اُتنا آسان نہیں جتنا ایک معمُولی فوجی سپاہی کو۔"

عدنا بر نے میری طرف ایک مصنُوعی تعجب سے دیکھتے ہُوئے جواب دیا "مجھے سمجھ نہیں آیا تُم کیسی باتیں کر رہے ہو؟ تمہیں وُہ سپاہی لونگی نس بھی یاد ہے یا نہیں؟ وُہ جُونہی اپنا نیزہ اُٹھاتا ہے تو وُہ نیزہ عجیب حرکت کرتا ہے۔ مشق کے دوران لونگی نس اُسے کبھی سیدھا نہیں پھینک پاتا، اب تک وُہ اُس کا پاؤں زخمی کر چکا ہے اَور ایک بار تو جب وُہ گھاس بھرے تھیلے پر نشانہ لگانے کی مشق کر رہا تھا، وُہ نیزہ اُس کی گرفت سے نکل کر بجائے تھیلے کے مجھے ہی تقریباً چھید گیا تھا، حالانکہ مَیں لونگی نس کی پُشت کی جانب کھڑا تھا۔ اُس نیزے میں بہرحال کوئی نقص نہیں، خُود لونگی نس کا ہی قصُور معلُوم ہوتا ہے۔ مَیں نے اُن لوگوں کو دکھانے کے لئے جو اُس نیزے سے خوف کھانے لگے تھے، خُود اُسے پھینک کر دیکھا ہے۔ چالیس قدم کے فاصلے پر وُہ عین نشانے پر جا کر بیٹھا، اَور لُطف یہ ہے کہ لونگی نس اُس کے علاوہ کوئی بھی نیزہ بالکل صحیح پھینک لیتا ہے۔"

"ظاہر ہے تُمہارا مطلب اُسی نیزے سے ہے جو اُس نے خُدا کے بیٹے کے پہلو میں گھونپا تھا" مَیں نے کہا۔ عدنا بر نے اپنے آپ کو یُوں جھٹکایا جیسے اپنے جسم پر سے کیڑے مکوڑے جھاڑ رہا ہو، اَور احتجاج کرنے لگا "اُس شخص کو خُدا کا بیٹا ہرگز نہ کہو، مجھے یہ نہایت خوفناک معلُوم ہوتا ہے۔ لیکن فوجی کوتوال کے بازو اکڑ کر اس قدر سخت ہو چکے ہیں کہ وُہ اب اپنا کوڑا بھی نہیں اُٹھا پاتا۔ اُن سے وُہ بمشکل ہی صرف کھانا مُنہ تک لے جانے کا کام لے سکتا ہے۔ انطونیہ کا جرّاح کوتوال کا کوئی خاص مرض تشخیص نہیں کر سکا، اَور اُس پر بہانہ سازی کا شُبہ کرتا ہے تاکہ اِس طرح وُہ وقت سے پہلے ہی اپنے حصّہ کا قطعہ اراضی حاصل کر کے سابق فوجیوں کے شہر میں آرام کی زندگی بسر کر سکے۔ اُس کی بیس سالہ مدّتِ ملازمت

ختم ہونے میں ابھی دو سال باقی ہیں، اُسے کوڑے بھی لگائے گئے ہیں کیونکہ فوجی جرّاح کے کہنے کے مُطابق ایسے اکثر امراض جو سطحِ جسم پر نمودار نہیں ہوتے، کوڑے مارنے سے ٹھیک ہوجایا کرتے ہیں۔ لیکن اُس نے ایک پُرانے فوجی کی طرح چمڑے کا ایک سخت ٹکڑا اپنے دانتوں میں دبا کر وُہ مار پیٹائی بھی برداشت کرلی۔ لیکن پھر بھی اُس کے بازوؤں میں طاقت واپس نہ آسکی۔ میرا خیال ہے کہ اُسے گٹھیا کا ایک ناقابلِ علاج مریض قرار دے کر رُخصت دیدی جائے گی۔ فوج میں گٹھیا قانُونی لحاظ سے عین جائز مرض ہے۔ معمول سپاہیوں کی بہ نسبت ہم افسروں کو ہی زیادہ تر یہ شکایت اُس وقت ہوجایا کرتی ہے جب ہمیں اپنی قلعے کی آرام دہ مُلازمت سے تبدیلی کے بعد باہر سردی اور نمی میں زمین پر لیٹ کر کام کرنے کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔" پھر کُچھ سوچتے ہُوئے عدنابر نے مزید کہا "لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، ناصری نے ہم میں سے کسی کے لئے بھی کوئی بد دُعا نہیں کی تھی۔ اِس کے برعکس اُس نے تو صلیب پر سے بھی چلّا کر اپنے باپ سے التجا کی تھی کہ وُہ ہمیں مَعاف کردے کیونکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ مَیں نے تب یہ سمجھا تھا کہ وُہ ہذیانی کیفیّت میں ہے، کیونکہ اُس کا باپ اُس وقت وہاں موجُود نہیں تھا۔"

مَیں نے جِھلّا کر کہا "مَیں سمجھ نہیں سکتا کہ آخر اِن تمام باتوں کا لونگی نس اَور تمہارے اُس فوجی کوتوال کے ساتھ کیا تعلق ہے؟"

"میرا خیال ہے ہم سب لوگ ناصری سے خوفزدہ ہوگئے تھے" عدنابر نے کہا "وُہ ایک عام انسان ہرگز نہ تھا، اَور جب وہاں موقعہ پر موجُود ہونے والے لوگوں نے بعد میں یہ سُنا کہ وُہ دوبارہ زِندہ ہوگیا ہے تو وُہ اَور بھی خوفزدہ ہوگئے، کیونکہ فوجی سپاہی تو فوراً ہی ایسی افواہوں پر یقین کرلیا کرتے ہیں جو اُن کی روزمرّہ زِندگی کی یکسانیّت میں ذرا بھی خلل انداز ہو، اَور افواہ جِتنی ناقابلِ یقین ہو، اُتنی ہی زیادہ آسانی سے اُس پر یقین کرلیا جاتا ہے۔ اَور اب صُورتِ حال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اگر رات کے وقت کوئی بچّہ کسی دیوار پر سے نیچے گِر جائے یا تیل کا کوئی برتن ٹُوٹ کر تیل فرش پر بہنے لگ جائے تو قلعے کی پُوری محافظ فوج ایک دم اپنے پاؤں پر کھڑی ہوکر تمام دیوتاؤں کو امداد کے لئے پُکارنے لگ جاتی ہے۔"

"لیکن کہا جاتا ہے کہ شہر کے اندر یہُودی لوگ بھی کُچھ کم مُصیبت میں نہیں ہیں" اُس نے اپنی بات جاری رکھی "آجکل وہاں کوئی شخص اکیلا دُکیلا سونے کی جُرات نہیں کرتا۔ راتوں کو سوتے میں چونک کر جاگ اُٹھتے ہیں اَور بتانے لگتے ہیں کہ کوئی اجنبی اُن پر جُھکا ہُوا

اُنہیں چھُو رہا تھا۔ بعض یہ بتاتے ہیں کہ اُن کے چہرے پر کسی گرم گرم چیز کے گرنے سے اُن کی آنکھ کُھل گئی، لیکن جب وُہ چراغ جلا کر دیکھتے ہیں تو کُچھ نہیں پاتے۔ ایک اطلاع یہ بھی آئی ہے کہ یہُودیوں کی مجلسِ اعلیٰ کے اراکین حتیٰ کہ صدوقی فرقے کے یہُودی بھی جو اُن معاملات میں زیادہ محتاط نہیں ہوتے، اَب بار بار اپنے ہاتھ دھونے اَور قانُون کے عین مطابق اپنی صفائی اَور طہارت میں مصرُوف رہنے لگے ہیں۔ لیکن میرے ساتھ بہرحال خیریت سے گُذری ہے۔ مجھے کوئی ڈراؤنے خواب وغیرہ بھی نہیں آتے، تُم بتاؤ تُمہارا کیا حال رہتا ہے؟"

"میرا حال پُوچھتے ہو؟" مَیں نے جواب دیا "مَیں ایک راستے کی جُستجو میں ہُوں۔"

عدنابر نے عجب انداز سے مجُھے گھُور کر دیکھا، اُس وقت تک وُہ مٹکے میں بچی ہُوئی شراب کی تقریباً نصف مقدار بغیر پانی ملائے ہی پی چکا تھا، لیکن ہنوز اُس پر نشہ طاری ہونے کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے۔ "مَیں نے سُنا ہے" وُہ نہایت محتاط طریقے سے بولا "کہ راستے تو بہت ہیں اَور جھُوٹے پیشرو بھی بے شمار! پھر تُم جو کہ ایک رُومی شہری ہو، کیونکر یہ یقین رکھتے ہو کہ تُم صحیح راستہ تلاش کرلو گے جبکہ خُود یہُودی بھی اِس کی کوئی اُمید نہیں رکھتے؟" مَیں اِن الفاظ پر سخت حیران ہُوا اَور ایک دم چیخ اُٹھا "کیا تُم مجُھے یہ جتانا چاہتے ہو کہ تُم بھی اِس علاقہ کے متوکّل لوگوں سے واقف ہو اَور راستہ کی تلاش میں ہو؟"

عدنابر بے اختیار ہنس پڑا اَور اپنے گھُٹنوں پر ہاتھ مارتے ہُوئے بولا "ہا ہا! پھنس گئے نا آخر میرے جال میں، یہ نہ سمجھنا کہ گذشتہ کئی دنوں سے تُم جو کُچھ کرتے چلے آرہے ہو وُہ میرے علم میں نہیں ہے، مَیں بھی اس شہر میں تُم سے زیادہ دوست رکھتا ہُوں۔" پھر سنجیدگی اختیار کرتے ہُوئے وُہ کہنے لگا "میرا خیال ہے کہ یہ رُومیوں کی بہُت بڑی غلطی ہے جو برس ہا برس تک ایک ہی فوجی دستے کو یہاں متعیّن رکھتے ہیں۔ دُوسری جگہوں پر تو یہ اصُول دُرست ہو سکتا ہے کہ فوجیوں کو جن علاقوں میں امن قائم رکھنا ہوتا ہے اُن علاقوں اَور وہاں کے باشندوں سے پُوری طرح واقف ہوجاتے ہیں اَور اپنے رسم و رواج اَور طور طریق اُن لوگوں کو سکھا دیتے ہیں۔ عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ بیس سال کی ملازمت کے بعد ہر سپاہی کو اُسی علاقہ میں ایک قطعہ اراضی دیدیا جاتا ہے چنانچہ وُہ کسی مقامی عورت سے شادی بھی کرلیتا ہے اَور پھر اپنے آس پاس بسنے والوں کو رُومی تہذیب و تمدّن کا رنگ چڑھا دیتا ہے۔ لیکن یہاں یہُودیہ اَور یروشلیم میں معاملہ اِس کے بالکل برعکس ہے۔ یہاں تو کوئی فوجی جتنا زیادہ عرصہ رہتا ہے اُتنا ہی وُہ یہُودیوں کے خُدا سے

خائف ہوتا جاتا ہے، یا پھر یہودیوں سے جنون کی حد تک متنفر ہو جاتا ہے، تم مانو یا نہ مانو لیکن اس علاقے میں خاص طور پر چھوٹے چھوٹے حفاظتی قلعوں میں، ایسے بھی رومی افسران ہیں، جو درپردہ یہودی مذہب اختیار کر کے، اپنا ختنہ تک کروا چکے ہیں، بہرحال تم اطمینان رکھو کہ میں اُن میں سے نہیں ہوں۔ میں نے اُن کے خلاف جاسوسی یا مُخبری کرنے کے لئے نہیں، بلکہ محض ایک تعجب کی بنا پر یہودیوں کے مذہبی قوانین اور رہن سہن کو سمجھا ہے تاکہ اُن کو بہتر طور پر سمجھ سکوں اور اُن کے غضب ناک خُدا کے پنجے میں گرفتار ہونے سے بچا رہوں۔"

"صلیب گاہ پر تم نے خود ہی اُسے خُدا کا بیٹا تسلیم کر لیا تھا" میں نے اُسے یاد دلایا "تم میرے ساتھ ہی اُس کی قبر کے اندر داخل ہوئے تھے، اور اُس کے وہاں سے اُٹھ کر جانے کے بعد خود اپنی آنکھوں سے اُس کے کفن کو جُوں کا تُوں پڑا ہوا دیکھا تھا۔"

"یہ سچ ہے" عدنابر نے تسلیم کیا، یکایک اُس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مٹی کا پیالہ اِس زور سے زمین پر دے مارا کہ اُس کے ٹکڑے اُڑ گئے۔ پھر وہ اپنا چہرہ بگاڑتے ہوئے اُچھل کر کھڑا ہو گیا اور چیخ کر بولا "لعنت ہو اُس یہودی بادشاہ پر، جادُو کے اِس پُورے شہر پر لعنت ہو جہاں توڑنے کو بھی کوئی بُت نہیں ہے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ کوئی کسی کی جان بھی نہیں لے سکتا اَب، پہلے بھی بے گناہ لوگ صلیب پر چڑھائے جاتے رہے ہیں۔ مگر اُن میں سے کبھی کسی نے دوبارہ زندہ ہو کر بھُوتوں کی طرح کسی مقام پر مسلط ہونے کی کوشش نہیں کی، یہ ناصری تمام ضابطوں کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔"

"میں اِس نتیجہ پر پہنچا ہُوں" میں نے کہا "کہ کسی ایسی وجہ کی بنا پر جو ابھی ہماری فہم سے بالاتر ہے وہ دراصل خُود یہی چاہتا تھا کہ ہر بات عین اُسی طرح وقُوع میں آئے جیسے کہ اب تک آئی ہے۔ ممکن ہے بالآخر کسی روز ہم بھی یہ سمجھ جائیں کہ وہ ایسا کیوں چاہتا تھا، کیونکہ اُس کی بادشاہت اِس زمین پر ہمارے درمیان ہنُوز موجُود ہے۔ بلاشبہ اسی وجہ سے قلعہ کے اندر ڈھالیں خُود بخُود زمین پر گر جاتی ہیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ ہم رُومیوں سے بھی کچھ نہ کچھ توقع رکھتا ہے، لیکن تُمہیں بہرحال اُس سے خوفزدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اُس کی تعلیم یہ تھی کہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں لینا چاہیئے، بلکہ اگر کوئی تُمہارے ایک رُخسار پر طمانچہ مارے تو دُوسرا رُخسار بھی اُسے پیش کر دو، اور ایسی ہی مزید کئی باتیں جو بظاہر ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔"

میری باتوں پر عدنابر ہرگز حیران نہیں ہُوا بلکہ تسلیم کرتے ہُوئے بولا "میں نے بھی اُس کی تعلیمات کے بارے میں اسی قسم کی باتیں ضرور سُنی ہیں، اور اِسی وجہ سے میں اُسے ایک قطعی بے ضرر ہستی سمجھتا ہُوں اور خائف نہیں، لیکن اگر وہ سچ مچ اب شہر میں چلتا پھرتا موجود ہے تو اُس سے مڈ بھیڑ کوئی خوشگوار چیز تو نہ ہو گی، بالفرض اگر وہ اچانک ہی نمودار ہو کر مُجھ سے باتیں کرنے لگے تو یقیناً مارے خوف کے میرے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے، لیکن سُنا ہے کہ وہ غیر مختُون لوگوں پر ظاہر ہی نہیں ہوتا، بلکہ صرف اپنے حواریوں اور گلیل سے اپنے ساتھ آنے والی عورتوں پر ظاہر ہوتا ہے۔"

اُس کے ستارانہ الفاظ نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور میں نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوڑتے ہُوئے اُسے اُس شبیہہ کے متعلق بتایا جو میں نے شمعُون کرینی کے گھر دیکھی تھی اور یہ بھی بتایا کہ کیسے اُس کے زندہ ہونے کے روز ہی میں نے اُسے ایک مالی کی شکل میں بھی دیکھ پایا تھا۔ عدنابر نے اپنا سر افسوس کے طور پر ہلاتے ہُوئے کہا "معلُوم ہوتا ہے، تم نے سکندریہ میں حد سے زیادہ عیاشی کی ہے اور اُس کے ساتھ ساتھ مطالعہ بھی اس قدر کیا ہے کہ اُسے تمہارا ذہن پُورے طور پر ہضم نہیں کر سکا۔ یہاں کی آب و ہوا یقیناً تُمہارے موافق نہیں، اس لئے بلاتاخیر تمہیں یہاں سے رُخصت ہو جانا چاہیئے۔ تمہاری خُوش قسمتی سے میں تمہارا دوست ہُوں اور جب تک تُم خاموش اور پُرسکُون رہنے کا وعدہ کرو، میں تُمہارے خلاف مخبری نہیں کرُونگا۔"

غُصّہ میں میں اُس پر ایک دم برس پڑا "مُجھ پر رُومیوں کے لئے جاسُوسی کا شُبہ پہلے ہی کیا جا رہا ہے۔ کسی پر شک کرنے سے مُجھے سخت نفرت ہے ورنہ تمہاری باتوں سے میں تُم پر یہ شک کر لیتا کہ مُجھے یہُودیوں کے مُعاملات میں دلچسپی لینے اور دخل اندازی کرنے سے باز رکھنے کے لئے تُمہیں خاص طور پر یہاں میرے پاس بھیجا گیا ہے۔"

عدنابر نے کھسیانے سے ہو کر مُجھ سے نگاہیں چُرا لیں اور اپنے ہاتھ گھُٹنوں کے درمیان رکھ کر ملتے ہُوئے کہا "سچ تو یہ ہے کہ قلعہ کے محافظ افسر نے مُجھے اشارۃً کہا تھا کہ تُمہاری خیریت معلُوم کروں کیونکہ وہ یہ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ گورنر کا دوست یہُودیوں کے اِس بکھیڑے میں اُلجھے۔ میرا خیال ہے اُن کی اِس سازش کے بارے میں جو کچھ تُمہیں معلُوم ہو سکا ہے وہ سب کچھ تُم سے سُننے کا خواہشمند وہ ضرُور ہو گا لیکن یقین کرو کہ وہ تُم پر جاسُوس مُقرّر کرنے کی ہرگز جُرأت نہیں کر سکتا، کیونکہ تُم ایک معزز رومی شہری ہو اور اس کے علاوہ تُمہارے پاس ایک

ایسی عالی مقام ہستی کا سفارشی خط بھی ہے جس کا مَیں نام بھی نہیں لے سکتا، اِس دوستانہ ماحول میں تُم سے جو کچُھ مَیں نے سُنا ہے، وُہ مَیں ہرگز آگے کسی کو بیان کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا، زیادہ سے زیادہ مَیں یہی بتاؤں گا کہ جیسا آجکل عام لوگوں کے ساتھ ہوتا رہتا ہے، تُمہارے ذہن پر بھی کچُھ بُرا اثر ہوگیا ہے۔ تُمہارے بھُوتوں اَور خرابوں کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کرُوں گا کیونکہ وُہ سخت گیر افسر ہے اَور ایسی چیزوں پر یقین نہیں رکھتا۔ چُنانچہ اگر مَیں اُسے یہ باتیں بتاؤں تو ایک تو اُس کی نظروں میں مضحکہ خیز بن جاؤں گا۔ دُوسرے وُہ میری ترقّی بھی روک دے گا۔" یہ کہتے ہُوئے اُس نے اپنی پیشانی کو پُونچھا، پھر چھت کی طرف دیکھا اَور بولا۔

"مَیں نے سمجھا تُمہاری چھت ٹپک رہی ہے۔ مُجھے اپنے چہرے پر کچُھ قطرے سے گرتے ہُوئے محسُوس ہُوئے تھے۔ غالباً گلیل کی یہ سستی شراب میری توقع سے زیادہ تُندثابت ہُوئی ہے۔ آؤ ہم ایک معاہدہ کریں، اگر کبھی ناصری تُمہیں مل جائے اَور تُمہارے ساتھ بات کرنے کے لئے تیّار ہو تو تُم میرے اَور اُس کے درمیان صلح صفائی کروا دینا۔ مَیں اپنے عہدے کی وجہ سے خُود اُس کو تلاش کرنے کے لئے سرگرداں نہیں ہو سکتا۔ تُم خود ہی یہ بات سمجھ سکتے ہو لیکن اُس کے ساتھ مَیں بہرطور امن رکھنے کا خواہشمند ہُوں۔"

یکایک اُس نے اپنے آپ کو کھُجانا شرُوع کر دیا۔ پھر اِدھر اُدھر دیکھتے ہُوئے کہنے لگا "یہاں کوئی کیڑے مکوڑے تو نظر نہیں آ رہے، اگر مُجھے معلُوم ہوتا کہ اس جگہ بیٹھنے سے جسم پر کیڑے رینگنے لگتے ہیں تو مَیں تُمہیں یہاں قیام کرنے کا کبھی مشورہ ہی نہ دیتا۔"

جب وُہ اُسی طرح اپنے آپ کو زور زور سے کھُجا رہا تھا تو اچانک مُجھے بھی اپنی جلد پر خارش کا احساس ہُوا اَور میرے پُورے جسم کے بال کھڑے ہو گئے۔ مَیں کانپ گیا،

"یہ کمرہ بالکل صاف ستھرا ہے اَور یہاں ہرگز کوئی کیڑے مکوڑے نہیں" مَیں نے کہا "میرا خیال ہے کہ کوئی ہمیں ملنے کے لئے آ رہا ہے۔"

عدنابر جلدی سے کھڑا ہو گیا اَور اپنا چوغہ اپنے گرد لپیٹتا ہُوا بولا "یہ بات ہے تو مَیں اب اپنی راہ لیتا ہُوں، ہم اپنی گفتگو ختم ہی کر چکے ہیں اَور شراب بھی تقریباً ختم ہے۔"

لیکن اُسے جانے کی مُہلت نہ ملی، کیونکہ ہم نے نیچے سے پہلے شامی مالک مکان کی آواز اَور پھر سیڑھیوں پر قدموں کی چاپ سُنی۔ عدنابر حفاظت کے خیال سے اپنی دو اُنگلیاں آگے بڑھا کر، دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اِتنے میں بڑے سر والا ذکائی اپنے ساتھ ایک

دُوسرے شخص کو کھینچتے ہُوئے جس نے اپنا مُنہ اپنے چوغے میں چھُپایا ہُوا تھا، اندر داخل ہُوا۔

"تُم پر سلامتی ہو ذکائی" مَیں نے کہا "مَیں نے سارے کا سارا وقت اِسی کمرے کے اندر، تُمہارے پیغام کے انتظار میں نہایت بے چینی سے گذارا ہے۔"

"تُم پر بھی سلامتی ہو رُومی" ذکائی نے ایک نمایاں سرد مہری سے جواب دیا، معلُوم ہوتا تھا وُہ یہ بالکل بھُول چُکا تھا کہ کس طرح شمعُون کرینی کی شراب کے نشہ میں اُس نے اپنا بازو میری گردن میں ڈال کر مُجھے بوسہ دیا تھا، لیکن اُس کے ساتھی نے عدنابر کو دیکھتے ہی گھبرا کر ایک قدم پیچھے ہٹتے ہُوئے پُوچھا "وُہ کون ہے؟"

میرا مالک مکان جو ازراہِ مروّت دروازے تک اُن کے ساتھ آ گیا تھا بول اُٹھا "وُہ تو انطونیہ کا صِرف ایک تمندار ہے اَور اپنے عہدہ کے باوجُود میرا گہرا دوست ہے۔ اُس سے ڈرنے کی کوئی ضرُورت نہیں۔ وُہ یہُودیوں کو اچھی طرح سمجھتا ہے اَور میرے مکان میں داخل ہونے سے تُم جتنے ناپاک ہو چُکے ہو وُہ تُمہیں اُس سے زیادہ ناپاک تو کر ہی نہیں سکتا۔"

اجنبی نے ذکائی کے کان پر ایک زوردار تھپّڑ جماتے ہُوئے کہا "تو یہ سب دھوکا تھا بالآخر تُم مُجھے پکڑ کر اس جال میں لے آئے ہو۔ تُم یہُوداہ اسکریُوطی ہو، بلکہ اُس سے بھی بدتر۔"

یہ کہہ کر وُہ بھاگ جانے کے لئے پلٹا لیکن مَیں نے اُسے پہلے جا لیا، اَور اُس کا بازو پکڑ کر اُسے روک لیا، کیونکہ اُس کا اپاہج ذکائی بے چارے کو تھپّڑ مار دینا مُجھے بُہت بُرا معلُوم ہُوا تھا۔

ذکائی نے اپنا رُخسار ملتے ہُوئے مُجھے اَور عدنابر کو گھُور کر حیرانی سے دیکھا اَور پھر اپنے ساتھی سے کہا "مُجھے اِس کا علم ہوتا تو مَیں تُمہیں ہرگز یہاں نہ لاتا۔ یہ رُومی میری توقع سے بڑھ کر مکّار نکلا۔ میرے دُوسرے رُخسار پر بھی تھپّڑ مارو کہ مَیں اِسی کا مستحق ہُوں۔"

عدنابر نے ذکائی اَور اُس کے ساتھی کا جائزہ لیتے ہُوئے کہا "میرا خیال ہے مَیں تُمہیں پہچانتا ہُوں یہُودی۔ تُمہارے چہرے کی کیفیّت اَور تُمہاری مُجرمانہ نظروں سے، ورنہ تُم ایک رُومی تمندار کو دیکھ کر اس قدر خوفزدہ کیوں ہو جاتے؟ کیا تُم اُس یہُودی بادشاہ کے ساتھیوں میں سے نہیں ہو جسے ہم نے اُس روز مصلُوب کیا تھا؟ یقیناً تُم گلیلی لہجے میں بات کرتے ہو۔"

ذکائی اپنے دوست کی خاطر بے قراری سے کہنے لگا "نہیں، نہیں، آپ کو غلط فہمی ہُوئی ہے جناب، یہ تو میری طرح ہی ایک شراب فروش اَور محصّل ہے۔ ہم دونوں بالکل اُسی طرح

روم کے سچے بہی خواہ ہیں جیسے دُوسرے امن پسند اور صلح جو اسرائیلی ہیں۔"

مگر اجنبی نے کہا "اپنے ضمیر پر مزید گناہوں کا بار نہ ڈالو، ذکائی! ہم دونوں میں سے کوئی بھی روم کا بہی خواہ نہیں ہے۔ یہ درست ہے کہ میں پہلے ایک شراب فروش تھا، لیکن میں اپنے اعمالِ بد سے تائب ہو چکا ہوں اور میرے تمام پچھلے گناہ مُعاف کر دیئے گئے ہیں۔"

میں نے جلدی سے اُس کا بازو چھوڑتے ہوئے اپنا ہاتھ ملا جو آگ کی طرح جلنے لگا تھا، "تم پر سلامتی ہو" میں نے کہا "مجھے یقین ہے میں جانتا ہوں تم کون ہو، اور تمہیں تمندار سے خائف ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ تمہیں ہرگز نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ اس کے برعکس اگر یہ کسی طور پر ممکن ہو تو وہ تمہارے آقا سے صُلح کرنے کا خواہشمند ہے۔"

اس پر اجنبی بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا اور مجھ سے اور عدنابر سے آنکھیں چار کرتے ہوئے کہنے لگا "میں اپنے خداوند کے نام سے شرمندہ نہیں ہوں، کیونکہ جو شخص اُس سے رُوگردانی کرتا ہے وہ گویا اُس کی بادشاہت سے مُنکر ہوتا ہے، میں متی ہوں، اُس کے منتخب بارہ حواریوں میں سے ایک، مجھ پر موت کا بھی کوئی اختیار نہیں ہے، کیونکہ وہ اپنی بادشاہت میں مجھے دائمی زندگی بخشے گا۔ تم رومیوں کو وہ ایک اَبدی تاریکی میں پھینکے گا، جہاں تم لوگوں کے لئے مستقل آہ و زاری اور دانت پیسنے کے سوا کچھ نہ ہو گا۔"

یہ میرے لئے ایک بالکل نئی چیز تھی اور میں نے حیرانی سے کہا "مجھے معلوم نہ تھا کہ اُس نے کبھی اِس قدر سخت الفاظ بھی استعمال کئے ہیں، بہرحال یہ معاملہ خواہ کچھ بھی ہو، لیکن میری طرف سے تم پر سلامتی ہو اور اِس کمرے پر برکت ہو جہاں تم نے اپنا قدم رکھا، اَے بادشاہ کے رسُول! بیٹھ جاؤ اور تم بھی بیٹھو ذکائی، اور ہمیں اپنے خُداوند کے متعلق بتاؤ، کیونکہ اُس کے بارے میں مزید معلُوم کرنے کے لئے میرے سینے کے اندر ایک آگ سی لگی ہوئی ہے۔"

متی نہایت محتاط انداز میں بیٹھ گیا اور ذکائی بھی خوفزدہ سا اُس کے ساتھ لگ کر تقریباً اُس کی بغل میں گھس بیٹھا۔ متی نے ناراضگی سے عدنابر کی طرف دیکھا اور اُسے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اَب اِس شام کا جھٹ پٹا ہونے کے ساتھ ہی تمہارے سپاہیوں نے اِس مکان کو گھیرے میں لے لیا ہو گا۔ مجھے یقین نہ تھا کہ ایک رُومی اس قدر مکاری سے بھی جال بچھا سکتا ہے۔"

عدنابر نے اُس کی بات پر چین بجبیں ہو کر کہا "اَے گلیل کے باسی، ہر بُری بات کے لئے رُومیوں کو ہی بلا وجہ موردِ الزام نہ ٹھہراؤ۔ خود ہمارا گورنر بھی تمہارے آقا کو سزا نہیں دینا چاہتا تھا، یہ تمہارے اپنے یہودی ہی تھے جنہوں نے اُسے اِس امر پر مجبور کر دیا۔ تم سے یا تمہارے بادشاہ سے میرا کوئی جھگڑا نہیں، اور جہاں تک میری اپنی ذات کا تعلق ہے، تم جہاں چاہو کھسک جاؤ، ممکن ہے کہ تمہاری یہودی مجلسِ اعلیٰ ہی تمہیں بازپرس کرنا چاہتی ہو، رُومی بہرحال تمہیں کچھ نہیں کہنا چاہتے۔"

بلاشبہ متی کو اپنے شکوک پر اَب کچھ ندامت محسوس ہو رہی تھی، کیونکہ یہ احساس کر لینے کے بعد کہ وہ قطعی محفوظ ہے اور کوئی اُس کی جان لینے کا خواہشمند نہیں، وہ یہودیوں کی عام فطرت کے مطابق شیخی میں آگیا اور کہنے لگا "رُومی، اگر میں نے تمہارے بارے میں اتنا کچھ نہ سُنا ہوتا تو ہرگز یہاں تمہارے پاس نہ آیا ہوتا۔ تم جو کہ غیر مختون ہو اور ہمارے قانون و شریعت اور ہمارے نبیوں کے متعلق کچھ بھی علم نہ رکھتے ہوئے بھی یہ ظاہر کرتے ہو کہ تمہیں راستے کی تلاش ہے تم بیوقوف عورتوں کو گمراہ کرنے اور ہمارے رازوں کی جاسُوسی کرنے میں مصرُوف ہو۔ تمہارے متعلق میں محض یہ اندازہ لگا سکا ہوں کہ تم کسی بد رُوح کے زیرِ اثر ہو، یا پھر تم خود ہی ایک افسون گر ہو جس نے یُوحنا جیسے حواری کو بھی اپنے سوالوں کے جوابات دینے پر مائل کر لیا۔ ہمیں امن میں چھوڑ کر تم اپنی راہ پکڑو اور ایسے معاملات میں دخل مت دو جن کی تمہیں کوئی سمجھ ہی نہیں۔ یہ ہے وہ جو میں تمہیں کہنے آیا ہوں تاکہ تم دوبارہ بیچاری حیران و پریشان عورتوں کو مزید دُکھ نہ دو۔"

اُس کے الفاظ نے میرے دل میں ایک گہرا گھاؤ دیا، اور مجھے اُس کے ساتھ سخت مخاصمت کا ایک ایسا احساس ہُوا کہ میں اُس سے جھگڑا کرنے پر تُل گیا، لیکن میں اُس کے چہرے کی طرف دیکھنے پر مجبُور ہو گیا۔ اُس کے نقوش و خطوط میں، اُس کی آنکھوں کی گہرائیوں میں، اُس کی پیشانی کے شکنوں میں، مجھے معاً وہی ناقابلِ توجیہ چیز نظر آئی جو اُسے دُوسروں سے ممتاز کرتی ہُوئی یہ ظاہر کرتی تھی کہ وہ واقعی اُس عظیم بادشاہ کے حواریوں میں سے ہے۔ یہ بھی یقیناً درست تھا کہ وہ اُن تمام معاملات کو اِتنی اچھی طرح جانتا اور سمجھتا تھا، جتنا میں کبھی نہیں سمجھ سکتا، اس لئے میں نے اُسے نہایت عاجزی کے ساتھ جواب دیا "میں تمہاری کسی بات کی تردید نہ کروں گا، مجھے تو صرف یہ یقین تھا کہ اُس کا

راستہ ہر اُس شخص کے لئے کھلا ہے جو ایک مسکین دل کے لئے اپنی تمام تر سادگی کے ساتھ اُسے تلاش کرنے کی آرزو رکھتا ہو۔ مجھے خیال تھا کہ اگر میں صدقِ دل سے کھٹکھٹاؤں تو دروازہ میرے لئے بھی کھول دیا جائے گا۔ تم مجھے کم از کم یہ تو سمجھا دو کہ شمعون کرینی کے گھر میں اُس نے اپنا آپ مجھ پر کیوں ظاہر کر دیا تھا ؟"

ذکائی نے ملتجی نظروں سے متی کی طرف دیکھا ، لیکن متی کا چہرہ درشت ہو گیا، اُس نے کہا "ہمارا آقا اسرائیل کے بھولے بھٹکے لوگوں کو اکٹھا کرنے آیا تھا، اور اسی لئے ایک روز جب میں کفرنحوم میں اپنے محصول کی میز پر بیٹھا کام میں مصروف تھا اُس نے مجھے بھی مخاطب کیا تھا۔ وہ آ کر میری میز پر بیٹھ گیا اور میں فوراً ہی کھڑا ہو گیا ۔ اور پھر اُس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اُس کی خاطر میں نے اپنا گھر بار چھوڑا ، اپنی جائداد پر لات ماری، ہاں اپنے کُنبہ تک سے مُنہ موڑ لیا ، ذکائی بھی اسرائیل کا ایک بھٹکا ہوا بچہ تھا اور شمعون کرینی بھی ایک یونانی معبد کا رکن ہے، اور اُس کا صلیب اُٹھا کر لے گیا تھا ، ہم اسے ممکن سمجھ سکتے تھے اگر اُس نے صرف اِن دونوں پر ہی اپنا آپ ظاہر کیا ہوتا ، مگر ہم یہ کبھی نہیں مان سکتے کہ وہ ایک غیر مختون رومی پر بھی ظاہر ہوا ، چنانچہ اِس معاملہ پر ہم نے آپس میں کافی بحث و تمحیص کی ہے۔ بڑبڑاتی ہوئی عورتوں کے تصورات پر ہم بہت کم اعتبار کرتے ہیں، لیکن کسی رومی کی بات پر تو ہم اتنا بھی یقین نہیں کرتے ۔ تم ایک افسوں گر یا ساحر ہو سکتے ہو، اور اپنے بُرے مقاصد کے لئے ہمارا علم حاصل کرنا چاہتے ہو گے ، ممکن ہے تم وہی ہو جس کا ذکر شہر کے ایک اندھے بھکاری نے بھی کیا تھا۔ وہی شخص جس نے ہمارے آقا کا نام ناحق لے کر ایک پتھر کو روٹی میں تبدیل کر دیا تھا۔ تم لے شمعون کرینی اور ذکائی ، دونوں کو ہی بیوقوف بنایا۔ تمہاری موجودگی میں شمعون کرینی کے گھر کے اندر پیش آنے والی ہر بات شعبدہ بازی سے مشابہت رکھتی ہے اور اُس کی بادشاہت سے ہرگز کوئی تعلق نہیں رکھتی ۔"

ذکائی نے گردن ہلاتے ہوئے اُس کے ساتھ اتفاق کیا " بالکل ، بالکل ، میں نے جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا ، اُس کی وجہ سے پہلے ہی بہت بوکھلایا ہوا تھا ، پھر اس نے کچھ ایسی شعبدہ بازی دکھائی کہ شمعون کرینی کو اپنے ملازم علیزر کا ہمزاد نظر آ گیا جبکہ وہ خود بنفسِ نفیس اُس وقت ابھی شہر کی جانب چلا آ رہا تھا ۔ پھر اُس نے شمعون کو مجبور کر کے ہمیں تُند شراب پلوائی جس کی وجہ سے ہم سب کے سب اور بھی بہک گئے ۔ میں تو تمہاری

بات پر ہی یقین کروں گا متی ، جسے میں اچھی طرح سے جانتا ہوں ، نہ کہ ایک رومی کا ، جس سے میں واقف ہی نہیں ۔"

میری طرف پلٹ کر اُس لے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا "شمعون کرینی بھی اب معاملہ پر غور کرنے کے بعد ہوش میں آ گیا ہے اور آئندہ تم سے کوئی سروکار نہیں رکھے گا ، کیونکہ اسرائیل کے گم کردہ راہ بچوں میں سے نہیں ہو۔ گو تم نے اپنی شعبدہ بازی سے اُسے بہت کافی نقصان پہنچایا ہے ، تاہم اُسے تم سے کوئی بُغض نہیں ، لیکن تمہارے لئے اب بہتر یہی ہو گا کہ تم دوبارہ اُسے ملنے کی کوشش نہ کرو ، کیونکہ دنیا میں بے شمار دغاباز پیشرو بھی ہیں ۔"

میرا خیال ہے اِس دوران میں متی نے میرے غم کا کچھ اندازہ ضرور لگا لیا تھا ، اور جب میں نے اُس کی بات کی تردید کرنے کی بجائے ۔ اپنے آنسو چھپانے کے لئے اپنا مُنہ دوسری جانب پھیر لیا تھا تو اُسے میری انکساری کا بھی کچھ احساس ہو گیا تھا ، کیونکہ اُس نے متاسف ہو کر کہا " ہمیں سمجھنے کی کوشش کرو رومی ، شاید تم جادوگر نہ ہو ، شاید کسی طاقتور بھوت نے ہی تمہیں اپنے قبضہ میں کر رکھا ہو اور ہمارے آقا کا نام ناجائز طور سے استعمال کرنے پر تمہیں مجبور کرتا ہو ، میں تمہاری نیت پر حملہ نہیں کر رہا ، بلکہ میں تو ہر بات میں سے ہمیشہ بہترین ہی اخذ کر لینے کا قائل ہوں۔ تم گو نہ ہمارے آقا کو جانتے ہو نہ ہی اُس کی بادشاہت کے راز سے واقف ہو ، تاہم میں تمہیں پوری سختی کے ساتھ خبردار کر دینا چاہتا ہوں کہ اپنے نام پر بیماروں کو شفا دینے اور بد روحوں کو بھگا دینے کی قوت و استطاعت اُس نے صرف ہم لوگوں کو عطا کی تھی۔ مجھے اعتراف ہے کہ ہم آزمائش میں پورے نہ اُتر سکے ، اور ہمارے ایمان کی کمزوری کی وجہ سے وہ قوت ہم سے چھن گئی ، لیکن ہم جانتے ہیں کہ مناسب وقت پر وہ ہمیں واپس مل جائے گی ، اُس وقت تک ہم سوائے اِس کے اور کچھ نہیں کر سکتے کہ صبر سے عبادت میں مصروف رہیں اور اُس کی بادشاہت کا انتظار کریں ۔"

پھر مجھ پر ایک ملامت آمیز نظر ڈالتے ہوئے اُس نے اپنا ہاتھ میرے سامنے فضا میں بُلند کیا اور میں نے فوراً ہی اُس کی قوت کو محسوس کیا ، حالانکہ خود اُس نے اُس قوت کے چھن چکنے کا اقرار کیا تھا۔ وہ مجھ سے کچھ فاصلے پر بیٹھا تھا اور اُس نے مجھے چھوا تک نہیں تھا ، پھر بھی صرف اُس کے ہاتھ بُلند کرنے سے ہی مجھے یوں محسوس ہوا

جیسے کسی نے پُوری قوّت سے مجھے ایک ضرب لگائی ہو۔

"مَیں اعلان کرتا ہُوں کہ تمہارا اَور تمہاری تمام خطاؤں کا اثر ہم پر سے دُور ہو جائے"

اُس نے کہا "اَور اِس موقع پر بہتر یہ ہوگا کہ مَیں اُسی کے الفاظ دُہرا دُوں، کیونکہ اُس نے ہمیں اِن الفاظ میں خبردار کیا تھا "جو شے مُقدّس ہے وُہ کتّوں کو مت دو" وُہ قانُون اَور پیغمبروں کی تردید کرنے کے لئے نہیں آیا تھا، بلکہ اُس کا مقصد اُن کی تکمیل کرنا تھی۔ اُس نے ہمیں بُت پرستوں کے درمیان جانے سے منع کیا تھا، بلکہ سامریہ کے شہروں میں جانے سے بھی روکا تھا۔ پھر ہم اُس کا راستہ اَور اُس کی صداقت تُم جیسے ایک رُومی مُلحد پر کیسے ظاہر کر دیں"۔

گو اُس نے یہُودیوں کے عام اکھڑ سے انداز میں مجھے کُتّا تک کہہ دیا تھا، تاہم اُس کے الفاظ نے ہرگز مجھے کوئی چرکا نہیں لگایا۔ میری دلگیری کچھ اس قدر شدید تھی کہ مَیں نے کہا "مَیں نے تو اُس کی تعلیمات کو اِس سے بالکل مختلف سمجھ رکھا تھا، تاہم مجھے تُم پر اعتبار ہے کیونکہ اُس نے تمہیں خُود بُلا کر اپنا رسُول مقرّر کیا تھا۔ تمہارے نزدیک یقیناً میری حیثیت ایک کُتّے سے زیادہ نہ ہوگی، لیکن آقا کے گھر پر تو کُتّوں کو بھی برداشت کر لیا جاتا ہے، کیونکہ وُہ بھی اُس کی آواز سُنتے اَور اُس کے احکام بجا لاتے ہیں۔ اسرائیل ہی کے ایک بادشاہ کی یہ کہاوت ہے کہ ایک مُردہ شیر سے ایک زندہ کُتّا بہتر ہوتا ہے، تو کیا تُم بادشاہت کے دروازے پر مجھے ایک زندہ کُتّے کی حیثیت میں دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے؟"

عدنابر جو خاموش بیٹھا تھا، اِس پر ایک دم اُچھل پڑا، اَور اپنے ایک ہاتھ کی دو اُنگلیوں سے سینگ کی شکل بناتے ہُوئے چیخ کر بولا "کیا تُم رُومی ہونے کے باوجُود بھی اِس قدر مسحُور ہو چُکے ہو کہ یہُودیوں کے بادشاہ کے قُرب کی خواہش میں ایک کُتّے کے ذلیل ترین مقام کے لئے بھیک مانگنے پر اُتر آئے ہو؟ یقیناً تُم مسحُور ہو چُکے ہو اَور تمہیں اُس کے متعلق ضرور کوئی مسخ شُدہ خواب آیا ہے، اس لئے اُس مُردہ سے زندہ ہو جانے والے انسان کا راز یقیناً میری توقع اَور اندازے سے کہیں بڑھ کر خوفناک ہے"۔

ذکائی کھسک کر متّی کے اَور قریب ہو گیا، لیکن عدنابر کو اُنہیں چھُونے کی جُرأت نہ تھی۔ اِس کے برعکس جُونہی اُس کا غُصّہ ٹھنڈا ہُوا، اُس نے التجا کرنے کے انداز میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے ہُوئے وضاحت کرنے کی خاطر کہا "مَیں ایک سپاہی ہُوں اَور ایک

تھندار، اَور جو حُکم مجھے ملا تھا اُس کے مُطابق تمہارے بادشاہ کے مصلُوب ہونے کے وقت وہاں حاضر رہ کر مَیں نے قصداً اُس کے خلاف کوئی جُرم نہیں کیا تھا، لیکن اب اگر تُم اُس کے ساتھ میری مصالحت کروا دو تو مَیں بخُوشی یہُودی رواج کے عین مُطابق اپنے ہاتھ دھو لُوں گا، یا اپنے کپڑے نذرِ آتش کر دُوں گا یا دیواروں کی دراڑوں میں سے شورہ کھُرچ دُوں گا، یا پھر جو کفّارہ تُم عائد کرو گے ادا کر دُوں گا۔ مَیں تمہارے آقا سے ہرگز جھگڑنا نہیں چاہتا نہ ہی اُس کی بادشاہت میں داخل ہونے کا کوئی ارادہ رکھتا ہُوں۔ مَیں اپنے ہی رستہ پر امن و سلامتی کے ساتھ جانا چاہتا ہُوں"۔

مجھے یقین ہے کہ متّی کو یہ معلُوم کر کے بہُت خُوشی ہُوئی کہ اُسے اَور دیگر سب حواریوں کو رُومیوں سے، کم از کم جہاں تک عدنابر کا تعلّق تھا، خوف کھانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اُس نے کہا "مَیں نے سُنا ہے کہ صلیب پر سے اُس نے تُم رُومیوں کو مُعاف کر دیا تھا، کیونکہ تُم لوگ نہیں جانتے تھے کہ تُم کیا کر رہے ہو، مَیں نے خُود یہ نہیں سُنا لیکن میری طرف سے تُم بالکل امن و سلامتی کے ساتھ اپنی راہ جا سکتے ہو"۔

عدنابر نے بڑے اصرار کے ساتھ کہا "نہیں، نہیں، مجھے ہرگز علم نہیں تھا کہ مَیں کیا کر رہا ہُوں، لیکن اگر مجھے علم ہوتا بھی تو ایک سپاہی ہونے کی وجہ سے مَیں اَور کچھ کر بھی تو نہ سکتا تھا، اس لئے تمہارے الفاظ میرے لئے وجہِ سکُون ہیں اَور مجھے یقین ہے کہ تمہارا آقا بھی مجھ سے کوئی جھگڑا نہیں کرنا چاہتا"۔

لیکن متّی نے پھر میری طرف پلٹتے ہُوئے اپنی آنکھیں صاف کیں اَور تھکی ہُوئی آواز میں کہا "مَیں نہیں جانتا تمہارے متعلّق کیا خیال کروں۔ تمہاری انکساری تمہارے حق میں بات کر رہی ہے اَور تُم ہرگز کسی سحر زدہ آدمی کی مانند باتیں نہیں کرتے"! پھر اُس نے تیزی سے اپنا ہاتھ اُونچا کیا اَور جیسے اپنے آپ سے ہی بحث کر رہا ہو، بولتا چلا گیا "تاہم مَیں کسی بھی صُورت میں تمہیں اپنا بھائی نہیں تسلیم کر سکتا، کیونکہ تُم ایک بُت پرست، ایک رُومی ہو، اَور ناپاک چیزیں کھانے کے عادی ہو، کاش تُم محض ایک مُرتد ہی ہوتے، لیکن تمہارے چوغے سے لگی ہُوئی یہ جھالریں تمہیں اسرائیل کا بیٹا تو نہیں بنا سکتیں"؟

ذکائی نے بھی اپنی نحیف سی چھاتی پر ہاتھ مارا اَور کہا "نہیں، یہ اسرائیل کے بھٹکے ہُوئے بچّوں میں سے نہیں، جیسے کہ مَیں تھا۔ یسُوع نے خُود مجھے اسرائیل کا ایک بچّہ کہا تھا

مگر یہ ایک غیر مختون شخص ہے، یہ کیسے آلِ ابراہیم میں سے شمار کیا جا سکتا ہے؟ میں نے اُسے یاد دلایا "ابھی کل ہی تو تمہارے الفاظ اِس سے بالکل مختلف تھے تم نے اپنا بازو میری گردن میں ڈال کر مجھے برادرانہ بوسہ تک دیا تھا" تاہم یہ کہتے ہوئے مجھے یاد آیا کہ یہ دونوں یہودی، اپنے اسرائیلی خدا کے ساتھ اپنے عہدنامہ پر اس قدر بھروسہ کرتے ہیں کہ ہر ایسے شخص سے پرہیز کرنے پر مجبور ہیں جو عہدنامہ کی رُو سے ایک غیر ہو، چنانچہ اِس خیال کے آتے ہی ذکائی میری نظروں میں پھر بدصورت ہو گیا۔ اُس نے جواب دیا "میں اپنے سفر کی تھکان سے چُور تھا اور پھر یروشلیم میں جو واقعات ظہور میں آچکے تھے اُن کی وجہ سے بھی سخت حیران و پریشان تھا، اور اُوپر سے تم نے مجھے وہ تند شراب پینے پر مجبور کر دیا اور مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، لیکن اب بہرحال میں تمام معاملہ کو بہتر طور پر سمجھ رہا ہوں۔"

عدنابر نے میری تضحیک کے انداز میں کہا "تمہاری جگہ میں ہوتا تو اتنی زیادہ باتیں سُننے کی ضرورت ہی محسوس نہ کرتا۔ پہلے تمہارے ایک رُخسار پر تھپڑ پڑا، پھر دُوسرے پر، اور جس قدر زیادہ تم اپنا سر گھماتے ہو اُتنا ہی زیادہ زوردار تھپڑ تمہیں پڑتا ہے۔ حماقت چھوڑو اور حقائق کا سامنا کرو، اُن کا بادشاہ تمہاری خاطر تو دوبارہ زندہ نہیں ہوا؟"

گو میں تب تک اپنی تمام اُمیدوں سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا، پھر بھی میں نے ڈھٹائی سے کہا "میرا سر میری اپنی ملکیت ہے۔ جیسے چاہوں اِسے گھماؤں۔ قیصر کے سوا کسی کو مجھے میرے سر سے محروم کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ تم اب بخیریت جا سکتے ہو عدنابر، کیونکہ تمہیں خوفزدہ رہنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہی۔"

عدنابر نے ہچکچاتے ہوئے کہا "اِن دونوں کے پاس میں تمہیں تنہا چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔" اِس پر ذکائی نے متّی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا "نہیں نہیں، ہم دونوں ہی چلے جاتے ہیں اور تم دونوں یہاں رہو، رُومیو! ہمارا تمہارا راستہ الگ الگ ہے۔"

لیکن میں نے اُنہیں جانے نہیں دیا، بلکہ عدنابر کی تنبیہ کے باوجود اُسے باہر چھوڑنے چلا گیا اور واپس آکر میں انتہائی عاجزی کے ساتھ اُس کٹھور شراب فروش کے سامنے گھٹنوں کے بل جُھک گیا اور التجا کرنے لگا "مجھ پر رحم کرو، تم اُس کے منتخب رسُول کہلاتے ہو لیکن تمہارا عقیدہ غیر معمولی کیسے سمجھا جا سکتا ہے جبکہ یہ تمہیں اپنی دوستی کے دائرے کو صرف اپنے ہی نسلی بھائیوں تک محدُود رکھنے کا پابند رکھتا ہے۔ ایسا تو ہم رُومی لوگ بھی کرتے ہیں، میں

نے تو اُس کی تعلیم کو دردمندی اور انسان دوستی پر مبنی جانا تھا، لیکن اِس طرح مجھے دُھتکارنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم پتھر دِل ہو۔ ایک دولتمند انسان بھی خواہ کُتّوں سے نفرت ہی کرتا ہو، تاہم اپنے دسترخوان کے بچے کھچے ٹکڑے اُنہیں ڈال دیتا ہے، اِس خیال سے ہی تم مجھے کچھ تعلیم دو۔"

عدنابر کے چلے جانے سے متّی قدرے پُرسکون ہو چکا تھا۔ وہ دوبارہ بیٹھ گیا اور دفعتہً تمام مخالفت ترک کرتے ہوئے اُس نے اپنا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا، جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ اُس کا دُکھ میرے دُکھ سے کہیں بڑھ کر تھا۔ اُس کی آواز بالکل بدل چکی تھی جب اُس نے کہا "میری بات سمجھنے کی کوشش کرو، مجھے رحم سے عاری سمجھ کر لعن طعن نہ کرو، اِس بات سے میں دل برداشتہ ہو جاتا ہوں۔ پہلے ہی میرا دِل ٹوٹ چکا ہے کیونکہ ہم ایسی بھیڑوں کی مانند ہیں جنہیں بھیڑیوں کے غول نے منتشر کر رکھا ہو۔ جب ہمیں کوئی خطرہ درپیش ہو تو یہ ٹھیک ہے کہ ہم ایک دُوسرے کے پاس پناہ لے سکتے ہیں، پھر بھی اب جبکہ ہمارا آقا ہم سے جُدا ہو چکا ہے، ہم سب بھٹکے ہوئے ہیں۔ آہ رُومی! تم مجھے اذیت میں مُبتلا کرنے پر کیوں اِس قدر مُصر ہو رہے ہو؟ اس وقت ہمیں خود ہی اِس سے زیادہ اور کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ ہم پوری تندہی سے اُس چیز کی حفاظت کرتے رہیں جو ہمارے پاس بچی ہے۔ ہم آپس میں بھی جھگڑ پڑتے ہیں اور ایک دُوسرے کو الفاظ کے نشتروں سے زخمی کر دیتے ہیں، کیونکہ پطرس ایک بات کرتا ہے تو یُوحنّا اُس کے بالکل برعکس دُوسری بات کر دیتا ہے، اور اس کے علاوہ ابھی تک ہم میں سے ہر ایک کو ہی اُس کے دوبارہ زندہ ہونے پر یقین بھی تو نہیں آسکا، نہ ہی ہم لوگوں کے ذہن پُورے طور پر اِس محیر العقول بات کا احاطہ کر سکے ہیں۔ تم بھیڑ کے لبادے میں ہمارا راستہ تلاش کرنے میں مصروف ہو لیکن ہمیں آخر کیسے یقین آئے کہ تم دراصل ایک بھیڑیئے نہیں ہو۔ کانٹے بو کر انگور نہیں چُنے جا سکتے، ہم کسی رُومی سے کیسے نیکی کی توقع کر لیں؟"

اُس نے اپنے ہاتھ ملے اور پھر کہنے لگا "اُس نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم اپنے دشمنوں سے بھی محبت کریں اور جو ہمیں اذیت پہنچاتے ہیں اُن کے لئے دُعا کریں، لیکن ایک انسان کے لئے ایسا کرنا کیونکر ممکن ہے؟ اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تمہاری آنکھ تمہیں کسی کو تکلیف دینے پر اُکسائے تو اُس آنکھ کو نکال پھینکو، اور اگر تمہارا ہاتھ کسی کو نقصان پہنچائے تو اُس

ہاتھ کو کاٹ پھینکو۔ جب تک وُہ ہمارے ساتھ تھا، ہمارا ایمان اُس پر قائم رہا، لیکن اُس کے جاتے ہی ہماری قوّت بھی ہمارا ساتھ چھوڑ گئی، اَور ہمیں قطعی علم نہیں رہا کہ ہم کہاں ہیں۔ ہم دُوسروں کے سچ اَور جھُوٹ میں کیسے تمیز کریں، جبکہ ہم خُود ہی ابھی تک کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے۔"

مَیں نے مایُوسی سے کہا "لیکن اُس نے تُم لوگوں کو کم ازکم مناسب طریقہ سے دُعا کرنا تو سکھایا ہوگا، اَور تُم سے کچھ عہد کیا ہوگا، یا تُمہیں اُن اسرار و رمُوز سے آگاہ کیا ہوگا جن سے تُم اُس کے ساتھ تعلّق قائم رکھ سکو، کیونکہ وُہ محض ایک انسان ہی تو نہ تھا۔"

ذکائی نے خبردار کرنے کے انداز میں متّی کے کندھے پر تھپکی دیتے ہُوئے کہا "دیکھا تُم نے! یہ اَب تُمہارے راز معلُوم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وُہ راز جن کا علم مجھے بھی نہیں۔ یہ اتنا معصُوم نظر آنے کے باوجُود نہایت مکّار انسان ہے۔ اِس نے مجھے بھی تو نشہ میں مدہوش کر دیا تھا تاکہ مَیں اسے وُہ سب باتیں بتا دُوں جو مسیحا نے میرے گھر پر مجھے بتائی تھیں۔"

لیکن متّی غُصّہ میں نہیں آیا، اِس کے برعکس وُہ زیادہ پُرسکُون نظر آ رہا تھا، اَور معلُوم ہوتا تھا کہ اُس نے میری بات پر پُورا غور کیا تھا، کیونکہ اُس نے بڑے تحمّل سے جواب دیا "تُم ٹھیک کہتے ہو، اجنبی۔ اُس نے واقعی ہمیں دُعا کرنے کا ایک صحیح طریقہ بھی بتایا تھا اَور ہمارے ساتھ ایک وعدہ بھی کیا تھا، لیکن مَیں تُمہیں وُہ کچھ نہیں سکھا سکتا جو اُس نے صرف ہمیں ہی عطا کیا ہے۔"

یُوں معلُوم ہوتا تھا کہ میرے ساتھ اُس کا رویّہ نرم پڑ گیا ہے۔ اُس کا مزاج یکایک نہایت حلیم ہوگیا تھا۔ اُس نے ایک معصُوم بچّے کی سی مُسکراہٹ کے ساتھ اپنی ہتھیلیاں آپس میں ملاکر دبائیں اَور کہا "وُہی جانتا ہوگا کہ اُس نے ہم لوگوں کو خاص طور پر منتخب کر کے کیوں اکٹھا کیا، ہم میں سے ہر ایک میں اُس نے یقیناً کوئی نہ کوئی ایسی خصُوصیّت دیکھی ہوگی جو اُس کی بادشاہت کے قیام کے لئے ضروری ہوگی۔ ہم یہ باتیں اُس وقت نہیں سمجھ سکتے تھے۔ جہاں تک میرا تعلّق ہے، مَیں ایک افسرِ محصُول ہونے کی وجہ سے یُونانی زبان میں بھی لکھ پڑھ سکتا ہُوں، مشکل سے مشکل حسابی سوال حل کر سکتا ہُوں اَور مختلف قسم کے اوزان اَور پیمانہ جات کا استعمال جانتا ہُوں، چنانچہ مَیں عادتاً ہر بات اَور ہر کام کو اپنے ذہن میں ہی بڑی احتیاط

کے ساتھ تولتا رہتا ہُوں، کوئی نیا پیمانہ میسّر نہ ہونے کی وجہ سے مجھے مجبوراً وُہی پُرانا پیمانہ استعمال کرنا ہوگا۔ مُوسیٰ اَور دیگر نبی اَور اُن کے صحیفے، اُن پیمانوں پہ ایک بُت پرست کو ناپا ہی نہیں جا سکتا۔ نہیں کتنی ہی کوشش کے باوجُود، اُن سے یہ کام لیا ہی نہیں جا سکتا، اَور ابھی میرے دل پر بہُت بوجھ پڑا ہُوا ہے۔ غالباً یہی میری وُہ خصُوصیّات ہوں گی جن کی بناء پر اُس نے مجھے انتخاب کیا اَور عین انہی خصُوصیّات نے مجھے اُس کی ایک بات خاص طور پر اپنے ذہن پر نقش کر لینے پر مجبُور کیا تھا۔ اُس نے کہا تھا "تُم دُوسروں کو جس پیمانہ سے ناپو گے، اُسی سے تُم خُود بھی ناپے جاؤ گے۔" اِس سے مجھے کچھ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اُس نے ہمیں ایک بالکل ہی نیا پیمانہ دیا ہے، لیکن ابھی تک مجھے علم نہیں کہ وُہ دراصل کیا ہے۔ اس لئے مجھے اِس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں کہ فی الحال اُنہی قدیم پیمانوں کو استعمال کرتا رہُوں جو مَیں نے بچپن میں ہی سیکھ لیے تھے۔"

ان الفاظ کا مجھ پر بہُت گہرا اثر ہُوا۔ مجھے اپنا رہوڈس کا نیک اتالیق یاد آگیا جس نے مجھے یہ سکھایا تھا کہ ہر چیز کے لئے انسان خُود ایک پیمانہ ہوتا ہے جس کی بناء پر آج تک زندگی اَور دُنیا کے بارے میں، خطا اَور بے یقینی میرے لئے پیمانہ بنے رہے! اِس عقیدے نے مجھے دُوسروں کی خامیوں کے لئے اُتنا ہی متحمّل مزاج رہنا سکھا دیا ہے جتنا اپنی خامیوں پر، مَیں کبھی کسی کے بارے میں سختی کے ساتھ کوئی رائے قائم نہیں کرتا۔ مَیں نے ہمیشہ میانہ روی پر ہی قناعت کی ہے۔ ایک توازن کے راستے پر، کیونکہ میرے لئے زُہد و پاکدامنی کا راستہ اُسی قدر دُشوار گذار اَور تکلیف دہ ہے جس قدر کہ ایک بے مہار لذّت پرستی کا راستہ! لیکن پلک جھپکتے میں ہی مَیں اُس بات کی تہہ کو پا گیا جو متّی کہہ رہا تھا۔ مَیں نے سمجھ لیا کہ ناصریہ کا یسُوع دُنیا میں درحقیقت ایک بالکل نئی قسم کا پیمانہ رائج کر رہا تھا۔ اُس نے زمین پر ایک انسان کی طرح چل پھر کر خُدا کے ایک بیٹے کی زندگی بسر کی، اَور پھر مرنے کے بعد قبر میں سے دوبارہ زندہ ہوکر نکل آیا تاکہ اپنے مُقدّس نسب کی شہادت مہیّا کر سکے، چُنانچہ نیا پیمانہ اگر صرف کسی انسان نے ہی جاری کیا ہوتا تو وُہ انسانوں ہی کے پہلے سے وضع کئے ہُوئے دیگر پیمانوں میں محض ایک اضافہ ہوکر رہ جاتا اَور حسبِ معمُول باعثِ شک و نزاع بنا رہتا، لیکن اُس کی جانب سے رائج ہونے کی وجہ سے اس نئے پیمانہ کو عقل و خرد کی کسوٹی پہ پرکھنا یا اُس پر جھگڑا کرنا بے معنی اَور لاحاصل ہوگا، یہی ایک سچا پیمانہ ہے جو اگر کوئی انسان اختیار کرے تو اُسے بچا سکتا ہے۔

لیکن یہ کِس قسم کا پیمانہ ہے؟ مَیں یہ کیسے جان سکتا تھا جبکہ اُس کے اپنے رسُول

تک محض اُس کی ایک سرسری سی نوعیت کا اندازہ ہی لگا سکتے تھے۔ شاید یہ صرف یہودیوں
ہی کے لئے ہو جو خود کو خدا کی ایک ممتاز قوم سمجھتے، اور باقی قوموں سے الگ تھلگ رہتے ہیں،
مگر اِس کے باوجود بھی وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اُسے ماننے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

متّی نے شاید میرے خیالات پڑھ لئے تھے، کیونکہ اُس نے کہا "ہم قدیم اور جدید
کے درمیان تاریکی میں ہی ہاتھ پاؤں مارتے پھر رہے ہیں اور ابھی تک اُس کی بادشاہت کو
واضح طور پر سمجھ نہیں سکے۔ ہم نے تو یہی سمجھا ہُوا تھا کہ اُس نے ہم بارہ آدمیوں کو اسرائیل
کے بارہ قبیلوں پر حکومت کرنے کے لئے منتخب کیا ہے، مسیحا کی وساطت سے اسرائیل کو
دُنیا کی تمام قوموں پر حکومت کرنا ہے۔ ہم اپنے تمام نبیوں اور مُقدّس نوشتوں کو نظر انداز تو
نہیں کر سکتے، لیکن یہاں اب ایک ایسا زبردست تضاد واقع ہو گیا ہے جو ہم سب کے لئے
ایک نہایت خوفناک تصوّر رہے۔ اُس نے ہیکل کی صفائی کرنے کے موقع پر اُسے اپنے باپ
کا گھر کہا تھا، اس لئے ہم اُس عہد نامے سے کیونکر مُنکر ہو سکتے ہیں جو خُدا نے ابراہیم اور
مُوسیٰ کے ساتھ کیا تھا؟ ایسا ہو تو تمام قومِ اسرائیل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ جائے گی، چنانچہ
ہم اُس کا راستہ غیروں اور بُت پرستوں کو ہرگز نہیں دِکھلا سکتے، یہ تو حرام چیز کھانے کے
مترادف ہو گا۔ جاؤ، اپنا رستہ پکڑو، شیطان"۔

ذکائی نے کہا "مَیں نے رومیوں کی ملازمت کی ہے اور اُن کی فطرت کو خُوب
سمجھتا ہُوں، اِسی لئے نجات حاصل کر لینا میرے لئے نہایت شیریں تھا۔ اپنی آوارگی سے
لوٹ کر ابراہیم کے سینہ سے آلگنا میرے لئے ایک بہت شاندار بات تھی۔ ہمیں زیادہ
نہ ستاؤ، تمہارے علاوہ بھی ہمیں برداشت کرنے کو اور بھی بہت دُکھ ہیں"۔

اُس کی اِس خود اعتمادی پر مجھے بھی اپنی عزّتِ نفس کا احساس ہُوا، اور مَیں نے
کہا "جیسے تمہاری مرضی، مَیں نے تو تمہارے سامنے اپنے آپ کو ایک کُتّا بنا کر بھی دیکھ لیا،
اور اب مَیں سمجھ گیا ہُوں کہ تم دونوں ہی یہودیوں کے روایتی طمع کے شکار ہو، گو تم خود بھی ابھی
تک تمام معاملہ کی تہ تک نہیں پہنچ سکے ہو، تاہم تم ہر ایک کو اپنے حلقہ سے باہر رکھنے پر
بضد ہو۔ پورا معاملہ دراصل مَیں بھی نہیں سمجھا، تاہم جتنا مَیں اب تک سمجھ چکا ہُوں وہ مختصراً
یہ ہے کہ خُدا ایک انسان کی شکل میں اِس دُنیا میں پیدا ہُوا، اور اگر وہ ایک انسان کی
مانند ہی دُکھ جھیل کر موت سے ہم آغوش ہونے کے مُردوں کی دُنیا سے دوبارہ زندہ ہو کر آ جاتا

ہے، تو اُس کا تعلق صرف تم یہودی لوگوں سے ہی نہیں، بلکہ دُنیا میں بسنے والے ہر انسان
کے ساتھ ہے، اس لئے میرا یہ عزمِ صمیم ہے کہ مَیں اس معمّہ کو سُلجھانے اور اُسے
حاصل کرنے کی کوشش، اگر تمہارے ساتھ مل کر نہیں، تو تن تنہا ہی جاری رکھوں گا۔ تم لوگ
سلامتی کے ساتھ رُخصت ہو سکتے ہو"۔

متّی جانے کے لئے کھڑا ہو گیا، اور ذکائی نے بھی مجھ پر ایک مخاصمانہ نظر ڈالتے
ہُوئے ایسے ہی کیا، لیکن متّی کا انداز مخالفانہ ہرگز نہ تھا۔ ہاتھ سے اپنی پیشانی رگڑتے
ہُوئے اُس نے کہا "تمہارا خیال اس قدر نامعقول ہے کہ میری فہم سے باہر ہے۔ یہ کیسے
ممکن ہو سکتا ہے؟ کیا اسرائیل کا خُدا اپنی طاقت یُوں بھی استعمال کر سکتا ہے کہ کوئی انسان
بھی ابدی عذاب میں مُبتلا ہونے نہ پائے؟ نہیں، ہرگز نہیں، اُس نے خود ہی تو کہا تھا کہ
بُلایا جاتا ہے بہت لوگوں کو، مگر منتخب بہت کم لوگ ہو پاتے ہیں"۔ اُس نے زور سے
اپنا چہرہ پونچھا اور پھر اپنے جسم پر اُوپر سے نیچے تک یُوں ہاتھ پھیرا جیسے مکڑیوں کے
جالے اُتار رہا ہو، اور چیخ کر بولا "نہیں، نہیں، یہ سب غلط ہے، یہ محض سحر زدگی ہے۔
اُس نے ہمیں آگاہ کر دیا تھا، اور یہ کہا تھا کہ اُسے خُداوند تسلیم کر لینے والے تمام لوگ ہی
اُس کی بادشاہت میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ مجھے اُس کے الفاظ بالکل ٹھیک ٹھیک یاد
ہیں"۔ اُس دن بہت لوگ مجھے پکاریں گے خُداوند، خُداوند، کیا ہم نے تمہارے نام پر
پیش گوئیاں نہیں کیں اور بد رُوحوں کو نہیں نکالا، اور ایسے ہی بہت سارے دیگر عمل نہیں کئے
اور مَیں اُنہیں کہوں گا کہ مَیں تمہیں قطعی نہیں جانتا، جاؤ، میری نظروں سے دُور ہو جاؤ، تم بے
ایمان ہو"۔ اُس کے یہی الفاظ تمہیں بھی مردود قرار دیتے ہیں۔ خواہ اُس کے نام کے
ناجائز استعمال سے تم نے اپنی شعبدہ گری میں کتنا ہی کمال کیوں نہ حاصل کر لیا ہو۔ ایسی
حرکت سے تم محض اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچاؤ گے، ہم لوگوں کو نہیں، جنہیں وہ جانتا تھا
اور اب بھی جانتا ہے"۔

متّی کے ان الفاظ سے مَیں مارے خوف کے کانپ اُٹھا، کیونکہ مجھے یاد آگیا کہ
کیونکہ مَیں نے اندھے بھکاری سے سڑک پر مُلاقات کے بعد، اُس کے مُقدّس نام کی
آزمائش کی تھی جس کے نتیجہ میں بھکاری کے ہاتھ میں پکڑا ہُوا پتھر پنیر کا گولہ بن گیا تھا،
لیکن اُس حرکت سے مجھے کوئی نقصان کرنا تو ہرگز مقصود نہ تھا، اس لئے مجھے اطمینان

ہوگیا کہ یسُوع ناصری میرے اِس عمل کو ضرور مُعاف کر دے گا، اُس کے حواری خواہ کریں یا نہ کریں، لیکن اب بہرحال مَیں اتنا ضرور سمجھ گیا تھا کہ مجھے اُس کے نام کی قوّت کا ناجائز استعمال نہیں کرنا چاہیئے، کیونکہ مَیں اُسے اُس کے اپنے منتخب کئے ہُوئے حواریوں کی طرح تو نہیں جانتا۔ چنانچہ مَیں نے عجز سے کہا "مجھے اعتراف ہے کہ مَیں اُسے پُوری طرح نہیں جانتا۔ مجھے واقعی اُس کا نام اِستعمال کرنے کا کوئی حق نہیں۔ تاہم تُم نے مجھے مزید سوچ بچار کرنے کے لئے کافی مواد مہیّا کر دیا ہے۔ اگر اُس کی پیَروی کرنے کے لئے یہ لازمی ہے کہ مَیں اپنی ایک آنکھ نکال دُوں یا اپنا ایک ہاتھ کاٹ پھینکوں، تو میرے خیال میں یسُوع ناصری بظاہر اِس قدر رحمدل اَور بُردبار ہرگز نہیں معلُوم ہوتا جتنا مَیں نے اُسے سمجھا تھا! کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اُس کی باتوں کا مطلب بالکل ٹھیک سمجھ گئے تھے؟"

میرے اِس سوال کا کوئی واضح جواب دینے کی بجائے متّی نے کہا "مَیں سمجھتا ہُوں کہ میرا خداوند تُم سے کچھ بھی نہیں چاہتا، کیونکہ تُم قطعی گمراہ اَور اِس سارے معاملے سے بالکل غیر متعلق ہو۔ مَیں نہیں مانتا، کہ تم اُس کی بادشاہت میں کوئی جگہ پا سکتے ہو، جب تک کہ تُم پہلے خُدا کو اَور پھر ابراہیم، اسحاق اَور یعقُوب کی شریعت کو تسلیم نہ کر لو، صرف تب ہی تُم اُس کے راستہ کی تلاش شرُوع کر پاؤ گے۔"

اُس نے اپنا چوغہ اپنے گرد لپیٹا، اپنا سر ڈھانپا اَور کمرے سے باہر نکل کر تاریک سیڑھیوں میں سے نیچے اُتر گیا۔ ذکائی اُس کے پیچھے تھا، اَور اُن دونوں میں سے کسی نے مجھے سلام نہیں کہا۔ اُن کے جانے کے بعد مَیں اپنے بستر پر انتہائی غمزدہ، بلکہ موت کی خواہش کرتے ہُوئے گر گیا۔ مَیں نے اپنا سر اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنے آپ سے پُوچھا کہ مَیں کون ہُوں، اَور اِس ناقابلِ برداشت صُورتِ حالات میں کیونکر آن پھنسا ہُوں۔ بہتر یہی معلُوم ہوتا تھا کہ مَیں اِس آسیب زدہ شہر کو چھوڑ جاؤں جہاں کی ہر بات دُوسرے شہروں سے قطعی مختلف تھی اَور جہاں ایک بے مثال خُدا حکُومت کرتا تھا! لوگ مُجھ سے کتراتے اَور پلٹ پلٹ کر مجھے گھُورتے ہیں کیونکہ مَیں ایک رُومی ہُوں۔ یسُوع ناصری کی ناقابلِ فہم بادشاہت میں میرا کوئی حِصّہ نہیں۔ اگر مَیں اپنا بستر بوریہ باندھ کر رُومی قیصریہ میں جا رہُوں تو وہاں میرے دِل بہلاوے کے لئے ہر قسم کے کھیل تماشے اَور سرکس موجُود ہیں۔ مَیں رتھوں کی دوڑوں پر شرط بازی کے مزے لے سکتا ہُوں، اَور اپنی ضرُورت سے بڑھ کر سامانِ عیش و عشرت حاصل کر سکتا ہُوں۔ یہ سوچتے ہُوئے

میں دُور مستقبل کے دُھندھلکوں سے اُبھرتی ہُوئی اپنی ایک واضح تصویر بھی دیکھ رہا تھا۔ مَیں نے خُود سے علیحدہ ہو کر اپنے آپ کو دیکھا، مجھے ایک بھدا موٹا جسم اَور پھُولا ہُوا چہرہ نظر آیا۔ مَیں گنجا ہو چُکا تھا، میرے بہت سارے دانت جھڑ چکے تھے، مَیں ایک لڑکھڑاتی سی زبان سے ایک ایسی داستان دُہرا رہا تھا جو مَیں پہلے بھی ہزاروں بار سُنا چکا تھا۔ میرا کوٹ شراب اَور قے کے دھبّوں سے بھرا ہُوا تھا۔ میرے آس پاس بنسریاں بجانے والے جمع تھے اَور ایسی نوخیز لڑکیاں، جو میرے کُند حواس کو لذّت پر اُکسانے کی کوشش میں مصروف تھیں۔ یہ تھا میرا مستقبل، اگر مَیں اب اِس مرحلہ پر ہمّت ہار کر واپس اپنے پہلے متوازن راستہ پر گامزن ہو جاتا، تو اُس کے بعد میری چتا کے شعلے تھے، اَور راکھ تھی اَور سناٹے تھے۔

گو یہ تصوّر میرے یقین کی اُن حدّوں سے بھی بڑھ کر مکروہ اَور قابلِ نفرت تھا، تاہم مَیں نے اِس کے خلاف اپنے دِل میں کوئی بغاوت نہیں محسُوس کی، بلکہ اِس کے سامنے مَیں اپنے آپ کو سرِ تسلیم خم کرتے ہُوئے بھی دیکھ سکتا تھا، لیکن اِس میں میرے لئے کوئی کشش ہرگز نہ تھی، کیونکہ میرے پاس اِس کا ایک نعم البدل موجُود ہے، جو مجھے سکندریہ سے جافہ، اَور وہاں سے یروشلیم کے دروازہ پر صلیب کی پہاڑی تک لایا، اَور اُس سے بھی آگے ایک خالی قبر کے اندر تک، کوئی طاقت مجھ سے وُہ سچائی نہیں چھین سکتی، چنانچہ بتدریج یہ خیال میرے ذہن میں واپس آنے لگا کہ اُن تمام واقعات میں سے کوئی سا بھی بلا مقصد اَور بلاوجہ میرے ساتھ پیش نہیں آیا، اَور یہ کہ مَیں اب بھی اپنے طور پر ایک ایسی بات کی مجسّم شہادت ہُوں، جو دُنیا نے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

اُس کی بادشاہت اُس کے دوبارہ زِندہ ہو جانے کے لمحہ سے ہی اِس دُنیا میں موجُود ہے۔ اِس آسیب زدہ شہر کی تاریکی اَور اپنے اِس کمرے کی تکلیف دہ تنہائی میں مَیں نے اچانک یُوں محسُوس کیا کہ وُہ بادشاہت میرے کہیں بُہت ہی قریب ہے، جیسے ہاتھ کے ایک لمس، یا ایک قدم، یا محض ایک باطنی ارتعاش کی حدّوں کے اندر ہی اندر ہو! اُس لمحہ مجھے ایک ناقابلِ بیان سی خواہش ہُوئی کہ یسُوع ناصری، ابنِ خُدا کو پُکاروں، لیکن چُونکہ مَیں مردُود قرار دیا جا چُکا تھا، اِس لئے اُس کا عظیم نام لینے کی جسارت نہ کر سکتا تھا۔

بہرحال مَیں نے محسُوس کیا کہ مَیں نے باطنی توضیح تک ضرُور رسائی پا لی ہے اَور اِس انوکھے احساس نے مجھے اس قدر حیران کیا کہ مَیں اُٹھ کر بستر میں بیٹھ گیا، اگر اُس لے

حواریوں نے مجھے ٹھکرانے کی بجائے اپنے حلقہ میں شامل کر کے تعلیم دی ہوتی اور ہر ہر زاویئے سے اُس کے معجزوں کا اور اُس کے دوبارہ زندہ ہونے کا یقین دلایا ہوتا، تو یقیناً میرے دِل میں وسوسے اور شکوک پھر بھی پیدا ہوتے رہتے۔ مَیں نے بھی اُنہیں اپنی منطق اور مُوشگافیوں سے اُلجھا دیا ہوتا اور اُنہیں خود ہی اپنی باتوں کی تردید کرنے پر مجبور کر دیا ہوتا لیکن اُن کی اُس اکھڑ مخالفت نے یسُوع ناصری کے حِق اُٹھنے، اور اُس کی بادشاہت کے حقیقی ہونے پر میرا ایمان زیادہ مضبُوط کر دیا تھا، حتیٰ کہ اب مَیں اِن بظاہر قطعی ناقابلِ یقین حقائق میں ذرّہ برابر بھی شک نہیں رکھتا۔ حواریوں کو دراصل ایک نہایت قلیل وقت کے اندر اِس قدر چیزوں کا تجربہ ہُوا ہے کہ وُہ اُن سب کو یکمشت ہی سمجھ لینے کی صلاحیّت نہیں رکھتے، اُن کے برعکس، مجھے اب تک محض ایک ذرّہ ہی مِلا ہے، لیکن جو بھی مجھے مِل سکا ہے، اُسی پر میرا ایمان اٹل ہو چکا ہے۔ زندگی کی ہماہمی اور فلسفے کی بھول بھلیوں نے مجھے اتنی پختگی بخش دی ہے کہ مَیں ایک بالکل نئے پیمانے کو قبُول کر لینے کی پُوری پُوری صلاحیّت رکھتا ہُوں۔ ایک عالمگیر پیمانے کی حیثیت میں انسان اَب میرے لئے ہرگز تسلّی بخش نہیں رہا، دُوسری طرف قانُون و شریعت کا کوئی جُوا بھی مجھے ماضی سے چمٹے رہنے پر مجبُور نہیں کر رہا۔ اس لمحہ میرے کمرے کے چراغ کا تیل معاً ختم ہو گیا، چراغ کی لَو کچھ بھڑک کر نیلی ہُوئی اور پھر ختم ہو گئی۔ فضا میں صرف چراغ کے جلنے کی بُو رہ گئی، لیکن جیسا کہ بعض اوقات چراغ کے اچانک گُل ہو جانے پر ہُوا کرتا ہے، مجھے اُس تنہائی اور تاریکی سے کوئی خوف محسُوس نہ ہُوا۔ باہر میرے اِرد گِرد اندھیرا ہی اندھیرا تھا، مگر اپنی آنکھیں بند کرنے پر مَیں نے محسُوس کیا کہ میرے اندر روشنی ہی روشنی ہے۔ یہ کچھ ایسی بات تھی جس کا تجربہ مجھے پہلے کبھی نہ ہُوا تھا۔ یُوں تھا جیسے میرے پاس میرے اندر لگی ہُوئی دو اور آنکھیں ہیں۔ وُہ آنکھیں ایک واضح روشنی دیکھ رہی تھیں جبکہ میرے پپوٹوں کے نیچے لگی ہُوئی آنکھیں اندھیرا محسُوس کرتی تھیں۔ مجھے وُہ مالی یاد آ گیا جس سے میری ملاقات ہُوئی تھی، اور میرے خیالات کو چیرتے ہُوئے اُس کے الفاظ مجھے سُنائی دیئے "مَیں اپنوں کو پہچانتا ہُوں اور اپنے مجھے پہچانتے ہیں۔"

عاجزی اور لرزے سے، مَیں اپنی بند آنکھوں کے ساتھ بے ساختہ پُکارا "مجھے یہ کہنے کی جُرأت نہیں کہ مَیں تُمہیں پہچانتا ہُوں، لیکن اپنے دِل کی تمام تر گہرائیوں سے تُمہیں پہچاننے کی آرزُو ضرور رکھتا ہُوں، اور چاہتا ہُوں کہ تُم بھی مجھے پہچان لو اور واپس

نہ لوٹاؤ۔" اِس پُکار کے بعد میرے اندر جیسے سکُون کی شیرینی سی گُھل گئی، اور مجھے یہ سادہ سی بات سمجھ آنے لگی کہ میرے ساتھ عین وہی کچھ پیش آ رہا ہے جو درحقیقت آنا چاہیئے کہ مَیں صبر و استقلال کے بغیر کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ مجھے تسلیم و رضا اور صبر کے ساتھ مطمئن رہنا ہوگا۔ وقت ٹھہرا ہُوا ہے۔ دُنیا کا تمام دائرہ رُکا ہُوا ہے۔ ہر چیز انتظار کے عالم میں ساکن ہے۔

میرے کندھے پر ہاتھ کے ایک لمس نے مجھے اس محویّت کے عالم سے چونکا دیا۔ مَیں نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ مَیں ابھی تک اپنے بستر کے کنارے پر ہی بیٹھا ہُوا تھا، اور یہ میرا شامی مالک مکان تھا جو ایک روشن چراغ ہاتھ میں لئے میرے کمرے میں آ گیا تھا اور اب میرا کندھا چھُو رہا تھا۔

چراغ ایک طرف رکھ کر وُہ میرے سامنے فرش پر دو زانو بیٹھ گیا۔ فکر مندی سے اُس نے اپنا سر ہلایا، اپنی ڈاڑھی کو پکڑا، اپنے کانوں میں لٹکتے ہُوئے چھلّوں کو چھُوا اور کہا "تُمہیں کیا آزار ہو گیا ہے؟ کیا تُم بیمار ہو؟ تُم اندھیرے میں اپنے آپ سے کیوں سرگوشیاں کرتے ہو؟ یہ کچھ اچھّے آثار نہیں، مجھے ڈر ہے کہ تُمہارے یہُودی مہمانوں نے تُم پر کچھ ایسا سحر پھُونکا ہے کہ تُم اپنے آپ میں نہیں رہے۔"

اُس کے یہ متفکر الفاظ مجھے واپس حقیقت کی دُنیا میں، اپنے اُس کمرے کے اندر کھینچ لائے جہاں میں بیٹھا ہُوا تھا، لیکن مَیں نے اُس کی آمد پہ بُرا نہیں منایا۔ اِس کے برعکس مَیں نے ہنس کر اور اُس کے سر پر ہلکی سی تھپکی دیتے ہُوئے کہا "نہیں، مَیں بیمار نہیں ہُوں بلکہ پہلے سے بُہت بہتر صحت رکھتا ہُوں، کیونکہ اب مَیں نے آخر کار یہ راز سمجھ لیا ہے کہ پُر از تکلّفات زندگی سے ایک سادہ زندگی بدرجہا بہتر ہے۔ اَب کوئی تکلیف دہ خیالات مجھے نہیں ستا رہے۔ میرے یہُودی مہمان مجھے میرے حال پر امن و سکُون میں چھوڑ کر جا چُکے ہیں اور آئندہ مجھ سے کوئی واسطہ نہیں رکھیں گے۔ میری خاطر ہرگز نہ گھبراؤ، کیونکہ مَیں نے اپنی سب بیماریوں سے شفا پا لی ہے۔"

کرانتھس میری اس ظاہری مسرّت پر مطمئن ہو گیا لیکن شکایت کے لہجے میں کہنے لگا "اُس بُو نے یہُودی نے میری دروازے پر گالیاں بکیں، اور وُہ اپنے پیچھے اس قدر بے چینی یہاں چھوڑ گئے ہیں کہ میرے بچّے اب تک نیند میں کراہ رہے ہیں۔ مَیں خُود سونے کی کوشش کرتا ہُوں تو یُوں معلُوم ہوتا ہے جیسے مجھ پر بارش پڑ رہی ہے، اس لئے مَیں تُمہاری خبر لینے

آگیا ہوں، اور دُوسرا چراغ بھی لایا ہوں کہ تمہیں اندھیرے میں ڈر نہ لگے۔"

میں نے اُسے یقین دلایا کہ میں اندھیرے سے خوفزدہ نہیں اور کہا "مجھے کچھ ایسا احساس ہے کہ اب میں زندگی بھر اندھیرے سے خوف نہ کھاؤں گا، اور تنہائی میں بھی کبھی تنہا نہ ہوں گا۔ یہ دُنیا ایک نہایت سرکش اور نکتہ چیں جگہ ہے۔ میں اب کبھی اِسے اپنی فہم سے سمجھنے کی کوشش نہ کروں گا۔ اپنی انتہائی غمگین گھڑی میں جب میں اُس بغیر تیل کے چراغ کی مانند مُردہ ہو رہا تھا تو یکایک مُسرت ایک پھُول بن کر کھل اُٹھی۔ میں بیحد مسرور ہوں، اور تمہیں بھی اپنی طرح مسرور کر لینے کے لئے چاہتا ہوں کہ تمہاری داڑھی پکڑ کر کھینچ لوں۔"

کرانتھس مشورہ دینے لگا "اپنے لئے ایک مکان بنواؤ۔ درخت لگاؤ، ایک بیوی حاصل کرو، اور بچے پیدا کرو، تاکہ تُمہاری مسرت کی تکمیل ہو جائے، پھر تمہیں اپنے واقعی زندہ ہونے کا صحیح احساس ہو سکے گا۔"

"یہ سب کچھ مناسب وقت پر ہو گا" میں نے جواب دیا "میرا یقین ہے کہ ابھی تمہارے مشورے پر عمل کرنے کا وقت نہیں آیا۔" یسُوع ناصری کے متعلق مزید گفتگو کر کے میں اُسے پریشان کرنا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے اُسے بتایا کہ مجھے سخت بھُوک لگ رہی ہے، کیونکہ لکھتے وقت مجھے بھُوک کا کوئی احساس نہیں رہا تھا۔ اُسے اسقدر خوشی ہوئی کہ میری کسی اور بات پر نہ ہوتی۔ ہم دونوں سیڑھیاں اُتر کر نیچے گئے۔ اُس کا سارا کنبہ سو رہا تھا۔ ہم نے اکٹھے بیٹھ کر پہلے زیتون اور سلاد کے ساتھ روٹیاں کھائیں، پھر کافی عُمدہ شراب پی، جس سے کرانتھس مسرت سے کھلکھلا اُٹھا۔

آٹھواں مکتوب

مرقس کی طرف سے طُوبیا کے نام:۔

میری وُہ سادہ سی مسرت جاری رہی۔ مجھے یقین ہے کہ اس کا باعث دراصل اُن فضُول خیالات سے چھٹکارہ پا لینا ہی تھا جن کے تحت میں خواہ مخواہ اپنے آپ کو اذیت میں مُبتلا کر لیا کرتا تھا یا ایک تجسّس سے حسد کا شکار ہو جاتا تھا کہ دُوسرے لوگ غالباً ایسی ایسی باتوں کا تجربہ کر رہے ہیں جن میں میرا کوئی حصّہ نہیں۔

جب میں وُہ سب کچھ لکھ چکا جو لکھنا چاہتا تھا تو گھر سے نکل کر باہر یروشلیم کے گلی کُوچوں میں گھومنے لگا، اور پیتل کا کام کرنے والوں، کپڑا بُننے والوں اور برتن بنانے والوں کو دیکھتا رہا۔ میں نے ایک پیشرو اپنے ساتھ لے لیا تاکہ وُہ مجھے حسمونی محلات دکھائے۔ میں ہیرودیس کے محل کے میناروں پر بھی چڑھا، اُن میں سے ایک تو اس قدر قدیم تھا کہ اب اُس میں صرف چمگادڑوں کا ہی مسکن تھا۔ کچھ وقت میں نے ہیکل کے بیرونی احاطہ میں گذارا۔ پھر شہر سے باہر جا کر قریبی پہاڑیوں پر سے بھی اُس کا نظارا کیا۔ یہاں یروشلیم میں سب کچھ یُوں ہوتا رہتا ہے جیسے کچھ ہُوا ہی نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ گذشتہ ایک ہفتہ میں ہی اکثر باشندے یسُوع ناصری اور اُس کی خوفناک مُوت کو فراموش کر چکے ہیں اور اب اُس کا ذکر سُننا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ میں یہُودیوں کے اِس شہر سے اُکتاتا جا رہا تھا، جہاں کے رسم و رواج میرے لئے قطعی اجنبی تھے۔ میرے لئے اب یہاں کے ہیکل میں بھی کوئی قابلِ ذکر کشش نہ رہی تھی، حالانکہ اس کی ایک غیر معمُولی شہرت ہے۔ دراصل سب بڑے بڑے شہر ایک ہی جیسے ہُوا کرتے ہیں، صرف اُن کے رسم و رواج ایک دُوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، لیکن اِس لحاظ سے بھی اُن میں یہ ایک مشترک خصُوصیّت ہُوا کرتی ہے کہ ہر جائز و ناجائز طریقے سے دولت سمیٹی جائے۔ اگر یہُودی اپنے ہیکل کے بیرونی احاطے میں اپنے مُقدّس صحیفوں کی عبارتیں خوبصُورت ڈبیوں میں بند کر کے بازوؤں اور پیشانیوں پر باندھنے کے

لئے فروخت کرتے ہیں، تو میرے نزدیک یہ چیز یُونانیوں کے اُن تعویذوں اور سُورج دیوتا کے ننھے ننھے بُتوں سے کچھ مُختلف نہیں، جو وُہ سیّاحوں اور غیر مُلکیوں کو فروخت کے لئے پیش کیا کرتے ہیں۔

دُوسرے روز جب میں شام کے جھٹپٹے میں، تاریک گلیوں میں سے گزرتا ہُوا گھر واپس آ رہا تھا تو میرا مالک مکان مجھے دُور ہی سے دیکھ کر جلدی جلدی یُوں میری جانب لپکا جیسے میرے ہی انتظار میں تھا اور پاس آکر اپنے ہاتھ ملتے ہُوئے ایک مکاری مُسکراہٹ کے ساتھ کہنے لگا "تُمہارا کوئی ملنے والا تُمہارے متعلق پُوچھ رہا تھا اور ابھی تک منتظر ہے۔"

مَیں نے حیرت ملی مُسکراہٹ کے ساتھ دریافت کیا "یہ کون ہو سکتا ہے؟ شہر میں تو میرا کوئی دوست بھی نہیں ہے، تُم اتنی رازداری کیوں برت رہے ہو؟"

کرانتھس زیادہ دیر ضبط نہ کر سکا اور بے اختیار ایک قہقہہ لگاتے ہُوئے بولا "آہا، مُجھے کتنی خُوشی ہُوئی ہے کہ تُم ایک بار پھر ہر لحاظ سے صحت مند ہو کر ایک صحیح انسان کی سی زندگی گذارنے لگے ہو۔ تُمہاری اِن حرکات و اطوار پر مُجھے ہرگز حیرانی نہیں، لیکن کینہ پرور زبانوں سے بچے رہنے کے لئے مَیں نے اُس عورت کو تُمہارے کمرے کے اندر ہی رہنے کی ہدایت کر دی ہے اور وُہ وہاں اپنا چوغہ اپنے پاؤں پر پھیلائے نہایت شرافت کے ساتھ فرش پر بیٹھی ہُوئی ہے۔ میرا خیال ہے تُمہیں اُس سے بہتر عورت بھی مل سکتی ہے، بہرحال ہر شخص کا اپنا اپنا ذوق ہوتا ہے اور یہ کم از کم کافی نوعمر ہے اور بہت حسین آنکھیں رکھتی ہے۔"

مَیں سمجھ نہ سکا کہ میرے انتظار میں کون عورت بیٹھی ہے اور جلدی سے اپنے کمرے میں داخل ہُوا، مگر اپنے مہمان کو پہچان نہ سکا، حالانکہ میرے پہنچنے پر اُس نے اپنے چہرے پر سے پلّو بہت لجاجت کے ساتھ ہٹا کر میری طرف یُوں دیکھا جیسے وُہ مُجھے جانتی ہو۔ دراصل اس کے ساتھ پہلے میری مُلاقات محض اندھیرے میں ہی ہُوئی تھی اور اب یہ صرف اُس کی آواز تھی جس سے مَیں بالآخر اُسے پہچان سکا۔ اُس نے کہا "مَیں نے خُود کو یُوں زبردستی تُم پر مُسلّط کرنے میں یقیناً ایک غلطی کی ہے اور اگر تُم اِس مُعاملہ میں واقعی زیادہ حسّاس ہو تو اطمینان رکھو کہ مَیں تُمہاری نیک نامی پر بہرحال کوئی آنچ نہ آنے دُوں گی۔ میرے جیسی عورت کو کسی ایسے مرد کے ساتھ دن کی روشنی میں اپنی شناسائی نہ جتانا چاہیئے تھی، جس سے اُس نے

محض رات کے اندھیرے میں گفتگو کی ہو، لیکن مَیں تُمہیں ایک ایسی بات بتلانا چاہتی ہُوں جس پر تُم یقیناً حیران رہ جاؤ گے۔"

مَیں نے کہا "مریم بریلی! مَیں تُمہیں جانتا ہُوں، لیکن مُجھے یہ ہرگز معلوم نہ تھا کہ تُمہارا چہرہ اِس قدر حسین اور تُمہاری آنکھیں اتنی روشن ہوں گی، اور مطمئن رہو کہ تُمہاری وجہ سے مُجھے اپنی شہرت کا کوئی خطرہ نہیں، اِس کے برعکس مَیں خُوش ہُوں کہ تُم یہاں آئیں، گو مُجھے یہ سمجھ نہیں آیا کہ تُم نے میرا پتہ کیسے معلوم کر لیا۔"

"میرے چہرے کے حُسن اور میری آنکھوں کی روشنی کا ذکر نہ کرو" اُس نے التجا کے انداز میں کہا "کیونکہ یہی چیزیں دراصل میرے لئے لعنت بنی ہیں، یہ شہر تُمہارے اندازے کے برعکس بالکل مختصر سا ہے، اور یہاں اب ایسے لوگ کافی تعداد میں ہیں جو تُمہیں جان گئے ہیں، اور تُمہاری اُس متجسّس سی فطرت سے بھی واقف ہو چکے ہیں جس کے ہاتھوں مجبور ہو کر تُم ایسی ایسی باتوں میں بھی دخل اندازی کرنے لگتے ہو جن سے تُمہارا بظاہر کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ تُم اُس پانی کا مٹکہ لے جانے والے شخص سے ملے تھے، بہرحال اُس سے جس قدر فائدہ اُٹھانے کی توقع تُم رکھتے تھے، وُہ پُوری نہیں ہو سکی تھی۔"

مَیں نے خیال کیا کہ شاید وُہ اپنے مشورہ کا کچھ معاوضہ طلب کرنے کے لئے آئی ہے، لہٰذا مَیں نے فوراً ہی کہا "یہ ٹھیک ہے، لیکن بہر صورت تُمہارا کچھ نہ کچھ حق مُجھ پر ضرور ہے۔"

اُس نے جلدی سے اپنا سر نفی میں ہلایا اور بولی "نہیں، نہیں، میرا تُم پر کوئی حق نہیں، بلکہ یہ مَیں ہُوں جس پر تُمہارا قرض باقی ہے اور اِسی لئے مَیں یہاں آئی بھی ہُوں۔"

مَیں نے اُس کی طرف دیکھا مگر سمجھ نہ سکا کہ اُسے مُجھ سے کیا مطلب ہو سکتا تھا، چہرے مُہرے سے وُہ میرے اندازے کے بالکل برعکس، بہت کم عُمر کی تھی۔ اُس کا خُوبصورت یہودی چہرہ ہرگز اُس کے پیشے کی غمازی نہیں کرتا تھا۔

دروازے کی اوٹ سے کرانتھس نے میری توجہ کے لئے اپنا ہاتھ اپنے مُنہ پر رکھ کر کھانسا۔ دراصل وُہ تجسّس سے ایک چھچھلے کوّے کی طرح میرے پیچھے پیچھے ہی آ گیا تھا، "کھانا تیار ہے" اُس نے کہا "لیکن اگر تُم اپنے دوست کے ساتھ مصرُوف ہو تو کھانا بعد میں بھی آ سکتا ہے، کہو تو مَیں پانی اور تولئے لے آؤں، اور میرا خیال ہے یہ دیکھنا اب تُمہارا کام ہے کہ اِس نے تُمہارے سامان کی تلاشی لے کر کوئی چیز تو نہیں چھپالی۔"

مریم بریطی مارے شرم کے سُرخ ہوگئی اور ندامت سے فرش کی طرف دیکھنے لگی۔ مَیں نے کہا "تُم نے غلط سمجھا ہے میرے عزیز مکاندار، کیونکہ جو تُم نے فرض کیا ہُوا ہے وُہ ہرگز ہمارا ارادہ نہیں ہے۔ اپنی بیوی اور بیٹی سے کہو کہ کھانا لے آئیں، یا تُم خُود ہی لے آؤ، جیسے مناسب سمجھو، کرو، کیونکہ مجھے بھُوک لگ رہی ہے اور اب اپنے مہمان کے ساتھ ہی کھانا کھاؤں گا۔"

مریم بریطی نے گھبرا کر اپنے ہاتھ اُونچے کرتے ہُوئے چلّا کر کہا "نہیں، نہیں، یہ مناسب نہیں معلُوم ہوتا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ کھانا کھائے، کم از کم مجھ جیسی کسی عورت کے ساتھ، لیکن مجھے اجازت دو کہ مَیں تُمہیں کھانا کھلاؤں، اُس کے بعد مَیں بخوشی تُمہارا بچا کھُچا کھاؤں گی۔"

کرانتھس نے اُس کی طرف شفقت سے دیکھا اور گویا اُس کی بات کو پسند کرتے ہُوئے بولا "میرا خیال ہے تُم ایک خاصی سمجھدار اور تربیت یافتہ لڑکی ہو۔ یہ رُومی ابھی تک اِس مُلک کے رسم و رواج سے پُوری طرح واقف نہیں۔ میری بیوی تو تُمہیں ایسے کھانا کھلانے کی بجائے مر جانا ہی پسند کرے گی، اور اپنی معصُوم بیٹی کو مَیں ایسا کوئی منظر دیکھنے کی اجازت نہیں دے سکتا جو اُسے نہ دیکھنا چاہیئے، بہرحال یہ ایک بالکل الگ بات ہے کہ تُم اپنی نظریں نیچی کئے، جا کر کھانا لاؤ اور ایک خادمہ کی طرح اِسے کھلا چُکنے کے بعد بچا کھُچا خود کھا لو۔"

پھر مجھے سمجھانے کی غرض سے اُس نے کہا "تُم جانتے ہی ہو کہ مَیں متعصب انسان نہیں ہُوں تاہم ہر ایک بات کی ایک حد بھی ہوتی ہے۔ اگر یہ نفیس، سنہری زرتار ریشمی لباس پہنے گلے میں ہیروں کا ہار ڈالے اور خُوشبُوؤں سے معطر، کسی پالکی میں بیٹھ کر یہاں آئی ہوتی تو یقیناً مَیں اپنے ہاتھوں اِس کی خدمت کرنا باعثِ عزّت سمجھتا۔ گو اُس صُورت میں مَیں تُمہاری خاطر فکر مند بھی ضرور ہو جاتا، بہرحال مقامِ شُکر ہے کہ یہ لڑکی ہوشمند اور اپنے مقام سے باخبر ہے۔ یہ تُمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

اُس نے لڑکی کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا اور تھوڑی ہی دیر میں وُہ میرا کھانا لئے واپس آ گئی۔ خادماؤں کی طرح اُس نے اپنا قبا اُوپر اُٹھا کر اپنی کمر کے گرد کس لیا تھا جس کی وجہ سے اُس کی ٹانگیں گھٹنوں تک برہنہ ہو گئی تھیں۔ وُہ مجھے بڑی بے صبری سے پکڑ

کر اُوپر چھت پر لے گئی۔ وہاں میرے ہاتھوں پر پانی ڈال کر اُنہیں ایک اُجلے تولئے سے خُشک کیا۔ جب مَیں واپس آ کر بیٹھ گیا تو اُس نے مٹّی کی ایک قاب پر سے ڈھکنا اُٹھایا، ایک نان میری طرف بڑھایا، اور بولی "کھاؤ رُومی، تُمہارے ہر نوالے پر تُمہاری اِس خادمہ کی آنکھیں مسرّت سے ناچ اُٹھیں گی۔ کاش مَیں تُمہاری خادمہ ہی بن سکتی اور ہمیشہ تُمہیں اِسی طرح کھانا کھلا سکتی۔"

لیکن جب مَیں نے نان میں سے ایک ٹکڑا توڑا تو مَیں نے دیکھا کہ اُس کی نظریں میرے نوالے پر تھیں، چنانچہ اُس کے احتجاج کی پرواہ کئے بغیر مَیں اُسے اپنے پاس کھینچ بٹھایا اور مصالحے دار چٹنی میں نوالہ بھگو کر اُس کے مُنہ میں زبردستی ڈال دیا۔ اِس طرح وُہ میرے ساتھ کھانے پر مجبُور ہو گئی، لیکن ہر مرتبہ کم از کم تین بار اِنکار کرنے کے بعد کہیں ایک نوالہ رکابی میں اپنے ہاتھ سے بھگو کر کھاتی تھی۔

جب ہم کھانا ختم کر چُکے تو اُس نے اپنا سر میرے بازُو کے ساتھ لگا کر دبایا، میرا ہاتھ چُوما اور کہا "تُم واقعی بالکل ویسے ہو، جیسا لوگوں نے مُجھ سے ذکر کیا تھا اور جیسا اندھیرے میں اُس قدیمی دروازے پر تُمہارے ساتھ باتیں کرنے کے بعد مَیں نے خُود بھی تصوّر کیا تھا۔ تُم عورت کو اپنے برابر درجہ دیتے ہو، حالانکہ ہمارے ہاں اُسے ایک گدھے یا بار برداری کے کسی جانور سے بھی کمتر سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تو لڑکی پیدا ہونے پر باپ اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتا ہے۔ نہ تو وُہ اپنی بیٹی کو ہی ایک نظر دیکھنا پسند کرتا ہے، نہ اپنی بیوی سے ہی کوئی مہر و محبّت کا لفظ کہتا ہے۔" سامنے خلا میں گھُورتی ہُوئی وُہ بولتی رہی "دیہات میں تو عورت کی زندگی بہُت ہی کٹھن ہوتی ہے جہاں ایک خُوبصُورت لڑکی کسی ایسے بُوڑھے کے پلّے ڈال دی جاتی ہے جس کے پاس دُوسروں سے زیادہ کھیت اور نخلستان ہوں۔ جھُوٹا غرور میری ذلّت کا باعث بنا، مَیں پانی کے مٹکے میں اپنا عکس دیکھ دیکھ اِترایا کرتی تھی اور احمقوں کی مانند ہر اُس اجنبی کے ساتھ کھیتوں میں چلی جاتی جو مجھے خُوبصُورت رنگ برنگے فیتے اور چمکیلے جھُوٹے موتی دے دیتا اور میرے کانوں میں جھُوٹے وعدوں کا رس گھولتا۔ میری بربادی کی داستان اتنی سادہ اور مختصر ہے کہ اِس سے زیادہ بتانے کی ضرورت ہی نہیں، کیونکہ مجھے یقین ہے باقی حالات کا اندازہ تُم خُود ہی کر لو گے۔ اگر مَیں کسی اور سرزمین پر پیدا ہُوئی ہوتی تو آغازِ شباب پر میری حالت اپنی دُوسری بہنوں سے یقیناً بدتر نہ ہوتی۔

تاہم ایک اچھوت اور ملعون ہونے کے باوجود میں آخر اسرائیل ہی کی ایک بچی ہوں، اور میرے گناہوں کے بوجھ نے مجھے کچھ ایسا بُری طرح شکار بنا رکھا ہے کہ اپنی نجات کے لئے میں ہر قیمت ادا کرنے کو تیار ہوں، لیکن اسرائیل کا خُدا ایک غضبناک خُدا ہے، اور اُس کی نظروں میں ایک بار ذلیل ہونے کے بعد ایک عورت کسی کُتّے یا مُردار سے زیادہ وُقعت نہیں رکھتی۔"

میں نے تشفی آمیز لہجے میں کہا "مریم بریطی، یقیناً تم اُن اَن گنت لوگوں سے زیادہ گناہ گار تو نہ ہوگی جو اِس دُنیا میں تُمھاری ہی طرح زندگی گذارنے پر مجبور ہیں۔"

اُس نے اپنی سیاہ آنکھوں سے میری طرف دیکھا، آہستہ سے اپنا سر نفی میں ہلایا، اور کہا "تم میرا مطلب سمجھ نہیں سکے، یہ جان کر کہ بہت لوگ مجھ سے بھی بڑھ کر گنہگار ہیں، آخر کیا اطمینان حاصل ہوسکتا ہے، جبکہ اپنے متعلّق میں یہ پُوری طرح جانتی اور سمجھتی ہُوں کہ باطنی طور پر میں سراسر غلاظت اور کوفت کے علاوہ کچھ بھی نہیں! ایک ہستی ایسی ضرور تھی جو میری امداد کر سکتی تھی، اُس نے ایک زانیہ کو بھی گنہگار نہیں قرار دیا تھا، بلکہ اُس پر رحم کرتے ہُوئے اُسے سنگساری سے بچا لیا تھا۔ اُس نے تمام بچّوں حتیٰ کہ لڑکیوں پر بھی رحمت بھیجی تھی۔ وہ خُود گناہ سے بالکل پاک تھا، مگر میں کبھی اُس کے قریب جانے کی جرأت نہ کرسکی، بلکہ ہمیشہ اُسے دُور سے ہی دیکھ لینے پر اکتفا کی، بہرطور اگر میں اُس کے پاس جانے کی کوشش بھی کرتی تو اُس کے حواریوں نے ہی مجھے دھتکار دیا ہوتا۔ اُس نے بے شمار ایسے انسانوں کو شفا دی، جن کے جسم بیماریوں نے تباہ کر رکھے تھے۔ اُس نے یقیناً مجھ پر بھی رحم کیا ہوتا، کیونکہ میرا دِل بے حد دُکھیا ہے اور میں اپنے وجود اور اپنی زندگی پر پشیمان ہوچکی ہُوں۔"

"میں سمجھتا ہُوں تم کِس کا ذکر کر رہی ہو۔" میں نے کہا۔

مریم بریطی نے اپنا سر ہلایا "ہاں ہاں، لیکن گناہوں سے پاک فقیہوں اور عالموں نے اُسے مصلُوب کر دیا۔ بعد میں وہ دوبارہ زندہ ہوکر اب تک اپنے حواریوں پر ظاہر ہوچکا ہے، گو بظاہر یہ باتیں قطعی ناقابلِ یقین معلوم ہوتی ہیں، لیکن میں نے یہ سب ایک نہایت معتبر ذریعہ سے سُنا ہے اور میں نے یہ بھی سُنا ہے کہ تم گو ایک غیر مُلکی اور اچھوت ہو، لیکن اِن باتوں سے آگاہ ہو، اور دراصل میرا تُمھارے پاس اِس وقت آنا بھی اِسی وجہ سے

ہے۔"

معاً وہ پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگی اور میرے سامنے گھُٹنوں کے بل گر کر میری ٹانگوں سے لپٹتی ہُوئی کہنے لگی "میں تم سے التجا کرتی ہُوں کہ مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ ہم اکٹھے گلیل تک کا سفر کریں گے اور وہاں اُسے تلاش کریں گے۔ وہ تمام لوگ جو سفر کے قابل تھے آج شہر چھوڑ کر عازمِ گلیل ہوچکے ہیں۔ عورتیں بھی روانہ ہوگئی ہیں، گذشتہ شب وہ اپنے حواریوں پر ظاہر ہوکر اُن سے وعدہ کر گیا تھا کہ وہ اُن سے پہلے گلیل پہنچ جائے گا چنانچہ وہ سب لوگ اُسے اب وہاں ملیں گے، اگر تم مجھے اپنے ہمراہ لے چلو تو شاید میں بھی اُسے مل سکُوں۔"

میں نے اُس کے شانے پکڑ کر اُسے زور سے جھنجھوڑا، اُٹھا کر بٹھایا اور پیار سے کہا "یُوں دیوانوں کی طرح رونا دھونا بند کرو، اور جو تُمھیں معلوم ہے مجھے ذرا وضاحت سے بتاؤ تاکہ ہم پھر مشورہ کرسکیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔"

جب مریم نے دیکھا کہ میں اُس کی بات سُننے کے لئے بے تاب ہُوں تو اُس نے اپنے آپ کو سنبھال کر اپنے آنسُو پُونچھے اور یُوں بات شرُوع کی "تم اُس قُمریاں پالنے والی دولتمند عورت سے مِل ہی چُکے ہو جو اُس کے ساتھ ساتھ رہا کرتی تھی۔ وہ تُمھیں خُوب سمجھتی ہے اور یقین رکھتی ہے کہ تم خلوصِ نیّت کے ساتھ نیا راستہ تلاش کر رہے ہو، لیکن چُونکہ تم قومِ اسرائیل میں سے نہیں ہو، اس لئے اُس عورت کو تُمھیں ملنے کی بڑی سختی سے ممانعت کر دی گئی تھی۔ وہ چُونکہ مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتی، اور چُونکہ ایک رُومی ہونے کی بنا پر تم بھی میری ہی طرح قابلِ نفرت سمجھے جاتے ہو، لہٰذا اُس نے مجھے مشورہ دِیا تھا کہ میں تُمھیں تلاش کروں۔ اُس نے کہا تھا کہ یہ تو خُداوند خُود ہی بہتر جانتا ہے کہ اُس کی آواز سُننے کی اجازت کِس کِس کو ملے گی۔ شام کے وقت وہ گیارہ کے گیارہ حواری اپنے مکان کے اُوپر والے کمرے میں اکٹھے ہُوئے تھے، جبکہ وہ اچانک اُن کے درمیان عین اُسی طرح نمودار ہُوا جیسے وہ اپنی قبر سے زندہ ہوکر اُٹھنے کے پہلے ہی روز اُن پر ظاہر ہُوا تھا۔ اِس کا تو تُمھیں علم ہے۔ اُس نے اُنہیں یقین دِلایا کہ وہ خُون اور گوشت کا بنا ہُوا ہے اور توما کو اُس نے یہ اجازت بھی دی کہ وہ اُس کے زخموں کو چھُو کر اپنی تسلّی کرلے، چنانچہ اب وہ سب اُس کے دوبارہ زندہ ہونے پر پُختہ ایمان لے آئے ہیں۔ اُنھوں نے اُس سے

جو کچھ سُنا تھا وُہ سب کا سب تو عورتوں کو نہیں بتایا، البتہ فوراً ہی سفر کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ وُہ اُنہیں بتا گیا تھا کہ وُہ خود اُن سے پہلے گلیل پہنچ جائے گا، چنانچہ وُہ سب لوگ دو دو تین تین، کر کے شہر سے نکل گئے اور پہرہ داروں نے اُنہیں کوئی روک ٹوک نہیں کی۔ عورتیں بھی جا چکی ہیں، شمعون کرینی پہلے سے نسبتاً کافی صحت مند ہے اور وُہ بھی چلا گیا ہے۔ اُنہیں سب کو یقین ہے کہ وُہ اُسے گلیل میں ملیں گے۔"

مَیں نے اُس کے بیان پر غور کرنے کے بعد محسوس کیا کہ وُہ مشکوک نہیں، اور آخر کار اِس مریم کو ایسی داستان گھڑنے کی کیا ضرورت تھی؛ مَیں نے بآسانی یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ گو مریم مگدلینی حواریوں کے خوف سے مُجھے دوبارہ ملنے کی جُرأت نہیں کر سکی، تاہم میری بھلائی ضرور چاہتی ہے۔

"لیکن خاص طور پر گلیل ہی کیوں منزل ہو؟" مَیں نے پُوچھا "وہاں کیا ظہور میں آئے گا؟" مریم بریطی نے سر ہلایا اور کہا "یہ مَیں نہیں جانتی، اور مُجھے آخر معلوم بھی کیوں ہو؟ کیا صرف یہی کافی نہیں کہ اُس نے اپنے گیارہ حواریوں کو وہاں جانے کی ہدایت دی، اور وُہ روانہ ہونے کے لئے اِس قدر بے تاب تھے کہ اُن میں سے پہلا آدمی صبح مُنہ اندھیرے شہر کے دروازے کُھلتے ہی چل پڑا تھا۔" پھر بڑی عاجزی سے میرے گھٹنے چھُوتے ہُوئے وُہ منت کرنے لگی "تُم بھی یروشلیم سے روانہ ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ نا، اور مُجھے اپنی خادم سمجھو، اور اپنے ساتھ لے چلو، کیونکہ اِس سفر میں کوئی اَور شخص مُجھے اپنے ساتھ نہیں لے جائے گا، اور تنہا مَیں گلیل تک کا سفر کرنے کی جُرأت نہیں کر سکتی۔ محافظوں کو اُجرت دینے کو میرے پاس پھُوٹی کوڑی بھی نہیں، اور کسی ساتھی کے بغیر جانے پر مَیں یقیناً رہزنوں اور فوجیوں کے ہتھے چڑھ کر رہ جاؤں گی۔"

مَیں اُس کی باتوں پر یقین کرنے کو تیار تھا اور اُس کی مرضی مُجھے کوئی فریب دینے کی نہ معلوم ہوتی تھی۔ اُس کی اپنی بے تابی ہی اِس بات کا کافی ثبوت تھی، تاہم وُہ مُجھے محض دُوسروں سے سُنی ہوئی باتیں ہی تو بتا رہی تھی، اور اُن اُلجھنوں اور پریشانیوں کے ایام میں بے شمار افواہیں پھیلتی رہتی تھیں جو ایک سے دُوسرے تک پہنچتے پہنچتے کچھ کی کچھ بن کر سخت گمراہ کُن بھی ہو سکتی تھیں، چُنانچہ مَیں نے یہ ضرور خیال کیا کہ مُجھے پہلے اپنے طور پر یہ تمام داستان کسی دُوسرے ذریعے سے بھی تصدیق کر لینا چاہیئے۔ لہٰذا مَیں

نے اُسے قدرے صبر کرنے کی تلقین کرتے ہُوئے کہا "ہم اب رات کے وقت تو فوراً روانہ نہیں ہو سکتے، ویسے بھی مَیں اِس قسم کی مُہم میں اندھا دُھند سر کے بل کُود پڑنے کو دانشمندی نہیں سمجھتا۔ عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ سرِدست ہم اِس معاملہ میں خاموش رہیں، کل اگر مُجھے تُمہاری اِس اطلاع کی تصدیق کسی اَور ذریعے سے بھی ہو سکی تو پھر مَیں سفر کی تیاری کروں گا۔ سفر کے لئے موزُوں سڑک اور راستے میں آرام کرنے کی مناسب جگہوں کا تعین کروں گا، اور اُس سفر کے لئے کچھ ایسا ہلکا پھُلکا ضروری ضروری سامان بناؤں گا کہ ہم بغیر کسی تکلیف کے جلد سے جلد گلیل پہنچ سکیں، اور پھر وہاں پہنچنے پر ہم حالات کا جائزہ لینے کے بعد سوچیں گے کہ اُس سے آگے ہمیں کیا کرنا ہو گا۔"

لیکن مریم غمزدہ ہو کر بولی "آج کا پُورا دن مَیں نے یُونہی انتظار میں گذارا ہے، میرا دِل اِس قدر بے قرار ہے کہ مَیں اب اپنی آنکھیں بند ہی نہیں کر سکتی، اب راتیں اتنی سرد نہیں ہیں، کیا ہم بغیر کسی ساز و سامان کے ایسے ہی، ابھی ابھی روانہ نہیں ہو سکتے؛ راستے میں ہم متوکّل لوگوں کے ہاں ٹھہرتے اور آرام کرتے جائیں گے، اور اِس طرح تُم پر سفر کے ناجائز اخراجات کا بوجھ بھی نہ پڑے گا۔"

اُس کی معصُومیّت پر مُجھے بے اختیار ہنسی آ گئی، مَیں نے کہا "میرا خیال ہے سیاحی میں مَیں تُم سے زیادہ تجربہ کار ہُوں۔ بعض اوقات سب سے سستا طریقہ بالآخر سب سے مہنگا بن جایا کرتا ہے۔ بالفرض کوئی بیمار ہی پڑ جائے، یا راستہ میں بدمعاشوں کے ہاتھوں لُٹ پٹ جائے، مُجھے سفر کا انتظام اپنی مرضی سے کرنے دو، گلیل پہنچنے کے بعد رہنمائی کرنے کی باری تُمہاری ہو گی۔"

اُس نے کہا "مَیں تو صرف بحیرۂ گلیل کے ساحل پر واقع قصبہ کفرنحوم سے واقف ہُوں۔ وُہ اُس جگہ رہ کر تعلیم دیتا رہا ہے، اگر دَورانِ سفر ہمیں کوئی مزید اطلاع اُس کے بارے میں نہ مل سکے تو پھر ہمیں اُسی قصبہ کا رُخ کرنا چاہیئے۔"

"بس تو پھر تُم اب امن اور سلامتی سے جا سکتی ہو" مَیں نے کہا "اور کل دوپہر کے وقت آ جانا۔" لیکن مریم بریطی کو یقیناً یہ خدشہ ہو گا کہ مَیں اُسے چھوڑ جاؤں گا، کیونکہ اُس نے فوراً ہی مُجھے کہا کہ جانے کو اُسے کوئی جگہ ہی نہیں۔ پھر مُجھ سے التجا کرنے لگی، کہ مَیں اُسے اپنے کمرے کے دروازے کے قریب چھت پر یا پھر کمرے ہی کے کسی کونے

میں پڑ کر سو رہنے کی اجازت دے دُوں۔ مَیں نے بھی یہ سوچا کہ بالآخر مُجھے اب اِس کے ہمراہ سفر کرنا اَور راتوں کو قیام کرنا ہوگا، اس لئے یہ مناسب ہی ہوگا اگر مَیں اِسی وقت سے اپنے آپ کو اُس کے ساتھ رہنے کا عادی بنانا شرُوع کر دُوں۔ اُس نے میری نیند میں کوئی خلل اندازی نہیں کی، بلکہ ایک کونے میں چٹائی کے اُوپر تمام رات اپنے قبا میں لپٹی پڑی رہی۔

صُبح جب ناقُوس بج چکے تو اُس نے یہُودی رسم کے مُطابق اپنی دُعا بلند آواز سے پڑھی، لیکن اِس کے علاوہ وُہ زیادہ تر خاموش رہنے کی کوشش کرتی رہی تاکہ میری صُبح کی مصرُوفیات میں کوئی خلل نہ واقع ہو۔ اُسے کمرے میں ہی انتظار کرنے کی ہدایت دے کر مَیں اپنے مکاندار کے پاس گیا جس نے اُس وقت تک اپنی دُکانداری کی میز اپنے دروازے کے سامنے سجالی تھی۔

"کرانتھس" مَیں نے کہا "اب وقت آگیا ہے کہ مَیں یرُوشلیم سے کُوچ کر کے اپنا سفر شرُوع کر دُوں، وُہ لڑکی ابھی تک اُوپر میرے کمرے میں ہی ہے، اُسے مَیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا تُمہاری گذشتہ شب کی باتیں مجھے بھُولی نہیں۔ لہٰذا تُم اُس کے لئے نئے کپڑے خرید کر اُسے سلیقہ کے ساتھ سر سے پاؤں تک ملبُوس کرو، اُسے مناسب مِقدار میں زیورات بھی مہیّا کر دو، تاکہ کوئی اُسے نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھے اَور وُہ میرے ساتھ محض ایک بازاری عورت نہ معلوم ہو، لیکن یہ خیال رکھنا کہ اِس خرید و فروخت پر زیادہ فضُول خرچی بھی نہ ہونے پائے، کیونکہ مَیں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ وُہ ضرُورت سے زیادہ نمایاں نظر آنے لگے۔"

میرے شامی مالک مکان نے حیرانی سے تالی بجاتے ہُوئے کہا "مَیں کہہ نہیں سکتا کہ تُم یہ عقلمندی کا کام کر رہے ہو، مگر بلاشُبہ اپنے معاملات کو تُم بہتر سمجھتے ہو گے، ایسی لڑکیاں تو بہرحال تُمہیں ہر قصبہ میں مل سکتی ہیں اَور اِس طرح تُم اُس کے اخراجاتِ سفر سے بھی بچے رہو گے۔ ویسے اِس معاملہ کے علاوہ باقی باتوں میں تو تُم اب بہ نسبت اُس وقت کے کافی زیادہ ہوشمندی سے کام لینے لگے ہو، جب تُم یہُودیوں کی سیاست کے بارے کوئی عِلم نہ رکھتے ہُوئے بھی اُس میں اپنی ٹانگ خواہ مخواہ اڑانے لگے تھے۔"

اُس نے مُجھ سے میری منزلِ مقصُود کے متعلق کُچھ نہیں پُوچھا، کیونکہ وُہ تو اب اِسی سوچ میں محو ہو چکا تھا کہ میری ہدایات پر کس طرح عمل کرے تاکہ ہم دونوں کو ہی فائدہ رہے، مَیں وہاں سے سیدھا اپنے ساہوکار ارسطینوز کے پاس پہنچا۔ وُہ اُس وقت حساب کتاب اَور ہنڈیوں

کے دھندے میں مصرُوف تھا۔ مُجھے دیکھتے ہی اُس نے ایک پُرمسرّت چیخ سے میرا خیر مقدم کیا۔ پھر سر سے پاؤں تک میرا جائزہ لینے کے بعد کہنے لگا "معلُوم ہوتا ہے تُم نے میری توقع سے بھی بڑھ کر میری ہدایات پر عمل کیا ہے۔ تُمہاری داڑھی مُجھ سے بھی لمبی ہو چکی ہے، اَور تُمہارے چوغے سے اگر اندازہ لگایا جائے تو تُم یرُوشلیم شہر کے دروازوں پر کھڑے ہونے والے مُرتد یہُودیوں سے کُچھ کم نظر نہیں آتے، کیا تُم وُہ سب کُچھ معلُوم کر چکے ہو جو معلُوم کرنے کی خواہش رکھتے تھے، کیا تُم اب مُطمئن ہو؟"

مَیں نے احتیاط سے تسلیم کیا "ہاں، مَیں جو کُچھ جاننا چاہتا تھا، اُس سے کُچھ زیادہ ہی جان چُکا ہُوں، اَور مَیں اب اِتنا مُطمئن ہو چُکا ہُوں کہ یرُوشلیم سے میری طبیعت بھر گئی ہے۔ لوگ خطۂ گلیل اَور بحیرۂ گلیل کے ساحل پر ہیرودیس کے بسائے ہُوئے نئے شہر تبریاس کی خُوبصُورتی کی بہُت تعریفیں کرتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ وہاں گرم پانی کے چشموں میں غسل لینا صِحت کی بحالی کے لئے بہُت مفید ہے۔ اِس کے علاوہ ہاں تھیٹر اَور سرکس بھی دیکھا جا سکتا ہے اَور آدمی چاہے تو بلا روک ٹوک یُونانیوں کی طرح رہ سکتا ہے۔"

ارسطینوز کے چہرے پر ایک عجیب سی کیفیت ظاہر ہُوئی اَور اُس نے مُجھ سے نظریں چُرالیں۔ اس لئے مَیں نے فوراً ہی کہا "میرا خیال ہے کہ گذشتہ موسمِ سرما کے دَوران، مَیں نے سکندریہ میں اپنے دماغ اَور جسم، دونوں سے ہی اُن کی برداشت سے بڑھ کر کام لیا تھا۔ مَیں چاہتا ہُوں کہ کُچھ عرصہ غُسل اَور مالش لُوں اَور تھوڑا بہُت یُونانی ڈرامہ بھی دیکھوں تاکہ اتنا کُچھ سُننے اَور سیکھنے کے بعد اپنے حواس کو مجتمع کر سکُوں۔"

ارسطینوز نے مسکراتے ہُوئے جواب دیا "معلُوم ہوتا ہے تُم ہیرودیس کے کسی مکّار دلال کے پنجہ میں پھنس گئے ہو۔ ہیرودیس نے تبریاس کی عظیم الشان عمارتوں کی تعمیر میں بے اندازہ دولت غرق کر دی ہے، کیونکہ اُس کی آرزو تھی کہ اُس شہر کو زیادہ سے زیادہ یُونانی طرز کا بنا دے۔ اُسے یہ بھی توقع تھی کہ صِحت کے متلاشی اَور سیّاح لوگ اُس آزاد اَور پُر آسائش ماحول کی تحریص پاکر اپنا روپیہ لٹانے وہاں کھنچ کر آتے رہیں گے! کیا تُم وہاں سامریہ کے راستہ جاؤ گے یا پھر دریائے اُردن کے مشرق میں زائرین کا مخصُوص راستہ اِختیار کرو گے؟"

"مَیں اِنہی باتوں کے متعلق تُمہارا مشورہ لینے تو یہاں آیا ہُوں" مَیں نے اُسے بتایا "تھوڑی سی رقم بھی ساتھ لے جانا چاہتا ہُوں اَور اس کے علاوہ تبریاس میں تُمہارے

کسی کاروباری دوست کے نام ایک ہُنڈی بھی مجھے درکار ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ مجھے اپنے سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے ایک دِل پسند لڑکی ہاتھ آگئی ہے۔ بابل میں مجھے یہ سبق ملا تھا کہ آدمی صحت بخش غسل گاہ میں قیام کے لئے جائے تو بہتر یہی ہوتا ہے کہ اپنی ضرورت کی ہر چیز اپنے ساتھ لے کر چلے ورنہ بدنصیبی کا شکار بنا رہے گا۔"

اب ارسطیبوز کی مسکراہٹ تمسخر آمیز تھی۔ "ایک ساہوکار کی حیثیت میں تو میں محض تمہارا ایک خادم ہوں" اُس نے کہا "اور تجسّس کا نہ تو مجھے شوق ہے، نہ حق ہی حاصل ہے، لیکن کیا میرا حافظہ غلطی پر ہے، یا پھر کیا تم ہی اب تک اُس مصلوب یسوع ناصری کی تعلیمات سے کچھ ضرورت سے زیادہ بہرہ اندوز ہو چکے ہو؟"

مجھے اُس کے ساتھ جھوٹ بولنے سے ایک ناقابلِ برداشت کراہت سی محسوس ہوئی چنانچہ جب وہ میری طرف متجسّس نظروں سے دیکھ رہا تھا تو میں نے بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے الفاظ چنتے ہوئے کہا "ہاں، میں نے واقعی اُس کے بارے میں نہایت حیرت انگیز باتیں سنیں ہیں، اگر فرصت مل سکی تو میں شاید گلیل میں بھی اُس کے متعلق کچھ پوچھ گچھ کروں۔ میں اِس چیز سے انکار نہیں کر سکتا کہ اُس کی موت کے وقت سے ہی تمہارے اِس مقدس شہر کی فضا عجیب دہشتناک سی ہو چکی ہے۔ میں اُس کے متعلق کافی غور و فکر کرتا رہا ہوں۔"

ارسطیبوز نے کچھ غور کیا، مجھے استفہامیہ نظروں سے دیکھا، اور پھر کہا "تمہاری اچانک ہی گلیل جانے کی خواہش میرے لئے باعثِ حیرت ہے۔ میں نے سُنا ہے کہ کل شہر میں سے بے شمار لوگ اُسی سمت روانہ ہوئے ہیں۔ عوام میں یہ افواہ زوروں پر ہے کہ وہاں معجزے ظہور میں آ رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں تم خود ہی اتنے روشن خیال ہو کہ ماہی گیروں اور بڑھیوں کی صحبت میں گرفتار ہونے سے احتراز برتو گے، لیکن ایک عجیب سا اتفاق معلوم ہوتا ہے۔"

"ہم مکمل آزادی سے باتیں کر سکتے ہیں۔" اُس نے سلسلۂ کلام جاری رکھا "میرے پاس یہ یقین کرنے کی کافی وجوہات ہیں کہ ہماری مجلسِ اعلےٰ اُس کے گلیلی ساتھیوں سے، اور اُن کی عورتوں کی پھیلائی ہوئی بے سروپا افواہوں سے اب تنگ آ چکی تھی۔ عام لوگ تو ہر مجذوب کی بڑ پر یقین کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور افواہوں کو دبانا بڑا مشکل کام ہوتا ہے، اور محض افواہ کے الزام میں کسی کو ماخوذ کرنا اُس سے بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے، کیونکہ اُس صورت میں ہر شخص

فوراً یہی کہنے لگتا ہے کہ دھواں آگ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کے لئے ایک مثال اور عبرت کے طور پر صرف ایک شخص کا صلیب پر چڑھایا جانا ہی کافی ہے اور اب اُس کے حواریوں کو کوئی سزا دینا معاملہ کو خواہ مخواہ طُول دینے کے مترادف ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ اُسے فراموش کر دیا جائے۔ چنانچہ میرا یقین ہے کہ ہمارے رہنماؤں نے بالواسطہ طور پر اُس کے حواریوں تک یہ اشارہ پہنچا دیا ہے کہ اُن کو مزید ہراساں نہیں کیا جائے گا بشرطیکہ وہ اپنے پاؤں سے اِس شہر کی مٹی جھاڑ کر یہاں سے چلتے بنیں۔ وہ بخوشی گلیل واپس جا سکتے ہیں جو ہیرودیس کی عملداری میں ہے، اور وہ جیسے مناسب سمجھے گا، خود ہی اُن سے نپٹ لے گا، اور میں سمجھتا ہوں کہ اپنے گھروں، اپنے ہموطنوں کے درمیان، وہ لوگ قطعی بے ضرر ہو کر رہ جائیں گے۔ کوئی شخص اپنے وطن میں نبی نہیں ہو سکا۔ میں یہ سب باتیں تمہیں اِس خیال سے بتا رہا ہوں کہ کہیں تم کوئی ایسا غلط تاثر نہ قائم کر بیٹھو جو اُن لغو تصورات پر مشتمل ہو جنہیں کوئی ذی ہوش الفاظ کا جامہ پہنانا بھی پسند نہ کرتا ہو۔" اُس کے شاندار کمرے کی مضبوط دیواروں، دروازہ اور کھڑکیوں کے اندر بیٹھے ہوئے میں جب اُس کی یہ سب باتیں سُن رہا تھا تو اُس کے وہ بے ذوق الفاظ میرے لئے یوں تھے گویا جلتے انگاروں کو بجھانے کے لئے اُن پر ریت ڈال دی جائے۔ "اگرچہ چیزیں واقعی اسقدر غیر اہم ہیں، جتنی تم کہتے ہو، تو تم بہت حیرتناک حد تک اِس معاملہ کا پورا پورا علم رکھتے ہو۔" میں نے تلخی کے ساتھ تبصرہ کرتے ہوئے کہا "میرا خیال ہے اب میں آزادی سے بات کر سکتا ہوں۔ میں نے سُنا ہے کہ وہ مُردہ سے دوبارہ زندہ ہو چکا ہے اور اپنے حواریوں پر ظاہر ہو کر اُن سے وعدہ کر گیا ہے کہ وہ اُن سب سے پہلے ہی گلیل میں پہنچ جائے گا۔"

ارسطیبوز نے اپنے قبا کا ایک ٹانکا کچھ اِس انداز سے پکڑ کر کھینچا گویا اپنے کپڑے پھاڑنے پر تُل گیا ہو، لیکن پھر فوراً ہی اپنے آپ پر قابو پا کر وہ ایک پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہنے لگا "زلزلہ کے دوران اُس کے مکار حواریوں کو قبر میں سے اُس کی نعش کو چُرا کر لے جانے کا موقعہ دے دینا پرلے درجے کی حماقت، بلکہ ایک لعنت ثابت ہوا ہے۔ اِس کے بعد اُنہیں ہر قسم کی واہیات، ناقابلِ یقین، داستانیں سُنانے کا موقع ہاتھ آ گیا ہے۔ ایسی باتیں وہ اپنے خفیہ پیروؤں پر بے شک آسانی سے ٹھونس سکتے ہیں، اور اِسی طرح اپنا یروشلیم سے فرار ہونا بھی اپنے ہی حق میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر تم ہمارے

صحیفوں کے قائل ہو گئے ہوتے، یا مسیحا کے فضول انتظار کی زحمت کھینچتے کھینچتے، بالآخر بیزار و تلخ ہو جانے والے کوئی یہودی ہوتے، تو مَیں تمہاری مجبوری کو تسلیم کر سکتا تھا، لیکن تم ایک رُومی ہو اَور اُس پر مستزاد ایک فلسفی! ایک مُردہ انسان کبھی اپنی قبر سے نہیں اُٹھا کرتا، ایسی بات آج تک کبھی واقع ہُوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔"

"تو پھر تُم بلاوجہ اِس قدر گرم اَور پریشان کیوں نظر آتے ہو، اَے عقلمند انسان؟" مَیں نے پُوچھا "جو مَیں سمجھتا ہُوں، وُہ بے شک یہی ہے کہ تُمہارا تعلّق اپنے گھر بار، مال و دولت اَور کاروبار سے ہے، اَور تُم پر یہ فرض عائد ہے کہ مُعاملات و حالات کو اُن کی موجُودہ صُورت میں ہی قائم رکھنے کے لئے امکان بھر جد وجہد کرتے رہو، اِس کے برعکس مَیں بہرحال اپنی آمد و رفت میں بالکل آزاد ہُوں، اَور ایسی باتیں سوچنے میں بھی آزاد ہُوں، جنہیں سوچنے کی تُم کبھی جُرأت نہیں کر سکتے۔ مَیں اَب گرم چشموں میں غُسل لینے کی خاطر یہاں سے تبریاس کو روانہ ہو رہا ہُوں اَور اِس امر سے تُمہارا ہرگز کوئی تعلّق ہی نہیں ہو سکتا کہ مَیں درپردہ یہ توقّع بھی رکھتا ہُوں کہ وہاں کوئی ایسی بات سُن لُوں گا، بلکہ دیکھ بھی لُوں گا، جو آج سے پہلے کبھی نہ واقع ہُوئی ہو۔"

اُس کی چھوٹی سی داڑھی، اُس کی صاف سُتھری رنگت اَور اُس کے مصفّا ہاتھ دیکھتے ہُوئے مجھے اُس سے اَور اُس کے ماحول سے سخت کراہت محسُوس ہُوئی۔ مجھے لعزر اَور اُس کی بہنیں یاد آئیں، حتّیٰ کہ مریم بربلی بھی اپنی نیک آرزوؤں کی بنا پر مجھے اِس شخص سے زیادہ عزیز معلُوم ہونے لگی، جو صرف اپنی دولت اَور اپنے منافق ساتھیوں میں ہی مگن تھا۔ اس کے دِل میں اُمیدوں اَور آرزوؤں کی کوئی لَو نہ تھی، جس کی بنا پر یہ دُوسروں کو بھی ایسی اُمیدوں اَور آرزُوؤں سے محرُوم دیکھنا ہی پسند کرتا تھا۔

اُس نے یقیناً میرے خیالات کا اندازہ کر لیا ہوگا کیونکہ وُہ پھر فوراً ہی اپنا رویّہ بدلتے ہُوئے اپنے ہاتھ آگے کو پھیلا کر بولا "مجھے مُعاف کر دو، بلاشُبہ تُم اپنے معاملات کو خود ہی بہتر سمجھتے ہو، میرا خیال ہے کہ اپنے دل کی گہرائیوں میں تُم دراصل ایک شاعر ہو، جس کی وجہ سے تُم وُہ باتیں سوچنے پر مجبُور ہو، جو ایک کاروباری انسان کے ذہن میں نہیں آ سکتیں، بہرحال مُجھے یقین ہے کہ تُم نہ تو فریب کار لوگوں کا شکار بنو گے نہ ہی بغیر کسی معقول شہادت کے کسی بات پر یقین کرو گے۔ تُم کسی طرح سفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہو، مَیں تُمہیں ایک تجربہ کار رہبر، اَور اُونٹ یا خچّر مہیا کر سکتا ہُوں۔ اس کے علاوہ ایک نہایت شاندار آراستہ و پیراستہ خیمہ بھی،

تاکہ تُم دورانِ سفر سراؤں کی گندگی، کیڑے مکوڑوں اَور مشتبہ صُحبت سے بچے رہو۔ دُور اندیشی کا تقاضا یہ ہے کہ تُم دو شامی فوجی بھی اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ پھر خواہ دن ہو یا رات، تُمہیں کوئی خوف و خطر نہ ہوگا۔ اِن سب باتوں پر بلاشُبہ کافی خرچ اُٹھے گا، لیکن تُم بہرحال صاحبِ حیثیت ہو۔"

مَیں نے خُود بھی اپنے ذہن میں کُچھ اِسی قسم کا منصُوبہ بنا رکھا تھا، اَور دراصل اِسی لئے مَیں نے اِس معاملے کا ذکر ارسطیئوز سے کیا تھا۔ مَیں اُس کی مرضی بھی سمجھ رہا تھا، کیونکہ اِس نوع کا ایک کارواں اُس کے لئے ایک نہایت نفع بخش سودا تھا۔ لیکن اِس صُورت میں یہ مُمکن تھا کہ اُس کا کوئی نہ کوئی گماشتہ میرے ہر ہر قدم کی نگرانی کرتا اَور بعد میں میرے ہر اقدام و عمل کی پُوری اِطلاع اُسے پہنچا دیتا۔ اَور اِس سے بھی بڑھ کر وُہ اپنے مفاد کی خاطر میرے متعلّق ہر ضرُوری خبر عمّالِ حکُومت کو بھی مہیّا کر سکتا تھا۔ یہ سب باتیں ذہن میں رکھ کر قدرے تامّل کیا اَور پھر اُسے بتایا "مَیں درحقیقت بالکل آزادانہ سفر کرنا چاہتا ہُوں، یہاں اپنے قیام کے دوران مَیں ایک بار بھی ورزش گاہ میں نہیں جا سکا، اس لئے مجھے اُمّید ہے کہ قدرے دقّت طلب سفر میری جسمانی کھُولت کو ہی دُور کر دے گا، لیکن مَیں یہ بھی اِطمینان کر لینا ضرُوری سمجھتا ہُوں کہ رفیقۂ سفر کو دورانِ سفر مکمل آرام میسّر ہو۔"

"بالکل ٹھیک۔" اُس نے بے صبری سے میری تائید کی "معمُولی معمُولی تکلیفیں بھی ایک عورت کو چڑچڑی اَور متلوّن بنا دیا کرتی ہیں۔ تُم یہ بھی پسند نہ کرو گے کہ راستے میں کیڑے مکوڑے اُس کی جلد کو سُرخ زخموں سے خراب کر دیں۔ تُم کُچھ دیر اِس بات پر غور کرو، اَور مَیں اِس عرصہ میں اُس کے لئے ایک تحفہ لا کر پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہُوں۔" یہ کہہ کر وُہ باہر گیا اَور تھوڑی دیر میں ایک نہایت خوبصُورت یُونانی ساخت کا دستی آئینہ لئے واپس آ گیا، جس کی پُشت پر نہایت ماہر ہاتھوں نے ایک ساطیر کی تصویر بنائی ہُوئی تھی جو ایک سرکش سی جل پری کو لپٹنے کی کوشش کر رہا تھا! یہ ایک نہایت ہی دیدہ زیب، روغن کیا ہُوا قیمتی آئینہ تھا جسے قبُول کر کے مَیں اُس کے زیرِ بار ہونا پسند نہیں کرتا تھا، لیکن اُس نے آئینہ زبردستی میرے ہاتھ میں تھماتے ہُوئے کہا "ڈرو نہیں، یہ کوئی جادُو کا آئینہ نہیں ہے بلکہ یہ تو تُمہاری رفیقہ کو تُمہارے متعلّق نہایت خوشگوار خیالات میں مصرُوف رکھا کرے گا۔ پہلے وُہ اِس میں اپنا عکس دیکھا کرے گی پھر پُشت پر اُس سرگرمِ کار ساطیر کو، کہا جاتا ہے کہ ایسے بھی

آئینے ہیں جو دیکھنے والوں کو ہلاک کر ڈالتے ہیں، لیکن مَیں تھوڑی سی عقل رکھتا ہُوں اس لئے اس بات پر یقین کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ تاہم احتیاط کرنا ہی اچھا ہے۔ لہٰذا مَیں تہِ دِل سے اُمّید کرتا ہُوں کہ دَورانِ سفر تمہیں کسی ایسے مُہلک آئینے سے واسطہ نہیں پڑے گا، اَور نہ ہی تمہیں ایسی چیزیں دیکھنی پڑیں گی جو نہ دیکھنی چاہئیں۔"

مجھے اُن الفاظ پر غور کرنے کی مُہلت دیئے بغیر اُس نے اپنی اُنگلیوں پر گِنتے ہُوئے مجھے بتانا شرُوع کر دیا کہ مجھے اپنی رفیقۂ سفر کے لئے ایک ملازمہ درکار ہوگی، ایک باورچی، اپنے لئے ایک خدمتگار، باربرداری کا خچّر ہانکنے کے لئے ایک خچّر بان، اَور ایک خیمہ نصب کرنے والے مُلازم کی ضرُورت ہوگی، اَور آخر میں کہنے لگا "میرا خیال ہے کُل بارہ آدمی کافی ہوں گے، اَور مُلازموں اَور کارندوں وغیرہ کی یہ تعداد خاص طور پر جاذبِ توجّہ بھی نہ ہوگی، لیکن تمہاری حیثیت کے عین شایاں بھی رہے گی۔"

اِس پر مَیں نے اپنے تصوّر میں بڑبڑاتے لڑتے جھگڑتے، گاتے بجاتے اَور شور مچاتے ملازموں کا ایک ایسا گروہ دیکھا جسے قابُو میں رکھنا میرے بس کی بات نہ تھی، چنانچہ محض اِس تصوّر سے ہی مَیں اُس کی تجویز کے خلاف ہو گیا۔ مَیں نے کہا "اخراجات میرے لئے کوئی پریشانی کی بات نہیں، لیکن میرے واسطے میری تنہائی سب سے انمول عشرت ہے۔ کوئی اَور بہتر رائے دو، اَور اپنا یہ آئینہ واپس لے لو۔ اِس پر یہ تصویر واقعی بہُت موزُوں اَور دلچسپ ہے، لیکن مجھے ڈر ہے کہ اِس کی وجہ سے یہُودیوں کی نظروں میں میری کوئی قدر نہ رہے گی۔"

اُس نے بغیر کسی احتجاج کے آئینہ واپس لے لیا اَور کہا "اَب مَیں سمجھ گیا تمہارا مطلب ناتھان نامی ایک آدمی ہے جو وقتاً فوقتاً میرے پاس کام کرتا رہا ہے۔ اُس میں ایک کمی صرف یہ ہے کہ وُہ بہُت کم بات کرتا ہے، لیکن مکمل طور پر ایک قابلِ اعتماد آدمی ہے۔ وُہ یہوُدیہ، دیکاپولس، سامریہ، گلیل، اِن سب علاقوں سے پُوری طرح واقف ہے۔ مَیں جب آئینہ لینے گیا تھا تو وُہ باہر صحن میں بیٹھا دِکھائی دِیا تھا، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وُہ آجکل بیکار اَور کام کا متلاشی ہے۔ میرے پاس اُس کے لئے اس وقت کوئی کام نہیں، اَور مَیں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ وُہ یہاں روز روز منڈلاتا پھرے، کیونکہ میرے ملازم اُس کی خاموشی پر چِڑ جاتے ہیں۔ مجھے معلُوم ہے کہ وُہ کارواں لے کر دمشق تک بھی جا چُکا ہے۔ تُم اُسے صِرف ایک بار اپنی منزل بتا دو اَور یہ کہ کیسے سفر کرنا چاہتے ہو۔ بس پھر وُہ خُود ہی بہترین

انداز میں ہر چیز کا بندوبست کرے گا۔ تُم بلا خوف وخطر اپنا بٹوہ اُس کے حوالے کر سکتے ہو۔ وُہ سراؤں وغیرہ میں خُود ہی سب حساب چُکاتا جائے گا۔ سودا کرنے کے لئے وُہ بلا ضرُورت زبان نہیں تھکاتا، اَور نہ ہی ضرُورت سے زیادہ ادائیگی کرتا ہے، بلکہ اپنی سمجھ کے مُطابق عین مناسب رقم خرچ کرتا ہے۔ ظاہر ہے اِس صُورت میں کوئی سرائے والا اُسے دلاّلی وغیرہ نہیں دے گا، لیکن وُہ اپنی مُقرّرہ اُجرت پر ہی قناعت کرنے والا شخص ہے۔"

اِس خیال سے کہ شاید یہ بھی ارسطینوز کی کوئی مکّارانہ چال ہوگی، مَیں نے کہا "مَیں ایسے شخص کو ملنا پسند کروں گا۔" لیکن وُہ غالباً میرا خدشہ بھانپ کر ہنس پڑا اَور مجھے باہر صحن میں لے گیا جہاں واقعی ناتھان بیٹھا تھا۔ وُہ ایک سفید سے قبا میں ملبُوس، برہنہ پا، دُھوپ کی تمازت کا جُھلسا ہُوا سا انسان تھا۔ اُس کے سر کے بال بہُت چھوٹے کٹے ہُوئے تھے۔ جب اُس نے میرے چہرے پر نظر ڈالی تو مجھے اُس کی آنکھوں میں ایک ایسی اُداسی نظر آئی جو پہلے کبھی نہ دیکھی تھی، تاہم ایک نامعلُوم سی وجہ سے مجھے فوراً ہی اُس پر کچھ اعتماد محسُوس ہُوا۔

مَیں نے ارسطینوز سے کہا کہ وُہ ناتھان سے میرا مُدّعا بیان کر دے، مگر اُس نے ہنستے ہُوئے اپنے ہاتھ پیچھے کر لئے اَور واپس اپنے کمرے میں چلا گیا تاکہ اپنے کھاتہ نویس کو ہدایت دے دے کہ وُہ میرا سفر خرچ تخمینہ لگا کر میرے لئے کسی بٹوے میں بند کر دے اَور تبریاس میں اُس کے ایک کاروباری دوست کے نام میرے لئے ایک ہنڈی بنا دے، اِس طرح گویا تمام معاملہ سے خُود کو قطعی دستبردار کرنا چاہتا تھا۔ جب مَیں نے دوبارہ ناتھان کی طرف دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ وُہ شخص کم از کم کوئی مُخبر نہیں معلُوم ہوتا تھا۔

مَیں نے کہا "تُم ناتھان ہو اَور مَیں مرقس ہُوں ایک رُومی۔ مَیں ایک عورت کے ساتھ تبریاس کا سفر شرُوع کرنے والا ہُوں۔ مَیں اپنے اس سفر کو بہُت سادگی کے ساتھ اَور قطعی غیر نمایاں طریقے سے طے کرنا چاہتا ہُوں۔ مَیں تُمہاری مُنہ مانگی اُجرت نہیں دے سکتا ہُوں، اَور دورانِ سفر میری تمام رقم تُمہاری نگرانی میں ہوگی۔"

اُس نے مجھے سر سے پاؤں تک یُوں دیکھا گویا اندازہ لگا رہا ہو کہ مَیں چل پھر بھی سکتا ہُوں یا نہیں، لیکن جواب میں صرف سر ہلا دیا۔ تاہم اُس کے چہرے پر کُچھ تعجب مجھے پھر بھی نظر آرہا تھا۔ مَیں نے بات جاری رکھی "میرا خیال ہے کہ تین یا چار خچّر کافی ہوں گے، مجھے اَور میری رفیقہ کو سونے کے لئے چٹائیاں اَور کھانا پکانے کے لئے کُچھ برتن درکار ہوں گے، بہرحال

تُم جو ضروری خیال کرو مہیا کر لو اور دوپہر تک کرانتھس تاجر کے گھر آن پہنچو۔"

اُس نے ایک بار پھر گردن ہلائی اور اپنے ہاتھ میں پکڑی ہُوئی ایک آدھ چھلی ٹہنی زمین پر گرا دی، ٹہنی کا چھال والا رُخ اُوپر کی جانب دیکھ کر اُس نے تیسری بار گردن ہلائی، واقعی وُہ گفتگو بالکل نہیں کرتا تھا۔ ارسطینوز کے سوالوں کی بھرمار کے بعد مَیں اِس شخص سے بہت خُوش ہُوا کہ اِس نے مُجھے کوئی سوال نہیں کیا۔ مَیں ساہوکار سے رُخصت ہونے کے لئے دوبارہ اندر گیا۔ اُس نے ایک خاص کاروباری انداز میں میرا حساب کتاب مُجھے سمجھایا، پھر اپنے کھاتہ نویس سے کہا کہ وُہ بٹوہ اَور ہُنڈی میرے حوالے کر دے۔

"میری دُعا ہے کہ تُمہارا سفر پُرمسرّت ہو" اُس نے کہا "جب تُم واپس آؤ تو ہم پھر ملیں گے۔"

مَیں نے صحن میں واپس آکر بٹوہ ناتھان کے حوالے کیا۔ اُس نے بٹوہ ہاتھ میں لے کر اُس کے وزن کا اندازہ لگایا، اَور پھر اُسے اپنے مٹکے میں رکھ لیا۔ کُچھ دیر سوچا، پھر ایک نظر سُورج کی طرف دیکھ کر بلامزید تامّل کے روانہ ہو گیا۔ ہمارا سمجھوتہ، اَور اُس کا وُہ رویّہ، دونوں ہی باتیں مشرقی انداز کی مخصُوص سودے بازی سے کُچھ اتنی مختلف تھیں کہ مَیں اپنی جگہ کھڑا بہت حیرانی کے ساتھ اُسے پیچھے سے دیکھتا رہا۔ تمام باتوں کے باوصف، مُجھے یقین تھا کہ وُہ مُجھے ہرگز دھوکا نہیں دے گا۔ اَب مَیں شہر کی فصیل کے اندرونی حِصّہ کی طرف روانہ ہُوا، جہاں اُس رات مٹکے والے آدمی کے تعاقب میں گیا تھا۔ اُن پریشان کُن گلیوں اَور سیڑھیوں میں سے گھُومتا ہُوا مَیں بلندی کی طرف جا رہا تھا اَور کُچھ دیر کی تلاش کے بعد بالآخر مَیں نے وُہ پُرانی فصیل والا دروازہ ڈھونڈھ لیا جس میں سے ہم اُس رات گُذرے تھے۔ مَیں نے گو پختہ ارادہ کر رکھا تھا کہ اَب دوبارہ کبھی اُن حواریوں کو تکلیف نہ دُوں گا، جنھوں نے مُجھے دھتکار دِیا تھا، تاہم اَب مَیں کسی نہ کسی طرح پُوری طرح اپنی تسلّی کرنا چاہتا تھا کہ وُہ سب واقعی شہر چھوڑ گئے ہیں، چنانچہ مَیں نے وُہ خاص مکان بھی پہچان لیا جہاں مَیں پہلے آیا تھا۔ اُس کا بھاری سا بیرونی پھاٹک کُھلا پڑا تھا، لیکن اُس کے اندر نگاہ ڈالنے پر مُجھے وہاں کوئی ذی رُوح نظر نہ آیا، اَور یکایک مُجھے ایک نامعلُوم سا خوف محسُوس ہونے لگا۔ مَیں مکان کے اندر داخل ہونے کی جُرأت نہ کر سکا۔ مَیں متذبذب سا اُس پھاٹک کے پاس

سے گُذر کر آگے چلا گیا۔ تھوڑی دُور جا کر لَوٹا اَور پھر اُس کے پاس سے گُذرا، لیکن پھر بھی اندر جانے کا حوصلہ نہ کر سکا، شاید اگر مَیں حوصلہ کر بھی لیتا تو بھی اندر نہ جا سکتا۔ کافی دیر تک کوئی فیصلہ نہ کر پانے کے بعد مَیں کُچھ چِڑا ہُوا اَور اِس بُزدلی پر اپنے آپ کو لعن طعن کرتا ہُوا وہاں سے واپس پھرا۔ اُس تمام علاقہ کو بالکل سنسان پا کر مَیں بیحد حیران بھی تھا، کیونکہ اتنے عرصہ میں اُسکے گرد و نواح میں مُجھے مشکل دو تین انسانی شکلیں دکھائی دی تھیں۔ واپسی میں فصیل کے قریب مُجھے ایک بیزار کن مبہم تھپتھپاہٹ سُنائی دی۔ وہاں ایک بھکاری بیٹھا ہُوا مُجھے اپنی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے اپنی لاٹھی بار بار ایک پتھر پر مارے جا رہا تھا، لیکن اپنے غرور میں مُنہ سے کُچھ سوال نہیں کرتا تھا۔ مَیں نے دُور اندیشی سے یہ فیصلہ کر رکھا تھا کہ فقیروں کو ہرگز کوئی خیرات نہ دُوں گا کیونکہ پھر وُہ لنگڑاتے ہُوئے میرے پیچھے پیچھے چل پڑتے تھے اَور اُن سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا تھا، لیکن اِس فقیر کی ٹانگیں ہی نہیں تھیں، اَور وُہ مُنہ سے کوئی لفظ نکالے بغیر دیکھتا جا رہا تھا۔ جُونہی اُس نے جانا کہ مَیں نے اُسے دیکھ لیا ہے تو اُس نے اپنی لاٹھی پتھر پر مارنا بند کر دی، جس پر مَیں نے جیسے کُچھ مجبُور سا ہو کر وہاں رُکتے ہُوئے اُس کے سامنے زمین پر ایک سِکّہ پھینک دیا۔ اُس نے شُکریہ ادا کئے بغیر وُہ سکّہ اُٹھا لیا اَور پُوچھا "تُم کیا تلاش کر رہے ہو اجنبی؟ ٹانگوں سے معذُور مَیں یہاں پڑا پڑا بہُت کُچھ دیکھتا رہتا ہُوں، بعض ایسی چیزیں بھی، جنہیں دیکھنا شاید سب ہی لوگ پسند نہ کریں۔"

"تو پھر اگر تُم دے سکتے ہو تو مُجھے کوئی نشانی دو۔" مَیں نے اُس سے درخواست کی۔

"ایک سفر کی تیاری اَور فوری روانگی ہی وُہ نشانیاں ہیں جو میرے علم میں ہیں" فقیر نے کہا۔ "وُہ لوگ بھی جو دن کی روشنی میں اپنے مُنہ چُھپائے پھرتے تھے، روانہ ہونے لگے۔ جہاں تک مَیں جانتا ہُوں، وُہ سب ماہی گیر ہیں، اَور واپس اپنے جالوں تک پہنچنے کے لئے وُہ یقیناً بہُت ہی عجلت میں تھے۔ اَب بتاؤ کیا یہ نشانی تُمہارے مطلب کی ہے یا نہیں؟"

"میرے لئے یہ تُمہارے اندازے سے بھی بڑھ کر حسبِ مطلب ہے۔" مَیں نے جواب دِیا اَور خوش ہو کر اُس کی طرف ایک سکّہ اَور پھینکا، اُس نے لاپرواہی سے وُہ بھی اُٹھا لیا اَور پھر ٹکٹکی باندھ کر مُجھے یُوں دیکھنے لگا جیسے یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ مَیں کون ہو سکتا ہُوں۔ پھر یکایک پُوچھنے لگا "کیا تُم وُہی نہیں ہو جس نے ایک رات ایک اندھے بھکاری کی رہنمائی کر کے اُس کے گھر تک اُسے پہنچایا تھا اَور دریچشہ پر اپنا چوغہ اُتار کر اُسے دیدیا

تھا ؛ اگر تُم وہی ہو تو مَیں تُمہیں مشورہ دُوں گا کہ تُم بھی ایک جال خریدو اَور دُوسرے کے پیچھے چلے جاؤ، عین مُمکن ہے کوئی عظیم شکاری تُمہارا منتظر ہو۔"

مَیں نے یُوں محسُوس کیا جیسے میرے حلق میں کوئی گولہ سا اٹک گیا ہو اَور میرا دِل کپکپانے لگا۔ مَیں نے پُوچھا "مُجھے یہ سب بتانے کو تمہیں کس نے کہا تھا؟" مگر اُس بُوڑھے فقیر نے نفی میں اپنا سر ہلاتے ہُوئے کہا "مُجھے کسی نے بھی تُمہیں یہ بتانے کی ہدایت نہیں کی، مَیں نے تو محض اپنی مایُوسی ہی میں تُمہیں کہہ دیا ہے، کیونکہ اگر اب تک میری ٹانگیں سلامت ہوتیں تو مَیں بھی آج گلیل جاتا۔ یہ تو ایک طربیہ نعرے سے کم نہیں، گلیل کو، گلیل کو، لیکن مَیں اس نعرے پر عمل کرنے سے معذُور ہُوں۔"

"تُم اپنی گفتگو سے تو کوئی بھکاری نہیں معلُوم ہو رہے" مَیں نے کہا۔

"مَیں ہمیشہ ہی بھکاری نہیں رہا ہُوں" اُس نے غرُور سے کہا "مَیں نے صحیفوں کا مطالعہ کیا ہُوا ہے اَور اِس گلی کی غلاظت میں اپاہجوں کی مانند پڑا ہُوا بھی مَیں ایسی ایسی باتوں کو بآسانی سمجھتا اَور تسلیم کر لیتا ہُوں، جو تندرُست و توانا لوگوں کے فہم میں نہیں آسکتیں۔ اپنی اِسی روشنیٔ طبع کے طفیل آج تک مَیں نے اپنے مُنہ پر سینکڑوں بار تھپڑ کھائے ہیں، اِس لئے میرے لئے اب یہی بہتر ہے کہ اپنی زبان بند رکھوں، لیکن جب مَیں نے تُمہیں اسقدر عاجزی کے ساتھ اُس مکان کے آس پاس منڈلاتے دیکھا، جس کی نگرانی مَیں بھی کرتا رہا ہُوں، تو مَیں تُم سے بات کرنے کی خواہش کو دبا نہ سکا۔"

"اچھّا تو پھر گلیل کو!" مَیں نے کہا "تُم نے میری اُمّیدوں کو مضبُوطی بخش دی ہے۔"

"ہاں، گلیل کو!" اُس نے نہایت پُرخلوص لہجے میں دُہرایا۔ "اَور اگر تُم اُسے ملو تو التجا کرنا کہ وُہ ہم پر بھی اپنی برکت کی نگاہ کرے۔ ہم جو اُس کے بھائیوں میں سے حقیر ترین ہیں اَور جن کے مُنہ پر فقیہہ و دانا لوگ تھپّڑ مارتے رہتے ہیں۔"

اپنی سوچ میں ڈُوبا ہُوا مَیں پھر بیرونی حصّہ شہر کی جانب چل دیا، لیکن جب مَیں کرانتھس شامی کے مکان کے قریب پہنچا تو میرے قدم بے قرار سے ہو گئے۔ اُمّیدوں کی ایک شیریں حرارت نے میرے دماغ کو گرم کر دیا اَور میرے اندر سے مسرّت کی شادمانی کا شور ایک گیت بن کر خود بخُود اُٹھنے لگا۔ "گلیل کو، گلیل کو!" اُس لمحہ مَیں کسی دُوسری چیز کے متعلق سوچ ہی نہیں سکتا تھا، تاہم مَیں سیدھا اُوپر اپنے کمرے میں نہ جا سکا کیونکہ میرے

میرے مالک مکان کی بیوی اَور بیٹی مریم بربیطی کو ملبُوس ہونے میں مدد دینے کی خاطر اُوپر گئی ہُوئی تھیں۔ مُجھے کُچھ دیر باہر دروازے پر ہی ٹھہرنا پڑا۔ کرانتھس نے مُجھے سمجھایا "عورتیں بہرحال عورتیں ہیں، وُہ اُس کے خوبصُورت لباس اَور سستے زیورات دیکھے بِنا کیونکر رہ سکتی تھیں، جن کی وجہ سے میری بیوی کو اب یقین ہو گیا ہے کہ مریم بربیطی ہرگز کوئی مکّار عورت نہیں ہے بلکہ ایک بھٹکی ہُوئی معصُوم لڑکی ہے جیسے تُم بُرے کاموں سے بچا کر دوبارہ معزّز بنا دینا چاہتے ہو۔"

مُجھے کوئی جواب دینے کی مُہلت ہی نہ ملی کیونکہ عین اُسی وقت اُس کی بیوی اَور بیٹی نے مُجھے اُوپر سے آواز دے کر بُلا لیا اَور بڑی خُوشی خُوشی اجازت دی کہ مَیں اُوپر کمرے میں جا کر دُلہن کا معائنہ کر لُوں۔ اُن کے ذہنی رویّے کی اس تبدیلی پر حیران ہوتا ہُوا مَیں اُوپر چلا گیا اَور مریم کو دیکھ کر اَور بھی حیران رہ گیا۔ نئے لباس میں وُہ گذشتہ شب سے بھی کم عُمر دکھائی دے رہی تھی۔ اُس نے اپنی کمر کے گرد ایک کارچوبی پٹکا، پیشانی پر ایک پٹی، گلے میں رنگین پتھروں کا ایک ہار اَور کانوں میں بڑے بڑے جُھمکے پہن رکھے تھے، ہاں، اَور پاؤں میں پازیب بھی! خُوشی کے مارے سُرخ ہوتے ہُوئے اُس نے چلّا کر میرا خیر مقدم کیا اَور کہا "تُم نے آخر کیوں مُجھے کسی رئیس کی بچّی کی طرح ایسے ملبُوس کروا دیا ہے گویا مُجھے کسی عظیم الشان ضیافت میں شریک ہونا ہو؛ مُجھے نہلا دُھلا کر میرے سَر میں کنگھی کی گئی۔ میرے جسم کو خُوشبوئیں مَلی گئیں، میرے پاس اب ایک نقاب ہے جس سے دورانِ سفر اپنا چہرہ ڈھانپ سکتی ہُوں، اَور ایک لبادہ ہے جسے اپنے گرد اوڑھ کر اپنے لباس کو گرد و غبار سے محفُوظ رکھ سکتی ہُوں۔"

اُس نے نقاب اوڑھ کر اَور لبادہ اپنے گرد لپیٹ کر دیکھا اَور پھر گھوم پھر کر اپنا آپ مُجھے ہر طرف سے دکھایا، جس پر اُس کے تمام زیورات جھنجھنا اُٹھے۔ اُس کی اِس معصُوم طفلانہ سی مسرّت پر میرا دِل جھُوم گیا۔ مُجھے یُوں معلُوم ہُوا جیسے اُس نے اپنے پُرانے لباس کے ساتھ ہی اپنے گُنہگار ماضی کو بھی اُتار پھینکا ہے۔ کرانتھس بھی اُسے کُچھ اِس انداز سے دیکھے گیا جیسے وُہ اُس کے اپنے ہاتھوں کی کوئی تخلیق ہو۔ اُس نے لباس اَور زیورات کو خُود بھی چھُو کر دیکھا اَور مُجھے بھی ایسے ہی ہر چیز ملاحظہ کروائی، ساتھ ساتھ وُہ ہر چیز کی قیمت بتاتا رہا تاکہ مریم مرعُوب ہو جائے کہ مَیں نے اُس جیسی سادہ سی لڑکی پر کس قدر رقم خرچ کر دی تھی! اُس کی باتیں سُنتے سُنتے مریم کے چہرے پر بادل چھا گئے، اُس کی مسرّت

معدوم ہو گئی اور اُس نے میری طرف بے اعتمادی سے دیکھنا شروع کر دیا۔ میں نے کرانتھس کی محنت کا شکریہ ادا کیا اور اُس کی بیوی اور بیٹی سے بڑی پُرتپاک باتیں کیں، حتیٰ کہ اُن تینوں نے محسوس کیا کہ وہاں اُن کی مزید موجودگی فضول تھی، چنانچہ وہ لوگ اپنے مُنہ اپنے ہاتھوں کی اوٹ میں کئے ہنستے چھپاتے چلے گئے۔ جب میں اور مریم اکیلے رہ گئے تو اُس نے میری طرف سہمے ہُوئے دیکھا، اور اپنی پُشت دیوار کی طرف کئے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا جیسے مُجھ سے محفوظ رہنا چاہتی ہو۔

"کیا ہے جو تُم مجھ سے چاہتے ہو؟" اُس نے پُوچھا "جب سے میں اپنے گاؤں سے بھاگی ہُوں ایسا واقعہ میرے ساتھ آج سے پہلے صرف ایک بار پیش آیا تھا۔ ایک بُوڑھی عورت ایک مرتبہ مُجھے گلی میں سے پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ اُس نے مُجھے عجیب سے کپڑے پہنا دیئے، میں یہی سمجھتی رہی کہ وہ میرے ساتھ یہ سلُوک صرف مہربانی کی وجہ سے کر رہی ہے۔ لیکن یہ مُجھے بعد میں اُس وقت پتہ چلا کہ اُس کا گھر کس قسم کی جگہ ہے۔ جب میں اُس کی خواہش کے مطابق اُس کے مہمانوں کی خدمت بجا نہ لا سکی تو اُس نے مُجھے پیٹا، تین دن میں بمشکل وہاں سے اپنی جان بچا کر بھاگ سکی۔ میں نے سمجھا تھا کہ تُم اُس سے مُختلف انسان ہو گے، میں نے تُمہاری مہربانی پر تُمہارے لئے دُعائیں بھی مانگیں۔ رات گو میں خوفزدہ تھی کہ شاید تُم مُجھے کُچھ کہو مگر تُم نے مُجھے ہاتھ تک نہیں لگایا، لیکن اب تُمہارے ارادوں پر مُجھے کُچھ شک ہونے لگا ہے، شاید میں پہلے غریب اور میلی کچیلی ہونے کی وجہ سے تُمہارے نزدیک خُوبصُورت نہ تھی۔"

میں بے ساختہ ہنس پڑا۔ اُسے تشفّی کے طور پر میں نے کہا "مُجھ سے ہرگز کوئی خوف نہ کھاؤ، میں کسی ارضی بادشاہت کی تلاش میں نہیں ہُوں۔ ایسا ہوتا تو میں یروشلیم میں ہی تُمہارے ساتھ قیام کر لینا مناسب سمجھ لیتا۔ اپنے وسیع تجربے کی بنا پر میں یہ سمجھنے کی صلاحیت ضرور رکھتا ہُوں کہ تمام ارضی خواہشات آگ سے دہکتے ہُوئے ایک لامتناہی گڑھے کی مانند ہیں، جس میں ٹھنڈک کا ایک سانس بھی میسّر نہیں آ سکتا، بلکہ انسان جُوں جُوں اُس کے اندر گہرائی میں اُترتا جاتا ہے اُس کی حِدّت بڑھتی جاتی ہے، اسی لئے میں تو صرف اُس بادشاہت کا متلاشی ہُوں جو ابھی ہمارے درمیان اِس زمین پر موجُود ہے اور اُسی کی تلاش میں میں تُمہیں اپنے ساتھ لے کر گلیل کو روانہ ہو رہا ہُوں۔"

لیکن میرے ان شفیق الفاظ پر وہ خُوش نہ ہو سکی بلکہ اُس کی سیاہ حسین آنکھوں میں

آنسو اُمنڈ آئے۔ اُس نے اپنا پاؤں زور سے زمین پر پٹخا، اپنے گلے سے ہار توڑ پھینکا، اپنے ماتھے پر سے جھومر اُتار دیا، اور چیخ کر بولی "اب میں سمجھی کہ کیوں تُم نے میرے لئے ان سب زیورات اور کپڑوں کا انتخاب خُود کرنا پسند نہیں کیا بلکہ دُوسروں پر چھوڑ دیا۔ تُمہاری یہ بے رُخی ہی تو مُجھے گھائل کر رہی ہے۔ مُجھے وہ زیورات ہرگز نہیں چاہئیں جو تُم نے خُود انتخاب نہ کئے ہوں، حالانکہ ایسے خُوبصُورت زیورات مُجھے آج تک کبھی نصیب نہ ہُوئے تھے!"

اُس کے لئے ان سب خُوبصُورت کپڑوں اور زیورات سے انکار کرنا بھی اِتنا تکلیف دہ تھا کہ وہ اور بھی زور زور سے رونے لگی، اور سسکیاں لیتے ہُوئے اپنے دونوں پاؤں زمین پر پٹخنے لگی "کیا تُم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ تُمہارے اپنے ہاتھ سے محض بیجوں اور گریوں کا پرو دیا ہُوا ایک بے قیمت سا سادہ ہار، میرے نزدیک اِن سب بیش قیمت چیزوں سے بڑھ کر عزیز ہے؟" اب تو مُجھے بھی غُصّہ آ گیا، میں نے بھی پاؤں پٹختے ہُوئے بڑے تحکّم سے کہا "یہ چیخنا چلّانا بند کر دو، مریم بربطی، میں سمجھ نہیں سکا تُمہیں اِس قدر بدتمیزی دکھانے پر کس چیز نے انگیخت کیا ہے؟ نیچے لوگ میرے متعلق، ہم دونوں ہی کے متعلق کیا خیال کر رہے ہونگے۔ یہ سب شور و غوغا اور دھما چوکڑی سُن کر وہ کیا سوچیں گے؟ تُمہیں شاید احساس نہیں کہ ایک روتی ہُوئی عورت کسی بھرے پڑے تھیلے کی مانند قبیح صُورت نظر آنے لگتی ہے، اور میں نہیں جانتا کہ اگر تُم میری مہربانی کو اتنے دُکھ پہنچانے والے انداز میں زبردستی غلط معنی پہنانے لگو گی تو تُمہیں کس طرح اپنے ساتھ گلیل کو لے جا سکُوں گا۔"

اِس پر مریم ڈر گئی۔ اُس نے ایک دم اپنا رونا بند کر کے اپنی آنکھیں پُونچھیں اور پھر مُجھے آغوش میں لے کر میرے مُنہ کے کناروں کو چُوم لیا اور بڑے دلکش انداز میں منّت کرنے لگی "میری حماقت کی مُعافی دے دو، میں اپنے آپ کو بہتر بنانے کی پُوری کوشش کرونگی بشرطیکہ تُم مُجھے اپنے ساتھ لے چلو۔" اُس کا پیار بالکل ایک شرارتی مگر پشیمان بچّے کی مانند تھا، جس پر میں فوراً ہی پگھل گیا۔ اُس کے رُخسار کو تھپکی دیتے ہُوئے میں نے کہا "اچھا تو پھر اپنے زیورات اُٹھا کر پہن لو تا کہ راستے میں محافظ فوجی تُمہیں میری صحیح رفیقہ سمجھ کر تُمہاری پُوری پُوری عزّت ملحُوظ رکھیں، بعد میں موقع ملنے پر میں اپنے ہاتھوں سے تُمہارے لئے وہ بیجوں اور گریوں کا ہار بھی پرو دُوں گا اگر تُمہیں وُہی زیادہ پسند ہے، حالانکہ ہم اب بچّے نہیں ہیں۔"

ہم واقعی بچے نہ تھے، لیکن اُس وقت مجھے یہ شدید خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ میں ایک بچہ ہوتا، تاکہ مجھے گناہ اور نفسانی خواہشات کا کوئی احساس ہی نہ ہوتا، بلکہ ہر آنے والے دن کو اپنی معصوم مسرت سے گزار سکتا۔ مجھے کچھ علم نہ تھا کہ گلیل میں کیا چیز میری منتظر تھی ممکن ہے کہ میرا یہ کٹھن سفر بالکل بے فائدہ ہی ثابت ہو، لیکن میں بہر صورت اُس سفر اور اُس سے وابستہ اُمیدوں سے لطف اندوز ہونے کو بے قرار تھا، میں محض اپنی مبہم سی توقعات سے ہی محظوظ ہونا چاہتا تھا۔

اتنے میں کرانتھس نے آکر مجھے بتایا کہ خچر آگئے ہیں۔ میں نے سُورج کی بلندی سے اندازہ کیا کہ دوپہر ہو چکی ہے میں بے تابی سے نیچے کو بھاگا، مریم بریطی میرے پیچھے ہی آگئی۔ مکان کے سامنے گلی میں چار خچر موجود تھے، جن میں سے دو پر شب خوابی کے لئے چٹائیاں کسی ہوئی تھیں، تیسرے پر دو بڑی بڑی بند ٹوکریاں لدی ہوئی تھیں اور چوتھے پر نہایت غریبانہ سے لباس میں ایک عورت بیٹھی تھی جس نے اپنی نظریں خچر کی گردن سے اونچی کرنے کی جرأت نہ کی۔ ناتھان نے خاموشی سے نہایت مؤدبانہ میرا خیر مقدم کیا، اور صرف سُورج کی طرف ایک نظر ڈالتے ہوئے مجھے سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ عین وقتِ مقررہ پر آپہنچا ہے۔"

"وہ عورت کون ہے؟ میں کسی ایسے شخص کو اپنے ساتھ نہیں لے جانا چاہتا" میں نے غصّہ سے کہا، مگر ناتھان نے کوئی جواب دینے کی بجائے یوں دوسری طرف دیکھنا شروع کر دیا، گویا اِس معاملہ سے اُس کو کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ کرانتھس نے آگے بڑھ کر اُس عورت سے بات کی اور کچھ بے یقینی کے انداز میں اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا ہُوا واپس آکر کہنے لگا "اُس کا نام سوسن ہے، وہ کہتی ہے کہ ناتھان اُسے تمہاری ملازمت کا وعدہ کر کے لایا ہے۔ وہ اپنے گھر گلیل واپس جانا چاہتی ہے اور پیدل اِس قدر دُور چل کر جانے کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے اپنے خچر پر تیار بیٹھی ہے، اگر تم اُسے اپنے ساتھ رکھ لو تو وہ کوئی اُجرت نہیں مانگے گی۔ میرا خیال ہے عیدِ فسح کے تہوار کے روز سے وہ بیمار ہے اور اُس کے ساتھی اپنی واپسی پر اُسے یہیں چھوڑ گئے ہیں۔"

وہ عورت بدستور خچر پر بیٹھی رہی، اور مجھ سے نظریں ملانے کی جرأت نہ کر رہی تھی۔ ظاہر ہے مجھے غصّہ آگیا، میں چیخا "ہمیں کسی ملازم کی ضرورت نہیں، ہم خود ہی ایک دُوسرے کا کام کر لیتے ہیں۔ میں یروشلیم کے تمام بیماروں کو گلیل لے جانے کا کاروبار تو نہیں

کرتا۔" ناتھان نے میری طرف ایک استفہامیہ نظر ڈالی اور مجھے بالکل سنجیدہ پاکر اپنے کندھے جھٹکائے، ہاتھ آگے پھیلا دیئے، پھر میرا بٹوہ اپنے پٹکے میں سے نکالا، اُسے زمین پر پھینکا اور پلٹ کر دُوسری گلی کی جانب چل دیا۔ اُس نے خچروں کی طرف دیکھا تک نہیں۔ وہ عورت افسوس کرتی رہی مگر ڈھٹائی کے ساتھ خچر پر جمی بیٹھی رہی۔ میں نے محسوس کیا کہ اب اگر مجھے کوئی اور رہبر تلاش کرنا پڑا تو میری روانگی میں مزید تاخیر ہوگی اور ممکن ہے وہ نیا رہبر ناقابلِ اعتماد ثابت ہو۔ میں غصّہ میں کھول رہا تھا مگر بہرحال ضبط سے کام لے کر میں نے ناتھان کو واپس بلایا اُسے بٹوہ اُٹھا کر پٹکے میں رکھ لینے کا حکم دیا اور پھر تلخی سے اُسے کہا "میں ناگزیر تقدیر کے آگے سرِ تسلیم خم کرتا ہوں، تم اپنی خوشی کر لو، تاکہ ہمیں گھورنے والے لوگوں کا ایک ہجوم یہاں اکٹھا ہو جانے سے پہلے پہلے ہم روانہ ہو جائیں۔"

میں جلدی سے اندر گیا اور کرانتھس سے اپنا حساب صاف کرتے ہوئے اُسے اُس کی خواہش سے بھی زیادہ ادا کیا اور کہا "جو سامان میں یہاں چھوڑے جا رہا ہوں وہ سنبھال چھوڑنا، کیونکہ میں یروشلیم ضرور واپس آؤں گا۔"

کرانتھس نے میرا شکریہ ادا کیا اور اپنی گردن کی ایک پُریقین جنبش کے ساتھ کہا۔ "فکر نہ کرو، بالکل ایسا ہی ہوگا، مجھے یقین ہے کہ تم بہت جلد واپس آؤگے۔"

جب ناتھان میری ضرورت اور پسند کی چیزیں ٹوکریوں میں بند کر کے خچروں پر لادنے میں مصروف تھا تو متجسس لوگوں کا ایک ہجوم ہمارے خچروں کے گرد جمع ہو گیا۔ لوگ اُن جانوروں کی ٹانگیں ٹٹول ٹٹول کر دیکھتے تھے، اور اُن کے دانتوں کا معائنہ کر رہے تھے، عورتیں بیمار سوسن کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کر رہی تھیں، جو اپنے خچر پر جھکی ہوئی بیٹھی تھی اور کسی سے بات کرنے کا حوصلہ نہ کرتی تھی۔ بھکاری بھی جمع ہو گئے اور ہمیں سفر کے دوران خوش قسمتی کی دُعائیں دینے اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر ہم سے خیرات طلب کرنے لگے۔ ناتھان نے میرے بٹوے میں سے کچھ مناسب رقم نکال کر خیرات بانٹی۔ مبادا وہ بھکاری ہمیں بددُعائیں دے کر کسی مصیبت میں مبتلا کر دیں۔ اِس طرح جب آخرکار مریم اور میں اپنے خچروں پر سوار ہوئے اور ناتھان نے اُس مختصر سے قافلے کی راہنمائی سنبھالی تو تاجروں کی اُس گلی میں ایک اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہو چکا تھا۔ جہاں تک میرا تعلق تھا، ناتھان نے مجھے بالکل اندھیرے میں رکھا تھا، اُس نے مجھ سے کوئی ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا کہ وہ ہمیں کونسے راستہ سے گلیل لے جانا چاہتا ہے اور راستے

میں کون کون سی سراؤں میں ہمارا پڑاؤ ہوگا۔ پہلے تو وُہ ہمیں بیرونی شہر میں سے گزر کر مچھلی
دروازے کے پاس اُس بازار میں لے گیا جہاں نمکین مچھلی کی سڑاند پھیل رہی تھی، اور اُس دروازے
میں سے گزر کر ہم شہر کے باہر تھے۔ وہاں محافظ ناتھان کو جانتے تھے اور ہمارے خچروں پر
لدی ہُوئی ٹوکریوں کی تلاشی لینے پر مُصر تھے۔ مگر جب مَیں نے چلّا کر اُنہیں بتایا کہ مَیں ایک
رُومی ہُوں تو وُہ فوراً الگ ہو گئے، اور ہمارے گزر جانے کے بعد دیر تک ہمیں دیکھتے رہے۔
اب ناتھان اُس سڑک پر ہولیا جو شہر کی بیرونی فصیل کے ساتھ ساتھ قلعہ انطونیہ کو چلی جاتی
ہے، اور پھر خچروں کو قلعہ کے محرابی پھاٹک کے سامنے لے جا کر روک دیا۔ سوسن نے جب
وہاں پہرے پر کھڑے سنتریوں کو دیکھا تو وُہ پھر رونے لگی اور اپنا چہرہ خچر کی گردن میں چھپانے
لگی۔ مَیں بے سُود ناتھان کو آگے بڑھنے کے لئے کہتا رہا، اُس نے محض مجھے قلعے کے اندر
داخل ہونے کا اشارہ کر دیا۔ اب مجھے گمان گزرا کہ وُہ غالباً گُونگا ہی ہے کیونکہ اب تک
بھی اُس نے ایک لفظ نہیں بولا تھا، تاہم اُس کے خشخشی بال دیکھ کر مجھے یہ بھی خیال
ہُوا کہ شاید اُس نے خاموش رہنے کی کوئی قسم ہی کھا رکھی ہو۔

قدرے تذبذب سے مَیں محرابی دروازے میں سے گزر کر قلعے کے اندر داخل ہوگیا۔
محافظوں نے میری کوئی مزاحمت نہ کی، حالانکہ اپنی داڑھی اور جھالروں والے چوغے میں مَیں
عجیب سا لگ رہا تھا۔ عین اُسی وقت محافظ فوج کا کماندار مینار پر سے ایسے ظاہر ہُوا گویا مَیں
نے ہی اُسے بُلایا ہو۔ مَیں آگے بڑھ کر اُس کے پاس پہنچا، اپنے ہاتھ بُلند کرتے ہُوئے مَیں
نے اُس کا خیر مقدم کیا اور کہا "مَیں تبریاس کی غسل گاہ میں قیام کی خاطر جا رہا ہُوں، میرے
راہبر نے مناسب سمجھا کہ میں تُم سے اپنے سفر کے متعلق مشورہ کر لُوں اور تُمہیں الوداع
بھی کہہ لُوں، مَیں سوائے صرف دو عورتوں کے، بغیر ہمراہیوں کے نہایت سادگی سے
سفر کر رہا ہُوں۔"

اُس نے پُوچھا "تُم سامریہ کے راستہ سے جاؤ گے یا اُردن کے کنارے کنارے؟"
مجھے یہ اعتراف کرنے میں تو شرم محسُوس ہُوئی کہ مجھے اپنے راستہ کا علم نہ تھا اس
لئے مَیں نے کہا "تُم جس راستہ کو بہتر سمجھو، اُسی سے جاؤں گا۔"

اُس غمگین سے گٹھیا کے مارے ہُوئے شخص نے اپنے اُوپر کے ہونٹ کو اُنگلی سے
چھُوتے ہُوئے کہا "سامریہ کے لوگ بہت زہریلے ہُوتے ہیں اور معصُوم مسافروں کو

پریشان کرتے رہتے ہیں، لیکن اُردن میں ابھی تک سیلاب جاری ہے، اس لئے ممکن ہے تُمہیں
پُل عبور کرنے میں دِقّت ہو اور راتوں کو شاید جھاڑ جھنکار میں سے تمہیں شیروں کی دھاڑیں
بھی سُنائی دیں، بلاشُبہ، تُم چاہو تو مَیں تُمہاری حفاظت کی خاطر چند فوجی جوان تُمہیں مہیّا کر
سکتا ہُوں، بشرطیکہ تُم اُنہیں معقُول معاوضہ ادا کر سکو، اور موقعہ ملنے پر میری اِس اِعانت کا
ذکر گورنر سے بھی کر دو۔"

لیکن مَیں دیکھ سکتا تھا کہ وُہ اپنے دستہ میں سے صرف دو آدمیوں کی بھی عارضی کمی
کرنے پر دل سے رضامند معلوم نہ ہوتا تھا، چُنانچہ مَیں نے کہا "نہیں نہیں، مَیں ایسے خِطّہ میں
سفر کر رہا ہُوں جہاں رُوم نے مکمّل امن قائم کر رکھا ہے اور مجھے کوئی خطرہ نہیں۔"

"یہ مُعاملہ ہے تو پھر مَیں تُمہیں ایک تلوار دیتا ہُوں جو ایک اچھی رفیقِ سفر ہوگی" اُس
نے مطمئن ہو کر کہا "ایک رُومی شہری ہونے کی حیثیت سے تُمہیں اپنے ساتھ تلوار رکھنے کا
حق ہے۔ اس کے علاوہ مزید حفاظت کے خیال سے تُمہیں ایک پروانہ راہداری بھی دے دیا جائیگا
کیونکہ تُم کُچھ عجب سا لباس پہنے ہُوئے ہو اور تمہاری داڑھی ضرورت سے زیادہ بڑھی ہُوئی ہے۔"

چنانچہ مَیں اندر گیا اور وہاں میرِ رسد سے تلوار اور شانے کی پیٹی حاصل کی اور معتمد سے
اپنا پروانۂ راہداری خرید لیا، تاکہ میری روانگی کا خاطر خواہ فائدہ کماندار کو بھی پہنچے، پھر وُہ بڑے
تپاک سے میرے ساتھ صحن میں سے گزر کر پھاٹک تک آیا، اور جب مَیں نے اپنے یہودی قبا
پر تلوار باندھی تو وُہ اپنی مُسکراہٹ ضبط نہ کر سکا۔

ناتھان مُسکرایا نہیں، بلکہ اُس نے اظہارِ اطمینان کے طور پر اپنی گردن ہلائی،
اور ایک بار پھر خچروں کو ہانکنا شرُوع کر دیا۔ اب ہم ہیکل کے نواحات میں سے گزر رہے تھے
اور وادئ قدرون کو عبُور کرتے ہُوئے ہم اُس سڑک پر جا پہنچے جو کوہِ زیتُون کے گرد بل کھاتے
جا رہی تھی اور جس سے بیت عنیاہ تک مَیں خُود بھی واقف تھا۔ جب شہر نظروں سے اوجھل
ہوگیا تو مَیں خچر سے اُتر کر پاپیادہ ہولیا۔ بیت عنیاہ میں مَیں نے ناتھان کو رُکنے کے لئے کہا
اور خُود لعزر کے گھر کا رُخ کیا۔

میری چند آوازوں کے بعد وُہ اپنے باغ کی طرف سے ٹہلتا ہُوا آیا۔ اُس نے میرے
خیر مقدم کا جواب دیا اور میرے دریافت کرنے پر بتایا کہ اُس کی بہنیں گلیل کو گئی ہُوئی ہیں۔
مَیں نے پُوچھا "تُم اُن کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟" اُس نے نفی میں سر ہلا کر کہا "میرے پاس

گلیل جانے کی کوئی وجہ نہیں۔"

مَیں نے کہا "لیکن مجھے تو معلوم ہُوا ہے کہ وُہ تمہارا خداوند، اُن سب سے آگے آگے وہاں جا کر اُن کا منتظر ہے۔"

لعزر نے سرد مہری سے کہا "اِس بات سے میرا کیا تعلق؟ مَیں یہاں اپنے باغ کی رکھوالی کرتا ہُوں اور اپنی قبر کے قریب رہتا ہُوں۔"

وُہ نہایت خوفناک سے بڑبڑائے ہُوئے انداز میں بول رہا تھا۔ اُس کی آنکھیں بےحد سنجیدہ و تجسّس اور معلوم ہوتا تھا کہ وُہ کسی ایسے معمّہ پر غور کرتا رہا ہے جیسے وُہ کسی اجنبی پر ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ اُس کی موجودگی میں مجھے اپنے جسم میں ایک سرد سی لہر دوڑتی محسوس ہُوئی اور اپنا سفر قطع کرتے ہُوئے اُس کے پاس آنے پر اب مَیں متاسف ہونے لگا۔ چنانچہ مَیں نے الوداع کے طور پر کہا "تم پر سلامتی ہو۔"

"سلامتی؟" اُس نے حقارت سے کہا "اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ سلامتی کا کیا مطلب ہے تو تم کبھی مجھ پر سلامتی نہ بھیجتے۔" اُس نے اپنا زرد سا ہاتھ اپنی پیشانی پر پھیرتے ہُوئے کہا، "میرے سر میں شدید درد رہتا ہے اور میرے خیالات میں یکسُوئی نہیں ہو پاتی۔ جب تم نے میرا نام لے کر پکارا تو مَیں ڈر گیا تھا، اب تو میری یہ حالت ہے کہ کوئی بھی میرا نام لے کر پکارے تو مَیں کانپ اُٹھتا ہُوں۔ مَیں تمہیں ایک تمثیل بیان کرتا ہُوں، اگر تم اور مَیں سُوئیوں کے سرے ہوتے یا اُس سے بھی چھوٹے، اور ہمارے اِردگرد بھی ہر چیز سُوئی کے سرے جتنی ہی ہوتی، تب بھی ہم اپنی نظروں میں اُتنے ہی بڑے ہوتے جتنے حقیقتاً اب ہیں، کیونکہ اپنے تقابل کے لئے ہم سب کے پاس اپنے سوا اور کچھ بھی نہ ہوتا۔ میرے لئے یہ دُنیا اور میرے اردگرد کی ہر شے محض سُوئی کا ایک سرا بن کر رہ گئی ہے اور اب مجھے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وُہ آخر اِس سُوئی کے سرے جتنی دُنیا میں پیدا ہونے مرنے اور دوبارہ زندہ ہو جانے پر کیوں رضامند ہُوا؟ یہ بات میری فہم سے باہر ہے۔"

مَیں یہ سمجھنے پر مجبور تھا کہ یہ جتنا عرصہ قبر میں مرا پڑا رہا، اِس کا دماغ یقیناً انحطاط پذیر رہا ہو گا جس کی وجہ سے اب یہ عام انسانوں کی مانند سوچنے کے قابل نہیں رہا۔ مَیں خاموشی سے پلٹ کر سڑک پر آ گیا۔ ناتھان نے مجھے متلاشی نگاہوں سے دیکھا، اور اُس کے چہرے پر ایک تعجب سی کیفیت تھی جو مَیں پہلے بھی دیکھ چکا تھا، لیکن اُس نے کوئی بات نہیں کی اور ہم نے اپنے

راستہ پر چلنا شروع کر دیا۔ سڑک نیچے ایک وادی میں داخل ہوتی ہُوئی ایک ندی کو عبور کر جاتی تھی۔ ہم پہاڑیوں کے دامن میں چلتے رہے اور راستے میں صرف ایک کنوئیں پر اپنے خچروں کو پانی پلانے کی غرض سے ٹھہرے۔ ناتھان کی خاموشی میں کوئی آزُردگی نہ تھی، اِس کے برعکس مجھے اُس کے ایک بہترین رہبر ہونے میں ذرہ برابر شک نہ تھا، نہ ہی اب مجھے اُس بیمار عورت سے پرخاش رہی تھی، کیونکہ وُہ سب سے آخیر میں اپنے خچر پر سوار کسی بھی معاملہ میں کوئی دخل دیئے بغیر چلی آ رہی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سائے طویل ہونے لگے تو مَیں اُس کے بارے میں کچھ فکرمند ہو گیا، مَیں حیران تھا کہ اُس کی طاقت کب تک اُس کا ساتھ دے سکے گی۔ ناتھان بلاتوقف خچروں کو ہانکتا لمبے لمبے ان تھک قدم بڑھاتا ہُوا چلا جا رہا تھا جیسے اُسے بھی اتنی ہی عجلت ہو جتنی خُود مجھے تھی۔ مَیں نے دیکھا کہ اُس نے سامریہ کو ایک طرف چھوڑتے ہُوئے گلیل سے آنے والے زائرین کا وُہ راستہ اختیار کر لیا تھا جس پر اہم تہواروں کے موقع پر وُہ لوگ یریحو سے گذر کر یروشلیم کے ہیکل کو آیا جایا کرتے تھے۔

شام کے پہلے ستارے کے نمودار ہونے تک ہم چلتے رہے اور پھر ایک چھوٹے سے گاؤں میں ٹھہر گئے، جہاں ناتھان ایک متوسط سی سرائے کے صحن میں خچروں کو لے گیا۔ یہیں اپنی ضروریات اور حوائج سے فارغ ہوا تھا۔ ناتھان نے بڑی پھرتی اور صفائی کے ساتھ جانوروں پر سے بوجھ اُتارا اور ہماری شب باشی کی چٹائیاں گوبر اور مٹی سے لپے ہُوئے ایک صاف سُتھرے خالی کمرے میں لے گیا۔ سوسن نے فوراً ہی صحن میں آگ جلائی اور کھانے کے برتنوں کو کھڑکھڑانے لگی تاکہ ہم سمجھ جائیں کہ وُہ ہمارا کھانا تیار کر کے خود کو مفید ثابت کرنا چاہتی ہے۔ اُس نے گوشت کے تکّے شوربے میں جا کر بھیگنے کے لئے چھوڑ دیئے، پھر پانی لا کر میرے پاؤں دھونے پر اصرار کرنے لگی۔ اُس نے پُورے اَدب کے ساتھ مریم کے پاؤں بھی دھوئے۔ کھانا تیار ہونے پر اُس نے پہلے تو میرے اور پھر مریم کے آگے چُنا۔ مَیں نے بڑا اطمینان وسکون محسوس کیا۔ ناتھان اور سوسن، دونوں کو بڑی ہمدردی کے انداز میں دعوت دیتے ہُوئے مَیں نے کہا "مجھے معلوم نہیں کہ اِس سے تمہارے قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے یا نہیں، لیکن بہرصورت، ہم چونکہ اکٹھے سفر کر رہے ہیں اور ایک ہی کمرے میں سوئیں گے، جو کھانا مَیں کھاؤں گا وہی تم بھی کھاؤ گے، لہٰذا یہاں بیٹھ جاؤ اور ہمارے ساتھ ہی کھانا کھاؤ۔"

اُنہوں نے اپنے ہاتھ دھوئے، دو زانو ہو کر بیٹھے اور ہمارے ساتھ کھانے لگے

شریک ہوگئے، ناتھان نے روٹی توڑی، اُس پر یہودی رواج کے مطابق دُعائے برکت پڑھی، اور مجھے ایک ٹکڑا پیش کیا، مگر عورتوں کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اُس نے بہت کم کھایا اور گوشت کو بالکل ہاتھ نہ لگایا۔ کھاتے ہُوئے وُہ اپنے ہی خیالات میں مگن اپنے سامنے نظریں جمائے ہُوئے تھا، اور مَیں نے بھی اُس کے ساتھ کوئی گفتگو کرنے کی کوشش نہ کی۔ کھانے سے فارغ ہوکر اُس نے خچروں کو ایک بار پھر دیکھا اور اس کے بعد وُہ اپنے قبا میں اپنا مُنہ سر اور سارا جسم لپیٹ کر دہنر کے قریب ہی سونے کے لئے لیٹ گیا، جو ہم سب کے لئے بھی ایک اشارہ تھا کہ اب آرام کرنا ہی بہتر ہوگا۔ جب سوسن اپنا کھانا ختم کر چکی تو اُس نے زمین پر گر کر میرے پاؤں چُومنے کی کوشش کی، غالباً وُہ اِس بات پر میرا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی کہ مَیں نے اُسے اپنی حفاظت میں لے لیا تھا۔ مَیں نے کہا "تمہیں میرا نہیں بلکہ ناتھان کا شکر گذار ہونا چاہئیے، مَیں تو صرف یہ دُعا مانگتا ہُوں کہ سفر تمہارے لئے اس قدر کٹھن ثابت نہ ہو کہ تُم کہیں دوبارہ بیمار پڑ جاؤ۔"

اُس نے احتجاج کے طور پر کہا "نہیں نہیں، گلیل کی عورتیں چمڑے کی مانند سخت ہوتی ہیں، میری بیماری تو زیادہ تر غم کی وجہ سے تھی، لیکن اب مَیں واپس جھیل جنیسر کے ساحل پر اپنے وطن میں پہنچنے کی خُوشی میں ہی صحتمند ہو جاؤں گی۔"

اگلی صبح ناتھان نے ہمیں طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی جگا بٹھایا اور اِس پھرتی کے ساتھ عازمِ سفر کیا کہ مَیں صُبح کی سردی میں کپکپاتا ہُوا اپنے خچر پر بیٹھا بیٹھا روٹی کا ایک ٹکڑا توڑ کر کھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اُس وقت سُرخ سُورج ابھی پہاڑیوں کی اوٹ سے نمودار ہی ہو رہا تھا، لیکن بتدریج جب دُھوپ تیز ہوتے ہوتے گرم ہوگئی تو مَیں مسرت محسوس کرنے لگا۔ پہاڑوں کی وُہ نیلی بلندیاں، انگوروں کے باغ اور ڈھلانوں پر زیتون کے درختوں کا نقرئی رنگ، یہ سب چیزیں آنکھوں کو بہت بھلی معلوم دیتی تھیں۔ میرا یقین ہے کہ اُس وقت ہم سب پر ہی یکساں مُسرت کا عالم طاری تھا، کیونکہ اچانک ہی، مجھے متعجب کرتے ہُوئے ناتھان نے ایک کرخت و بلند آواز میں کوئی یہودی گیت گانا شروع کر دیا۔ مَیں نے استفہامیہ نظروں سے مریم کی طرف دیکھا مگر اُس نے صرف اپنا سر ہلا کر مجھے سمجھا دیا کہ وُہ الفاظ کا مطلب نہیں جانتی۔ ناتھان کی آواز کے زیر و بم میں مسرت اور سنجیدگی کا ایک نہایت پُرکشش امتزاج تھا۔ جب اُس نے گانا ختم کیا تو مَیں خچر سے

اُتر کر پیچھے سے سوسن کے پہنچنے کا انتظار کرنے لگا۔ میرے استفسار پر اُس نے میری طرف پُراعتماد نظروں سے دیکھتے ہُوئے مجھے بتایا "یہ ایک مُسافرانہ گیت ہے:

خُداوند میرا نگہبان،
خُداوند ہی تُمہارا سایہ ہے جو تُمہارے داہنی طرف ہے۔
دن کے وقت سُورج
رات کے وقت چاند
تُمہیں دُکھ نہیں پہنچا سکتا،
خُداوند تُمہیں ہر بُرائی سے محفُوظ رکھے گا،
وُہ تُمہاری رُوح کا رکھوالا ہے،
خُداوند اپنا ہاتھ تُم پر رکھتا ہے،
جب تُم باہر جاتے ہو،
اور اندر آتے ہو،
اب اور ہمیشہ!"

مَیں اُس کی دیہاتی بولی پُوری طرح سمجھ نہ سکا، اس لئے اُس نے گیت کے الفاظ کو جُھوم جُھوم کر اپنی زبان میں گُنگنانا شروع کر دیا، اور مَیں حیران سا ہوگیا جب یکایک اُس کے آنسو بہنے لگے۔ مَیں نے اُس کے کندھے کو چُھو کر اُسے تشفّی دینے کے لئے کہا۔ "روؤ نہیں سوسن، مجھے بتاؤ تمہیں کیا دُکھ ہے، شاید مَیں تمہاری کچھ مدد کر سکوں!"

اُس نے جواب دیا "نہیں نہیں، یہ تو خُوشی کے آنسو ہیں، کیونکہ مَیں غم کی اتھاہ تاریکیوں میں سے، بلکہ خُود موت کے جبڑوں سے نکل کر، ایک بار پھر دن کی روشنی میں آ نکلی ہُوں۔"

مجھے یہ سوچ کر ایک اُلجھن سی ہونے لگی کہ مَیں اِس سفر میں اپنے ساتھ دو نیم پاگلوں کو لے آیا ہُوں، لیکن مَیں مسکرائے بغیر نہ رہ سکا جب مجھے یہ خیال آیا کہ مَیں خُود بھی تو ایک دیوانہ سے رُومی سے کسی طرح کم نہیں ہُوں جو اپنا تمام سُکھ چین ترک کر کے، بلا سوچے سمجھے دوبارہ زندہ ہونے والے یہودی بادشاہ کی تلاش میں بھاگا چلا جا رہا ہُوں! دوپہر کے قریب ہم وادیٔ اُردن میں جا پہنچے اور ہمیں اپنے سامنے وسیع و عریض زرخیز میدان اور قصبہ یریحو کی کھجوروں کی فصلیں نظر آنے لگیں۔ ہوا تیز گرم ہوگئی، تاہم تھوڑے تھوڑے

وقفہ سے ہَوا کے جھونکوں کے ساتھ ہمیں اُن نخلوں کی ہلکی اَور کڑوی خوشبُو آ جاتی تھی جو یریحو کی اصل دولت ہیں۔

یروشلیم کی نسبت اِس خِطّہ میں موسمِ بہار زیادہ شباب پر تھا، اَور ہم نے وہاں کے لوگوں کو اپنی درانتیاں ہاتھوں میں لئے گندم کی کٹائی میں مصرُوف دیکھا۔ ناتھان ہمیں قصبہ کے اندر نہیں لے کرگیا، بلکہ فصیل کے متوازی جانے والی مویشیوں کی بنائی ہُوئی پگڈنڈی پر ہولیا۔ عین دوپہر کے وقت ہم اُس فصیل کے سائے میں ایک چشمے کے قریب آرام کرنے بیٹھ گئے۔ خچّروں کو ہم نے چرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ ناتھان دُعا مانگنے کی غرض سے ہم سے کچھ دُور چلا گیا جہاں وُہ اپنا مُنہ یروشلیم کی رُخ کرکے اپنے بازو بلند کئے کھڑا ہوگیا۔ اُسے دیکھ کو مریم کو بھی دن کی عبادت یاد آگئی اَور سوسن بھی خُود بخُود کچھ مُقدّس الفاظ بُڑبُڑانے لگی۔ میرے اَور اُن سب کے درمیان یہ ایک واضح فرق تھا، کیونکہ مَیں تو ایک خالص رواجی ضرُورت کے تحت، قُربانیوں کے موقعوں پر، یا مقامی تہواروں کے ایّام میں دُعا کرنے کا عادی ہُوں۔ مجُھے یہ بھی علم ہے کہ اُس قسم کی دُعائیں قطعی بے اثر ہوتی ہیں۔ مَیں تو صرف مختلف مُلکوں کے رسُوم ورواج کی پابندی اِس خیال سے کرلیا کرتا ہُوں کہ مَیں دُوسروں سے الگ نظر نہ آؤں۔ لیکن اَب ان لوگوں کو دُعا کرتے دیکھ کر مجُھے ایک قِسم کا رشک پَیدا ہو رہا تھا۔ مَیں اُن سے کہنا چاہتا تھا کہ وُہ اپنی دُعائیں مجُھے بھی سکھا دیں، مگر وُہ یہُودی تھے اَور اپنے آپ کو خُدا کے پسندیدہ لوگ سمجھتے تھے۔ اس لئے مجُھے شک تھا کہ ناتھان اَور سوسن میری کسی ایسی درخواست کو نہ مانیں گے۔ مریم کی دُعا میرے نزدیک ایک طفلانہ سی عادت کے سوا کچُھ نہ تھی اَور مجُھے دینے کے لئے اُس کی پاس کچُھ نہ تھا۔

وہاں وقفۂ آرام کے دوران ہم نے روٹی، پیاز اَور پنیر کھایا۔ مَیں نے سادہ پانی پیا، مگر ناتھان کو جب مَیں نے شراب پیش کی تو اُس نے مُنہ سے کچُھ بولے بغیر اپنے سر کے چھوٹے چھوٹے بالوں کی طرف اشارہ کر دیا، اَور مجُھے اندازہ ہوگیا کہ اس نے اپنے اُوپر کسی قسم کی پابندی عاید کر رکھی ہَے، تاہم اُس نے میری جانب کچُھ ایسی پُرتپاک نظروں سے دیکھا کہ مَیں پُوچھے بغیر نہ رہ سکا "کیا تُم نے خاموش رہنے کی بھی قسم اُٹھا رکھی ہے؟"

اُس نے جواب دیا "جہاں الفاظ زیادہ ہوں، وہاں گُناہ بھی کچُھ کم نہیں ہوتے۔" لیکن یہ کہتے ہُوئے وُہ صُلح جوئی سے مُسکرا پڑا۔ اس کے بعد وُہ ہمارے وہاں زیادہ دیر تک ٹھہرنے

پر راضی نہ ہُوا بلکہ ہمیں جلد روانہ ہولے پر اُکسانے لگا۔ چنانچہ ہم لوٹ کر پھر شاہراہ پر آگئے۔ وہاں سے نظر دوڑانے پر، میدان کے اُس پار، بہُت دُور، ہمیں سیلاب میں ڈُوبا ہُوا اُردن دکھائی دیا۔ ہمارا سفر اَب اِس قدر گرم اَور پسینہ نکال دینے والا تھا کہ ہم میں سے ہر ایک اُس کو برداشت کرنے میں اپنی پُوری قُوّت سے مصرُوفِ کار تھا، اِس کے علاوہ ہم اپنے خچّروں سمیت اُن کاٹ کھانے والی مکھیّوں کی زد میں بھی تھے، جو میرے خیال میں گندم کے گٹھوں کو کھینچ کر گھائی کے کھیتوں تک لے جانے والے بیلوں کی وجہ سے اُس علاقہ میں بکثرت موجُود تھیں۔

شام ہُوئی تو ہم پُورے ایک دن کی مُسافت طے کرنے کے بعد تھکن سے چُور، سخت پیاسے اَور اکڑے ہوُئے تھے۔ رات ہم نے ایک ایسے گاؤں میں بسر کی جہاں بہتے پانی کا ایک چشمہ تھا، تاکہ ہم خُوب اچھی طرح سے نہادھو سکیں۔ اُس وقت تک مَیں یہ اندازہ کرچکا تھا کہ ناتھان قصبوں کی سراؤں سے قصداً احتراز کرتا جارہا تھا، جہاں ہمیں نسبتاً زیادہ آرام کے علاوہ پکا پکایا کھانا بھی میسّر آسکتا تھا۔ لیکن جب اُس نے اپنی متلاشی سی نظریں مجُھ سے ملائیں تو مَیں بدمزگی نہیں محسُوس کر رہا تھا۔ بلاشُبہ قیامِ یروشلیم کی کہولت اور کمزوری کے بعد میرا جسم اِس سادہ سی زندگی کا لُطف اُٹھانے لگا تھا۔

بیکاری سے اُکتائی ہُوئی مریم نے اپنا لبادہ سمیٹا، آگ جلانے اَور کھانا تیار کرنے میں سوسن کا ہاتھ بٹانا شرُوع کردیا۔ مَیں ستاروں کو نمودار ہوتے دیکھ رہا تھا اور اُن دونوں کو عین عورتوں کے معمُول کے مُطابق آپس میں باتیں کرتے ہُوئے سُنتا رہا۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہوگئے تو مریم نے اپنی سونے کی چٹائی میرے قریب سرکائی اَور میرے کان میں کہنے لگی "یہ سوسن تو سخت جاہل سی عورت ہے، کوئی جانے اِس کا دماغ کمزور ہے، لیکن مجُھے شُبہ ہے کہ یہ علاقہ کے متوکّل گروہ میں سے ہے، اَور یہ ضرور مصلوب یسُوع کے متعلّق کچُھ علم رکھتی ہے چُونکہ یہ ہم سے خائف ہے، اس لئے شاید ہمیں کچُھ بتانے سے گھبرائے۔" مَیں جلدی سے اُٹھ بیٹھا، اُس وقت تک ناتھان اپنا مُنہ سر ڈھانپ کر دہلیز کے پاس سونے کے لئے دراز ہوچکا تھا، لیکن سوسن ابھی تک اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھی دُعا میں مصرُوف تھی۔ مَیں اپنی تحریص پر غالب نہ آسکا اَور آہستہ سے اُسے پُوچھ ہی بیٹھا "مجُھے بھی سکھاؤ تُم کیا دُعا مانگتی ہو، تاکہ مَیں بھی دُعا مانگنے کا ایک بہتر طریقہ اختیار کرسکوں۔" سوسن نے

اپنا ہاتھ احتجاجاً بلند کرتے ہُوئے کہا "مَیں ایک جاہل عورت ہُوں، مَیں قانُون سے قطعی واقف نہیں، مَیں اُس طریقہ پر دُعا نہیں کر سکتی، جیسے دراصل کرنا چاہیئے اگر مَیں تُمہیں اپنی دُعا سکھاؤں تو تُم ہنسنے لگو گے۔"

مَیں نے اُسے یقین دلانے کے لئے کہا "نہیں مَیں ہرگز نہیں ہنسُوں گا، کیونکہ مُجھے ایک مسکین اَور متوکّل انسان بننے کی خواہش ہے۔"

مریم نے کہا "تُمہاری دُعا تو بالکل ہی نئی قسم کی ہے مَیں نے کبھی کسی کو ایسے دُعا مانگتے نہیں دیکھا۔"

سوسن نے میرے لئے اپنے احساسِ تشکّر کا لحاظ رکھتے ہُوئے بڑے عجز کے ساتھ ہمیں اپنی دُعاؤں وضاحت کرتے ہُوئے سکھائی "یہ دُعا مَیں نے اس لئے سیکھی کہ اِسے یاد رکھنا بہُت ہی آسان ہے اَور مُجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ تمام دُعاؤں کا بہترین بدل ہو سکتی ہے کیونکہ اِس میں کسی مزید اضافے کی ہرگز گنجائش نہیں ہے لو سُنو، مَیں اس طرح دُعا کرتی ہُوں۔

"اَے ہمارے مُقدّس باپ،
جو آسمانوں پر ہے۔
تیرا نام سدا روشن رہے،
تیری بادشاہت ہم تک آئے،
اَور زمین پر تیری مرضی ویسے ہی عمل میں آئے،
جیسے آسمانوں پر!
ہمیں ہماری روزانہ ضرُورت کی غذا دے۔
اَور ہمیں ہمارے قرضے بخش دے۔
جیسے ہم نے اُن کے بخشے ہیں جو ہمارے مقروض ہیں،
اَور ہمیں ترغیبِ گُناہ کا شکار نہ ہونے دے،
بلکہ ہمیں بُرائی سے بچا۔
سچائی کے ساتھ۔"

مَیں نے اُسے دُعا دُہرانے کے لئے کہا، اَور محسُوس کیا کہ یہ واقعی نہایت ہی سادہ

اَور بالکل آسانی کے ساتھ ہو جانے والی چیز ہے۔ ہر فقرے پر غور کرتے ہُوئے مَیں نے پھر خُود بھی یہ دُعا پڑھی، اَور مجھ پر واضح ہوتا گیا کہ سچ مُچ اِس میں قطعی کسی اضافے کی گنجائش یا ضرُورت نہ تھی، کیونکہ ایک سیدھے سادے انسان کی ہر ضرورت کی بات اِس میں موجُود تھی۔ یہ کسی عالِم دین کی موہُوم سی دُعا نہ تھی، تاہم اُس نے مُجھ پر غور و فکر کا ایک ایسا دروازہ کھول دیا کہ سوسن میرے مُزید سوالات سے بچ گئی۔ اگلی شب ہمیں ایک سیلاب زدہ جنگل میں گُذارنا پڑی۔ دُور کہیں شمال کی جانب پہاڑوں پر برف پگھل رہی تھی، وہیں دریائے اُردن کا منبع تھا، گو اَب تک اُردن کے معاون نالے سب خُشک ہو چُکے تھے، مگر سیلاب کی وجہ سے تمام جنگلی جانور اپنے بھٹوں اَور مسکنوں میں سے بھاگ نکلے تھے۔ جب آسمان پر ستارے چمکنے لگے تو مَیں نے گیدڑوں کو پہاڑیوں میں بیقراری سے چیختے چلاتے سُنا اَور پھر تھوڑی ہی دیر بعد ہمیں ایک خوفناک گُونج سُنائی دی، جیسے دُور سے بادل کی گرج سُنائی دیتی ہے۔ یہ شور مَیں نے پہچان لیا، حالانکہ ایسا شور مَیں نے راتوں کو رُوم کے سرکس کے سوا باہر کبھی کسی جنگل میں نہیں سُنا تھا۔ خچّر خوف سے کانپنے لگے اَور ہمیں اُن کو اندر کمرے میں لانا پڑا، جہاں ہم خُود فرش کے ایک چبوترے پر لیٹے ہُوئے تھے۔ مریم نے پہلے کبھی شیر کی دہاڑ نہ سُنی تھی، وُہ میرے قریب ہوگئی اَور حالانکہ رات کافی گرم تھی، مگر مُجھے التجا کرنے لگی کہ مَیں اُسے اپنے بازوؤں میں لے لُوں۔

ناتھان نے خچّروں کو دِلاسا دیا، اَور دروازہ بند کرکے اپنی پُشت سے اُس کے ساتھ ٹیک لگا بہُت غور کے ساتھ آواز سُننے کے لئے چوکنّا ہو بیٹھا۔ سوسن بھی نہ سو سکی، چنانچہ مَیں نے موقع غنیمت جان کر اُسے پُوچھا "جو دُعا تُم نے کل شب مُجھے سکھائی تھی وُہ تُم نے کس سے سیکھی تھی؟"

دُور فاصلے پر شیر ایک بار پھر دہاڑا، اَور مکان کی کمزور مٹّی کی بنی ہُوئی دیواریں لرزتی محسُوس ہُوئیں۔ سوسن نے خوف سے اپنا ہاتھ اپنے مُنہ پر دے مارا اَور بولی "تُمہیں مُجھ سے ایسی باتیں نہ پُوچھنا چاہئیں۔"

لیکن مُجھے حیران کرتے ہُوئے ناتھان نے اچانک اپنی زبان کھولی اَور کہا "اِسے بتا دو، اس سے مت ڈرو۔"

مٹّی کے دیئے کی تھرتھراتی روشنی میں سوسن نے بے چینی سے اپنے اردگرد دیکھا اَور پھر کہنے لگی "یہ یسُوع ناصری تھا جسے اُنہوں نے یروشلیم میں مصلُوب کر دیا، جو اپنے

پیروؤں کو یہی دُعا سکھایا کرتا تھا، اور اُس نے ہم اُن سب عورتوں کو بھی یہی دُعا سکھائی تھی جو گلیل سے اُس کے ساتھ روانہ ہُوئی تھیں۔ اُس نے بتایا تھا کہ یہ دُعا کافی ہے اور ہمیں کسی اَور دُعا کی ضرورت نہیں۔"

میں نے حیرانی سے کہا "تم مجھ سے جھوٹ تو نہیں بول رہیں؟ کیا سچ مچ تم گلیل کے سفر میں اُس کے ساتھ ہی ہو؟"

سوسن نے جواب دیا "میں ہرگز کوئی چالاک عورت نہیں ہُوں اور اگر چاہُوں بھی تو میں جھوٹ بول ہی نہیں سکتی۔ پانچ چڑیوں کی قیمت خواہ دو ٹکے ہو، لیکن خُدا اُن میں سے کسی ایک کو بھی نہیں بھولتا۔ میں تمام عمر مال و دولت کی بھوکی رہی ہُوں حتیٰ کہ روپیہ جمع کرنے کی دُھن میں کبھی پیٹ بھر کر کھانا بھی نہیں کھاتی تھی۔ جب سب لوگ اُس نبی کو دیکھنے گئے تو اُن کے ساتھ میں بھی اِس خیال سے چلی گئی کہ ممکن ہے وہاں سے مجھے کچھ مُفت ہاتھ لگ جائے۔ ہیکل میں تو کبھی کوئی چیز بلا قیمت ملتی نہیں۔ میں نے اُس کا وعظ سُنا مگر کچھ سمجھ نہ سکی۔ لیکن پھر اُس نے لوگوں سے خطاب کرتے کرتے ایک نظر میری طرف دیکھا اور کہا "طمع سے بچو، کیونکہ انسان کی زندگی کا انحصار اُس کے مال و دولت پر ہرگز نہیں ہوتا۔" یہ واقعہ جھیل کے ساحل پر ہُوا۔ میں سمجھی وہ مجھے جانتا ہے اور اُس نے لوگوں سے میرے طمع کے بارے میں سُن رکھا ہوگا، مگر اُس نے پھر ایک دولتمند شخص کا ذکر کیا جو نہایت زرخیز اور شاداب زمینوں کا مالک تھا۔ اُس نے کئی سال محنت کرنے کے بعد بہت سا مال جمع کیا اور اپنے پُرانے گودام منہدم کروا دیئے تاکہ نئے اور بڑے گودام بنائے، لیکن خُداوند نے اُس شخص سے کہا "احمق انسان! آج رات تمہاری رُوح تم سے واپس طلب کر لی جائیگی، پھر تمہارا یہ سب مال دولت کون لے گا؟"

بالکل یہی حال اُس شخص کا ہوتا ہے جو اپنے لئے تو خزانے جمع کرتا ہے مگر بادشاہت کے لئے کچھ نہیں کرتا۔ اُس نے ایک لمبا سانس کھینچا اور بات جاری رکھتے ہُوئے کہنے لگی "مجھے اُس پر بہت غُصّہ آیا اور میں اپنے گھر واپس آگئی لیکن اُس کے الفاظ مجھے بھُولتے ہی نہ تھے، حتیٰ کہ بالآخر وہ میرے اندر ایک پھوڑے کی طرح کھولنے لگے، چنانچہ میں دوبارہ اُس کا وعظ سُننے گئی، اُس وقت وہ اُن پرندوں کا ذکر کر رہا تھا جنہیں خُدا روزی مہیا کرتا ہے، اور اُن جنگلی پھُولوں کا جنہیں نہ کوئی بوتا ہے نہ بناتا ہے۔ اُس نے

اپنے پیروؤں کو کھانے پینے کے سامان کی تلاش میں سرگرداں ہونے سے منع کیا، اور اُنہیں حکم دیا کہ بادشاہت کی جستجو کیا کریں، کیونکہ اِسی جستجو میں اُنہیں اپنی دیگر ضروریات کی چیزیں بھی خود بخود ہی مل جائیں گی۔ مجھے اُس پر بے حد رحم آیا حالانکہ میں یہ بھی سُن چکی تھی کہ اُس نے محض چند روٹیوں اور مچھلیوں سے ایک بہت بڑے ہجوم کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا تھا، لیکن کوئی شخص ہر روز تو یُوں نہیں کر سکتا۔ میں اپنا روپیہ کاہل اور نکمّے بھکاریوں میں بانٹنا پسند نہ کرتی تھی، لیکن میں نے جو کچھ بُنا تھا وہ فروخت کیا اور اپنے کھیت ایک کارندے کے سپُرد کر کے یسُوع کے ساتھ روانہ ہوگئی تاکہ جتنی دیر بھی میرا روپیہ کام دے سکے میں اُسے اور اُس کے حواریوں کو کھانا پینا مہیا کرتی رہُوں، کیونکہ میں یہ محسوس کرتی تھی کہ اگر کسی نے اُس کے کھانے پینے کا خیال نہ رکھا تو وہ بیچارہ معجزے کرنے والا جلد ہی فاقوں سے مر جائیگا۔ وہ خود اِس قدر غیر عملی سا انسان تھا کہ ہمارے ساتھ کچھ اور عورتیں بھی اُس پر رحم اور ترس کھا کر اُس کے کھانے پینے کا اہتمام کرتی رہتی تھیں۔"

سوسن نے یسُوع اور اُس کے حواریوں کے ساتھ اپنے سفر کی یاد میں ایک آہ بھری اور پھر اپنی کہانی جاری رکھی "میں اُس کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتی، میں یہ سب کچھ تمہیں صرف اِس لئے بتا رہی ہُوں تاکہ تم سمجھ سکو کہ اُسے دُنیاوی معاملات کی کوئی سُوجھ بُوجھ ہی نہ تھی، چنانچہ ہم سب عورتیں ہی اُس کا خیال رکھنے پر مجبُور تھیں۔ کبھی کبھار اُس کے حواری بھی مچھلیاں پکڑ کر کچھ نہ کچھ کما لایا کرتے تھے۔ ناصرۃ میں یہ کہا جاتا تھا کہ گو اُس نے بڑھئی کا کام اپنے باپ سے سیکھا تھا لیکن وہ کوئی خاص اچھا دستکار نہ تھا۔ وہ ہل اور جُوئے وغیرہ ضرور بنا لیتا تھا لیکن اچھا پہیّہ نہیں بنا سکتا تھا، اس کے علاوہ وہ ہر شخص پر فوراً ہی اعتبار کر لیا کرتا تھا۔ اُس نے اپنا بٹوہ یہُوداہ اسکریوتی کے سپُرد کر رکھا تھا اور مجھے یقین ہے کہ بعض اوقات وہ بٹوہ اس قدر ہلکا معلوم ہوتا تھا جتنا کہ نہیں ہونا چاہئیے تھا۔ اِس چیز کا اندازہ اُس کی نظروں سے ہی بآسانی لگایا جا سکتا تھا کہ وہ کس قدر سادہ اور بھولا انسان تھا۔ میں یہ دعویٰ نہیں کرتی کہ میں ناصری کی تعلیم کو سمجھتی تھی، یہ تو اُس کے حواری بھی نہ کر سکتے تھے، البتّہ اُس کے قریب رہنا بہر طور بڑا بھلا معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ میں گھر واپس جانے کی خواہش کے باوجود بھی اُسے چھوڑ کر واپس نہ جا سکی۔ اُس نے بلا وجہ اور جانتے بُوجھتے ہُوئے بہت سے نیکوکار لوگوں کو اپنا دُشمن بنا لیا تھا، اور میں یہ برداشت بھی

نہ کر سکتی تھی کہ وُہ اپنے ساتھ اُس بدنام زمانہ قُمریاں فروخت کرنے والی مریم مگدلینی کی قماش کی عورتوں کو بھی آنے کی اِجازت دے ۔"

اِس پر مریم بریلٹی بے ساختہ بول اُٹھی "مریم مگدلینی ایک رحمدِل اَور تُم سے کہیں زیادہ سمجھدار عورت ہے ۔ تُم اپنے اِن ٹاٹ کے کپڑوں میں ایک دیہاتی چڑیل سے کم نہیں ہو۔"

سوسن غصّہ سے بھڑک اُٹھی "تُم اُس کی طرف داری کرتی ہو تو مَیں سمجھ سکتی ہُوں کہ تُم خُود کس قماش کی عورت ہو ۔ تُم ہر بات اِس رُومی کے بازوؤں میں جا گھُسنے کی اتنی جلدی کیوں کرتی ہو؟ یہ ٹھیک ہے کہ اِن ٹاٹ کے کپڑوں میں، مَیں ایک بدصُورت دیہاتی عورت ہُوں، لیکن مَیں کاتنا اَور بُننا جانتی ہُوں ۔ مجھے کھانا پکانا اَور کونوں کھُدروں تک کی صفائی کرنا آتا ہے اَور جب اپنی جوانی میں کسی مزدُوری کی اُجرت بچانا چاہتی تھی تو اپنے ہاتھ سے ہل تک بھی چلا لیا کرتی تھی ۔ بہر حال یسُوع ناصری اِس دُنیا کے لئے ضرورت سے کہیں زیادہ نیک تھا ، کیونکہ وُہ بے حد خُوش اعتقاد اَور سادہ لوح انسان تھا ۔ وُہ بغیر یہ سوچے کہ آیا وُہ لوگ اُس کی مہربانی کے مستحق بھی ہیں یا نہیں ۔ بیماروں کو شفا دیتا اَور معجزے کرتا رہتا تھا ۔ اُس کے تو تپا کو صرف چھُو لینے سے ہی تمام بیماریوں سے نجات مل جایا کرتی تھی ۔ اُسے دیکھ کر مجھے یُوں معلُوم ہوتا تھا جیسے ایک بے پرواہ بچّے کو تن تنہا اِس مکّار اَور فریبی دُنیا میں چھوڑ دیا گیا ہو ۔ اگر اُس نے کسی کے نیک مشورے پر عمل کیا ہوتا تو عیدِ فسح کے تہوار پر کبھی یروشلیم نہ جاتا ، لیکن مشکل یہ تھی کہ وُہ بے حد ضدی تھا اَور یہ بھی سمجھتا تھا کہ وُہ اس دُنیا کے مُعاملات کو دُوسروں سے بھی بہتر طور پر سمجھتا ہے ، اِسی وجہ سے مُعاملات نے بالآخر وُہ شکل اختیار کر لی جو اَب ہے ۔"

سوسن اب بہُت زیادہ جوش میں آکر یسُوع ناصری کو یُوں ملامت کرنے لگی تھی گویا وُہ کوئی شرارتی بچّہ تھا ، لیکن پھر تمام گذشتہ واقعات کو یاد کر کر کے وُہ رونے لگ گئی اَور بولی "میرے پاس اَب لے دے کر اُس کی نشانی یہی ٹاٹ کا لباس ہے جو اب میرے جسم پر ہے یا وُہ دُعا جو اُس نے ہمیں سکھائی تھی ۔ جب وُہ مر چُکا تو ہم پھڑپھڑاتی چڑیوں کے ایک جھُنڈ کی مانند چاروں طرف مُنتشر ہو گئے ۔ جب مَیں صلیب گاہ سے بھاگی ہُوں تو مارے خوف کے بیمار ہو چُکی تھی ۔ کئی روز تک کھانے کا ایک لُقمہ بھی میرے حلق سے نیچے نہیں اُتر سکا ، اِس خوف سے کہ کوئی مجھے پہچان کر پکڑ نہ لے جائے مَیں ہیکل سے ذرا دُور ایک غار کے اندر کئی روز تک بے حِس و حرکت پڑی رہی ، جہاں آخر کار مَیں نے اِس ناتھان کو اُجلے

لباس میں دیکھا جس نے یسُوع ناصری کی خاطر اپنے بال کٹوا کر چھوٹے کر رکھے ہیں ۔ اِسی نے مجھے بتایا کہ یسُوع ناصری زندہ ہو کر ہم سے آگے گلیل کو جا چُکا ہے ۔"

سوسن نے اپنا ہاتھ یکایک زور سے اپنے مُنہ پر مارا اَور ناتھان کو یُوں گھُورنے لگی گویا وُہ اپنی رَو میں ضرورت سے کچھ زیادہ بات کر گئی ہو ، لیکن ناتھان نے کہا "عورتوں کی باتیں پانی کے مشکوں کے بوجھ تلے دبنے والی ٹہنیوں اَور پتّوں کی چر چراہٹ کی مانند ہُوا کرتی ہیں ۔ مَیں جانتا تھا کہ بادشاہت قریب ہے ، لیکن یسُوع کو مَیں نے کبھی نہیں دیکھا ۔ جب مَیں نے سُنا کہ وُہ اپنی قبر میں سے زندہ ہو گیا ہے تو مَیں نے اپنے بال ترشوا کر چھوٹے کروا دیئے ، کیونکہ اگر ایسا ہُوا ہے تو وُہ خُدا کا بیٹا ہے ۔ وُہ جس کے لئے ہم نے آج تک انتظار کیا ۔"

سوسن نے کہا "لیکن مَیں اُسے بہُت اچھی طرح سے جانتی تھی ، کیونکہ مَیں تو اُس کے کپڑے دھوتی رہی ہُوں ۔ وُہ بھُوک اَور پیاس سے آشنا ، ایک انسان تھا ، اَور بعض اوقات تو وُہ اپنے حواریوں سے بھی اُکتا جایا کرتا تھا ۔ وُہ لوگوں کے پتھّر جیسے دِلوں سے بیزار ہو جایا کرتا تھا ، لیکن وُہ ضرور دوبارہ زندہ ہو گیا ہوگا ۔ اگر یہ کہا جاتا ہے تو مجھے اِس پر ذرا بھی تعجب نہیں ہوتا ، بلکہ برعکس اِس کے مَیں اُس کی خاطر خُوشی کے آنسُو بہاتی ہُوں اَور پُر اُمید ہُوں کہ اَب تمام بُرائی نیکی میں تبدیل ہو جائے گی ۔ اگر ہم ذرا صبر سے کام لیں اَور اگر اُس کی حمایت میں لڑنے کے لئے ہمارے پاس فرشتے آ جائیں تو شاید پھر وُہ سچ مُچ گلیل میں ایک بادشاہت قائم کر دے ، ورنہ تو اِس تمام معاملے کا انجام کچھ بھی نہ ہوگا ۔ پھر بھی اُس کی سکھائی ہُوئی دُعائیں صبح ، دوپہر اَور شام پڑھتی رہتی ہُوں ، کیونکہ اُس نے یہی ہدایت کی تھی ۔"

اُس کی اِن باتوں نے مریم پر بڑا گہرا اثر کیا اَور وُہ کچھ شک سے اُسے پُوچھنے لگی "کیا واقعی تُم اُس کے کپڑے دھویا کرتی تھیں؟"

سوسن نے فخر یہ کہا "میرے سوا اَور کون اُس کے کپڑوں کو اِس قدر اُجلا رکھ سکتا تھا ؟ تُمہاری مریم مگدلینی نے تو اپنی زندگی میں شاید ایک بار بھی کپڑے نہ دھوئے ہوں گے ، سلومی کو اپنے بیٹوں کے کاموں سے کب فرصت ہوتی تھی کہ وُہ یہ کام کرتی ، رہی یُوآنہ ، سو وُہ اپنے لئے نوکر رکھ لیا کرتی تھی ۔ اگر تُمہاری مریم مگدلینی کے بس میں ہوتا تو وُہ یسُوع کے مصلُوب ہونے کے بعد ایک بار پھر پالکیوں میں بیٹھ کر آوارہ گردی میں مصرُوف ہو جاتی

مگر دُنیا کی شرم سے وُہ ایسا نہیں کر سکی کیونکہ اُس نے یسُوع کے ساتھ رہ کر اپنے پاؤں پر چلنا سیکھ لیا ہے۔"

مَیں اپنے تعجّب کو زیادہ دیر تک نہ دبا سکا اَور پُوچھ بیٹھا "جب تُم اُس کے اپنے طرزِ عمل اَور اُس کے حواریوں اَور دیگر پیروؤں سے کبھی بھی متفق نہ ہو سکیں تو آخر کیوں تُم نے اُس کے ساتھ رہ کر اپنی تمام جائداد لُٹا دی؟"

سوسن نے بھی میری طرف تعجّب سے دیکھا اَور پھر مُجھے سمجھانے لگی "وُہ بھیڑیوں میں گھرے ہُوئے ایک برّے کی مانند تھا۔ ایسے میں کون اُس کی نگرانی کرتا اَور اُسے کھلاتا پلاتا؛ اُس کی ماں تک نے تو اُسے دیوانہ قرار دے رکھا تھا۔ اَور خُود ناصرۃ ہی کے لوگوں نے بھی اُسے ایک بار ایک پہاڑی کی اُونچی چوٹی پر لے جا کر نیچے پھینکنے اَور ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی مگر آخری لمحہ پر بہرحال وُہ یہ جرأت نہ کر سکے۔"

"تو پھر کیا تُمھیں اُس سے محبّت ہو گئی تھی؟" مَیں نے پُوچھا۔

سوسن نے چڑ کر، غصّہ سے بل کھاتے ہُوئے بگڑ کر کہا "مُجھ جیسی بُوڑھی خشک ہڈیوں کی مُٹھی کو بھلا محبّت سے کیا واسطہ ہو سکتا ہے؟ لیکن یہ دُنیا کاہل نکھٹوؤں، لالچی بیوپاریوں اَور بے رحم محصُول جمع کرنیوالوں، اَور اِسی قسم کے مکّاروں اَور دغا بازوں سے بھری پڑی ہے۔ کوئی بیچاری دیہاتی عورت اگر شہر میں آ نکلے تو ایک ہی لمحہ میں اُس کے سر کے بال تک چُرا لئے جائیں۔ مُجھے اُس پر بہت رحم آتا تھا، کیونکہ وُہ قطعی معصُوم تھا اَور بُرائی کے متعلق کوئی علم ہی نہیں رکھتا تھا۔" پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک دُوسرے سے دباتے ہُوئے اُس نے بہت آہستہ سے، جیسے اِس اعتراف پر اُسے کُچھ ندامت سی محسُوس ہو رہی ہو، کہا "اَور اِس کے علاوہ اُس کے پاس ایک اَبدی زِندگی کے الفاظ تھے۔"

"اِس بات سے تُمہارا کیا مطلب ہے؟" مَیں نے دریافت کیا۔

لیکن سوسن نے قدرے بے چینی سے جواب دیا "مَیں کیا جانوں، مَیں تو اتنا جانتی ہُوں کہ وُہ ایسی طاقت رکھتا تھا۔ مَیں اُس کے الفاظ کے پُورے معنی نہیں سمجھتی تھی، لیکن مَیں بس یقین کر لینے پر اکتفا کر لیا کرتی تھی۔"

"اَور تُم کیا اب بھی یقین رکھتی ہو؟" مَیں نے اصرار کرتے ہُوئے پُوچھا۔

"مَیں نہیں جانتی" اُس نے ویسے ہی بے صبری سے جواب دیا "جب صلیب پر لٹکے ہُوئے اُس کے جسم پر سے دُکھ کا پسینہ اَور خُون بہہ نکلا تو اُس لمحہ میرا یقین غائب ہو گیا اَور مَیں بھاگ اُٹھی، کیونکہ اُسے اذیت میں مُبتلا دیکھنا میری برداشت سے باہر تھا، اس لئے ممکن ہے اُس کے بعد مَیں اپنی تمام دولت بلا مقصد لُٹا دینے کی پشیمانی کی بنا پر ہی بیمار پڑ گئی ہُوں گی، مگر نہیں، یہ بات بھی نہ تھی، مَیں زیادہ تر تو اُس کی اذیت کی وجہ سے ہی بیمار ہو گئی تھی۔ وُہ ہرگز ایسی دردناک موت کا مستحق نہ تھا خواہ فقیہوں اَور فریسیوں کے متعلق اُس نے کیسی ہی سخت سُست باتیں کیوں نہ کہی ہوں اَور بہر طور اُس کی باتیں اُن عام دیہاتیوں کی باتوں سے کُچھ مختلف نہ تھیں، جو فقیہوں اَور فریسیوں کو جانتے ہیں، اَور اُن کے ہاتھوں قانون سے اپنی ناواقفیت کی بنا پر اپنی سبزیوں اَور کھیتوں کی فصلوں تک کو پھینک دینے پر مجبُور ہو جاتے ہیں۔ لیکن اب تو یقیناً تمام مُعاملات سُدھر جانے چاہئیں اَور اگر مَیں صرف ایک بار پھر اُسے دیکھ پاؤں اَور اُس کی آواز سُن لُوں، تو میرا اُس پر ایمان قائم ہے۔"

میری عقل، مٹّی کی اُس گرم جھونپڑی کی فضا میں، مُجھے مجبُور کرتی تھی کہ مَیں اُس پر شک کروں، چارے کی ناند پر کھڑے ہُوئے خچر بے قراری سے ہلنے لگے، باہر شیر دھاڑ رہا تھا۔ مَیں نے محسُوس کیا سوسن قصداً اپنے آپ کو حقیقت سے زیادہ احمق ثابت کرنے کی کوشش کر رہی تھی، اَور نہایت مکّاری سے کام لیتے ہُوئے مُجھ سے بات کا وُہ اہم ترین حصّہ چھپا رہی تھی جو یقیناً اُس کے علم میں تھا۔ اگر اُس نے لگاتار کُچھ عرصہ یسُوع ناصری کی صُحبت میں گذارا ہے، اُس کے معجزے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں، اُسے لوگوں سے خطاب کرتے سُنا ہے اَور اِدھر اُدھر سے تھوڑا بہت وُہ کُچھ دیکھا سُنا ہے جو وُہ اپنے حواریوں کو بتاتا رہا ہے تو یقیناً وُہ کُچھ ایسی چیزوں کے بارے میں بھی کُچھ نہ کُچھ جانتی ہو گی جو شاید سب کو سُنانا مناسب نہ ہو گا، چنانچہ مَیں نے کہا "تو کیا واقعی تُمہیں اُس کی دانش، اُس کی تعلیمات کے متعلق اَور کُچھ یاد نہیں؟"

سوسن نے میری طرف اَور بھی ناپسندیدگی سے دیکھتے ہُوئے کہا "دانش عورتوں اَور بچّوں کو سکھانے کی چیز تو نہیں ہوتی، اِسی لئے تو مَیں مریم مگدلینی کے وجُود کو برداشت نہ کر سکتی تھی، کیونکہ جب ہم سب لوگ مفید کاموں میں مصرُوف رہتے تھے تو وُہ سارا وقت اُس کے قدموں میں بیٹھی گذار دیتی تھی اَور یہ فرض کر لیتی تھی کہ وُہ گویا اُس کی ہر بات کو سمجھتی ہے۔ یقین کرو، اُس کی مانند وہاں بہت لوگ ہُوا کرتے تھے، کیونکہ ہمیں صرف اُن بارہ

حواریوں کے ہی کھانے پینے کا اہتمام نہیں کرنا پڑتا تھا، بلکہ بعض اوقات تو یہ تعداد ستّر تک پہنچ جایا کرتی تھی۔ میرے نزدیک تو وُہ خُود ہی مجسّم عقل تھا، میرے لئے وُہ زندگی کی غذا تھا، جیسا کہ اُس نے خُود بھی بتایا تھا، مَیں یہ نہیں جانتی اِس سے اُس کا اصل مطلب کیا تھا، مگر مَیں اُس کی ہر بات پہ بس یقین کر لیا کرتی تھی۔"

اُس کی سادگی پر مَیں سوائے اپنی گردن ہلا دینے کے اَور کُچھ نہ کر سکتا تھا، اَور مَیں نے اُس سے مزید استفسار کرنا مُناسب نہ سمجھا، تاہم ابھی جبکہ مٹّی کا چراغ ٹمٹما رہا تھا، تو شاید سوسن نے خُود ہی مجھے مزید قائل کرنا ضروری محسُوس کیا۔ اِس نے تھوڑی دیر اپنی اُنگلیاں چٹخانے اَور اپنا جسم اِدھر سے اُدھر ہلاتے ہُوئے معاملہ پر خُوب غور کرنے کے بعد وضاحت کے طور پہ کہا "آسمانوں پر اُس کا باپ میرا بھی باپ ہے۔ وُہ بچّوں کو اکثر اپنے قریب بُلا لیتا تھا اَور کہا کرتا تھا کہ وُہ جو بچّوں کی مانند ہیں، اُس کی بادشاہت کے دروازے اُنہی کے لئے کُھلے ہُوئے ہیں۔ اتنی بات مَیں کم از کم سمجھ گئی تھی اَور مَیں نے یہ تسلیم کر لیا تھا کہ میرا کام اپنے باپ کے ارادوں کے بارے میں اپنے ذہن کو پریشان رکھنا ہرگز نہیں ہے، بلکہ ایک بچّے کی طرح مجھے صِرف یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ وُہ ہر چیز کے متعلّق بہترین علم رکھنے والا ہے۔ بس صرف یہی ایک راز ہے جو مَیں سمجھ سکی ہُوں۔"

اُس بے چین سی رات میں مُجھے نیند نہ آ سکی، اَور وُہ دبی گُھٹی دہاڑیں مجھے کُچھ اِس وضاحت سے رُوم کی یاد دلاتی تھیں کہ بعض لمحات میں، مَیں نیم خوابی اَور نیم بیداری کے عالم میں اپنے آپ کو دوبارہ رُوم میں محسُوس کرنے لگتا تھا، اَور جذبات کی تھکن سے چُور گلاب کی خُوشبُوؤں کے درمیان مَیں ایک سُرخ گدے دار بستر پہ سے بیدار ہونے کی اُمّید کرنے لگتا۔ یہ خواب ایک انتہائی خوفناک حادثے سے کسی طرح کم نہ تھا، تاہم جُونہی مَیں چونک کر پُورا بیدار ہُوا تو مَیں نے اپنے آپ کو ایک شدید احساسِ زیاں سے دَبا ہُوا پایا۔ مَیں یہاں داڑھی بڑھائے غلاظت اَور پسینے کی بُو کا مارا ہُوا مٹّی کی ایک گندی جھونپڑی کے اندر، خچّروں اَور یہُودیوں کے درمیان، اِس خُوش فہمی کا شکار بنا پڑا تھا کہ اِس طرح مَیں ایک ایسی چیز حاصل کرُوں گا جو تمام عقل و فہم سے ماورا ہو گی۔ اگر مَیں رُوم میں ہوتا تو میرے بالوں میں گھونگھر پڑے ہُوئے، میرے قبا کے بلوں کی تہیں نہایت سلیقے سے سُلجھی ہوتیں۔ مَیں نے اپنا وقت مُطالعہ کرنے یا عدالت میں کوئی دلچسپ مُقدمہ سُننے یا ایسے ہی کسی اَور مشغلے

میں محض اِس انتظار میں گذارا ہوتا کہ کب ٹھولیا سے دوبارہ ملُوں۔ رُوم کی ذہین اَور متمدن مجلسوں کے معمُول کے مُطابق میرے ذہن میں پرورش کی علامت ہی یہ ہے کہ کسی چیز میں یقین ہی نہ کیا جائے اَور مَیں خُود ایسی فضُول باتوں پر یقیناً سب سے زیادہ بُلند قہقہے لگانے والوں میں سے ہوتا، تاہم باوصف ان باتوں کے وُہی بیوہ عورتیں اَور چالاک نوجوان کسی وقتی طور پر مقبُول و معرُوف مُنجّم یا کاہن کے دروازوں پر بھی انبوہ در انبوہ کھڑے نظر آتے ہیں۔ وُہ خُوش بختی کے لئے طلسم و تعویذ حاصل کرنے پر بڑی سے بڑی رقم خرچ دیتے ہیں۔ وُہ اپنی اِس وہم پرستی پر خُود ہی ہنستے بھی ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ ممکن ہے۔ بالآخر اِس توہم پرستی میں کُچھ اصلیّت ہی ہو۔ اُن کے نقطۂ نظر سے ہر چیز ہی ایک جُوا ہے، تقدیر بڑی متلوّن مزاج ہوتی ہے اَور جیتنے کے مواقع قطعی غیر یقینی، تاہم پرہیز کرنے اَور محض خلاء پر ہی قناعت کر لینے کی بجائے جُوا کھیل لینا ہی بہتر ہوتا ہے۔

تو کیا اپنے دِل کی گہرائیوں میں ابھی تک شکُوک و شبہات لیئے، مگر اِس مرحلہ پر معاملہ کو یُوں چھوڑ دینے کی بجائے آخر تک دیکھ لینے کو بہتر صُورت سمجھتے ہُوئے مَیں اب بھی یہاں اُردن کے قریب، محض ایک جُوا ہی کھیل رہا تھا؟ جب سب کُچھ کہا اَور کیا جا چکے گا تو مجھے آخر کیا جیت لینے کی توقع ہے؟ ممکن ہے وُہ بادشاہت جو میرے خیال کے مُطابق ابھی تک اِس زمین پر موجُود ہے اَور جس کا راستہ پا لینے کی مُجھے اُمّید ہے، بالآخر ایک سُراب سے زیادہ نہ نکلے۔ اِنہی خیالات میں غرق مُجھے اپنے پہلو میں لیٹی ہُوئی خراٹے بھرتی مریم بربیطی، اَور اُس ڈھیٹ سوسن اَور خاموش ناتھان سے ایک کراہت سی محسُوس ہُوئی، مُجھ ایسے ایک دولتمند اَور معزّز رُومی کو آخر اِن لوگوں سے کیا سروکار تھا؟

مَیں نے دِل ہی دِل میں سوسن کی سکھائی ہُوئی دُعا دُہرائی۔ ناصری کے رازوں میں سے مجھ پہ منکشف ہونے والا یہ پہلا راز تھا، ممکن ہے اِس کے ساتھ کسی پُراسرار دانش کی کوئی سحر انگیز قوّت وابستہ ہو، تاہم اُن فقروں کو اپنے ذہن میں بار بار کئی طرح گھمانے پھرانے کے باوجُود، وُہ دُعا جیسی تھی، ویسی ہی رہتی تھی۔ سادہ لوگوں کے اظہارِ عجز کا ایک نُسخہ، صرف اپنے آپ سے ہی عاجزی کے ساتھ دُہرائی جانے والی ایک بات گویا اِس طرح سے تفکّرات دُور کرنے اَور ذہنی سکُون حاصل کرنے کی ایک ترکیب، مَیں آخر کوئی بچّہ بھی تو نہ تھا کہ سچ مچ محسُوس کرنے لگتا، اِس سے واقعی کُچھ امداد ملتی ہے۔

اُس رات ہم سب ہی بُہت پریشان نیند سوئے اَور صُبح سب کے سب نیند

کے مارے ہُوئے ، ایک دُوسرے سے آمادۂ پیکار تھے ۔ مریم بریلی کے ذہن میں کسی وجہ سے یہی سما گئی کہ ہمیں پہاڑیوں پر جاکر سامریہ والی سڑک کا راستہ اختیار کر لینا چاہیئے وُہ سیلاب کی وجہ سے اپنے بھٹ میں سے بھاگے ہُوئے کسی شیر کا لُقمہ بننا ہرگز پسند نہ کرتی تھی۔
سوسن بار بار کھانے کے برتنوں اَور تھیلوں کو دیکھ دیکھ کر مُصِر ہو رہی تھی کہ سامان میں سے یقیناً کوئی چیز کم ہو چکی ہے ، اَور اِس طرح وُہ ہماری روانگی میں تاخیر کا باعث بنی رہی ، حتیٰ کہ ناتھان بھی کُچھ بے چین سا ہو کر اپنے ارد گرد دیکھ رہا تھا اَور مکھیوں کے ستاتے ہُوئے خچّر اس قدر بیقرار ہو رہے تھے کہ ہمیں تمام وقت اُنہیں بڑی مضبُوطی سے پکڑنا پڑا ۔
مریم کی بَک بَک سے بیزار ہو کر ناتھان نے آخر کار صحیفوں کا ایک حوالہ دیا ”ایک راستہ ایسا ہوتا ہے جو انسان کو بظاہر صحیح معلوُم ہوتا ہے لیکن حقیقتاً وُہ مَوت کا راستہ ہوتا ہے “۔ یہ کہتے ہُوئے اُس نے میرے پہلو سے لٹکتی ہُوئی تلوار کی طرف اشارہ کیا اَور ایک پُختہ عزم کے ساتھ اِس انداز سے روانہ ہُوا گویا ہمیں سمجھانا چاہتا ہو کہ اب تُم لوگ جو چاہو سو کرتے رہو ، لیکن کم از کم وُہ ضرور طے شُدہ تجویز کے عین مطابق آگے بڑھتا جائے گا ۔
مریم نے افسوس کرتے ہُوئے کہا ”تُم مرد لوگ تو بچ جاؤ گے ، لیکن مَیں تُم سب سے کم عُمر ہُوں ۔ شیر ایک دانا جانور ہوتا ہے اَور ہمیشہ نرم ترین گوشت کا انتخاب کیا کرتا ہے مَیں نے یہی سُنا ہے “۔
سوسن اپنا سر جھٹکاتے ہُوئے بولی ”اگر یسُوع ناصری اِس راستہ پر سے گیا ہے جو یقیناً ہم بھی اُس کے قدم بقدم جا سکتے ہیں ۔ تُم اگر ڈرتی ہو تو مَیں اپنے خچّر پر سب سے آگے چلنے کو تیار ہُوں ، مَیں شیر کو بھگا دُوں گی ، کیونکہ وُہ یقیناً مُجھ بڈّھی کے ڈھانچے کو نہیں چھیڑے گا “۔
مَیں نے چڑ کر کہا ”اگر یہ سچ ہے کہ یسُوع ناصری گلیل کو گیا ہے تو ہم میں سے کون کہہ سکتا ہے کہ وُہ ضرور اِسی راستہ سے گیا ہو گا ۔ یہ تمام قصّہ یروشلیم میں مجلسِ اعلیٰ کی مکّاری سے بھی تو وجُود میں آ سکتا تھا ، تاکہ گلیل والے کسی طور یروشلیم سے چلے جائیں “۔
مَیں تنہا صرف ایک تلوار کے بل بوتے پر کسی شیر کا مقابلہ کرنے کو ہرگز تیّار نہ تھا ، گو مَیں یہ بھی دیکھ چکا ہُوں کہ سرکس کے اندر کسی مشّاق شمشیر زن نے شیر کا مقابلہ کیا اَور زندہ بچ نکلا ، لیکن ناتھان چُونکہ اُن تمام راستوں اَور اُن کے خطرات و خدشات سے پُوری طرح

آگاہ تھا اس لئے میری رائے میں عقلمندی کا کام یہی تھا کہ اُسکے کہنے پر عمل کیا جائے ، چنانچہ ہم سب نے نہایت بدمزاجی کے ساتھ دوبارہ اپنا سفر شروع کیا ۔ اُس سیلاب زدہ بیابان علاقہ میں سفر کرتے ہُوئے ہمیں بار بار اپنے چوغے اپنے گرد لپیٹ کر اُن سرکش خچّروں کو گھسیٹ گھسیٹ کر آگے لے جانا پڑا ، اَور ابھی ہم بمشکل ہی وُہ علاقہ طے کرنے پائے ہوں گے کہ ہمارا سامنا چند فوجیوں سے ہو گیا ، جنہوں نے مریم کو دیکھتے ہی خُوشی کے وحشیانہ سے نعروں سے ہمارا خیر مقدم کیا ۔ میری تلوار کو دیکھ کر اُنہوں نے سب سے پہلے مُجھے ہی خچّر پر سے کھینچ کر زمین پر دے مارا ، اَور اگر مَیں زور زور سے چیخ کر یُونانی اَور لاطینی دونوں ہی زبانوں میں اُنہیں یہ نہ بتاتا کہ مَیں ایک رُومی شہری ہُوں تو اُنھوں نے اغلباً مُجھے ہلاک کر دیا ہوتا ۔ تاہم میرے پروانۂ راہداری کے باوجُود ہمارے تمام سامان کی تلاشی لی اَور غالباً اپنی تفریحِ طبع کے لئے مریم کے لباس کو بھی سر تا پا ٹٹولا ۔ مَیں اگر رُومی نہ ہوتا تو وُہ یقیناً اُسے گھسیٹ کر جھاڑیوں میں لے گئے ہوتے ۔
اُن کی اِس بے ضابطگی کا جواز مُجھے اُس وقت مِلا جب مُجھے یہ معلُوم ہُوا کہ نہ تو اُن کا تعلق شاہراہ کے گشتی دستے سے تھا نہ ہی وُہ کسی جنگی مشق میں حصّہ لے رہے تھے ۔ اُن کے افسر کو شیر کے شکار کا شوق چرّایا تھا اَور وُہ اپنے ساتھ چند تیر اندازوں کو لئے ایک ٹیلے پر گھات لگائے بیٹھا تھا جبکہ اِس رُخ یہ سب فوجی اپنے شور و غُل اَور ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ سے شیر کو ہنکانے پر مامُور تھے ، گو بظاہر شیر ابھی اُس نواح میں نہیں تھا ، پھر بھی یہ کوئی ایسی خُوشگوار ذمّہ داری نہ تھی ، چنانچہ اُنھوں نے اپنے حوصلے قائم رکھنے کے لئے بے تحاشہ شراب پی پی کر اپنے آپ کو نشے میں اندھا کر رکھا تھا ۔
یہ وحشیانہ واقع اس قدر ناخُوشگوار اَور پریشان کُن تھا کہ اب یہ بات بڑی آسانی سے مُجھ پر واضح ہو گئی کہ یہُودی آخر کیوں رُومیوں سے اتنی نفرت کرتے ہیں ۔ میری بدمزاجی اب بڑھ کر غیض و غضب کی شکل اختیار کر گئی اَور جب بالآخر اُس ٹیلے کے اُوپر مُجھے اُن کا وُہ شیر کی کھال کا شوقین تمندار مِلا تو مَیں نے اُسے اَور اُس کے سپاہیوں کو بے نُقط سُنائیں اَور پھر اُنہیں دھمکی دی کہ اُن کی اِس بدسلُوکی کی شکایت گورنر سے کرُوں گا ۔ یہی بات کرنا دراصل میری حماقت تھی ، کیونکہ اُس داغدار چہرے والے تمندار

نے مجھے ایک کینہ بھری نظر سے دیکھا اور پوچھا کہ مَیں کس قسم کا رومی ہوں جو یہودیوں کا سا چوغہ پہنے یہودیوں کے ساتھ سفر کر رہا ہوں۔ اُس نے الزامی طور پر کہا "اور کہیں تم بھی اُس ہجوم سے متعلق تو نہیں ہو جو گروہ در گروہ اِس راستہ پر سے تبریاس کے سمندر کی جانب روانہ ہے؟ یہ زیارت کا نہیں بلکہ فصلوں کی کٹائی کا موسم ہے اور وہ سب مسافر ایک بے سُود سفر کر رہے تھے۔"

اُس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے اُس سے اپنی تیزی کی معافی مانگنا پڑی پھر مَیں نے دریافت کیا کہ اُس کی نظر سے گذرنے والے وہ سب مسافر کیسے لوگ تھے، لیکن یہودی لوگ چونکہ تلاشی اور محصول کی چوکیوں سے بچنے کی خاطر زیادہ تر رات کو سفر کرتے رہے تھے، اِس لئے وہ صرف سُنی سُنائی باتیں دُہرا رہا تھا۔ پھر اُس نے مجھے بڑی نرمی سے متنبہ کیا "یہ احتیاط رکھنا کہ تم کہیں اُن کے نرغے میں نہ پھنس جاؤ، کیونکہ گلیل کے باشندے انتہائی متعصب لوگ ہوتے ہیں۔ اُن کے علاقے میں آبادی بہت گھنی ہے اور ہنگامہ پرور صحرائی لوگ اکثر وہاں آکر جا و بے جا ہنگامے برپا کرتے رہتے ہیں۔ ابھی ایک دو سال پیشتر ہی وہاں ایک ایسا ہی سودائی پیدا ہو گیا تھا جو ایک یہودی بادشاہت کا اعلان کرتا پھرتا تھا اور دریائے اُردن میں اپنی شعبدہ بازی سے لوگوں کو بپتسمہ دیتا رہتا تھا تاکہ وہ میدانِ جنگ میں ناقابلِ تسخیر بن جائیں۔ گلیل کے یہودی حاکم کو آخر کار مجبور ہو کر اُس کی گردن اُڑانا پڑی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ خود ہی ناقابلِ تسخیر نہ تھا۔ بہرحال ممکن ہے وہاں اُس کے کچھ پیرو ابھی تک موجود ہوں۔"

پھر اُس نے مجھے اچانک کچھ اِس طور پر رُخصت کر دیا گویا مجھ پر کوئی احسان کر رہا ہو، جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُس کے نزدیک مَیں کچھ اہمیت نہ رکھتا تھا۔ جب ہم نے پھر سفر شروع کیا تو مریم بریلطی نے مجھے سر پرستانہ سی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "معلوم ہوتا ہے تم اپنے ہم وطنوں کے نزدیک کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے کیونکہ پسینے میں بسا ہوا داغدار سا یہ تھانیدار بھی تمہارے ساتھ اسقدر گستاخی سے پیش آیا ہے۔"

مَیں نے تلخی سے پوچھا "اگر میرے سر پر ایک فولادی خود اور پاؤں میں میخدار بھاری جوتے ہوتے تو کیا مَیں تمہاری نظروں میں زیادہ اہم اور شاندار ہوتا؟"

مریم نے اپنے سر کو جھٹکا کر جواب دیا "فوجیوں کو کم از کم یہ تو معلوم ہوتا ہے

کہ اُن کی کیا ضروریات ہیں اور کیسے پوری ہوں گی۔ تم چونکہ ایک رومی ہو لہٰذا تمہیں رومیوں ہی کے انداز میں سفر کرنا چاہیئے، تاکہ تم اپنے تمام حقوق سے پُورا فائدہ اُٹھا سکو، اور اِس صورت میں جب تم کسی رومی سے گفتگو کرو گے تو تمہاری اِن بالوں سے بھری ہوئی ٹانگوں اور اِس داڑھی میں چھپے ہوئے چہرے کی وجہ سے تمہیں کسی سے شرمانا تو نہ پڑے گا۔"

مَیں نے اُسے گھور کر دیکھا کیونکہ مجھے اپنے کانوں پر اعتبار نہیں آ رہا تھا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ ممکن ہو تو اُس کی کھال اُدھیڑ کر رکھ دوں۔ مَیں نے ایک غیر متوازن سی آواز میں اُس سے پوچھا "وہ لڑکی کون تھی جس نے اپنی زندگی بھر مجھے دُعائیں دینے کا وعدہ کیا تھا، بشرطیکہ مَیں اُسے اپنے ساتھ لے چلوں؟ ہاں اور یہ بھی عہد کیا تھا کہ ضرورت پڑنے پر کُھلے میدانوں میں بھی سو کر وقت گذار لیا کرے گی؟ تم اپنے آپ کو آخر سمجھتی کیا ہو؟"

لیکن مریم نے پھر اپنا سر جھٹکایا اور مجھے ملامت کے انداز میں کہنے لگی "مَیں بھی یہ یقین ہی نہیں کر سکتی تھی کہ کوئی اور بھی نہیں بلکہ تم وہ سب باتیں اِس طرح میرے مُنہ پر دے مارو گے جو مَیں نے اتفاق سے تمہیں راز کے طور پر بتا دی تھیں۔ بلاشُبہ مَیں بدقسمتی کا شکار رہی ہوں، لیکن اگر مَیں دوبارہ زندہ ہونے والے ناصری سے مِل سکی اور اُس نے میرے تمام گُناہ معاف کر کے مجھے پاک کر دیا، تو تم مجھے میرے ماضی پر طعنے دینے کے قابل نہ رہو گے، لیکن مجھے یہ تو بتاؤ کہ خود تمہارے وہ کون سے گھناؤنے گُناہ ہیں جنہیں اِس قدر عاجزی کے ساتھ ایک نیا راستہ تلاش کر کے تم بخشوا لینے کی فکر میں ہو؟"

مجھے یقین نہیں تھا کہ جو کچھ بکواس اُس نے کی تھی، وہ واقعی اُس کا مقصد بھی تھا بلکہ مَیں نے یہ سمجھا کہ وہ غالباً دِن بھر کی کوفت سے متاثر ہو کر اپنے دِل کی بھڑاس نکال رہی ہے، اِس لئے مَیں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ پیچھے ہٹ کر سوسن کے ساتھ ہو گئی۔ مَیں نے اُن دونوں کو پہلے چیخ چیخ کر آپس میں جھگڑتے اور پھر غصّہ میں میرے اور ناتھان کے خلاف متحد ہوتے سُنا۔

اُس شام سامریہ کی پہاڑیوں کی اوٹ میں غروب ہوتے ہوئے آفتاب میں ایک غضبناک سی سُرخی تھی۔ ایک لمحہ کے لئے وادی کی فضا میں ایک ویران سی جھلاہٹ ہُوئی اور پھر دریائے اُردن اپنی تمام تر گہرائیوں اور شور کے ساتھ، ہماری آنکھوں کے سامنے تاریک ہو کر رہ گیا۔ اِس عجیب و غریب منظر نے ہر چیز کو غیر حقیقی سا بنا کر رکھ دیا اور

اور میرے تمام شیطانی وسوسوں کو یکسر غائب کر دیا۔ مجھے وہ وقت یاد آگیا جب یہودیوں کا بادشاہ صلیب پر اذیّت سے تڑپ رہا تھا، تو کسی طرح فضا تاریکی میں ڈوب گئی تھی اور پھر اُس کی موت کے لمحہ پر کس طرح زمین تھرّا اُٹھی تھی۔ دوبارہ زندہ ہو کر اُس نے ثابت کر دیا تھا کہ اُس کی بادشاہت حقیقی ہے۔ مَیں نے محسوس کیا کہ اپنے ہمسفر ساتھیوں سے نفرت کرنے، اپنے آپ کو اُن سے برتر خیال کرنے اور ایک بیوقوف لڑکی کے خلاف دل میں بُغض رکھنے سے، مَیں اپنے آپ کو محض اُس کی بادشاہت سے دُور کر رہا ہُوں۔

چنانچہ جب ہم سرائے میں نہا دھو کر فارغ ہُوئے تو مَیں نے مریم کے پاس جا کر اُسے کہا، "مَیں نے تمہارے زہریلے اور ناشکرے الفاظ نظر انداز کر دیئے ہیں مریم، اور مَیں تمہیں صدقِ دل سے مُعاف کرتا ہُوں۔"

لیکن اِس پر وُہ پہلے سے بھی کہیں زیادہ بپھر گئی۔ اُس کی آنکھیں گہری سیاہ ہو گئیں، اور اُس نے تلخی سے جواب دیا "مجھے اِتنا شدید دُکھ دینے اور تمام دن مجھ سے مُنہ موڑنے کے بعد اب کیا تُم اُلٹا مجھے معافی دینے آئے ہو؟ حقیقت تو یہ ہے کہ جیسا سوسن بھی کہتی ہے مَیں خود محض اِس خیال سے کہ تُم ایک مَرد ہو اور تُم سے کسی نیکی کی توقع ہی فضول ہے تمہیں مُعاف کر دیتے اور تُم سے چند میٹھے بول بولنے پر دل ہی دِل میں تیار ہو گئی تھی، لیکن مَیں یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتی کہ پیشتر اِس کے کہ مَیں تمہیں مُعاف کروں، تُم خُود مجھے مُعاف کرنے کا یہ ڈھونگ رچاؤ۔"

ناتھان نے یہ سب کُچھ سُن کر اپنی نظریں آسمان کی طرف اُٹھا دیں اور مایوسی کے انداز میں اپنے ہاتھ آگے کو پھیلا دیئے۔ اُس کے اِس استغنا نے مجھے بھی جُھک جانے پر مجبور کر دیا اور میرا سارا غُصّہ کافُور ہو گیا "جو تُم کہتی ہو وُہی سہی مریم بیٹی۔" مَیں نے کہا "مجھے مُعاف کر دو اور مَیں بخُوشی تسلیم کئے لیتا ہُوں کہ تمہیں مُعاف کرنے کے لئے واقعی میرے پاس کُچھ نہیں بشرطیکہ ہم دوبارہ اچھے دوست بن جائیں۔"

لیکن مریم نے اپنی مُٹھیاں زور سے اپنے گُھٹنوں پر دے ماریں اور تُرش سی آواز سے سوسن کو پُکار کر کہنے لگی "ذرا یہاں آ کر اِسے دیکھنا تو! یہ کوئی مرد ہے یا اُن رُومی ہیجڑوں میں سے ایک ہے جن کے بارے میں مَیں نے سُن رکھا ہے۔"

سوسن آگ جلانے کے لئے گھاس پُھوس اکٹھا کرنے کرتے، اپنے ہاتھ کی اوٹ میں ہنسنے لگی، اور مَیں اپنے آپ پر مزید قابُو نہ رکھ سکا۔ خُون میرے سر کی جانب چڑھ دوڑا، اور مَیں نے مریم کے رُخسار پر اِس زناٹے کا چانٹا رسید کیا کہ دُور تک اُس کی آواز سُنائی دی ہوگی، لیکن مارنے کے ساتھ ہی پشیمانی مجھ پر غالب آگئی اور مَیں اپنے کئے کو کالعدم کرنے کے لئے دِل ہی دِل میں بڑی سے بڑی قیمت ادا کرنے کو تیار تھا۔ مریم اپنی ناک سے سانس لیتے ہُوئے سسکیاں بھرنے اور اپنے جلتے ہُوئے رُخسار کو سہلانے لگی۔ قریب تھا کہ مَیں اُس سے مُعافی مانگ لیتا۔

جب ناتھان نے مجھے باز رکھنے کے لئے اپنا ہاتھ اُونچا کر دیا تو اچانک مریم نے اپنی نگاہیں جُھکا لیں اور پنجوں کے بل آہستہ آہستہ چل کر میرے قریب آ کر بولی "تُم نے بالکل ٹھیک کیا جو مجھے مارا، مَیں جان بُوجھ کر سارا دن تمہیں پریشان کرتی رہی ہُوں، اور اب یہ تو ظاہر ہو گیا کہ تُم مجھے کم از کم اپنے اُس خچر سے زیادہ عزیز جانتے ہو جس کی گردن تُم ہمیشہ تھپکتے رہتے ہو۔ اب مجھے بوسہ دو تاکہ مجھے یقین آ سکے کہ تُم نے میری سب بدمزاجیاں مُعاف کر دی ہیں۔"

کُچھ لجاتے ہُوئے اُس نے اپنے بازُو میری گردن میں حمائل کر دیئے۔ مَیں نے اُسے ایک بوسہ دیا، اور یہ جتانے کے لئے کہ ہم دونوں کے درمیان اب کوئی شکر رنجی نہ رہی تھی۔ دُوسرا بوسہ دیا، درحقیقت اپنے اُس طُوفانِ غیض و غضب کے بعد اُسے اپنے بازوؤں میں لے کر چُوم لینا مجھے بہت بھلا معلوم ہُوا۔ چنانچہ مَیں نے اُسے تیسرا بوسہ دیا۔ تب مریم نے مجھے ذرا دھکیل کر علیحدہ کر دیا مگر اپنے ہاتھ بدستور میرے شانوں پر رہنے دیئے، اور میری طرف بغور دیکھتی ہُوئی پُوچھنے لگی "اگر میری بجائے سوسن تمہیں یُوں دُکھ دینے کے بعد مُعافی مانگتی تو کیا تُم اُسے بھی اِسی طرح چُومتے؟"

مَیں نے بُوڑھی چرخ سوسن کی طرف دیکھتے ہُوئے اُس کے خُشک مریل مُنہ کا مریم کے نرم و گرم ہونٹوں سے موازنہ کیا، اور سمجھ لیا کہ مریم نے اپنی شرارت سے مجھے بزعمِ خویش ایک پھندے میں جکڑ دیا ہے، اِس لئے مَیں لپک کر سوسن کی طرف گیا۔ اُسے اُس کی کہنیوں سے پکڑ کر کھڑا کر دیا اور کہا "سوسن، اگر مَیں نے کسی طرح تمہیں کوئی دُکھ پہنچایا ہو تو اپنی مُعافی کے طور پر مجھے بوسہ دے دو۔"

سوسن نے بڑی شفقت سے کہا "واہ میرے بھولے آدمی، تم کس قدر معصومیت سے اِس وارفتہ مزاج لڑکی کے کھلنڈرے پن کا شکار بن گئے ہو، لیکن مریم دل کی بُری ہرگز نہیں ہے۔"

اُس نے شرماتے ہُوئے اپنا مُنہ اپنے ہاتھ کی پُشت سے پونچھا اَور مریم کی طرف ایک دلچسپ مُسکراہٹ کے ساتھ دیکھتے ہُوئے مجھے بوسہ دیا۔ مریم کو غالباً صدمہ گُذرا، اَور سوسن کو ملامت کے طور پر کہنے لگی "تُم نے، جو اسرائیل کی بیٹی ہو، ایک غیر مختون رُومی کو بوسہ دینے کی کیونکر جُرأت کرلی؟ میری بات اَور ہے کیونکہ مَیں تو بہرحال پہلے ہی گنہگار اَور ناپاک ہُوں، مگر تُم نے اب اپنے آپ کو ناپاک کرلیا۔"

سوسن نے اپنی مدافعت میں کہا "مَیں قانُون کا کوئی علم نہیں رکھتی، لیکن اِس کے ساتھ اب تک کئی بار تو مَیں اِسی کی رکابی میں سے کھانا کھا چکی ہُوں۔ مَیں تو بس اتنا سمجھتی ہُوں کہ یہ بھی اپنے دِل کی گہرائیوں سے اُسی باپ کا پرِستار ہے جس کی مَیں بیٹی ہُوں، خواہ یہ ایک رُومی ہی ہے۔"

اُس کے الفاظ نے مُجھ پر رِقّت طاری کردی، اَور گو اُس کے پاس سے اُس لِسن کی بڑی تیز اَور ناخوشگوار سی بُو آرہی تھی جو وُہ اپنے خچر پر بیٹھی بیٹھی عادتاً بطور ایک مُفرّح کے چباتی رہتی تھی، تاہم مُجھے اب اُس سے کوئی کراہت نہیں ہورہی تھی۔ مَیں نے کہا "اگر تُمیں اُس کے کپڑے دھونے کا شرف حاصل رہا ہے تو مُجھے بوسہ دے کر تُم نے حقیقتاً مُجھ پر ایک احسانِ عظیم کیا ہے۔"

لیکن کھانا کھا چُکنے کے بعد مَیں نے مریم کو اپنے ساتھ ایک علیٰحدہ تاریک سے کونے میں لے جاکر نہایت اکھڑپن سے پُوچھا "میرا خیال ہے مجھے تُم اپنے ساتھ گُناہ کرنے کی ترغیب دینے پر تُلی ہُوئی ہو۔ تمہارے رویّے کی مَیں کوئی دُوسری وضاحت نہیں کرسکتا، حالانکہ تُمہیں اپنے ساتھ لانے میں میرا اصل مقصد ہی یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح تُمہیں گُناہ سے بچاؤں۔"

مریم نے میرے کان میں کہا "تُم نے بہ نسبت اَور مَردوں کے، میرے ساتھ نہایت بہتر سلُوک کیا ہے۔ مَیں خُود اپنے جذبات کو سمجھ نہیں سکی، لیکن تُمہاری بے رُخی مجھے گھائل کئے دیتی ہے۔ کم ازکم مجھے یہ تو یقین ہوجائے گا کہ مَیں تُمہارے لئے تھوڑی بہت اہمیّت رکھتی ہُوں۔"

"جسم آخر جسم ہوتا ہے۔" مَیں نے تُرشی سے کہا "میرا خیال ہے کہ مُجھے میرے مقام سے گرا دینے کے لئے تُمہیں زیادہ عرصہ تک مُجھے ترغیب دینے کی ضرُورت نہیں ہوگی۔ مُجھ پر ہرگز کسی قِسم کی کوئی پابندی عاید نہیں ہے نہ ہی خُود مَیں نے کسی کے ساتھ وفاداری کی کوئی قسم اُٹھا رکھی ہے۔ لیکن پھر اِس صُورت میں کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم فوراً ہی واپس یروشلیم چلے چلیں۔"

مریم نے ایک آہ کھینچی اَور کہا "زندگی عجیب چیز ہے۔ اَور مَیں یسُوع ناصری سے بہت ڈرتی ہُوں، لیکن میرا ایمان ہے کہ صرف وُہی مُجھے دوبارہ پاک اَور بے داغ بنا سکتا ہے۔ مُجھے یقین دلایا گیا ہے کہ وُہ بڑے سے بڑے گنہگار انسان کے ساتھ بھی سختی نہیں کرتا، بشرطیکہ وُہ اُس پر ایمان لاکر اپنے گناہوں پر نادم ہوجائے۔ لیکن میرا یہ بھی یقین ہے کہ تمہارے ساتھ لذّتِ گُناہ حاصل کرنے کے بعد مُجھے ہرگز کوئی ندامت نہیں محسُوس ہوگی۔ اِس کے برعکس مَیں محسُوس کرتی ہُوں کہ وُہ میرے لئے بہتر ہوگا۔ اِسی ایک بات سے تُم اندازہ کرسکتے ہو کہ مَیں گُناہ کی دلدل میں کس حد تک دھنس چُکی ہُوں، کیونکہ ایک معصُوم لڑکی ایسے تصوّرات و احساسات کبھی نہیں رکھ سکتی۔ ان باتوں کے باوصف کوئی انسان بھی گُناہ سے بچ نہیں سکتا۔ جب مریم مگدلینی مجھے میرے گُناہوں کے بارے میں تسلّی دے رہی تھی تو اُس نے مُجھے بتایا تھا کہ اُس کا یہ کہنا ہے۔ "ایک آدمی جو محض ایک حریصانہ نظر ہی کسی عورت پر ڈالتا ہے تو وُہ اپنے دِل میں ہی اُس کے ساتھ زِنا کا مُرتکب ہوجاتا ہے۔" اَور اِس طرح ناصری ایسے ناممکن مُطالبے کرتا ہے جنہیں پُورا کرنا کسی کے بھی بس کی بات نہیں۔"

"مریم پیاری" مَیں نے التجا کی "کیا اِس تکلیف دہ سفر کے دوران، ہم اپنے آپ کو گُناہ آلُود خیالات سے دُکھ پہنچائے بغیر، اپنے جسموں پر پہلے ہی کافی سے زیادہ اذیّت نہیں جھیل چُکے؟ آج رات تُم ہرگز کسی ڈر کا بہانہ بناکر میرے قریب نہ لیٹنا، اِس سے ہم دونوں ہی کے جذبات بھڑک اُٹھنے کا احتمال ہے۔"

مریم نے پہلے سے بھی زیادہ گہری آہ بھری اَور کہا "اگر تُم یہ تسلیم کرلو اَور وعدہ کرو کہ جب کبھی تمہیں جُرأت ہوسکی، تُم بخوشی میرے ساتھ گُناہ کرسکوگے، تو پھر مَیں تُمہیں اب کبھی کوئی تکلیف یا ترغیب نہ دُوں گی۔"

مَیں نے فوراً ہی اپنا جواب، گویا اُس کے مُنہ پر دے مارا "جیسی تُمہاری مرضی۔"

اپنے دِل میں تو اب تک مَیں ایسا کر چُکا ہُوں، بس اِسی پر اَب قناعت کر لو۔"

میرا ہاتھ اپنے گرم گرم رُخسار پر رکھ کر دباتے ہُوئے اُس نے کہا "مُجھے کسقدر شدید خواہش ہَے کہ مَیں ایک بے داغ کنواری ہوتی۔" لیکن اس کے بعد اُس نے مُجھ پر مسلّط ہونے کی کوشش نہ کی، نہ ہی سونے کے لئے میرے قریب لیٹی۔

مَیں نے دِل میں سوچا کہ وُہ جس بادشاہت کی تلاش میں میرے ساتھ جا رہی ہَے اُس کے بارے میں کوئی علم ہی نہیں رکھتی، لیکن اُس جیسی لڑکی سے کسی زیادہ علم کی توقّع بھی تو نہیں رکھی جا سکتی تھی، پھر مَیں حیران ہونے لگا کہ ناتھان آخر یسُوع ناصری سے کیا چاہتا ہوگا، کیونکہ اُس نے تو اُس کی خُوشنودی کے لئے اپنے بال تک منڈوا رکھے ہیں، شاید مَیں بھی کسی ایسی بات کی خواہش رکھتا ہُوں جو بادشاہت کے پیمانے پر ناپنے سے، اُتنی ہی طِفلانہ ثابت ہو جتنی کہ مریم بریطی کی خواہش تھی۔

اگلے روز ہم اُردن کے پیچیدار راستہ کو عبُور کر گئے۔ کارروان کا بڑا راستہ چھوڑ کر جب ہم پہاڑیوں کی ڈھلانوں پر پہنچے تو ہمیں اپنے سامنے تبریاس کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا نظر آیا۔ تازہ ہَوا کے نرم جھونکے ہمارے چہروں سے ٹکرانے لگے۔ پانی سفید جھاگ چھوڑ رہا تھا اَور دُور اُس پار، ہم آسمان کے بالمقابل، برفانی چوٹی والا ایک پہاڑ دیکھ سکتے تھے۔ ہم جھیل کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ چلتے ہُوئے شام تک گرم چشموں پر پہنچ گئے۔ تھوڑی ہی دُور آگے ہیرودیس کے شہر کے محراب نمودار ہو رہے تھے۔ گندھک کی صحت بخش بُو ہمارے نتھنوں سے ٹکرانے لگی، کیونکہ چشموں کا پانی کئی تالابوں اَور نشیبوں کی طرف لے جایا گیا تھا اَور یہُودی حاکم نے اُن چشموں کے آس پاس، غسل کے لئے ایک باقاعدہ اَور مستقل ادارہ قائم کیا ہُوا تھا۔ ساحل کے ساتھ ساتھ یُونانی طرز کے نہایت عالیشان مکانات اَور ماہی گیروں کی کُچھ جھونپڑیاں تھیں۔ غسل گاہ کی عمارتوں میں ہی یُونانیوں اَور یہُودیوں دونوں کے لئے سرائیں موجُود تھیں۔

مَیں سفر کی بے حد کوفت اُٹھا چُکا تھا اس لئے مریم کو ساتھ لے کر مَیں آرام دہ یُونانی سرائے میں جا مقیم ہُوا۔ لیکن ناتھان، سوسن اَور خچروں کو لے کر یہُودی سرائے میں چلا گیا۔ مَیں نے دُور اندیشی اسی میں محسُوس کی کہ یہاں گلیل کے علاقہ میں اُن کے ہمراہ نہ دیکھا جاؤں کیونکہ یسُوع کے حواری مُجھ پر بھروسہ کرنے کو تیّار نہ تھے۔ میرے نزدیک بہترین طریق کار

یہی تھا کہ سوسن اِس جُستجُو میں رہے کہ مُعاملات کیا شکل اختیار کر رہے ہیں، اُس پر مُجھے کُلّی اعتماد تھا کہ جو کُچھ بھی اُس کے علم میں آئے گا، بلاکم و کاست مُجھے بتا دے گی، کیونکہ مَیں نے اُسے اپنے ساتھ گلیل لا کر اُس کی بہت بڑی خدمت سرانجام دی تھی۔ مَیں اَور ناتھان ایک دُوسرے کو بخُوبی سمجھتے تھے اس لئے مَیں نے اپنا روپیہ اَور خچر اُسی کی تحویل و حفاظت میں چھوڑ دیئے۔ مَیں نے یہ بھی سوچا کہ یہ اُسے اپنے ساتھ وابستہ رکھنے کا بھی ایک اچھا طریقہ ہَے۔ اُن کا ارادہ اگلے ہی روز کفرنحوم جانے کا تھا جہاں یسُوع ناصری کام کر تا رہا تھا۔ یہ جگہ جھیل گلیل کے شمالی ساحل پر، تبریاس سے دن کے کُچھ حِصّے کی مسافت پر واقع ہَے۔ جہاں تک سوسن کے علم میں تھا، یسُوع کبھی تبریاس نہیں آیا تھا۔

اگلے روز صُبح طلوعِ آفتاب کے ساتھ ہی مَیں بیدار ہو گیا اَور قدرے لنگڑاتا ہُوا چھت پر گیا۔ وادیٔ اُردن کی گھٹن کے بعد گلیل کی تازہ ہَوا بہُت تازگی بخش تھی۔ جھیل سبز گھاس کی مانند بچھی ہُوئی تھی جس پر طلوعِ آفتاب کی سُرخی پھیلتی جا رہی تھی۔ مُجھے مہندی کی جھاڑی کی میٹھی سی خوشبُو آئی۔ مَیں اپنے ارد گرد کی ہر چیز کو پہلے سے کہیں زیادہ وضاحت اَور تیزی کے ساتھ دیکھ رہا تھا اَور ہر خوشبُو میں تمیز کر سکتا تھا، لیکن ایسے گویا مَیں جسم سے یکسر محرُوم کر دیا گیا ہُوں۔ یہ ایک نشے کی سی کیفیت تھی جس میں مدہوش رہا، حتیٰ کہ اچانک مُجھے بخار کے لرزنے کا احساس ہونے لگا، اَور پھر مَیں نے دیکھا کہ میرا ایک پاؤں متورم ہو چُکا تھا۔ دوپہر کے بعد مَیں بخار سے لرز رہا تھا۔ میری ٹانگ کا ورم بڑھ کر گھٹنے تک آ گیا تھا۔ میری ایڑی پر ایک چھِلی ہُوئی جگہ سے ایک گہری سُرخ لکیر اُوپر میرے گھٹنے تک جا رہی تھی۔ غسل گاہوں پر متعین یُونانی طبیب نے اپنے نشتر سے میرے پھوڑے کو کاٹ دیا اَور پھر مُجھے بُخار کی حدّت رفع کرنے کے لئے ٹھنڈے مشروبات کئی روز تک دیتا رہا۔ دو ہفتے تک مَیں سرائے میں بیمار پڑا رہا اَور یہ سوچتا رہتا تھا کہ مَیں شاید اَب مر جاؤں گا، لیکن مریم بریطی نے بڑی تندہی سے میری تیمارداری کی اَور مُجھے یقین ہے کہ چشموں کے گرم گندھک والے پانی نے مُجھے صحتیاب ہونے میں کافی امداد دی۔ کئی روز تک میرے معدے میں کوئی غذا نہیں ٹھہری، اَور بالآخر جب مَیں شفایاب ہونے لگا تو مَیں حد سے کمزوری اَور اپنی ٹانگ میں لنگڑاپن محسُوس کرنے لگا تھا۔ طبیب نے بڑی سختی سے مُجھے اُس پاؤں پر زیادہ دیر زور دیئے رکھنے سے ممانعت کر دی تھی، اس لئے مَیں نے وُہ تمام عرصہ یروشلیم سے اپنے سفر کے یہ سب حالات لکھنے میں گزارا۔ ناتھان یا سوسن کی طرف سے ابھی تک کوئی اطلاع مُجھے نہیں آئی تھی۔

نواںؔ مکتوب

مرتس کی طرف سے طُولیا کے نام :-

اپنی صحت یابی کے بعد مَیں بے حد مضمحل اَور غمگین سا ہو رہا تھا۔ یہ خیال میرا پیچھا نہیں چھوڑتا تھا کہ میری یہ قطعی غیر متوقع اَور خطرناک علالت میرے لئے یقیناً اِس امر کی تنبیہ ہے کہ مَیں ایسے اسرار و رمُوز میں دخل نہ دُوں جن کا مُجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ مَیں زیادہ تر اپنے ہی کمرے میں رہتا اَور سرائے میں مقیم دُوسرے مسافروں کی صحبت سے گریز کرتا رہا، حالانکہ تبریاس کے اُن مشہور و معرُوف غُسل کے چشموں کی سیر و سیاحت کے لئے مختلف مُلکوں کے لوگ آتے رہتے ہیں۔ اُن میں سے اکثریت ایسے دولت مندوں کی ہوتی ہے جو رئیسانہ اَور عیّاشانہ زندگی سے پیدا ہو جانے والی بیماریوں کے علاج کے متلاشی ہوتے ہیں۔ کیمپ کی زندگی کے اثراتِ بد کے شکار، رُومی افسران بھی وہاں آتے رہتے ہیں۔

مَیں نے اپنی مالش کروائی، بلکہ ایک حجام کو بُلوا کر اپنے بال خالص یُونانی انداز میں منوائے۔ اپنی داڑھی کے خط بھی درُست کروائے اَور اپنے جسم پر کے تمام فضُول بال اُتروائے کیونکہ میرے لئے اب یہ سب چیزیں بے معنی ہو گئی تھیں۔ میرا یہ طرزِ عمل شاید کسی رُوٹھے ہُوئے بچے کی مانند تھا، کیونکہ مَیں اپنی جستجو میں بے حد مخلص ہونے کی وجہ سے خُود کو ایسی سزا کا ہرگز مستحق نہ سمجھتا تھا۔ مَیں نے کبھی کبھار تُمہارے متعلق بھی سوچا ضرُور لیا، لیکن اُس انداز میں نہیں جیسے مَیں کبھی یروشلیم میں سوچا کرتا تھا، اَور پھر کسی سے بغاوت کے طور پر تُمہاری آرزو بھی کرنے لگتا۔ سادہ لوح مریم کی صُحبت میں سوائے بیزاری کے اَور کُچھ نہ پاتا، کیونکہ اتنی وفاداری اَور تندہی سے میری تیمارداری کرنے اَور مُجھے تندرُست بنانے کے بعد وُہ ضرُورت سے زیادہ ہی پُر اعتمادی کے ساتھ مُجھے اپنی ذاتی ملکیت سمجھنے لگ گئی تھی۔

پھر ایک دن وہاں محل کے اندر یکایک ایک ہنگامہ سا برپا ہُوا جس پر مریم بریطی فوراً ہی جا کر میرے لئے یہ خبر لائی کہ گورنر پیلاطُس کی بیوی، قیصریہ سے گرم چشموں میں غسل لینے کی خاطر آئی ہے۔ اپنے کمرے کی چھت پر سے مَیں نے اُس کی پالکی اَور خدام و حشم کا

نظارہ کیا، ہیرودیس نے اُس کی عزّت افزائی کے خیال سے اُس کے محافظ دستے میں اپنے سُرخ وردی والے سواروں کا اضافہ کر دیا تھا جو گلیل کی سرحد پر اُس کا خیر مقدم کرنے کے بعد سارا رستہ اُس کے جلو میں رہے۔ غسل گاہوں کے قریب ایک گرمائی محل کو اُس کے لئے خاص طور پر آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا۔ اُس محل کے باغ میں ایک مخصُوص حوض تھا۔

یہ صحیح ہے کہ میرے نزدیک کلودیہ پروکلا عین اُن عورتوں کی مانند بہت نازک اَور بے حوصلہ تھی، جنہیں اُن کی عُمر زیادہ ہونے کا احساس یُوں بنا دیا کرتا ہے۔ یہ دُوسری بات ہے کہ اس امر کا اعتراف وُہ خُود اپنے آپ سے کرنے سے ہچکچایا کرتی ہیں بیشک اُسے اُن صحت بخش چشموں میں کُچھ عرصہ غسل لینے کی سخت ضرورت تھی۔ بحیرۂ رُوم کے تمام مشرقی علاقہ میں سے خطۂ گلیل کے سمندری چشموں کی ہَوا یقیناً تازگی بخش اَور بہترین سمجھی جاتی ہے۔ ہیرودیس کے سفیر دمشق بلکہ انطاکیہ تک سے، بے شمار سیّاحوں کو تبریاس بھیجتے رہتے ہیں، اِن سب چیزوں کے باوجُود مَیں حیرانی سے یہ سوچتا رہا کہ کیا کلودیہ پروکلا کے یُوں غیر متوقع طور پر اچانک یہاں آ جانے کی کوئی اَور وجہ بھی ہو سکتی ہے؟

دو دِن بعد جب مَیں اپنے استعجاب کو مزید قابُو میں نہ رکھ سکا تو مَیں نے دُہرے موم کی ایک تختی پر اُس کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلبی کا پیغام لکھ کر اُسے بھجوا دیا۔ ملازم فوراً ہی واپس آیا اَور مُجھے بتانے لگا کہ میرے پیغام پر کلودیہ بہُت حیران مگر بے حد مسرُور ہُوئی ہے اَور چاہتی ہے کہ مَیں جس حالت میں بھی ہُوں، اُسی میں فوراً اُسے ملُوں چنانچہ میری ابھی تک دُکھتی ہُوئی ایڑی کی وجہ سے مُجھے سرائے کے بیرونی باغ سے گرمائی محل کی محراب ڈیوڑھی تک پالکی میں لے جایا گیا اَور وہاں پالکی سے اُتر کر مَیں اپنی چھڑی کے سہارے لنگڑاتا ہُوا اندر داخل ہُوا۔ مُجھ پر اِس خاص کرم فرمائی کے باعث عام لوگوں کی توجہ میری طرف ہو گئی اَور بہُت سے مہمان اَور مسافر لوگ میری آمد کے وقت وہاں آ موجُود ہُوئے تھے، کیونکہ اس سے پیشتر کلودیہ پروکلا نے یہ عام اعلان کروایا ہُوا تھا کہ وُہ اپنی خرابیٔ صحت کی بنا پر مُلاقاتیوں اَور ہر قسم کی اعزازی تقریبات سے گریز کرنا ہی پسند کرے گی، لیکن ملازمین مُجھے سیدھے ایک ٹھنڈے روشن کمرے میں لے گئے جہاں کلودیہ پروکلا ایک قرمزی گدے دار نشست پر آرام کر رہی تھی۔ وُہ بہُت زرد تھی۔ اُس کی آنکھیں کُچھ دُھندلائی ہُوئی تھیں۔

اُس کے پہلو میں قیمتی لباس سے مزیّن اُسی کی عُمر کی ایک یہُودی عورت بہُت مؤدبانہ بیٹھی ہُوئی تھی۔

مجُھے دیکھتے ہی کلودیہ نے اپنے دونوں دُبلے سے ہاتھ میری طرف پھیلاتے ہُوئے مسرّت کی ایک ہلکی سی چیخ ماری اَور کہا "اوہ مرقس! ایک سمجھدار ہمدمِ دیرینہ کی مُلاقات سے کس قدر خُوشی ہوتی ہے۔ تُم پر کیا گُذری، تمُہارے پاؤں کو کیا ہوگیا؟ مَیں بھی تو بیمار اَور بیخوابی کا شکار ہُوں۔ سوتے میں مجُھے بڑے وحشتناک خواب آتے ہیں اَور میرے معدے اَور جگر میں مستقل درد رہنے لگا ہے۔" اپنی ساتھی خاتُون کو مخاطب کرتے ہُوئے اُس نے بتایا "یہ ہے وُہ نوجوان جس کا ذکر مَیں نے تُم سے کیا تھا، میرے بچپن کا ایک عزیز دوست، مرقس مینرِ منسشش! اِس کا باپ رُوم کا ممتاز ترین ماہرِ علُومِ افلاک ہو گذرا ہے۔ یہ میکناس خاندان سے بھی متعلق ہے اَور اِس وجہ سے یہ اُس بہادر اِتر ُوریائی نسل میں سے ہونے کا دعویٰ بھی کرسکتا ہے جو اپنے زمانہ میں زہرہ دیوی کے بیٹے شہزادہ عینائز تک کا مقابلہ کرتی رہی ہے۔ مَیں آخری مرتبہ اِسے عیدِ فسح کے تہوار کے دِنوں میں یروشلیم میں ملی تھی، لیکن مجُھے یہاں پر اِس سے مُلاقات ہو جانے کی ہرگز توقّع نہ تھی۔"

گو وُہ صریحاً مبالغہ سے کام لے رہی تھی، تاہم مَیں نے اِس خیال سے اُس کی کسی بات پر اُسے ٹوکنا مناسب نہ سمجھا کہ اگر وُہ کسی خاص خیال کے تحت میری ہر چیز کو ایک بہترین انداز میں پیش کرکے اپنی دوست کی نظروں میں میری عزّت و توقیر بڑھانا چاہتی ہے تو مَیں کیوں اعتراض کروں۔ پھر میری جانب پلٹتے ہُوئے اُس نے دُوسری عورت کی طرف اشارہ کیا اَور کہا "اِس نیک خاتُون کا نام یُوآنہ ہے۔ یہ ہیرودیس کے خزانچی کی اہلیہ ہے۔ اِس سے میری مُلاقات یروشلیم میں ہُوئی تھی اَور اَب اِس سے میرے یہاں قیام کے دوران پُورا عرصہ میرے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا ہے۔ مجُھے اِس پر مکمّل اِعتماد ہے۔"

اُس عورت نے مُسکرا کر میری طرف متلاشی نظروں سے دیکھا۔ اُس کا چہرہ قطعی سپاٹ اَور کچھ پھُولا ہُوا سا تھا، مگر اُس کی آنکھیں غمازی کر رہی تھیں کہ وُہ ہرگز کوئی بیوقُوف عورت نہیں، بلکہ زندگی کے نہایت گہرے تجربات کی حامل ہے۔ "خُوش آمدید مرقس مینرِ منشش" اُس نے کہا "لیکن یہ تو بتاؤ کہ تُم ایک رُومی ہوتے ہُوئے، کیوں اسرائیلی بچّوں کی مانند یہ داڑھی بڑھائے اَور یہ یہُودی لباس پہنے ہُوئے ہو؟"

"انسان کسی مُلک کے رسم و رواج اختیار کرنے میں آزاد ہوتا ہے" مَیں نے بلا تکلّف جواب دیا "مَیں ایک فلسفی ہُوں، اَور مُختلف مقامات کے طور اطوار اَور رسم و رواج کا مطالعہ کرنا میرا مشغلہ ہے اَور سچ تو یہ ہے کہ مَیں اسرائیل کے خُدا اَور اُس کے قوانین کی اُس حد تک عزّت کرتا ہُوں، جہاں تک وُہ مجُھے دانشِ قیصر کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے میں مزاحم نہ ہوں۔"

اُس وقت کلودیہ پروکلا نے پہلی بار میرے لباس پر غور کیا اَور چلّا کر بولی "واقعی تُم تو بہُت بدل چکے ہو۔ میرا خیال ہے میرا خاوند تمُہارے اِس لباس کو کبھی پسند نہ کرے" اور وُہ بڑی زندہ دلی کے ساتھ یُونہی باتیں کرتی گئی وُہ پیلاطُس کی صحت اَور اُس کی ذمّہ داریوں کا ذکر کرتی رہی اَور ساتھ کے ساتھ مجُھے لذیذ شراب پھل اَور دیگر فواکہات پیش کرتی جاتی تھی۔ بالآخر اُس نے ملازموں کو برخاست کر دیا اَور کہنے لگی "یُوآنہ ذرا یہ اطمینان کرلو کہ کہیں ہماری گفتگو سُننے کے لئے کوئی کہیں چھُپ کر ٹھہر تو نہیں گیا۔ چوری چھُپے باتیں سُننے والوں کو مَیں برداشت نہیں کرسکتی۔"

یُوآنہ نے یہ کام ایک نہایت تجربہ کار انداز سے سرانجام دیا۔ مُختصر چھوٹے کمرے میں ایک سرسری نظر ڈالتے ہُوئے وُہ پردوں کو ٹٹولتی، بظاہر بلا مقصد کمرے کے اندر ادھر اُدھر گھومتی رہی، اَور آخر کار کھڑکی میں سے جُھک کر باہر دیکھنے لگی۔ کلودیہ پروکلا نے مجُھے اشارہ کیا کہ اُس کے اَور زیادہ قریب ہو جاؤں۔ پھر بہُت نیچی آواز سے پُوچھنے لگی "کیا تمُہیں ابھی تک یسُوع ناصری یاد ہے جسے یروشلیم میں مصلُوب کر دیا گیا تھا؟" مَیں نے پہلے یُوآنہ کی طرف دیکھا۔ قدرے تامّل کیا اَور پھر جواب دیا "ہاں، وُہ مجُھے اب تک یاد ہے بلکہ میرے خیالات پر پُورا قبضہ کر چکا ہے، مَیں تو اُس کے متعلق سب کچھ معلُوم کرنا چاہتا تھا مگر مشکل یہ ہے کہ اُس کے حواری انتہائی شکّی قسم کے لوگ ہیں اَور اجنبیوں پر اعتبار ہی نہیں کرتے۔"

کلودیہ پروکلا نے کہا "حواری تو واپس گلیل میں آکر اپنے اپنے کاموں میں مصرُوف ہو چکے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہاں وُہ ایذا و سزا سے محفُوظ ہو گئے ہیں؟"

یُوآنہ بے قراری سے بولی "نہیں نہیں، یہاں اب کوئی اُنہیں مزید دُکھ نہیں دے گا۔ شہزادہ ہیرودیس کو اُس کے دانا مشیروں نے قائل کر لیا ہے کہ ایسا کرنے سے اُسے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ دراصل وُہ خُود بھی اُن سے خائف ہے اَور اُنہیں نظر انداز کر دینا ہی مناسب سمجھتا ہے۔ اُس نے یُوحنّا بپتسمہ دینے والے کی گردن مار کر بڑی فاش سیاسی ٹھوکر کھائی تھی۔

اور اب وہ لفظ نبی سُننا بھی پسند نہیں کرتا۔"

کلودیہ پروکلا نے وضاحت کے طور پر کہا "تُمہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ مَیں نے اپنے خاوند کو اُس مُقدس آدمی کو سزا دینے سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔"

"ایک گئی گُذری داستان سے اپنے آپ کو رنجیدہ کرنے سے کیا فائدہ۔"

مَیں نے مکّاری سے کہا "معصُوم اِنسان تو ہمیشہ ہی یُوں قتل ہوتے آئے ہیں، مگر دُنیا ویسی کی ویسی ہی ہے، ہم اِس کو بدل نہیں سکتے، اُسے بھُول جاؤ اور اپنی صحت کی طرف توجہ دو، جس کی خاطر تُم یہاں آئی ہو۔"

کلودیہ پروکلا نے بڑے جوش سے کہا "تُم سمجھ ہی نہیں سکتے کہ یہ سب کیا ہے، دُنیا اب ہرگز وُہ نہیں ہے جو پہلے تھی۔ تُم نے گو اُس وقت یقین نہیں کیا تھا، لیکن یسُوع ناصری فی الحقیقت زندہ ہو کر اپنی قبر سے اُٹھ گیا تھا۔ اُس نے خُود کو اپنے حواریوں پر ظاہر کر دیا تھا اور تُم مانو یا نہ مانو لیکن اب وُہ یہاں ہے۔"

یُوآنہ نے خوفزدہ ہو کر اپنا ہاتھ اپنی مالکہ کے مُنہ پر رکھ دیا اور کہا "تُم نہیں سمجھتیں تُم کیا کہہ رہی ہو میری مالکہ!"

مَیں نے اُس کی طرف غور سے دیکھا اور معاً مُجھے یاد آ گیا کہ سوسن نے اِسی یُوآنہ کا ذکر کیا تھا چنانچہ مَیں نے ایک دلیرانہ قیاس سے کام لیتے ہُوئے کہا "مَیں تُمہارا چہرہ پہچانتا ہوں اچھّی یُوآنہ۔ جب یسُوع ناصری زندہ تھا تو تُم اُس کے ہمراہ تھیں۔ اِس چیز سے تُم مُنکر نہیں ہو سکتیں۔"

یُوآنہ نے پہلے میری طرف خوف سے گھُور کر دیکھا، مگر پھر تسلیم کرتے ہُوئے کہا "مَیں اِس بات سے ہرگز مُنکر نہیں ہُوں اور نہ ہی کبھی ہُوں گی۔ اُس کی خاطر مَیں نے اپنے خاوند اور گھر بار کو خیر باد کہہ دیا تھا، اور اُس کے پیچھے پیچھے چلتی رہی، حتیٰ کہ پھر اپنے خاوند کے منصب کے پیشِ نظر مُجھے واپس گھر آنا پڑا۔ لیکن تُمہیں اِس معاملہ کا کیونکر علم ہے؟"

زیادہ دیر تک مَیں تصنّع سے کام نہ لے سکا۔ تھکن اور غم مُجھ پر پھر غالب آ گئے۔ "مُجھے معلُوم ہے اور میرا یہ اپنا ایمان ہے کہ وُہ مُردہ سے زندہ ہو چُکا ہے۔" مَیں نے کہا "اور اِس لیئے مَیں یہ بھی ایمان رکھتا ہُوں کہ وُہ خُدا کا بیٹا ہے، لیکن اِس کا نتیجہ آخر کیا ہے، یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ سکی۔ آج سے پہلے کبھی ایسا واقعہ ظہُور میں نہیں آیا۔ مَیں اُس کی بادشاہت

تلاش کرنے کا خواہشمند تھا، لیکن اُس کی اپنی ہی قوم کے لوگ مُجھے پہچاننے اور اپنے حلقہ میں داخل کرنے سے اِنکار کر چُکے ہیں، بہرحال مُجھے جب معلُوم ہُوا کہ وُہ اپنے حواریوں سے آگے آگے گلیل آ چُکا ہے تو مَیں بھی اِس اُمید پہ اُن کے تعاقب میں یہاں آ گیا ہُوں کہ شاید یہاں اُسے پا سکُوں۔"

"لیکن" مَیں نے قدرے تلخی سے بات جاری رکھی۔ "مَیں یہاں پہنچتے ہی اپنے اِس پاؤں کے فسادِ خون میں مُبتلا ہو کر ہلنے جُلنے سے معذور ہو رہا، اور یہ یقیناً اِس بات کا شگون ہے کہ وُہ مُجھ سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہتا، لیکن تُم بھی تو صاف صاف اعتراف کر لو کلودیہ کہ تُمہارا گلیل آنے کا مقصد بھی یہی ہے؟"

دونوں عورتوں نے سخت متعجب ہو کر پہلے ایک دُوسری کی طرف دیکھا، پھر میری طرف، اور اکٹھی بول اُٹھیں "کیا تُم ایک رُومی اور ایک فلسفی، واقعی یقین رکھتے ہو کہ وُہ دوبارہ زندہ ہو کر گلیل آ گیا ہے۔"

"ہاں، مُجھے اِس پہ پُورا یقین ہے، کیُونکہ یقین کرنا ہی پڑتا ہے۔" مَیں نے حسبِ دستُور تلخی سے جواب دیا۔ اُس وقت میری یہ زبردست خواہش تھی کہ کسی طرح اپنے دِل کی تمام بھڑاس نکال کر ہلکا ہو جاؤں۔ چُنانچہ مَیں نے پھر اُنہیں بتایا کہ کیسے مَیں لعزر کے ہاں گیا تھا اور وہاں مگدلینی سے مِلا تھا اور کیسے اُس کے حواریوں، یُوحنّا اور تُوما نے مُجھے اپنے ہاں سے دھتکار دیا تھا اور پھر شمعُون کرینی کے گھر کے اندر کیا کیا واقعات پیش آئے تھے اور کس طرح متّی اور ذکائی نے میرے پاس آ کر مُجھے پریشان کیا اور دھمکایا کہ مُجھے یسُوع ناصری کا نام تک لینے کا حق نہیں۔

یُوآنہ نے کہا "یہ اُن لوگوں کی سخت غلطی تھی، کیونکہ مُجھے خُود ایک ایسا موقعہ یاد ہے جبکہ ایک بالکل اجنبی اور اُس سے ناواقف شخص نے اُس کا نام لے کر کسی بیمار کو شفا دی تھی اور حواریوں نے اُسے ایسا کرنے سے روکا تھا، لیکن اِس پہ یسُوع نے خود اپنے حواریوں کو ملامت کر دی تھی، اور کہا تھا کہ وُہ شخص کبھی اُس کے بارے میں کم از کم بُری بات نہیں کرے گا۔ مَیں نہیں سمجھتی کہ اگر تُم اُس پہ ایمان رکھتے ہو تو کیوں نہ تُم بھی اُس کا نام استعمال نہ کرو!"

مَیں نے اُنہیں یہ بھی بتایا کہ کیسے مَیں یروشلیم سے سوسن کو اپنے ساتھ لایا تھا۔

"کیا تم اُس بڑھیا کو جانتی ہو؟" مَیں نے یُوآنہ سے پُوچھا، اُس نے بمشکل اپنی نفرت کو

چھپاتے ہوئے جواب دیا "بے شک میں جانتی ہوں اُس باتوں کی گٹھڑی، جھگڑالو بڑھیا کو، وہ قانون سے قطعی لاعلم، ایک جاہل اُجڈ عورت ہے۔ پھر بھی یسوع نے اُسے ساتھ رہنے کی اجازت دی ہوئی تھی۔"

کلودیہ پروکلا نے تعجب اور بے اعتمادی سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا "رُوم کے زمانہ سے تم واقعی بالکل بدل گئے ہو مرقس! معلوم ہوتا ہے کہ ناصری کی خاطر تم اپنی طولیا کو بھی فراموش کر بیٹھے ہو، یہ نہ سمجھو کہ اُس کے متعلق مجھے کوئی علم نہیں۔ رُوم کی تمام افواہیں قیصریہ تک اور دُور دُور تک پہنچ جاتی ہیں۔ میرے لئے یہ سمجھنا بہت مشکل ہے کہ آخر وہ کیا چیز ہے جو تم یسوع ناصری سے حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہو۔"

"تم خود کس چیز کی تلاش میں ہو؟" میں نے چڑ کر کہا۔

کلودیہ نے اپنے شانوں کو جھٹکایا، جن کی ہڈیاں اب بہ نسبت پہلے کے زیادہ نمایاں تھیں، اور کہا "میں تو ایک عورت ہوں اور مجھے خواب دیکھنے کا حق حاصل ہے۔ میں یہ جانتی ہوں کہ اگر میں اُسے مل سکی تو وہ مجھے میری تمام بیماریوں سے نجات دے دے گا، لیکن سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ میں ایک ایسے نبی کو دیکھنے کے لئے بے تاب ہوں جسے مصلوب کر دیا گیا تھا مگر وہ دوبارہ زندہ ہو گیا۔"

میں نے کہا "میں تو اپنا تمام استعجاب، خواب دیکھنے کی تمام خواہشات کھو چکا ہوں۔ میں تو محض اُس کی بادشاہت کی تلاش میں ہوں جو ابھی زمین پر موجود ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اُس کے پاس ابدی زندگی کے الفاظ ہیں، میرے لئے بہرحال یہ سب ایک ہی بات ہے۔ مجھے تو تم یہ بتاؤ کہ کیا واقعی یہاں گلیل میں آگیا ہے اور اپنے حواریوں پر ظاہر ہوا ہے؟"

مُوآنہ کا چہرہ سیاہ ہو گیا جب وہ بولی "میں کوئی بات وثوق سے نہیں کہہ سکتی۔ اُس نے اپنی بادشاہت کا راز تو صرف اپنے حواریوں کو ہی بتایا ہوگا دیگر لوگوں اور ہم عورتوں کے ساتھ تو وہ صرف تمثیلوں کے پیرائے میں ہی گفتگو کیا کرتا تھا۔ بلاشبہ ہم دیکھتے بھی تھے اور نہیں بھی، ہم سنتے بھی تھے مگر نہیں بھی۔ حواری اپنی باتیں اپنے ہی تک محدود رکھتے ہیں اور عورتوں کو تو کبھی کچھ بتاتے ہی نہیں، اسی وجہ سے تو مریم اُن سے ناراض ہو کر واپس اپنے گھر مگدلا چلی گئی ہے۔ میں جو بات جانتی ہوں وہ صرف یہ ہے کہ چند روز پیشتر اُن حواریوں میں سے سات آدمی صبح صبح مچھلیاں پکڑنے گئے اور جب وہ واپس آئے تو اُن کے جال

مچھلیوں کی کثرت اور بوجھ کی وجہ سے پھٹنے کو ہو رہے تھے۔ اُنہیں یقیناً کوئی نہ کوئی وجد آور اور مسرت خیز واقعہ پیش آیا ہوگا، لیکن وہ یہ بتانے کو ہرگز تیار نہیں کہ کیا ہوا تھا۔"

میں نے کہا "میں حیران ہوں کہ اُن جاہل مچھیروں نے اب اُس مریم مگدلینی سے بھی جھگڑا کر لیا ہے جس نے اُن پر اپنی دولت بے تحاشہ خرچ کر دی۔ اُن سے کم از کم یہ توقع تو ضرور کی جا سکتی ہے کہ وہ تمہارے جیسی ایک عالی مرتبت خاتون کو ہی بتا دیں کہ کیا واقعات پیش آ رہے ہیں۔ مجھے گمان ہوتا ہے کہ وہ یہاں ہر قسم کی سزا اور اذیت سے محض تمہاری مہربانی کی وجہ سے محفوظ ہیں۔"

"وہ بے حد ناشکرے لوگ ہیں" مُوآنہ نے کہا۔ مگر پھر شاید اپنی انصاف پسندی جتانے کے لئے کہنے لگی، "یقیناً وہ کسی ایسے راز کی حفاظت کر رہے ہیں جو اُن کے سپرد کیا گیا ہوگا، لیکن مجھے یہ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اُس نے آخر اُنہی لوگوں کو کیوں اِس کام کے لئے منتخب کیا؟"

کلودیہ پروکلا نے بڑی تمکنت سے کہا "یہودیہ کے گورنر کی بیوی کی حیثیت سے کم از کم مجھے یہ توقع ضرور ہے کہ وہ میرا منصب پہچانتے ہوئے اپنے آقا کو ضرور بتائیں گے کہ میں اُسے ملنے کی خواہشمند ہوں۔ اِس قماش کے لوگوں سے یہ درخواست کر کے میں نے اپنے انتہائی خلوص کا ثبوت دیا ہے۔ اِس کے علاوہ وہ خفیہ طور سے میری مہربانیوں سے بھی کافی مستفید ہو سکتے ہیں۔"

میں رہ نہ سکا اور بول پڑا "کلودیہ، میرا خیال ہے اُس کی بادشاہت کا مطلب ابھی تک مکمل طور پر تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکا۔ وہ کوئی جادوگر یا بہروپیہ تو نہیں، ذرا سمجھنے کی کوشش کرو۔ وہ خدا کا بیٹا ہے؟"

کلودیہ ناراضگی سے بولی "یہ نہ بھولو کہ میں بھی قیصر سے رشتہ داری رکھتی ہوں اور جب وہ رُوم میں رہا کرتا تھا تو اکثر اُس کے ساتھ اُس کے دسترخوان پر کھانا کھاتی رہی ہوں۔"

مُوآنہ نے مجھے اشارہ کرتے ہوئے اپنے ہاتھ آگے کو پھیلا دیئے اور کہا "میں محض ایک عورت ہوں، اور اسرائیل کے نزدیک عورتیں رُوح سے خالی ہوتی ہیں، اِس کے باوجود اُس نے ہمیں اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ میں اپنے دل میں اُس کی

بادشاہت کا تھوڑا بہت مطلب ضرور سمجھتی ہُوں۔ اُس کے حواری ابھی آپس میں اِس بات پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں کہ کیا واقعی وُہ اسرائیل میں اپنی کوئی بادشاہت قائم کریگا اور اگر ایسا ہے تو کب کرے گا؟ لیکن خُود قومِ اسرائیل نے اُسے ماننے سے یکسر انکار کر دیا اور اُس کا خُون اپنے سروں پر لیتے ہُوئے اُسے صلیب پر چڑھا دیا۔ اِس عمل کے بعد اسرائیل ہرگز خُدا کی چاہیتی قوم نہیں رہی، میری عام فہمی تو یہی بتاتی ہے۔"

مَیں اِس بے مصرف گفتگو سے اُکتا چُکا تھا اور کلودیہ پروکلا میری نظروں میں اپنی قدر و منزلت کھو چُکی تھی۔ مَیں نے بے صبری سے کہا "جو ہو سو ہو، سوال تو یہ ہے کہ ہمیں اب اُس سے کیسے ملنا چاہیئے؟"

یُوآنہ نے جواب دیا "مَیں یہ نہیں جانتی ہم صرف انتظار ہی کر سکتے ہیں۔ مَیں نے تو اب تک بہت انتظار کیا ہے، مگر کُچھ بھی ظہُور میں نہیں آیا، شاید وُہ ہم عورتوں کو فراموش ہی کر چُکا ہے اور اب مُجھے اِس بات سے بھی سخت گھبراہٹ ہو رہی ہے کہ تُم یہاں پہنچتے ہی پاؤں کے زہرباد میں مُبتلا ہو کر ناکارہ ہو چُکے ہو اور اُس کی تلاش میں اپنی جگہ سے ہِل کر کہیں جا ہی نہیں سکتے۔"

"اب مَیں تقریباً ٹھیک ہی ہُوں" مَیں نے کہا "پالکی یا کشتی میں بیٹھ کر جہاں چاہُوں جا سکتا ہُوں، لیکن مَیں بے حد دلگیر ہو چُکا ہُوں اور اپنے آپ کو زبردستی اُس پر مُسلّط نہیں کرنا چاہتا۔ مَیں سمجھتا ہُوں ایسا کرنا کوئی بھی پسند نہیں کرے گا۔ میرا خیال ہے کہ وُہ صرف اپنی پسند کے لوگوں پر ہی ظاہر ہوتا ہے، اِس لئے بامرِ مجبُوری مَیں بالآخر اِس اعتقاد پر بھی قناعت کرُوں گا کہ مَیں اُسے دیکھنے کا اہل ہی نہیں ہُوں۔"

کلودیہ پروکلا نے ایک حقارت آمیز مُسکراہٹ کے ساتھ کہا "تُم اس قدر کمزور کیوں ہو؟ مَیں تو اُسے دیکھنے کو بے تاب ہُوں۔ صرف یہ غسل تو میری بے خوابی ٹھیک نہ کر سکیں گے۔ اگر مَیں ایک مَرد ہوتی تو کُچھ نہ کُچھ ضرور کر گذرتی، لیکن مشکل یہ ہے کہ مُجھے اپنے منصب کا لحاظ بھی رکھنا پڑتا ہے۔"

یُوآنہ کُچھ دیر سوچتی رہی، پھر مُجھے کہنے لگی "میرا خیال ہے تُمہیں کشتی میں مگدلا جا کر مریم سے ملنا چاہیئے۔ اپنے خاوند کے عُہدہ کی وجہ سے میرے لئے یہ ناممکن ہے کہ مَیں اُس کے پاس جاؤں، کیونکہ سب باتوں کے باوجُود وُہ ایک بدنام عورت ہے، اِسی وجہ سے ہمیں

اُسے خُفیہ طور پر یہاں آ کر کلودیہ پروکلا سے مُلاقات کی دعوت بھی نہیں دے سکتے، لہٰذا تُم ہی اُس کے پاس جا کر اُس سے دریافت کرو کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اُسے یہ سمجھا دینا کہ اب مَیں اُس کی صُحبت میں رہنے پر ویسی ندامت نہیں محسُوس کرُوں گی جیسی کہ اُن ایّام میں کر لی رہی ہوں جب ہم اکٹھے سفر کیا کرتے تھے، لیکن یہ مجبُوری ضرور ہے کہ اب مُجھے اپنے خاوند کی درباری حیثیت کا لحاظ بھی رکھنا ہے۔ یہ کُچھ ایسا پیچیدہ سا مسئلہ ہے جو شاید تُم ایک مرد ہونے کی وجہ سے نہ سمجھ سکو مگر عورت کے نقطۂ نظر سے وُہ اِسے فوراً سمجھ جائے گی۔"

مُجھے متامّل دیکھ کر وُہ ایک مکّارانہ مُسکراہٹ کے ساتھ کہنے لگی "تُم ایک زندہ دِل رُومی جوان ہو، اور بِلا جھجک اُس کے پاس جا سکتے ہو، اِس پر کسی کو تعجب نہیں ہو گا۔ اپنے زمانہ میں وُہ سات خبیث رُوحوں کے قبضہ میں رہی ہے، اور گو میرے خیال میں اُس نے اپنی کتابِ زندگی کا ایک نیا ورق اُلٹ دیا ہے، تاہم پُورے گلیل میں اُس کی شُہرت اب بھی پہلے جیسی ہی ہے۔"

مُجھے اندازہ ہونے لگا کہ اِن مستورات کی جھگڑوں قضیوں سے مُجھے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ بہرحال مَیں نے اُس کے مشورے پر غور کرنے کا وعدہ کر لیا۔ اس کے بعد کُچھ دیر ہم نے روزمرّہ کے معمُولات پر گُفتگو کی۔ کلودیہ پروکلا نے مُجھے پُوچھا کہ کیا چند روز بعد اُس کی صحت کُچھ بہتر ہونے پر مَیں اُس کے ساتھ گھوڑ دوڑ دیکھنے جا سکُوں گا؟ ہیرودیس اپنے اِس شہر، اور اس میں بنوائے ہُوئے تھیئٹر اور گھوڑ دوڑ کے میدان پر بے حد نازاں تھا، اور کلودیہ پروکلا کسی حد تک اُن سب توقّعات کو پُورا کرنے پر مجبُور تھی جو اُس کے منصب کی بِنا پر اُس سے وابستہ کی جا رہی تھیں۔ پھر اُس نے مُجھے رُخصت ہونے کی اجازت دے دی۔ ہم نے وعدہ کیا کہ جُونہی ہم میں سے کسی کو یسُوع ناصری کے بارے میں کُچھ معلُوم ہُوا، وُہ بلا تاخیر دُوسرے کو اطّلاع دے دے گا، اور کلودیہ نے جلد ہی مُجھے کھانے پر مدعو کرنے کا وعدہ بھی کیا۔

واپسی پر راستے میں مَیں نے ایک سیدُونی تاجر کو دیکھا جو ایک محراب کے سایہ میں بیٹھا ایک عصا پر سے کپڑوں کے بل کھول رہا تھا۔ وہاں ٹھہر کر مَیں نے اُس سے زرتار ریشم کا ایک خُوبصُورت ٹکڑا خریدا اور فوراً ہی بطور تُحفہ کے کلودیہ پروکلا کو بھجوا دیا۔

مریم بریلی نہایت بے قراری سے میرا انتظار کر رہی تھی۔ اُس نے یقیناً مُجھے اُس گھنگھریالی ڈاڑھی والے سیدُونی تاجر سے بھاؤ تاؤ کرتے دیکھ لیا تھا اور یہ سمجھا ہو گا کہ غالباً مَیں

نے اُسی کے لئے کچھ خریدا ہے۔ چنانچہ میرے پہنچنے پر تھوڑی دیر تک تو اُس نے فضول انتظار کیا لیکن پھر مجھ سے جھگڑنے لگی اور بولی "میں دیکھتی ہوں کہ جب تمہیں اپنی خواہش کا کوئی کام کرنا ہو تو تم بالکل ٹھیک چل سکتے ہو۔ مجھے تم نے یہاں پردوں کے پیچھے یوں رکھ چھوڑا ہے گویا میری صحبت تمہارے لئے باعثِ شرم ہو۔ گو یہاں لوگ میرے متعلق اِس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے اور جب تم موت کے دروازے پر پڑے سسک رہے تھے تو میں تمہاری تیمارداری اور دیکھ بھال کرتی رہی ہوں اور بس۔ میں بھی لوگوں سے ملنا چاہتی ہوں، اور اُن پیارے پیارے باغوں میں دوسری عورتوں کے ساتھ ہنسنا کھیلنا چاہتی ہوں، اور گانا سُننا اور کشتی میں ایک سائبان تلے بیٹھ کر جھیل کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن تم نے کبھی میرا خیال نہیں کیا۔ تم صرف اپنا اور اپنے آرام و آسائش کا ہی خیال رکھتے ہو۔"

جب مجھے یہ خیال آیا کہ ہم یروشلیم سے کس ولولے کے ساتھ روانہ ہوئے تھے اور آج کس طرح ہماری تمام اُمیدیں خاک میں ملتی نظر آ رہی ہیں تو میرا دل ایک گہرے غم کے بوجھ سے دب گیا۔ یروشلیم میں اُن جرم و گناہ سے بھرپور ایام کے دوران، جب زمین تھرا اُٹھی تھی، مگر دیہ پردلا کی گفتگو کا انداز اب سے بالکل مختلف ہوا کرتا تھا۔ اُس کی موجودہ ہم جنس یُوآنہ بھی اب اُن دنوں سے قطعی مختلف ہو گئی ہے جب وہ اپنے گھر اور اپنے اُس بلند مرتبہ خاوند کو جو ہیرودیس کے خزانوں کا منتظم تھا، ٹھوکر مار کر یسوع ناصری کے پیچھے پیچھے چلتی رہی تھی۔ یہاں مرمریں محرابوں اور خوشنما چمنستانوں میں، جہاں گرم چشموں کی گندھک ملی صحت بخش بُو فضا میں رچی ہوئی تھی اور جہاں مہندی کی جھاڑیوں کی اوٹ سے بانسری کی ہلکی مدھر موسیقی سنائی دیتی تھی، ہر چیز ایامِ ماضی کی مانند ہو چکی تھی، اور اِن تمام آسائشوں اور عیاشیوں نے مافوقیت کے لئے کوئی گنجائش نہ چھوڑی تھی۔

میں نے کہا "مریم بیتلی! تمہیں کیا یاد نہیں ہم یہاں کس لئے آئے ہیں؟"

مریم نے اپنا سر جھٹکایا، اپنی گول گول آنکھوں سے مجھے گھورا اور پھر ملامت کے انداز میں کہا "میں تم سے زیادہ یاد رکھتی ہوں۔ میں بہت بے صبری سے ناتھان یا سوسن کی طرف سے کسی اطلاع کی منتظر ہوں۔ اِس کے علاوہ میں اور کیا کر سکتی ہوں۔ لیکن اِس عرصہ میں میں اُن چیزوں کا لطف کیوں نہ اُٹھاؤں جو یہاں میرے لئے بالکل نئی ہیں۔"

"یہاں کی ہر چیز محض اِسی دُنیا سے تعلق رکھتی ہے۔" میں نے کہا "انسان کی یہ فطرت

ہے کہ وہ بہ نسبت کسی بہتر چیز کے، ایسی صحبت اور ایسے حالات کی طرف زیادہ آسانی سے مائل ہو جاتا ہے۔ لیکن میں یہ سب کچھ بخوشی اُس دوبارہ زندہ ہونے والے انسان کی ایک جھلک پر قربان کرنے کو تیار ہوں۔"

"بے شک، بے شک" مریم نے بے چینی کے ساتھ تسلیم کیا "میرا بھی یہی حال ہے لیکن انتظار کے دوران میں کیوں نہ اِن سب چیزوں کا لطف اُٹھاؤں؟ میں ایک غریب دیہاتی لڑکی کی مانند ہوں جو پہلی بار کسی شہر میں آنے پر شاہی طرز کے کھلونوں کی کسی دکان میں داخل ہوئی ہو۔ میں ایسی احمق تو نہیں کہ اِن سب چیزوں کو حاصل کرنے کی اُمید لگا بیٹھوں، لیکن کیوں نہ میں اُنہیں کم از کم ایک بار دیکھوں اور چھوؤں؟"

میں اُس کی بات نہ سمجھ سکا اور اُس کی بحث سے اُکتا گیا تھا، اس لئے پیچھا چھڑانے کی خاطر میں نے درشتی سے اُسے کہا "تمہیں ضرور یہ سب چیزیں دیکھنا چاہئیں۔ میں کل ایک کشتی کرایہ پر لے لوں گا جس میں ہم دونوں مگدلا چلیں گے۔ میں نے سُنا ہے کہ وہ قرباں پانے والی دولتمند خاتون اپنے ساتھیوں کو چھوڑ واپس اپنے گھر جا چکی ہے ہم وہاں اُسے مل لیں گے۔"

لیکن میرے اِس وعدہ پر مریم بیتلی ذرا بھی خوش نہ ہوئی۔ "مریم مگدلینی ایک سرکش عورت ہے" اُس نے کہا "یہ سچ ہے کہ مجھے ایک انسان سمجھ کر مجھ سے مہربانی کے ساتھ پیش آنے والی صرف وہی ایک عورت تھی۔ وہی مجھے یقین دلاتی رہی تھی کہ یسوع ایک بادشاہ ہے، تاہم مجھے اُس سے خوف آتا ہے۔"

"کیوں؟" میں نے حیرانی سے پوچھا "وہی تو تھی جس نے پہلی بار اُس پرانی فصیل کے پھاٹک کے قریب تمہیں میرے راستہ پر پھینکا تھا اور تمہارے منہ سے وہ سب الفاظ کہلوائے تھے جو تم نے مجھے کہے۔"

"اب جبکہ تم نے مجھے اپنی حفاظت میں لے رکھا ہے، ممکن ہے وہ مجھے کوئی ایسا کام کرنے کو کہہ دے جو میں اب نہ کرنا چاہتی ہوں۔" مریم نے مجھے سمجھانے کے لئے کہا "اُس کی قوتِ ارادی مجھ سے کہیں زیادہ مضبوط ہے۔ چنانچہ جب وہ مجھے کوئی حکم دیتی ہے تو میں بے بس و مجبور ہو جاتی ہوں۔"

"لیکن تم آخر اُس کے کونسے حکم سے گھبرا رہی ہو؟" میں نے پوچھا۔

مریم نے شکایت کے بھرے ہی کہا "وہ خود سیاہ لباس پہنتی ہے ممکن ہے وہ مجھے

یہ سب خُوبصُورت لباس اُتارنے کے لیے کہے جو تُم نے مُجھے دیئے ہیں، اَور مُجھے ایک ٹاٹ کی مانند کُھردرے ٹاٹ کے کپڑے پہننے پر مجبُور کرے۔ ممکن ہے وُہ مُجھے یہ حُکم بھی دے کہ مَیں تُمہیں چھوڑ دُوں، کیونکہ تُم مُجھے اب جِھیل تک پہنچا چُکے ہو۔ یہ ہیں وُہ باتیں جن سے مَیں گھبراتی ہُوں۔

"مریم بریلی" مَیں نے چیخ کر کہا "وُہ آخر کیا بات ہے جس کی تُمہیں مُجھ سے توقع ہے اَور تُم میرے متعلق کیا تصوّرات لیے بیٹھی ہو؟"

"مُجھے کوئی توقع نہیں اَور میرا کوئی تصوّر نہیں۔" وُہ اپنے سر کی ایک وحشیانہ جُنبش کے ساتھ اُتنے ہی زور سے چیخ کر بولی "مَیں تو صرف تُمہاری صُحبت میں رہنا چاہتی ہُوں خواہ ایک ہی دن کے لیے سہی۔ چند روز پیشتر تو تُم اَور ہی گیت گاتے تھے، جب تُم بُخار میں پڑے جل رہے تھے اَور اپنا سر بستر میں اِدھر سے اُدھر پٹختے تھے اَور مَیں تُمہارے چٹختے ہُوئے ہونٹوں کو تر کر دیتی تھی اَور تُم مُجھ سے التجائیں اَور منتیں کرتے تھے کہ مَیں اپنا ہاتھ تُمہاری پیشانی پر رکھ چھوڑوں اَور تُمہارے سونے کے دوران تمام رات تُمہارا ہاتھ پکڑے رکھوں۔ لیکن تُم یہ وہم بھی نہ لانا کہ اِن باتوں کی بنا پر مَیں کسی چیز کا تصوّر باندھ بیٹھی ہُوں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ دن بہت اچھے تھے، میری زندگی کے بہترین دن۔ مَیں نہیں چاہتی کہ یہ دن اتنی جلدی ختم ہو جائیں۔ لیکن جب تک تُم اپنی مرضی کرو، یہ تو ظاہر بات ہے کہ ہم وُہ نہ کر سکیں گے جو مَیں پسند کرتی ہُوں۔"

مَیں نے محسُوس کیا کہ اب اُس سے گلو خلاصی کروا لینے کا صحیح وقت آ گیا تھا، کیونکہ وُہ جتنا زیادہ عرصہ میرے ساتھ رہے گی، اُتنا ہی وُہ دن بدن مُجھے اپنے ساتھ مانُوس کرتی جائے گی۔ یہاں تک کہ مَیں اب تک بلا ضرورت ہی اُس کا عادی ہو چُکا تھا۔ بعینہٖ یہی معاملہ اُس شخص کو پیش آتا ہے جو بلا سوچے سمجھے ایک غلام یا ایک کُتّا پال لیتا ہے اَور بالآخر اُس کُتّے سے مانُوس ہو جاتا ہے یا غلام کا دست نگر ہو کر رہ جاتا ہے۔

چنانچہ اگلے روز مَیں نے مچھلی کے شکار کی ایک کشتی کرایہ پر لے لی جس کے ساتھ دو ملاح بھی تھے اَور ہم گلیل کے سمندر کی چمکیلی لہروں کے سینے کو چیرتے ہُوئے مگدالا کی جانب روانہ ہو گئے۔ مریم بریلی محض خُودستائی کی بنا پر اپنے ہاتھ کی آڑ کر کے اپنے چہرے کی جلد کو سُورج کی تمازت سے محفُوظ رکھنے کی کوشش کر رہی تھی، کیونکہ روانہ ہونے سے پہلے اُس نے سرائے کے اندر، وہاں کی دُوسری عورتوں کی نقل کرتے ہُوئے اپنے چہرے کی سُرخی دُور کرنے کے لیے اُسے کھیرے کے عرق سے خُوب اچھی طرح رگڑا تھا، حالانکہ خچر کی پیٹھ پر سفر

کرنے کے دَوران اُس نے کبھی ایسی باتوں کی طرف دھیان نہیں دیا تھا۔

مَیں گلیل والوں کے لب و لہجہ کی روانی سمجھنے کی غرض سے ملاحوں سے باتیں کرتا رہا۔ وُہ اکھڑ سے لوگ تھے اَور میرے سوالوں کے رُوکھے سے جواب دیتے رہے۔ جب ہم تبریاس کے پاس سے گُزرے تو مَیں نے محسُوس کیا کہ وُہ اُس خُوبصُورت اَور نئے یُونانی انداز کے شہر سے کتراتے تھے جسے ہیرودیس نے چند ہی برس پیشتر بے اندازہ دولت خرچ کر کے بنایا تھا وہاں سے ہر ممکن تیزی کے ساتھ گُزر جانے کے لیے اُنہوں نے کشتی کے بادبان بھی پھیلائے مگر ہوا چونکہ مخالف تھی اِس لیے بالآخر اُنہیں چپّوؤں پر ہی اکتفا کرنا پڑی۔

مُجھے یاد آیا کہ یہی وُہ جِھیل ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یسُوع ناصری اِس کے پانی کی سطح پر چل کر اپنے حواریوں کے پاس آیا تھا۔ یہاں سہ پہر کی دُھوپ میں دُور جِھیل کے اُس پار یُوں معلوم ہوتا تھا جیسے بھُوری اَور نیلی پہاڑیاں دُھندلے لگ رہی ہوں تازہ ہوا کی سرسراہٹ اَور پانی کے شور میں، مُجھے یہ کہانی ناقابلِ یقین محسُوس ہونے لگی۔ اَور مُجھ پر یہ عجیب سا خیال طاری ہو گیا کہ مَیں محض ایک سراب، ایک خواب کے تعاقب میں ہُوں۔ یا پھر کسی ایسے فرضی قصّے کے تانے بانے میں اُلجھ گیا ہُوں جو توہم پرست مچھیروں کی ایجاد ہے۔ اپنی علالت کے بعد مَیں یہ محسُوس کر رہا تھا گویا یروشلیم کے دنوں سے لے کر اب تک نامعلوم کس قدر طویل عرصہ گُزر چُکا ہے۔ یُوں معلوم تھا جیسے یسُوع ناصری کا کبھی کوئی وجود ہی نہ تھا۔

خُود کو حقیقت کی دُنیا میں محسُوس کرنے کے لیے مَیں نے اُن دو ملاحوں سے پُوچھا "کیا تُم نے اُن دنوں میں کبھی یسُوع ناصری کو بھی دیکھا ہے جب وُہ اِس جِھیل کے کنارے وعظ کیا کرتا تھا؟"

اُنہوں نے ایک دُوسرے کی طرف دیکھا، پھر اپنے چپّوؤں پر ٹیک لگائی اَور شک کے ساتھ پُوچھنے لگے "تُم یہ کیوں جاننا چاہتے ہو اجنبی؟"

"جب اُسے مصلُوب کیا گیا تو مَیں یروشلیم میں ہی تھا" مَیں نے اُنہیں بتایا، "میرے خیال میں وُہ اُس قدر ذلّت آمیز موت کا تو مستحق نہ تھا۔"

مچھیروں نے کہا "تُم سمجھ ہی سکتے ہو، ہم گلیل والے یروشلیم میں حقارت سے دیکھے جاتے ہیں اَور وُہ گلیل ہی کا باشندہ تھا، لیکن اِس میں اُس کی اپنی غلطی بھی تھی جو وُہ خُود

اُن لالچی پیشواؤں اَور ریاکار فریسی زاہدوں کے نرغے میں جا پھنسا۔"

"کیا تُم لوگوں نے کبھی اُسے دیکھا تھا؟" مَیں نے پھر پُوچھا۔

اُنہوں نے قدرے تأمل کرتے ہُوئے ایک دُوسرے کی طرف دیکھا، پھر اُن کا نسلی غرُور اُن پر غالب آگیا اَور اُنہوں نے تسلیم کرتے ہُوئے کہا "ہاں، ہم نے یقیناً اُسے ایک بار نہیں کئی بار دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ ہم پانچ ہزار لوگ اُس کا وعظ سُن رہے تھے اُس نے جَو کی صرف پانچ روٹیوں اَور دو مچھلیوں سے ہم سب کو پیٹ بھر کھانا کھلایا تھا، فی الحقیقت ہماری سب کی شکم سیری کے بعد بھی کھانے کی بھری ہُوئی بارہ ٹوکریاں بچ رہی تھیں۔ وُہ تو ایسا انسان تھا۔"

"وُہ کِس چیز کے متعلق باتیں کیا کرتا تھا؟ کیا تُمہیں کُچھ یاد ہے وُہ کیا تعلیم دیتا تھا؟" مَیں نے بے قراری سے پُوچھا۔ لیکن اب وُہ کُچھ بے چین سے ہونے لگے تھے، اَور کہنے لگے "ہم جیسے سادہ لوگوں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ہم اُس کی باتیں دُہرائیں، اِس پر ہم پر حُکّام کا عتاب نازل ہو جانے کا اندیشہ ہے۔"

مَیں نے اُن کی حوصلہ افزائی کی غرض سے کہا "جو تُمہیں یاد ہے اُس میں سے مُجھے کُچھ تو بتاؤ مَیں محض ایک غیر مُلکی سیّاح ہُوں اَور ہرگز کہیں کہانیاں نہیں بیان کرتا پھروں گا۔"

اُنہوں نے کہا "اچھّا تو پھر یہ خیال رکھنا کہ یہ اُس نے کہا تھا، ہمارے اپنے الفاظ نہیں ہیں۔" پھر وُہ دونوں بیک آواز کہنے لگے:۔ "مُبارک ہیں وُہ جو غریب ہیں کیونکہ بادشاہت اُنہی کے لئے ہے، مُبارک ہیں وُہ جو خاموش اَور شریف النفس ہیں کیونکہ زمین کے وارث وُہی ہوں گے، مُبارک ہیں وُہ جنہیں اذیتیں پہنچائی جاتی ہیں اَور جن کا تمسخر اُڑایا جاتا ہے۔ مُبارک ہو تُم لوگ کیونکہ تُمہارے لئے آسمانوں پر اجرِ عظیم ہے۔ کوئی شخص ایک وقت میں دو آقاؤں کی ملازمت نہیں کر سکتا۔ غم نہ کھاؤ، اُونٹ کا سُوئی کے ناکے میں سے گذر جانا آسان ہے مگر ایک دولت مند کا بادشاہت میں داخل ہونا ناممکن ہے۔"

میرا تاثر یہ تھا کہ اُنہوں نے یقیناً یہ الفاظ آپس میں اکثر دُہرا دُہرا کر یاد کئے ہونگے اَور ناصری کی تعلیمات میں سے جو اُنہیں سب سے زیادہ پسند آیا وُہی اُنہوں نے اختیار کر لیا۔ اُنہیں اِس کے علاوہ یا تو اَور کُچھ یاد نہ تھا، یا وُہ بتانے کو تیّار نہ تھے اَور جب اُنہوں نے میرے قیمتی لباس اَور میری گدے دار نشست کی طرف دیکھا تو اُن کی نظروں میں ایک فخریہ

مُسرّت نمایاں طَور پر جھلک رہی تھی۔ "اُس کے متعلق تُمہیں اَور کیا یاد ہے؟" مَیں نے پُوچھا۔

اُنہوں نے جواب دیا "وُہ ایک اچھا سمجھدار ماہی گیر تھا، جبکہ دُوسرے لوگ تمام رات بے فائدہ ہی اپنا جال کسی جگہ ڈال کر بیٹھے رہتے تھے تو وُہ فوراً ہی مچھلیوں کے غول کی نشاندہی کر دیا کرتا تھا۔ ایک رات جبکہ باقی ماہی گیر جھیل سے بالکل خالی ہاتھ لوٹے تھے تو وُہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مچھلیوں سے لبالب لدی ہُوئی کشتی لے کر آیا تھا۔ وُہ ہَواؤں کو رام کر سکتا تھا اَور طُوفانی لہروں کو پلک جھپکتے میں سطحِ آب پر لٹا دیا کرتا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وُہ بیماروں کو شفا دیا کرتا ہے۔ گو ہم نے اِس بات پر کبھی غور نہ کیا تھا کیونکہ ہم کبھی بیمار ہی نہیں ہُوئے۔ بہرحال ہمارے نزدیک تو سب سے زیادہ تعجّب خیز بات یہ تھی کہ وُہ اِس علاقہ کے بالکل اندرُونی حِصّہ یعنی قصبہ ناصرہ سے آیا تھا مگر اِس کے باوجود وُہ پانی ہَوا، اَور مچھلیوں کی حرکات وسکنات کا اِس قدر گہرا علم رکھتا تھا۔"

بار بار پُوچھنے پر بھی مَیں اُن سے مزید کُچھ نہ اُگلوا سکا، بلکہ اُن کا شک ہی بڑھتا گیا۔ آخر کار مَیں نے کہا "یروشلیم میں تو اُس کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وُہ دوبارہ زندہ ہو کر اپنی قبر سے نکل گیا تھا، اَور گلیل واپس چلا گیا۔ تُم نے اِس چیز کے متعلق بھی کُچھ سُنا ہے؟"

اُنہوں نے اپنے چپّو زیادہ زور سے چلانے شرُوع کر دیئے اَور کُچھ وقفے کے بعد جواب دیا "یہ محض عورتوں کی گپ بازی ہے کوئی مُردہ اپنی قبر نہیں چھوڑا کرتا، گو وُہ وعظ کہتا اَور معجزے کرتا تھا تاہم وُہ ہماری ہی مانند محض ایک انسان تھا۔ تُم ہمیں اپنے مغالط الفاظ کے چکّر میں نہیں اُلجھا سکتے۔" اِس کے بعد اُنہوں نے اِس معاملہ پر گفتگو ختم کرنے کے انداز میں صرف یہ کہا "یہ سب محض افسانے ہیں جو کفر نوم سے پَیدا ہُوئے ہیں، ہم تو بیت صیدا کے مچھیرے ہیں۔"

مگدلا مچھیروں کا ایک بُہت بڑا قصبہ ہے جہاں کی آبادی ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ کافی فاصلہ پر سے ہی ہمیں دُوسرے کنارے پر بنے ہُوئے مچھلیوں کے نمک خانوں کی بدبُو آنے لگی تھی جب ملّاح کشتی میں سے کُود کر اُسے گھاٹ تک کھینچ لائے تو مَیں نے اُن کی اُجرت ادا کر کے اُنہیں رُخصت کر دیا۔ اپنی چھڑی کے اَور کُچھ مریم بریطی کے سہارے لنگڑاتا ہُوا مَیں فوراً قصبے میں سے گذر گیا مگر مَیں نے مریم بریطی کو کسی سے بھی مریم مگدلینی کی قیامگاہ کا پتہ نہیں پُوچھنے دیا۔ وُہ کافی معرُوف عورت ہے اَور قصبہ سے باہر نکلتے ہی جب ہم نے دریافت کیا تو

فوراً ہی مجھے قمریوں کی پہاڑی آماجگاہوں کے رُخ عمارتوں کا ایک سلسلہ اشارے سے دکھا دیا گیا، بلکہ مگدلا سے اپنے گھر کسی دُوسرے گاؤں جانے والے ایک سبزی فروش نے مجھے لنگڑاتے دیکھ کر بخُوبی اپنا خچر میری سواری کے لئے پیش کر دیا۔ مریم مگدلینی کے نام پر وُہ عجب انداز سے مُسکرایا مگر بڑے عجز و ممنُونیت سے کہنے لگا۔ "وُہ ایک ہوشیار اور دولت مند خاتُون ہے۔ اُس نے قُمریاں پکڑنے کے لئے بے شمار ملازم رکھ چھوڑے ہیں اور ایک خاص بڑے پنجرے میں ہیکل میں پیش کرنے کے لئے وُہ خُود قُمریاں پالتی ہے۔ اُس کا ایک جڑی بُوٹیوں کا باغ ہے اور مچھلی خانوں میں بھی اُس کے حِصّے ہیں وُہ زیادہ تر سفر کرتی رہتی ہے۔ لیکن سُنا ہے کہ حال ہی میں واپس گھر آ چُکی ہے۔" پھر ترچھی نظروں سے میری طرف دیکھتے ہُوئے اُس نے ایک دوستانہ سی مُسکراہٹ کے ساتھ کہا "اب وُہ اُس قدر جوان نہیں رہی جتنی کہ پہلے تھی۔ لوگ بتاتے ہیں کہ اُس نے اپنی زندگی کے طَور طریق یکسر بدل دیئے ہیں اور اب تو غریبوں کو خیرات بھی بانٹتی رہتی ہے بہر حال تم اپنے معاملات کو خُود بہتر طور پر سمجھتے ہو گے۔"

حقیقت یہ ہے کہ مَیں نے یہ سفر کسی نتیجہ خیز توقّع کے بغیر ہی شروع کیا تھا لیکن جب مَیں خچر پر سبزی کی دو خالی ٹوکریوں کے درمیان بیٹھا ہُوا، اُس کے مکان کے قریب پہنچا تو مجھے اُس کا سفید چہرہ پھر ایک بار دیکھنے کی شدید خواہش ہُوئی اور مجھے محسُوس ہُوا کہ اِس سے پیشتر کبھی مجھے کسی عورت کو دیکھنے کی اِس نوعیّت کی خواہش نہیں ہُوئی تھی۔ خچر کے مالک نے میرے چہرے کی کیفیت سے بھانپ کر کہا "تُم بھی دُوسروں ہی کی مانند معلُوم ہوتے ہو، جتنا تُم اُس کے مکان کے قریب پہنچتے جا رہے ہو اُتنی ہی بے صبری سے تُمھاری رفتار میں تیزی آتی جا رہی ہے۔ مَیں بہر حال اُس کے مکان کے نزدیک نہیں جانا چاہتا، اس لئے مُعاف کرنا مَیں اب تُمھیں یہاں اِس دوراہے پر اُتار دُوں گا۔"

وُہ اپنے خچر کو تیزی سے ہانکتا ہُوا اپنے راستہ پر روانہ ہو گیا تاکہ اُس مکان سے جلد از جلد دُور ہو سکے۔ مریم بریطی نے ایک آہ کھینچی اور مجھے متنبہ کرنے کے انداز میں کہنے لگی "اِس سے کوئی فائدہ نہیں، اَب بھی وقت ہے، آؤ واپس چلے چلیں۔ مَیں اپنے ہاتھ کی اوٹ کر کے اپنے چہرے کو کتنا ہی بچاتی ہُوں مگر سُورج سے پھر بھی میری آنکھوں کو تکلیف ہو رہی ہے۔ مَیں سر سے پاؤں تک پسینے میں شرابور ہو چُکی ہُوں اور میرا سانس پُھول

چُکا ہے۔" لیکن مَیں ہمّت کے ساتھ لنگڑاتا ہُوا پھاٹک کے اندر داخل ہو گیا۔ وسیع صحن کے وسط میں سیاہ کپڑوں میں ملبُوس ایک عورت کھڑی قُمریوں کو دانہ کھلا رہی تھی۔ قُمریوں کا ایک جُھرمٹ کا جُھرمٹ اس کے اِرد گرد پھڑ پھڑا رہا تھا۔ بعض اُس کے کندھوں پر بیٹھی ہُوئی تھیں۔ کُچھ اُس کے بازوؤں کے ساتھ جھُول رہی تھیں۔ ہمیں دیکھتے ہی اُس نے اناج پھینک کر اپنے ہاتھ جھاڑے اور چہرے کا نقاب اُٹھاتے ہُوئے ہماری طرف بڑھی۔ ایک حیرت ملی مسرّت کے ساتھ اُس نے مریم بریطی کو اور مجھے خُوش آمدید کیا اور چِلّا اُٹھی "مَیں محسُوس کر رہی تھی کہ کوئی نہ کوئی راستہ میں ہے، لیکن مجھے ہرگز یہ خیال نہ تھا کہ وُہ تُم ہو سکتے ہو مرقس رُومی اور تُم مریم بریطی۔"

"تُم پر سلامتی ہو مریم مگدلینی" مَیں نے کہا۔ اور اُس کے مدہم مدہم لکیروں والے سفید چہرے کی طرف دیکھا اور پھر اُس کی اُن آنکھوں کو دیکھا جن میں اُس لمحہ اسقدر مسرّت اُبل پڑ رہی تھی۔ میرا جی چاہا مَیں زمین پر بیٹھ کر اُس کے گھٹنوں سے لپٹ جاؤں۔

اُس نے قُمریوں کو ہنکا دیا جو ابھی تک اُس کے اردگرد پھڑ پھڑا رہی تھیں، اور ہمیں صحن اور باغ میں سے ہو کر ایک گرمائی مکان میں لے گئی، جو اُس نے وہاں بنوا رکھا تھا۔ سب سے پہلے وُہ خُود جا کر پانی لائی، پھر میرے احتجاج کی پرواہ نہ کرتے ہُوئے، میرے سامنے گھٹنوں کے بل ہو کر اُس نے میرے پاؤں دھوئے۔ اُس کے ہاتھوں کا لمس میرے پاؤں کو بے حد سکُون بخش اور شیریں معلُوم ہُوا۔ اُس نے مریم بریطی کے پاؤں بھی خود دھوئے حالانکہ وُہ اُسے دھکیل دھکیل کر ہٹانے کی بہت کوشش کرتی رہی، اور اپنا ہاتھ اپنے مُنہ پر رکھ کر اپنی ہنسی کو بھی چھپاتی رہی۔ اس کے بعد اُس نے ہمیں چشمے کا تازہ پانی پلایا، پھر مریم سے کہا "جاؤ قُمریوں کے پنجرے دیکھو اور میرے اِس مکان کی سیر کرو، اور ہمیں اب پریشان نہ کرنا، بیوقُوف لڑکی۔"

مریم بریطی یُوں بھاگ کر چلی گئی جیسے اُسے نجات مل گئی ہو۔ مریم مگدلینی اپنا سر ہلاتی اُسے جاتے ہُوئے دیکھتی رہی، پھر میری طرف پلٹ کر مجھے پُوچھنے لگی "تُم نے اس لڑکی کو کیا کر دیا ہے؟ کیا یہ بھڑکدار لباس تُم نے اُسے لے دیا ہے؟ میرا خیال ہے کہ اُس کی آنکھوں میں سے شیطان جھانک رہا ہے۔ حالانکہ یروشلیم میں وُہ کافی مسکین اور تائب ہو چُکی تھی۔"

مَیں نے اپنی مدافعت کرتے ہُوئے جواب دیا "مجھے یقین ہے مَیں نے اسے کوئی

نقصان نہیں پہنچایا۔ اگر تمہارا یہی مطلب ہے تو اعتبار کرو مَیں نے اسے چھُوا تک نہیں، تبریاس میں جب مَیں اپنے اِس بیمار پاؤں کو لے کر بستر پر پڑ گیا تھا تو اس نے میری تیمارداری ضرور کی تھی۔"

مریم مگدلینی نے کہا "جب ایک مرد، اپنے بہترین ارادوں کے ساتھ کسی عورت کے لئے کُچھ کرتا ہے تو وُہ اکثر وبیشتر اُسے دراصل نقصان ہی پہنچاتا ہے، اگو اُس وقت اُسے اِس بات کا خُود احساس نہیں ہُوا کرتا۔ تُم اِس لڑکی کے لئے ایک مناسب نگراں نہیں ہو، مرقس! بہتر ہے اَب تُم اِس سے علیحدگی اختیار کر لو۔"

"وُہ میری ہی طرح یسُوع ناصری کی تلاش میں ہے۔" مَیں نے جواب دیا، اَور پھر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے مَیں نے اُسے بتایا کہ ہم کس طرح یروشلیم سے روانہ ہوئے، کس طرح ناتھان اَور سوسن مجھے منجدھار میں چھوڑ کر اب تک غائب ہیں اَور پھر کس طرح تبریاس میں میری مُلاقات کلودیہ پروکلا کے کمروں میں یُوآنہ سے ہُوئی۔ جب مَیں اپنی داستان بیان کر رہا تھا تو مریم مگدلینی اپنا سر ہِلاتی جاتی تھی اَور مَیں نے محسُوس کیا کہ اُس کے چہرے پر ایک کرخت سی مُسکراہٹ پھیل رہی تھی۔

"مَیں اُس لالچی سوسن اَور مغرور یُوآنہ کو خوب جانتی ہُوں۔" اُس نے مختصراً کہا۔ "اُن دِنوں جب میں اُن کے ساتھ بہنوں کی طرح چلتی پھرتی تھی، یقیناً میری آنکھوں پر پردہ پڑا ہُوا ہوگا۔ دراصل مَیں صرف یسُوع کو دیکھا کرتی تھی۔ اُس کے حواریوں کو تو تُم نے خُود بھی دیکھ کر سمجھ لیا ہے کہ وُہ سب کس ڈھب کے لوگ ہیں اَور کس قدر رازداری سے وُہ اُس کی بادشاہت کے بھید کی حفاظت کرتے ہیں۔ غالباً میری ہی طرح تُم بھی حیرانی سے سوچتے ہوگے کہ وُہ اپنی بادشاہت کی تعمیر کس قسم کے سازوسامان سے کرنا چاہتا تھا، ضِدّی آدمیوں اَور حاسد عورتوں کو جی بھر کر دیکھ لینے کے بعد مَیں تو اپنے گھر واپس آگئی ہُوں کہ انتظار کرُوں۔ مَیں جانتی ہُوں وُہ ہم سب سے پہلے گلیل آچکا تھا، لیکن اب اگر وُہ ہم میں سے کسی ایک سے بھی دوبارہ مِلنا پسند نہ کرے تو مجھے ہرگز کوئی تعجب نہ ہوگا، شاید وُہ ہم سب سے اُسی قدر مایُوس ہو چُکا ہے، جتنا ہم اپنے دلوں میں ایک دُوسرے سے ہیں۔ مَیں اُن مچھیروں کو اُن کی ماہی گیری میں مصرُوف چھوڑ کر چلی آئی ہُوں، اَور اُس کی ماں بھی واپس ناصرۃ اپنے گھر چلی گئی ہے۔" اُس نے اپنے دونوں ہاتھ زور سے دبائے اَور دُکھ سے اپنے شانے ہِلاتے

ہُوئے افسوس کیا "مَیں آخر کیوں صِرف ایک انسان، اَور وُہ بھی ایک عورت رہ گئی اَور اَب جبکہ وُہ ہمارے درمیان نہیں تو کیوں اس قدر ضِدّی اَور سخت دِل ہو گئی ہُوں؛ اُس کی بادشاہت میرے ہاتھوں میں سے پھسلتی جا رہی ہے۔ حیف صد حیف مُجھ پر جو اس قدر کمزور ایمان ہُوں کہ اب اُس پر مکمل بھروسہ نہیں کرتی۔"

اُس نے اپنے اِرد گرد خوف زدہ ہو کر یُوں دیکھا جیسے وہاں اُسے کوئی منڈلاتی ہُوئی شکلیں نظر آ رہی ہوں اَور چِلّا اُٹھی "وُہ دُنیا کی روشنی ہے۔ جب وُہ نہ ہو تو سُورج کی آب و تاب کے باوجُود مُجھ پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ مَیں ڈرنے لگتی ہُوں مبادا خبیث ارواح پھر مُجھ پر مسلط ہو جائیں، لیکن اگر ایسا ہُوا تو مَیں زندہ ہی نہ رہُوں گی۔ مَیں اپنے آپ کو پھانسی دے کر ہلاک کر ڈالُوں گی۔ مَیں پہلے ہی اُن کے ہاتھوں اس قدر دُکھ اُٹھا چکی ہُوں۔"

اُس کے دُکھ پر مَیں نے اپنے سینے کے اندر جیسے ایک وزنی پتّھر کا تکلیف دِہ بوجھ محسُوس کیا، تاہم اُسے دلاسا دینے کی کوشش کرتے ہُوئے مَیں نے اُسے یُوآنہ کے اِس یقین کے بارے میں بتایا کہ جب حواری ایک صُبح مچھلیاں پکڑنے گئے تھے تو یسُوع اُن پر ظاہر ہُوا تھا۔

"مَیں نے بھی یہ سُن رکھا ہے" مریم نے تلخی سے کہا "لیکن وُہ گنوار لوگ غالباً صرف وُہ سو ڈیڑھ سو مچھلیاں پکڑ لینے پر ہی خُوشی سے پھُولے نہ سماتے ہوں گے۔ جال اس قدر بھرا پڑا تھا کہ اُنہیں اُسے بہُت احتیاط سے کھینچ کر کنارے تک لانا پڑا تھا کہ کہیں پھٹ نہ جائے۔ اگر وُہ لوگ اُس صُبح ہمارے آقا سے واقعی ملے تھے تو کم از کم دُوسروں کو تسلی دینے کی خاطر اُنھوں نے کیوں اِس کا ذکر نہیں کیا؟"

ایسا معلوُم ہوتا تھا کہ حواریوں کے خلاف اُس کے دِل میں بُغض بھرا ہُوا تھا اَور اگر واقعی یسُوع گلیل میں اپنے حواریوں پر ظاہر ہُوا ہے تو وُہ اُن سے حسد کرتی ہوگی۔ ایک لحاظ سے یہ سمجھ میں آنے والی بات بھی تھی کیونکہ یہ وُہی تو تھی جو صُبح سویرے سب سے پہلے اُس کی قبر پر گئی تھی اَور جس پر یسُوع دوبارہ زندہ ہونے کے بعد سب سے پہلے ظاہر ہُوا تھا۔

"مریم مگدلینی" مَیں نے کہا "مایُوس مت ہو، اگر وُہ گلیل واپس پہنچ چکا ہے تو پھر اُس کی بادشاہت بہُت قریب ہے۔ شاید اُس میں میرا کوئی حصّہ نہیں اَور شاید اپنے

حواریوں کی طرح ہی وُہ بھی مجھے دھتکار دے ۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر وُہ گلیل میں ہے تو تم ضرور اُسے دوبارہ ملو گی ۔"

مریم نے اپنی سیاہ آنکھوں سے ایک مغرور سی نظر مجھ پر ڈالی اور کہا ''کیا تم مجھے تسلّی دینے کی کوشش کر رہے ہو رُومی، جبکہ اُس کے اپنے مجھے کوئی دلاسا نہ دے سکے ؟"

لیکن یہ کہتے ہُوئے اُس کا چہرہ ایسے چمکنے لگا گویا اُس پر سُورج کی روشنی پڑ رہی ہو ۔ حالانکہ اُس وقت ہم اُس کے گرمائی مکان کے اندر سائے میں بیٹھے ہُوئے تھے ۔ اُس نے اچانک میرا ہاتھ چھُوا ، اُس کی لمس میں مَیں نے پھر ایک قوّت محسُوس کی ، اور اُس نے کہا ، ''کیا واقعی تمہیں اِس بات کا یقین ہے ؟ بے شک یہ میرا اپنا بھی ایمان ہے گو میرا دِل بدبخت بہت باغی ہو چُکا ہے کیونکہ مَیں اُس کے اپنے منتخب کئے ہُوئے حواریوں کی مناسب عزّت واحترام کرنے پر اپنے آپ کو تیّار نہیں کر سکتی ۔ مَیں واقعی ایک مکّار اور ناکارہ عورت ہُوں جو اُس کی رضا کے آگے اپنا سرِ تسلیم خم نہ کر سکی ۔ تم مجھے سکھاؤ رُومی، کہ انکساری کیا ہوتی ہے ۔ مَیں اِسی چیز کی مستحق ہُوں ۔"

''مجھے تم یہ بتاؤ کہ گو مَیں ایک رُومی ہُوں، لیکن کیا وُہ مجھے بھی اپنی بادشاہت میں داخل کرلے گا ؟" مَیں نے انتہائی اندوہ سے پُوچھا ۔

مریم مگدلینی نے بالکل بُوآنہ کے سے تحقیر آمیز لہجہ میں جواب دیا ''اُس کے حواری ابھی تک اِسی خوش فہمی میں مُبتلا ہیں کہ وُہ اسرائیل میں کوئی نئی حکُومت قائم کرے گا ۔ میرے لئے وُہ ساری دُنیا کی روشنی ہے اور اگر تمہیں اُس کے مسیحا ہونے پر یقین کامل ہے تو کیا وجہ ہے کہ اِس معاملہ سے تمہارا بھی اُسی قدر قریبی اور براہِ راست تعلّق نہ ہو، جتنا کہ آلِ اسرائیل کا ہے ؟ اُس کی بادشاہت کوئی دُنیاوی شئے ہرگز نہیں، بلکہ ایک دائمی زِندگی ہے ۔"

اُس کے اِن الفاظ پر میرا دل خوف سے کانپ اُٹھا اور مَیں نے پُوچھا ''دائمی زِندگی کیا ہے ؟"

مریم مگدلینی نے اپنا سر نفی میں ہلا کر اعتراف کیا ''مَیں نہیں جانتی ، میرا خیال ہے اِس کا مطلب صرف وُہ خُود ہی جانتا ہے ۔ جن دنوں وُہ زمین پر چلتا پھرتا تھا تو ایسی تعلیم نہیں دیتا تھا ، بلکہ وُہ لوگوں کو یہ سمجھایا کرتا تھا کہ اُس کی بادشاہت کے اہل بننے کے لئے اُنہیں کیسی زِندگی بسر کرنا چاہیئے ۔ مَیں اپنے دِل کی گہرائیوں میں آتنی مسکین اور بچوں کی مانند اِس قدر

معصُوم نہیں ہُوں کہ دائمی زِندگی کے معنی سمجھ سکوں ، مَیں صرف اِتنا جانتی ہُوں کہ ایسی زِندگی اُسی کے اندر اور اُسی کے ساتھ ہے اور بس ، اِس کے علاوہ مَیں مزید کُچھ جاننے کی خواہش بھی نہیں رکھتی ۔"

مَیں نے اُس کی باتوں پر قدرے غور کیا اور پھر پُوچھا ''تو پھر مجھے کس قسم کی زِندگی بسر کرنا چاہیئے ؟ کیا دلی عجز و انکساری اور توکّل اختیار کرنا کافی نہیں ؟"

''اپنے پڑوسی سے اُتنی ہی مُحبّت کرو جتنی تم اپنے آپ سے کرتے ہو" مریم مگدلینی نے کہا ''دُوسروں کے ساتھ وُہی سلُوک کرو جو تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ کیا جائے ۔" اور یہ کہتے کہتے اُس نے یکایک اپنے چہرے پہ دوپٹہ مارا اور سسکیاں لے لے کر رونا شرُوع کر دیا اور کہنے لگی ''مَیں تمہیں کیا سکھا سکتی ہُوں جبکہ مَیں نے خُود ہی اُس کی تعلیم سے رُوگردانی کر رکھی ہے ؟ جن دنوں ہم اُس کے ہمراہ تھے تو بھائی بہنوں کی مانند رہتے تھے اور اب اُسے ہم سے علیحدہ ہُوئے ابھی بہُت تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے جبکہ مَیں نصیبوں جلی نے اپنے بھائیوں بہنوں کو دِل ہی دِل میں نفرت کرنا شرُوع کر دی ہے ۔ شاید اُسی نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے کہ مَیں اپنی بدطینتی چھوڑ کر عجز و انکسار کو اپنا شعار بنا لُوں ۔"

پھر اچانک اُس نے میرے دُکھتے پاؤں کو چھُوا اور اُس نیم شفایاب پھوڑے پر اپنا ہاتھ رکھ کر بُلند آواز سے دُعا کی ''یسُوع مسیح ، ابنِ خُدا ، مُجھ گنہگار پر رحم کر اور اگر تیری رضا اِس میں ہو تو اِس پاؤں کو یُوں تندرُست کر دے جیسے اس میں کبھی کوئی تکلیف نہ ہُوئی ہو ۔"

اُس نے اپنی نگاہیں اُوپر اُٹھا کر، ایک دم بخُود توقّع کیساتھ مُجھ پہ گاڑ دیں اور کہا ''اگر وُہ ایسا کر دے تو یہ ایک علامت ہو گی ۔ اپنی چھڑی پھینک دو اور اُٹھ کر چلو ۔"

مَیں کھڑا ہُوا اور اپنی چھڑی ایک طرف پھینک کر چند قدم چلا نہ مَیں لنگڑایا اور نہ ہی مَیں نے اپنے پاؤں میں کسی قسم کا درد محسُوس کیا ۔ پہلے تو مَیں حیران ہُوا پھر پلٹ کر اپنی جگہ واپس آ کر مَیں نے کہا ''تم نے جس بات کی دُعا مانگی تھی کاش یہ اُسی کی قبُولیت کی علامت ہو، لیکن مجھے اُس کی طرف سے کسی بھی علامت کی ضرُورت نہیں کیونکہ میرا تو اُس پہ پہلے سے ہی بہُت مضبُوط ایمان ہے اور ایمانداری کی بات تو یہ ہے کہ میرا پاؤں پھر سے بالکل تندرُست ہے اور جہاں پہلے پھوڑا تھا وہاں بہت دیر ہُوئی کہ کھال آ چکی ہُوئی تھی ۔ مَیں محض عادتاً ہی

لنگڑاتا رہا ہُوں، کیونکہ جس جرّاح نے پھوڑے کو نشتر لگایا تھا، اُس نے مجھے اِس پاؤں پر زور دینے سے بُہت سختی کے ساتھ ممانعت کی تھی۔"

لیکن مریم مگدلینی مُسکرا پڑی اَور میری چھڑی زمین پر سے اُٹھاتے ہُوئے بولی "تو کیا مَیں اپنی دُعا لے لُوں اَور تُمہیں پھر لنگڑا نے دُوں؟"

مَیں نے جلدی سے جواب دیا "نہیں، یُوں نہ کرنا اگر تُم نے ایسی دُعا اُس سے مانگی تو پھر مَیں یقیناً تمام عُمر لنگڑاتا ہی رہُوں گا۔"

میرے الفاظ پر مریم جیسے چونک اُٹھی، اَور اپنے اردگرد یُوں دیکھتے ہُوئے جیسے وُہ کوئی ممنُوعہ کام کرتی پکڑی گئی ہو، فوراً ہی کہنے لگی "نہیں نہیں، اُس کی امداد سے ہم ایک دُوسرے کے لئے کوئی بد دُعا نہیں کر سکتے، کیونکہ ایسا کرنے سے ہم صرف اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچا ئیں گے، اُس کے نام سے کسی پر کوئی لعنت نہیں کی جا سکتی۔ ہم صرف برکت اَور خیر کے لئے ہی اُس کا نام استعمال کر سکتے ہیں۔"

اُس کے چہرے پر ایک درخشاں سی مُسکراہٹ بِکھر گئی اَور وُہ اپنے سامنے یُوں ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگی جیسے اُس کی نظریں میرے جسم میں سے گذرتی ہُوئی کسی ایسی چیز کو دیکھ رہی ہوں جو مجھے نظر نہیں آ رہی تھی، اَور اس کے ساتھ ہی اُس نے میری چھڑی کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے پکڑے دوہرا کر دیا اَور مَیں یہ دیکھ کر بھونچکا رہ گیا کہ چھڑی اُس کے ہاتھوں میں ایک بید کی طرح لچکدار معلُوم ہو رہی تھی، حالانکہ وُہ شاہ بلُوط کی لکڑی کی بنی ہُوئی ایک نہایت مضبُوط اَور سخت چھڑی تھی۔ مَیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ کرتے ہُوئے، اُس کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتے جانے کے سوا کُچھ نہ کر سکتا تھا، حتیٰ کہ وُہ اپنے خیالوں سے بیدار ہُوئی اَور اپنے چہرے پر میری گڑی ہُوئی نظروں کو محسُوس کر کے میری طرف دیکھنے لگی "تم کیا گھُور رہے ہو؟" اُس نے پُوچھا، اَور یہ کہتے ہُوئے اُس نے چھڑی کو دوہرا کرنا بند کر دیا۔ چھڑی بالکل سیدھی ہو گئی۔ مَیں نے اُسے آگاہ کرنے کے انداز میں ایک دم اپنے ہاتھ اُونچے اُٹھاتے اَور سرگوشی میں کہا "چھڑی کو پھر اُسی طرح موڑو، جیسے ابھی موڑ رہی تھیں۔"

اُس نے اپنی پُوری قُوّت لگا کر چھڑی کو موڑنے کی کوشش کی مگر اب وُہ بال برابر بھی نہ مُڑ سکی۔ مَیں نے چھڑی اُس کے ہاتھ سے پکڑ لی اَور یہ وُہی مضبُوط اَور سخت چھڑی تھی جس کے سہارے مَیں لنگڑا کر چلتا رہا تھا۔ چھڑی کو دوہرا کر دینے کا وُہ شُعبدہ سا

کوئی ارادی چیز ہرگز نہ تھی، کیونکہ وُہ تو کُچھ بھی نہ دیکھتے ہُوئے اپنے ہی کسی خیال میں غرق تھی اَور یہ بھی نہ سمجھ سکی تھی کہ مَیں اس قدر مضطرب کیوں ہو گیا تھا۔ بہرحال مَیں نے اِس معاملہ کی وضاحت کی کوئی ضرُورت نہ محسُوس کی، بلکہ یہی سمجھ لینا مناسب سمجھا کہ اُس سخت لکڑی میں یُوں لچک کا پیدا ہو جانا میرے لئے ایک خفیف سا اشارہ تھا کیونکہ اِس سے پیشتر ابھی ابھی مَیں نے یہ یقین نہیں کیا تھا کہ میرے پاؤں کو آرام یسُوع ناصری کے نام کی قُوّت سے ہی آیا تھا۔ یہ سب کُچھ کیوں ہُوا؟ اِس کی کوئی ظاہر وجہ میری سمجھ میں نہ آئی، کیونکہ مَیں نے درحقیقت خُود ایسی کسی بات کی خواہش ہی نہ کی تھی، تاہم ایک بار پھر میرے دِل میں اُمّید کا چراغ روشن ہو گیا۔

یہ کوئی جادُوگری نہ تھی جس نے وُہ چھڑی مجھے دوہری ہوتی دکھائی تھی، کیونکہ مَیں نے اپنے اندر وُہ سنسنی نہیں محسُوس کی تھی جو کسی شُعبدہ باز کے کرتب دیکھنے سے انسان محسُوس کرنے لگتا ہے، اِس کے برعکس مجھے اپنے اردگرد ہر چیز اب نہایت خُوشگوار، تازہ اَور ہلکی پھُلکی معلُوم ہونے لگی تھی، چنانچہ مَیں نے کہا "مریم مگدلینی خوش نصیب خاتُون، وُہ تُمہارا خُداوند ہے۔ تُمہیں بے صبر نہ ہونا چاہیئے۔ جب تُم اُس کا نام لیتی ہو، تو گو تُم اُسے دیکھ نہیں سکتیں لیکن وُہ تُمہارے ساتھ ہوتا ہَے۔ مَیں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیونکر ہوتا ہے، لیکن یہ یقین مجھے ضرُور ہَے تُم واقعی عورتوں میں سے مُبارک اَور بابرکت ہو۔"

اَور جب ہم اُس کے گرمائی کمروں میں سے باہر آئے تو ہم دونوں ہی کے دِل نئی اُمّیدوں سے لبریز تھے۔ مریم مگدلینی نے مجھے اپنا باغ اَور اپنا قُمری خانہ دکھایا اَور سمجھایا کہ قریبی پہاڑیوں پر سے قُمریاں کیسے پکڑی جاتی ہیں، اَور کس طرح جب وُہ ایک نوعُمر لڑکی تھی تو چوروں ڈاکوؤں کے خوف کے بغیر بلا سرگرانی کے اُن بلند چٹانوں پہ چڑھ جایا کرتی تھی۔

ہم اُس کے گھر میں داخل ہُوئے، وہاں قیمتی قالینوں اَور دیگر ساز و سامان کی کثرت تھی، لیکن اُس نے بتایا کہ اُس نے خبیث ارواح سے نجات پانے کے بعد سے اپنے تمام یُونانی ظرُوف اَور مجسّمے وغیرہ توڑ پھینکے ہیں، کیونکہ اسرائیلی قانُون کی رُو سے، ایمان والوں کے لئے اِنسانی یا حیوانی کسی بھی قسم کے مجسّمے اَور بُت وغیرہ بنانا قطعی ممنُوع ہَے۔ یہ باتیں کرتے کرتے وُہ پھر بتانے لگی کہ کس طرح یسُوع اپنے معمُول کے مُطابق خیالوں میں گُم ہاتھ میں ایک چھڑی لے کر اُس سے ریت پر کُچھ کھینچا کرتا تھا، مگر پھر پیشتر اِس کے کہ مریم یا کوئی اَور وُہ دیکھ سکتا، وُہ فوراً ہی اپنا لکھا یا کھینچا ہُوا اپنے پاؤں سے مِٹا ڈالتا

تھا۔ ہم اُس کے مکان میں گھومتے پھرتے رہے اور جیسے جیسے اُسے یاد آتا گیا، وُہ مجھے یسُوع ناصری کے متعلق اور بہت سی باتیں سُناتی رہی۔

اُس نے اپنے ملازمین کو ہمارے لئے کھانا تیار کرنے کا حکم دے رکھا تھا، لیکن کھانے کے وقت اُس نے مجھے میز پر بیٹھنے کو کہا اور خود میرے ساتھ نہیں بیٹھی بلکہ کہنے لگی "اپنے وطن کے رواج کے مطابق مجھے اپنی خدمت کرنے دو تاکہ مَیں خود تمہیں کھانا کھلاؤں"۔ مریم بریطی کو بھی بُلا کر اُس نے اُسے میرے ہاتھ دُھلوانے کے لئے کہا اور مُسکراتے ہُوئے اُسے سمجھاتی رہی کہ کھانے کی میز پر ایک مرد کی خدمت بہترین طریقے سے کیسے کی جاتی ہے۔ پھر میرے پینے کے لئے اُس نے اپنے ہاتھوں سے شراب ملائی۔ یہ گلیل کی ہلکی، سفید رنگ کی مے تھی جو ایک زم رو ہوا کی مانند میرے سر کو چڑھ گئی۔ شروع کے چند نمکین اور میٹھے لقموں کے بعد اُس نے میرے سامنے بُھنی ہُوئی مچھلی، اور سدا بہار پھُولوں کی چٹنی کے ساتھ قمریوں کے قتلے بڑھائے، اور مجھے یہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ اس قدر لذیذ اور سلیقے سے پکا ہُوا کھانا مَیں نے اس سے پہلے آخری بار کب کھایا تھا۔

جب تک میرا پیٹ اِس قدر نہیں بھر گیا کہ مزید ایک لقمے کی گنجائش نہ رہی، اُس نے میرے پاؤں کے قریب نیچے چٹائی پر بیٹھ کر نہ تو خود ہی کھانا کھایا، نہ مریم بریطی کو ہی کھانے کی اجازت دی۔ اُس وقت تک وُہ نہایت شیریں مزاج اور تابناک ہو چکی تھی اور اُس کا چہرہ ایک پیاری سی مُسکراہٹ سے جگمگا رہا تھا۔ مَیں نے شراب کے سرور کے ایک لطیف پردے کے پیچھے سے اُسے جھانکتے ہُوئے محسُوس کیا کہ واقعی وُہ اپنی جوانی کے ایّام میں اس مُلک کی حسین و جاذب ترین عورتوں میں سے ہوگی۔ مریم بریطی بھی اُس کی شفقت سے حوصلہ افزائی پا رہی تھی اور بالآخر جُرأت کرتے ہُوئے کہنے لگی "جب تُم یُوں مُسکراتی ہو، مریم مگدلینی، تو مجھے یقین آ جاتا ہے کہ واقعی تُمہاری خاطر بے شمار لوگوں نے دمشق اور سکندریہ تک سے سفر کیا ہوگا اور اُن کے تحفے تحائف سے تُم اپنے لئے اتنا بڑا مکان اور یہ سب ساز و سامان بنا سکی ہو! لیکن یہ سب کیسے کیا جاتا ہے؟ مجھے بھی وُہ طریقہ بتاؤ جس کی مدد سے ایک ایسے کام کے عوض اتنی حیرت انگیز سوغاتیں حاصل ہو سکتی ہیں، جس کی قیمت یروشلیم کے شُتر بانوں کے نزدیک محض چند ہی درہم ہوتی ہے"۔

مریم مگدلینی کے چہرے پر ایک دم سیاہی چھا گئی اور وُہ بولی "مجھ سے ایسی باتیں

مت پُوچھو۔ لیکن یہ یقین کر لو کہ کوئی عورت کسی کے سکھائے بغیر کچھ نہیں سیکھ سکتی۔ یہ باتیں صرف ایک ایسی عورت کو میسّر ہوتی ہیں جس پر ایک یا ایک سے زیادہ بدرُوحوں کا قبضہ ہو، تاہم اِس کے ساتھ ہی وُہ خباثت اُس عورت کو اس قدر اذیّت پہنچاتی اور بھسم کر دیتی ہے کہ وُہ پھر ہر وقت اپنے گلے میں ایک پھندا پڑا ہُوا محسُوس کرتی ہے۔ اُسے کسی بھی چیز سے کوئی اطمینان یا لُطف حاصل نہیں ہوتا اور آخر کار وُہ سب چیزوں سے بڑھ کر مَردوں سے، اور مَردوں سے بھی زیادہ اپنے آپ سے متنفّر ہو جاتی ہے"۔

مریم بریطی نے اُس پر شک سے بھری ہُوئی ایک ترچھی نظر ڈالی۔ اپنا سر ایک طرف کو جُھکا لیا، اور کہا "مجھے اُمید ہے کہ جو تُم بتاتی ہو وُہ بالکل صحیح ہوگا، پھر بھی اگر کوئی بدرُوح مَردوں کی نظروں میں مقبُول بنا سکے تو مَیں بخوشی اُسے برداشت کر لُوں گی"۔

مریم بریطی ڈر کر رونے لگی، مریم مگدلینی نے گُھٹے گُھٹے سانس لیتے ہُوئے اپنے اِرد گرد پانی چھڑکا اور پھر کہا "تمہیں اِس طرح مارنے پر مَیں تُم سے معذرت کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتی، کیونکہ مَیں نے تمہیں غُصّہ سے نہیں بلکہ خُود تُمہاری ہی بھلائی کے لئے مارا ہے اور مجھے اُمید ہے کہ اگر مَیں کبھی تمہاری طرح کوئی ایسی نامعقُول بات کرونگی تو مجھے بھی میری بھلائی کے لئے کوئی یُونہی مارے گا۔ ایک خبیث رُوح تمہیں قبروں میں رہنے اور غلاظت کھانے پر مجبُور کر سکتی ہے اور جس وقت تُمہارے اندر وُہ خبیث رُوح جوش و غضب میں آ جاتی ہے تو پھر نہ تو کوئی مضبُوط سے مضبُوط آدمی تمہیں سنبھال سکتا ہے، نہ ہی کوئی مضبُوط ترین زنجیر تُمہارے باندھنے جکڑنے کے لئے کافی ہو سکتی ہے اور مَیں یہ نہیں جانتی کہ کونسی خبیث رُوحیں بدترین ہوتی ہیں۔ وُہ جو صرف جسم کو ہی جھنجھوڑتی رہتی ہیں یا وُہ جو رُوح کو اِس طرح بھسم کر دیتی ہیں کہ محض ایک خلاء باقی رہ جاتا ہے"۔

"تُم نے مجھے افسردہ کر دیا" بات جاری رکھتے ہُوئی وُہ کہنے لگی "لیکن اِس کی وجہ سے مجھے تُم سے کوئی بُغض نہیں، بلاشُبہ یہ بھی ضروری تھا کہ تُم میرے ماضی کی یاد مجھے دلاتیں، میرے جسم کی سطح کے نیچے سوائے ایک جھنجھوڑے ہُوئے ڈھانچے کے اور کچھ بھی تو نہیں رہا۔ خبیث رُوحوں نے مجھے اپنا آلۂ کار بنا کر بے شمار انسانوں کو بربادی کے گھاٹ اُتار دیا۔ میرے گُناہ بے حد حساب تھے مگر وُہ سب مُعاف کر دیئے گئے۔ تمہیں یہ دُعا کرنا چاہیئے: "ہمیں گناہ کی ترغیب کی طرف نہ لے جا بلکہ ہمیں بُرائی سے بچا"۔ لیکن تُم اِس

کی بجائے اپنے دِل میں یہ دُعا مانگتی ہو کہ " مجھے ترغیبِ گُناہ کی طرف لے چل اَور بدی کی آغوش میں دھکیل دے - مَیں یہ تُمہاری آنکھوں اَور تُمہارے چہرے میں دیکھ سکتی ہُوں ، اَور تُمہارے اُن پاؤں میں جنہیں تُم اب بے چینی سے فرش پر رگڑ رہی ہو - کیا تُم اُس لڑکی کو بھُول گئیں ہو جو یروشلیم میں اپنی باقی ماندہ زِندگی نمکین مچھلی اَور جَو کی سُوکھی روٹی پر ہی اکتفا کرنے کا عہد کر رہی تھی بشرطیکہ اُسے اُس کی دردناک اَور ذلیل زِندگی سے نجات دلوا دی جائے - اِسی لئے مَیں نے تُمہیں اِس رُومی کے راستہ میں لا ڈالا تھا ، لیکن اپنی نظروں کو تشکّر و امتنان سے زمین کی طرف جھُکائے رکھنے کی بجائے تم اُسی کے پاؤں میں جال بچھانے کی کوشش کر رہی ہو "

مریم بریطی خوف و ندامت سے سِسکیاں بھرتی جا رہی تھی اَور مجھ سے نظریں نہیں مِلا سکتی تھی - مُجھے اُس پر بے اختیار رحم آنے لگا ، مگر مریم مگدلینی اُسے بدستُور اپنی تنی ہُوئی بھنوؤں کے نیچے سے دیکھتی جا رہی تھی ، " غور سے سوچکر بتاؤ کہ تُم کیا چاہتی ہو ؟ " اُس نے کہا " کیا تُم ترغیبِ گُناہ اَور بُرائی چاہتی ہو جو تمہیں برباد کر ڈالیں ، یا پھر ایک سادہ اَور سچّی زِندگی کی خواہشمند ہو ؟ "

مریم بریطی نے نظریں اُونچی کرتے ہُوئے بڑی گرمجوشی سے کہا " مَیں چاہتی ہُوں کہ تُمہاری طرح میرے بھی گُناہ مُعاف کر دیئے جائیں ، میری آرزُو یہی ہَے کہ کسی طرح گُناہوں سے نجات پا کر مَیں ایک بار پھر پاکیزہ اَور بے داغ ہو جاؤں - مُجھے یہ نہ پُوچھو کہ پھر مَیں کیا کروں گی ، مُجھے صرف یہ بتاؤ کہ اگر مَیں پُورے خلُوص کے ساتھ دُعا کرُوں تو کیا ایسا ہونا مُمکن ہَے ؟ "

مریم مگدلینی نے اُسے سنانے کے انداز میں کہا " مَیں تُمہارا سادہ ذہن بخُوبی پڑھ رہی ہُوں ، اَور تُم نے جو اپنے دِل میں سوچا ہَے ، اُس سے کہیں زیادہ بہتر طور پر مَیں تُمہیں سمجھتی ہُوں - مُجھ پر بھروسہ رکھو ، مَیں تُم سے بہرحال بہُت زیادہ تجربہ کار ہُوں - یہ بھڑکیلے کپڑے اُتار ڈالو ، اَور اپنی بہتری کی خاطر میرے پاس رہو - مَیں تمہیں تُرپاں پکڑنا سکھاؤں گی اَور تمہارے ذہن کے تمام بُرے خیالات پر جھاڑو پھیر دُوں گی ، شاید اگر کبھی یسُوع ناصری مُجھ پر ظاہر ہُوا تو اُسے تُم پر رحم آ جائے "

لیکن مریم بریطی اب پہلے سے بھی زیادہ پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگی اَور میرے گھُٹنے پکڑ کر چیخنے لگی " یہی وُہ چیز ہے جس کا مُجھے خدشہ تھا ، مرقس ! اَور تُم مُجھے ہرگز اِس کے

ہاتھوں میں نہ چھوڑ کر جانا - یہ مُجھے اپنی خادمہ بنا لے گی ، یا غلام بنا کر فروخت کر ڈالے گی ، تُمہیں گو اِس کا علم نہیں ، لیکن یہ نہایت خطرناک شُہرت رکھتی ہَے "

مریم مگدلینی نے اپنا سر ہلاتے ہُوئے کہا " اگر تُم زیادہ تجربہ کار ہوتیں تو تُم خود ہی سمجھ لیتیں کہ اب تُمہیں کُچھ عرصہ کے لئے ضرور مرقس سے علیحدہ رہنا چاہیئے ، ورنہ تُمہارا یہ رُومی تُم سے حد درجہ بیزار ہو کر تُمہیں بہُت ذِلّت کے ساتھ خُود علیحدہ کر دے گا ، تُم یہ کیسے سمجھ سکتی ہو کہ میرے ساتھ رہ کر تُم کُچھ ایسی باتیں نہیں سیکھ جاؤ گی جو بالآخر تُمہیں اِس کی نظروں میں زیادہ دِل فریب و دلکش بنا دیں گی ؟ "

مَیں نے اِطمینان کا ایک لمبا سانس لیا کہ اِس حکمتِ عملی سے مریم مگدلینی مُجھے اُس بوجھ سے نجات دلوا رہی تھی جو اَب ناقابلِ برداشت ہو چُکا تھا - مریم بریطی میرے گھُٹنوں سے چمٹ کر اَور رو رو کر میرا قبا بھگوتی رہی ، لیکن کُچھ دیر رونے کے بعد وُہ خاموش ہو کر اپنی تقدیر پر شاکر ہو گئی - مریم مگدلینی نے اُسے مُنہ ہاتھ دھونے اَور کپڑے بدل ڈالنے کی غرض سے وہاں سے بھیج دیا ، اَور پھر کہنے لگی " اِس لڑکی کی طرف سے مُجھ پر ایک بھاری ذِمّہ داری عائد ہوتی ہَے یہ ابھی اتنی کم عُمر ہے کہ اِس کا دل نیکی کی طرف بھی اُسی قدر سُرعت سے مائل ہو جاتا ہَے ، جتنا گُناہ کی طرف ، ایسی لڑکی ایک مرد کے لئے بہت ہی بڑی ترغیب ہُوا کرتی ہَے - یہ تُمہارا ایک نہایت ہی نیک عمل گنا جائے گا کہ تُم اِس آزمائش میں پُورے اُترے اَور گُناہ کے سامنے نہیں جھُکے ، مریم بریطی سادگی کے لحاظ سے ہم سب میں سے کمترین ہَے ، بجائے اِس کے کہ تُم اِس لڑکی کو اپنی عصمت لُٹانے پر آمادہ کرو ، یہ بہتر ہوگا کہ تُمہارے گلے میں چکّی کا پاٹ باندھ کر تُمہیں سمندر میں ڈُوبنے کے لئے پھینک دیا جائے "

" میرا ارادہ اِس کی عصمت لُوٹنے کا ہرگز نہ تھا " مَیں نے دُکھے ہُوئے لہجہ میں کہا " اِس کے برعکس یہ خُود اپنے طِفلانہ خیالات کے تحت مُجھے ورغلانے کی انتہائی کوشش کرتی رہی ہَے - اگر مَیں بیمار نہ پڑ گیا ہوتا تو جب سوسن اَور ناتھان مُجھے بیچ منجدھار چھوڑ کر جا چُکے تھے تو عین ممکن تھا کہ اِس کے اپنے تقاضوں سے اُکتا کر اَور پریشان ہو کر مَیں نے اِس کا کہا بالآخر مان لیا ہوتا ، لیکن یہ ترکیب نہایت اچھّی ہَے کہ تُم اِس کی نگرانی رکھو ، جس سے یسُوع ناصری کی تلاش کے لئے مُجھے مکمّل فراغت مل جائے گی "

مریم مگدلینی نے کہا " مَیں یہ نہیں مان سکتی کہ سوسن نے تُمہیں دھوکا دیا ہَے - وُہ

اس قدر سادہ لوح ہے کہ ایسا سوچ ہی نہیں سکتی۔ اغلباً وہ دُوسرے لوگوں کی طرح ہی حیران و پریشان کفر نحوم میں رُکی پڑی ہو گی، کیونکہ کوئی چیز ظہُور میں نہیں آ رہی، لیکن اگر اجازت دو تو میں تُم سے یہ پُوچھنا چاہتی ہُوں کہ تُم آخر اپنی زندگی سے کیا چاہتے ہو مرقس مینرشس؟"

اُس کے اِس سوال پر میری دِل کی گہرائیوں کا احساسِ انکساری بیدار ہو گیا، مَیں نے اپنی گذشتہ زِندگی پر سوچتے ہُوئے اُسے بتانا شرُوع کیا "مَیں نہایت خُوش نصیب رہا ہُوں۔ مَیں نے کمسنی ہی میں انطاکیہ میں رہ کر کئی غیر مُلکی زبانیں سیکھیں۔ اُس کے بعد رہوڈس کے مشہُور و معرُوف مکتبِ فصاحت میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی، میری سب سے بڑی آرزُو اُس وقت یہ تھی کہ کسی مشرقی مُلک کے گورنر کا معتمد بن جاؤں، یا کسی غیر تعلیم یافتہ دولتمند شخص کا ذاتی فلسفی مقرر ہو کر رُوم میں ہی قیام پذیر ہو جاؤں حقیقت یہ ہے کہ گو مُجھے کسی بھی لحاظ سے فوجی زِندگی کا شوق ہرگز نہ تھا، مگر رُوم میں پہنچکر مَیں نے ایک بار رسالہ فوج میں بھرتی ہونے کی کوشش ضرُور کی تھی، جس میں ناکام ہو کر مَیں سخت بددِل ہو گیا تھا، حالانکہ ایک خاص وصیّت کے طفیل مُجھے انگُوٹھے میں امتیازی چھلّہ پہننے کا حق بھی مِل گیا تھا۔ بہرحال اُس وقت تک میری نظروں میں اُس چھلّے کی کوئی بھی وُقعت نہ رہی تھی۔ سچ بات تو یہ ہے کہ مُجھے اس سے نفرت ہے اَور مَیں وُہ چھلّہ اپنے بٹوے میں ہی بند رکھتا ہُوں، اَور جب مَیں اپنی خواہش و ضرُورت کی تمام چیزیں حاصل کرنے پر قادر ہُوا تو مُجھے یہ احساس ہونے لگا کہ میرے نزدیک اُن میں سے کسی چیز کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ پھر مُجھے ہَوس نے اندھا کر دِیا، حتیٰ کہ ہلاکت کے خوف نے مُجھے بالآخر رُوم سے فرار اختیار کرنے پر مجبُور کر دیا۔ مَیں اپنی زندگی سے کیا چاہتا ہُوں؟ اس سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ مَیں تو اپنے آپ سے صرف اِتنا پُوچھ سکتا ہُوں کہ وُہ کونسی طاقت تھی جس نے مُجھے سکندریہ چھوڑ کر یروشلم آنے پر مجبُور کر دِیا، اَور جب تمام دُنیا ایک تاریکی میں ڈُوبی ہُوئی تھی تو کونسی قوّت نے مُجھے یہودیوں کے بادشاہ کے صلیب کے عین سامنے رُک جانے پر مجبُور کر دیا تھا؟"

"حُسنِ اتفاق سے آغازِ جوانی ہی میں میرے لئے یہ ممکن ہو گیا تھا کہ مَیں اپنی نوجوانی اَور لڑکپن کی تمام خواہشات پُوری کر سکُوں" مَیں نے سِلسِلۂ کلام جاری رکھتے ہُوئے کہا۔

" دوستی، کامرانی، دُنیاوی لذّتیں، اگر مَیں چاہتا تو طاقت بھی حاصل کر سکتا تھا، مگر اس چیز کی خواہش کے نتائج بھی مُجھ سے پوشیدہ نہ تھے۔ بہرحال بہُت جلد میرے مُنہ میں سوائے

راکھ کے سے ذائقہ کے اَور کچُھ نہ رہا۔ حدِ اعتدال سے بڑھی ہُوئی عیاشی نے میرے لئے کوئی وجہِ سکُون نہ چھوڑی تھی تاہم یہ بات مَیں وثوق سے کہہ سکتا ہُوں کہ مَیں رُوم میں کسی جھلسے ہُوئے بُڈھے گھوسٹ کی مانند ماضی کے خیالات میں گُم اَور ہمیشہ ایک فاترالعقل کی طرح گھسی پٹی کہانیاں سُناتے ہُوئے اپنی زندگی گذارنا نہیں چاہتا۔ اگر مَیں اب رُوم جاؤں تو مُجھے اپنا مستقبل عین اسی طرح نظر آتا ہے۔ مُجھے وہاں قتل ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے کیونکہ جیسا کہ ممکن ہے تُمہیں بھی معلُوم ہو، وہاں عنقریب ہی ایک بغاوت پھُوٹنے کی توقع ہے جس کے دَوران ہر ایک سے یہ باز پُرس ہو گی کہ اُس کی وفاداریاں کونسی جانب ہیں۔ میرے دِل میں قیصر کی دانش کی ہنُوز اتنی عزّت باقی ہے کہ مَیں ایک کمینہ نژاد، خُون کے پیاسے اِنسان نما بھیڑیئے کی سازشوں میں داخل اندازی کئے بغیر نہ رہ سکُوں گا، اس لئے مَیں یہی بہتر سمجھتا ہُوں کہ دل کی گہرائیوں سے ایک منکسرالمزاج متوکّل کی زِندگی اختیار کر لُوں۔"

"یسُوع ناصری سے تُم کس چیز کی آس لگائے ہُوئے ہو؟" مریم مگدلینی نے پُوچھا۔

"مَیں نے اُس کی بادشاہت کا کچُھ اندازہ کر لیا ہے۔" مَیں نے کہا "یہ مشہور شاعر ورجل کی موت کی بادشاہت کی مانند محض ایک خواب یا نری شاعری ہرگز نہیں، یہ عین ہماری اِس دُنیا کی مانند حقیقی ہے۔ ہاں، لیکن جب مَیں اُس کے متعلق غور کرتا ہُوں تو اُس کی حقیقت اِس دُنیا کی حقیقت کے ساتھ کچُھ عجب اُلجھے ہُوئے انداز میں گھُل مِل جاتی ہے۔ مریم مگدلینی مَیں صرف یہ علم رکھنے کی وجہ سے ہی کہ وُہ گلیل میں موجُود ہے۔ اِن دنوں اپنے زندہ ہونے پر بے حد مسرُور ہُوں۔ نہیں، مَیں اُسی سے کچُھ مانگتا ہُوں نہ کوئی تمنا رکھتا ہُوں، سوائے اُس چیز کے جو وُہ خُود مُجھے دینے کے لئے منتخب کرے، کیونکہ اُس کی بادشاہت محض ایک معمُولی ارضی حکُومت نہیں ہو سکتی، بلکہ یقیناً ایک ایسی انوکھی چیز ہو گی جو مَیں ابھی تک پُوری طرح سمجھ نہیں سکا، ورنہ پھر تمام معاملہ ہی بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے، کیونکہ بادشاہتیں اَور حکُومتیں تو ابتدائے آفرینش سے ہی قائم ہوتی اَور مٹتی چلی آئی ہیں، حتیٰ کہ سکندر کی بادشاہت بھی بن کر مٹ گئی۔ غالباً صرف رُوم ہی قائم رہ سکے، اِسی ایک وجہ سے ہی اُس کی بادشاہت دُنیاوی نہیں ہو سکتی۔"

اِس کے بعد ہم دیگر معاملات پر کچُھ عرصہ گُفتگُو کرتے رہے حتیٰ کہ مریم بریطی واپس ہمارے پاس آ گئی۔ اُس نے اپنا مُنہ دھو کر اَور بالوں میں کنگھی کرنے کے بعد ایک سفید لبادہ

اوڑھ لیا تھا اور اب وُہ برہنہ پا تھی، اِس عالم میں وُہ کُچھ اسقدر دردناک انداز میں نوخیز دِکھائی دیتی تھی کہ میرا دِل اُس کے لئے نرم پڑ گیا، اور مَیں اُس کے بارے میں مزید کوئی بُرائی نہیں سوچ سکتا تھا۔ پھر اِس خیال سے کہ ہماری علیٰحدگی زیادہ رنج دہ نہ ہو مَیں نے اُسی روز تبیریاس واپس چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ مریم مگدلینی نے وعدہ کیا کہ جُونہی وُہ کوئی اہم بات سُنے گی تو فوراً مُجھے اِطلاع دے گی۔ پھر اُس نے اپنا سلام کلودیہ پروکلا اور یُوآنہ تک پہنچانے کے لئے مُجھے تاکید کی۔

مَیں قصبہ مگدلا تک واپس پیدل چل کر پہنچا مگر میرے پاؤں نے مُجھے کوئی تکلیف نہ دی، بلکہ ایک بار تو مَیں نے ارادہ کیا کہ وہاں سے تبیریاس تک تمام سفر ساحلی سڑک کے راستہ پا پیادہ ہی طے کر لُوں، مگر لبِ ساحل مُجھے وُہی دونوں مچھیرے مِل گئے جو ہمیں اپنی کشتی میں مگدلا لائے تھے۔ ظاہر ہے کہ وُہ میرے ہی انتظار میں تھے، کیونکہ ایک تو وُہ خُود عجلت میں نہ تھے، دُوسرے مَیں نے اُنہیں بہت معقول معاوضہ دِیا تھا۔ اب آسمان پہ بادل گھِر آئے تھے اور ہَوا میں ایک ایسی تازگی پَیدا ہو گئی تھی جس سے جھیل کی لہریں سفید جھاگ چھوڑنے لگیں۔ وُہ کھڑے آسمان اور اُن سیاہ بادلوں کو دیکھ رہے تھے جو قُمریوں کی آماجگاہ کے قریب ایک پہاڑی سے نکلتے معلُوم دیتے تھے۔ پھر وُہ مُجھے کہنے لگے "گلیل کا سمندر بُہت دغا باز ہے۔ ہَوا اور بارش کا ایک اچانک سا جھٹکا کشتی کو راستہ سے بھٹکا کر شرابور کر دینے کو کافی ہوگا۔ کیا تُم تیرنا جانتے ہو مالک؟"

مَیں نے اُنہیں بتایا کہ کس طرح مَیں نے اپنی نوجوانی کے دنوں میں ایک بُہت بڑی شرط جیتنے کے لئے رہوڈس سے برِاعظم کے ساحل تک لہروں سے جنگ کرتے ہُوئے تیراکی کا کمال دکھایا تھا، لیکن چُونکہ اُنہوں نے غالباً رہوڈس کا نام کبھی نہ سُنا تھا، اس لئے وُہ میرے کارنامے کی داد نہ دے سکے۔ یہ صحیح ہے کہ تمام راستہ ایک کشتی میرے عقب میں چلتی آئی تھی جس کی وجہ سے مُجھے جان کا کوئی خطرہ نہ تھا، لیکن مُجھے اُکسانے والی چیز وُہ شرط کی رقم نہیں تھی بلکہ ایک شریر لڑکی کا یہ وعدہ تھا کہ اگر مَیں جیت گیا تو وُہ مُجھے پھُولوں کا تاج پہنائے گی۔ چنانچہ مَیں نے اُس تیراکی میں اپنی پُوری قُوّت صَرف کر دِی تھی، یہ ایک الگ بات ہے کہ شرط جیتنے کے بعد اُس لڑکی میں میری تمام دلچسپی یکسر ختم ہو چکی تھی۔

مَیں نے اب اپنے آپ کو کشتی کے ایک پہلُو لگے ہُوئے گدے پر پھیلا دیا اور آسمان

پر بھاگتے ہُوئے بادلوں کو دیکھنے میں محو ہو گیا، اِس دوران میں مچھیروں نے اپنے لبادے کس لئے، کشتی کو دھکا لگایا اور اپنے چپُو سنبھال لئے۔ مُجھے اندازہ ہُوا کہ وُہ میرے مریم مگدلینی کے ہاں جانے کے بارے میں جانتے تھے۔ مچھیروں کے ایک ایسے قصبہ میں ایسی بات کیونکر چھپی رہ سکتی تھی، جہاں ہر شخص ایک دُوسرے کو جانتا ہو اور جہاں ایک اجنبی اچنبھے کی نظروں سے دیکھا جاتا ہو؟ وُہ اس پہ بھی حیران نہ تھے کہ مَیں مریم بریلی کو چھوڑ آیا ہُوں، بلکہ ہنس ہنس کر اُنہوں نے ایک دُوسرے سے کُچھ مذاق کی باتیں بھی کیں۔ مَیں نے پُوچھا "اِن باتوں سے تُمہارا کیا مطلب ہے؟"

"کوئی بُرا مطلب ہرگز نہیں؛ کوئی بُری بات نہیں" اُنہوں نے مُجھے یقین دلایا۔ "صِرف یہی کہ معلُوم ہوتا ہے اُس قُمریاں پکڑنے والی نے اپنا پُرانا پیشہ پھر اختیار کر لیا ہے۔ اُس نے تُمہیں اُس لڑکی کی کیا قیمت دی ہے؟"

میرے لئے اُن کی اِس بات کا کوئی جواب دینا لازمی نہ تھا، لیکن مریم مگدلینی کی خاطر رنجیدہ ہو کر مَیں نے کہا "اُس نے محض مہربانی کے طور پر اُس لڑکی کو اپنے پاس رہنے کی اِجازت دی ہے تاکہ وُہ اُس کا ہُنر سیکھ سکے۔"

دونوں آدمی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگے اور بولے "بے شک، بے شک وُہ لڑکی ضرُور کوئی نہ کوئی ہُنر سیکھے گی! مریم نے بُہت لڑکیوں کو کافرانہ ساز بجانا، فحش رقص کرنا، اور قُمریاں پکڑنا، سکھایا ہے۔ لیکن کیسی قُمریاں! شرافت کا تقاضہ ہے کہ ہم اِس کی وضاحت نہ کریں۔"

پیشتر اِس کے کہ مَیں اُنہیں کوئی جواب دیتا، مُجھے ایک گرداب کی چیخ سُنائی دی اور پلک جھپکتے میں، کشتی ڈگمگائی، لہریں سیدھی اُوپر کو اُٹھیں، اور جھاگدار سمندر نے پانی کشتی کے اندر اُچھال پھینکا، جس سے میری نشست کے گدے بھیگ گئے۔ مُجھے یہ کہنے کا موقع مِل گیا۔ "تُمہارے بدطینت الفاظ پر تُمہارے لئے یہ ایک تنبیہ ہے۔" لیکن پھر ہم تینوں کشتی کو پانی سے خالی کرنے میں مصرُوف ہو گئے، جو ہَوا کے تیز و تُند جھونکوں کے سامنے محض ایک تنکے کی مانند ہچکولے کھاتی ہُوئی اب دُوسرے ساحل کی طرف چل پڑی تھی۔ اگر ہم اپنے صحیح راستہ پر رہنے کی کوشش کرتے تو ایک ہی لمحہ میں ہم ڈُوب گئے ہوتے۔

وُہ دونوں احمق مستُول کھڑا کر کے بادبان کھولنے کا ارادہ کر رہے تھے، لیکن

مَیں نے اُنہیں سختی کے ساتھ منع کر دیا کیونکہ ہمارے پاس توازن قائم رکھنے کے لیئے وزن نہ تھا۔ گرجدار بادلوں میں سے جو پہاڑیوں کے پیچھے سے جیسے کُھلتے ہی چلے آرہے تھے، بجلی گوند گوند جاتی تھی، اَور دِن تاریک ہوتا گیا۔ ہم اپنی زندگیاں بچانے کے لیئے کشتی میں سے لگاتار پانی نکالتے جاتے تھے مگر کسی طرح بھی کشتی کو پانی سے بھر جانے سے نہ روک سکے، جلد ہی ہم بل کھاتے، اُوپر نیچے ہوتے، ہچکولے کھاتے مشرقی ساحل کی طرف جا رہے تھے کشتی پانی سے لبالب بھر چکی تھی۔ پانی سے تر بتر سہمے ہُوئے مچھیر دل نے مُجھے خطرناک نظروں سے دیکھا اَور کہا "ہم نے تُمہیں کشتی میں بٹھا کر ایک لعنت سوار کر لی، رُومی کافر! ہم نے اپنے آپ کو ایک کافرانہ حرکت کے جُرم میں پھنسا لیا تھا جب ہم نے تُمہیں ایک اسرائیلی لڑکی کو ایک عشرتکدے کی زینت بنانے کے لیئے لے جانے میں امداد دی، لیکن اُس وقت ہمیں تُمہارا مُدعا معلوم نہ تھا۔"

مَیں نے کشتی کے کنارے کو، اگردن گردن پانی میں ڈُوبے ہُوئے مضبُوطی سے پکڑے رکھا اَور وہیں سے اپنا جواب اُن کی طرف پھینکا "یہ تُم خود ہو جنھوں نے مریم مگدلینی کے بارے میں بُرائی کر کے ایک لعنت اپنے اُوپر نازل کروائی ہے۔"

پانی زیادہ ٹھنڈا نہ تھا، پھر بھی ہَوا کے رُکنے تک، جب ہم کشتی پانی سے خالی کر کے اُسے ساحل تک ایک پایاب ندی کے دہانے پر لاتے، ہم سردی سے ٹھٹھر رہے تھے۔ ساحل کا وُہ ہموار سا ٹکڑا مغربی ساحل کی نسبت زیادہ تنگ اَور بے رنگ سا تھا۔ ہمارے سامنے کھڑی ڈھلانوں کے پہاڑ موجُود تھے، ہَوا اب پھر بڑی تیزی سے چلنے لگی تھی، اَور لہریں اسقدر جوش وخروش کے ساتھ ساحل کی جانب دوڑی آتی تھیں کہ اُس ہَوا کے طُوفان میں دوبارہ کشتی ڈالنے کا اُن مچھیروں کو حوصلہ نہ ہُوا، البتہ اُنہیں اُمید تھی کہ شام تک یہ تیزی اَور تُندی تقریباً ختم ہو جائے گی۔

شام کا جُھٹپٹا ہونے لگا، گو ہم نے اپنے اپنے کپڑے پُورے زور سے خُوب نچوڑے تھے، تاہم ہمیں سردی محسُوس ہونے لگی۔ تھوڑی ہی دُور، جہاں وُہ نشیبی ساحل پہاڑی کے دامن میں جا ملتا تھا، ہمیں ایک غریبانہ سی جھونپڑی نظر آئی جس کے سامنے ایک ٹمٹماتی ہُوئی روشنی تھی۔ مَیں نے تجویز کیا کہ ہم لوگ وہاں چل کر اپنے کپڑے خُشک کر لیں، مگر وُہ آدمی ہچکچائے اَور بولے "ہم غلط ساحل پر آ چکے ہیں، خُوش قسمتی سے ہمارے پاس جال نہیں، ورنہ ہمیں غیر قانُونی شکار کے الزام میں جُرمانہ ہو سکتا تھا۔ چور اَور عادی مُجرم بھی گلیل سے

بھاگ کر یہاں پناہ لیتے ہیں، اَور یہاں کے غار کوڑھیوں کے مسکن ہیں۔"

اُن کے پاس لوہا اَور چقماق تھا مگر طُوفان نے ساحل کے سب خس و خاشاک کو گیلا کر رکھا تھا جس کی وجہ سے ہم آگ نہ جلا سکے۔ مَیں جھونپڑی کی جانب چل پڑا اَور تھوڑی دیر تامّل کرنے کے بعد وُہ بھی کُچھ نارضامندی سے میرے پیچھے پیچھے آ گئے۔ جب مَیں جھونپڑی کے قریب پہنچا تو مَیں نے آگ کے پاس ایک شخص کو بیٹھے دیکھا۔ اُس نے ٹہنیوں کا ایک مُٹھا آگ میں پھینکا جس سے وُہ بھڑک اُٹھی۔ مُجھے بُھنی ہُوئی مچھلی اَور تازہ پکی ہُوئی روٹی کی خُوشبو آئی۔ جھونپڑی کی ایک جانب مچھلی پکڑنے کا ایک چھوٹا سا جال خُشک ہونے کے لیئے لٹک رہا تھا۔

"تُم پر سلامتی ہو" مَیں نے اُس یکّا و تنہا ماہی گیر کو سلام کرنے کے لیئے کہا "ہم طُوفان میں پھنس گئے تھے اِجازت دو تو ہم آگ کے سامنے اپنے کپڑے سُکھا لیں۔"

اُس نے بخوشی ہمارے لیئے جگہ کر دی اَور مَیں نے اپنے کپڑے اُتار کر سُوکھنے کے لیئے ایک چھڑی پر پھیلا دیئے۔ مَیں نے دیکھا کہ اُس نے کُچھ چپٹے سے پتّھر گرم کر کے اُن پر روٹیاں پکائی تھیں اَور اب وُہ دو بڑی بڑی مچھلیاں ایک گڑھے میں چنگاریوں کے نیچے دبا کر بھُون رہا تھا۔ اُس وقت تک چھٹی گھڑی گذر چکی تھی اَور پہاڑیوں کے سایوں تلے سمندر بڑی تیزی سے تاریک ہوتا جا رہا تھا تاہم مغربی سمت ہمیں تبریاس شہر کے مکانوں اَور محرابوں پر روشنیاں دکھائی دے رہی تھیں۔

مَیں نے اُس مچھیرے کو ذرا زیادہ قریب سے دیکھنے پر محسُوس کیا کہ وُہ صاف نقوش والے چہرے مُہرے کا ایک شریف اَور سادہ وضع قطع کا انسان تھا۔ ایک ایسا اِنسان جس سے کسی کو کوئی خطرہ نہ ہو سکتا تھا۔ اُس نے بعد میں آنے والے میرے دونوں ملاحوں کو بھی خندہ پیشانی سے خُوش آمدید کہا اَور اُنہیں آگ کے قریب بیٹھنے کو جگہ دی۔ اُنہوں نے اُس کے جال کو چھُو کر دیکھا اَور پُوچھا کہ "اُس نے کیا شکار پکڑا ہے۔" جس پر اُس نے قدرے شرمیلے پن سے بتایا کہ وُہ طُوفان کے باعث مچھلیوں کے کسی نہ کسی غول کے باڑی میں آ نکلنے کی توقع رکھتا ہے، اَور اگلی صبح وُہ ندی کے باڑی میں گرنے کے مقام پر اپنی قسمت آزمائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

پھر ہمیں کوئی واضح دعوت دیئے بغیر ہی اُس نے ایک روٹی اُٹھا کر اُس پر

دُعائے برکت پڑھی اَور اُس میں سے ایک ایک ٹکڑا توڑ کر ہم سب کو دیا۔ اُس کے پاس تُرش شراب بھی تھی جس میں سے کُچھ مقدار اُس نے انگُور کی جڑ سے تراشے ہُوئے ایک پیالے میں اُنڈیلی، اُس پر بھی دُعا پڑھی اَور ہماری طرف بڑھا دی۔ ہم سب نے وُہ تھوڑی تھوڑی باری باری پی۔ مچھلی خُوب بُھنی ہُوئی تھی مگر نمک نہ ہونے کی وجہ سے اُس نے اُسے کڑوی بُوٹیوں کے بُرادے کا مصالحہ دے رکھا تھا۔ ہم خاموشی سے بیٹھکر کھانے لگے۔ مَیں نے دیکھا کہ میرے ساتھی ٹھہر ٹھہر کر اُس شخص کو مشتبہ نظروں سے دیکھتے جاتے تھے، جبکہ وُہ زمین پر نظریں جمائے خُود بخُود یُوں مُسکرائے جا رہا تھا جیسے وُہ ہر ہر لقمے سے پُورا پُورا لُطف اندوز ہو رہا ہو۔ جب وُہ کھا چکا تو اُس نے پاس ہی پڑی ہُوئی ایک چھوٹی سی چھڑی اُٹھائی، اَور غالباً اپنے شرمیلے پن کو چُھپانے کی غرض سے بے خیالی ہی میں اُس سے ریت پر کُچھ بنانے میں مصرُوف ہو گیا۔

ہمارے کھانا کھاتے کھاتے ہی آگ کی گرمی سے ہمارے کپڑوں میں سے بھاپ اُٹھنے لگی اَور پھر جلد ہی وُہ خُشک ہو گئے۔ میرے اعضا کا اکڑاؤ دُور ہو گیا اَور میرے جسم میں حرارت بحال ہو گئی۔ مَیں بے حد سکون و اطمینان محسُوس کرنے لگا۔ بیٹھے بیٹھے ہی مُجھ پر غنودگی سی طاری ہونے لگی اَور آنکھیں کُھلی رکھنا میرے لئے مُشکل ہو گیا۔ مَیں نے اُس مہربان شخص کی طرف احسانمندی سے دیکھا جس نے ہمیں خاموشی اَور فیاضی کے ساتھ ہمیں اپنے کھانے میں شریک کر لیا تھا۔ مَیں نے اُس کے داغدار ہاتھ اَور پاؤں دیکھے اَور اُس کے چہرے پر مُجھے کُچھ ایسی بے چینی اَور تھکاوٹ سی نظر آئی گویا وُہ کسی شدید بیماری میں مُبتلا رہنے کے بعد اب یہاں تنہائی میں بحالیِ صحت کی غرض سے آ گیا ہو۔ لیکن مچھیروں نے چُونکہ اُس سے زیادہ بات چیت نہیں کی تھی، اس لئے مَیں نے بھی اپنا تجسّس ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مَیں آگ کے قریب اپنی اُس نیم برہنگی کے عالم میں ہی نیند کی آغوش میں چلا گیا اَور جُونہی مَیں لیٹا ہُوں، مَیں نے محسُوس کیا کہ اُس نے میرے خُشک کپڑے میرے اُوپر ڈال دیئے۔

تب مَیں نے ایک خواب دیکھا اَور جاگا تو میری آنکھوں سے آنسُو جاری تھے۔ دونوں ملّاح میرے قریب ہی لیٹے ہُوئے گہری نیند میں ہلکے ہلکے خرّاٹے لے رہے تھے۔ گرم گرم جلندار آنسُو میرے رُخساروں پر بہہ رہے تھے اَور اپنے خواب کے بعد مُجھ پر ایک ناقابلِ بیان سی کسمپرسی کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ آگ ٹھنڈی ہو چُکی تھی، چاند اَور ستاروں سے

مَیں نے اندازہ لگایا کہ اُس وقت رات تین گھڑی جا چُکی تھی، سامنے جھیل ایک ہموار اَور ملائم آئینے کی مانند چمک رہی تھی، لیکن وہاں صرف ہم تین ہی تھے، چوتھا شخص غائب تھا، اُسے نہ پا کر مُجھے خوف محسُوس ہُوا اَور مَیں اپنے کپڑے جلد جلد اپنے گرد لپیٹتا ہُوا اُچھل کر اُٹھ بیٹھا، مگر یہ دیکھ کر مُجھے اک گونہ اِطمینان ہو گیا کہ وُہ محض پانی کے پاس کھڑا جھیل کی جانب دیکھنے میں محو تھا۔ اپنا لبادہ لپیٹ کر مَیں جلدی جلدی اُس کے پاس جا کھڑا ہُوا اَور اُسے اپنی طرف متوجّہ کرنے کی غرض سے مَیں نے پُوچھا "تم کیا دیکھ رہے ہو؟"

میری طرف مڑے بغیر اُس نے کہا "مَیں نے آسمانوں کو شق ہوتے دیکھا اَور مَیں نے اپنے باپ کی شان دیکھی اَور مُجھے پھر اپنے گھر اپنے باپ کے پاس چلے جانے کی خواہش ہُوئی۔"

مُجھے یکایک احساس ہُوا کہ مَیں نے اُسے یُونانی زبان میں خطاب کیا تھا اَور اُس نے یُونانی ہی میں جواب دیا تھا۔ اِس بات سے اَور خُود اُس کے جواب کی نوعیت پر مُجھے معاً خیال آیا کہ یہ شخص غالباً یُوحنّا بپتسمہ دینے والے کے پیرؤوں میں سے ہو گا جو ہیرودیس کے ظلم و ستم کے خوف سے فرار ہو کر جھیل کے اِس کنارے آ گیا ہے تاکہ یہاں تنہائی میں مچھلیاں پکڑ کر اُنہی پہ گُذارہ کرتا رہے۔

مَیں نے کہا "مَیں بھی بادشاہت کا متلاشی ہُوں۔ مَیں اپنی اِس آرزُو کے آنسُوؤں سے جاگ اُٹھا ہُوں، مُجھے دکھاؤ راستہ کس طرف ہے؟"

اُس نے کہا "راستہ تو صرف ایک ہی ہے جو سلُوک تُم کسی حقیر ترین انسان سے کرتے ہو وُہ گویا میرے ساتھ کرتے ہو۔" پھر اُس نے کہا "مَیں اُس طرح نہیں دیتا جیسے دُنیا دیتی ہے، مگر تُم غمگین اَور خوفزدہ مت ہو، سچائی کی رُوح میرے بعد آئے گی لیکن دُنیا اُس کا استقبال نہیں کرے گی۔ وُہ اُسے دیکھتی ہے نہ سمجھتی ہے تُم اگر اُسے سمجھتے ہو تو یقیناً تُمہارے پاس ٹھہرے گی اَور تُمہارے اندر رہے گی۔ مَیں کسی کو تنہا چھوڑ کر الگ نہیں ہُوا کرتا۔"

میرے سینے میں میرا دِل پگھل کر پانی کی مانند ہو گیا۔ آنسوؤں نے میری نظریں دُھندلا دیں۔ مَیں نے پریشانی سے اپنے ہاتھ اُوپر اُٹھائے مگر اُسے چھُونے کی جُرأت نہ کر سکا "تُم ایسے باتیں نہیں کرتے جیسے عام انسان کرتے ہیں۔" مَیں نے سرگوشی میں کہا "تُم یُوں بولتے ہو جیسے تُمہارے پاس کوئی خاص قُوّت ہو۔"

اُس نے کہا "آسمانوں اَور زمینوں کی تمام قُوّت مُجھے دے دی گئی ہے۔"

تب وُہ میری طرف پلٹا، اَور جب وُہ میری طرف دیکھ رہا تھا تو چاند اَور ستاروں کی روشنی میں مُجھے اُس کے چہرے پر ایک نہایت شیریں اَور متین سی مُسکراہٹ نظر آئی۔ اُس کی ٹکٹکی نے مُجھے جیسے برہنہ کر دیا جیسے میرے تن پر سے ایک کے بعد ایک کپڑا خود بخود گرتا جا رہا ہو اَور مَیں برہنہ سے برہنہ تر ہوتا جا رہا تھا، لیکن اس احساسِ برہنگی میں ہرگز کوئی ناخُوشگواری نہ تھی۔ وُہ گویا ایک نجات تھی۔ میری طرف دیکھنے کے بعد اُس نے جھیل کے اُس پار اشارہ کرتے ہُوئے کہا "وہاں یہوُدی حاکم کے اُس شہر میں یُونانی تھیٹر کے اندر، ایک لڑکی اِس وقت رو رہی ہے، کیونکہ اُس کا بھائی اُس سے چھن گیا ہے۔ تم نے خواب میں کیا دیکھا تھا؟"

"مَیں نے ایک سفید گھوڑا دیکھا تھا" یاد کرتے ہُوئے مَیں نے بتایا۔

"بالکل ٹھیک۔" اُس نے کہا "اب بہت جلد تم رتھوں کی دَوڑ کا ایک مقابلہ دیکھو گے، اُس سفید گھوڑوں کی جوڑی پر داؤں لگا دینا۔ پھر اُس لڑکی کو تلاش کر کے اپنی جیت کی سب رقم اُسے دے دینا۔"

اِتنے بڑے شہر میں مَیں کس طرح ایک ایسی لڑکی کو تلاش کر سکُوں گا جس کا بھائی اُس سے چھن چکا ہے؟" مَیں نے پُوچھا "اَور مَیں داؤں پر کتنی رقم لگاؤں؟"

تب وُہ پھر مُسکرا دیا، مگر اب کی بار اُس کی مُسکراہٹ اِس قدر درد انگیز تھی کہ میرا دِل کٹ کر رہ گیا "آہ مرقس! تم بالکل بِلا ضرُورت اِتنی باتیں پُوچھتے جا رہے ہو۔" اُس نے ملامت کے انداز میں کہا لیکن مَیں اُس کی اِس تنبیہ کو نہ سمجھ سکا۔ مَیں نے اُلٹا تعجّب سے پُوچھا "تم میرا نام کیسے جانتے ہو؟ کیا مَیں تُمہیں جانتا ہُوں؟ مَیں یہ محسُوس ضرور کرتا ہُوں کہ تُمہیں کہیں دیکھا ہے۔"

اُس نے اپنا سر ہلایا اَور کہا "کیا صرف یہی کافی نہیں کہ مَیں تُمہیں جانتا ہُوں؟"

مَیں نے خیال کیا کہ وُہ مُجھ سے اپنی شخصیّت چھپانا چاہتا ہے، اَور مُجھے یہ پُختہ یقین ہو گیا کہ یہ شخص اِس خِطّہ کے متوکّل لوگوں میں سے ہے، جس کا ذہن اپنے مذہب پر ضرُورت سے زیادہ غور و فکر اَور تنہائی کے باعث غالباً دُھندلا گیا ہے ورنہ وُہ ایسی شیخی کیوں بگھارتا کہ آسمانوں اَور زمینوں کی سب طاقت اُسے مِل گئی ہے، تاہم ممکن ہے یہ پیشین گوئی کرنے کی کُچھ صلاحیت رکھتا ہو، اس لئے مَیں نے دل میں اُس کے اشارے کو یاد رکھنے کا

تہیہ کر لیا، لیکن وُہ پھر بولنے لگا "آہ، تم انسان! تُم دیکھتے ہو لیکن نہیں دیکھ سکتے، تُم سُنتے ہو مگر نہیں سُن سکتے، لیکن ایک روز مرقس، تُمہیں سب کُچھ یاد آ جائے گا اَور پھر تُم میرے نام کی خاطر اپنی جان بھی دے دو گے تاکہ میرا نام تُمہارے ذریعے سے بُلند رہے، جیسے میرے ذریعہ سے میرے باپ کا نام بُلند ہُوا ہے۔"

"یہ کیسی بداندیش پیشین گوئی کر رہے ہو تُم؟" مَیں نے خوفزدہ ہو کر کہا "مَیں اُس کا مطلب سمجھنے سے قاصِر تھا، مُجھے خیال پیدا ہُوا کہ شاید وُہ یُونانی زبان صحیح طریقے سے نہیں بول سکتا، اس لئے مَیں نے اُس کا مطلب سمجھنے میں غلطی کی ہو۔ اُس نے ایک لمبی اَور گہری آہ کھینچی اَور اپنا لبادہ اپنے کندھوں پر سے گرا دیا جس سے وُہ کمر تک برہنہ ہو گیا۔ وُہ اِس قدر غریب تھا کہ اُس کے پاس لبادے کے نیچے پہننے کو کوئی کپڑا نہ تھا۔ میری طرف پیٹھ کرتے ہُوئے اُس نے کہا "میری پُشت پر ہاتھ پھیرو۔" مَیں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس کی کمر پر پھیرا اَور وہاں کوڑے کی ضربوں کے گہرے گہرے گھاؤ محسُوس کئے۔ اُس نے پھر ایک آہ کھینچی اَور اپنا ہاتھ اپنے پہلو پر رکھا۔ اُس کے ہاتھ کے پیچھے پیچھے اپنا ہاتھ لے جاتے ہُوئے مَیں نے اُس کے پہلو میں ایک گہرے زخم کا نشان محسُوس کیا۔ معلوم ہوتا تھا وُہ کسی بہت سخت سزا اَور بدسلُوکی کا شکار ہو چُکا ہے، اس لئے یہ کوئی عجب نہ تھا کہ اُس کا ذہن غیر متوازن ہو چُکا تھا۔ مَیں نے دِل ہی دِل میں اُن یہوُدیوں پر لعنت بھیجی جو اپنے مذہب کی خاطر آپس میں ہی ایک دُوسرے کو ایسی اذیت پہنچانے سے دریغ نہیں کرتے۔ یہ آدمی اب خواہ کُچھ بھی کہتا پھرے لیکن اِس میں کوئی عیب نہ تھا۔ مَیں نے جذبۂ ہمدردی سے مغلُوب ہو کر کہا "مُجھے کم از کم اپنا نام تو بتا دو، شاید مَیں تُمہاری کُچھ امداد ہی کر سکُوں تاکہ کوئی آئندہ تُمہیں یُوں ایذا نہ پہنچا سکے۔"

اُس نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اپنا لبادہ پھر اپنے گرد لپیٹ کر ساحل کے ساتھ ساتھ چلنا شرُوع کر دیا گویا وُہ مُجھ سے اَور کُچھ نہ کہنا چاہتا ہو، اگرچہ مَیں نے اُسے گوشت پوست اَور خُون کا بنا ہُوا ایک انسان ہی پایا تھا، لیکن وُہ مُجھ پر کُچھ ایسا انوکھا تاثر چھوڑ گیا کہ مُجھے اُس کا تعاقب کرنے اَور اپنے سوالات سے اُسے مزید پریشان کرنے کی جُرأت نہ ہو سکی۔ کُچھ تامّل کے بعد مَیں اُس جھونپڑی کی طرف واپس آ کر دوبارہ آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا، اَور لیٹنے کے ساتھ ہی مَیں ایک گہری نیند سو گیا۔ پھر مُجھے

کوئی خواب نہیں آیا۔

میری آنکھ کھلی تو سورج سر پر آ چکا تھا اور جھیل کا پانی چھینٹے اڑا رہا تھا۔ دوسری طرف تبریاس کے خوابناک محرابوں سے پرے، پہاڑ سونے کی مانند چمک رہا تھا، اور میری نظروں میں ہر چیز میں اس قدر تازگی اور رعنائی تھی کہ میں اپنے آپ کو کسی نئی ہی دنیا میں ایک معصوم نوزائیدہ کی مانند محسوس کر رہا تھا۔ دونوں ملاح پہلے ہی بیدار ہو کر اپنے ہاتھ باندھے کھڑے اپنی مخصوص دعا بلند آواز سے کہہ رہے تھے "میری آواز سنو، اے آلِ اسرائیل۔"

لیکن وہ تنہا مچھیرا اپنے جال سمیت جا چکا تھا۔ باقی ماندہ کھانا وہ غالباً ہمارے ناشتہ کے لئے وہیں چھوڑ گیا تھا۔ ہم نے بغیر کوئی بات چیت کئے وہ کھانا بڑی اشتہا کے ساتھ کھایا۔ کھانے کے بعد ہم نے ندی کے دہانے پر واپس پہنچ کر کشتی کو کھینچتے ہوئے پانی میں چھوڑا اور اس میں سوار ہو گئے۔ میں نے اس مچھیرے کو دیکھنے کے لئے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی مگر وہ کہیں دکھائی نہ دیا، حالانکہ گذشتہ شام اس نے ہمیں بتایا تھا کہ صبح کو وہ اپنا جال اسی جگہ ڈالنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ مجھے اس کے پاؤں کے کوئی نشان تک بھی نظر نہ آ سکے۔

ملاحوں نے زور دار جھٹکوں سے چپو مارنا شروع کئے، کشتی یوں تیزی کے ساتھ آگے کو بڑھ رہی تھی گویا کسی ایسے شیشے کے ٹکڑے پر پھسل رہی ہو، جس پر طلوع ہوتے سورج کی آتشیں کرنوں اور پہاڑیوں کا عکس پڑ رہا ہو۔ میں اب تک وہی سبکسری اور آزادی محسوس کر رہا تھا جیسے میں نے بہت سے فالتو کپڑوں کا بوجھ اتار پھینکا ہو، لیکن رات کے واقعات پر میں جس قدر غور کرتا تھا، اتنی ہی زیادہ شک میں پڑتا جا رہا تھا۔ میں حیران تھا کہ کیا وہ سب کچھ محض ایک قدرے واضح سا خواب ہی تو نہ تھا۔ بحیرۂ گلیل کے اس ویران ساحل پر رہنے والا ایک تارک الدنیا انسان آخر یونانی زبان کیسے جان سکتا تھا؟ ملاح بہت طاقت اور صحیح زیر و بم کے ساتھ کشتی کھیتے جا رہے تھے۔ وہ اپنی نظریں سامنے جمائے اور پیچھے مڑ کر دیکھے بغیر اس عجیب سے ساحل سے جلد از جلد دور سے دور تر چلے جانے کی کوشش میں تھے، لیکن میں بے مروت پیچھے پلٹ پلٹ کر دیکھتا جا رہا تھا کہ شاید وہاں ساحل پر کوئی تنہا شخص مجھے نظر آ جائے۔ آخر کار میں نے پوچھا "یہ

کون شخص تھا جس کے ساتھ ہم نے رات گذاری؟ کیا تم لوگ اسے جانتے تھے؟"

ملاحوں نے جواب دیا "تم بہت ہی متجسس ہو، رومی! ہم غلط ساحل پر آ گئے تھے۔"

لیکن تھوڑی ہی دیر بعد ان میں سے ایک نے کہا "ممکن ہے وہ کوئی ایسا شخص ہو جسے ہم نے پہلے کبھی کہیں دیکھا ہو، شاید کوئی معلم جو لوگوں کو تعلیم دیتا رہا ہو، یقیناً اسے ایذائیں پہنچائی گئی ہوں گی اور پھر گلیل سے جلاوطن کر دیا گیا ہو گا۔ ایسا واقعہ ہو جانا ایک عام سی چیز ہے، یوحنا اپنا سر محض اس بات پر کٹوا بیٹھا تھا کہ اس نے حاکمِ گلیل کو اپنی بھاوج کے ساتھ شادی کرنے سے روکا تھا۔"

دوسرے نے لقمہ دیتے ہوئے کہا "اس کے چہرے میں کچھ ایسی بات تھی جس سے یسوع ناصری کا تصور پیدا ہونے لگتا تھا، لیکن اگر یہ ناممکن نہ ہوتا تو میں ضرور اسے آقا ہی سمجھ بیٹھتا، مگر جہاں تک مجھے یاد ہے، یسوع اس شخص سے زیادہ لمبے قد کا اور زیادہ سنجیدہ تھا اور اس قدر حلیم مزاج نہ تھا جتنا یہ شخص تھا، ممکن ہے یہ اس کا کوئی قرابت دار یا حواری جو جان کے خوف سے چھپتا پھر رہا ہو۔"

یہ عجیب و غریب خیال مجھ پر ایک بجلی کی مانند کوندا اور میرے اعصاب کے تمام تاروں کو جھنجھنا گیا۔

"ایک دم واپس چلو" چیختے ہوئے لپک کر میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے میری بات پر اس وقت تک سنجیدگی سے کوئی توجہ نہ دی، جب تک کہ میں نے انہیں پانی میں کودنے اور تیر کر واپس اس ساحل پر جانے کی دھمکی نہ دی، چنانچہ بہت پس و پیش سے انہوں نے کشتی کو لوٹایا اور واپس ہو لئے۔ کشتی کا اگلا حصہ ابھی تہ سے نہ چھو پایا تھا جب میں پانی میں کودتے ہوئے جھونپڑی کی جانب بھاگ گیا۔ وہاں بالکل اسی طرح جیسے ہم چھوڑ گئے تھے، راکھ تھی اور زمین میں وہ گڑھا تھا، لیکن کوئی انسان نظر نہ آ رہا تھا۔ میں دیوانوں کی طرح ساحل کے ساتھ ساتھ دونوں جانب بھاگتا رہا اور بے فائدہ پاؤں کے نشانات تلاش کرتا رہا، حتیٰ کہ پھر ملاحوں نے مجھے پکڑ کر زبردستی دوبارہ کشتی میں بٹھایا، اور وہاں بیٹھ کر میں نے اپنا سر ڈھانپ لیا اور اپنی اس حماقت پر کہ اگر وہ درحقیقت وہی تھا تو میں کیوں نہ یسوع ناصری کو پہچان سکا۔ اپنے آپ کو لعنت ملامت کرنے لگا، پھر میں شک میں پڑ گیا کیونکہ مجھے خیال آیا کہ وہ شخص تو میری ہی طرح ایک جیتا جاگتا انسان تھا۔ میں

نے اپنے ہاتھوں سے اُسے ٹٹول کر دیکھا تھا اَور مجھے اُس میں ہرگز کوئی ایسی خُدائی صفات نظر نہ آئی تھیں، جیسی میرے اپنے تصوّر میں خُدائی صفات ہیں۔ شاید یہ صفات بھی پھر اسی قدر سادہ سی چیز ہوں جیسی کہ وُہ روٹی جو اُس نے ہمیں دی تھی اَور وُہ شراب جو ہم نے اُس کے ہاتھوں پی تھی۔ مَیں آخر یہ فیصلہ کر لینے والا کون ہُوں کہ خُدا کے بیٹے کو کس طَور پر اَور کس طَور پر، اَور کس شکل و صُورت میں انسانوں پر ظاہر ہونا چاہیئے۔ مَیں ایک عجیب اذیّت ناک بے یقینی میں مُبتلا تھا اَور سمجھ نہیں پاتا تھا کہ کس بات پر یقین کروں، اِس لئے مَیں نے دِل ہی دِل میں اپنے وُہ سب سوالات اَور اُس کی وُہ سب باتیں لفظ بلفظ دُہرائیں، لیکن بے بس ہو کر آخر کار مَیں نے یہ سوچ کر ان سب خیالات کو پسِ پُشت ڈال دیا کہ دیکھوں، تبریاس میں واقعی مجھے رنقوں کی کوئی دوڑ دیکھنا میسّر آتی ہے یا نہیں۔

تاہم مَیں اُن دونوں ملّاحوں کو سخت سُست کہنے سے باز نہ رہ سکا۔ مَیں نے اُنہیں کہا "مَیں نے تمہیں خُود بتا دیا تھا کہ ناصری تیسرے روز اپنی قبر سے زندہ اُٹھ آیا تھا۔ اگر تُم اُسے پہچانتے تھے تو تُم نے اُس کے ساتھ بات کیوں نہ کی اَور کیوں نہ اُسے پُوچھا کہ آیا وُہ یسُوع ہی ہے؟"

اُنہوں نے ایک باہمی مفاہمت کے انداز میں ایک دُوسرے کی طرف دیکھا اَور پھر اُلٹا مُجھ سے پُوچھنے لگے۔ "ہم اُس سے کیوں پُوچھتے؟ اگر اُسے ہم سے کوئی غرض ہوتی تو وُہ خُود ہی ہم سے بات کر دیتا، خیر ہم اُس سے کُچھ خوفزدہ بھی تھے۔"

اُنہوں نے پھر یہ بھی کہا "ہم اِس مُلاقات کا کسی سے ذکر نہ کریں گے، نہ ہی تُم کسی سے یہ بات کرنا، گو یہ یقین کر لینا ذرا مشکل سی بات ہے تاہم اگر وُہ واقعی یسُوع ناصری تھا تو پھر اُسے گوشہ نشینی اَور رُومیوں سے رُوپوشی کی ضرُورت بھی ہو گی۔"

اِس امر سے مَیں انکار نہ کر سکتا تھا مگر مَیں نے احتجاجاً کہا "اگر یہ وُہی ہے تو اُسے تمام دُنیا میں کس چیز سے ڈر ہو سکتا ہے؟ یروشلیم میں وُہ اپنے حواریوں پہ اُس وقت ظاہر ہُوا تھا جب وُہ مقفّل دروازوں کے اندر بند چُھپے بیٹھے تھے۔"

دونوں آدمی ایک تلخ سی ہنسی کے ساتھ بولے "اجنبی، گلیل والوں کی ہر بات پہ ہی یقین نہ کرنا، ہم سب ایک نہایت سرگرم پروازِ فکر رکھنے والے جذباتی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔"

آخر کار جب مَیں یُونانی سرائے میں اپنے جانے پہچانے آرام دِہ کمرے میں واپس پہنچا تو مَیں نے انتہائی اطمینان محسُوس کیا، کیونکہ مَیں وہاں پُورے سکُون سے غور و فکر کر سکتا تھا اَور اپنی مرضی کے مُطابق اپنا وقت گذارنے میں مکمّل طَور پہ آزاد تھا۔ مریم بربیلی نے بُری طرح ہر جگہ میرا پیچھا جاری رکھا تھا، اَور اَب جبکہ مریم مگدلینی کی مہربانی سے میری جان اُس سے چُھوٹ چُکی تھی تو مَیں یہ سمجھنے کے قابل ہُوا کہ اُس نے مُجھے صحیح راستہ سے کسقدر بھٹکا دیا تھا۔ اپنے کمرے کے آرام و سکُون میں پہنچ کر مَیں پھر ایک بار اُن واقعات کی سوچ میں غرق ہو گیا جو مُجھے جھیل کے کنارے پیش آئے تھے اَور یُوں سوچتے سوچتے مجھے کمرے کے سکُون میں ایک افسُردگی سی محسُوس ہونے لگی۔ مجھے بے چینی اَور جھلاہٹ ہونے لگی۔ اُس آرام دہ ماحول میں جہاں ٹھہرنے والے محض وقت گذارنے اَور بیماریوں اَور غذاؤں کا موازنہ کرنے کو ہر چیز سے زیادہ اہمیّت دیتے ہیں۔ مَیں اَب یہ یقین ہی نہیں کر سکتا تھا کہ مَیں یسُوع ناصری سے مِل کر آیا ہُوں۔ طُوفان کی تیزی و تُندی اَور میرے اپنے خوف نے مِل جُل کر غالباً کُچھ ایسے خواب مُجھے دکھائے ہوں گے جن میں ممکن ہے حقیقت کی کُچھ آمیزش ہو گئی ہو۔ ملّاحوں تک نے تو میرا مذاق اُڑا کر لُطف لیا تھا۔ اگر وُہ یسُوع ناصری ہوتا اَور اُسے مُجھ پہ اپنا آپ ظاہر کرنے کی خواہش ہوتی تو یقیناً وُہ صاف صاف بات کر کے مُجھے بتا دیتا کہ وُہ یسُوع ناصری ہے۔ میری بے قراری اتنی بڑھ گئی کہ مَیں ساکن نہ بیٹھ سکا اَور اپنی تنہائی کا کوئی لُطف اُٹھائے بغیر اپنی آنکھوں میں آنسُو لئے کمرے میں اِدھر اُدھر ٹہلتا رہا۔ آخر مَیں نے کلودیہ پروکلا کو اطلاع بھجوائی کہ مَیں واپس آ چکا ہُوں، جس کے جواب میں اُس نے صِرف یہ کہلوا بھیجا کہ ابھی مُجھ سے ملنے کی اُسے فرصت نہیں۔ ملازم نے مجھے بتایا کہ وُہ ہیرودیس کے چند ممتاز درباریوں کی خاطر مدارات میں مصرُوف تھی۔ کہیں اگلے روز جا کر کلودیہ پروکلا نے مجھے ایک ملازم کے ذریعہ کھانے پر بُلوایا۔ وہاں صرف مَیں ایک مہمان نہ تھا، ہیرودیس کا رُومی مشیرِ کار، یُوآنہ کا خاوند اَور ہیرودیس کا وُہ طبیبِ خاص، جسے اُس نے کلودیہ پروکلا کا معائنہ کرنے کے لئے بھیجا تھا، پہلے سے ہی وہاں موجُود تھے۔ اُس آزاد خیال یہُودی طبیب نے جزیرۂ کوس میں طِب کی تعلیم حاصل کی تھی جس کی وجہ سے اُس پہ اس قدر یُونانیّت طاری تھی کہ وُہ خُود یُونانیوں سے بھی کہیں بڑھ کر یُونانی معلُوم ہوتا تھا۔ کلودیہ پروکلا کی آمد اَور کھانے سے پیشتر ہمیں محل کے بڑے

کمرے میں شیریں شراب اَور چٹپٹے و لذیذ نُقل پیش کئے گئے۔ ہیرودیس کے درباری مُجھے طرح طرح کے سوالات میں اُلجھانے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن مَیں نے موضوعِ گفتگو صرف صحت بخش غسلوں کو ہی بنائے رکھا اَور اِسی سِلسلہ میں اپنا پاؤں بھی اُنہیں دکھایا جو اُس خطرناک زہرباد سے اسقدر جلد شفایاب ہوگیا تھا۔ کلودیہ پروکلا نے یُوآنہ کو بھی کھانے میں شمولیت کی دعوت دے دی، حالانکہ اُس کے خاوند نے اِس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا تھا، تاہم یُوآنہ بہت خاموش رہی۔ کلودیہ پروکلا زرد ہو رہی تھی اَور شکایت کرتی جاتی تھی کہ وُہ وہاں غسل لے لے کر تنگ آچکی ہے مگر ہنُوز بے خوابی کا شکار ہے، اَور اگر کبھی ذرا دیر کو اُس کی آنکھ لگ بھی جاتی ہے تو اُسے ڈراؤنے خوابوں کے سوا کُچھ نظر نہیں آتا اَور نیند ہی میں اُس کی آہ و زاری اَور چیخ و پکار کی وجہ سے ملازموں کو آگے بڑھ کر اُسے بیدار کر دینا پڑتا ہے، ''اَور مرقس!'' اُس نے میری طرف رُخ کرتے ہوئے کہا ''تُم یہ تصوّر نہیں کر سکتے کہ مَیں ایک لاچار، کمزور اَور بیمار عورت ہونے کی وجہ سے کیس دوہرے عذاب میں مُبتلا ہو چُکی ہُوں۔ جب مَیں نے یہاں آنے کی خواہش ظاہر کی تھی تو میرے خاوند نے مُجھے ان سب باتوں کے بارے میں خبردار بھی کیا تھا، لیکن مَیں کبھی بھی یہ تصوّر نہ کر سکتی تھی کہ مَیں ایسی مشکل میں گرفتار ہو جاؤں گی، کیونکہ مَیں ہمیشہ علیحدگی پسند اَور سیاست میں حِصّہ لینے سے گریزاں رہی ہُوں۔ ہیرودیس مُجھ پر حد سے زیادہ مہربان ہے وُہ میرے اعزاز میں دوڑوں کے کُچھ نہایت شاندار مقابلے منعقد کرنے کا ارادہ کر رہا ہے تاکہ اِس طرح وُہ پیلاطُس سے اپنی دوستی کا ثبُوت دے سکے، لیکن مَیں بِلاوجہ اپنی طرف توجّہ مبذُول کرانے سے گھبراتی ہُوں۔ میرے نزدیک تو یہی اعزاز کافی سے زیادہ ہے کہ اُس نے اپنے خاص سُرخ وردی والے سوار میرے استقبال کے لئے سرحد پر بھیج دیئے تھے۔''

پھر اُس نے درباریوں پر ارادتاً ایک کڑی نظر ڈالی اَور کہا ''تُم لوگ معاملہ کو سمجھ گئے ہوگے، اُس کی تجویز یہ ہے کہ مَیں اَور اُس کی خُوبصُورت بیوی ہیرودیا دونو پہلو بہپلو اُس کی شاہانہ نشست گاہ میں بیٹھیں اَور اکٹھے ہی لوگوں کے نعرہ ہائے تحسین کو سُنیں، لیکن مَیں ہیرودیا سے متعارف بھی نہیں، اَور مَیں نے یہ بھی سُنا ہے کہ یہُودی قانون کی رُو سے اُس کی شادی ناجائز ہے۔''

درباریوں نے ایک دم جیسے اِس ہتک آمیز بات کو رفع دفع کرنے کے لئے اپنے ہاتھ بُلند کر دیئے، لیکن مَیں نے اندازہ لگایا کہ لمبی اَور گھنی داڑھی والا کُوساس کُچھ زیادہ ہی پریشان نظر آنے لگا تھا۔ بہرحال مَیں چُونکہ یہُودی حاکم کی مہربانیوں کا ہرگز محتاج نہ تھا، اَور نہ ہی مُجھے اُس کی طرف سے کسی نُقصان کا اندیشہ تھا اس لئے مَیں نے یہ محسُوس کرتے ہُوئے کہ کلودیہ بھی دراصل یہی چاہتی ہے، بالکل بے لاگ سا جواب دیا ''ہم سب یہاں دوستوں کی طرح ہیں، لُومڑی ایک نہایت چالاک جانور ہے اَور مَیں نے سُنا ہے کہ ہیرودیس کی خُوشامد میں اُسے لُومڑی کا لقب دیا جاتا ہے۔ اُس کا مقصد یہ ہے کہ تُم جو کہ ان ممالک میں ممتاز ترین رُومی خاتُون اَور قیصر کی رشتہ دار بھی ہو، کسی طرح اُس کی اُس شادی پر اظہارِ رضامندی کر دو، جس نے اسقدر فساد برپا کیا ہے کہ اِس کی وجہ سے ایک رسُول تک کو ہلاک کر دیا گیا۔ سرکس میں تُمہاری کُھلم کُھلا ہیرودیا کے ساتھ موجُودگی پر گلیل کے جذباتی لوگ جس قسم کے پُرجوش نعرہ ہائے تحسین و آفرین بُلند کریں گے، مُجھے اُن کا ابھی سے کُچھ اندازہ ہو رہا ہے۔ اُن لوگوں کے لئے یہُودی حاکم کی بیوی اَور اُس کے ساتھ ساتھ رُومیوں کے ساتھ اپنے لگاؤ کا مظاہرہ کرنے کے لئے یہ بہُت ہی اچّھا موقع بن جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ وہاں نظم و ضبط قائم رکھنے کے لئے چند فوجی دستوں کی ضرورت پڑے گی اَور تمام تماشائیوں کو پھاٹک پر مکمّل تلاشی کے بعد ہی اندر جانے کی اجازت مل سکے گی تاکہ اُن کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جو تُم پر پھینکی جا سکے۔''

کلودیہ پروکلا نے جلدی سے کہا ''بلاشُبہ مَیں شہزادی ہیرودیا کے خلاف نہیں ہُوں، لیکن اگر مَیں نے دوڑوں کے مقابلوں کی سرپرستی کے دوران اُسے اپنے برابر بٹھایا، اَور اُس کی وجہ سے اشتعال انگیزی اَور مظاہرے ہُوئے تو قیصریہ میں میرے خاوند کے لئے یہ فیصلہ کرنا مُشکل ہو جائے گا کہ یہ سب ہنگامہ رُومیوں کے خلاف ہے یا صرف شہزادی کے۔ مَیں نے سُنا ہے کہ لوگ اُسے سلام کرنے سے بھی مُنکر ہیں اَور جب وُہ کہیں سے گُذرتی ہے تو سب مُنہ پھیر کر گلی کُوچوں میں سے نکل جاتے ہیں۔''

رُومی مشیر نے وضاحت کی خاطر کہا ''اگر لوگوں نے کوئی مظاہرہ کر دیا تو ہمیشہ اِسی بات پر اصرار کیا جائے گا کہ وُہ رُوم کے خلاف ہے، تب یہُودی حاکم کو موقعہ مل جائے گا کہ وُہ عوام کی گوشمالی کُچھ سختی سے کرے اَور یہ چیز شہزادی کی پسند کے عین مُطابق ہوگی۔''

"لیکن میرا خاوند اس چیز کو ہرگز پسند نہ کرے گا" کلودیہ پروکلا نے اعتراض کیا۔

"پیلاطس ایک اعتدال پسند انسان ہے اور غیر ضروری ہنگاموں سے احتراز کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرتا ہے۔ یہ معاملہ بظاہر تو یقیناً صرف یہودی حاکم سے متعلق ہے، مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ رُوم کو تصویر کا کونسا رُخ روانہ کیا جائے گا۔ تُم نے خُوب کیا جو میرے حق میں بات کی مرتس، کیونکہ مَیں یہ پہلے ہی طے کر چکی ہُوں کہ زیادہ سے زیادہ محض انفرادی طور پر اُس کی دعوت قبُول کر دُوں گی، اور اس صُورت میں مَیں اپنے لئے ایک بالکل الگ مخصُوص نشست گاہ ضرُوری سمجھتی ہُوں، حالانکہ مقابلوں کے بعد مَیں قُدرتی طور پر، شہزادی کو سلام کرنے اور اُس کے ساتھ دوستی کرنے کو بالکل تیّار ہُوں۔ مَیں متعصّب ہرگز نہیں ہُوں، اور رُومی گورنر کی بیوی کی حیثیت سے ایسا رویّہ مُجھے شایاں بھی نہیں ہے۔"

"مُجھے یہ معلُوم نہ تھا کہ گلیل کے باشندے دوڑوں کے مقابلوں میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں" مَیں نے گفتگو کا خطرناک رُخ پلٹنے کی غرض سے کہا۔

"مچھیروں اور دہقانوں کو گھوڑوں کی کیا پہچان؟" طبیب نے حقارت سے کہا، لیکن سرکس اور تھیٹر تہذیب و تمدّن کو ترقّی دینے اور تعصّب کو رفع کرنے کے بہترین ذرائع ہیں۔ ہم اب اُس زمانے میں تو نہیں زندگی گذارتے جب لوگ مصر کو بھاگ گئے تھے اور صحرا صحرا مارے مارے پھرا کرتے تھے۔ دوڑوں میں حِصّہ لینے والے گروہ اکثر سفر کرتے رہتے ہیں اور اِس طرح مختلف مُلکوں میں ہونے والے مُقابلوں میں شامل ہوتے ہیں۔ آجکل میں ہی یہاں ایک گروہ ایدومیا سے آرہا ہے۔ دُوسرا قیصریہ کی رسالہ فوج سے دمشق سے بھی ایک بڑے اچھے جوٹ کے آنے کی توقع ہے، اور عرب کے قبائلی سردار تو دوڑوں کے دیوانے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ شدید سے شدید دُشمنی بھی اُنہیں کسی دوڑ میں مقابلہ کرنے میں مانع نہیں آسکتی۔"

کُوساس نے کہا "دوڑوں کے صحت مند مقابلے آپس کی نفرت کو کم کرتے ہیں۔ عربوں کو ہم پر سخت غُصّہ اور ناراضگی ہے کیونکہ حاکمِ گلیل کی پہلی بیوی عرب تھی جسے واپس اپنے باپ کے خیمے میں پناہ لینا پڑی تھی۔"

"عجیب مُلک ہے" مَیں نے خُشک سے انداز میں کہا "جہاں دوڑوں کے مُقابلے مُختلف دشمن اقوام کو اکٹھا کر دیتے ہیں، رُوم میں لوگ اپنے اپنے جھنڈے بُلند رکھنے کی

خاطر ایسی دوڑوں کے مقابلوں سے پہلے بھی اور بعد میں بھی بالکل آزادانہ پتھروں اور لاٹھیوں تک سے لڑتے ہیں۔"

رُومی مُشیر نے وضاحت کرنے کے لئے کہا "گھوڑوں اور گھوڑ سواروں کی خاطر ایک دُوسرے کا سر پھاڑ دینا اور مار مار کر ایک دُوسرے کو نیلا پیلا کر دینا دراصل تعلیم و تہذیب کی ایک علامت سمجھی جاتی ہے، لیکن مذہبی ہنگامے ایک قطعی مختلف چیز ہے۔ بہرحال اب ہم چند سال پُورے اطمینان و سکُون سے گذارنے کی توقع کر سکتے ہیں کیونکہ اُس خُود ساختہ بادشاہ سے ہمارا پیچھا چھُوٹ چُکا ہے جسے تُمہارے خاوند نے، کلودیہ کمال چابکدستی سے یروشلیم میں صلیب پر چڑھا دیا تھا۔"

"تُمہارا مطلب یسُوع ناصری سے ہے کیا؟" مَیں نے کہا "کیا تُم یہ نہیں جانتے کہ وہ دوبارہ زندہ ہو کر گلیل میں واپس آچکا ہے؟" اور یہ بات مَیں نے عین اپنے اُسی لہجہ میں کہی جس میں مَیں شرُوع سے ہی باتیں کرتا چلا آرہا تھا، تاکہ وہ یہی سمجھیں کہ مَیں مذاق کر رہا ہُوں، لیکن وہ سب چونک اُٹھے اور پیشانیوں پر بل ڈالنے لگے، حتیٰ کہ کُوساس نے کہا "گلیل کے لوگ بُہت توہم پرست ہوتے ہیں۔ خُدا میرے گناہ مُعاف کرے خُود حاکمِ گلیل نے بھی جب یہ بات یسُوع کے متعلق سُنی تھی تو اُسے یہ یقین ہونے لگا تھا کہ غالباً وُہی اُونٹ کی کھال پہننے والا رسُول جسے اُس نے قتل کروایا تھا، دوبارہ زندہ ہو گیا ہے۔ لیکن ہمیں ذرا کھُل کر بات کرنا چاہیئے۔ مَیں یہ نہیں سمجھ سکا کہ یہ افواہ تُم جیسے ایک مسافر کے کانوں تک کیسے پہنچ گئی جو محض اتّفاق سے ہی اِس خطّہ میں سفر کر رہے ہو؟"

اِس پر اُس یُونانی نُما طبیب نے بڑی تیزی طراری اور وضاحتی اشاروں کے ساتھ کہنا شرُوع کیا "یہ افواہ سُننے کے وقت سے اب تک مَیں نے اِس پر بُہت سوچ بچار کی ہے، اور چند ایسے لوگوں سے بھی پُوچھ گچھ کی ہے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اُسے مرتے دیکھا ہے، گو وہ اُسے بُہت جلد صلیب سے اُتارنے کو بے چین تھے، تاہم اُس کی ہڈیاں نہیں توڑی گئی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب ایک سپاہی نے یہ دیکھنے کے لئے کہ آیا وہ مرچُکا ہے یا نہیں اپنا نیزہ اُس کے پہلُو میں گھونپا تو خُون بھی اُس کے پہلُو سے بہہ نکلا تھا۔ فنِ طب یہ بتاتا ہے کہ مُردہ جسم سے خُون نہیں بہہ سکتا۔ فرض کرو اُسے کوئی نیند آور دوا دیدی گئی ہو، یا وہ بے ہوشی کی کیفیت میں ہو، یا بے حد نشے میں، ورنہ پھر اُس کے

حواریوں کو قبر سے اُس کی نعش چُرانے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ اُنھوں نے اُسے دوبارہ ہوش میں لانے کی یقیناً کوئی ترکیب کی ہوگی، اور عین ممکن ہے کہ اب وُہ کہیں غاروں میں رُوپوش ہو، آخر وُہ ایک بہت ماہر جادُوگر تھا۔"

رُومی مشیر نے قدرے تنک کر کہا "دوم جس شخص کو صلیب پر چڑھاتا ہے وُہ کبھی دوبارہ زندہ نہیں ہُوا کرتا! یہ ایک نہایت سنگین الزام ہے جو تُم پیلاطُس پر لگا رہے ہو، بات ذرا سوچ سمجھ کر تو کرو۔"

"مَیں محض اتفاقاً ہی عین اُس وقت یروشلیم پہنچا تھا جب وُہ مر رہا تھا، اور مَیں نے اپنی آنکھوں سے اُسے مرتے ہُوئے دیکھا تھا" مَیں نے کہا "اس لئے یہ معاملہ میرے لئے خاص دلچسپی رکھتا ہے۔ مَیں یہ شہادت دے سکتا ہُوں کہ وُہ درحقیقت صلیب پر مر چکا تھا، اور اگر وُہ صرف بے ہوش ہی ہُوا تھا، تب بھی وُہ اُس نیزے کے بعد قطعی زندہ نہیں رہ سکتا تھا جو اُس کے دل میں گھونپا گیا تھا۔ مَیں نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔"

لیکن طبیب اپنے نظریئے کا بُہت شوقین معلوم ہوتا تھا، اور اعتراضاً کہنے لگا "ایک عام آدمی کے لئے یقین کے ساتھ کہنا کہ مَوت واقع ہو چکی ہے، بُہت ہی مشکل سی بات ہے۔ اِس تیقّن کے لئے تو ایک تجربہ کار طبیب کی ضرورت ہُوا کرتی ہے۔" اِس کے بعد اُس نے اپنے علم میں آنے والے کچھ واقعات سُنانا شروع کر دیئے، حتیٰ کہ کلودیہ پرو کلا نے اپنے ہاتھ اپنے کانوں پر رکھتے ہُوئے چلّا کر کہا "بند کرو ایسی خوفناک چیزوں کی گُفتگُو۔ ورنہ مَیں رات کو پھر جنّوں بھُوتوں کے خواب دیکھنے لگُوں گی۔"

طبیب کچھ نادم سا ہو گیا اور پھر موضُوع بدلنے کے لئے میری طرف پلٹ کر کہنے لگا "جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کیا یہ صحیح ہے کہ مریم مگدلینی نے اپنا پُرانا پیشہ ترک کر دیا ہے؟"

اِس بات پر پُوری محفل پر ایک یخ بستہ سا سکُوت چھا گیا۔ اُس نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر پُوچھا "کیا مَیں نے کوئی نامناسب بات کہہ دی ہے؟ کیا ایسی چیز کا ہمیں ذکر نہ کرنا چاہیئے؟ آخر کیوں؟ گلیل میں یقیناً دس لاکھ سے زیادہ انسان بستے ہیں، پھر بھی یہ ایک اتنا چھوٹا مُلک ہے کہ اس جھیل کے ساحل پر آنے جانے والے لوگوں کا علم یہاں کے ہر باشندے کو ہو جاتا ہے۔ اپنے زمانہ میں مریم مگدلینی اِن تمام

علاقوں کی سب سے زیادہ پُرکشش شخصیت تھی، اور مرسعد رات کو رتبر یاس سے مشعلوں کی روشنی میں پالکیوں کی ایک قطار اُس کے گھر تک بندھ جایا کرتی تھی۔ مَیں نے سُنا ہے کہ تُم اُسے ملنے اور اُس لڑکی کو اُس کے سپُرد کرنے گئے تھے جو تُم یروشلیم سے اپنے ساتھ یہاں لائے تھے یہ سب آخر کیا معاملہ ہے؟"

جب مَیں نے کوئی جواب نہ دیا تو وُہ بے پرواہی سے کہنے لگا "لیکن اکثر لوگ اُسے بہت خطرناک عورت سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اُس کے ایّام جوانی میں سامریہ کا ایک جادُوگر اُسے اپنے ساتھ لئے لئے مُلک بھر میں گھُومتا رہتا تھا اور اُس کی مدد سے رُوحوں کو بُلایا کرتا تھا، لیکن ایک دانا طبیب کے لئے ان چیزوں میں کوئی محیر العقول بات ہرگز نہیں ہوتی۔"

گوساس نے قدرے ہچکچاتے ہُوئے کہا "میری بیوی اُسے جانتی ہے، گو قدرتی طور پر اب وُہ اُسے نہیں ملتی۔ یِسُوع ناصری نے اُسے شفا دے دی تھی اور اب وُہ جادُوگری نہیں کرتی، بلکہ غریبوں میں خیرات بانٹتی اور ایک نہایت سادہ زندگی بسر کرتی ہے۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ یِسُوع ناصری نے بہ نسبت بُرائی کے عام طور پر نیکی ہی زیادہ کی ہے۔ وُہ نہ مُلحد تھا نہ ہنگامہ باز، گو بعد میں اُسے الحاد کے الزام میں سزا دی گئی۔ میری بیوی تو اَب کچھ عرصہ اُس کے ساتھ اپنی ایک قسم پُوری کرنے کی خاطر رہی ہے، کیونکہ اُس نے ہمارے ایک عزیز کو لرزے کی بیماری سے شفا دی تھی، اور وُہ اُس کے متعلق کوئی بھی بُری بات نہیں بتا سکی۔" پھر اُس نے اپنے ایک ہاتھ کا مُکّا دُوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر زور سے مارتے ہُوئے، بڑے جوش کے ساتھ بلند آواز میں کہنا شروع کیا "اور اگر اُسے یروشلیم جانے کا خیال نہ پیدا ہوتا تو اُسے کوئی گزند نہ پہنچتا۔ وقتاً فوقتاً فریسی فرقہ کے لوگ اُس کے پاس یہاں سوال وجواب کرنے کی غرض سے آتے رہتے تھے تاکہ اُس کی کسی بات پر گرفت کر کے اُسے کسی الزام میں گرفتار کر دیں، لیکن وُہ اپنے اِن ارادوں میں کبھی کامیاب نہ ہُوئے تھے، بالآخر یہ ماننا پڑتا ہے کہ پُورے مُلک سے عُشر اکٹھا کر کے ہیکل کی نذر کے لئے یروشلیم روانہ کرنا عوام کی دولت کا ایک نہایت کمینہ اور بے جا اصراف ہے۔ جہاں تک مَیں سمجھ سکا ہُوں، یِسُوع ناصری یہ تعلیم دیتا تھا کہ خُدا کی عبادت محض رُوحانیت اور سچائی میں مضمر ہے۔ قُدرتی طور پر مجلسِ اعلیٰ نے خطرہ محسُوس کیا کہ اِس تعلیم سے ہیکل کی آمدنی یقیناً کم ہونا شروع ہو جائے گی، لیکن ایک تھوڑے سرمایہ والے کے لئے یہ بھی

تو ایک دیوانہ بنا دینے والی بات ہے کہ وُہ اپنی آمدنی کا دسواں حِصّہ ہیکل کی نذر کر دے اُور دُوسرا دسواں حاکم کو دے، پھر محصُول اراضی ادا کرے، رُوم کو محصُول چنگی بھی دے اُور ان سب پر مستزاد شاہراہ کا محصُول، نمک کا محصُول اُور بازار کا محصُول۔ یہ اب کُچھ ہی عرصہ کی بات ہے جب کسان لوگ محصُول نہ ادا کر سکنے کے باعث اپنے کھیت اُور تاکستان سب ضبط کروا بیٹھے۔ اِس کا نتیجہ آوارہ گردوں کے ہجُوموں، ایک عام بے چینی و بے اطمینانی اُور لوگوں کی ایک دُوسرے کے ساتھ نفرت و دشمنی کی شکل میں ظاہر ہو گا۔ ایسے واقعات اِس یہُودیہ میں پہلے بھی ہو چکے ہیں جہاں دولتمند لوگ چھوٹی چھوٹی جائدادیں اپنی بڑی بڑی زرعی ریاستوں میں مُدغم کرتے جا رہے ہیں۔ مَیں نے حاکِم گلیل کو بارہا یہ یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ اُسے یسُوع سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں"۔

رُومی مشیر کُچھ کہنے ہی والا تھا کہ اُس سے پہلے کلودیہ پروکلا بول اُٹھی اُور بڑے جوش سے کہنے لگی "مُجھے تُم سے پُورا اتفاق ہے کُوساس! یسُوع ناصری ایک نیک اُور متّقی انسان تھا، اُور اگر یہُودیوں نے مجبُور نہ کیا ہوتا تو پیلاطُس کبھی اُسے سزائے موت نہ دیتا"۔

کھانے کے بعد کلودیہ پروکلا دردِ سر کی شکایت کرتی ہُوئی اپنے کمروں میں واپس چلی گئی۔ اُسے کوئی سکُون آور دوا دینے کی غرض سے طبیب بھی اُس کے پیچھے پیچھے چلا گیا، اُور کُوساس اپنی بیوی کو ساتھ لے کر کُچھ خانگی مُعاملات پر گفتگو کرنے کے ارادے سے چلا گیا، لیکن مَیں اُور رُومی مشیر دونوں میز پر ہی بیٹھے رہے۔ ہم دونوں نے شراب کا ایک ایک جام پیا۔ وُہ بہُت مزہ لے لے کر شراب پیتا رہا اُور مُجھے رُوم کی تازہ ترین خبریں اُگلنے پر اُکسانے لگا۔ وُہ سیجانس کے اثر و رسُوخ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلُومات حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن مَیں نے بات کرنے میں کافی احتیاط سے کام لیا۔ مَیں نے اُسے بتایا کہ مَیں گذشتہ ایک سال سے رُوم سے غیر حاضر ہُوں اُور اِس کے بعد مُجھ میں اُس کی تمام دلچسپی ختم ہو گئی۔ اب اُس سے یہ پُوچھنے کی میری باری تھی کہ حاکِم گلیل اُور اُس کے دربار کے حالات کیا اُور کیسے ہیں۔ وُہ کھلکھلا کر ہنس پڑا اُور کہنے لگا "مَیں تمہیں مشورہ دُوں گا کہ کُھلی محفلوں میں اُسے لُومڑی نہ کہا کرو، ہیرودیس اعظم کے تمام وارث اپنی شان و شوکت کے معاملے میں بے حد ذکی الحس اُور منتقم مزاج واقع ہُوئے

ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ وُہ سب کے سب انتہائی عیاش طبع اُور غیر معمُولی خصُوصیات کے مالک ہیں، لیکن کم از کم رُوم کے پکّے وفادار ہیں، کیونکہ وُہ اپنے عُہدوں کے لئے رُوم ہی کے ممنُونِ احسان ہیں۔ معاملہ صرف یہ ہے کہ اُن کی اُلجھی ہُوئی سی رشتہ داریوں کے متعلق جتنا بھی کم تجسّس کیا جائے اُتنا ہی بہتر ہے۔ ہیرودیس اعظم دراصل اِس عورت ہیرودیاس کا دادا اُور موجُودہ ہیرودیس کا باپ تھا، اس لئے اُن کی شادی پر یہُودیوں کا برافروختہ ہو جانا عین قدرتی اُور جائز وجُوہ پر مبنی ہے۔ خُوش قسمتی سے ایسا ہر حاکم اپنے علاقہ کے متعلق خُود قانُون بنانے کا حقدار ہوتا ہے، ورنہ ایک قانُون دان کو اُس کے دربار میں یہ کام کرنے میں ہمیشہ سخت تکلیف اُور مصیبت کا سامنا رہا کرے۔ ایسے جرائم کے معاملہ میں جہاں زندگی یا مَوت کا سوال درپیش ہو، مُجھے استرداد کا حق حاصل ہے لیکن ظاہر ہے مَیں اس قدر احمق نہیں ہُوں کہ اپنے اس حق کو ضرُور استعمال بھی کرُوں۔ مَیں تو محض اس کوشش میں ہُوں کہ اپنے اِس اعلیٰ عُہدہ کی بدولت کافی سرمایہ اکٹھا کر لُوں، پھر ہم جیسے لوگوں کے لئے تبریاس کوئی ایسی بُری جگہ بھی نہیں ہے۔ تُمہارا کیا خیال ہے، تھوڑا نشہ اُور چڑھا کر ذرا شہر میں نہ گھوما جائے؟ مَیں تمہیں ثابت کر سکتا ہُوں کہ یہُودیوں کے درمیان رہ کر بھی ہم اپنی زندگی کو پُر لُطف بنا سکتے ہیں، شرط صرف یہ ہے کہ ہم اُن کے ایسے معاملات میں دخل اندازی نہ کرنے کی عقل رکھتے ہوں، جن سے ہمارا کوئی تعلّق نہ ہو"۔

جب مَیں نے اپنے پاؤں میں درد کے بہانے سے معذرت کر دی تو اُس نے فوراً ہی اپنا لہجہ بدل لیا اُور گویا اپنی مدافعت کے طور پر کہنے لگا "بلاشُبہ مَیں اپنے جاسُوس شہر کے مُختلف علاقوں میں چھوڑ رکھتا ہُوں، اُور جگہ بہ جگہ فوج کے بھی چھوٹے چھوٹے حفاظتی قلعے موجُود ہیں۔ مَیں اِس بات کی پُوری احتیاط رکھتا ہُوں کہ کہیں سے بھی ناجائز طور پر اسلحہ یہاں درآمد نہ ہونے پائے اُور یہ خیال بھی رکھتا ہُوں کہ حاکم کے پاس اسلحہ کا کوئی بڑا ذخیرہ نہ ہو سکے۔ مَیں اُس کے بیرونی معاملات کی بھی کڑی نگرانی کرتا ہُوں۔ خُوش قسمتی سے عربوں کو اُس نے ناراض کر لیا ہے اُور ایسے چھوٹے سے شہزادے کی فارس تک رسائی ویسے ہی محال ہے۔ میرے چلن اُور کارکردگی کا رُوم پر بڑا اچھا اثر ہے"۔

مَیں نے اُسے پُوچھا کہ ایک ایسے مُلک میں رہتے ہُوئے بھی، جہاں نبیوں اُور مُقدّس آدمیوں کی اس قدر بہتات ہے وُہ بالآخر کیسے یہُودی مذہب کی چُھوت سے

بچا رہا۔ اُس نے اپنے دونوں ہاتھ ہَوا میں لہراتے ہُوئے بڑے وثُوق کے ساتھ کہا "مَیں پھڑدل کے اِس چھتّے کو ہاتھ ہی نہیں لگاتا۔ یہ درُست ہَے کہ ہم نے یہاں بھی قیصر رتبریاس کا بُت نصب کر رکھا ہَے اَور خُود قیصر کی اپنی خفیف سی فہمائش کے باوجُود ہم اُس کے بُت کے سامنے قُربانیاں دیتے رہتے ہیں۔ مگر قُدرتی طور پر ہم باقی لوگوں کو ایسا کرنے پر مجبُور نہیں کرتے۔ یہ لوگ تو ابھی اِس قدر غیر مہذّب ہیں کہ جب کبھی ہم کسی کھیل تماشے کا بندوبست کرنے لگتے ہیں تو دربار سے متعلّق تمام لوگ فوراً ہی خاموشی کے ساتھ کھسک جاتے ہیں کسی مجُرم کو اسٹیج پر سچ مچ اُسی طرح ہلاک کرنے کا تصوّر ہم کبھی خواب میں بھی نہیں کر سکتے، جیسا کہ سکندریہ میں ہوتا ہَے۔ المیہ ڈراموں میں ہم معمولی خُون بھرے پھکنے استعمال کر لیا کرتے ہیں۔ یہودی لوگ تو محض تفریحی سی گالی سُننا بھی برداشت نہیں کر سکتے، چہ جائیکہ وُہ فحش طنزیہ ڈرامے سُنیں"۔

معاً مجھے کُچھ یاد آگیا اَور مَیں نے پُوچھا کہ کیا آجکل بھانڈوں کا کوئی طائفہ تبریاس میں آیا ہُوا ہَے؟ اُس نے نفی میں سر ہلا کر جواب دیا "جہاں تک میرے علم میں ہَے، کوئی طائفہ ایسا نہیں آیا ہُوا جب تک کسی تماشے کے لئے خُود حاکم ہی معاوضہ نہ ادا کرے، یہاں کے باشندوں کو ایسے کاموں پر خرچ کرنے کے لئے آمادہ کرنا نہایت مشکل کام ہَے جیسا کہ تمام متمدّن ممالک میں ہوتا ہَے، اُس کے بالکل برعکس، یہاں تھیئٹروں میں دلچسپی لینے سے کسی کی ہردلعزیزی میں کوئی اضافہ نہیں بلکہ کمی ہی ہوتی ہَے"۔

پھر اُس نے چلے جانے کا ارادہ کیا۔ کُوساس بھی اُس کے ہمراہ ہو لیا، جب وُہ باہر اپنی پالکیوں میں سوار ہو رہے تھے تو مَیں نے نہایت اَدب کے ساتھ اُنہیں الوداع کہا، کیونکہ ان دو با اَثر آدمیوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آنے میں میرا کوئی نقصان نہ تھا۔ ہیرودیس کے طبیب نے موقع کو غنیمت سمجھ کر غسل گاہوں کا ایک چکّر لگانے کا ارادہ کر لیا، تاکہ وہاں اپنے ہم پیشہ لوگوں سے دو چار امیر کبیر مریض چھین جھپٹ کر اپنی جیب گرم کر سکے۔ چنانچہ سب کے چلے جانے کے بعد کلودیہ پروکلا نے مجھے بُلا بھیجا، اَور دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھامے نحیف سی آواز میں مجھے پُوچھا "کیا مریم مگدلینی کو کُچھ تازہ اِطلاع یا بات معلُوم ہو سکی یا نہیں؛ اُس نے تمہیں کیا پیغام دیا؟"

"وُہ انتظار کر رہی ہَے" مَیں نے جواب دیا "معلُوم ہوتا ہَے کہ جتنا کُچھ ہم جانتے ہیں اُس سے زیادہ کسی کو بھی معلُوم نہیں"۔

یُوآنہ نے کہا "مجھے اِطلاع ملی ہَے کہ اندرونِ مُلک، علاقہ نائین میں، ایک شخص جسکے متعلّق وثُوق سے کہا جاتا ہَے کہ یسُوع ہَے، چلتا پھرتا دکھائی دیتا رہا ہَے، لیکن وُہ متوکّل لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ہی غائب ہو جاتا رہا ہَے"۔

کلودیہ پروکلا نے شکایتاً کہا "مَیں نے ایک نہایت تکلیف دِہ سفر خُوشی اَور خلُوص کے ساتھ اِس لئے کیا تھا کہ اُسے مُجھ کو شفا دینے کا ایک موقعہ مِل جائے اَور اِس طرح وُہ دوبارہ زندہ ہونے کے بعد پھر شہُرت حاصل کر سکے، وُہ آخر کیوں نہیں مُجھ پر ظاہر ہوتا؛ میرے پاس آنے سے اُسے کیا چیز روک سکتی ہَے؟ وُہ چاہے تو مقفّل دروازوں میں سے بھی گذر جائے، اَور مَیں اُس سے خوفزدہ نہیں ہو سکتی کیونکہ مُجھے تو پہلے ہی نہایت خوفناک خواب ہر شب دکھائی دیتے ہیں۔ مَیں انتظار کرتے کرتے اُکتا چُکی ہُوں، گندھک کی بُو والے اِن غُسلوں سے بھی مَیں تنگ آچکی ہُوں، اَور مَیں یہ بھی فیصلہ نہیں کر سکتی کہ دوڑوں کے مقابلوں والے دِن مَیں کیا لباس پہنوں۔ اپنی تمام خُوبیوں کے باوجُود ہیلاطُس انتہائی کنجوس واقع ہُوا ہَے، کیونکہ وُہ غریبانہ ماحول میں پلا ہُوا ہَے۔ اُس کی ماں دراصل شمالی برطانیہ کی ایک جاہل عورت تھی، جس کی وطن میں دلدلوں کی کائی بطور غذا کے استعمال کی جاتی ہَے"۔

"مَیں نے تمہاری پریشانیوں کے بارے میں کُوساس کو مناسب سا اشارہ دے دیا تھا،" یُوآنہ نے کہا "اُسے بھی یہ احساس ہَے کہ اگر تُم واقعی اُس کے اُن دوڑوں کے مقابلوں میں شرکت کر کے اُس کی عزّت افزائی کرو تو حاکم گلیل کے لئے یہ لازم ہَے کہ تُمہارے لئے کم از کم ایک بیش قیمت ریشمی لباس پیش کرے"۔

"اَور یہ میری سخت ہتک ہوگی اگر اُس نے ہیرودیاہ کے چیتھڑوں میں سے مُجھے کُچھ پیش کرنے کی کوشش کی" کلودیہ پروکلا نے دُرشتی سے کہا "مُجھے اُمّید ہَے تُم نے یہ چیز واضح کر دی ہوگی۔ مَیں ایک یہُودی فاحشہ سے کوئی تُحفہ لینے کی ہرگز پرواہ نہیں کرتی۔ جو بھی مُجھے پیش کیا جائے، وُہ حاکم کے بیرونی خزانہ میں سے آنا چاہیئے"۔

پھر میری طرف رُخ کرتے ہُوئے وُہ بولی "سب سے بڑھ کر بہتر طور پر تُم جانتے ہو مرقس، کہ مَیں خُود پسند نہیں ہُوں، مَیں محض ایک ایسی غمزدہ عورت ہُوں جسے مجلسی زندگی کی بجائے علیحدگی بھلی معلُوم ہوتی ہَے، لیکن اگر مَیں کسی عوامی تقریب میں شرکت کرنے پر رضامند ہی ہو جاؤں تو پھر صرف رُوم کی خاطر اَور اپنے خاوند کے مرتبے کی نسبت سے یہ

لازم ہو جاتا ہے کہ مَیں مناسب طور پر ملبوس ہُوں، بہرحال یہ مُعاملات کُچھ ایسے ہیں جو کوئی بھی مَرد نہیں سمجھ سکتا خواہ وُہ کتنا ہی کیوں نہ کہے کہ وُہ سمجھتا ہے۔"

"نہیں، مَیں واقعی یہ باتیں پُوری طرح نہیں سمجھ سکتا" مَیں نے اعتراف کیا "مجھے تو ایسا معلُوم ہوتا ہے گویا تُمہارے لئے یہ دوڑ دل کے مُقابلے زیادہ اہم بن گئے ہیں، بہ نسبت یسُوع ناصری کے، جسکی خاطر تُم دراصل یہاں آئی تھیں، عین اسی لمحہ مر کر دوبارہ زندہ ہو جانے والا خُدا کا بیٹا ہمارے آس پاس ایک نظر نہ آنے والی بادشاہت تعمیر کرنے میں مصرُوف ہے، اور تُمہیں محض یہ خیال ستائے جا رہا ہے کہ عرب سرداروں اور دولتمند گھوڑے پالنے والوں کی خوشنُودیِ طبع کی خاطر تُمہیں کونسا لباس پہننا چاہیئے۔"

"مَیں ہر شب خواب میں اِس قسم کی نہ نظر آنے والی بے شمار چیزیں دیکھ لیتی ہُوں۔" کلودیہ پروکلا نے چڑ کر کہا "اُس عالم میں تو مَیں پاتال تک کے کُل عجائبات کی سیر کر لیا کرتی ہُوں، اور حالانکہ مَیں یہ محسُوس کر رہی ہوتی ہُوں کہ جیسے آخری دموں پر ہُوں لیکن اِس حالت میں مَیں اپنا کوئی عضو نہیں ہلا سکتی اور نہ ہی کسی کو امداد کے لئے پکار سکتی ہُوں۔ چاند کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ میرے دُکھ بڑھتے رہتے ہیں اور مُجھے اپنی عقل و فہم تک کھو بیٹھنے کا خطرہ محسُوس ہونے لگتا ہے۔"

شراب کی حِدّت اور افسردگی لئے مَیں یُونانی سرائے کی طرف واپس آیا۔ سرائے سے قریب ہی سڑک پر ایک باغ کی دیوار کے ساتھ لگ کر بوریئے کے کپڑوں میں ملبُوس ایک بُڑھیا بیٹھی ہُوئی تھی۔ اُس کا سر ڈھکا ہُوا تھا، اس لئے مَیں اُسے پہچان نہ سکا، مگر معلُوم ہوتا تھا وُہ میری ہی منتظر تھی۔ اُس نے میرا نام لیکر میرا خیر مقدم کیا اور آہستہ سے کہا "مَیں ساحل کی طرف جاتی ہُوں تُم میرے پیچھے پیچھے آؤ، لیکن یہ خیال رکھنا تُمہیں کوئی دیکھنے نہ پائے۔" چنانچہ وُہ آگے آگے روانہ ہُوئی اور اُس سے کُچھ فاصلہ پر مَیں اُس کے پیچھے ہو لیا۔ وُہ مُجھے ساحل کے ایک ویران گوشے میں لے گئی جہاں ہمیں کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا اور نہ ہی ہماری گُفتگو سُن سکتا تھا۔ وہاں اُس نے اپنے چہرے پر سے کپڑا اُٹھا دیا اور مَیں نے دیکھا کہ وُہ سوسن تھی۔ مگر وُہ نہ تو مُسکرائی، نہ ہی اُس نے مُجھے خُوش آمدید کہا۔ اِس کے برعکس وُہ گہرے سانس لیتی ہُوئی یُوں اپنے ہاتھ ملنے لگی گویا اُس کا ضمیر اُسے سخت کچوکے لگا رہا ہو اور وُہ سمجھ نہ سکتی ہو کہ بات کیسے شرُوع کرے۔

مَیں نے اُسے اُس کے بھاگ جانے پر بڑی دُرشتی سے ملامت کرنا شرُوع کر دیا اور پُوچھا، کہ ناتھان کہاں ہے اور میرا بٹوہ اور میرے خچّر کہاں گئے۔ وُہ پہلے سے بھی زیادہ دردناک سی آہیں بھرتی ہُوئی بولی۔

"مَیں نے یا ناتھان نے ہرگز تُمہارا ساتھ نہیں چھوڑا، نہ ہی تُمہارا کُچھ گم ہُوا ہے بلکہ ناتھان تُمہارے خچّروں سے کفر نحوم کے نئے زیرِ تعمیر محصُول خانے کے لئے ریت اور مٹّی وغیرہ ڈھونے کا کام رہا ہے تاکہ تُم اُسے جن دنوں کی اُجرت دے رہے ہو وُہ فضُول ضائع نہ ہوں، وُہ تُمہیں ہر چیز کا پُورا پُورا حساب دے گا۔ تُمہارے یہاں آرام کرنے کے دَوران خچّر تُمہارے لئے مزدُوری کر کے تُمہاری رقم میں اچھا خاصہ اضافہ کر رہے ہیں، لیکن مَیں یہ نہیں جانتی کہ تُمہیں راز کی باتیں بتا دینا میرے لئے صحیح ہو گا یا غلط، اور یقین کرو کہ مَیں کبھی لوٹ کر تُمہارے پاس نہ آئی ہوتی اگر تُم نے میرے دانتوں سے خالی مُنہ اور میرے ہڈیوں کے ڈھانچے کے باوجُود مُجھے بوسہ نہ دیا ہوتا۔ یہ الگ بات ہے کہ گلیل کی بہُت سی میری ہم عُمر عورتیں ابھی تک پُورے پُورے اور تندرُست دانت رکھتی ہیں، مُجھے کُچھ سمجھ نہیں آتا کہ آخر مَیں ایسا کیوں کر رہی ہُوں۔"

"اب یہاں کھڑی اپنے دانتوں کی کتھا نہ کرتی جاؤ" مَیں نے ملامت کے لہجہ میں کہا۔ "بلکہ پہلے جلدی سے مُجھے یہ بتاؤ کہ تُم یسُوع ناصری کے بارے میں بھی کوئی خبر لائی ہو؟"

سوسن نے کہا "ہاں ہاں، کیوں نہیں، اور اب تو ہر شخص ہی مُجھے ملامت کر سکتا ہے۔ مَیں تُمہیں بتانا چاہتی ہُوں کہ بہت دِن پہلے یسُوع ناصری جھیل کے ساحل پر اپنے حواریوں پر ظاہر ہو چُکا ہے۔ اُس نے اُن کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا، پھر شمعُون پطرس کو اُن کا رہنما مقرر کیا۔ میرے خیال میں اُس نے اپنی بھیڑوں کی نگہبانی کرنے کے لئے اُن پر گویا اب سے پطرس کو گڈریا مقرّر کر دیا ہے، لیکن مُجھ پر شیطان کی لعنت ہو، اگر پطرس کبھی تُمہیں بھی ایک بھیڑ کی طرح سمجھکر کھلانے پلانے اور تُمہاری نگرانی کرنے پر رضامند ہو جائے، کیونکہ نہ تو تُم آلِ اسرائیل میں سے ہو اور نہ ہی مختُون ہو۔ مَیں نہیں جانتی کہ اُس نے سب میں سے آخر پطرس کو ہی خاص طور پر کیوں اُن کا رہنما مقرّر کیا ہے؟ پطرس وُہ ہے جس نے مُرغ کی آذان سے پہلے ہی اپنے آقا کا ساتھی ہونے سے قطعی انکار

کر دیا تھا۔ پطرس یقیناً اُن سب میں سے زیادہ قد آور اَور مضبُوط ترین ہے مگر دُوسروں سے بات چیت اور مُعاملہ کرنے میں بے حد تیز مزاج ہے۔"

"کیا اُنھوں نے خُود تُم پر یہ راز ظاہر کیا ہے؟" مَیں نے اُس پر شک کرتے ہُوئے پُوچھا۔

سوسن نے اپنے ہاتھ اپنے گھُٹنوں کے درمیان رکھ کر دبائے، ایک آہ کھینچی اَور غمزدہ لہجہ میں کہا "آہ! میرے پاؤں کس قدر کمزور ہیں۔ مَیں کفرنحُوم سے یہاں تک پَیدل کب آ سکتی تھی، لیکن تبریاس کے بے دینوں سے محصُول وصُول کرنے والوں نے مجھے اپنی کشتی میں بٹھا لیا تھا۔ مَیں ایک سادہ لوح عورت ہُوں اَور کوئی بھی مجھے کچھ نہیں بتاتا، لیکن میری قوّتِ سماعت ابھی خراب نہیں ہُوئی۔ مچھلیاں صاف کر کے اَور اُنہیں نمک لگا کر محفُوظ کرنا اَور مَردوں کے کپڑے دھونا اَور اُن کا کھانا پکانا آخر کسی نہ کسی کے سپُرد تو کیا ہی جاتا ہے اَور وُہ پھر اِس طرح سے کبھی کبھار کہنے والوں کو مرضی سے بھی کچھ زیادہ ہی سُنتا رہتا ہے۔ مَیں اُن کی نظروں میں ایک کمزور دماغ کی عورت ہُوں اَور کسی بات کو ٹھیک طرح سمجھ نہیں سکتی۔ مَیں کمزور اَور تھکی ماندی ضرُور ہُوں، اَور یسُوعؑ کی آرزو میں تمام رات جاگ کر گذارتی ہُوں، بعض اوقات مَیں رات کو ساحل پر دُعا مانگنے چلی جاتی ہُوں اَور اگر اُس وقت مَیں کچھ ایسی بات سُن پاؤں جو میرے سُننے کے لئے نہ ہو تو اِس میں میری کیا خطا؟ شاید یہ خُدا کی اپنی مرضی ہو! کیونکہ اگر حواری واقعی اُتنے ہی مُقدّس اِنسان ہیں جتنے وُہ خُود کو سمجھتے ہیں تو پھر میرا اُن کی کوئی گفتگو سُن پانا یقیناً خُدا کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ وُہ لوگ واقعی غرُور سے پھُولے نہیں سماتے کیونکہ یسُوعؑ اَب تک کئی مرتبہ اُن پر ظاہر ہو چکا ہے۔ ہمیشہ اُنہی کے ایک گروہ پر کبھی ایک جگہ کبھی دُوسری جگہ اَور اُنہیں کافی تعلیم بھی دیتا رہا ہے۔ لیکن معلُوم ہوتا ہے کہ اُس کی نظروں میں پطرس، یعقوب اَور یُوحنّا تینوں افضل ترین ہیں۔ اُن سب کے چہروں میں ایک ایسی چمک ہے کہ کوئی شخص اُن کو بغیر کسی چراغ کے، گھُپ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا ہے۔"

"ناتھان ایک دیانت دار شخص ہے" سوسن کہتی چلی گئی "اُس نے ایک قسم بھی اُٹھا رکھی ہے۔ اَور مَرد پھر بھی مَرد ہوتا ہے، اِس لئے مَیں اپنی نسوانی عقل سے زیادہ اُس کی دانش پر یقین رکھتی ہُوں۔ وُہ کہتا ہے کہ تُم چُونکہ اِس قدر فیّاضی کے ساتھ مجھے یروشلیم

سے گلیل تک اپنے ساتھ لائے ہو، اِس لئے مُجھ پر فرض ہے کہ مَیں تُمھیں اطّلاع کر دُوں، حالانکہ خُود اُن مُقدّس حواریوں نے تُمہیں دھتکار دیا تھا، لہٰذا میری نظروں میں تُم وہی اچھّے سامری ہو، جس کی مثال یسُوعؑ اپنے وعظ میں دیا کرتا تھا، اَور مَیں ایک رُومی کو کسی سامری سے زیادہ بُرا نہیں سمجھتی کیونکہ سامری لوگ ہمارے ہیکل کا مذاق اُڑاتے ہیں اَور اپنی عبادت اپنے ہی پہاڑوں پر کرتے اَور عیدِ فسح اپنے الگ انداز میں مناتے ہیں، لیکن رُومی کسی چیز کے بارے میں سرے سے کوئی علم ہی نہیں رکھتے، سوائے ایک تُمہارے، بلاشُبہ۔ اِس لئے وُہ معصُوم کہے جا سکتے ہیں۔"

وُہ اپنا خوف اَور غم اِسی قسم کی گفتگو کے دھارے میں بہاتی جا رہی تھی، حتیٰ کہ مَیں نے اُس کی بات ٹوک کر پُوچھا "تو گویا یسُوعؑ ناصری واقعی مسیحا ہے اَور خُدا کا بیٹا ہے، اَور دوبارہ زندہ ہو چُکا ہے؟"

"بے شک وُہ دوبارہ زندہ ہو چُکا ہے اَور گلیل میں چلتا پھرتا بہُت لوگوں کو نظر آ چکا ہے"، سوسن نے کہا، اَور پھر رونے لگی اَور بولی "اگر اَب مَیں نے تُمہیں یہ سب کچھ بتانے میں کوئی غلطی اَور اُس کے ساتھ غدّاری کی ہے تو وُہ مجھے مُعاف کرے، لیکن مُجھے یقین ہے تُم اُسے کوئی نُقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔"

"لیکن وُہ مریم مگدلینی، یا یُوآنہ، یا پھر تُم پر آخر کیوں ظاہر نہیں ہُوا؟" مَیں نے حیرانی سے پُوچھا۔

"میرے مالک ہم سب عورتیں ہیں" سوسن نے تعجّب کے ساتھ کہا۔ "وُہ ہم پر کیوں ظاہر ہو؟" اَور یہ کہتے ہُوئے اُس نے اپنا ہاتھ مُنہ پر رکھ لیا کیونکہ ایسے احمقانہ خیال پر وُہ اپنی ہنسی نہیں روک سکتی تھی لیکن وُہ جلد ہی دوبارہ سنجیدہ ہو کر کہنے لگی "زبدی کے بیٹوں نے اپنی والدہ سلومی کو ضرُور کچھ نہ کچھ بتایا ہوگا کیونکہ سلومی اِس قدر لالچی اَور خُود غرض عورت ہے کہ اُس کے بیٹے اُس سے کوئی بات چھُپانے کی جُرأت ہی نہیں کر سکتے لیکن خُود سلومی نے ابھی تک کسی دُوسری عورت کو کوئی بات نہیں بتائی، بہرحال ایک بات جو مَیں قطعی طور پر جانتی ہُوں، یہ ہے کہ اَب تک پُورے گلیل میں اُس پر ایمان رکھنے والے ہر اُس شخص کو اِطّلاع پہنچ چُکی ہے جن پر حواریوں کو اعتماد ہے۔ ان میں وُہ ستر آدمی بھی شامل ہیں جنہیں اُس نے ایک مرتبہ مختلف ممالک کو روانہ کیا تھا کہ وہاں کے لوگوں کو اُس کے

نام سے رُوشناس کرواسکیں۔ اُن کے علاوہ اَور بھی خاموش طبع مُتوکّل لوگ ہیں۔ یہ پیغام زبانی زبانی قریہ قریہ پہنچ چُکا ہے کہ خُداوند زِندہ ہوکر آچُکا ہے۔ سب اپنے آپ کو تیار رکھیں، وقت آن پُہنچا ہے۔ وُہ صرف چالیس روز زمین پر رہے گا، لیکن جانے سے پیشتر ایک بار وُہ اپنے تمام ماننے والوں کو اپنے پہاڑ پر بُلاکر اُنہیں الوداع کہے گا۔ مَیں کہہ نہیں سکتی کہ خُود اُس نے سب کو بُلوایا ہے یا اُس کے حواریوں نے۔"

"اُس کا پہاڑ؟" مَیں نے کہا "وُہ کونسا پہاڑ ہے؟"

مگر سوسن نے نفی میں سر ہلاتے ہُوئے کہا "یہ مَیں نہیں جانتی، لیکن مجھے یقین ہے کہ اُس کے وفادار پیَرو اور متوکّل لوگ جانتے ہوں گے۔ وُہ عبادت کے لئے کئی پہاڑوں پر جاتا رہا ہے۔ کبھی کفرنحوم کے گرد و نواح میں اَور کبھی جھیل کے پار! لیکن میرا اندازہ ہے کہ وُہ خاص پہاڑ گلیل کے وسط میں اَور سڑک کے قریب ہوگا تاکہ وُہ لوگ جنہیں اُس کا پیغام مل چکا ہے۔ مزید اِطّلاع پاتے ہی آسانی کے ساتھ غیروں کو متوجّہ کئے بغیر اکٹھے ہو سکیں، اس کے علاوہ اَبدی زِندگی حاصل کرلینے کی کسی دوا کا بھی بہت چرچا ہے، مگر مجھے معلوم نہیں کہ اُس نے اپنے حواریوں کو کوئی ایسی چیز بھی دی ہے یا نہیں، یا وُہ سب لوگوں کو ہی پہاڑ پر وُہ دوا دینا چاہتا ہے۔"

"سوسن" مَیں نے کہا "تمہاری وفاداری کا شُکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ تُم پر اُس کی برکتیں نازل ہوں کہ تُم نے مجھے اندھیرے میں نہیں چھوڑا۔ وقت آنے پر مَیں اُن کے ساتھ ضرور پہاڑ پر جاؤں گا خواہ وُہ مجھے قتل ہی کر ڈالیں۔ ناتھان کو کہنا کہ وُہ خچّروں کو تیار رکھے اَور اگر دُوسرے لوگ تُمہیں ساتھ لے جانے پر تیار نہ ہوں تو تُمہارے لئے بھی ایک خچّر ہو۔"

سوسن نے خُوش ہوکر کہا "کیوں نہیں، کیوں نہیں، مَیں نے خُود بھی یہی سوچ رکھا تھا، اَور مَیں تُم پر رحمت بھیجتی ہُوں، رُومی، جو اُس کے اپنے پیَرووں سے زیادہ رحمدل واقع ہُوئے ہو۔ میرا دل تو اِس ڈر سے مَسلا جاتا تھا کہ کہیں اچانک ہی وُہ لوگ مجھے پیچھے چھوڑ کر روانہ ہو جائیں۔ مَیں اپنے کمزور و معذُور پاؤں پر بھی نہ چل سکوں گی، اَور پھر کبھی اپنے خُداوند کو نہ دیکھ پاؤں گی، لیکن اب خواہ مجھے دُوسرے اپنے ساتھ نہ لے جائیں، مَیں مطمئن ہُوں کہ تُم مجھے ساتھ لے جانے کا وعدہ کر رہے ہو۔"

اس کے بعد ہم یہ بحث کرتے رہے کہ کیا یہ مناسب ہوگا اگر مَیں کفرنحوم جاکر حواریوں کے قریب رہُوں۔ سوسن کو خوف تھا کہ وُہ مجھے فوراً ہی پہچان لیں گے اَور ہرگز مجھ پر بھروسہ نہ کریں گے۔ اُس نے بالآخر اِسی بات کو بہترین قرار دیا کہ گلیل کو آنے والی سڑک چُونکہ تبریاس میں سے گُذرتی ہے، اس لئے مَیں اپنی موجُودہ قیام گاہ پر ہی خاموشی سے ٹھہر کر اُس کا یا ناتھان کا منتظر رہُوں۔ اُسے یہ یقین بھی تھا کہ بے شمار لوگ مُختلف جگہوں سے آکر پہاڑ پر جمع ہوں گے اَور وُہ سب ایک دُوسرے سے واقف بھی نہ ہوں گے، لہٰذا وقت آنے پر خواہ حواری رات کی تاریکی ہی کفرنحوم سے غائب ہوکر پہاڑوں میں سے اپنا سفر اختیار کرلیں، لیکن یہ عین ممکن ہوگا کہ اُس خاص مقام کا راستہ کسی سے بھی اپنے آپ کو خاموش و مُتوکّل گروہ میں سے ظاہر کرکے دریافت کرلیا جائے۔

چنانچہ ان وعدوں اَور اُمّیدوں پر ہم ایک دُوسرے سے علیٰحدہ ہُوئے۔ مَیں نے گو سوسن کی ہر خواہش اَور پسند کی چیز سے اُس کی خاطر تواضع کی ہوتی مگر وُہ اِس خوف سے کہ ہمیں اکٹھے دیکھ کر کوئی یِسُوع کے حواریوں کو مطلع نہ کردے، بغیر کُچھ کھائے پئے خاموشی سے ساحل کے ساتھ ساتھ واپس چل گئی۔

اِس طرح بالآخر اُمّید نے میرے دِل میں اُتر کر اُسے سکُون بخش دیا۔ میری بے چینی رفع ہوگئی، مَیں نے سوسن سے سیکھی ہُوئی دُعا دل ہی دِل میں دُہرائی۔ میرا ایمان ہے کہ کوئی دُنیوی شان و شوکت، کوئی منصب و مقام، کوئی کامرانی یا دانش، ایسی نہیں ہے جسے مَیں بخُوشی یِسُوع ناصری کی بادشاہت کے عوض ترک کر دینے پر تیار نہیں ہُوں، بشرطیکہ وُہ اپنے دروازے مُجھ پر کھول دے۔ مَیں نے اپنے دل کی گہرائیوں کو ٹٹولا ہے اَور مَیں یقین کرتا ہُوں کہ یہ اَبدی زِندگی یا لافانیّت ہرگز نہیں ہے۔ جسکی مَیں آرزُو رکھتا ہُوں، مَیں صرف اِتنی سی تمنّا رکھتا ہُوں کہ وُہ بس ایک بار میری طرف دیکھ لے اَور مجھے اپنا تسلیم کرلے۔

سوسن سے اس مُلاقات کے بعد سے اب تک مَیں صرف آج تک پیش آنے والے واقعات کو قلمبند کرنے میں ہی مصرُوف رہا ہُوں۔

دسواں مکتوب

مرقس کی طرف سے طُولیا کو ایک بار پھر سلام

مَیں اپنے دل میں خُوب سمجھتا ہُوں کہ عرصہ گذرا مَیں تُم سے علیٰحدہ ہو چُکا، طُولیا! مَیں یہ بھی جانتا ہُوں کہ اب تک مَیں نے جو کُچھ بھی لکھا ہے، اُس میں سے کُچھ بھی تو تمہیں قائل نہیں کر سکتا، اگر تُم اِسے پڑھو تو یقیناً مُجھ پر استہزا کرو اور یہی کہو کہ یہُودیوں نے میرے ذہن کو اُلجھا دیا ہے۔ تاہم مُجھے یہ عجیب سا خیال کھائے جا رہا ہے کہ ممکن ہے کسی روز مَیں تُمہیں دیکھ پاؤں، پھر اُس گھڑی تُمہارے جسم پر سے تُمہارا لباس علیٰحدہ ہو کر گر جائے حتیٰ کہ تُمہارا جسم بھی محض ایک فضُول لباس ہی معلُوم ہو، پھر مَیں تُمہاری رُوح تک کو دیکھ لُوں اور تُمہیں ایمان کی اُن حدوں تک کھینچ لاؤں جہاں مَیں اَب خُود ہُوں۔ میرا خیال ہے اس مقصد کے لئے اُن بے شمار باتوں سے تُمہیں گریز اور پرہیز کرنا ضرُوری ہو گا جنکی تُم اب قدر کرتی ہو اور جنہیں تُم زندگی کی اصل لذت سمجھتی ہو۔ لیکن اگر مَیں اِس طرح تُمہاری رُوح کو چیر جانے والی ایک نظر تُمہیں دیکھ سکُوں تو پھر تُمہارے لئے اُن میں سے کوئی بات بھی بامعنی نہ رہے، اور یُوں تُم محض غیر ضروری باتوں سے ہی تو کنارہ کشی کرو گی! مگر میرا یہ خیال یقیناً لاحاصل ہے۔ ایسا ایمان تو صرف اُسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب کسی نے یہ سب باتیں خُود دیکھی اور محسُوس کی ہوں اور بے شمار لوگ ایسے بھی ہیں جو اِن معاملات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے باوجُود بھی ایمان نہیں لاتے۔

لیکن مَیں اب بیان کرتا ہُوں کہ پھر کیا ہُوا۔ دَوڑوں کے مقابلہ سے ایک روز پیشتر کلودیہ پرو کلا نے مُجھے ایک پیغام بھیجا کہ وُہ مُجھے اپنی مخصُوص نشست گاہ میں عین اپنے پیچھے بٹھائے گی۔ گویا یہ مُجھ پر ایک بہت بڑی کرمفرمائی ہو۔ جب مَیں اُس کے کمرہ میں پہنچا تو وُہ شوخ نارنجی رنگ کے کپڑوں میں ملبُوس تھی جو میرے نزدیک سراسر حماقت تھی، مگر مشکل یہ ہے کہ وُہ ہر بات پر مُجھے یہ دھونس دے سکتی ہے کہ وُہ قیصر کی رشتہ دار، اور اس وجہ سے ہر خطا سے بالاتر ہے۔ اُس کے بال نہایت خُوبصُورت انداز میں سنورے ہُوئے تھے۔ اُس کی پیشانی پر ایک

بیش قیمت کمٹ آویزاں تھا۔ میرے لئے اُس نے ایک خالص رُومی لباس اَور رُومی ہی لبادہ مہیا کر رکھا تھا، اور ایک حجام میری داڑھی مُونڈنے اَور میرے بالوں میں گھونگھر ڈالنے کے لئے حاضر تھا۔

"اَب وقت آگیا ہے کہ تُم اِس یہُودی فضُولیت کو ترک کرو اَور یہاں کے وحشی لوگوں کے درمیان ایک مہذب رُومی کی طرح نظر آنے لگو" کلودیہ نے کہا۔ مَیں نے اُسے یاد دِلایا کہ وہاں غسل گاہوں میں سب ہی آنیوالوں کے لباس ایسے ہی بے ترتیب ہوتے ہیں، اَور خُود رُومی مشیرِ تِک نے داڑھی بڑھا کر مشرقی لباس اختیار کر رکھا ہے تاکہ دربار میں بلاضرورت اپنی رُومی شہریّت کا مظاہرہ نہ کرتا پھرے۔ لیکن کلودیہ کے مزید اصرار پر مُجھے اپنی داڑھی اَور اپنے یہُودی لباس کی اصلی وجہ بھی بتانا ہی پڑی "بُرا نہ ماننا، کلودیہ، لیکن دوڑوں کے مقابلہ میں جانے کی مُجھے ہرگز کوئی خواہش نہیں، اِس کے برعکس مَیں روانہ ہو جانے کے لئے ہر وقت پا بہ رکاب رہنا چاہتا ہوُں، کیونکہ میرے پاس یہ باور کرنے کی وجُوہ ہیں کہ یسُوع ناصری کے حواری اُسے ملنے کے لئے عنقریب ہی جمع ہوں گے، مُجھے اِس کی بروقت اِطلاع ملنے کی توقع ہے اَور مَیں حواریوں سے کُچھ فاصلے پر رہتے ہُوئے اُن کا تعاقب کر کے مُلاقات کی جگہ معلُوم کر لینا چاہتا ہُوں۔"

کلودیہ پرو کلا نے تنک کر کہا "یہ میرے لئے کوئی نئی خبر نہیں، یُوآنہ کو پہلے ہی اس بات کا علم ہے، میری عُمر کُچھ کم ہوتی اَور یہ معاملہ رُوم میں درپیش ہوتا اَور میرے پاس چند قابلِ اعتماد اَور اپنی زبانوں پر قابُو رکھنے والے محافظ ہوتے تو ممکن ہے مُجھے بھی اِس مُہم میں شامل ہونے اَور بھیس بدل کر پہاڑ پر جانے کی تحریص ہو جاتی۔ یہ ایک پہاڑ ہی تو ہے نا جہاں وُہ سب اکٹھے ہوں گے؟ کیا ایسا نہیں ہے؟

مَیں نے متعجب ہو کر پُوچھا "یُوآنہ نے مُجھے کیوں نہیں بتایا؟ کیا اُسے مُجھ پر اعتماد نہیں ہے؟"

"میرا یقین ہے کہ اُسے خاموش رہنے کا حکم دیا گیا تھا" کلودیہ نے بے پرواہی سے کہا "لیکن اُس نے میرے متعلق یسُوع ناصری سے بات کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ یسُوع کے متعلق یہ تو پتہ ہی ہے کہ وُہ بیماروں کو بہت فاصلہ پر سے بھی شفا دے دیا کرتا تھا، یا شاید وُہ یُوآنہ کو کسی ایسی چیز کا کُچھ حصہ دیدے جو اُس کے جسم کے ساتھ لگی رہی ہو اس لئے تُمہیں اب

وہاں جانے کی قطعی ضرورت نہیں مرقس۔ تُم ہوش کرو اور دوبارہ اپنے رُومی رُوپ میں آجاؤ۔ یہ دَوڑوں کا مقابلہ گلیل اور آس پاس کے علاقہ میں سالِ رواں کا اہم ترین واقعہ ہے۔"

مَیں اُس کی طرف بغور دیکھتا رہا، مُجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ بالآخر مَیں نے مَلامت آمیز انداز میں کہا "تو گویا تُم خُدا کے بیٹے کی بجائے رتھوں کی دَوڑ کو قبُول کر رہی ہو؟"

"ہر چیز کے لئے کوئی مناسب وقت ہوتا ہے" کلودیہ نے بہانہ پیش کیا۔ "یہاں کے غسلوں نے مجھے کافی فائدہ کیا ہے اور مَیں اب ذہنی طور پر اُس قدر حواس باختہ نہیں رہی جتنے کہ تُم ہو۔ مَیں اب سنجیدگی سے یہ خیال رکھتی ہُوں کہ تُم احساسِ توازن بالکل کھو بیٹھے ہو!"

"کلودیہ پروکلا" مَیں نے دُرشتی سے کہا "تُمہارے خاوند نے اُسے صلیب پر لٹکوا دیا تھا، یہ اَور بات ہے کہ اُس نے اِس خُونِ ناحق کی ذمّہ داری سے اپنا دامن پاک رکھنے کے لئے بعد میں کتنی ہی بار اپنے ہاتھ دھوئے، کیا تُمہیں کوئی ڈر نہیں؟"

کلودیہ پروکلا نے اپنے ہاتھ سامنے کو پھیلا دیئے اور کہنے لگی "لیکن مرقس، مَیں نے اُسے بچا لینے کی امکان بھر کوشش کی تھی، وُہ یقیناً یہ جانتا ہی ہوگا، یا کم از کم اب اُسے ضرور اِس کا علم ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ یُوآنہ نے مجھے سمجھایا ہے کہ یہودیوں کے مُقدّس صحیفوں کی سچائی کے جواز میں اِن تمام باتوں کا وقُوع پذیر ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ اِس لحاظ سے تو اُسے پیلاطُس کا شُکر گزار ہونا چاہیئے کہ اُس نے یہودیوں کے دباؤ میں آتے ہُوئے صحیفوں کی تکمیل ہونے میں مدد دی۔ یہودیوں کا فلسفہ واقعی بہت مُبہم اَور پیچیدہ ہے لیکن مَیں یُوآنہ کے کہنے پر یقین رکھتی ہُوں۔ علاوہ ازیں خُود یُوآنہ بھی تو دوڑ دیکھنے آ رہی ہے خواہ اِس کی وجہ سے اُس کی پہاڑ کے لئے روانگی میں تاخیر ہی واقع ہو جائے لہٰذا تُم سمجھ سکتے ہو کہ یہ کِس قدر اہم تقریب ہے۔"

مَیں اُس کو راہِ راست پر نہیں لا سکتا تھا، لیکن مَیں نے حجام کو اپنی داڑھی نہیں مُونڈنے دی، صرف ذرا ذرا بال کتروا کر چھوٹی کروالی۔ حجام نے پھر اُسے موم لگا دیا اَور بتایا کہ اَب وُہ ہیرودیس کے حامیوں کے عام انداز کی داڑھی بن گئی ہے۔

ہیرودیس کا سرکس کوئی بہُت بڑی عمارت نہ تھی، میرا اندازہ ہے کہ اُس کے اندر پُورے تیس ہزار تماشائی بھی نہ سما سکتے ہوں گے۔ بہرحال وُہ تمام جگہ ایک نہایت جوشیلے

اَور پُرشور ہجُوم سے بھری پڑی تھی۔ وہاں بنچوں پر بیٹھے ہُوئے لوگوں میں گلیل کے باشندوں کی بہ نسبت غیر مُلکی یقیناً بہت زیادہ تھے۔ ہیرودیس نے اپنی نشست گاہ کے عین بالمقابل اکھاڑے کی دُوسری طرف، کلودیہ پروکلا کے لئے ایک علیحدہ نشست گاہ بنوا دی تھی، جس کی سلاخوں اَور کٹہروں پر بیش قیمت قالین ڈال دیئے گئے تھے۔ ہر چیز سے ظاہر ہوتا تھا کہ وُہ پیلاطُس سے دوستانہ مراسم برقرار رکھنے کا متمنّی ہے۔ کیونکہ کلودیہ کی نشست گاہ کی اُونچائی اُس کی نشست گاہ سے محض ایک سیڑھی کم تھی۔ اُس نے عرب سرداروں اَور دیگر ممتاز مہمانوں کے لئے بھی نشست گاہیں بنوائی تھیں، اَور اُس کے درباری اراکین کو مناسب ہدایات بھی ملی ہُوئی تھیں، کیونکہ جب کلودیہ اپنے مصاحبوں کے ہمراہ داخل ہُوئی تو چاروں طرف سے تحسین و آفرین کے شور کے ساتھ اُس کا خیر مقدم کیا گیا اَور عامّۃ النّاس بھی اپنے جوش و خروش کا مظاہرہ کرنے کے لئے اُس شور و غل میں شامل ہو گئے۔

ہم نے ہیرودیا اَور اُس کی نوعُمر بیٹی کو ہیرودیس کی نشست گاہ میں داخل ہوتے دیکھا۔ وُہ نہایت شاندار لباس پہنے ہوئے تھی، کم از کم اکھاڑے کی مخالف سمت سے جہاں ہم بیٹھے تھے ایسا ہی معلُوم ہُوا۔ اُسے دیکھ کر کلودیہ پروکلا نے ایک آہ کھینچی اَور کہا "یہ حریص فاحشہ میرے اَور رُوم کے احترام کی خاطر اِس سے ذرا کم نمائشی لباس بھی پہن کر یہاں آ سکتی تھی۔" اُسے بھی چاروں جانب سے پُرجوش نعروں کے ساتھ خُوش آمدید کہنے کی کوشش کی گئی لیکن عامّۃ النّاس اِس شور میں شامل نہ ہُوئے اَور جب غیر ملکیوں نے دیکھا کہ نعرہ ہائے تحسین بلند کرنے والوں کو گھونسوں، تھپیڑوں اَور دیگر کئی طریقوں سے دِق کیا جا رہا ہے، تو وُہ بھی سب ایک دم خاموش ہو گئے اَور ہیرودیا کو اِسی پر اکتفا کر کے اپنی نشست پر بیٹھ جانا پڑا۔ آخر میں ہیرودیس نمودار ہُوا۔ وُہ اپنے بازو پھیلائے سب کو خُوش آمدید کہتا چلا آ رہا تھا۔ اُس کی تمام رعایا نے اُس کی بیوی سے اپنی ناپسندیدگی و نفرت کے اظہار کے لئے خاص طور پر کھڑے ہو کر خُوب زور زور سے تالیاں بجا بجا کر اَور پاؤں زمین پر پٹخا پٹخا کر اُس کا خیر مقدم کیا۔

اب اکھاڑے میں مبارزوں کا ایک پُورا دستہ داخل ہُوا۔ اُس میں سے دو دو کی جوڑیاں یا اِس سے بھی بڑے گروہ، لڑائی کا مظاہرہ کرتے رہے، لیکن اُن کے ہتھیار کُند کئے ہُوئے تھے جس کی وجہ سے کسی کا خُون نہیں بہا۔ یہودی قانُون کے خوف سے ہیرودیس

کسی معتوب مُجرم کو اکھاڑے میں وحشی درندوں سے لڑانے کی جُرأت نہیں کر سکتا تھا۔ پھر اُس کے گھوڑ سواروں نے اپنی مہارت کے کرتب دکھلانے شرُوع کئے حتیٰ کہ لوگوں نے بے چین ہو کر اپنے پاؤں زور زور سے زمین پر بار بار مارتے ہُوئے مطالبہ کرنا شروع کیا کہ دوڑوں کے مقابلہ میں شامل ہونے والی جوڑیوں کو لایا جائے۔

رتھیں واقعی بہت شاندار تھیں اَور گھوڑے نہایت بڑھیا۔ ایک کے بعد ایک جوڑی اپنا تعارف کروانے کی غرض سے اکھاڑے کا چکر کاٹتی گئی۔ پیشہ ور شرطیں لگانے والے اب اپنی مومی تختیاں پکڑے نشستوں کے درمیان لوگوں کے داؤں لکھنے کے لئے گھومنے لگے۔ ہیر ودیس کی اپنی کوٹلے کی مانند سیاہ جوڑی زیادہ پسند کی جا رہی تھی، اُس کے علاوہ باقی تمام جوڑیاں رنگ کی ایسی یکسانیت نہ رکھتی تھیں، کیونکہ وحشی رتھ بانوں نے اپنے مالکوں کے اصطبلوں میں سے اپنی اپنی پسند کے گھوڑے چُنے ہُوئے تھے۔ داؤں لگانے کے مخصوص رنگ صرف رتھوں پر سے یا پھر رتھ بانوں کی وردیوں سے معلوم کئے جاتے تھے۔ شرطیں لگانے والے ایک ادیومیا کی اَور ایک شام کی جوڑی کا نام بھی پکار رہے تھے، جن کے کوئی رنگ مقرر نہ تھے۔

سب سے اخیر میں رتھ لے کر داخل ہونے والا ایک عرب شہزادہ تھا جس کے گھوڑے برف کی مانند سفید تھے۔ لیکن پہلے داخل ہونے والی رتھوں نے گذرگاہ پر معمول کے مُطابق کافی پریشان کن رکاوٹ پیدا کر رکھی تھی اَور جُونہی اُن جوشیلے سفید گھوڑوں کے رتھ بان نے اپنے نمائشی چکر کے دَوران ایک موڑ پر گھومتے ہُوئے اُن کی رفتار کم کرنے کے لئے اُن کی لگامیں زور سے کھینچیں تو وُہ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ اُن کا گرنا ایک ایسی بدشگونی تھی کہ بہت سے تماشائی ہنس پڑے۔ رتھ بان نے غصہ میں آ کر جوڑی کو ہنٹر لگایا جس پر وُہ گھوڑے قدرتی طور پہلے سے بھی زیادہ بے قابُو ہو گئے۔

رتھوں کی دوڑ کا ایسا مقابلہ جس میں جوڑیوں کو عام طور پر دو دو کر کے دوڑایا جاتا ہے اَور دونوں جوڑیاں اکھاڑے کے مقررہ چکر کاٹتی ہیں تو ہارنے والی جوڑی مقابلہ سے خارج ہو جاتی ہے اَور آخری دوڑ اخیر میں رہ جانے والی دو جوڑیوں کے درمیان ہوتی ہے، ماہرین کے نزدیک مقابلوں کا ایک نہایت صحیح محفوظ اَور پسندیدہ طریقہ ہے، کیونکہ اُس پر معقول انداز میں داؤں بھی لگایا جا سکتا ہے اَور ہر نئے مقابلہ کے ساتھ ساتھ تماشائیوں کے جوش و خروش میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ لیکن یہاں کے وحشی باشندے شور و غُل اَور تیز رفتاری کے بے حد شائق ہیں اَور مَیں یہ

دیکھ کر حیران رہ گیا کہ تمام جوڑیاں ایک ساتھ دوڑنے کے لئے کھڑی ہو گئیں۔ اُن کی کھڑے ہونے کی ترتیب قرعہ اندازی کے ذریعہ عمل میں آئی تھی۔ معلوم ہُوا کہ اُنہیں اُس اکھاڑے کے چالیس چکر لگانے ہیں۔ مجھے گھوڑوں پر رحم آنے لگا جن میں سے یقیناً کئی اپنی ٹانگیں تڑوا بیٹھیں گے، اَور کسی حد تک یہ بھی قرین قیاس تھا کہ اِس قسم کے وحشیانہ اَور بے ترتیب مقابلہ میں کسی نہ کسی آدمی کی جان بھی چلی جائے گی۔ سب سے بعد میں آنے والی سفید جوڑی کو دیکھتے ہی مجھے معاً اُس گوشہ نشین مچھیرے کی بات یاد آ گئی اَور مَیں حیرانی سے سوچنے لگا کہ کیا واقعی مجھے اِس پر داؤں لگانا چاہیئے یا نہیں۔ جب مَیں نے اُس کے بارے میں پُوچھ گچھ کی تو معلُوم ہُوا کہ وُہ عام طور پر پسند کی جانے والی جوڑی ضرور تھی مگر اب بدشگونی کی وجہ سے کوئی بھی اُس پر داؤں نہیں لگا رہا۔ اِس قسم کی ہولناک دوڑ میں مضبُوط گھوڑے اَور ذہین رتھ بان بعض اوقات اپنے سے تیز رفتار گھوڑوں پر سبقت بھی لے جایا کرتے ہیں بشرطیکہ اُن کی قسمت یاوری کر جائے۔

کلودیہ پروکلا نے اپنے بازو پھیلاتے ہُوئے کہا "ہیرودیس کی جوڑی"۔ یہ چمکیلے گھوڑے اَور اُن کا وُہ سیاہ فام سوار واقعی قابلِ اعتماد نظر آتے تھے، چُونکہ کوئی سمجھدار شخص سیاہ رنگ پہ داؤں لگانے کو تیار نہیں ہُوا کرتا، اِس لئے اِس سیاہ جوڑی کے لئے سرکاری طور پر سُرخ رنگ مقرر کیا گیا تھا۔ کلودیہ نے میری طرف بے خیالی سے تھوڑا سا رُخ کرتے ہُوئے کہا "میرا خیال ہے تمہارے پاس کافی رقم ہو گی"۔ بلا شُبہ مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیئے تھا کہ وُہ مجھے اپنے ساتھ رکھنے پر اِس قدر مُصِر کیوں تھی۔ مَیں نے کبھی کسی عورت کو اپنا ذاتی روپیہ جُوئے پر لگاتے نہیں دیکھا۔ اگر وُہ ہار جائے تو بغیر کسی دقت کے سرے سے ہی وُہ قرضہ بھلا دیتی ہے اَور اگر جیت جائے تو وُہ قرضخواہ انتہائی خُوش نصیب ہوتا ہو گا جس کی رقم اُسے واپس مل جائے۔

"ایک سو درہم" مَیں نے ذرا تامّل سے بتایا۔

کلودیہ پروکلا ایک دم پُوری پلٹ کر مُجھے حیران نظروں سے دیکھنے لگی۔ "مرقس مزنشس" اُس نے کہا "کیا تُم میری ہتک کرنا چاہتے ہو یا کیا تُم بھی یہودی بن گئے ہو، کم از کم ایک سو طلائی دینار تو کہو، اَور یہ رقم بھی اسقدر شاندار گھوڑوں پر لگانے کے لئے بہُت کم ہے"۔

میرے پاس اُس وقت اتنی نقد رقم موجُود نہ تھی، تبر یاس کے ساہوکار لوگ اَور مُبادلۂ زر فراہم کرنے والے وہاں ممتاز تماشائیوں کے درمیان گھومتے پھر رہے تھے۔ شرطیں

گھمانے والے بھی مصروفِ کار تھے۔ مَیں نے اپنے یروشیم والے ساہوکار ارسطینوز کا بتایا ہُوا نام پُکارا، جس پہ مجھے اشارے سے ایک آدمی دکھایا گیا، جو چہرے مُہرے اور لباس سے ارسطینوز کا جُڑواں معلوم ہوتا تھا۔ مَیں نے اُسے اپنی خواہش بتائی اور وُہ فوراً مجھے قرض دینے پر رضامند ہوگیا، لیکن اُس نے بتایا کہ ہیرودیس کے گھوڑوں پہ زیادہ منافع کی توقع نہیں، بمشکل وُہ ایک ممتاز ایدومی رئیس سے برابر کی شرط حاصل کر سکا، اور وُہ شرط بھی اُس رئیس نے محض یہُودیہ کے گورنر کی بیوی کے لحاظ کی وجہ سے قبول کی۔ ساہوکار نے اپنی تختی پہ شرط کی تفصیل لکھتے ہُوئے، ہنس کر کلودیہ پروکلا سے کہا۔

"جیت کی رقم گننے لگو تو مجھے بھی یاد رکھنا۔" جیسے اُس نے کلودیہ کو کوئی تحفہ پیش کیا ہو۔ مَیں نے ایک بار پھر اُن تمام جوڑیوں کو بغور دیکھا جو اپنی اپنی جگہ انتہائی بے قرار نظر آ رہی تھیں۔ دوڑوں میں اِس تاخیر کی وجہ کچھ تو یہ تھی کہ لوگ اطمینان سے شرطیں لگائیں اور دُوسرے یہ کہ اِس عرصہ میں گھوڑے زیادہ سے زیادہ جوش میں آ جائیں اور رتھ بان بھی مشتعل ہو جائیں۔ مجھے شک گزرا کہ چند رتھیں تو ضرور، دوڑ شروع ہوتے ہی اُلٹ کر رہ جائیں گی۔ عرب سردار کی سفید جوڑی بظاہر ایسی وحشیانہ بھیڑ میں شامل ہو کر دوڑنے کی عادی نظر آتی تھی، کیونکہ وُہ سب گھوڑے جب اپنی گردنیں ہلا ہلا کر چیڑ چیڑ چارہ کھا رہے تھے تو ساتھ ہی مُنہ سے جھاگ اُڑاتے اور اپنی رتھ کو دولتیاں مارتے جا رہے تھے۔

"تم مجھے اُس سفید جوڑی پر کیا دو گے؟" مَیں نے ساہوکار سے پُوچھا۔

اُس نے مسکراتے ہُوئے جواب دیا "اگر تم واقعی اپنی رقم مجھ سے ہارنے پر تُلے ہُوئے ہو تو مَیں تم سے صرف تمہاری لگائی ہُوئی رقم لوں گا" "لیکن تمہارے جیتنے کی صورت میں اُس سے سات گُنا تمہیں دُوں گا، بولو کتنی رقم لگاتے ہو؟"

"سرقس کی طرف سے سفید جوڑی پر، ایک کے مقابلے پر سات کی شرط چالیس طلائی دینار درج کر لو۔" مَیں نے عین آخری لمحہ میں فیصلہ کرتے ہُوئے کہا جبکہ ہیرودیس نیزہ بُلند کر چُکا تھا۔ اِدھر ساہوکار نے شرط لکھی اور اُدھر نیزہ زمین پہ ریت میں دھنس گیا۔ اُس کی لمبی تکونی جھنڈی ہَوا میں لہرا رہی تھی۔ رتھ بانوں نے ایک غلغلہ بُلند کیا، اور ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ رتھیں آگے بڑھنے لگیں۔ زیادہ تجربہ کار رتھ بان اپنی جوڑیوں کی لگامیں پُوری قُوت سے کھینچتے ہُوئے پیچھے کو تن گئے تھے تاکہ جلد باز رتھ بان جلدی میں آگے پھلانگ کر

فوراً خود ہی اپنی گردنیں تڑوا بیٹھیں، مگر بے قابو گھوڑوں کو روکے رکھنا واقعی ایک ناممکن سی بات تھی۔ سب سے آگے کی دو جوڑیاں سرپٹ آگے کو جھپٹیں اور اُن کے رتھ بانوں نے آگے جُھک کر اُن پر ہنٹر برسانے شروع کر دیئے تاکہ وُہ دُوسروں کو زیادہ سے زیادہ پیچھے چھوڑتے ہُوئے پہل کر کے موڑ کی چوکی پر پہنچ جائیں۔ ویسے بھی اُن کے لئے اپنے پیچھے آنے والی آنے جوڑیوں کے پاؤں تلے روندے جانے سے محفوظ رہنے اور اپنی جانیں بچانے کا بظاہر یہی ایک طریقہ تھا۔

مَیں اُچک کر اپنی نشست پر کھڑے ہونے پر مجبور ہوگیا، کیونکہ مَیں نے آج تک کسی دوڑ میں ایسا دم بخود کر دینے والا آغاز نہ دیکھا تھا۔ ہیرودیس کی سیاہ جوڑی بُری حالت سے اُس بھیڑ میں سے اپنا راستہ پیدا کرتی آگے بڑھتی جا رہی تھی اور رتھ بان اپنے آس پاس کے مقابلہ بازوں کو پیچھے ہٹانے کے لئے بہت بے رحمی سے اپنا ہنٹر استعمال کر رہا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ اُس کا ہنٹر ایک بار اُس کی سمت والے سفید گھوڑے کی آنکھوں پر پڑا۔ اُس کی ضرب کی آواز میرے کھڑے ہونے کی جگہ تک سنائی دی۔ عرب کی رتھ پتھریلے پُشتیبان سے ٹکرائی۔ اُس کے پہیے سے چنگاریاں اُڑیں، اور یہ ایک معجزہ تھا کہ وُہ پہیہ صحیح وسالم رہ گیا۔ دُوسرے موڑ پر قیصریہ کے رسالے سے آئی ہُوئی بھاری بھرکم سُرخی مائل ٹیالی جوڑی سیدھی ایدومی جوڑی کے اُوپر جا چڑھی۔ ایدومی رتھ بان دُور تک اپنی رتھ کے ساتھ ساتھ گھسٹتا چلا گیا حتیٰ کہ باہر کی طرف کا گھوڑا گر گیا۔ سُرخی مائل ٹیالی جوڑی کافی آگے نکل گئی، لیکن عین اُسی وقت ہیرودیس کی جوڑی پیچھے سے نمودار ہو کر اُس کا پیچھا کرنے لگی۔ ایدومی لڑکھڑاتا ہُوا اپنے پاؤں پر کھڑا ہُوا۔ اُس کا نصف جسم خون سے لت پت تھا۔ اُس نے گرے ہُوئے گھوڑے کے نتھنوں میں ہاتھ ڈال کر اُسے کھڑا کیا اور رتھ بھی سیدھی کر لی۔ تاکہ وُہ دوبارہ راستہ پر آ کر دوڑ شروع کرے، لیکن چوٹ کھا کر گھوڑا اِس قدر لنگڑا ہو گیا تھا کہ دوڑنے کے قابل ہی نہیں رہا تھا، بلکہ اپنے ساتھیوں کے لئے محض ایک رکاوٹ تھا۔ مجھے گمان ہُوا کہ وُہ رتھ بان دوبارہ دوڑ میں شامل ہونے کی کوشش صرف اس لئے کر رہا تھا کہ کسی طرح رُومی سے انتقام لے سکے۔

ایسے مقابلہ میں جہاں اچھی خاصی برابر کی جوڑیاں دوڑ کے اکھاڑے کے چکر کاٹ رہی ہوں کسی جوڑی کے لئے دُوسری سے بمشکل ایک پھلانگ سے زیادہ آگے رہنا بڑی ہمت کا کام ہوتا ہے۔ پیچھے رہ جانے والی جوڑیاں راستہ روک لیتی ہیں اور جو رتھ بان اُن کے درمیان میں

سے نکل کر آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے وُہ گویا اپنی عقل کو خیرباد کہتے ہُوئے بدنصیبی کو دعوت دیتا ہے۔ سفید کا راستہ اب بالکل بند تھا، کیونکہ جس گھوڑے کی آنکھ پر ہنٹر لگا تھا وُہ درد سے بے قرار ہو کر ابھی تک اپنا سر جھٹکائے جا رہا تھا۔ رتھ بان غصّہ کے مارے آپے سے باہر ہو رہا تھا، اُس نے زور سے گھوڑوں کو ایک ہنٹر رسید کیا، اَور جب وُہ ہیرودیس کی نشست گاہ کے قریب سے گذرا تو وُہ اُسے گالیاں بکتا اَور اپنا مُکّہ دکھاتا جا رہا تھا لیکن اِس عرصہ میں سیاہ جوڑی نہایت سُرعت کے ساتھ سُرخ مٹیالی جوڑی کی بھاری رتھ کے نزدیک پہنچتی جا رہی تھی۔ کلودیہ پروکلا کھڑی ہو گئی اَور اپنی آہنی سینڈل کو زمین پر پٹخ پٹخ کر شور مچانے لگی۔ مَیں چکروں کا شمار نہ کر سکا، نہ ہی تمام واقعات کو پُوری طرح سمجھ رہا تھا، لیکن اچانک مَیں نے اکھاڑے کے عین بیچوں بیچ شامی جوڑی کو رتھ سمیت راستے کی ایک سلوٹ پر یُوں اُلٹتے دیکھا جیسے کسی نے اُسے منجنیق سے نشانہ لگایا ہو۔ گھوڑے سر کے بل گرے اَور رتھ بان لگاموں میں جیسے جکڑا ہُوا زمین پر پڑا گھوڑوں کی وحشیانہ دولتیوں میں گھرا ہُوا تھا۔ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ اُس وقت جو ایک خوفناک چیخ سُنائی دی، وُہ اُس کے گھوڑوں میں سے کسی ایک کی تھی یا اُس کی اپنی موت کی۔

تھوڑی دیر بعد سفید جوڑی لپک کر ایک موڑ کی چوکی پر آگے کو نکلی، جہاں ایک اَور دُوسری رتھ اُس کے سامنے آ کر اُلٹ گئی، لیکن عرب جوڑی اُس سے صاف بچ کر آگے بڑھ گئی۔ ایسا ممکن ہے اُس اندھے گھوڑے کی ہی وجہ سے ہُوا ہو، کیونکہ اگر اُس کی بائیں آنکھ کی نظر دُرست ہوتی تو وُہ اپنی صفائی سے اَور اُس گری ہُوئی رتھ کے اس قدر قریب سے ارادتاً ہرگز نہ نکل سکتا۔ گری ہُوئی رتھ کا رتھ بان اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنے گھوڑوں کو راستہ سے ہٹانے میں مشکل ہی کامیاب ہُوا تھا کہ عین اُسی لمحہ پیچھے سے آنے والی ایک اَور جوڑی وہاں آن پہنچی تھی۔ مَیں رتھ بانوں کی مہارت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ اُس آدمی نے جب دیکھا کہ چند سائیس اُس کی جانب امداد کی غرض سے بھاگے آ رہے ہیں تو اُس نے بھی چند قدم اُن کی طرف بڑھائے مگر سر کے بل گر گیا اَور پھر نہ اُٹھ سکا۔

ایک بار پھر بڑے جوش و خروش سے نئی شرطیں لگنے کا ہنگامہ شروع ہو گیا۔ اَب رُومی رسالے والی سُرخ مٹیالی جوڑی کے حامیوں کی تعداد بڑھنے لگی تھی اَور بہت لوگوں نے ہیرودیس کے گھوڑوں کے مُقابلہ پر اُن پر داؤں لگائے۔ خاص طور پر عربوں نے جو اپنی انگلیوں

کے اشاروں سے اپنی شرطوں کی نسبت بتاتے اَور اپنے لبادے ہَوا میں لہراتے جاتے تھے اُنہوں نے اپنا داخل کی ہُوئی سفید جوڑی سے مایُوس ہو کر اب ہیرودیس کی جوڑی کا مقابلہ کرنے کے لئے رُومی جوڑی کو ترجیح دینا شروع کر دی تھی۔ ہیرودیس کے رتھ بان نے اب تک کئی مرتبہ دُوسری جوڑی سے آگے نکلنے کی کوشش کی تھی، مگر رُومی پُوری دلجمعی کے ساتھ اُس کے آگے ہی آگے اپنے مُنہ سے تیز تیز سیٹیاں بجاتا چلا جا رہا تھا۔ ہیرودیس اپنی نشست گاہ میں کھڑا ہو گیا اَور اپنے پاؤں زور زور سے زمین پر پٹختے ہُوئے اپنے رتھ بان کو آگے بڑھنے پر اُکسانے لگا۔ تمام گھوڑے پسینے میں شرابور تھے اَور حالانکہ مقابلے شروع ہونے سے پہلے اکھاڑے میں کافی چھڑکاؤ لگایا گیا تھا مگر فضا میں گرد و غبار کے گہرے بادل منڈلانے لگے تھے۔

تاہم اُس وقت سب سے زیادہ حیرت ناک بات یہ تھی کہ تمام مشکلات اَور رکاوٹوں کے باوجود وُہ سفید جوڑی اپنی پھُرتی اَور سبک رفتاری کے طفیل تیسرے نمبر پر پہنچ چکی تھی حالانکہ اُس ہلکی پھلکی رتھ کو جگہ جگہ نہایت خطرناک جھٹکے بھی لگے تھے۔ وُہ نفیس گھوڑے اب کسی حد تک اپنے اَوسان بحال کر چکے تھے، اَور ایک بار پھر بڑی خُوبصُورتی کے ساتھ قدم ملا کر بھاگ رہے تھے۔ زخمی آنکھ والا گھوڑا اپنی گردن اُٹھا کر بہت زور سے ہنہنایا۔ رتھ بان نے آگے جُھک کر اُسے کچھ کہا اَور اُس نے اپنے ساتھیوں سے علیحدگی کی کوشش ایک دم ترک کر دی۔

اتنے میں ایک اَور رتھ پہیہ نکل جانے کی وجہ سے گر گئی۔ رتھ بان کی کوشش سے وُہ رتھ راستہ کے باہر اندر اکھاڑے کے رُخ گھوم کر گری، اَور اِس طرح دُوسروں کے رستہ سے ہٹ گئی، تاہم اُس کا پہیہ سیدھا آگے کو لُڑھکتا چلا گیا۔ اَور اُس کے فوراً ہی بعد آنے والی سُرخ مٹیالی جوڑی کو اُس پہیے سے اپنا بچاؤ کرنے کے لئے ذرا ایک طرف کو ہٹنا پڑا۔ اِس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہُوئے ہیرودیس کے رتھ بان نے آگے جُھک کر اپنے گھوڑوں کو ہنٹر رسید کیا اَور رُومی کے پہلو میں سے جھپٹ کر آگے نکل گیا۔ شور مچاتا اَور تالیاں بجاتا ہجُوم اُچھل کر پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ کلودیہ پروکلا بھی اُچھل پڑی اَور خُوشی سے چیخنے لگی، گو رُومی جوڑی کی بدقسمتی پر اظہارِ مسرّت کرنا اُس کے لئے باعثِ شرم تھا، تاہم اُس کے اِس طرزِ عمل پر آس پاس بیٹھنے والوں نے بھی تالیاں بجائیں اَور بہت سے لوگ اُس

پر مُسکرانے لگے۔

مقابلہ کرنے والوں کی تعداد اب کم رہ گئی تھی، لیکن راستہ کے بیچوں بیچ گری ہُوئی رتھ نے ہیرودیس کے رتھ بان کو اپنے آگے نکل آنے کا پُورا فائدہ نہ اُٹھانے دیا۔ خُون اور پسینہ میں شرابور ایدومی نے جس کا نصف چہرہ زخمی ہو چکا تھا، پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا اور اُسے آگے بڑھنے کا اشارہ کرتے ہُوئے خُود ایک طرف ہٹ گیا۔ پھر وُہ اپنے عقب میں آنے والی رُومی جوڑی کے عین سامنے قصداً اپنی رتھ لے آیا، اور اپنی رفتار دھیمی کر دی، یہ واقعہ کسی موڑ پر نہیں بلکہ راستہ کے سیدھے سپاٹ حصّہ میں ہُوا تھا۔ رُومی نے اُسے مغلظات سُنانا شروع کر دیں، کیونکہ اُس کی حرکت دوڑ کے اصُولوں کے خلاف تھی، لیکن یہ ثابت کون کر سکتا تھا؟ عرب لوگ بھی، جنہوں نے اپنی رقمیں رُومی جوڑی پر لگا رکھی تھیں، شور و غل کرنے اور اپنے گھونسے ہَوا میں لہرانے لگے، لیکن عین اُسی لمحہ سفید جوڑی، رُومی اور ایدومی، دونوں جوڑیوں کو پیچھے چھوڑتی ہُوئی لپک کر آگے نکلتی نظر آئی اور موڑ پہ اُن سے پہلے پہنچ کر اُس نے راستے کا اندرونی حصّہ سنبھال لیا۔ یہاں وُہ ہیرودیس کی رتھ کے بالکل عقب میں تھی، تماشائی گنگ ہو کر رہ گئے اور ایک ثانیہ کے لئے پُورے اکھاڑے پر ایک مکمل سنّاٹا چھا گیا، کیونکہ جو کچھ ہُوا تھا وُہ انتہائی غیر متوقع تھا۔

موڑ کی چوکی کے بعد رُومی نے باہر کا راستہ اختیار کیا اور بغیر کسی دِقّت کے ایدومی کے برابر آ گیا۔ وُہ اگلے موڑ تک بآسانی اُس زخمی جوڑی کو پیچھے چھوڑ سکتا تھا، مگر اُس نے قصداً اپنے گھوڑوں کو کھینچے رکھا اور پھر اپنے ہنٹر سے ایدومی کے سر پر ایک ایسی زوردار ضرب لگائی کہ وُہ اپنی رتھ میں ہی گھٹنوں کے بل گر گیا۔ اِس وحشیانہ حرکت پر ہجُوم نے پھر ایک شور بلند کیا۔ بہت سے لوگوں نے تعریفیہ نعرے بھی لگائے لیکن رُومی کے خلاف نفرت کا جذبہ بھی بھڑک اُٹھا۔ مَیں نے بے شمار لوگوں کو بنچوں پر ایک دُوسرے کے ساتھ گھونسا بازی کرتے دیکھا۔

لیکن ہر بات کچھ اس قدر سُرعت کے ساتھ وقُوع پذیر ہوئی کہ یہ سارا معاملہ صرف چند ہی لمحات کا تھا۔ ایدُومی کوشش کر کے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا، اور پھر وُہ اپنے گھوڑوں کو ایک آخری کوشش کرنے پر اُکساتا ہُوا ایک بار پھر رُومی جوڑی کے قریب پہنچ کر اُس کے راستہ میں حائل ہو گیا۔ یہ اب دَوڑ کا مقابلہ نہیں رہا تھا بلکہ قتل و غارت کا بازار بن گیا تھا۔ وُہ

بھاری سُرخ مینا سے گھوڑے سیدھے سپاٹ ایدُومی جوڑی سے ٹکرائے اور دونوں جوڑیاں چاروں شانے چت زمین پر آ رہیں۔ اچانک ٹھہرنے کے جھٹکے سے رُومی اپنی رتھ میں سے اُچھل کر سر کے بل زمین پہ گرا اور چمڑے کے تمام حفاظتی بندوں اور سر کے آہنی خَود کے باوجُود اُس کا سر پتھریلے پُشتیبان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا، اور وہ نشستوں کے عین سامنے وہیں راستہ پر ڈھیر ہو کر رہ گیا۔ ایدُومی بھی دوڑ کے خاتمہ سے پہلے ہی مر گیا۔ اُسے اُس کے اپنے ہی گھوڑے نے ایک بہت زور دار دولتّی مار دی تھی۔

اِس ٹکّر کے بعد صفائی کے کام کی وجہ سے باقی ماندہ جوڑیاں اپنی رفتار کم کرنے پر مجبُور ہو گئیں۔ ہیرودیس کے رتھ بان نے چنگھاڑتے ہُوئے اپنا ہنٹر ہَوا میں لہرایا جس پر وہ ملازمین جو رُومی کی لاش اُٹھانے لئے جا رہے تھے، اپنی جانیں بچانے کے لئے لاش کو وہیں چھوڑ کر باہر کو بھاگ لئے۔ رتھ بان نے کوشش کی کہ اُس کے سیاہ گھوڑے رُومی کی لاش کے اُوپر سے ہی گذر جائیں، مگر وُہ حملہ کرنے والے جنگی گھوڑے نہ تھے اور ایک انسان کو روندنے پر تیار نہ ہُوئے۔ وُہ زور لگا کر ذرا پیچھے کی طرف ہٹے، جس سے رتھ کو ایک جھٹکا لگا اور وُہ اُلٹنے سے بال بال بچی۔

اور پھر اُس لمحہ عرب رتھ بان، ہیرودیس کی جوڑی سے اپنے گھوڑوں اور رتھ کو بڑی صفائی اور پھُرتی سے بچاتا ہُوا بہت اطمینان کے ساتھ محض پیدل چلنے کی رفتار سے آگے نکل گیا۔ اُس کا ایک پہیہ پتھریلے پُشتیبان سے ٹکرا کر اُس کے اُوپر چڑھ گیا، لیکن رتھ سیدھی رہی اور وُہ موڑ کی چوکی پر جا پہنچا۔ ہیرودیس کا رتھ بان اپنی رتھ کو رُومی کی لاش سے ایک طرف ہٹا کر ابھی جوڑی کا توازن ٹھیک کرنے میں ہی مصروف تھا۔ یہ ایک ناقابلِ یقین سی بات تھی مگر اب فی الحقیقت وُہ بدشگُونی والی سفید جوڑی سب سے آگے تھی اور اُس وقت دوڑ کے خاتمے کے چند ہی چکر باقی تھے۔ اَب میری باری تھی کہ اُچھل کر تالیاں بجاؤں اور شور مچاؤں، اور ہر عرب نے میرا اِس میں پُورا ساتھ دیا، لیکن دوڑ کا وُہ کچّا راستہ کسی ہل چلائے ہُوئے کھیت کی مانند ناہموار ہو چکا تھا اور سواری کے لئے نہایت پُرخطر تھا۔ سیاہ جوڑی کا رتھ بان پہلی بار غُصّہ کے مارے آپے سے باہر ہُوا اور اپنے جانوروں کو ہنٹر مار مار کر اُس نے ایک دوبارہ سر توڑ کوشش کی کہ قُوّت کے بل پہ زبردستی اُس سفید جوڑی سے آگے نکل جائے، لیکن ہموار و متوازن قدموں اور تیز رفتاری نے عرب جوڑی کو بچائے

رکھا، نیز چونکہ اُنکی رتھ ہلکی پھلکی تھی اس لئے اُن کے رتھ بان کو کسی موڑ پر گھوڑوں کی رفتار کم کرنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی، اور وُہ ہیرودلیس کی جوڑی کے —— آگے آکر رُکاوٹ ڈالنے کے کسی خطرہ کے بغیر اپنی رفتار پر بھروسہ کرتے ہُوئے موڑ پر ایک لمبی جست لگا جاتا تھا۔

میدان میں اب اُن کے علاوہ صرف تین اَور جوڑیاں رہ گئی تھیں۔ سفید جوڑی نے اُن کے باہر کے رُخ سے صفائی کے ساتھ آگے نکل جانے کی کوشش کی اَور اُسی وقت پیچھے سے ہیرودلیس کے رتھ بان نے چیخ کر اُن تینوں رتھ بانوں کو راستہ چھوڑ دینے کے لئے پکارا۔ اُن میں سے دو تو خوف کھا کر ایک طرف کو ہو لئے لیکن تیسرا جو کہ ایک مضبُوط مگر ایسی سُست رفتار جوڑی کو ہانک رہا تھا جس کے جیتنے کی کوئی اُمید نہ کی جاسکتی تھی، راستہ دینے پر تیار نہ ہُوا۔ ہیرودلیس کے آدمی نے پھر ہنٹر کا سہارا لیا۔ اُس نے قصداً اپنی جوڑی کو ڈھیل دیتے ہُوئے اپنی رتھ کے ایک پہیئے کا دُھرا دُوسرے کے پہیّے کے اندر دے دیا جس سے وُہ بغیر کسی کوشش کے محض اپنی رفتار اَور اپنی رتھ کے وزن سے ہی دُوسری رتھ کو اُلٹا دینے میں کامیاب ہوگیا۔ اُس کا رتھ بان بُری طرح زخمی ہو کر مقابلہ میں سے علیحدہ ہونے پر مجبُور ہوگیا۔ باقی دونوں اپنی قسمت پر بھروسہ کئے اِس اُمّید پر کہ شاید آگے جا نیوالی دونوں جوڑیوں کے راستہ میں کوئی رکاوٹیں پیدا ہوجانے کی وجہ سے وُہ دَور جیت جائیں، ہوشیاری کے ساتھ چلتے رہے۔

لیکن ایسا ہونا مقدّر نہ تھا۔ اَور جیسے ہی سفید گھوڑے فتح کے نشان کے پاس سے ابابیلوں کی سی پھرتی کے ساتھ گذر رے، جھنڈا بُلند کر دیا گیا۔ تماشائی دیوانہ وار شور مچا رہے تھے اَور ہیرودلیس کے گھوڑوں کی تعریف بھی کرتے جاتے تھے جو خاتمہ سے صرف چند ہی چھلانگیں پیچھے رہے تھے۔ دونوں رتھ بان پہلو بہ پہلو نہایت خُوبصُورت انداز سے اپنی رتھوں پر سوار چلے آرہے تھے۔ اُنھوں نے اپنی اپنی باگیں کھینچیں اَور ایک دُوسرے کو پُرتصنع سے انداز میں سلام کرتے ہُوئے ایک اچھّے مُقابلہ پر ایک دُوسرے کا شکریہ ادا کیا۔ عرب شہزادہ اپنی نشست گاہ پر سے چھلانگ لگا کر میدان میں گیا اَور اپنے پیچھے ہَوا میں اپنا لبادہ لہراتے ہُوئے اپنے گھوڑوں کی طرف بھاگا۔ وُہ اُن سے باتیں کرتا اَور اُنہیں تھپکیاں دیتا جا رہا تھا۔ پھر اُس نے آنسو بھری آنکھوں سے ہنٹر زدہ گھوڑے کو دیکھا اَور اُس کی زخمی آنکھ کو چُوم لیا۔ بنچوں پر جگہ جگہ دنگے فساد شروع ہوگئے لیکن پہرہ داروں نے

جلد ہی سب ہنگامے ختم کر دیئے۔ شرطیں ہارنے والے اپنی ہار کی خفت اَور افسوس کو چھپانے کی خاطر مقابلے کے جوش وخروش کی داد دینے لگے تھے۔

ساہوکار مُجھے اَور ایدومی سوداگر کو مُبارکباد دینے کیلئے آگے بڑھا، میری موجُودگی میں اُس نے وُہ سو طلائی سکّے اُسے دیئے جو کلودیہ پروکلا ہار گئی تھی۔ میرے لئے اُس نے ایک سو اسّی سکّے گنے اَور مَیں اپنی شرط کی رقم وضع کرنے کے بعد ایک سو چالیس دینار جیت گیا تھا جو بہت لوگوں کے لئے ایک خزانہ سے کسی طرح کم نہیں ہوں گے۔

یہ یاد ہونا چاہیئے کہ طُوفان کے بعد اُس رات مَیں نے ایک سفید گھوڑا خواب میں دیکھا تھا کسی وجہ سے وُہ اسقدر واضح خواب تھا کہ مَیں اُسے دیکھتا دیکھتا اپنے آنسوؤں کی وجہ سے بیدار ہوگیا تھا۔ شاید اسی لئے وُہ خواب مُجھے یاد رہا اَور اُسے ایک نیک شگُون سمجھتے ہُوئے جب مَیں نے پہلی بار وُہ سفید جوڑی دیکھی تو مَیں نے اُس پر داؤں لگا دیا، یا شاید ایسا پھر محض مَیں نے اپنی مرضی سے ہی کیا ہوگا۔ یہ سب کُچھ ممکن ضرُور ہے مگر قطعی بات نہیں ہے۔ گھوڑے میدان میں داخل ہوتے وقت گھٹنوں کے بل گر گئے تھے اَور شگُون کے معاملہ میں کوئی کتنا ہی بے پرواہ کیوں نہ ہو، مگر ایک ذی ہوش آدمی کبھی اُسے قطعی طور پہ نظر انداز نہیں کیا کرتا، اس لئے مَیں نے یہ بھی اپنا فرض سمجھا کہ اُس لڑکی کو تلاش کروں جس کا بھائی مر چُکا تھا اَور اِس میں میری رہنمائی کے لئے صرف اُس مچھیرے کے یہ الفاظ ہی تھے کہ اُس رات وُہ شہر کے یُونانی تھیٹر میں اپنے بھائی کی مَوت پر ماتم کناں تھی۔

کلودیہ پروکلا مُجھے مجبُور کرتی رہی کہ مَیں اُس کے ساتھ ہیرودلیس کی ضیافت میں چلوں حالانکہ مَیں اُس کے لئے مدعو نہیں تھا۔ بلاشُبہ وُہ اس عنایت کو بزعم خویش سو طلائی سکّوں کا پُورا مُعاوضہ سمجھتی ہوگی مگر مَیں یہ مناسب نہیں سمجھتا تھا کہ بن بُلائے زبردستی ایسے سینکڑوں لوگوں کی محفل میں چلا جاؤں جنہیں ہیرودلیس سیاسی وجُوہ کی بناء پر دعوت دینا ضرُوری سمجھتا تھا۔ میری اِجازت طلبی پہ بہرحال کلودیہ پروکلا برہم نہیں ہُوئی، گو اُس نے مُجھے اُس سنہری موقعہ سے فائدہ نہ اُٹھانے پر احمق ضرُور سمجھا ہوگا۔ سرکس خالی ہونے کے بعد تبریاس کے گلی کُوچوں میں ہر نسل و قوم کے لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ تھے اَور مُجھے یقین تھا کہ فوجیوں اَور پہرے داروں کی تمام احتیاطوں کے باوجُود رات کو ضرُور بلوے اَور ہنگامے ہو کر رہیں گے۔ مَیں نے نہایت آسانی سے چھوٹے سے یُونانی تھیٹر کا راستہ معلُوم کر لیا لیکن وہاں

کسی تماشے وغیرہ کا کوئی اعلان نہ تھا۔ پھاٹک البتہ کُھلے پڑے تھے اور باہر سے آنے والے وُہ غریب لوگ جنہیں شہر میں قیام کے لئے کوئی جگہ میسّر نہ آئی تھی، تھیٹر کے اندر تماشائیوں کی نشستوں پر مقیم ہو گئے تھے، اُن میں سے بعض نے تو وہاں آگ تک روشن کر رکھی تھی اور اُس پر کھانا پکانے میں مصرُوف تھے۔ اِس سے انسان بخُوبی اندازہ کر سکتا تھا کہ اگلے روز اُس خُوبصُورت تھیٹر کی کیا حالت ہو گی۔

مَیں اسٹیج اور نشستوں کے درمیان اُتر گیا اور کسی نے مُجھے اُن کوٹھڑیوں میں داخل ہونے سے نہ روکا جہاں اسٹیج کا ساز و سامان رکھا جاتا ہے اور جہاں بعض اوقات ایسے مسافر اداکار قیام بھی کر لیا کرتے ہیں جنہیں شہر میں پناہ دینے کے لئے کوئی سرپرست میسّر نہ آ سکے۔ وُہ سب جگہ ویران، خالی اور قدرے ڈراؤنی سی نظر آتی تھی۔ اداکاروں کے چلے جانے کے بعد ہمیشہ تھیٹر کی اسٹیج کے نیچے یہی کیفیت ہُوا کرتی ہے، یُوں معلُوم ہوتا تھا جیسے تمام تماشوں کے کردار اور الفاظ غیر مرئی طور پر اب بھی وہاں ہوا میں معلّق ہوں۔ تھیٹر کی ایسی تاریک کوٹھڑیاں مُجھے ہمیشہ مُردوں کی اُس بادشاہت کی یاد دلا دیتی ہیں، جسے شاعروں نے اکثر کلام میں بیان کیا ہے۔ ماضی میں جب کبھی بھی مَیں کسی اداکارہ کو اُس کی وجد آور اداکاری پر کوئی تحفہ پیش کرنے کے لئے مسرّت بھرا دِل لئے ایسی جگہ گیا ہُوں، مُجھے ہمیشہ ہی ایک یخ اور منجمد سی موہومیّت کا احساس ہُوا کرتا تھا۔ ایک اداکار اپنا لباسِ اداکاری اُتار لے کے بعد وُہ کردار تو نہیں رہتا جو وُہ اسٹیج پر ہوتا ہے۔

جب مَیں اُن زمین دوز کوٹھڑیوں میں سے گُذر رہا تھا تو مَیں نے محسُوس کیا کہ مَیں اپنی سابقہ زندگی اور اُس کی تمام مسرّتوں اور لذّتوں سے کسقدر کم عرصہ میں اور کتنی دُور پہنچ چکا ہُوں۔ ماضی اب محض ایک یاد تھی جب مُجھے یہ احساس ہوتا تھا کہ مَیں کبھی لوٹ کر اپنے ماضی کے تجربات نہیں دُہرا سکتا تو میرے دِل میں ایک خنجر سا اُتر جاتا تھا۔ اُس تاریک سے راستہ پر ایک بُوڑھے یُونانی کو لڑکھڑاتے قدموں سے اپنی جانب آتے دیکھ کر مَیں نے سمجھا کہ مَیں کسی بھُوت کو دیکھ رہا ہُوں۔ اُس کی توند نیچے کو لٹکی ہُوئی اور آنکھیں حد درجہ نشہ کے باعث چڑھی ہُوئی تھیں۔ وُہ اپنی چھڑی میری طرف لہراتے اور گالیاں بکتے ہُوئے مُجھ سے پُوچھنے لگا کہ مَیں کیا ڈھونڈھ رہا ہُوں اور آخر اسٹیج کے نیچے کیسے آن پہنچا ہُوں۔ اُس کا غُصّہ ٹھنڈا کرنے کی غرض سے مَیں نے اُس سے دریافت کیا کہ آیا وہاں کوئی رہتا ہے یا نہیں۔ وُہ اور بھی مغلوب الغضب

ہو کر چیخا "تُمہارا مطلب اُن مصری آوارہ گردوں سے تو نہیں جنہوں نے مُجھ سے دغا بازی کی اور یہاں ایک لاش چھوڑ کر بھاگ گئے اور مُجھے بدبختی کا شکار بنا گئے۔ اگر وُہ میرے ہاتھ آ جائیں تو مَیں تُم سے بھی بڑھ کر خُوشی محسُوس کروں گا۔"

مَیں نے کہا "مُجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں مَیں ایک لڑکی سے مِل سکتا ہُوں جس کا بھائی مر چکا ہے، مُجھے اُس کے ساتھ ایک ضروری کام ہے۔"

بُوڑھے نے مُجھے مُشتبہ نظروں سے دیکھا اور پُوچھا "تُم اُن لوگوں میں سے تو معلُوم نہیں ہوتے، سچ بتاؤ کیا مُعاملہ ہے؟ مَیں نے اُس لڑکی کو بطورِ ضمانت اپنے قبضہ میں رکھا ہُوا ہے۔ اُس کے جُوتے کپڑے وغیرہ مَیں نے سب ضبط کر لئے ہیں، اور مَیں اُسے ہرگز اُس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ میری پائی پائی نہ ادا کر دی جائے۔"

"مَیں معاوضہ دے کر اُسے چھڑوانے کے لئے ہی تو بھیجا گیا ہُوں۔" مَیں نے اُسے سمجھایا اور اپنا بٹوہ بھی ساتھ ہی چھنکایا۔ "مُجھے اُس کے پاس لے چلو، اِس تکلیف پر تُمہیں پچھتانا نہیں پڑے گا۔"

مِلے جُلے شک اور خوف کے ساتھ بُوڑھے نے اُس زیرِ زمین راستہ پر میری رہنمائی کی اور آگے چل کر ایک چھوٹے سے کمرے کا دروازہ کھولا۔ وہاں مَیں نے دیوار کے ایک شگاف میں سے گُذرتی ہُوئی روشنی کی ایک کرن میں ایک دُبلی پتلی برہنہ لڑکی کو اپنے بالوں سے چہرہ چھپائے ایک کونے میں سہمی سکڑی دیکھا۔ وُہ اس قدر ساکن تھی گویا کسی گہرے غم سے سُن ہو چُکی ہو، کیونکہ ہمارے اندر داخل ہونے کی آہٹ پر بھی اُس نے کوئی حرکت نہ کی۔ اُس کمرے میں کھانے کی کوئی چیز یا اوڑھنے کے لئے کوئی کپڑا، بلکہ پانی پینے کا کوئی خالی پیالہ تک نہ تھا۔

"کیا یہ بیمار ہے؟" مَیں نے پُوچھا۔

"یہ بہُت مکّار لڑکی ہے، جب مَیں نے اِسے تھیٹر کے پھاٹک پر رقص کرنے کے لئے کہا تو اِس بدبخت نے میری داڑھی نوچ لی تھی" بُوڑھے نے کہا "سارا شہر غیر مُلکیوں سے بھرا پڑا ہے اور یہ اگر رقص کرتی تو کُچھ نہ کُچھ لوگ ضرور اسے تھوڑے بہُت پیسے دے ہی جاتے تُمہیں معلُوم ہونا چاہیئے کہ اِس کے بھائی کے کفن دفن کے تمام اخراجات مُجھے برداشت کرنا پڑے ہیں، تاکہ کسی کو یہ پتہ نہ لگ سکے کہ تھیٹر کے اندر کوئی لاش پڑی رہی ہے اور اُن دغا باز مصریوں پر اِس کے علاوہ میری اور بھی رقم واجب تھی۔"

ہچکیوں کی وجہ سے مارتینا بمشکل ہی بول سکتی تھی، وُہ کہنے لگی "اُسے تو مَیں پہلے ہی بہت رو چکی ہُوں، میرا خیال ہے اَب مَیں اِس بات پر آنسو بہا رہی ہُوں کہ دُنیا میں ابھی کم ازکم ایک انسان ایسا موجُود ہے جو میرا خیر خواہ ہے۔ آج کی رات گذرنے پر مَیں مر چکی ہوتی اَور وُہ بھی ایسی کسمپرسی کے عالم میں کہ کسی لاش کو گھاٹ پار اُتارنے کے لئے رسمی طَور پر ایک سکہ جو اُس کے مُنہ میں رکھا جاتا ہے۔ میری لاش کے مُنہ میں وُہ بھی نہ ہوتا۔" یہ کہتے ہُوئے مُجھے اَور زیادہ زور سے چمٹ کر رونے لگی۔ اُس سے کوئی معقُول بات کروانا میرے لئے سخت مُشکل ہو رہا تھا۔ لیکن وُہ اِس طرح رو لینے کے بعد بالآخر اتنی پُرسکُون ہوگئی کہ مُجھے اُن سب بدبختیوں کی داستان سُنا سکے جو مُجھ سے علیٰحدہ ہونے کے بعد اُن کے پُورے طائفے کو پیش آئیں۔ پہلے وُہ علاقہ ہیریہ میں گئے جہاں فوجیوں کی بستی میں اُنہوں نے چند کھیل پیش کئے مگر جلد ہی وُہ سب لوگ بخار کا شکار ہو کر وہاں سے کوچ کرنے پر مجبُور ہوگئے۔ واپسی پر وُہ فصیلیں گرمنے کے احاطوں کے دروازوں پر سے گرا پڑا غلہ اکٹھا کرکے پیٹ کا دوزخ بھرنے کی کوشش کرتے مگر یہودی اُنہیں پتھر مار کر بھگا دیتے۔ یہاں رتبریاس میں اُنہوں نے اب دوڑوں کے مرتع پر ایک کھیل پیش کرنے کے انتظامات کئے تھے مگر اُس سے پہلے ہی اُس کا بھائی تیرتے ہُوئے ڈُوب کر مرگیا۔ لوگوں نے غوطے لگا لگا کر بمشکل اُس کی نعش کو ڈُھونڈا اَور اُسے زمین پر لٹا کر اَور کافی اُلٹا پلٹا کر زندہ کرنے کی کوشش کی مگر اُس نے کوئی سانس نہ لیا۔ وُہ اُس کی نعش کو چوری چھپے تھیٹر میں لے آئے جہاں اُس بُوڑھے یُونانی نے رات کے وقت اُس کے دفنانے میں ہاتھ بٹا دیا تھا تاکہ رات بھر وہاں نعش پڑے رہنے کے باعث تھیٹر کی پُوری عمارت کو پاک کرنے کی ضرُورت نہ پڑے۔ دُوسرے سب اداکار فرار ہوگئے اَور اپنے بعد مارتینا اَور اُس کے سامان کو بطور ضمانت چھوڑ گئے تھے۔ لیکن وُہ اب سنگسار کئے جانے کے خوف سے رقص نہ کر سکتی تھی، اُس نے کہا "جب تک میرا بھائی زندہ رہا، ہم دونوں ایک دُوسرے کا سہارا تھے اَور ہمیں کبھی دُنیا میں اپنی تنہائی کا احساس نہیں ہُوا تھا، لیکن جب وُہ مرنے کے بعد دفنا دیا گیا تو مَیں نے اپنے آپ کو بالکل غیر محفُوظ محسُوس کیا۔ مُجھے یقین ہوگیا کہ مَیں جہاں بھی جاؤں گی بدنصیبی اَور مصائب میرا پیچھا نہ چھوڑیں گے، اس لئے مَیں اب زندہ نہیں رہنا چاہتی۔ مَیں نہ کھا سکتی ہُوں، نہ پی سکتی ہُوں، میرے اعضا مفلُوج سے ہو چکے ہیں اَور مُجھے کسی بھی چیز سے دیکھنے، چکھنے یا سُونگھنے کی خواہش نہیں رہی۔ مَیں نے بہت کُچھ دیکھ چکھ لیا ہے، اَور اب اپنے

بھائی کا ماتم بھی کر چکی ہُوں۔"

"اَور مَیں تُمہیں ہرگز نہیں سمجھ سکی۔" اُس نے بات جاری رکھی "تُمہاری یہ دولت یقیناً کسی نئی قسم کے جُھوٹ کا جال ہوگا، تاکہ مَیں کسی طرح اپنی بے مصرف زندگی جاری رکھ کر اپنے اُوپر نت نئے دُکھ لاتی رہُوں۔ نہیں نہیں، یہ سب دولت واپس لے جاؤ، مُجھے یہاں مر جانے کے لئے تنہا چھوڑ جاؤ، تاکہ مُجھے مزید مایُوسیوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ مُجھے معلُوم ہو چکا ہے کہ رہنے کے لئے یہ دُنیا کسقدر خوفناک اَور مایُوس کن جگہ ہے۔"

اتنے میں بُوڑھا یُونانی کُچھ روٹیاں، ایک رکابی دلیا اَور شراب لئے ہُوئے واپس آپہنچا۔ اُس نے اپنے کانپتے ہاتھوں سے ایک پیالے میں شراب انڈیل کر مارتینا کو پینے کے لئے دی اَور مُجھ سے کہنے لگا "اگر تُم لوگ میرے ساتھ اسٹیج کے محافظ والے کمرے تک چلے چلو، تو مَیں وہاں تُمہیں زیادہ آرام دہ جگہ مہیا کر دُوں گا۔ وہاں کافی روشنی اَور ایک بستر بھی ہے۔"

"ہمارے لئے ہر ایک جگہ ہی ٹھیک ہے" مَیں نے جواب دیا "تُم ہمیں یہیں ذرا تنہا چھوڑ جاؤ، کیونکہ ہمیں بہت سی باتیں کرنا ہیں۔"

"اُس نے بخُوشی ہمیں اجازت دیدی کہ چاہیں تو اگلی صُبح تک وہیں ٹھہرے رہیں، اَور ہمیں یہ بھی تسلی دی کہ ضرُورت پڑنے پر وُہ ہمیں مزید شراب بھی مہیا کر دے گا۔ شراب کا مشکیزہ بغل میں دبائے وُہ چلا گیا اَور مارتینا نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا اَور پہلے ذرا ہچکچاتے ہُوئے مگر بتدریج بڑھتی ہُوئی اشتہا کے ساتھ وُہ کھانے لگی حتیٰ کہ رکابی خالی ہوگئی اَور سب روٹیاں بھی ختم ہوگئیں۔ کھانا ختم کر چکنے کے بعد وُہ پُوچھنے لگی "میرے رقص کرنے میں آخر کیا بُری بات ہے؟ اَور اَب مُجھ پر ایسی لعنت کیوں پڑ گئی ہے کہ مُجھے اپنے اعضا پر قطعی بھروسہ نہیں رہا اَور مَیں رقص کرنے سے ہی خوفزدہ ہو چکی ہُوں؟ تُم نے تو جہاز پر مُجھے رقص کرتے دیکھا ہے، تُم سمجھتے ہو کہ مَیں لوگوں کو ورغلانے کے لئے نہیں، بلکہ محض اپنے کرتب و کمالات سے اُن کے لئے تفریح مہیا کرنے اَور اُن کے جذبات میں ہلچل پیدا کر دینے کے لئے رقص کرتی رہی ہُوں! ڈھیلے ڈھالے لباس میرے رقص میں حائل ہو کر میرا توازن بگاڑ دیتے ہیں، پھر میرا دُبلا پتلا جسم کوئی ایسی قابلِ دید چیز بھی تو نہیں۔ یہ سوائے ورزشی پٹھوں کے ایک مجمُوعے کے اَور کُچھ نہیں۔ میری تو چھاتیاں بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مَیں سمجھ نہیں سکتی کہ یہُودیوں نے آخر کیوں اِس قدر بے رحمی کے ساتھ

مجھے پتھروں کا نشانہ بنایا تھا؟"

اُس نے مجھے اپنے جسم کے زخم اور خراشیں اور سر کے بالوں کے نیچے ایک گہرا، کھرنڈ دار گھاؤ دکھایا اور بتایا "ایک گاؤں میں ہم نے کھانا طلب کیا جس کے عوض ہم گاؤں کے تمام لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اپنے بہترین گانے، تماشے اور رقص پیش کرنے کو تیار تھے، لیکن مجھے رقص کے لباس میں دیکھ کر اُنھوں نے مشتعل ہوتے ہوئے ہم پر حملہ کر دیا اور اگر خوش قسمتی سے ہم ذرا کم تعداد میں ہوتے تو میں پوری طرح سنگسار ہو کر مر چکی ہوتی۔ مجھے اِس خیال نے پریشان کر رکھا ہے کہ یقیناً میں نے کوئی ممنوعہ کام کیا ہے جس کی وجہ سے میں اب دوبارہ کبھی رقص نہ کر سکوں گی۔"

اُس کی داستان پر غور کرتے ہوئے میں نے کہا "مجھے یقین ہے کہ میں اُن لوگوں کے غیظ و غضب اور اشتعال کی وجہ سمجھتا ہوں۔ میں نے سُنا ہے کہ شہزادی ہیرودیا نے اپنی بیٹی سے عیاش طبع ہیرودیس کے سامنے رقص کروایا تھا، تاکہ اِس طرح اُسے ایک یہودی رسُول کے قتل پر آمادہ کیا جا سکے۔ کیونکہ اُس رسُول نے ہیرودیا کی برسرِ عام ملامت کی تھی۔ چنانچہ دُنیا کے اِس حصّہ میں مقدّس یہودی بے دین لوگوں کے ہر قسم کے رقص سے سخت متنفّر ہو چکے ہیں۔"

مارتھانے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا "میں ہمیشہ اپنے فن پر نازاں رہی ہوں، اور ایک سیلانی اداکار کی آزاد اور متنوع زندگی مجھے بے حد عزیز رہی ہے۔ لیکن ہم پر لگاتار ایک کے بعد دُوسری مصیبت نازل ہوتی رہی ہے۔ حتّٰی کہ میں اب خوف زدہ ہو چکی ہوں، اور ہر آنیوالے نئے دن سے گھبرانے لگی ہوں، میرے بھائی کی موت وہ آخری ضربِ کاری ثابت ہوئی، جس نے مجھے مکمل طور پر کُچل کر رکھ دیا۔"

لیکن اپنا سارا غم میرے پاس اِس طرح اُگل دینے کے بعد وہ یکایک کچھ حیران سی ہونے لگی۔ اُس نے بٹوہ کھول کر سکّوں کو ٹٹولا اور مجھ سے پُوچھا کہ میں آخر کیوں اُسے وہ رقم دینا چاہتا تھا، اور یہ کہ میں نے اُسے کس طرح ڈھونڈھ نکالا تھا؟ میں نے اُسے اُس گوشہ نشین مچھیرے کے ساتھ اپنی مُلاقات اور پھر رقصوں کی دوڑ پر اپنی شرط کا حال کہہ سنایا، اور بات ختم کرتے ہوئے کہا "مجھے یقین ہے کہ جھیل کے اس پار وہ مچھیرا تمہارے رونے کی آواز سُن رہا تھا، لیکن کیسے؟ اور پھر کیسے اُسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمہارا بھائی مر چکا ہے؟ میں یہ باتیں تمہیں سمجھانے کی جرأت ہی نہیں کر سکتا۔ بہرحال یہ سب روپیہ تمہارا

ہے اور تم بالکل آزادی کے ساتھ جہاں چاہو جا سکتی ہو۔"

مارتھانے پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے کچھ سوچا اور کہا "ذرا اُس مچھیرے کا حلیہ تو بیان کرو؟ کیا وہ یُوں نظر آتا تھا جیسے اُس نے بہت دُکھ اُٹھائے ہوں اور بے حد تھکا ماندہ ہو؟ کیا وہ متین اور حلیم الطبع تھا جس کی وجہ سے اُس کا چہرہ بھلایا نہیں جا سکتا؟ کیا اُس کی کلائیوں اور پاؤں میں زخم تھے؟"

میں نے کہا "تم عین اُسی شخص کا ذکر کر رہی ہو۔ یقیناً تم اُسے مل چکی ہو۔"

مارتھانے مجھے بتایا "اُس گاؤں کے اُن مغلوب الغضب یہودیوں سے جان بچا کر بھاگنے کے بعد ہمیں غلّے کے خالی خُولی سِٹّوں کے سوا اور کچھ بھی کھانے کو نہ مل سکا، وہ بھی ہم کھیتوں میں سے اکٹھے کرتے تھے۔ آخرکار ہم ایک کنوئیں پر پہنچے اور ہم نے وہ رات وہیں قیام کرنے کا فیصلہ کیا۔ ہم سب انتہائی خستہ و خراب حالت میں تھے۔ اُس وقت یہ آدمی سڑک کی جانب سے بہت تھکا ماندہ سا آیا اور کہنے لگا "مجھے بھی پانی پلاؤ" لیکن ہم لوگ یہودیوں کے خلاف سخت غُصّہ میں بھرے بیٹھے تھے۔ مردوں نے اُسے کنوئیں کے نزدیک آنے سے روک دیا اور میرے بھائی نے اُس کا مذاق اُڑانے کے لئے کہا "تم یہودیوں کی دوزخ میں بھی پڑے ہوئے ہو تو میں تمہاری پیاس بُجھانے کے لئے اپنی ایک اُنگلی بھی پانی میں بھگو کر نہ دُوں گا۔ تُم ایک ملعون یہودی ہو۔" لیکن آخرکار مجھے اُس پر ترس آیا، میں جا کر اُس کے لئے پانی لائی جو اُسے پلانے کے بعد میں نے اُس کے زخمی پاؤں دھوئے، کیونکہ اُس میں اپنے پاؤں خود دھو لینے کی بھی سکت نہ تھی۔ میرے ساتھیوں میں سے کسی نے مجھے منع نہیں کیا۔ اداکار بہر طور دل کے اچھے لوگ ہُوا کرتے ہیں۔ میرا بھائی بھی غالباً اُس کے ساتھ صرف مذاق ہی کر رہا تھا اور بعد میں یقیناً اُسے کنوئیں تک جانے سے نہ روکتا۔ بات محض اتنی تھی کہ اُس وقت ہم لوگ یہودیوں کے متعلق بڑے تلخ سے جذبات لئے بیٹھے تھے۔ جب وہ پانی پی چکا اور میں نے اُس کے پاؤں نچوڑ کر خشک کر دئے تو اُس نے ایک بڑی شفیق نظر مجھ پر ڈالتے ہوئے برکت کی دُعا دی اور کہا "تم نے جو کچھ میرے لئے کیا وہ دراصل اُس کے لئے کیا جس نے مجھے بھیجا تھا۔ تمہارے اِسی ایک عمل پر تمہیں بہت کچھ مُعاف کر دیا جائے گا۔ شہنشاہ اور شہزادے تُم پر رشک کیا کریں گے کیونکہ تُم نے مجھے اُس وقت پانی پلایا جب میں پیاسا تھا۔"

"کیا اُس نے واقعی تمہیں یہ کہا تھا مارتھا؟" میں نے تعجب سے پُوچھا۔

"بالکل یہی الفاظ تھے اُس کے۔" ماٹرینا نے کہا "یہ الفاظ تو میرے حافظہ پر نقش ہو چکے ہیں گو مَیں ان کا مطلب نہیں سمجھتی تاہم مَیں نے اُس کی باتوں کو اسلئے اپنے ذہن میں محفوظ کرلیا تھا کہ وُہ مجھے ایک نرالا انسان نظر آیا تھا۔ پھر جب مَیں تھوڑی دیر کے لئے اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہُوئی تو وُہ غائب ہو چُکا تھا۔ ہم اسقدر بھُوکے تھے کہ اُس کُنوئیں کے قریب سونے کے لئے لیٹنے سے پیشتر ہم نے درختوں کی چھال چبائی، مگر تھوڑی ہی دیر بعد ایک بُوڑھی عورت اِدھر اُدھر دیکھتی ہُوئی گویا کچھ تلاش کر رہی ہو، سڑک پر نمودار ہُوئی۔ اُس کے پاس ایک ٹوکری میں جَو کی روٹیاں اَور بھیڑ کا گوشت تھا، جو اُس نے ہمارے پاس آکر ہمیں کھانے کے لئے پیش کیا۔ ہم نے اُسے بتایا کہ اُسے ادا کرنے کو ہمارے پاس پھُوٹی کوڑی بھی نہیں جس پر اُس نے کہا "یہ لو اَور کھاؤ، مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ مَیں اپنی خُوشی سے جتنا دے دُوں گی اُس سے کئی گُنا زیادہ مجھے دیا جائے گا۔" چنانچہ اُس سے کھانا لے کر ہم لوگوں نے کھا لیا اَور سب کے پیٹ اچھی طرح سے بھر گئے۔ مردوں نے سمجھا کہ ہم سے بدسلُوکی کرنے کے بعد یہُودی غالباً ڈر گئے ہوں گے اَور اَب یُوں ہمیں کھانا بھیج کر خُوش کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن عَورت نے بچا کھچا اپنی ٹوکری میں ڈالا اَور اپنا راستہ لیا۔ مجھے احساس ہُوا کہ دراصل وُہ تھکا ماندہ آدمی ہی تھا جس نے اس عورت کو ہل کر اُسے ہمارے لئے کھانا پہنچانے کو کہا ہوگا کیونکہ مَیں نے اُس کے ساتھ اچھا سلُوک کیا تھا۔ اگر واقعی وُہ دراصل وُہی شخص تھا جسے تُم بھی جھیل کے پار ملے ہو، تو مجھے بتاؤ کہ وُہ آخر ہے کون؟"

مَیں نے کچھ تامّل کرتے ہُوئے سوچا کہ اسے بات کسی حد تک بتاؤں، اَور پھر کہا "مَیں نہ تو اُسے جانتا ہُوں نہ ہی سمجھتا ہُوں، بہرحال تُمہیں کم از کم اُس نے پانی پلانے کا ایک نہایت گرانبہا معاوضہ دے دیا ہے، مَیں تو اپنے بے چین خوابوں تک میں تُمہیں اِس جگہ دیکھ پانے کا وہم بھی نہ کرسکتا ماٹرینا! نہ ہی مَیں کبھی یہ گمان کرسکتا تھا کہ جس لڑکی کو مجھے اپنی جیت کی یہ رقم دینا تھی وُہ دراصل تُم ہوگی۔ مَیں اِس تمام ماجرے کو صرف اِس بات کی ایک واضح علامت اَور اِس چیز کی ایک یاددہانی کہہ سکتا ہُوں کہ میرا اسکندریہ سے اُس جہاز پر سوار ہونا محض میری اپنی مرضی سے نہ تھا، مگر اَب تُم پر سلامتی ہو ماٹرینا، اَور اِس رقم کو جیسے مناسب سمجھو استعمال کرو، مجھے اَب جانے کی اجازت دو، کیونکہ مجھے جلد ہی ایک نہایت ضروری پیغام ملنے کی توقع ہے۔"

لیکن ماٹرینا نے میرا بازو بہُت مضبُوطی سے پکڑ کر زبردستی مجھے دوبارہ پتھریلے فرش پر بٹھاتے ہُوئے کہا "نہیں، تُم یُوں نہیں جا سکتے کیونکہ مَیں یہ نہ ہونے دُوں گی، جس آدمی کا ذکر تُم نے مجھ سے کیا ہے وُہ ہرگز کوئی عام انسان نہ تھا، کوئی شخص نہ تو کسی سے اُس کے سے انداز میں پیش آتا ہے اَور نہ ہی ایسی باتیں کرتا ہے جیسی اُس نے کی ہیں۔"

مگر مَیں اُس اجنبی اَور مشتبہ پیشہ والی لڑکی کو بادشاہت کا بھید نہیں بتانا چاہتا تھا۔ اس لئے بے ساختہ بول اُٹھا "تُم اُس سے جو کچھ مانگ سکتی تھیں، اُس سے بہُت زیادہ تمہیں مل چُکا ہے۔ مجھے اَب جانے دو۔"

ماٹرینا نے غُصّے سے سُرخ ہو کر بٹوہ واپس میرے ہاتھوں میں تھما دیا اَور جوش سے کہا "تو پھر اپنا روپیہ اپنے پاس رکھو تاکہ یہ تمام زندگی تُمہارے ضمیر کو ڈستا رہے، تُم مجھے روپیہ دے کر اپنا پیچھا نہیں چھُڑا سکتے، کیونکہ روپیہ ہرگز میرے غم کا مداوا نہیں۔ اِس سے بہتر یہ ہوگا کہ مَیں اپنے آپ کو پھانسی دے لُوں۔ مجھے فوراً وُہ سب کچھ بتاؤ جو تُم اُس کے بارے میں جانتے ہو، اَور پھر اُس کے پاس لے کر چلو۔"

مجھے احساس ہُوا کہ مَیں ایک عجیب سرگشتگی کا شکار ہو گیا ہُوں، اَور افسوس کے ساتھ کہا "اُس کے اعمال واقعی انسانوں کی مانند نہیں اَور مَیں اپنی انسانی فہم سے اُسے سمجھنے سے قاصر ہُوں۔ کیا اِس مُلک میں خُدا کا خوف رکھنے والی اَور بادشاہت کی متلاشی یہُودی بیوائیں اَور یتیم لڑکیاں ختم ہو چُکیں جو اُس نے ایک مصری لڑکی کو چُن لیا، ایک ایسی لڑکی کو جس نے بچپن سے ہی گُناہ میں پرورش پائی ہے۔"

ماٹرینا نے دُکھ بھرے لہجہ میں کہا "مَیں ایک عام مصری لڑکی نہیں ہُوں، مَیں ایک جزیرے میں شریف، یُونانی النسل والدین کے گھر پیدا ہُوئی تھی۔ مَیں نہیں سمجھ سکی تُمہارا اِس سے کیا مطلب ہے کہ مَیں بچپن سے ہی گُناہ میں پلی ہُوں۔ میرے پیشے میں نادم ہونے کی تو کوئی بات نہیں، کیونکہ اِس سے تو مَیں بے شمار لوگوں کو محظُوظ کرتی ہُوں، البتہ مَیں صرف ایک مرد کی عورت کہلانے کی واقعی حقدار نہیں ہُوں، لیکن گُناہ کرنے کے لئے دو کی ضرورت ہوتی ہے، اَور مَیں نہیں جانتی کہ اُن دو میں سے زیادہ گُنہگار کون ہوتا ہے؟ مَیں خُود یا وُہ مرد جو میری غربت کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہُوئے مجھے گُناہ میں شامل ہونے کے لئے رشوت دیتا ہے؟ لیکن اَب تو مجھے اپنی تمام سابقہ زندگی کو ایک ایسے مکمل انداز میں ختم کرنا ہے گویا مَیں اپنے آپ کو

پھانسی دے چکی ہوں ۔ میں ایک نئی اور بہتر زندگی کی متلاشی ہوں ۔ وہ روپے سے تو نہیں خریدی جاسکتی ، لہٰذا اب تمہیں میری امداد بالکل یُوں کرنا چاہیئے جیسے کہ تم میرے حقیقی بھائی ہو۔"

اُس وقت میں اپنی مشکل پر بآسانی پاسکتا تھا ، مریم مریلی سے ابھی بمشکل اپنی جان چھڑا پایا تھا کہ فوراً ہی اَب یہ ایک اُس سے بھی بڑھ کر خطرناک اجنبی لڑکی میرے پلّے پڑتی جارہی تھی ، لیکن میرے لئے ضروری تھا کہ میں اُسے وضاحت سے سمجھاتا ، اس لئے میں نے پہلے سوچا کہ اُسے کیا جواب دُوں اور پھر یُوں اُس کو سمجھانا شروع کیا " مجھے معلوم نہیں کہ اِس سارے معاملے کو تم کس حد تک سمجھتی ہو ۔ مگر تم نے چونکہ کافی دُنیا دیکھی ہے اس لئے تمہارے تجربہ میں یقیناً بہت سی ناقابلِ وضاحت باتیں بھی آئی ہوں گی ۔ میرے پاس یہ یقین کرنے کی کافی وجوہ ہیں کہ وہ شخص جسے تم نے کنوئیں پر پانی پلایا تھا اور جس کے ساتھ میں نے جھیل کے ساحل پر گفتگو کی تھی ، یسوع ناصری نام کا ایک انسان ہے ۔"

" لیکن اُسے تو میں جانتی ہوں " مجھے حیران کرتے ہوئے مائرینا نے میری بات کاٹ کر کہا ، " دارالحکومت کے فوجی اُس کے علاوہ اور کسی کا ذکر ہی نہیں کیا کرتے تھے ۔ اُس نے معجزے کئے ہیں ، بیماروں کو شفا دی ہے حتیٰ کہ مُردوں کو بھی زندہ کیا ہے اور اُس نے یہودیوں کے لئے ایک بادشاہت قائم کرنے کا وعدہ کیا تھا ، اس لئے یروشلیم میں اُسے مصلوب کر دیا گیا تھا ۔ اُس کے حواریوں نے پیلاطُس کی تمام احتیاطوں اور پہروں کے باوجود اُس کی نعش اُس کی قبر میں سے چرالی تھی تاکہ لوگوں کو یقین دلایا جاسکے کہ وہ دوبارہ زندہ ہوگیا ہے ، یا کیا تمہارے خیال میں وہ سچ مچ اپنی قبر میں سے زندہ اُٹھ گیا تھا اور یہ وہی تھا جو مجھے کنوئیں پر ملا تھا ؟"

"وہ واقعی مُردہ سے زندہ ہوگیا تھا " میں نے کہا " اس لئے وہ خُدا کا بیٹا ہے ، اور میں یقین کرتا ہوں کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کی کُل طاقتیں رکھتا ہے ۔ اِس سے پیشتر کبھی ایسی بات ظہور میں نہیں آئی ، پھر وہ یہاں گلیل میں آگیا ، اُس کے حکم پر اُس کے حواری بھی اُس کے پیچھے یہاں آگئے ، وہ یقیناً اپنے اُسی سفر کے دَوران تم پر ظاہر ہوا ہوگا ، اُس نے حواریوں سے ایک بار پھر اب ایک پہاڑ پر ملنے کا وعدہ کیا ہے ۔"

" لیکن " مائرینا نے ایک سیدھا سادہ عام فہم اعتراض کیا " اگر وہ خُدا کا بیٹا ہوتا تو اُسے پیاس کیوں لگتی ؟"

" میں یہ کیونکر جان سکتا ہوں " میں نے چڑ کر کہا " میں نے اپنے ہاتھوں سے اُس کی پشت پر کوڑوں کے گہرے داغ محسوس کئے ہیں ، اگر یہ وہی تھا تو میں شہادت دے سکتا ہوں کہ وہ گوشت اور خون کا بنا ہوا تھا ، وہ انسانوں کے درمیان ایک انسان ہے مگر اِس کے باوجود خُدا کا بیٹا ہے ۔ مجھے یہ نہ پُوچھو کہ ایسا کیوں اور کیسے ہے ، کیونکہ میرے یقین کے مطابق یہی اُس کا سب سے بڑا معجزہ ہے ۔ ایک ایسی بات جو اَب سے پہلے کبھی دُنیا میں واقع نہیں ہوئی اس لئے اُس کی بادشاہت یہودیوں کے عام تصوّر کے مطابق محض ایک دُنیاوی چیز نہیں ہوسکتی ۔"

مائرینا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی ، میرے الفاظ پر سہم کر وہ غور کرتی رہی ۔ پھر بولی " اگر معاملہ ایسے ہی ہے جیسے تم کہتے ہو ، تو پھر اُس نے یقیناً تمہیں یہاں مجھے صرف روپیہ دینے کے لئے نہیں ، بلکہ میرے بھائی کی جگہ پُر کرنے کے لئے بھیجا ہے ۔ اُس نے ہم دونوں کو ایک دُوسرے کے ساتھ عین اُسی طرح باندھ دیا ہے جیسے کوئی قمریوں کی جوڑی کو اکٹھا رکھنے کے لئے اُن کے پنجے ایک دُوسرے کے ساتھ باندھ دے ۔ اُس کی بادشاہت جیسی بھی ہو مجھے بھی اُس کی آرزو ہے کیونکہ یہ دُنیا تو میں جی بھر کر دیکھ چکی ہوں ، چلو ہم دونوں اکٹھے اُس پہاڑ پر چلیں ، اور اُس کے آگے گر کر اُس سے التجا کریں کہ ہمیں بھی اپنی بادشاہت میں داخل کرے ، کیونکہ اُسی نے تمہیں اور مجھے ایک بھائی اور ایک بہن کی طرح ایک دُوسرے کے سپُرد کیا ہے ۔"

" مائرینا " میں نے بڑے پختہ ارادے سے کہا " مجھے کسی بہن کی کوئی کمی ہے نہ ضرورت ، یقین مانو مجھے کوئی ضرورت نہیں ! یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے ، اور بہر طور میں تمہیں اپنے ساتھ پہاڑ پر نہ لے جاؤں گا ، کیونکہ فی الحال تو میں یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ پہاڑ میں تلاش بھی کرسکوں گا یا نہیں ، کون جانے اُس کے حواری یہ فرض کرکے کہ میں اُن کے رازوں کی جاسُوسی کر رہا ہوں ، مجھے ہلاک ہی کر ڈالیں ۔ تمہیں یہ بات ذہن نشین کرلینا چاہیئے کہ اُن کے کٹر عقیدہ کے مطابق اُس کی بادشاہت صرف مختون یہودیوں کے لئے محدود ہے ۔ وہ اُس میں کسی رُومی کسی یُونانی حتیٰ کہ کسی سامری کو بھی شامل کرنے کو تیار نہیں ہیں ۔ وہ ایسے کسی بھی شخص کو قبول نہیں کرتے جو اُن کے ہیکل کی برتری کو تسلیم نہ کرتا ہو ۔ یہ تمام معاملہ تمہاری فہم سے کہیں بڑھ کر پیچیدہ اور خطرناک ہے لیکن اگر تم خاموش رہنے اور مجھے پریشان نہ کرنے کا وعدہ کرو ، تو میں وہاں سے واپسی پر تمہارے پاس آکر تمہیں اُس کے متعلق سب کچھ بتاؤں گا بشرطیکہ وہ اپنی بادشاہت صرف اپنی ہی قوم کے لوگوں تک محدود نہ کر دے ، ورنہ اُس صورت میں واپس نہیں آؤں گا لیکن مجھے

اُمید ہے کہ اِس کے باوجود تم پھر مجھے شفقت کے ساتھ یاد رکھو گی۔"

ماریَنا نے بے قابو سی ہو کر بٹوہ میرے سر پر دے مارا اور بے حد تلخی سے کہنے لگی "یُونہی سہی پھر، ڈُوبتے کو تنکے کا سہارا! مَیں اِسی لئے یسُوع ناصری کا سہارا لینا چاہتی ہُوں اور گو تم کسی بات میں میرے بھائی کی برابری نہیں کر سکتے تاہم مَیں تمہیں اپنا بھائی ہی بنانا چاہتی ہُوں، مَیں اور میرا بھائی تو ایک دُوسرے کا مُدعا نظروں ہی نظروں میں سمجھ لیا کرتے تھے ہم ہمیشہ اکٹھے ہی ہر چیز پر ہنستے اَور مذاق اُڑایا کرتے تھے حتیٰ کہ بھوک اور ذِلّت تک کا! تاکہ ہم ایک اداکار کی ذلیل و شرمناک زندگی ہنسی خوشی برداشت کر سکیں۔ جاؤ، سنگدل انسان جاؤ، اپنا رستہ پکڑو، تم جو یہ سمجھے ہو کہ تم اپنے روپے سے کسی کو خرید سکتے ہو، جاؤ اپنے پہاڑ کی طرف جلدی جلدی اَور خوشی خوشی چلے جاؤ، لیکن مَیں حیران ضرور ہُوں کہ مجھے دُکھ اَور موت کے سپُرد کر جانے کے بعد وُہ کیسی بادشاہت ہو گی، جو تمہیں ملے گی۔ اَے دولتمند انسان، تمہیں بے سہارا ہونے کا کیا احساس!"

مَیں نے اُسے بغور دیکھا اَور اُس کی سبز چمکیلی آنکھوں کی کیفیت سے اندازہ کیا کہ وُہ اپنے غم اَور وحشیانہ بغاوت کے جذبات کے تحت واقعی، خواہ مجھے پریشان کرنے کے لئے ہی سہی خُود کو ہلاک کر دینے پر تُلی ہُوئی تھی، اَور اُس نے وُہ سب باتیں کُچھ اِس وثوق کے ساتھ کہیں کہ شکوک نے میرا دِل مسل کر رکھ دیا، شاید یسُوع ناصری یہی چاہتا ہو کہ مَیں کمزور پڑ جاؤں، اَور ماریَنا کو اپنی بہن بناؤں، گو بظاہر یہ کتنی ہی شرمناک بات ہو، مَیں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ اُس کی بادشاہت پھُولوں کی سیج نہ تھی، بلکہ اُس کے کُچھ ایسے مطالبے بھی تھے جنہیں پُورا کرنا بے حد مشکل تھا۔

"ماریَنا میری بہن" مَیں نے اپنی بدمزاجی کو دبانے کی کوشش کرتے ہُوئے کہا، "چلو پھر ہم اکٹھے چلیں، اَور جو کُچھ ہم پر گذرے اُس کے لئے مجھے مُلزم نہ ٹھہرانا۔"

لیکن ماریَنا اِس پر مطمئن نہ ہوئی۔ اُس نے کہا "میرے ساتھ اتنی دُرشتی سے بات نہ کرو، اگر تم مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہو تو ایک بھائی کی سی خُوشدلی کے ساتھ لے کر چلو ورنہ مجھے ساتھ لے جانے میں کسی کو بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔"

مَیں اب اِس کے سوا اَور کُچھ نہ کر سکتا تھا کہ ایک بھائی کی طرح اُس کے دُبلے پتلے جسم کو اپنی آغوش میں لے لُوں، اُس کے رُخسار پر بوسہ دُوں اَور محبت بھرے الفاظ میں اُسے تشفی دُوں۔ اُس نے چند آنسو اَور بہائے لیکن پھر ہم فوراً ہی وہاں سے روانہ ہوگئے۔ دربان

کی نشست پر بیٹھے ہُوئے بُوڑھے یُونانی نے جو شراب کا پیالہ ہاتھ میں لئے بڑبڑا رہا تھا، ہمیں روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ سُورج پہاڑیوں کی اوٹ میں ابھی غروب ہی ہُوا تھا، اور گرمی سے کھولتے ہُوئے شہر میں بے شمار چراغ اَور تارکول بھری مشعلیں روشن کی جا رہی تھیں۔ مَیں واپس سرائے میں پہنچنے کے لئے اِس قدر بیتاب تھا کہ عجلت میں مجھے ماریَنا کے لئے کوئی معقول نیا لباس خریدنا بھی یاد نہ رہا۔ اُس کے اداکاری کے چُست لباس اَور بھڑکیلے سینڈل کی وجہ سے کئی گُذرنے والے اُس پر آوازے کستے رہے اَور اُسے شہر سے نکال کر غسل گاہوں کے محفوظ راستہ تک لے جانے میں مجھے سخت کوفت اُٹھانا پڑی۔ مجھے یقین تھا کہ یسُوع کے حواری اُسی شب روانہ ہوں گے، کیونکہ وُہ اِس سے بہتر وقت کا انتخاب نہ کر سکتے تھے۔ اگلے روز بے شمار لوگ طبریاس سے واپس اپنے گھروں کو روانہ ہونے والے تھے، جس کی وجہ سے پہاڑ کی طرف جانے والا کوئی مسافر سڑکوں پر خاص طور سے جاذبِ توجہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اِس یقین کے تحت مَیں بے حد عجلت میں تھا۔

یُونانی سرائے کے چراغوں کی گرمی میں ہانپتے ہُوئے پہنچنے سے پہلے مجھے اپنی حماقت کا احساس نہ ہو سکا تھا۔ سرائے کا معزز مالک جو دولتمند مسافروں کی ترنگیں اَور خبط نہایت بے رُخی سے دیکھ چھوڑنے کا عادی تھا، ہماری طرف اَور ماریَنا کو سر سے پاؤں تک ایک نظر دیکھتے ہُوئے ملامت کے لہجہ میں بولا "رُومی تم ایک نرے بے پیندے کے لوٹے معلوم ہوتے ہو، اِس سے پہلے عیّاشی کے لئے تمہارے پاس ایک یہُودی لڑکی تھی، مگر مَیں خاموش رہا، کیونکہ اُسے تم نے اپنے کمرے میں ہی بند پردوں کے پیچھے رکھ چھوڑا تھا، لیکن اب اِس جشن کی رات اِس طرح ایک ایسی ذلیل بھانڈ لونڈیا کو تُمہارا اپنے ساتھ لے کر آنا، جو تمہیں سُلانے کے بعد چند درہموں کی خاطر بے دریغ اپنے آپ کو سرائے کے دُوسرے مہمانوں کے سُپرد کر دیگی، یہاں پر ایک ہنگامہ کا باعث ہو جائے گا۔ یہ تمہارے بستر کے کپڑے تک چُرا کر چلتی بنے گی، تم نے یہ حد سے بڑھنے والی حرکت کی ہے، ایسی بھانڈ فاحشاؤں کا ہمیں پہلے ہی کافی تلخ تجربہ ہے۔"

مَیں نے سرائے کے مالک کے نقطۂ نظر سے ماریَنا کا جائزہ لیتے ہُوئے دیکھا کہ اُس کا رقص کرنے کا چھوٹا سا چوغہ کس قدر خستہ اَور داغدار تھا، اُس کی خُوبصورت سینڈلوں کا رنگ گِھس گِھس کر کسقدر بدرنگ ہو چکا تھا اَور اُس کے گھٹنوں پر کتنی میل جمی ہُوئی تھی، اَور روتے رہنے کی وجہ سے اُس کا چہرہ کس قدر سُوجا ہُوا تھا، تو مجھے احساس ہُوا کہ واقعی اُسے

ایک نظر دیکھنے پر ہر شخص یہی سمجھنے پر مجبور ہو گا کہ یہ ابھی ابھی کسی محفلِ عشرت سے لُٹ پِٹ کر نکلی ہے۔ اُس کی بغل میں اپنے بھائی کی پانچ نالی بین تھی اور ایک اُونچے درجہ کی سرائے میں قیام کی خواہش رکھنے والے کسی معزز آدمی کے لئے وُہ بین کی نالیاں ہرگز کوئی اچھّی سفارش نہیں ہُوا کرتیں۔ مَیں مالکِ سرائے کا مطلب سمجھ گیا، اور گو ماٹرینا خود بہت باتیں بگھار سکتی تھی تاہم اُس نے اُس وقت خاموش رہنے میں ہی خیریت سمجھی، بہرحال مجھے مالک سرائے کے الفاظ پر غصّہ آگیا کیونکہ مَیں اپنی جگہ ایک کافی جہاندیدہ شہری تھا، جبکہ اُس کی باتیں میری فہم اور میری نیّت پر ایک راست حملہ سے کم نہ تھیں۔ صورتِ حالات کی نزاکت بھی مجھ پر واضح تھی۔ مَیں نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا اور کہا "تم مجھے بالکل غلط سمجھے ہو، شریف آدمی! یہ لڑکی میری بہن ہے، ہم سکندریہ سے آنے والے جہاز پر یہاں آتے ہُوئے راستے میں جھگڑ پڑے تھے، جب یہ مجھ سے باغی ہو کر چند آوارہ بھانڈوں کے ایک طائفہ میں شامل ہو گئی تھی، اب یہ تبریاس کے تھئیٹر میں میری نظر پڑ گئی، میرا خیال ہے یہ اب تک کافی قسمت آزمائی کر چکی ہے۔ یہ غسل کرنے کے بعد اپنے بال بنائے اور نئے کپڑے پہن لے پھر تم اِسے دیکھنا، اُس وقت تک تم اِس کی شہرت کی خاطر مہربانی کر کے اپنی زبان اپنے مُنہ کے اندر رکھنا، مَیں تمہیں خُوش کر دُوں گا۔" تاہم مالک سرائے نے میرے کہنے پر پُورا یقین نہیں کیا، اور غصّہ میں بُڑبُڑانے لگا کہ سرائے میں یُوں خُفیہ طور سے کسی قحبہ کو لانے کے لئے کبھی کسی بدترین شرابی کو بھی یہ نہ سُوجھی ہو گی کہ اُسے اپنی بہن کہنا شروع کر دے، بہرحال جب اُس نے اندازہ کر لیا کہ مَیں نشہ میں نہیں ہُوں اور مَیں ماٹرینا کو یُونہی بازار میں سے پکڑ کر نہیں لے آیا بلکہ اُسے پہلے سے جانتا ہُوں، تو اُس نے ہمیں سرائے کے اندر جانے کی اِجازت دے دی اور ماٹرینا کے بال سنوارنے کے لئے ایک حجام کو اور غسل کروانے کے لئے ایک غلام عورت کو ہمارے پاس بھیج دیا۔ اُس نے پھر کپڑے کے ایک تاجر کو بھی بھیجا تاکہ مَیں ماٹرینا کے لئے مناسب لباس خرید سکُوں۔ مَیں محض یہ چاہتا تھا کہ اُس کے لئے کوئی صاف ستھرا شریفانہ سفری لباس مل جائے، لیکن جب وُہ غسل کر کے لَوٹی تو ضد کرنے لگی کہ وُہ ہر لباس کو اپنے جسم پر پہن کر اور غلام کے ہاتھ میں پکڑے ہُوئے آئینے میں اُس کا ملاحظہ کر لینے کے بعد ہی اپنے لئے موزوں لباس منتخب کرے گی۔ مَیں اُس کے اِن ملاحظوں سے اُکتا گیا اور بالآخر اپنے بستر پر اوندھے مُنہ لیٹ کر مَیں نے اپنی اُنگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں، کہ اُن کی وُہ سب ناقابلِ برداشت بک بک جھک جھک نہ سنُوں۔

ماٹرینا نے جب دیکھا کہ مَیں واقعی اُس کی حرکت سے پریشان ہُوں تو اُس نے تمام لباس ایک طرف پھینک دیئے، غلام کو رخصت کر دیا اور میرا کندھا ہلا کر کہنے لگی "کسی عورت کے رنج و غم اور مایُوسیوں کو محو کرنے کا بہترین ذریعہ خُوشبوئیں، خُوبصورت لباس اور تازہ سنوارے ہُوئے بال ہی تو ہُوا کرتے ہیں، لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ اگر مجھے صرف اپنا وُہ پھٹا پُرانا چوغہ اور وُہ گھِسے پِٹے سینڈل پہن کر ہی اپنے بھائی کے ساتھ ایک رُوکھا سُوکھا کھانا نصیب ہو سکتا ہے، تو مجھے وُہی چیزیں عزیز تر ہوں گی، اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم کم از کم میرا غم غلط کرنے کی خاطر ہی خُوش نظر آیا کرو، جیسا کہ تمہارے ذہن سے غمگین خیالات کو دُور رکھنے کی کوشش میں مَیں خُود کر رہی ہُوں۔"

اپنا سر اپنے ہاتھوں سے دباتے ہُوئے مَیں نے کہا "آہ، میری بہن! تمہیں غم سے نجات پاتے دیکھ کر مَیں خُوش ہُوں، مگر تمہارا دُکھ اب مجھے لگ چکا ہے، رات کافی گذر چکی ہے اور ہر لحظہ میرا خوف بڑھتا جا رہا ہے۔ مَیں نہیں جانتا مجھے کس چیز کا خوف ہے، مگر اپنے دل میں یشوع ناصری سے دُعا مانگ رہا ہُوں کہ وُہ ہمیں فراموش نہ کرے، میرے ساتھ زُلفوں اور لباسوں کی باتیں نہ کرو، اب جبکہ تکمیل کی گھڑی سر پر کھڑی ہے میرے لئے یہ باتیں کوئی معنی نہیں رکھتیں کہ مَیں کیا کھاؤں اور کیا پہنُوں۔ وُہ اب جلد ہی اپنے حواریوں پر ظاہر ہونے والا ہو گا۔"

ماٹرینا نے اپنا سارا بوجھ مجھ پر ڈالتے ہُوئے اپنے بازو میرے گرد لپٹا دیئے اور اپنا دُبلا سا رُخسار میرے شانے پر رکھتے ہُوئے کہنے لگی "کیا ابھی ابھی تم نے واقعی اپنے دِل کی گہرائیوں سے مجھے بہن کہہ کر پکارا تھا؟ اگر ایسا تھا تو مَیں اور کچھ نہیں پُوچھتی، مَیں اپنے بھائی کے شانے پر اپنا سر آرام کے ساتھ رکھ کر بالکل اِسی طرح اُس کے بازُوؤں میں سو جایا کرتی تھی۔"

اور بمشکل ایک ہی لمحہ گذرا ہو گا کہ وُہ میرے بازُوؤں میں پڑی واقعی سو رہی تھی، اور نیند میں بھی ٹھہر ٹھہر کر سِسکیاں لیتی جاتی تھی، لیکن بے چینی کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آسکتی تھی، محض غنُودگی ہی میں مجھے ایک دہشتناک خواب سا نظر آنے لگا۔ مَیں بُوڑھا ہو چکا تھا، میرا سر سفید تھا، مَیں ایک صحرا کے اندر، ایک پھٹا ہُوا چوغہ پہنے ننگے پاؤں ایک کبھی نہ ختم ہونے والے راستہ پر آوارہ چلا جا رہا تھا، میرے دوش بدوش، نحیف و نزار، تھکی ماندی ماٹرینا اپنی پُشت پر ایک بوجھ اُٹھائے چل رہی تھی، ہمارے پیچھے پیچھے لمبے موٹے بالوں والے ایک خچر پر سوار مریم بریکی آرہی تھی، وُہ اتنی موٹی تھی اور اُس کے چہرے پر بے اطمینانی کی اسقدر لکیریں پڑی ہُوئی تھیں کہ

مَیں اُسے بمشکل صرف اُس کی آنکھوں کی وجہ سے پہچان سکتا تھا، اَور ہم سے آگے، دُور، کہیں بہت دُور ایک نُورانی مجسمہ چلا جا رہا تھا جو گاہے گاہے پلٹ کر اپنے پیچھے ایک نظر دیکھ لیتا تھا اَور مَیں دِل میں یہ بھی جیسے جانتا تھا کہ مَیں خواہ کتنا ہی تیز تیز کیوں نہ چلوں لیکن اُسے کبھی نہیں پکڑ سکتا۔

جب مَیں اِس خواب سے بیدار ہُوا تو سر سے پاؤں تک پسینے میں شرابور تھا، اگر میرے مستقبل کے لئے واقعی یہ کوئی شگُون تھا، اَور اگر یسُوع ناصری نے اپنے حواریوں کو اِسی قسم کی بادشاہت پیش کی تھی تو مَیں یہ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ اُس لمحہ مجھے اُس کی تلاش میں جانے کی کوئی خواہش باقی رہ گئی تھی۔ مجھے یاد آیا کہ اُس رات جھیل کے ساحل پر بھی اُس نے، اگر واقعی وُہ شخص خُود یسُوع ہی تھا، میرے لئے اَور بھی بہت سی اذیتوں اَور دُکھوں کی پیش گوئی کی تھی۔ اُس لمحہ پھر ایک شیطاں مجھ پر حاوی ہونے لگا، اَور مَیں نے محسُوس کیا کہ رات کی تاریکی سے بھی بڑھ کر ایک گھمبیر تاریکی ایک زندہ شکل اختیار کئے ہُوئے، میرے گرد لپٹنے کی کوشش کر رہی ہے۔

"یسُوع ناصری خُدا کے بیٹے رحم کر" مَیں اپنی اُس اذیت کے عالم میں بے اختیار چیخا، اَور یک لخت اندھیرا اچھٹ گیا۔ اپنی ہتھیلیوں کو ایک دُوسری پر پُورے زور سے دباتے ہُوئے مَیں نے سوسن کی سکھائی ہُوئی دُعا دُہرائی، اَور جب مَیں آخری الفاظ پر پہنچا "سچائی کے ساتھ" تو مَیں تقریباً سو چکا تھا اَور پھر مَیں نہایت سکُون کے ساتھ صُبح تک سویا رہا۔

مارؔینا نے میرے پہلو میں سے اُٹھتے ہُوئے مجھے جگایا، کھڑکی کی جھلملیوں میں سے مَیں نے زرد صُبح دیکھی لیکن مارؔینا اپنی چمکدار آنکھوں اَور مُسکراتے چہرے کے ساتھ سامنے خلا میں گھُور رہی تھی۔ پھر ایک مسرّت بھری چیخ کے ساتھ اُس نے کہا "آہ! مرقس میرے بھائی! کیسا حسین خواب تھا" اَور اُس نے اپنا خواب مجھے یُوں سُنایا "ہم ایک جلتے ہُوئے زینے پر چڑھ رہے ہیں، صرف تُم اَور مَیں، تیسرا کوئی نہیں، لیکن اُس آگ نے ہمیں کوئی ضرر نہیں پہنچایا، ہم اُونچے اَور اُونچے چڑھتے گئے اَور ہر چیز ہلکی بے حد ہلکی ہوتی گئی، جب تُم تھک کر مزید آگے چڑھنے سے ہچکچانے لگے تو مَیں نے تُمہیں ہاتھ پکڑ کر سہارا دیا۔ یہ میری زندگی کا حسین ترین خواب ہے یقیناً اِس کا مطلب اچھا ہی ہوگا۔"

"مَیں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے" مَیں نے اُسے بتایا، اَور اچانک مجھے خیال گزرا کہ دونوں خوابوں کی یقیناً ایک ہی سی اہمیت ہوگی، کیونکہ کوئی شخص ایک ہی بات کو دُوسرے سے

بالکل مختلف انداز میں بھی دیکھ سکتا ہے۔ عین اُسی وقت ہمارے دروازے پر دستک ہُوئی اَور نیند کا مارا سہما ہُوا ایک ملازم اندر داخل ہوتے ہُوئے کہنے لگا "ناراض نہ ہونا آقا، لیکن نیچے تمہیں کوئی بُلا رہا ہے، مَیں اِس وقت آکر تمہیں جگانے کی کبھی جرأت نہ کرتا اگر وُہ شخص اس قدر ضدی نہ ہوتا۔ اُس کے ساتھ دو خچر ہیں وُہ کہتا ہے کہ تُمہیں فوراً روانہ ہونا چاہیئے۔"

لبادہ اپنے گرد لپیٹتے ہُوئے مَیں بھاگ کر نیچے گیا، سُورج ابھی پُوری طرح طلوع نہیں ہُوا تھا، مَیں نے ناتھان کو وہاں ٹھٹھرتے ہُوئے کھڑے دیکھا اَور خُوشی کی ایک چیخ بے اختیار میرے مُنہ سے نکلی، وُہ خُود بھی اس قدر بے قرار تھا کہ اپنی کم گوئی کی عادت کو بھُولتے ہُوئے مجھے بتانے لگا "وُہ لوگ آج شب کفرنحُوم سے روانہ ہو چکے ہیں سب لوگوں کو پیغام پہنچایا جا چکا ہے۔ وُہ علیحدہ علیحدہ گروہوں میں گئے ہیں، ہر شخص اپنے پُورے کُنبہ اَور سب رشتہ داروں کو اپنے ساتھ ہی لے کر گیا ہے، سوسؔن کو بھی وُہ ساتھ لے گئے ہیں جس کے لئے مَیں نے ایک خچر دیا ہے، دُوسرا خچر مَیں نے شمعون پطرس کو اُس کی بُوڑھی بیمار ساس کے لئے دیدیا تھا۔ مَیں نے سوچا کہ یہ عین دُوراندیشی ہوگی اگر اُس کے ساتھ تُمہارے تعلّقات اچھے ہو سکیں۔ ابھی اُسے یہ معلُوم نہیں کہ اُس نے دراصل کس کا خچر عاریتاً لیا ہے۔ بہرحال مجھے یہ اُمّید نہیں کہ اَب وُہ کسی بھی ایسے شخص کو وہاں سے واپس کر دیں گے جسے کسی نہ کسی ذریعے سے اطلاع مل گئی ہو، کیونکہ یہ نہایت ہی مُبارک موقعہ ہے اَور ممکن ہے اِسی آنے والی شب کو اسرائیل میں بادشاہت قائم کر دی جائے۔"

"کیا مَیں اپنی تلوار ساتھ لے چلُوں؟" مَیں نے جلدی سے پُوچھا۔

"نہیں" ناتھان نے جواب دیا۔ "اُس نے کہا تھا "جو تلوار اُٹھائے گا، خُود تلوار سے ہی ہلاک ہو جائے گا۔" وُہ ضرُورت کے وقت فرشتوں کی پُوری فوج اپنی مدد کے لئے بُلا سکتا ہے۔ ہمیں اب فوراً ہی بلا تاخیر پہاڑ کی طرف روانہ ہو جانا چاہیئے۔"

مَیں نے اُسے پُوچھا کیا پہاڑ بہت دُور واقع ہے تو اُس نے بتایا کہ اُسے وُہ پہاڑ خُوب اچھی طرح سے معلُوم ہے اَور وہاں پہنچنے کا راستہ بھی یاد ہے، جو کہ پُورے ایک دن کی مسافت ہے، اُس کی رائے میں دانشمندی اِسی میں تھی کہ شام کا جھٹپٹا ہونے سے پہلے وہاں نہ پہنچا جائے تاکہ ہماری طرف دُوسروں کی توجہ نہ ہو۔ مَیں نے اُسے تھوڑی دیر توقّف کرنے کو کہا تاکہ کپڑے پہن لُوں اَور اپنے ساتھی کو بھی تیار کر سکُوں۔

ماریناؔ کو ساتھ لے کر نیچے پہنچنے کے بعد مجھے پہلی بار یہ احساس ہُوا کہ ناتھان ابھی تک مریمؔ بریلطی کو ہی میرے ساتھ دیکھنے کا متوقّع ہوگا۔ اُس نے حیرت سے ایک نظر ماریناؔ کو دیکھا اور پھر ملامت آمیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ مجھے کچھ ایسا احساسِ جُرم ہُوا جیسے مَیں نے اُس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہو، لیکن فوراً ہی مَیں نے اپنی صفائی میں کہا "یہ نوجوان لڑکی بھی میری ہی طرح ایک غیر مُلکی ہے۔ مگر اس کا بھائی مرچکا ہے اور مَیں نے اِسے اپنی بہن بنالیا ہے! اس پر یسوع ناصری کے صدقے مہربانی کرو۔ اگر تُم اِسے لے جانے سے انکار کروگے تو مَیں بھی تُمہارے ساتھ نہ جاسکوں گا، کیونکہ اِسے ساتھ لے جانے کے لیے ایک عہد کا پابند ہُوں!" مَیں سنجیدہ مزاج ناتھان کی نظروں سے گر گیا ہُوں گا اور اُس نے یقیناً مجھے ایک بکرا سی سمجھ لیا ہوگا، لیکن اُس نے صرف اپنے ہاتھ آگے پھیلا کر، بغیر کسی احتجاج کے میرا فیصلہ قبُول کرلیا، اس قدر طویل انتظار کے بعد اب اُسے اتنی طمانیت محسُوس ہورہی تھی کہ وُہ بیرِ دیس تک کو اپنے ساتھ لے جانے پر رضامند ہوگیا ہوتا۔ مَیں خُوش ہوگیا اور سوچنے لگا کہ غالباً حواری بھی اپنی مسرّت بھری اُمیّدوں میں گمن خُود یسوع ناصری پر ہی یہ فیصلہ چھوڑ دیں گے کہ وُہ جسے چاہے قبُول کرے اور جسے نہ چاہے اُسے ردّ کردے۔

ناتھان ہمیں شہر سے نکال کر ایک مختصر سے راستہ پر سے اُس شاہراہ پر لے گیا، جو اندرونِ مُلک لے جاتی، میرے اندازے کے عین مُطابق بے شمار ایسے لوگ شہر سے نکل کر اُس راستہ پر گروہ در گروہ رواں تھے، جو دَوڑوں کا مقابلہ دیکھنے آئے تھے اور اُس کے بعد رات تبریاس میں ہی مقیم رہے تھے۔ جب ہم قدرے بلندی پر پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو مَیں نے اپنے آس پاس نظر دوڑا کر گلیل کے سمندر اور اُس سے بھی آگے شہر کی محرابوں کے اُس پار کا عظیم الشان منظر دیکھا۔ ہمارے پیچھے سڑک پر لوگوں کی تعداد لحظہ بلحظہ بڑھتی جارہی تھی اور ہمارے آگے ہَوا میں معلّق گرد وغبار کے بادل ہمارے راستہ کی نشاندہی کررہے تھے۔ سڑک پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ہر پُل کے اُوپر فوجی سپاہیوں کے پہرے تھے۔ رُومی حُکّام نے پُورے مُلک میں ایک گھنا جال بچھا رکھا تھا، کیونکہ فوجی ہر سواری، خچّر، اُونٹ، گھوڑے اور بیلوں کی جوڑی کو روک کر اُس سے چُنگی وصُول کرلیتے تھے، البتّہ پاپیادہ مسافروں سے کوئی محصُول نہیں لیتے تھے، لیکن کبھی کبھار کسی ایسے پَیدل مسافر کو بھی روک کر اُس کی تلاشی کرلیتے تھے، جو اُن کی نظروں میں مشکوک ہوتا تھا اور یہ تسلّی کرلینے کے بعد ہی اُسے چھوڑتے تھے کہ اُس کے

پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔

جب ہم پہاڑیوں پر سے اندرونِ مُلک کی جانب اُترنے لگے تو یُوں معلُوم ہوتا تھا کہ پُورا گلیل ایک بُہت بڑا باغ ہے، کیونکہ سڑک دو رویہ مزروعہ کھیت ایک دُوسرے کے بُہت قریب قریب تھے۔ بہت سے پَیدل مسافر کسی حفاظتی چوکی یا فوجیوں کو دیکھ پاتے تو خوف زدہ ہوکر سڑک سے اُتر کر کھیتوں میں بھاگ نکلتے مگر کسان لوگ اُن کو بھگاتے ہُوئے اُن کے تعاقب میں سڑک تک آجاتے اور اُن لوگوں کو گالیاں بکنے لگتے جو پہرہ داروں سے بچنے کی غرض سے اُن کی فصلوں کو روندتے اور اُن کے تاکستانوں کی باڑھیں توڑتے تھے۔

گو خچّروں کی وجہ سے ہمیں تین جگہ محصُول ادا کرنا پڑا، تاہم کسی نے ہم سے کوئی پُوچھ گچھ یا محاسبہ نہیں کیا۔ دوپہر کے وقت ہم ایک کنُوئیں کے قریب ٹھہر گئے، جہاں ہمارے کھانا کھانے کے دَوران ہمارے خچّروں نے کچھ آرام کرلیا۔ اُس وقت مجھے ایک ایسی بات یاد آئی جس پر مَیں بے قرار ہوگیا چنانچہ مَیں نے ناتھان سے پُوچھا کہ آیا مریم مگدلینی کو بھی پیغام بھیجا گیا تھا یا نہیں، تاکہ اگر اُسے علم نہیں تو مَیں واپس جاکر اُسے تلاش کروں۔ ناتھان نے مجھے یقین دلایا کہ اُن تمام لوگوں کو جو پیغام کے متوقّع تھے ضروری اطلاع دی جاچکی ہے۔

وہاں سستاتے ہُوئے مَیں نے دِن کی اُس شدید گرمی میں بغیر کسی آرام کے خیال کے سفر کرنے والے تمام لوگوں کو دیکھتے ہُوئے یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ اُن میں سے کونسے اور کتنے ایسے ہوں گے جو پہاڑ پر جانے والے ہیں، بعض کو مَیں نے بظاہر اُس راستے کی دھُول اور تھکن سے قطعی بے نیاز، اپنی خُوش آئندہ توقّعات میں گمن، دمکتے روشن چہروں کے ساتھ آگے بڑھتے دیکھا، لیکن جو لوگ صرف دوڑوں کا مقابلہ دیکھنے کے بعد واپس اپنے گھروں کو جارہے تھے، وُہ سر جھکائے ہر چیز سے اُکتائے ہُوئے نظر آتے تھے۔ دِن چُونکہ سخت گرم تھا اس لیے بُہت لوگوں نے درختوں کی ٹہنیاں توڑ کر اُن سے اپنے اُوپر سایہ کیا ہُوا تھا۔ اُسی ہجُوم میں مجھے ایک خُوبصورت نوجوان ایک بُوڑھے اندھے کی رہنمائی کرتا نظر آیا۔

عین اُس وقت جب ہم اپنا سفر دوبارہ شروع کرنے کو تیّار ہورہے تھے دُور سے خبردار رہنے کا ایک شور بلند ہُوا اور پھر پہیّوں کی گڑگڑاہٹ اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سُنائی دیں۔ گذشتہ روز کی دوڑوں کے مقام میں شامل ہونے والی سُرخ ٹیالی جوڑی ایک آندھی کی طرح ہمارے پاس سے گُذر گئی۔ پچھلی حفاظتی چوکی پہ وُہ جوڑی چلانے والا، وہاں بُہت سی

گاڑیوں کی بھیڑ کی وجہ سے رُکنے پر مجبور ہو گیا تھا، اس لئے اب وُہ اپنے وقت کی کمی پُوری کرنے کے لئے پَیدل مسافروں سے بالکل بے پرواہ ہو کر اندھا دُھند تیز رفتاری سے گھوڑوں کو اُڑائے لئے جا رہا تھا۔ مُجھے یقین ہو گیا کہ اتنی بھیڑ میں گھوڑوں کو اس رفتار پر دوڑانے سے وُہ ضرور کسی نہ کسی کو نیچے لے مرے گا۔

جب ہم اگلے موڑ پر پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہاں واقعی ایک حادثہ ہو چُکا تھا۔ لوگوں کا ایک ہجُوم وہاں کھڑا کھڑا دُور نظروں سے اوجھل ہوتی ہُوئی رتھ کو گھُور رہا تھا۔ وُہ نوجوان جو بُوڑھے اندھے کی رہنمائی کر رہا تھا اپنے ساتھی کو تو ایک طرف دھکیل کر بچانے میں کامیاب ہو گیا مگر خُود رتھ کی زد میں آ کر بُری طرح زخمی ہُوا۔ اُس کے سر پر شدید چوٹ آئی تھی اور اُس کی پیشانی خُون سے تر بتر تھی، اور معلُوم ہوتا تھا اُس کی ایک ٹانگ بھی ٹُوٹ گئی ہے کیونکہ جب اُس نے کھڑے ہونے کی کوشش کی تھی وُہ ٹانگ جواب دے گئی اور وُہ پھر گر پڑا۔ اندھا آدمی غُصّہ میں ابھی تک گالیاں بکے جا رہا تھا، وُہ سمجھ نہیں سکا تھا کہ دراصل ہُوا کیا ہے۔

لوگوں نے جب یہ محسُوس کیا کہ اب اُن کی امداد کی ضرورت ہوگی تو وُہ سب جلدی جلدی منتشر ہو کر اپنا اپنا رستہ چلنے لگے۔ نوجوان نے اپنے چہرے پر سے خُون پُونچھا اور بڑی احتیاط سے اپنی ٹانگ کو ٹٹول کر دیکھا۔ اُس کی طرف تعجب کے ساتھ دیکھتے ہُوئے مَیں نے سوچا کہ اُسے اپنے زندہ بچ جانے پر شُکر کرنا چاہیئے۔ اُس نے اپنے دانت بھینچتے ہُوئے مُجھ سے نظریں چار کیں، پھر اندھے کی طرف پلٹ کر کُچھ سخت سے الفاظ بول کر اُسے خاموش کیا۔ ہم آگے بڑھ گئے ہوتے لیکن مارتینا نے ناتھان کو ٹھہرنے کے لئے کہا اور اپنے خچر کی پُشت پر سے ہوے سے زمین پر چھلانگ لگا دی۔ پھر اُس لڑکے کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہُوئے اُس نے اُس کی ٹانگ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ٹٹولا اور ہمیں کہنے لگی "یہ تو ٹُوٹ چُکی ہے۔"

"تُم نے اپنا شوق پُورا کر لیا ہو تو ہم آگے بڑھیں، کیونکہ ہمیں جلدی ہے۔" مَیں نے قدرے تُرش رُوئی سے کہا۔ اس پر نوجوان نے کہا "اسرائیلی بھائیو! میرے اندھے باپ پر رحم کرو، ہم دیندار لوگ ہیں، لیکن میرا باپ بینائی کھو بیٹھا ہے، اُس کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر آج شام تک وُہ کسی کے پاس پہنچ سکے تو وُہ اُس کی بینائی واپس دے دے گا۔

کل بُہت دیر ہو چُکی ہوگی، اس کام میں میری وہاں ضرورت نہیں، لیکن مَیں تمہاری منّت کرتا ہُوں کہ میرے باپ کو اپنے ساتھ ناصریہ کے میدان کی آخری حد تک لے جاؤ، وہاں ضرور کوئی نہ کوئی آ کر اِس کی صحیح راستہ پر رہنمائی کر دے گا۔"

"راستے تو بُہت ہیں اور جھُوٹے رہنما بھی بے شمار" ناتھان نے کہا "کیا تُمہیں اپنے راستہ پر پُورا یقین ہے نوجوان؟"

اپنے تمام تر درد و کرب کے باوجُود لڑکے کے چہرے پر ایک ایسی روشن مسکراہٹ بکھر گئی کہ وُہ اُس خُون آلُودہ چہرہ لئے وہاں زمین پر بیٹھا ہُوا انتہائی حسین معلُوم ہو رہا تھا۔ اُس نے خُوشدلی سے جواب دیا۔ "راستہ تو صرف ایک ہی ہے۔"

"یہ بات ہے۔ تو ہم سب ایک ہی سمت جا رہے ہیں" مارتینا نے کہا اور میری طرف استفہامیہ نظروں سے دیکھا، مَیں نے قدرے ہچکچاہٹ کے ساتھ اپنے خچر پر سے اُترتے ہُوئے کہا "آؤ اے بے بصر انسان مَیں تُمہیں اپنے خچر پر بٹھا دیتا ہُوں، مَیں خُود پا پیادہ چل لُوں گا۔"

مارتینا نے رائے دی "اگر ہماری سب کی منزل ایک ہی ہے۔ اگر یہ دونوں بھی پہاڑ پر ہی جانے والے ہیں، تو پھر ہم اِس لڑکے کو یہاں کیوں چھوڑیں، اِس کے زخموں پر پٹی کر کے اِسے بھی یقیناً میرے خچر پر بٹھایا جا سکتا ہے، مُجھے پَیدل سفر کرنے کی کافی مشق ہے۔"

نوجوان نے کہا "مَیں تُمہارے لئے کسی تکلیف کا باعث نہیں بننا چاہتا، لیکن اگر ہم ایک ہی باپ کی اولاد ہیں اور تُم میری مدد کرو گی، تو وُہ تُم پر اپنی رحمت نازل کرے گا۔"

میرے لئے یہ تصوّر قطعی ناقابلِ برداشت تھا کہ ٹُوٹے ہُوئے ٹخنے والا وُہ گلیل کا ایک مُفلس اور اُس کا اندھا باپ جو غُصّہ میں آپ ہی آپ بڑبڑاتا جا رہا تھا، اگر زیادہ نہیں تو کم از کم میرے برابر اِس بات کا حق ضرور رکھتے تھے کہ یسُوع ناصری تک محض اِس وجہ سے رسائی پا لیں کہ وُہ یہُودی تھے۔ لیکن جب مَیں نے محسُوس کیا کہ یہی عین انصاف ہے تو مَیں مارتینا کا شُکر گذار ہُوا، کیونکہ اُس کی فطری شفقت نے میری ضد کو شکست دے دی تھی اور پھر ہم نے مل کر اُس نوجوان کا چہرہ دھویا، اُس کا سر باندھا، اور اُس کی پنڈلی کو لکڑی کی کھپچیوں سے جکڑا، ایک مضبُوط سی لاٹھی کی مدد سے اُسے خچر تک جانے میں مدد دی۔ اس تمام عرصہ میں اُس کا اندھا باپ دُوسرے خچر پر بیٹھ چُکا تھا اور روانہ ہونے کو تیار ہی تھا، وُہ ہماری

گفتگو بہت بے صبری کے ساتھ سُن رہا تھا، پھر دفعتہً کڑک کر ایک رُعب دار آواز میں بولا "یہ کون لڑکی ہے جس کی میں آواز سُن رہا ہُوں؟ یہ تو ہماری زبان کے الفاظ نہیں جانتی، لڑکے، خیال رکھنا یہ تمہیں کہیں ہاتھ نہ لگا دے۔ اِس کے ساتھ باتیں مت کرو، اِس کی طرف دیکھنا بھی نہیں، ورنہ اِس مُقدّس سفر میں ہی ہم اپنے آپ کو ناپاک کر بیٹھیں گے۔"

نوجوان کُچھ بیقرار سا ہو گیا اَور کہنے لگا "میرا باپ قانُون کا حافظ ہے اَور تمام عُمر بہُت سختی کے ساتھ اِس کا پابند رہا ہے، یہ اپنے اس دُکھ میں پاکیزگی اَور نیکی میں کسی کوتاہی کی وجہ سے نہیں گرفتار ہُوا۔ اِس کا مُدعا سمجھنے کی کوشش کرو، یہ اُس شفا دینے والے کو ملنے سے پہلے بہرطَور ناپاک ہونے سے بچا رہنا چاہتا ہے۔"

اندھا اپنی اِس تمام بدطینتی کے باوجُود خچر کو دونوں ہاتھوں سے اِس قدر مضبُوطی سے پکڑے چمٹا ہُوا تھا کہ اُسے بزور اُتارنا بھی مُشکل ہوتا۔ میرے نیک خیالات جیسے ہَوا میں تحلیل ہو کر اُڑ گئے اَور مَیں نے اُسے نہایت دُرشتی سے ڈانٹنے کے انداز میں کہا "تمہاری اپنی قوم کے لوگ تو تمہیں بیچ سڑک چھوڑ بھاگے۔ یہ لڑکی یُونانی ہے اَور مَیں خُود ایک غیر مختُون رُومی کافر ہُوں، یہ الگ بات ہے کہ مَیں نے یہودیوں کا سا لباس پہن رکھا ہے، مجھے اُمید ہے کہ کم ازکم میرا خچر تمہیں ناپاک نہیں کرے گا، کیونکہ تم اُس پر اِس قدر مضبُوطی سے ڈٹے بیٹھے ہو۔"

ناتھان نے صلح جوئی کے خیال سے کہا "اندھے میاں! تمہیں ان لوگوں سے گھبرانے کی ضرورت نہیں، مَیں خُود آلِ اسرائیل میں سے ہُوں۔ میرا تعلّق خاموش متوکلین کے گروہ سے ہے۔ یہ اُسی راستے کی تلاش میں ہیں جس کی مجھے بھی جُستجو ہے، تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ایک عرصہ تک مَیں بھی صحرا میں ایک مکان کے اندر گوشہ نشین رہ کر صحیفوں کا مطالعہ کرنا سیکھ چکا ہُوں۔ مَیں اپنا تمام مال و متاع غریبوں میں تقسیم کر کے اُن صحرانشینوں کے فقیرانہ دسترخوان میں شامل ہو گیا تھا، لیکن مَیں فقیر بننے کا اہل نہ تھا، چنانچہ مَیں نے صحرا چھوڑ کر نیکی کی تعلیم دینے والے کسی معلّم کی تلاش شرُوع کی، اَور بالآخر اُونٹ کی کھال پہننے والے اُس رسُول کا پَیرو ہو گیا جو اعلان کیا کرتا تھا کہ بادشاہت کا وقت قریب ہے۔ اُس نے مجھے بپتسمہ دیا، پھر وُہ ہلاک کر دیا گیا، اَور مَیں نے خاموش رہنے کی قسم کھالی تاکہ مجھے ایسی کوئی بات کرنے کی ترغیب نہ ہو جو صرف نیکی کے ایک معلّم کا ہی حصّہ ہوتی ہے۔ لیکن وُہ مُبارک گھڑی آن پہنچی ہے، بلکہ مانو یہی وُہ گھڑی ہے، لہٰذا مَیں اپنے آپ کو اپنی قسم سے آزاد کر رہا ہُوں

میرا یقین کرو اندھے میاں، اِس وقت، اِس قوم کے اندر، ہمارے کسی بھی قبیلہ میں، ایک بھی انسان ایسا نہیں ہے جو بالکل پاک اَور گُناہ سے مبرّا ہو۔ قُربانیاں اَور طہارتیں تُم کو ہرگز پاک نہیں کر سکتیں، اَور نہ ہی کوئی بڑے سے بڑا معلّم ایسا کر سکتا ہے، مگر سچائی بذات خُود ہمارے درمیان گوشت پوست کی شکل میں بھیجی گئی تھی جسے ہم پہچان نہ سکے۔ وُہ مصلُوب سچائی مصلُوب ہو کر دوبارہ زندہ ہو گئی تاکہ ہمیں ہمارے گُناہوں سے نجات دلوا دے۔ اگر اُس پہ تُمہارا ایمان ہے، تو مسیحا ضرُور تمہیں تُمہاری بصارت واپس دے دے گا، لیکن اگر تُم اپنے آپ کو ہم لوگوں سے زیادہ نیک اَور پاک سمجھتے ہو تو پھر مُجھے یقین نہیں کہ وُہ تمہیں شفا دے۔"

اندھے نے بلند آواز سے آہ وزاری شرُوع کر دی اَور ایک ہاتھ سے اپنے چوغے کے بٹنے ٹٹولنے لگا تاکہ وُہ اُسے چاک کر ڈالے لیکن اُس کے بیٹے نے اُسے ایسا کرنے سے باز رکھا اَور کہا "اِن اجنبیوں نے ہم پر ایسے وقت رحم کھایا ہے جبکہ وُہ سب نیک و پاک لوگ ہمیں چھوڑ بھاگے تھے۔ سنگدل نہ بنو اَور اُنہیں یُوں دِلگیر مت کرو۔ ہمارے باپ کا سُورج نیک و بد سب پہ یکساں اپنی روشنی بکھیرتا ہے، اسرائیل کی اولاد پہ بھی اَور کافروں پہ بھی، یہ نہ سمجھو کہ تُم اُس کے سُورج سے زیادہ روشن ہو، ہاں تُم، جو پہلے ہی اپنی بینائی کھو بیٹھے ہو۔"

مگر اندھے نے اُسے زبان بند رکھنے کا حُکم دیا اَور پھر ناتھان کو ہدایت کی کہ وُہ اُس کے خچر کو ہم سے ذرا دُور فاصلے پہ رکھے تاکہ ہم اُس کے زیادہ قریب نہ ہونے پائیں۔ ماریانا اَور مَیں پیچھے ہی رہے، لیکن نوجوان اپنے خچر کی لگام تھامے ہمارے برابر ہو گیا اَور ہماری طرف نہایت صاف دلی سے دیکھتے ہُوئے ہمیں سمجھانے لگا۔ "بُوڑھوں کے لئے اپنے آپ کو پُرانی باتوں اَور خیالوں سے آزاد کرنا انتہائی مُشکل ہوتا ہے، لیکن تُمہارا پیشرو بالکل ٹھیک کہتا ہے کہ دُنیا میں کوئی انسان بھی مکمل طور پہ نیک نہیں رہا۔ مَیں نے احکام و قانُون کی پابندی کا پُورا پُورا احترام رکھنے کے لئے ہرممکن کوشش رکھی ہے۔ لیکن مَیں سمجھتا ہُوں کہ اِس قسم کی پابندی مُجھے میرے گناہوں سے نجات ہرگز نہیں دلا سکتی۔ مَیں اپنے آپ کو کسی عام کافر سے بہتر نہیں سمجھتا، اَور نہ مَیں کبھی یہ یقین کر سکتا ہُوں کہ تُمہاری ہمدردی نے مُجھے ناپاک کر دیا ہے۔"

مَیں نے اُس کی طرف دیکھا، درد کی شدّت سے اُس کا چہرہ زرد مٹیالا ہو رہا تھا، اَور وُہ خچر پہ اپنا توازن قائم رکھنے کے لئے زور لگاتے وقت اپنے دانت پیسنے لگتا تھا۔

مَیں نے کہا " تمہارا چہرہ بالکل معصُوم اَور تمہاری آنکھیں قطعی بے داغ ہیں ، مَیں مان نہیں سکتا کہ تُم نے کبھی جان بُوجھ کر کوئی گُناہ کیا ہو "۔

اُس نے کہا " خدا نے اِنسان کو اپنی شکل پہ بنایا تھا ، لیکن اپنے اوّلین ماں اَور باپ ، یعنی آدم وحوّا کے زوال کے باعث ، مجُھ میں خُدا کی مشابہت کمزور پڑ چکی ہَے اَور خُدا کے حضُور مَیں اپنے آپ کو شرمندہ اَور برہنہ محسُوس کرتا ہُوں "۔

" مَیں نے یہ سُنا بھی ہَے اَور پڑھا بھی " مَیں نے جواب دیا " لیکن مَیں اس کا مطلب کبھی نہیں سمجھ سکا ۔ سکندریہ میں ایک یہوُدی عالم نے مجُھے بتایا تھا کہ یہ کہانی بھی محض ایک تمثیل کے انداز میں سمجھی جانی چاہیئے "۔

نوجوان نے مُسکرانے کی کوشش کرتے ہُوئے کہا " مَیں ایک غیر تعلیم یافتہ لڑکا ایسی باتوں کو کیونکہ سمجھ سکتا ہُوں ؛ لیکن جھیل کے ساحل پہ مَیں نے یسوّع ناصری کو ضرُور دیکھا ہے ۔ وُہ اندھوں کو بینائی بخشتا تھا اَور لنگڑے لُولے اپاہجوں کو چلنے کے قابل کر دیتا تھا ، وہ کہا کرتا تھا کہ زندگی کی غذا خُود وُہی ہے ! مَیں بخوشی اُس کی پیروی کرتے ہُوئے اُس کے ساتھ رہنے لگتا مگر میرا باپ سخت جابر قسم کا انسان ہے ، اگر یہ نرم دِل اَور حلیم الطبع ہوتا تو مَیں یقیناً بھاگ لیتا ۔ مُعاملہ دراصل یہ تھا کہ ہمارے دِل نے مجُھے کہا کہ اگر مَیں بھاگ کر یسُوع ناصری کی پیروی میں چلا جاؤں ، تو میرا یہ عمل محض اپنے باپ کی سختی سے اپنی جان بچانے کی خواہش پر مبنی ہوگا ۔ میرا باپ ہیکل کے معلّموں پر زیادہ ایمان رکھتا تھا ، اَور اُنہوں نے یسُوع کو گُنہگاروں کی صحبت میں رہنے کے جُرم میں مردُود قرار دے رکھا تھا ۔ مَیں یسُوع کے وعظ سُننے کے لئے بہُت سے ضرُوری کام ادھُورے ہی چھوڑ کر چلا جایا کرتا تھا ، جس پر میرے باپ نے اکثر مجُھے مارا پیٹا ۔ میرے باپ کے خیال میں وُہ محض ایک شورش پسند شخص تھا ، لیکن پھر ایک روز وُہ اچانک اندھا ہو گیا ، شام کو اُس نے حسبِ معمُول دُعا پڑھی اَور لیٹ کر سو گیا مگر جب صُبح بیدار ہُوا تو وُہ کُچھ نہیں دیکھ سکتا تھا ۔ پہلے تو وُہ یہی سمجھا کہ ابھی دن نہیں بلکہ رات ہی کا وقت ہَے ، لیکن بعد میں جب اُسے اپنی بینائی کے ختم ہونے کا احساس ہُوا تو وُہ سخت پریشان ہو گیا ، کسی علاج معالجہ سے اُسے شفا نہ ہو سکی ۔ تب وُہ یسُوع پر ایمان لانے اَور اُسے تلاش کرنے کو تیار ہُوا ، لیکن وُہ یہُودیہ اَور یروشلیم جا چکا تھا ، جہاں اُسے مصلُوب کر دیا گیا ۔ چنانچہ پھر میرے باپ نے شریف اور خاموش متوکّلین کے گروہ سے رجُوع کیا ۔ اُنہوں نے ہمیں بتایا کہ یسُوع دوبارہ زندہ ہو چکا

ہے ، اُنہوں نے ہی ہمیں اِس دِن اِس ساعت اَور اِس راستے کے متعلّق بھی بتایا جس پر اَب ہم جا رہے ہیں ۔ میرے باپ کو یقینِ کامل ہَے کہ اگر ہم کسی طَور وہاں پہنچ جائیں تو یسُوع اُسے شفا دے سکتا ہَے ، میرا اپنا بھی یہی ایمان ہَے ، لیکن میری آرزُو یہ تھی کہ میرا باپ آنکھوں کے نُور کی بجائے بادشاہت کی تلاش کرتا تو بہتر تھا "۔

مارتینا نے مجُھے بے صبری سے پُوچھا کہ نوجوان کیا کہہ رہا ہَے ۔ مَیں نے اُسے نوجوان کی باتیں سمجھائیں تو وُہ بہُت حیران ہو کر کہنے لگی " چمکیلی آنکھوں والا یہ لڑکا واقعی دِل سے نیک ہَے مَیں کبھی نہیں مانتی تھی کہ اِس دُنیا میں ایسے نیک لوگ بھی ہو سکتے ہیں ۔ کسی اَور کی بجائے اِس بیچارے کے ساتھ ہی یہ حادثہ کیوں ہو گیا ؟"

" تمہیں یہ اعتراض نہیں کرنا چاہیئے " مَیں نے کہا " جب وُہ خُود ہی بلا حیل و حجت اِس پہ صبر کر چکا ہَے ، وُہ تو اپنے سنکی سے باپ کی بہتری کی خاطر اپنی تکلیف بھُولے ہُوئے ہے ۔ یہُودیوں کا ایک یہ قانُون بھی ہَے کہ اپنی ماں اَور اپنے باپ کی عزّت کرو ۔

لیکن ناتھان ، جو یُونانی زبان سمجھتا تھا ، میری وضاحت سُنکر پلٹا اور کہنے لگا " قانُون ضرُور یہی ہَے مگر جیسا مَیں نے سُنا ہے ۔ یسُوع ناصری کی تعلیم یہ ہے کہ خاوند کو اپنی بیوی ، بیٹے کو اپنے ماں باپ ، بھائی کو اپنی بہنیں اَور ایک دولتمند کو اپنا گھر بار اَور سب مال و متاع ، ہر چیز ، اُس کی بادشاہت کی خاطر ترک کر دینا چاہیئے ۔ اُس کے بُلانے پہ مچھیروں کو اپنے جال جھیل میں اَور کسانوں کو اپنے ہل اَور بیل کھیتوں میں ہی چھوڑنے پڑے تھے ، اور ایک ایسے شخص کو جو پہلے اپنے باپ کی نعش دفن کرنا چاہتا تھا ، اُس کے ساتھ چلنے کی اجازت نہیں مِلی تھی "۔

اندھا آدمی پھر اظہارِ افسوس کرنے لگا اَور چیخ کر بولا " مَیں مُلحدوں کے نرغے میں آگیا ہُوں اَور میرے خچّر کو ایک شیطانِ مجسّم پکڑے لئے جا رہا ہَے ۔ اُس راستے نیکی اَور بھلائی کی کیا توقّع ہو سکتی ہَے جس کے مسافر اپنے الفاظ سے مُقدّس قانُون کو یُوں ذبح کرتے جا رہے ہوں "۔

اس کے بیٹے کا چہرہ سیاہ پڑ گیا ، لیکن اُس نے اپنے باپ کو تشفّی دینے کے لئے کہا " مَیں نے یسُوع کو کبھی ایسی باتیں کرتے نہیں سُنا ۔ وُہ تو مسکینوں اَور امن دوستوں پر برکت بھیجا کرتا تھا ۔ اُس نے ہمیں بُرے الفاظ مُنہ سے نکالنے اَور بُرائی کا بدلہ بُرائی کے ساتھ

دینے سے ہمیشہ منع کیا۔ اُس نے ہمیں اپنے دُشمنوں اَور ہم پر ظلم کرنے والوں تک کے ساتھ مُحبّت رکھنے اَور اُن کے حق میں نیک دُعائیں کرنے کا حُکم دیا تھا۔ اُس نے ہمیں بتایا تھا کہ ہمارا باپ ہماری تمام ضرُوریات سے باخبر ہے اَور اگر ہم اپنے آپ کو مستقبل کے متعلق خواہ مخواہ پریشان کئے بغیر بادشاہت کی تلاش جاری رکھّیں تو وُہ ہماری سب ضرُوریات پُوری کرے گا۔“

اِن باتوں پر حیرانی سے غور کرتے ہُوئے مَیں نے کہا ”مَیں اُس کے متعلق اَور اُس کی تعلیم کے بارے میں بہُت کُچھ سُن چُکا ہُوں، اُس کی تعلیم مجمُوعہ اضداد معلُوم ہونے لگتی ہے اَور اِس کی نوعیّت کا انحصار زیادہ تر بیان کرنے والے کی شخصیّت پر ہوتا ہے۔ مُجھے سمجھ نہیں آتا کہ کون سی بات کو صحیح تسلیم کروں۔“

لیکن مارؔینا ہماری طرف تعجّب سے دیکھتے ہُوئے بولی ”تُم لوگ یکایک اُس کے متعلق اِس وقت بحث کیوں کرنے لگے ہو جبکہ ہم اُسے ہی دیکھنے کے لئے جا رہے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ مَیں تُم سب لوگوں سے زیادہ مطمئن اَور خُوش ہُوں کہ مُجھے اُس کے بارے میں بہُت کم معلُوم ہے اَور مَیں ایک خالی برتن کی مانند ہُوں جسے وُہ اپنی مرضی کے ساتھ چاہے جس چیز سے بھی بھر دے۔“

اُس کے یہ الفاظ میرے دِل میں اُتر گئے اَور مَیں نے خچّروں کے عقب میں چلتے چلتے سڑک کے گرد و غبار پر ایک نظر ڈالتے ہُوئے اپنے ساتھ گُذرے ہُوئے آج تک کے تمام واقعات پر غور کرنا شرُوع کیا، اَور اپنی طبیعت کے وُہ مُختلف رنگ بھی تصوّر کی آنکھ سے دیکھے، جن میں مَیں نے اُن سب واقعات کو وقتاً فوقتاً دیکھ پایا تھا۔ تب مُجھے اپنے اندر کوئی اچھائی نظر نہ آئی۔ مَیں نے محسُوس کیا کہ میرے دِل میں محبّت کی کوئی رمق نہ تھی، تاہم مَیں نے اپنے آپ کو ایک بار پھر یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ یہ محض میرا ایک تعجّب اَور تجسّس نہ تھا جس کے تحت مَیں اُس دوبارہ زندہ ہونے والے کی تلاش میں جا رہا ہُوں۔ مَیں نے دِل ہی دِل میں یسُوع ناصری کے نام پر دُعا مانگی کہ میرے باطن کی تمام خُود غرضی اَور غرُور، میرا تمام علم اَور دُنیاوی بصیرت، ہاں، حتّیٰ کہ میری عام فہمی کی استعداد بھی، دُھل جائے تاکہ مَیں بھی ایک خالی برتن کی مانند ہو جاؤں اَور اگر وُہ چاہے تو اُس کی حقیقت سے پُر ہو جانے کے لئے تیار رہُوں۔ اِس دُعا کے بعد مَیں نے نظریں اُٹھائیں تو سامنے میدان کے اُس پار مُجھے ایک پہاڑی

اُبھرتی دکھائی دی، جس کی گول چوٹی سہ پہر کی دُھوپ میں سونے کی مانند چمک رہی تھی۔ مَیں فوراً پہچان گیا کہ یہی پہاڑ ہماری منزلِ مقصود ہے، بلند متناسب اَور متشکل، یہ پہاڑ آس پاس کے تمام علاقہ پر حاوی نظر آتا تھا۔ شاہراہ پر ہی چلتے ہُوئے تھوڑی دُور ایک خشک ندی عبور کرنے کے لئے بعد جنوب کی طرف گھوم کر پہاڑی کے دامن میں واقع ایک پگڈنڈی پر ہو لئے۔ یُوں ہم اُس قصبہ کو اپنے راستہ سے الگ چھوڑ گئے جو ناتھان کے کہنے کے مطابق پہاڑی کے شمالی جانب تھا۔ چلتے چلتے ہم مزروعہ خِطّہ کے آخر میں پُہنچ گئے، جہاں سے وُہ پگڈنڈی اُس پہاڑ ہی کے سائے میں جھاڑ جھنکار میں سے گُذرتی تھی۔ ہمارے چاروں طرف مکمّل سکُوت تھا، ہمیں نہ تو کسی جانور کی آواز سُنائی دی نہ ہی کوئی انسان نظر آیا۔ ہر چیز اِس قدر خاموش تھی کہ مَیں حیران ہو کر سوچنے لگا آیا ہم صحیح راستہ پر بھی جا رہے ہیں یا نہیں، تاہم وُہ زمین، وُہ درخت وُہ حسین بل کھاتی ہُوئی ڈھلان، سب زبانِ حال سے پُکار رہی تھیں کہ یہ پہاڑی ایک مُقدّس مقام ہے۔ میرے ذہن کو سکُون نصیب ہو گیا، مَیں اب بیقرار نہیں رہا تھا۔

ناتھان بھی عجلت میں نہ تھا۔ مُجھے یقین ہے کہ اُس نے سڑک پر آنے جانے والوں کی نظروں اَور فضول قسم کی پُوچھ گُچھ سے بچنے کی غرض سے ہی وُہ مُشکل راستہ اختیار کیا تھا، کیونکہ اُس کی نظریں آسمان اَور گہرے ہوتے ہُوئے سایوں پر جمی ہُوئی تھیں۔ اُس نے ٹھہر کر خچّروں کو قدرے دم لینے کی مُہلت دی۔ مَیں چُونکہ ایک رُومی تھا، اس لئے بھی یہ سوچ کر حیران ہُوا کہ ہمیں راستہ بھر خاموش دمتوکّل لوگوں کی کوئی حفاظتی چوکی نظر نہ آئی تھی، کیونکہ جہاں ایک اِس قدر خفیہ اَور اتنا بڑا اجتماع ہونے کا معاملہ تھا، وہاں یسُوع کے حواریوں نے یقیناً اُس پہاڑ کی طرف جانے والی تمام سڑکوں پر آگے آگے ایسے لوگ روانہ کئے ہوں گے جو پہاڑ پر جانے والے لوگوں کو راستہ دکھا سکیں اَور ممنوعہ اشخاص کو اِدھر جانے سے روک سکیں۔ بالآخر جب آسمان پر شام کے پہلے تین ستارے نمودار ہو گئے تو ہم اپنے راستہ پر دوبارہ چل پڑے، اَور اندھیرے میں چوٹی کے قریب ایک ایسی جگہ جا پہنچے جہاں ہمیں ایک بہُت بڑا ہجُوم، چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹا ہُوا، عالمِ انتظار میں نظر آیا۔

ہر چیز ناقابلِ یقین طور پر انتہائی پُرسکُوت تھی۔ لوگ سرگوشیوں میں باتیں کرتے تھے جس کی وجہ سے وہاں ہلکی سی ہَوا کے چلنے کی سرسراہٹ سی سُنائی دیتی تھی۔ ناتھان نے خچّروں کو درختوں کے ایک جُھنڈ میں باندھ دیا، اَور بُوڑھے اندھے کو اُترنے میں مدد دی۔

ماریناؔ اور میں نے مل کر نوجوان کی مدد کی، اور اس طرح ہم ہجوم کے قریب ایک کنارے بیٹھ گئے ہم سے قریب ترین گروہ چند ہی قدم پر تھا، ہجوم کے دوسرے سرے پر کافی فاصلہ پر ہم اور بہت سے سایوں کو آکر ہجوم میں شامل ہوتے دیکھ سکتے تھے، اُفق پر اُن سایوں کی ایک قطار سی لگی ہوئی تھی۔ پہنچنے والے کسی سے بات چیت کئے بغیر خاموشی سے زمین پر بیٹھتے جاتے اور باقی لوگوں کی طرح انتظار کرنے لگتے، سرگوشیوں کی سرسراہٹ سے مَیں نے اندازہ لگایا کہ اُس وقت وہاں کئی سو انسان ہوں گے، اس سے پہلے مَیں کبھی یقین نہ کر سکتا تھا کہ ایک اتنا بڑا ہجوم اسقدر خاموش بھی رہ سکتا ہے۔

رات کی پہلی گھڑی اِسی طرح گذر گئی، لیکن انتظار کرتے کرتے نہ تو کوئی اُکتایا اور نہ ہی کھڑا ہُوا یا واپس گیا، چاند مدہم پڑنا شروع ہو گیا، مگر تاروں کی روشنی کافی تھی، جو زمین پر چاندی کی طرح برس رہی تھی، مجھ پر کسی قوت کی موجودگی کا ایک تدریج بڑھتا ہُوا احساس طاری ہونے لگا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر مَیں نے ماریناؔ کو چھُو کر محسُوس کیا کہ کسی توقع سے اُس کا جسم تن گیا تھا، اور جیسا کہ ایک بار مَیں نے یروشلیم میں اپنے کمرے کے اندر محسُوس کیا تھا، عین اُسی طرح بارش کے موٹے موٹے قطرے مجھے اپنے اُوپر گرتے معلُوم ہُوتے لیکن جب مَیں نے اپنے چہرے کو ہاتھ سے چھُو کر دیکھا تو وہاں کوئی نمی نہ تھی۔

مَیں نے دیکھا کہ لوگ کسی چیز کا اچھی طرح سے نظارہ کرنے کی غرض سے کھڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ مَیں نے بھی ایسا ہی کیا، لوگوں کے عین درمیان، ایک دراز قد آدمی، ستاروں کی روشنی میں سیدھا کھڑا تھا، وُہ ایک زوردار آواز سے بولا "لوگو، بھائیو!" سب لوگ خاموش ہمہ تن گوش تھے، چاروں طرف مکمّل سکُوت طاری تھا، اُس کی آواز گونجی "دانہ فصل میں تبدیل ہو رہا ہے، جشنِ مسرّت کی گھڑی آن پہنچی، اور وُہ چالیس دن جو اُس نے ہمیں دیئے تھے، اختتام پر ہیں، وُہ گھڑی سر پر آرہی ہے اور اُس کے ساتھ ہی روانگی، جہاں وُہ جائے گا ہم وہاں اُس کے پیچھے نہیں جا سکتے۔ وُہ خوراک تھی جو بہشتوں میں سے ہم پر نازل کی گئی تھی، جو اُس خوراک میں سے کھاتا ہے، ابدی زندگی پا لیتا ہے۔ خوراک جو اُس نے ہمیں دی تھی اُس کا گوشت تھا جو اُس نے دُنیا دی زندگی پر قُربان کر دیا، اور ہم اب اِس پر بحث نہیں کر سکتے کہ وُہ ہمیں کھانے کے لئے اپنا گوشت کیونکر دے سکتا ہے، کیونکہ ہم گیارہ آدمی اِس امر کی حقیقت سے واقف ہیں اور اِس کی شہادت دے سکتے ہیں، اُس نے اپنی بادشاہت کا راز ہمارے سپُرد کیا ہے۔

حق یہی ہے کہ جب تک تُم ابنِ آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اُس کا خُون نہ پیؤ، تُم میں زندگی ہرگز نہیں ہو سکتی، لیکن وُہ جو ابنِ آدم کا گوشت کھاتا اور اُس کا خُون پیتا ہے ابدی زندگی کا مالک ہے اور آخری دن بیدار ہو گا۔ اُس کا گوشت اصلی خوراک ہے اور اُس کا خُون اصلی مشرُوب۔ وُہ جو اُس کا گوشت کھاتا اور اُس کا خُون پیتا ہے، اُس کے اندر زندہ رہے گا، لیکن اگر یہاں تُم میں سے کوئی ایسا ہے جسے اِن باتوں سے دُکھ پہنچتا ہو اور جو اِن الفاظ کو قابلِ اعتراض سمجھتا ہو وُہ بخُوشی کھڑا ہو کر چلا جائے اُسے کوئی بُرا نہ کہے گا۔"

لیکن کوئی جانے کے لئے کھڑا نہ ہُوا، اور گو مَیں اِس پُر اِسرار سی بات پر خوفزدہ ہو گیا تھا تاہم مَیں بھی جانے کو تیار نہ تھا، مَیں چاہتا بھی تو جا نہ سکتا کیونکہ میرے اعضا اپنی طاقت کھو بیٹھے تھے اور مَیں مشکل سانس لینے کی جُرأت کر رہا تھا۔ بولنے والا بہت دیر تک خاموش رہا۔ وُہ ستاروں کی روشنی میں، لوگوں کے بیچوں بیچ، ایک چٹان کی سی ثابت قدمی کے ساتھ کھڑا تھا، پھر اُس نے ایک بچّے کی سی سادگی کے ساتھ بات شرُوع کی، اور بظاہر وُہ خُود بھی اور لوگوں کی مانند اُسی قدر حیرت زدہ سا نظر آتا تھا۔ "اُس رات جب اُسے دغا دی گئی، ہم نے اُس کے ساتھ بیٹھ کر عیدِ فسح کے برّے کا گوشت کھایا تھا، اُس نے ایک روٹی اُٹھا کر اُس پر برکت پڑھی، پھر اُسے توڑ کر یہ کہتے ہُوئے ہمیں بانٹی" یہ میرا جسم ہے" پھر اُس نے ایک پیالہ لے کر دُعائے خیر پڑھی اور وُہ پیالہ ہماری طرف بڑھا کر ہمیں کہا "تُم سب یہ پیؤ، کہ یہ میرا خُون ہے جو بے شمار انسانوں کے گُناہوں کی مُعافی کے لئے بہا دیا جائے گا۔"

یہاں تک بیان کرنے کے بعد اُس نے اپنے دونوں بازُو بلند کر دیئے اور کہا "اب کھاؤ اور پیؤ۔ تُم سب لوگ جو اُس کے ساتھ محبت رکھتے ہو، جو اُس کی آرزُو رکھتے ہو اور جو یہ ایمان رکھتے ہو کہ وُہ مسیحا ہے اور خُدا کا بیٹا! اُس کے نام کے ساتھ اپنے کھانے پر برکت بھیجو، اور اُسے توڑو اور آپس میں مل کر کھاؤ، اُس کے نام سے اپنی مشرُوب پر برکت پڑھو اور ایک دُوسرے کو پینے کے لئے پیش کرو، جس کے پاس ہے وُہ اُسے دے جس کے پاس نہیں، تاکہ کوئی تشنہ نہ رہ جائے، جب ہم کھا پی چکیں گے تو پھر ہم سب اُس کے انتظار میں جاگیں گے۔"

بولنے کے بعد وُہ زمین پر بیٹھ گیا اور ہجوم میں ایک زندگی اور حرکت پیدا ہُوئی۔ سب لوگ ہاتھ دھونے اور ایک دُوسرے کے ہاتھوں پر پانی ڈالنے کے لئے اُٹھے۔

ہمارے پاس بہت کم پانی تھا، مگر ناتھان نے اُس میں سے کچھ ہمارے ہاتھوں پر اور کچھ اندھے اور اُس کے بیٹے کے ہاتھوں پر ڈالا، پھر پانی کی چھاگل میں نے پکڑ کر ناتھان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا، اور اُس نے بخندہ پیشانی میری خدمت قبول کر لی۔ ہمارے پاس سب کے لئے کافی خوراک تھی، لیکن اندھا آدمی کانپنے اور سرگوشی میں التجا کرنے لگا کہ وہ اپنا ہی کھانا کھائے گا اور اپنی ہی شراب میں سے پئے گا، اب بھی کوئی اونچی آواز میں بات نہیں کرتا تھا، لیکن ہجوم کی سرگوشیاں اب تیز چلنے والی ہوا کے سرّاٹے کی مانند تھیں۔

ہمارے کھانے میں شرکت کرنے سے اندھے آدمی کے انکار پر مجھے کوئی آزردگی نہ ہوئی، ناتھان نے اپنی روٹی پر یسوع مسیح کے نام کی برکت پڑھی، اُسے دو برابر حصّوں میں تقسیم کیا، نصف اندھے کو اور نصف اُس کے بیٹے کو دی، پھر اُسی طرح اُس نے ہماری سفید روٹی پر برکت بھیجی اور کچھ مارٹینا کو اور کچھ مجھے دے کر باقی یہ کہتے ہوئے خود کھانا شروع کی "یہ کھانا اَبدیت کا کھانا ہے، جیسے کہا گیا ہے یہ تمہاری زندگی ہے نہ کہ موت۔"

میں نے نہایت عاجزی کے ساتھ کہا "اُسی کی مرضی ظہور میں آئے، کیونکہ وہ خدا کا بیٹا ہے اگر وہ میرے اجنبی ہونے کی وجہ سے میری موت ہی چاہتا ہے تو ایسا ہی ہو جائے۔"

جب ہم روٹی کھا چکے تو ناتھان نے اندھے آدمی کی شراب پر برکت بھیجی، اور اُسے اور اُس کے بیٹے کو دی، پھر ہمارے لئے پیالے میں شراب اور پانی ملا کر اُس پر بھی اُس نے برکت پڑھی، میں پی چکا تو اُس نے پیالہ مارٹینا کی طرف بڑھا دیا اور یوں پیالہ آخر میں مارٹینا کے ہاتھ میں ہی رہا۔ ہم نے اُسی طرح کھایا اور پیا، جیسے ہمارے پاس باقی لوگوں نے ایک دوسرے کے ساتھ مل جُل کر کھایا پیا تھا، لیکن اندھے آدمی نے ابھی چند ہی نوالے کھائے ہوں گے کہ وہ یکایک رو پڑا اور اپنا سر اِدھر سے اُدھر ہلاتے ہوئے بلند آواز سے بولا۔ "میں نے خدا کے بیٹے کے جسم میں سے کھایا اور اُس کے خون میں سے پیا، میرا ایمان ہے کہ اُس کے لئے ہر بات ممکن ہے۔ وہ میری بے یقینی پر رحم کرے۔"

مارٹینا نے پیالہ مجھے پکڑا دیا، میں نے پی کر ناتھان کی طرف بڑھایا اور اُس نے بھی پی کر واپس مارٹینا کو دیا، جب وہ اور پی چکی تو اُس نے پیالے کو ایک طرف جھکایا اور اُس کے اندر حیرت سے جھانکتی ہوئی سرگوشی میں مجھے کہنے لگی "میرے ہاتھ میں یہ پیالہ خالی ہی نہیں ہوتا۔"

اُسی قدر حیرت زدہ سا ہو کر میں بھی بول اُٹھا "میرا خیال تھا ہم نے سب کھانا ختم کر دیا ہے مگر میرے پاس ابھی ایک سالم روٹی بچی پڑی ہے، ناتھان! کیا یہ تم نے یہاں رکھی ہے؟"

اُس نے جواب دیا "نہیں تو! مگر شاید ہمارے پاس اندازے سے زیادہ روٹیاں ہونگی۔"

ہم نے ایک ایک بار پھر شراب پی لیکن پیالہ پھر بھی خالی نہ ہوا، اور اب میں ہر ظہور میں آنے والی بات پر حیران بھی نہیں ہو رہا تھا، کیونکہ ہر چیز ایک واضح خواب کی مانند معلوم ہو رہی تھی، حالانکہ میں زمین پر بیٹھا اُس کی خنکی محسوس کر رہا تھا۔ اپنے سر کے اُوپر تاروں بھرے آسمان کو دیکھ رہا تھا، اور ہجوم کی وہ گنگناہٹ سمندر کے بھاری پانی کے ساحل سے ٹکرانے کے شور کی مانند سُن رہا تھا۔ اُس وقت میرے ذہن میں اس مسحور کُن یقین کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا کہ یسوع ناصری اب راستے میں ہے اور میں جلد ہی اُسے دیکھوں گا۔ اُس کی روٹی میرے حلق میں نہیں اٹکی تھی، نہ ہی اُس کی شراب نے میرا دم گھونٹا تھا۔

اِس طرح رات کی دوسری گھڑی گذری، اور مجھے یقین ہے کہ کوئی شخص ایک لحظہ بھر کو نہیں سویا تھا۔ سب منتظر تھے اور اُس انتظار میں کوئی بے صبری، کوئی بے تابی ہرگز نہ تھی، وہ انتظار سراسر ایک تیاری تھی۔ یکایک اندھے آدمی نے اپنا سر اُوپر اُٹھایا اور پُوچھا "کیا دِن چڑھ آیا ہے؟ مجھے ایک روشنی نظر آتی محسوس ہو رہی ہے۔" یہ کہتے ہوئے اُس نے ایک اشتیاق کے ساتھ اپنی جگہ پر سے گھوم کر اپنا منہ ہجوم کی جانب کر لیا، گویا دیکھنے لگا ہو۔

ہم نے بھی اپنی گردنیں آگے کو بڑھائیں اور دیکھا کہ دوبارہ زندہ ہونے والا آ چکا ہے اور اپنے لوگوں کے درمیان کھڑا ہے۔ وہ کب اور کیسے آیا، میں یہ سمجھا نہیں سکتا، لیکن اُس کے نظر آنے میں کسی شُبہ کی گنجائش نہ تھی۔ وہ سفید بُراق لباس پہنے ہوئے تھا، ستاروں کی روشنی اُس کے لباس کے ساتھ ٹکرا کر واپس پیچھے کو پھیل رہی تھی، جس سے یُوں معلوم ہوتا تھا گویا خود اُس میں سے وہ سب روشنی خارج ہو رہی ہے۔ اُس کا چہرہ انتہائی منوّر تھا۔ وہ ہولے ہولے ہجوم میں چلنے پھرنے لگا۔ تھوڑی تھوڑی دیر کہیں کہیں رُکتا ہوا وہ اپنے لوگوں کا خیر مقدم کرنے اور اُن پر برکت بھیجنے کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اُن کی جانب بڑھا دیتا۔

ایک ایک کر کے ہر شخص نے اپنا سر اُٹھا کر ایک ہی سمت دیکھنا شروع کیا ہوا تھا، مگر

کسی کو یہ جُرأت نہ تھی کہ اُچھل کر اُس کی طرف لپکے۔ یکایک ہمیں ایک قطعی غیر قدرتی سی بلند چیخ سُنائی دی، پھر ایک عورت نے اپنے آپ کو اُس کے سامنے مُنہ کے بل گرا کر حسرت و گریہ کی ملی جُلی آواز میں چیخ کر کہا۔

”میرے آقا، میرے خُداوندا!“ سارے ہجُوم میں خوف کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ ناصری نے جُھک کر اُس عورت کو تھپکی دی اور وُہ یکدم پُرسکون ہوگئی۔ لوگوں کے آہوں بھرے سانس ہمیں سُنائی دے رہے تھے، لیکن سرگوشیاں بڑھتی جا رہی تھیں، ”وُہ وہاں ہے، خُداوند ہمارے درمیان آچکا ہے۔“

اندھا آدمی اپنی گردن آگے بڑھا کر اور اپنے ہاتھ زمین پر پھیلاتے ہُوئے گھٹنوں کے بل جُھک گیا اور کہنے لگا ”مَیں اُسے نہیں دیکھ سکتا، مُجھے صرف ایک تیز روشنی ایسے نظر آ رہی ہے جیسے سُورج سیدھا میری آنکھوں پر چمک رہا ہو۔“

مَیں نہیں کہہ سکتا وُہ ہمارے درمیان کتنا عرصہ رہا، کیونکہ وقت ٹھہرا ہُوا محسُوس ہوتا تھا لیکن جب وُہ ہجُوم کے درمیان گھوم پھر رہا تھا تو مَیں ایک یقینی اور مکمّل زندگی سے لُطف اندوز ہو رہا تھا۔ وُہ کسی کو بھی نظر انداز کئے بغیر اپنے ہر آدمی کے پاس ٹھہرتا جاتا تھا، ہر چیز اِس قدر سادہ قُدرتی اور عین حقیقی معلُوم ہو رہی تھی کہ میرے ذہن میں ذرّہ برابر بھی وسوسہ پیدا نہیں ہُوا اور نہ ہی مَیں ظہور میں آنے والی کسی بھی چیز پر حیرانی محسُوس کر رہا تھا۔ مَیں محض یہ جانتا ہُوں کہ اُس رات، جتنی دیر مَیں اُسے دیکھتا رہا ہُوں، مَیں اُس کی بادشاہت میں تھا۔

آخر کار وُہ ہمارے قریب آیا اور جُونہی وُہ ہماری طرف بڑھا، مَیں اندر سے یُوں کانپ اُٹھا۔ جیسے پانی کی بظاہر ساکن سطح کے نیچے لہریں ہوتی ہیں۔ جب وُہ لوگوں پر برکت بھیجتا تو معلُوم ہوتا تھا کہ اُن سے گُفتگو کر رہا ہے، لیکن اُس کی کوئی آواز نہ تھی، حالانکہ مَیں نے بعض لوگوں کو اِس طرح سر ہلاتے بھی دیکھا جیسے وُہ اُس کی کسی بات کا جواب دے رہے ہوں۔ پھر وُہ ہمارے سامنے کھڑا ہماری طرف بغور دیکھ رہا تھا۔ اُس کا چہرہ تھکا ہُوا اور بے حد روشن تھا اور اُسکی بادشاہت اُس کی آنکھوں میں چمکتی تھی، مَیں نے اندھے کے ہونٹ ہلتے دیکھے مگر کوئی آواز نہیں سُنی۔ مَیں حیران تھا کہ کیا مُجھ پر بہرے پن کا کوئی دورہ ہوگیا ہے، مگر اُس نے بہت ہولے سے اپنی اُنگلیاں اندھے کی آنکھوں پر پھیریں اور پھر اُس کے بیٹے کے سر پر اپنا ایک ہاتھ رکھا، دونوں اُس کے سامنے زمین پر گرے اور ساکن ہوگئے۔ اُن سے تھوڑی ہی دُور اور

لوگ بھی اسی عالم میں پڑے تھے کیونکہ اُنہیں بھی اُس نے ہاتھ لگایا تھا۔ پھر اُس نے میری طرف دیکھا، مُجھے یقین تھا کہ اگر اُس نے مُجھے ہاتھ لگا دیا تو مَیں مر جاؤں گا۔ میرے ہونٹوں کو جُنبش ہُوئی اور یقیناً مَیں نے کُچھ کہا ہوگا، مگر مُجھے اپنی آواز نہیں سُنائی دے رہی تھی، میرا خیال ہے مَیں نے اُس سے التجا کی تھی ”خُداوند مُجھے اپنی بادشاہت میں داخل کر لو۔“

اُس نے کہا ”مُجھے خُداوند خُداوند“ پکارنے والا ہر شخص ہی میری بادشاہت میں داخل ہونے کا مستحق نہیں ہے، اس کے اہل صرف وُہ ہیں جو میرے الفاظ پر کان دھرتے اور میرے باپ کی مرضی پر چلتے ہیں۔“

مَیں نے پُوچھا ”تُمہارے الفاظ کیا ہیں اور تُمہارے باپ کی مرضی کیا ہے؟“

اُس نے کہا ”وُہ تُمہیں پہلے ہی معلُوم ہے۔ تُم جو سلوک حقیر ترین انسانوں کے ساتھ کرتے ہو، وُہ گویا میرے ساتھ کرتے ہو۔“ مَیں نے اُس کی بادشاہت کے بارے میں یقیناً مزید کُچھ دریافت کیا ہوگا، کیونکہ وُہ یُوں مُسکرایا جیسے کسی ضدی بچّے پر مُسکراتے ہیں، اور کہنے لگا۔ ”آسمانی بادشاہت کے متعلّق تُم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وُہ اِس جگہ ہے یا اُس جگہ ہے۔ وُہ تُمہارے اور مُجھے سب جاننے والوں کے اپنے ہی اندر ہے۔“ اُس نے مزید کہا ”مَیں کسی پُکارنے والے کو نظر انداز نہیں کرتا، میرے نام پر جب بھی دو تین انسان اکٹھے ہوتے ہیں تو مَیں آخر وقت تک اُن کے ساتھ رہتا ہُوں، اگر تُم مُجھے یاد کرتے رہو تو کبھی ایسی تنہائی نہ محسُوس کرو گے جو میرے بغیر کرتے ہو۔“

مُجھ سے ہٹ کر وُہ ناتھان کو دیکھنے کے لئے رُکا مَیں نے ناتھان کے ہونٹ ہلتے دیکھے مگر کوئی لفظ نہ سُن سکا، ناتھان کو دیکھنے کے بعد اُس نے مارتینا پر ایک شفیق سی نظر ڈالی لیکن مارتینا کے ہونٹ نہ ہل سکے، پھر وُہ پلٹ کر اپنے لوگوں کے پاس لَوٹ گیا۔

اندھا آدمی اور اُس کا بیٹا ابھی تک وہاں زمین پر یُوں پڑے ہُوئے تھے جیسے مر چکے ہوں، لیکن اُن کی اُس حالت پر میری گھبراہٹ کا اندازہ لگا کر ناتھان نے اپنا سر ہلایا اور ہولے سے کہا ”وُہ مرے نہیں بلکہ سو رہے ہیں اُنہیں چھیڑنا مت۔“

اس کے بعد مَیں نے اُس کے گیارہ حواریوں کو اُس کے گرد جمع ہوتے دیکھا، یُوں معلُوم ہوتا تھا جیسے وُہ اُن کے ساتھ بہت محبّت سے گُفتگو کر رہا ہے اور وُہ بھی اُس کی باتوں کا جواب دے رہے ہیں، لیکن پھر آنسُوؤں نے میری نظروں کو دُھندلا کر دیا جس کی وجہ سے وُہ اُن گیارہ حواریوں کے درمیان مُجھے صرف ایک روشن ہیولے کی مانند نظر آ رہا تھا، اور جب

میں اپنے آنسو ختم کر چکا تو وہ غائب تھا، میں کہہ نہیں سکتا کہ وہ ہمیں کب اور کیسے چھوڑ کر غائب ہوا۔ دیکھنے کی بجائے میں نے محض محسوس ہی کیا کہ وہ جا چکا ہے، کیونکہ اُس کے جاتے ہی ہمارے درمیان میں سے کوئی زبردست قوت غائب ہو گئی ہو، میں نے محسوس کیا جیسے میں کسی گہری نیند میں سے بیدار ہوا ہوں، میں نے ایک چھینک لی اور اب میں اپنے اعضا کو حرکت دے سکتا تھا۔

وقت لوٹ کر آ گیا، آسمان کو دیکھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ رات کی تیسری گھڑی شروع ہے اور اب سحر قریب ہے۔ تمام لوگ کھڑے ہو کر متلاشی نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔ پھر ایک شور دغل اور پُرجوش باتوں کا سلسلہ چل نکلا، ہر شخص ایک دوسرے کو یہ بتانے میں سبقت لے جانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اُس نے اُس کے ساتھ کیا کیا باتیں کیں۔

میں بھی مسرت سے چلا اُٹھا "ناتھان، ناتھان، میں نے اُسے بلایا اور اُس نے میری باتوں کا جواب دیا۔ تم گواہ رہنا کہ اُس نے مجھ پہ اپنی بادشاہت کے دروازے بند نہیں کیے۔"

لیکن ناتھان نے تعجب سے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا "میں اِس بات کا گواہ کیسے ہو سکتا ہوں، میں نے تمہارے ہونٹ ہلتے ضرور دیکھے تھے مگر تمہاری زبان یقیناً گنگ ہو چکی تھی کیونکہ میں نے تمہاری کوئی آواز نہیں سنی، لیکن خود میں نے اُس کے ساتھ باتیں کی تھیں اور اُس نے مجھے جواب بھی دیا تھا۔"

ماریانا نے اپنے ہاتھوں سے میرے دونوں بازو تھام لیے اور ایک عجیب سرور کے ساتھ بولی "میں اُس کے ساتھ بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکی، لیکن اُس نے مجھے پہچان لیا تھا اور مسکرا کر مجھے بتایا تھا کہ میں اپنی زندگی بھر کبھی پیاسی نہ رہوں گی کیونکہ میں نے اُسے پیاسے کو پانی پلایا تھا۔"

ناتھان غصہ میں آ گیا اور جھلا کر کہنے لگا "تم دونوں کا دماغ خراب ہو چکا ہے اُس نے تم لوگوں سے ہرگز کوئی بات نہیں کی، وہ صرف مجھ سے باتیں کرتا رہا تھا۔ اُس نے مجھے راستہ دکھایا، اُس نے مجھے بتایا کہ کوئی چیز بھی جو آدمی کے اندر جاتی ہے، ناپاک نہیں رہتی، بلکہ وہ جو اُس کے اندر سے باہر آتی ہے، ناپاک ہوتی ہے۔ اُس کی بادشاہت میں بے شمار محلات ہیں، ہر ایک کو اُس کے پیمانے سے ناپ کر دیا جائے گا، کسی کو زیادہ کسی کو کم، لیکن کوئی بھی جو سچے دل کے ساتھ اُس سے کچھ مانگے گا، محروم نہیں رہے گا۔ مجھے اُس کے

گیارہ حواریوں پر ایمان رکھنا چاہیے کیونکہ اُس نے انہی کو اپنے رسول مقرر کیا ہے۔ اُس کی بادشاہت رائی کے دانے کی مانند ہے جس کی شاخوں پر دنیا کے ہر حصّہ کے پرندے آ کر اپنے آشیانے بنائیں گے۔"

اتنا کہہ کر ناتھان خاموش ہوتے ہوئے سامنے فضاؤں میں یوں دیکھنے لگا جیسے وہ بغور کچھ سن رہا ہو پھر معذرت کے طور پر کہنے لگا "اُس نے مجھے اور بھی بہت کچھ سمجھایا تھا لیکن اِس وقت سب مجھے یاد نہیں آ رہا، بہرحال مناسب وقت گذرنے کے بعد وہ سب چیزیں مجھے آہستہ آہستہ یاد آ جائیں گی۔"

میں سخت حیرت کے عالم میں تھا، تاہم اُس کے کہنے کے مطابق اُس کی بادشاہت ابھی تک میرے اندر موجود تھی، اور میرے قلب و دماغ کو مکمل سکون نصیب تھا، "لاخفانہ ہو، ناتھان" میں نے کہا "اُس وقت مجھے واقعی یہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ مجھ سے باتیں کر رہا ہے، اور اب بھی یہ یقین رکھتا ہوں کہ اُس نے ضرور مجھ سے کچھ باتیں کی تھیں، شاید وہ ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ اُس کی خاص ضرورت کی باتیں کرتا رہا ہے۔ اگر مجھے وہ سب باتیں معلوم ہوں جو رات اُس نے یہاں سب لوگوں کے ساتھ کی ہیں، اور میں اُنہیں لکھ سکوں، تو یقین مانو کہ اُن کے لیے ایک دفتر درکار ہو گا، اِسی لیے شاید اُسے یہ منظور ہی نہ تھا کہ ہم میں سے کوئی شخص بھی وہ گفتگو سن سکے جو اُس نے دوسروں کے ساتھ کی ہے۔"

اِس پہ ناتھان نرم پڑ گیا اور میرے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر کہنے لگا "میں نے کم از کم اُسے تم پر نظر ڈالتے ضرور دیکھا تھا، اور چونکہ تم پر کوئی عذاب نہیں نازل ہوا اس لیے میں اب تمہیں چھو سکتا ہوں، اور تمہیں ناپاک نہیں سمجھتا۔"

پھر آپس میں مشورہ کرنے کے بعد ہم اِس بات پر متفق ہو گئے کہ پو پھٹنے سے پہلے پہلے ہمارا پہاڑی پر سے روانہ ہو جانا بہتر رہے گا، ورنہ دِن کی روشنی میں میرے پہچان لیے جانے کا خطرہ تھا، لیکن مشکل یہ آن پڑی کہ اندھا آدمی اور اُس کا بیٹا دونوں ہی مُردوں کی طرح سوئے پڑے تھے اور ہم اُنہیں جگانے کی جرأت بھی نہ کر سکتے تھے نہ ہی ہم اُنہیں وہاں چھوڑ کر جا سکتے تھے۔ چنانچہ پھر ہم مجبوراً اُن کے بیدار ہونے کا انتظار کرتے رہے حتیٰ کہ بالآخر صبح ہو گئی، اور لوگوں کا شور و غل پہلے سے بھی بڑھ گیا۔ بہت سے مل کر شکرانے کے گیت گانے لگے۔ کچھ دوسرے بھاگم بھاگ ایک دوسرے تک ہانپتے کانپتے جا کر ایک دوسرے

کا خیر مقدم کرنے اور زندہ ہو جانیوالے کو اپنی آنکھوں دیکھ لینے کی شہادت دینے میں مشغول تھے۔ اُن کے چہرے جوش سے تمتماتے ہوئے تھے، اور وہ پکار پکار کر ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے۔ "تم پر سلامتی ہو، کیا تمہارے گناہ بھی معاف کر دیئے گئے؟ کیا اُس نے تمہارے ساتھ بھی ابدی زندگی کا وعدہ کیا؟ بے شک ہم سب لوگ جنہوں نے اُسے یہاں پہاڑ پر دیکھ لیا ہے، کبھی موت کا ذائقہ نہ چکھیں گے۔"

مجھے اپنے پاؤں تلے زمین بڑی سخت معلوم ہو رہی تھی۔ میرے اعضا سخت اور تنے ہوئے تھے۔ اور میں نے اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے پر دبا کر یہ محسوس کرنے کی کوشش کی کہ اُن میں جان بھی ہے یا نہیں۔ جب دن کی روشنی پھیلنے لگی اور سب ایک دوسرے کو پہچاننے کے قابل ہوئے تو گیارہ حواری، ایک ایک دو دو کر کے عام لوگوں میں پھیل گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ اُن تمام لوگوں کو ہلا ہلا کر بیدار کر رہے تھے جو اُس دوبارہ زندہ ہو جانے والے کے لمس سے بے ہوش ہو کر زمین پر گرے پڑے تھے۔ اُن میں سے تین حواری ہماری جانب چلے آ رہے تھے، ایک کو میں نے پہچان لیا جو وُہی تھا جس نے رات اس قدر سخت الفاظ میں لوگوں کو خطاب کیا تھا۔ اُس کے گول سر اور چوڑے چکلے شانوں کی وجہ سے میں نے اُسے صاف پہچان لیا تھا، اور صبح کی زرد روشنی میں میں نے دیکھا کہ اُس کا چہرہ بے حد جندی اور آنکھیں آتشیں سرخ تھیں۔ اُس کے ساتھ نوجوان یوحنا تھا، جو جاگتے رہنے کی وجہ سے پیلا ہو رہا تھا، تاہم اُس کا چہرہ اب بھی اتنا بے داغ اور روشن تھا کہ میں نے اپنی زندگی میں کسی نوجوان کا ایسا چہرہ نہ دیکھا تھا۔ اُسے دیکھ کر مجھے بہت مسرت ہوئی، اُن کے تیسرے ساتھی کو میں نہیں جانتا تھا، مگر وضع قطع سے وہ بھی اُنہی گیارہ میں سے ایک معلوم ہوتا تھا میرا خیال ہے اِس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اُس کے چہرے کے نقوش میں کسی حد تک یسوع کے نقوش کی جھلک تھی، لیکن وہ قدرے مختلف اور مدہم تھے، جیسے کسی مہین جالی کے نقاب کے پیچھے سے نظر آتے ہوں۔ اُسے دیکھتے ہی مجھے وہ گوشہ نشین مچھیرا یاد آ گیا جس کے ساتھ ایک شب میں نے جھیل کے ساحل پر باتیں کی تھیں۔ اب جبکہ میں دوبارہ زندہ ہونے والے یسوع کو اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھ چکا تھا تو میں نے پھر اُس مچھیرے کی شبیہ کا تصور کرنے کی کوشش کی، مگر میں یقین کے ساتھ پھر بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ مچھیرا واقعی یسوع ہی تھا۔ تاہم میرا قیاس یہی کہتا ہے کہ وہ یسوع ہی تھا جس کے ساتھ میں نے جھیل

پر باتیں کی تھیں۔ اُس وقت میں اُسے غالباً پہچان نہیں سکا ہوں گا، مگر میری سمجھ میں یہ نہیں آ سکا کہ آخر اُس نے وہاں اُس رات اپنا آپ مجھ پر کیوں اُس انداز میں ظاہر کیا تھا؟

جوں جوں وہ تینوں ہمارے قریب آتے گئے، میرا احساسِ جرم بڑھتا گیا۔ میں نے اُن کی طرف سے اپنا مُنہ دوسری طرف پھیر لینے کی کوشش کی۔ اُنہوں نے مجھے نہیں دیکھا تھا لیکن اندھے آدمی پر جھکتے ہوئے اُنہوں نے اُسے جھنجھوڑ کر اُٹھایا اور کہا "جاگ اُٹھو سونے والے۔" اندھے نے اپنی آنکھیں ملیں، اُنہیں گھور کر دیکھا اور کہا "میں تمہیں دیکھ سکتا ہوں تم تین آدمی ہو مگر میں تم لوگوں کو جانتا نہیں۔"

اُن میں سے پہلے نے کہا "ہم اُن رسولوں میں سے تین ہیں جنہیں یسوع ناصری، ابنِ خدا نے چُنا ہے، میں شمعون ہوں، جسے وہ پطرس کہا کرتا تھا، مگر تم کون ہو؟"

اندھے نے اپنی پیشانی کو ہاتھ سے رگڑا، اپنی دُکھتی آنکھوں سے ارد گرد ایک نظر دوڑائی اور خوش ہو کر بولا "گذشتہ شب میں نے ایک تیز روشنی دیکھی، پھر کسی نامعلوم قوت نے میری آنکھوں کے ساتھ کچھ ایسا عمل کیا کہ مجھے بے حد تکلیف ہوئی اور میں بے ہوش ہو گیا، لیکن اب میں بیدار ہوں اور اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھ سکتا ہوں، حالانکہ جب میں یہاں آیا ہوں تو بالکل اندھا تھا۔"

پھر وہ ایک بے پایاں مسرت کے ساتھ اپنے بیٹے پر جھکا، اور اُسے جھنجھوڑ کر جگایا۔ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا تو اُسے اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کہنے لگا "دوبارہ زندہ ہونے والے یسوع ناصری نے رات مجھے شفا دے دی، میں اب تمام عمر اُس خدا کی حمد کرنے میں گذار دوں گا جس نے اُسے بھیجا تھا۔"

نیم بیداری کی کیفیت میں اُس لڑکے نے اپنے سر پر سے پٹی کھینچ ڈالی۔ اُس کی پیشانی کے زخم پر کھرنڈ آ چکا تھا، اور وہ اپنی دونوں ٹانگوں پر بغیر درد محسوس کئے کھڑا تھا۔ پھر اُس نے یہ محسوس کر کے کہ کوئی چیز اُسے چلنے سے روکتی ہے اُس نے جھک کر اپنی ٹانگ پر بندھی ہوئی کھپچیاں اُتار پھینکیں، اور ٹانگ کو ملتے ہوئے سخت حیرانی سے بول اُٹھا "میری ٹانگ جُڑ گئی ہے۔"

شمعون پطرس نے کہا "گذشتہ شب اُس نے اُن تمام لوگوں کو شفا بخشی ہے جنہیں اُس نے اپنے دوبارہ زندہ ہو جانے کی شہادت دینے کے لئے یہاں بُلایا تھا تاکہ

اُس کی حقیقت کے کافی گواہ ہو سکیں۔ ہم سب نے اُسے بیک وقت دیکھا ہے۔ اُس نے صرف اندھے کو بینائی، بہروں کو قوّتِ سماعت اور اپاہجوں کو چلنے کی طاقت ہی نہیں عطا کی بلکہ ہم سب کو ہمارے تمام گناہوں سے بھی پاک کرتے ہوئے، ہم پر ابدی زندگی کے دروازے کھول دیئے ہیں۔"

لیکن اِس دوران میں یوحنّا ٹکٹکی باندھے میری طرف دیکھے جا رہا تھا۔ اُس نے پطرس کے بازو کو چھوتے ہوئے کہا "اُن دو کو تو ہم نہیں جانتے، ہم نے اُنہیں ہرگز نہیں بُلایا تھا، لیکن پھر بھی اُس نے ان دونوں کو شفا دے دی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بِن بُلائے لوگ یہاں موجود ہیں، اور رات اُس نے کسی کو واپس نہیں کیا" اور پھر میری طرف الزامی سا اشارہ کرتے ہوئے اُس نے کہا "مگر اُس شخص کو میں پہچانتا ہوں، اِس نے یروشلیم میں اپنے آپ کو زبردستی ہم پر مسلّط کرنے کی کوشش کی تھی۔ اِس نے ہمیں اصرار کر کے اپنے سوالوں میں اُلجھا لیا تھا، عورتوں کو بہکا دیا تھا، اور شمعون کرینی اور ذکائی کو بھی ورغلا لیا تھا، حتیٰ کہ پھر لادی کو خود جا کر اِسے خبردار کرنا پڑا کہ ہمارے آقا کا نام ناجائز طور پر استعمال نہ کرے، یہ وُہی مرقس ہے، ایک کافر، ایک رُومی، مَیں سمجھ نہیں سکا کہ یہ کیسے یہاں آن پہنچا؟"

شمعون پطرس چونک اُٹھا اور اپنی بڑی بڑی مُٹھیاں زور سے بھینچتے ہوئے چلّا کر بولا "کیا یہاں بھی ہمارے درمیان کوئی غدار موجود ہے؟"

لیکن یوحنّا اور اُس کے دُوسرے ساتھی نے اُسے شور مچانے سے روکا اور سمجھایا "ہمیں کوئی ہنگامہ نہیں کرنا چاہیئے، اِسے ایک طرف لے چلو ورنہ لوگ ڈر کے مارے اِسے پتھر مارنا شروع کر دیں گے، اور پھر ہمیں اِس کے قتل کے لئے جوابدہ ہونا پڑے گا کیونکہ یہ ایک رُومی ہے۔"

پطرس نے لمبے لمبے سانس کھینچتے ہوئے مجھ پر ایک سنجیدہ سی نظر ڈالی اور کہا "اِس ہجوم میں بہت سے گرم مزاج لوگ بھی موجود ہیں، اگر مَیں تمہیں اُن کے سپرد کر دُوں تو تُم کیا کرو گے رُومی؟ وُہ تمہیں اپنے ساتھ کسی ایسے غار میں لے جائیں گے جہاں سے تُم کبھی واپس نہ آؤ گے۔"

"مَیں تُم سے یا کسی سے بھی ہرگز خوفزدہ نہیں ہُوں" مَیں نے جواب دیا "مَیں آخر کیوں خوف کھاؤں جب گذشتہ شب خُود تمہارے آقا نے بھی مجھے واپس نہیں کیا؟ اگر وُہ چاہتا تو یقیناً اُسے یہ قُدرت تھی کہ مجھے یہاں پہنچنے سے روک دیتا، یا کیا تمہیں اب بھی اِس میں کوئی شک ہے؟"

وُہ سب پریشان اور بے چین ہو کر ہم تینوں کو درختوں کے اُس جھنڈ میں لے گئے جہاں اُنہوں نے اپنے خچر باندھ رکھے تھے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ آیا باقی حواریوں کو بھی بُلا لیا جائے یا نہیں۔ اُن کی گفتگو سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ نیکدیمس، شمعون کرینی اور ذکائی جنہیں مَیں جانتا تھا، پہاڑ پر اُس ہجوم کے درمیان موجود تھے۔ یوحنّا نے کہا "ہم جس قدر زیادہ لوگوں کو یہاں اکٹھا کریں گے اُتنا ہی ہنگامہ بڑھے گا، رُومی ٹھیک کہتا ہے خُود خداوند نے بھی اُسے واپس نہیں کیا۔ لیکن کیُوں؟ یہ مَیں نہیں جانتا۔ مگر غلام کو کسی طور بھی خُود کو اپنے آقا سے زیادہ عقلمند نہیں سمجھنا چاہیئے۔"

اب جبکہ ہم سب اکٹھے تھے تو اُس شفا پانے والے اندھے آدمی اور اُس کے بیٹے نے بھی ہماری حمایت کی اور بتایا کہ کیسے اُن کے ساتھ سڑک پر حادثہ پیش آیا تھا اور پھر کس طرح مَیں نے اُن پر رحم کھا کر اُنہیں پہاڑ پر پہنچایا تھا، مگر شمعون پطرس نے یہ سُن کر سخت غصّہ میں کہا "کیا یہ تُم دونوں کے لئے کافی اشارہ نہ تھا کہ گھوڑے نے تمہیں روندتے ہوئے تمہارے بیٹے کی ٹانگ توڑ ڈالی، تمہیں ہرگز یہاں نہیں بلایا گیا تھا اور نہ ہی وُہ چاہتا تھا کہ تُم یہاں آؤ۔"

نوجوان افسردہ ہو گیا۔ اُس نے شمعون پطرس کے سامنے اپنے گھٹنوں کے بل ہو کر التجا کی "مجھے مُعاف کر دو، مُقدّس انسانو! میری نیّت بُری نہ تھی، یہ سب مَیں نے اپنے باپ کی خاطر کیا، مَیں نے اُسے ہرگز نہیں کہا تھا کہ میری ٹانگ بھی اچھّی کر دے، میرے ذہن میں ایک لمحہ کے لئے بھی ایسا خیال نہیں آیا، مگر اُس نے اپنی نیکی کی وجہ سے ہی مجھے چھُوا اور مَیں اچھا ہو گیا۔ شاید ایسے اُس نے مجھے مُعاف کر دیا تھا، تُم بھی مجھے مُعاف کر دو مجھے اور میرے باپ کو۔"

اِس پر مجھے بھی اُن تین حواریوں کے سامنے اپنے آپ کو عجز و انکساری کے ساتھ جُھکا دینے میں کوئی عار نہیں محسوس ہُوئی۔ "اگر تُم چاہو تو مَیں تُمہارے آگے جُھک جاتا ہُوں اَے خُدا کے مُقدّس انسانو۔" مَیں نے کہا "مَیں تُم سے مُعافی چاہتا ہُوں کیونکہ اُس کے چُنے ہُوئے اور اُس کی بادشاہت میں افضل ترین ہو، مَیں غدّار نہیں ہُوں، مَیں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا، اگر تُم یہی بہتر سمجھتے ہو تو مَیں نے جو کُچھ بھی دیکھا ہے، اُس کے متعلق اپنی زبان بند رکھوں گا، اور اگر تُم چاہو تو مَیں اُس کے دوبارہ ہونے کی شہادت کُھلم کُھلا تمام دُنیا کے سامنے دینے کو تیّار ہُوں، حتیٰ کہ خُود قیصر کے سامنے بھی۔

شمعُون پطرس نے اپنے چوغے کو پکڑ کر یُوں مروڑا گویا اُسے چاک کر ڈالے گا، اَور بولا "خاموش رہو، دیوانے آدمی! اگر ایک مُلحد، ایک رُومی، اُس کی بادشاہت کی گواہی دے تو لوگ کیا کہیں گے؟ بہتر ہوتا اگر تُم نے کبھی اِس راستہ کے متعلق سُنا ہی نہ ہوتا۔ اَور گو تُم اِس رات اپنی ناپاکی سے نجات پا چکے ہو، لیکن یہ ناپاکی تُم پر پھر غالب آجائے گی۔ اَور دُنیا تُم کو ایسے ہی واپس نگل لے گی جیسے ایک کُتّا اپنی قے واپس نگل لیتا ہے، کیونکہ ہمارے لئے تُم ایک کُتّے کی قے سے زیادہ نہیں ہو۔" پھر بہُت غُصّہ میں وُہ ناتھان کی طرف پلٹ کر اُسے مُلزم گردانتے ہُوئے کہنے لگا "مَیں نے تُمہیں کفرنحوم میں دیکھا تھا اَور مُجھے تُم پر اعتبار تھا، لیکن تُم نے ہمیں دھوکا دیا اَور ایک کافر کو لقائے دوام کی اِس مُقدّس دعوت میں لے آئے۔"

ناتھان نے اپنی ناک کو اپنی شہادت کی اُنگلی سے رگڑتے ہُوئے کہا "اَے انسانوں کا شکار کرنے والے شمعُون! کیا مَیں نے کفرنحوم میں تُمہیں ایک خچّر عاریتاً نہیں دیا تھا تاکہ اُس پر تُم اپنی بیمار ساس کو یہاں لاسکو؟"

پطرس قدرے نادم سا نظر آنے لگا۔ بہرحال اُس نے اپنے دو ساتھیوں کو مُجرم نگاہوں سے دیکھتے ہُوئے اُسی جوش کے عالم میں کہا "اچھّا، تو پھر؟ مَیں نے تُم پر بھروسہ کیا، سوسن نے تُمہاری سفارش کی تھی۔"

"وُہ خچّر اِسی رُومی کا ہے۔" ناتھان نے بھی اپنے اُسی نپے تُلے لہجے میں بتایا۔ "یہ مرقس ایک نہایت نیک طینت انسان ہے، لیکن اَب اگر تُم اِس کی مخالفت کروگے تو اپنی تمام نرم دِلی کے باوجُود یہ تُم سے اپنا خچّر واپس طلب کر سکتا ہے، پھر تُم اپنی ساس سمیت یہاں پہاڑ پر ہی رہ جاؤگے، بے شک یہ بھی ممکن ہے کہ تُمہارا ساتھ دینے کے لئے سوسن بھی یہاں رُک جائے کیونکہ اتّفاق سے وُہ بھی اِس رُومی کے خچّر پر یہاں آئی ہے۔"

شمعُون پطرس اب حیرت میں غرق تھا، اُس نے پاؤں کے نیچے سے زمین کریدتے ہُوئے کہا "میری ساس نہایت زبان دراز عورت ہے اَور ایک بار تو وُہ آقا پر بھی برس پڑی تھی کیونکہ اُس کے خیال میں وُہ مُجھے میرے جالوں سے ہٹا کر کاہلانہ زندگی کی ترغیب دے رہا تھا لیکن پھر ایک مرتبہ جب وُہ اسقدر تیز بُخار میں مُبتلا ہوگئی کہ اپنے آپ کو قریب المرگ سمجھنے لگی تو یسُوع نے اُسے شفا دی تھی۔ اُس وقت سے اُس نے اپنی زبان کو کُچھ قابُو میں رکھا ہُوا ہے۔ مَیں یہاں اُسے کسی مصیبت میں جھونک کر چھوڑ جانا پسند نہیں کرتا، کیونکہ ہم گیارہ

آدمیوں کو فوراً ہی یہاں سے روانہ ہوکر دن رات سفر جاری رکھنا ضرُوری ہے، ورنہ چالیس دِن ختم ہونے سے پہلے ہم یروشلیم ہرگز نہ پہنچ سکیں گے۔ وہاں ٹھہر کر ہمیں اُس کے وعدہ کی تکمیل کا انتظار کرنا ہے، اگر میری ساس کو کفرنحوم واپس جانے کے لئے خچّر نہ مِل سکا تو مَیں کیا کروں گا؟"

مَیں نے اُسے یقین دلانے کی خاطر گرمجوشی سے کہا "مَیں بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیا کرتا، گو مَیں تُمہارے لئے ایک کُتّے کی قے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، تاہم بخُوشی خچّر رکھ سکتے ہو، بلکہ ہمارے یہ دو خچّر بھی لے لو۔ تاکہ باقی عورتیں بھی اِن پر سواری کرسکیں ہمیں اب اُن کی ضرُورت نہیں رہی، ہم پیدل چل سکتے ہیں۔ تُم بلا تکلّف اِنہیں لے لو، ناتھان انہیں واپس کفرنحوم لے آئے گا۔ مَیں کسی کو زحمت دیئے بغیر یہاں سے اپنا راستہ اختیار کرلیتا ہُوں۔ مُجھ پر لعنت نہ کرنا اَور نہ ہی کسی کو میرے تعاقب میں مُجھے ہلاک کرنے کی غرض سے بھیجنے کی تکلیف کرنا، کیونکہ میرے علم کے مُطابق یہ بات تُمہارے قانُون کے خلاف ہے۔"

یُوحنّا نے اَب گُفتگو میں حِصّہ لیتے ہُوئے مُجھے التجا کی "رُومی، ذرا سمجھنے کی کوشش کرو، بعض باتیں ہم پر اب تک بھی واضح نہیں ہیں، اُس کا وعدہ ابھی تکمیل تک نہیں پہنچا، ہم سرِدست محض اِتنا ہی جانتے ہیں کہ راستہ بہُت دُشوار گُذار اَور دروازہ بہُت چھوٹا ہے۔ ہم اپنی مرضی سے اِسے فراخ نہیں کر سکتے۔"

تیسرے آدمی نے کہا "اُس نے ہمیں یہ حُکم ضرُور دیا ہے کہ سب لوگوں کو اُس کے حلقہ میں شامل کریں مگر یہ کب اَور کیسے کرنا ہوگا؟ ہم ابھی یہ نہیں جانتے۔ اُسے یقیناً پہلے اسرائیل ہی کے لئے ایک بادشاہت قائم کرنا تھی، ان سب باتوں کا علم ہمیں یروشلیم میں دیا جائیگا۔"

اُن تینوں کو، ہاتھ میں ہاتھ ڈالے، بھائیوں کی طرح وہاں کھڑے دیکھ کر، اَور اُس مُقدّس وراثت کا تصوّر کرتے ہُوئے جو یسُوع ناصری اُن کی سپُردگی میں دے گیا تھا، مَیں رشک اَور خوف کے مِلے جُلے جذبات میں دبتا جا رہا تھا، پھر اُن کے سامنے گھُٹنوں کے بل گر کر مَیں نے ایک بار پھر اُن کی منّت سماجت شرُوع کر دی "تُم تینوں کو، اَور تُم سب گیارہ کو، اُس نے اَبدی زندگی کے الفاظ بخشے ہیں۔ مَیں اُس کی مرضی کے خلاف بغاوت نہیں کر سکتا، تُم سب بہُت سادہ انسان ہو، عالم لوگ، اپنی اپنی عقل و فہم کے مُطابق، اُس کی تعلیمات کی تشریح کیا کریں گے اَور ہر شخص اُس میں اپنی طرف سے بھی کُچھ نہ کُچھ شامل کر دیا کرے گا، لیکن تُم جو کہ اُسے

پُوری طرح سمجھے ہو، یقیناً اُس کی مرضی کی عین تکمیل کرو گے، اُس نے مجھے دُھتکارا نہیں ہے، اُسے دیکھ پانے کی مجھے اجازت تھی، کہ اُس نے مجھے یہاں آنے سے نہیں روکا، گذشتہ شب مجھے یہ بھی یقین تھا کہ اُس نے میرے ساتھ باتیں بھی کی ہیں، مگر تُم اگر چاہو تو مَیں یہ سب کُچھ اپنے ذہن سے یکسر محو کر دینے کو تیار ہُوں، مَیں تم سے اَبدی زندگی کی کسی دَوا کا طلبگار بھی نہیں ہُوں، مُجھے صرف اتنی اجازت دے دو کہ مَیں اپنے دِل میں اُس کی بادشاہت کو قائم رکھوں، مُجھے مکمّل طور پر مردُود نہ گردانو، مَیں تُمہاری ہر تشریح پر پُورا یقین کر لُوں گا، اور اُس میں اپنی جانب سے کبھی کُچھ شامل نہ کرُوں گا اَور نہ ہی تُمہارے کسی خُفیہ علم میں سے کوئی حِصّہ طلب کرُوں گا، میرے پاس جو کُچھ بھی ہے وُہ مَیں تم لوگوں کی امداد کے لئے حاضر کرنے کو تیار ہُوں اَور ایک رُومی شہری ہونے کی حیثیت سے ممکن ہے مَیں کسی ایسے آڑے وقت میں تُمہاری کُچھ امداد کر سکُوں جب حُکّام تُم سے کبھی کوئی جواب طلبی کریں یا اُس کی وجہ سے تُمہیں کوئی دُکھ پہنچانے کی کوشش کریں۔"

شمعُون پطرس نے احتجاجاً اپنا ہاتھ بلند کیا اَور کہا "نہیں، سونے چاندی کے ڈھیروں کے عوض بھی نہیں۔"

اُن میں سے دُوسرے نے کہا "مُجھے یاد ہے اُس نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ہمیں اِس بارے میں کبھی پریشان نہ ہونا چاہیئے کہ ہم دُنیاوی عدالتوں میں پیش کئے جانے پر کیا کہیں گے، اُس گھڑی جِن الفاظ کی ضرورت ہوگی وُہ خُود بخُود ہمارے مُنہ میں ڈال دیئے جائیں گے۔"

لیکن یُوحنّا کی آنکھوں میں آنسو آگئے، اُس نے میری طرف ایک انتہائی پُرکشش نظر سے دیکھا اَور کہا "رُومی، تُمہاری انکساری کی وجہ سے مُجھے تُم سے محبّت ہے، مُجھے یقین ہے تُم ہمیں کوئی گزند پہنچانا نہیں چاہتے، وُہ مَوت کی بادشاہت میں کُود پڑا اَور پھر اُس نے تمام دروازے توڑ کر مُردوں کو نجات دے دی، یہ چیز مَیں نے اُس کی ماں کی زبان سے سُنی جسے وُہ صلیب چڑھتے وقت میری ماں کے طور پر میری سپُردگی میں دے گیا تھا، تو کیا وُہ ملحدوں کو نجات نہ دے گا؟ لیکن یہ کیسے ہوگا؟ یہ علم ابھی ہمیں نہیں دیا گیا، تُم صبر کے ساتھ کام لو، دُعا کیا کرو، روزے رکھا کرو، اَور اپنے باطن کو پاک کرو، لیکن دُوسروں سے اُس کا ذکر ہرگز نہ کرو، مبادا تُم اپنی کم فہمی سے ہی اُنہیں کسی غلط راہ پر ڈال دو، باتیں کرنا ہم پہ چھوڑ دو۔"

مَیں سر جھکائے کھڑا اپنے غرور و نخوت پر قابُو پانے کی پُوری کوشش کر رہا تھا۔

حالانکہ مَیں اِس بدگمانی کی وجہ سے حد درجہ دُکھ محسُوس کر رہا تھا کہ اگر صرف یہ غیر تعلیم یافتہ لوگ ہی یسُوع ناصری کے قیمتی ورثہ کے نگہبان بنے رہے تو وُہ مُشتِ غُبار بن کر بکھرے گی اَور آسمانوں کی ہواؤں میں اُڑ کر ختم ہو جائے گی۔ پھر مَیں نے اپنے آپ کو اِس خیال سے تسلی دی کہ یقیناً اُسے معلُوم ہوگا کہ بہتر کیا ہے۔ مَیں نے ناتھان سے کہا "خچر لے لو اَور جا کر عورتوں کی مدد کرو، اُنہیں بحفاظت کفر نحوم یا جس جگہ وُہ جانا چاہیں، پہنچا کر اَور پھر خُود مناسب آرام لینے کے بعد تبریاس کی غسل گاہوں سے مجھے آ کر لے جانا۔"

"تُمہارے لیے اُس لڑکی کو ساتھ لے کر گلیل میں سے پیدل گذر کر جانا بہت مُشکل ہوگا،" ناتھان نے مُجھے آگاہ کیا، اَور جب مَیں نے ادھر اُدھر دیکھا تو معلُوم ہُوا کہ کُچھ عرصہ پہلے کا وُہ اندھا آدمی موقعہ غنیمت جان کر اپنے بیٹے سمیت جا چکا تھا، لیکن مَیں مجسّم بغاوت تھا، انسان خواہ مُجھے چھوڑ جائیں مگر یسُوع ناصری یقیناً میرا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔

"تُم سب پر سلامتی ہو" مَیں نے کہا، اَور مارتینا کا ہاتھ پکڑے اُسی راستہ پر سے جس سے ہم گذشتہ شام کی تاریکی میں اُوپر پہنچے تھے ڈھلان پر نیچے اُترنے لگا۔ چلتے چلتے ایک مرتبہ مَیں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا، ہجُوم میں حرکت اَور نہ زندگی تھی، حالانکہ اُن میں سے اکثر لوگ شب بیداری کی تھکن کی وجہ سے، واپس روانہ ہونے سے پیشتر کُچھ آرام کر لینے کی غرض سے اپنے قبا اپنے گرد لپیٹ کر زمین پر لیٹ جانے اَور سونے کی تیاریاں کرتے نظر آ رہے تھے۔ چلتے چلتے پھر مَیں نے رات کے تمام واقعات پر غور کرنا شرُوع کیا، اَور مجھے اِس پر ذرا بھی تعجب نہیں محسُوس ہُوا کہ اندھے شخص کو اُس کی بینائی واپس مل گئی یا اُس کے بیٹے کی ٹانگ اگر واقعی ٹُوٹ گئی تھی تو وُہ جُڑ چکی تھی۔ یہ تمام معجزے میرے نزدیک عین قدرتی باتیں تھیں اَور در اصل تمام واقعات کا نہایت ہی معمُولی اَور کمترین حِصّہ تھیں۔

اُس کی شفقت کی انتہا یہ تھی کہ جب وُہ اپنے مخصُوص لوگوں پر ظاہر ہُوا تو اُس نے اُن سب کو بھی شفا دیدی جنہیں اُس نے نہیں بُلایا تھا۔

چالیس دن ختم ہونے کو تھے اَور اُسے اپنے باپ کے پاس واپس جانا تھا، مَیں خُود کو اِس خیال کا عادی کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اِس کے باوجُود بھی مَیں جب بھی اُسے پُکاروں گا، وُہ ضرُور میرے پاس آ جائے گا، اَور اِس طرح اَب مَیں کبھی تنہائی نہ محسُوس کرُوں گا، یہ ایک ایسا حیران کُن تصوّر تھا جو اگر کسی اَور نے پیش کیا ہوتا تو بالکل لغو معلُوم ہوتا، لیکن حالات کے تحت مُجھے اِس پر یقین کرنا ہی پڑتا تھا۔ اُس کے دیدار نے مُجھ پر اثر ہی اِس قدر گہرا چھوڑا تھا کہ مَیں مجبُور تھا۔

اِنہی خیالات میں گم، جھاڑ جھنکار میں سے گذرتا ہُوا مَیں پہاڑی سے اُترتا گیا۔ مارٹینا کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا۔ یکایک ایک لومڑی ہمارا راستہ قطع کر گئی۔ مارٹینا نے میری طرف دیکھا اَور کہا "تم نے میرا ہاتھ پکڑ رکھا ہے۔ لیکن پھر بھی شاید تم بھول چکے ہو کہ تم اکیلے نہیں ہو۔"

مَیں نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا اَور مجھے خیال آیا کہ یسُوع ناصری نے ہی مجھے مارٹینا کے ساتھ کیا ہے تاکہ مَیں اُس کے بھائی کی جگہ لُوں اَور وُہ مَوت کو دعوت نہ دے۔ وُہ اُسے یہودیوں کے سپُرد نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وُہ یقیناً اُس کی ہرگز کوئی پروا نہ کرتے، چنانچہ اُس نے مجھے، ایک رُومی کو انتخاب کر لیا، اَور مارٹینا کے لئے اُس نے یہ سب کچھ محض ایک بار پانی پلانے کے عوض کیا تھا۔

مَیں نے حیرانی سے سوچنا شروع کیا کہ خُود مَیں نے کبھی یسُوع ناصری کو کچھ نہیں دیا، اِس کے برعکس وُہی مجھے دیتا رہا ہے۔ حتیٰ کہ گلیل کی جھیل کے ساحل پر، اگر وُہ مچھیرا یشُوع ہی تھا، تو اُس نے تو مجھے اپنے کھانے تک میں شریک کر لیا تھا اَور مجھے اپنے کپڑے سکھانے اَور آگ تاپنے کی اجازت بھی دی تھی، مگر اَب مَیں مارٹینا کو ایک بہن کی طرح اپنے ساتھ رکھ کر ناصری کی کچھ خدمت کر سکتا تھا۔

"مارٹینا" مَیں نے کہا۔ "اِس لمحہ سے تم میری حقیقی بہن ہو، اَور مَیں تمہیں کبھی جُدا نہ کرُونگا جو کچھ میرا ہے وُہ تمہارا بھی ہے۔ میری خامیوں اَور میری خُود پسندی کو برداشت کرنے کی کوشش کرنا"

مارٹینا نے میرا ہاتھ زور سے دبایا اَور کہا "مرقس، میرے بھائی۔ تم بھی مجھ سے درگذر کرتے رہنا، لیکن پہلے مجھے سمجھاؤ تو سہی کہ یہ ہم پر کیا گذر گئی ؟ اَور وُہ تین آدمی کیا چاہتے تھے اَور وُہ میری طرف اِس قدر ناراضگی سے کیوں دیکھ رہے تھے ؟"

لیکن رسُولوں نے چونکہ مجھے اِس بارے میں بات کرنے سے سختی کے ساتھ ممانعت کی تھی، مَیں مارٹینا کو بھی یسُوع ناصری کے متعلق وُہ کچھ نہیں بتا سکتا تھا جو مَیں خُود سمجھتا تھا۔ مَیں نے صرف اِتنا کہا "وُہ اُن گیارہ میں سے تین مُقدّس آدمی تھے، جنہیں یسُوع ناصری نے اپنی بادشاہت کا راز بتایا ہے۔ اُنہوں نے ہمیں اپنے حلقہ میں سے خارج کر دیا ہے کیونکہ ہم آلِ اسرائیل میں سے نہیں ہیں، بلکہ اُن کی نظروں میں مُلحد اَور ناپاک ہیں۔ اُنہوں نے مجھے یسُوع ناصری کے متعلق اپنی سمجھ کے مُطابق کوئی بات کرنے سے منع کر دیا ہے، لیکن تم بتاؤ کہ تمہارے خیال کے مُطابق یہ سب کیا ہُوا ہے ؟"

مارٹینا نے کچھ غور کیا اَور پھر کہا "پہلے ہم نے قُربانی کا کھانا کھایا۔ شام میں جب ادونس دیوتا کو دفن کرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاتا ہے تو اِسی طرح قُربانی کا کھانا کھانے کی رسم ہے، لیکن یہاں اُس سے مُختلف معاملہ تھا کیونکہ یسُوع ناصری نے تو خُود ہی اپنے آپ کو قُربانی کے لئے پیش کیا تھا اَور پھر خُود بخُود ہی جی اُٹھا تھا۔ گذشتہ شب مجھے یقین ہو گیا کہ وُہ خُدا کا بیٹا ہے۔ ہمارا پیالہ شراب سے خالی نہیں ہو سکا تھا اَور ہمارے پاس روٹی بھی خُود بخُود کہیں سے آ گئی تھی، لیکن میرے لئے یہ باتیں بطور ثبوت کے کوئی اہمیّت نہیں رکھتیں۔ میرے پاس جو ایک ہی بڑا ثبوت ہے یہ ہے کہ جب اُس نے میری طرف دیکھا تھا تو مَیں اپنے دل کی گہرائیوں سے اُسے محبّت کر رہی تھی، اَور اِس لمحہ کوئی ایسا کام نہ تھا جو مَیں اُس کی خاطر کر گذرنے کو تیار نہ ہوتی۔ یہ یقیناً ایک بے حد پُراسرار بات ہے۔ یقیناً یونان اَور مِصر کے اسرار سے کہیں بڑھ کر میرا ایمان ہے کہ گو اُس کی بادشاہت نظر نہیں آتی تاہم وُہ ایک حقیقت ہے اَور اسی لئے مَیں یہاں، اِس زمین پر اِس راستہ پر چلتی ہُوئی بھی اپنے آپ کو اُس کی بادشاہت میں پاتی ہُوں۔ نہیں، مَیں اگر چاہُوں بھی تو اَب اُس کی بادشاہت سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتی، لیکن مَیں اِن سب باتوں پر خوفزدہ ہرگز نہیں ہُوں، کیونکہ اِس بادشاہت میں رہنا بھلا معلوم ہوتا ہے اَور جب مَیں اِس میں رہُوں گی تو میرا باطن گناہ سے قطعی پاک صاف رہے گا۔"

مَیں نے بڑے تعجّب کے ساتھ مارٹینا کے چھوٹے سے چہرے اَور سبز آنکھوں کی طرف دیکھا اَور رشک سے کہا "اُس نے یقیناً تمہیں برکت دی ہے۔ تم مجھ سے زیادہ مسُرور ہو، اُس کی سچائی واقعی ہماری خوراک اَور شراب کی مانند ایک بالکل ہی سادہ چیز ہو گی، تاکہ غریب سے غریب انسان بھی اُسے پا سکے۔ میری دُنیاوی عقل میرے اندر ایک تاریک دیوار بنے کھڑی ہے، علم مجھے پھنسانے والا ایک جال ہے، اَور سوفطائیوں کی منطق میرے پاؤں میں ایک بیڑی کی مانند ہے۔ میری مدد کرو، میری بہن، اَور جب یہ تمام ترغیبات میری راہ میں حائل ہونے لگیں تو مجھے آگاہ کرتی رہنا۔"

باتیں کرتے کرتے ہم پہاڑی کے دامن میں جا اُترے، لیکن آس پاس نظر ڈالنے پر مَیں نے اندازہ لگایا کہ ہم اُس راستہ سے بھٹک چُکے ہیں جس پر سے گذشتہ شام آئے تھے، تاہم مجھے کوئی پریشانی نہ ہُوئی کیونکہ مَیں سُورج کی مدد سے صحیح رُخ معلوم کر سکتا تھا اَور جانتا تھا کہ

شاہراہ کس جانب واقع ہے۔ مگر ہم عجلت میں بھی نہ تھے، اچانک مجھے احساس ہُوا کہ مَیں اب اپنی بقایا زندگی میں کبھی کسی چیز کی خاطر عجلت نہیں کروں گا۔ مجھے سبھی کچھ مل چکا تھا اور مزید کسی چیز کی احتیاج ہی نہ رہی تھی۔ میرے پاس کافی سے زیادہ دولت بھی تھی جو محتاط کفایت کے ساتھ مجھے اور ماڑینا کو عُمر بھر کے لئے کافی تھی، انہی تصوّرات میں گم میرا سارا جسم ایک حد درجہ تھکن سے چوُر ہو رہا تھا۔ میرا خیال ہے مجھے زندگی میں ایسی شدید تھکن کبھی نہ ہُوئی تھی۔" ماڑینا" مَیں نے کہا "ہم اب ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا اور اب تو میرے لئے تمام جگہیں یکساں ہیں، آؤ ذرا یہاں ٹھہر کر سستا لیں! اور کچھ دیر اِس انجیر کے درخت تلے نیند لے لیں، ہمارے سامنے ابھی ہماری ساری زندگی پڑی ہے جو ہم اکٹھے ہی سیر و سیاحت میں گذاریں گے، اب کہ اُس کی بادشاہت ابھی ہمارے دِلوں میں موجود ہے اور ہم یکسر مطمئن ہیں، ہمیں کچھ آرام کر لینا چاہیئے۔"

ہم انجیر کے درخت تلے لیٹ گئے، مَیں نے اُسے اپنے بازوؤں میں لے لیا، اور ہم دونوں گہری نیند سو گئے۔ جب ہم بیدار ہُوئے تو سائے طویل ہو چکے تھے اور دن کی آٹھویں گھڑی شروع تھی۔ ہم نے اُٹھ کر پھر چلنا شروع کر دیا، پگڈنڈیوں اور کھیتوں کی منڈیروں پر سے ہوتے ہُوئے ہم بالکل خاموشی سے چل رہے تھے، لیکن میری آنکھ یُوں کھُلی تھی گویا مَیں نے دوبارہ نیا جنم لیا ہو اور ماڑینا مجھے سچ مچ ایک حقیقی بہن کی مانند نظر آ رہی تھی۔ گلیل کے زرد ہوتے ہُوئے کھیت، اور مٹیالی ڈھلانیں فضا کے نیلے سے نقاب کے پیچھے سے، میری آنکھوں کو بہت حسین معلوم ہو رہی تھیں۔ سانس لینے پر ہُوا بڑی لطیف محسُوس ہوتی اور میرا دل تمام وسوسوں سے پاک تھا۔

لیکن شاہراہ پر پہنچتے ہی میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی، جب مجھے سب سے پہلے نظر پڑنے والے لوگ، مریم مگدلینی اور مریم بریلطی تھیں۔ مگدلینی ایک خچّر پر سوار تھی اور اُس کے پیچھے مریم بریلطی برہنہ پا گرد و غبار اور دھول میں ایک چھڑی سے خچّر کو ہانکتی چلی جا رہی تھی۔ تعجّب میں ہی بے اختیار مَیں نے تالی بجائی اور اُن کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیزی سے آگے بڑھا، لیکن مریم مگدلینی نے مجھے بڑی سرد مہر نظروں سے دیکھا۔ وُہ مجھے دیکھ کر خُوش نہیں ہُوئی تھی۔ "تو یہ تُم ہو گویا؟ بہت خُوب اور کیا تُم بھی پہاڑ پر سے ہی آ رہے ہو؟" اُس نے بڑی تلخی کے ساتھ پُوچھا " اگر مَیں نے محض تُم پر ہی بھروسہ کر لیا ہوتا تو مَیں عجب جنجال میں گرفتار ہو کر رہ جاتی، اور اب وُہ کون لڑکی تُمہارے ساتھ ہے جبکہ تُم حال ہی میں ایک دُوسری لڑکی کے شکنجے سے بال بال بچے ہو؟"

اُس نے اور مریم بریلطی نے اپنی نگاہوں سے ماڑینا کا جائزہ لیا۔ مجھے احساس ہُوا کہ مریم مگدلینی

کو یہ توقع تھی کہ مَیں پہاڑ پر اُس کے ہمراہ جاؤں گا، حالانکہ مَیں نے اُس کے ساتھ ایسا کوئی عہد نہیں کیا تھا، اور نہ ہی خُود اُس نے مجھے کوئی پیغام اِس بارے میں بھجوایا تھا، نا تھان کی وفاداری کے بغیر مَیں پہاڑ پر پہنچ ہی نہ سکتا تھا۔ بہر حال اُس وقت طعن و تشنیع کرنا بالکل فضُول تھا۔

"مجھے اِجازت دو کہ راستہ میں تُمہاری حفاظت کرتا ہُوا تُمہیں تُمہارے گھر تک پہنچا دوں، کیونکہ تُمہارے ساتھ کوئی مرد نہیں ہے۔" مَیں نے تجویز کیا۔ " جلد ہی اندھیرا ہونے کو ہے ہم کوئی سرائے تلاش کر کے وہاں اکٹھے کھانا کھائیں گے اور پھر رات وہیں گذار کر کل مَیں تُمہارے ساتھ تُمہارے گھر تک چلُوں گا۔"

لیکن مریم مگدلینی میرے الفاظ پر اور بھی برہم ہو کر بڑی درشتی اور نخوت کے ساتھ بولی "پہلے میرے بے شمار محافظ بھی ہُوا کرتے تھے اور مجھے پالکیاں بھی پیش کی جایا کرتی تھیں۔ محافظوں کی کوئی کمی نہ تھی، لیکن جب سے مَیں نے اپنے خُداوند کو پہاڑ پر دیکھ لیا ہے وُہی میرے لئے کافی محافظ ہے اور تُم مجھے یہ جتا کر کہ میرے ساتھ کوئی مرد نہیں ہے میری ہتک کرنے کی کوشش نہ کرو۔"

مَیں نے اندازہ کر لیا کہ پہاڑ پر سے رُخصت ہونے کے وقت معاملات غالباً اُس کی اپنی مرضی کے مطابق طے نہ ہو سکے ہوں گے، لیکن میری حیرانی اور بھی بڑھ گئی جب مریم بریلطی نے بھی مجھے بڑے تکبّر کے ساتھ خطاب کرتے ہُوئے کہا "تُم سخت بیہُودہ اور متلوّن مزاج معلُوم ہوتے ہو، اپنی دلجوئی کے لئے تُم نے بہت جلد سامان ڈھونڈھ لیا، تُمہاری خاطر اِس پر مجھے خُوشی بھی ہے، کیونکہ مجھ سے اب تُم کوئی توقع نہیں رکھ سکو گے۔ میرے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں، بالکل پاک ہو کر اب ایک کنواری کی مانند ہُوں اور تُم سے مزید کوئی واسطہ رکھنے کو ہرگز تیار نہیں، تُم ایک رُومی ہو اور ملحد، اس لئے تُم اب میری طرف پُر اشتیاق نظروں سے مت دیکھو، اور اُس ننھی سی ناک والی لڑکی سے بھی کہہ دو کہ وُہ مجھے اپنی بدصُورت آنکھوں سے اس قدر گستاخ اور نکتہ چین نظروں سے نہ دیکھے۔"

خُوش قسمتی سے ماڑینا اُس کی کوئی بات نہ سمجھ سکتی تھی، لیکن پھر بھی وُہ اُن دونوں عورتوں کی نظروں سے اُن کے تیور تو ضرُور پہچان رہی تھی، چنانچہ اُس نے اپنی نظریں نیچی کر لیں۔ مَیں اس کی خاطر رنجیدہ ہو گیا، اس لئے مَیں نے مریم بریلطی سے پُوچھا "تُمہیں کیا ہو گیا ہے جو میرے ساتھ اس قدر رُکھائی سے پیش آ رہی ہو؟"

مریم بریلطی نے مجھے بتایا "آج صبح پہاڑ پر مجھے ایک نوجوان ملا۔ اُس کی آنکھیں کسی چشمے کے پانی کی مانند شفاف ہیں، اُس کے رُخسار انار کی طرح سرخ ہیں، اور ابھی تک اُس کی ٹھوڑی

پر داڑھی تک نہیں آئی ، وُہ مُجھے دیکھتے ہی مُجھ پر فریفتہ ہوگیا اور اُس نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ وُہ گھر پہنچتے ہی بہت جلد اپنے ایک دوست کو مریم مگدلینی کے پاس بھیجے گا تاکہ ایک معاہدہ طے پاجائے جس کی رُو سے وُہ اَور مَیں رشتہ مناکحت میں منسلک ہونے کے لئے اکٹھے شراب پینے کے بعد پیالہ توڑنے کی رسم ادا کرسکیں - وُہ اپنی محبت میں سخت بیقرار ہے اَور اب جبکہ مَیں پاک اَور کنواری ہُوں ، مَیں بھی اُس کے ساتھ بخوشی فوراً ہی شادی کرنے پر رضامند ہُوں - اُس کے باپ کے پاس ایک مزروعہ کھیت ، ایک تاکستان ، زیتون کے درخت اَور بھیڑیں ہیں ، مُجھے اپنی زندگی گذارنے کے لئے اِس سے زیادہ کی خواہش بھی نہیں - اُس کے باپ نے بھی مُجھے پسند کیا ہے اَور یہ تسلیم کرنے کو تیار ہے کہ مَیں ایک کنواری ہُوں کیونکہ یسوع ناصری نے گذشتہ شب اُس کی کھوئی ہُوئی بینائی اُسے واپس دیدی تھی - اِس کے علاوہ اُسے میری کوئی قیمت نہ ادا کرنا پڑے گی "

مریم مگدلینی نے اُس کی بات کاٹتے ہُوئے کہا " یہ سب سچ ہے اَور مُجھے یہ ضرورت ہی نہیں پڑی کہ اِسے اپنے سے کُچھ عرصہ کے لئے علیحدہ کردوں تاکہ یہ اپنے لئے کوئی مناسب چاہنے والا تلاش کرسکے ، ورنہ مَیں تُمہارے ساتھ ہی اِس کی شادی کرنے پر مجبُور ہوجاتی اَور وُہ سخت افسوسناک بات ہوتی کیونکہ اسرائیلی مردوں کو تو غیر عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کی کوئی خاص ممانعت نہیں ، البتہ اسرائیلی عورتوں کو مُلحد مردوں کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہئے - حقیقتاً یہ بڑی خُوش قسمتی کی بات ہُوئی کہ لڑکے کا باپ اپنی کھوئی ہُوئی بینائی واپس مل جانے کی خُوشی میں مریم کو گناہوں سے قطعی پاک تسلیم کرلینے پر تیار ہوگیا ، کوئی دُوسرا شخص اِس کے ماضی کی وجہ سے اِس کے ساتھ شادی کرنے پر ہرگز رضامند نہ ہوتا "

مَیں نے مریم مگدلینی کے چہرے کا جائزہ لیا ، جو کسی اَور چیز کی بجائے زیادہ تر ایک سفید پتھر سے مشابہ تھا ، اَور مُجھے یقین ہوگیا کہ واقعی وُہ ایک ایسی طاقت رکھتی ہَے کہ اگر وُہ چاہتی تو مریم بریطی کی شادی میرے ساتھ کرسکتی تھی ، خواہ میری یہ مرضی بھی نہ ہوتی - مَیں نے اطمینان کا ایک لمبا سانس لیا اَور کہا " مَیں تُمہیں اَور اپنے آپ کو بھی اِس خُوش قسمتی پر مبارکباد دیتا ہُوں ، مریم بریطی ! لیکن مَیں یہ معاملہ سمجھ نہیں سکا ، کیونکہ مَیں نے ایک خواب میں یہ شگون دیکھا تھا کہ مَیں اِس یُونانی لڑکی کے ہمراہ ایک صحرا میں چلا جا رہا ہُوں اَور تُم ہمارے ساتھ ہو -"

مریم مگدلینی یکایک میری طرف پُوری طرح متوجہ ہوگئی اَور بولی " اپنا خواب مُجھے پُوری وضاحت سے سُناؤ ، کیا تُمہیں یقین ہَے کہ مریم بریطی وہاں موجُود تھی ؟"

مَیں نے اپنا خواب اُنہیں پُوری وضاحت سے سُنانے کی کوشش کی ، مگر جب مَیں بات کر رہا تھا تو وُہ میرے ذہن سے مدہم ہوکر محو ہوتا گیا ، لیکن بالآخر مَیں نے بلاتامل کہا " مریم بریطی بہرحال وہاں یقیناً موجُود تھی ، وُہ ایک خچّر پر ایسے ہی سوار تھی جیسے اب تُم ہو - وُہ بہت موٹی اَور پھُولی ہُوئی تھی اَور مَیں نے اُس کے چہرے پر بے اطمینانی کی گہری لکیریں دیکھی تھیں ، تاہم مَیں نے اِسے اِس کی آنکھوں کی وجہ سے پہچان لیا تھا -

مریم بریطی غُصّہ میں آگ بھبُوکا ہوکر چیخی " نہیں ، تُمہیں میرے متعلق ایسے خواب دیکھنے کا کوئی حق نہیں ، اَور مَیں تُمہارا اعتبار نہیں کرتی ، یہ تو تُم ہو جو اپنے گناہوں کی وجہ سے موٹے ہوکر پھُول جاؤگے ، اَور تُمہارے دانت جھڑ جائیں گے اَور تُم گنجے ہوجاؤگے "

مَیں نے اپنے ہاتھ پھیلا کر کہا " خُدا کرے میرا یہ خواب پُورا نہ ہو ، ہمیں ایک دُوسرے سے اِس قدر سخت الفاظ کہنے کی کیا ضرورت ہَے جبکہ ہم سب نے پہاڑ پر اکٹھے ہی اُس مرکر دوبارہ زندہ ہونے والے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہَے - اُس نے ہم میں سے کسی کو بھی حتیٰ کہ اِس مارِتینا کو بھی واپس نہیں کیا " پھر مَیں نے جلدی جلدی اُنہیں وُہ سب حالات سُنائے جن کے تحت میری ملاقات مارِتینا کے ساتھ ہُوئی تھی ، اَور اُس کے ساتھ کیا گذری تھی اَور کس طرح اُس کا شراب کا پیالہ اخیر تک بھرا ہی رہا ، مَیں نے اُنہیں رتھ کا حال بھی سُنایا جس نے نوجوان کو سڑک پر روندھ دیا تھا اَور پھر کس طرح ہم نے اُس کی اَور اُس کے اندھے باپ کی مدد کرکے اُنہیں پہاڑ پر پہنچایا ، چنانچہ اب مریم مگدلینی نے سارا معاملہ سمجھتے ہُوئے سر ہلایا اَور کہا " یقیناً یہ سب کسی خاص مقصد کے تحت وقوع پذیر ہُوا ہَے - اِس طرح گویا وُہ ایک مُلحد کو مُلحد سے اَور اسرائیلی کو اسرائیلی سے ملاتا ہَے ، لیکن اب سائے بہت طویل ہوچکے ہیں اَور میرے بٹوے میں چُونکہ ایک بڑی رقم موجُود ہَے اس لئے مَیں اِس علاقہ سے خائف ہُوں ، مَیں نے اُنہیں روپیہ نہیں دیا کیونکہ وُہ مُجھے اپنے ساتھ یروشلیم نہیں لے کر گئے بلکہ پطرس نے مُجھے واپس گھر جانے کا حُکم سُنا دیا تھا - مَیں نہیں جانتی وُہ لوگ یروشلیم میں کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں - بہرحال تُم ہمارے ساتھ چلو ، ہم اکٹھے کسی سرائے میں شب باشی کرلیں گے اَور جب تُم مُجھے میرے گھر پہنچا دوگے تو ہم اچھے دوستوں کی طرح ایک دُوسرے سے علیحدہ ہوجائیں گے "

چُنانچہ ہم اکٹھے روانہ ہوگئے - جلد ہی سڑک پر مسافروں کی تعداد بہت کم رہ گئی - ہماری گفتگُو کے دوران مارِتینا خاموش کھڑی زمین پر نظریں جمائے رہی تھی ، جس کی وجہ سے میرے

دل میں اُس کا احترام بڑھ گیا جب ہم نے دوبارہ سفر شروع کیا تو اُس نے مجھے سرگوشی میں پُوچھا کہ وُہ عورتیں کون ہیں۔ میں نے اُسے بتایا کہ مریم مگدلینی یسُوع ناصری کے ساتھ سفر کرتی رہی ہے اور پھر اُس کی قبر کو خالی دیکھنے والی وہی سب سے پہلی عورت ہے، مارّینا اِس پر فوراً ہی مریم مگدلینی کے احترام کی غرض سے اُس کے خچّر کے قریب گئی اور بہت عاجزی سے التجا کرنے لگی "اے میری بہن تُم جو کہ عورتوں میں سے خُوش قسمت ترین ہو، مجھے اُس کے متعلّق کُچھ بتاؤ جو دوبارہ زندہ ہُوا ہے۔"

اُس کی عاجزی پر مریم مگدلینی خُوش ہوگئی اور اُس کی طرف بڑی شفقت سے دیکھتے ہُوئے اُسے یُونانی زبان میں یسُوع کے متعلّق بہت سی باتیں سُناتی رہی۔ اُس نے بتایا، کہ گذشتہ شب پہاڑ پر اُس کی مُلاقات قصبہ قاناؔ سے آئے ہُوئے ایک تازہ شادی شدہ جوڑے سے ہُوئی تھی جن کی شادی کے موقع پر ہی یسُوع نے اپنا سب سے پہلا معجزہ کیا تھا جب اُس نے شادی کے مہمانوں کی تواضع کرنے کے لئے سادہ پانی کو شراب میں تبدیل کر دیا تھا۔

پھر اُس نے یسُوع کی پیدائش کا ذکر کیا کہ کیسے ایک فرشتہ اُس کی ماں مریم پر ظاہر ہُوا اور وُہ ایک مافوق الفطرت طریقے سے حاملہ ہوگئی، اور کیسے اُس کے منگیتر یُوسف نے اُسے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا، اور پھر کس طرح بالآخر اُسے خواب میں ایسا کرنے سے باز رہنے کی تلقین ہُوئی۔ مریم مگدلینی کی وُہ سب باتیں سُنتے ہُوئے سمجھ گیا کہ یسُوع کے رسُول کیوں یہ کہا کرتے ہیں کہ مریم ایک باتُونی عورت ہے، لیکن اُس کی ان باتوں پر مارّینا کی آنکھیں چمک رہی تھیں، اور وُہ دم بخُود سی سب کُچھ سُنکر اُس پر یقین کرتی جا رہی تھی، آخر کار مجھ سے نہ رہا گیا اور مَیں نے کہا "داستانیں بتاتی ہیں کہ یُونانی اور رُوم کے دیوتا فانی انسانوں کی بیٹیوں سے اختلاط کرکے اُن میں سے بچّے پیدا کیا کرتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رُومی نسل کا مورثِ اعلیٰ زہرہ دیوی کی اولاد تھا، بہرحال آجکل سمجھدار لوگ ان قصّوں کو بالکل اُسی انداز کی تمثیلیں سمجھتے ہیں، جن سے سکندریہ میں یہُودی اپنے صحیفوں کی تشریح کرنے میں امداد لیتے ہیں۔ مَیں سمجھتا ہُوں کہ یسُوع کو خُدا کا بیٹا ثابت کرنے کے لئے ایسے کسی قصّے کہانی کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔"

مریم مگدلینی مجھ سے ناراض ہوگئی اور اپنا ہاتھ مارّینا کے کندھے پر رکھتی ہُوئی بولی، "ہم عورتیں خواہ یُونانی ہوں یا اسرائیلی، بہرحال ایک ہی جیسی ہُوا کرتی ہیں۔ مرد ہمیں کبھی نہ سمجھ

سکیں گے، اور تُم اے رُومی! ارضی دیوتاؤں کی باتیں نہ کرو، جو انسان کو دُنیاوی زندگی کے سراب کا شکار بنا رکھتے ہیں، اب جبکہ یسُوع تمام دُنیا کا مسیحا اور مُنجی بن چُکا ہے، ان دیوتاؤں کی انسانوں پر حکُومت نہیں رہی، یہ الگ بات ہے کہ انسان خُود ہی بدی میں مُبتلا ہو کر اُن کے پنجۂ استبداد میں پھنسے رہیں، لیکن مَیں جو کُچھ بتا رہی ہُوں اُس کا مجھے پُورا علم ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ یسُوع ناصری کی والدہ، مریم نے خُود اِس بات کا ذکر مجھ سے اور چند دُوسری عورتوں سے کیا تھا جبکہ وُہ ابھی زندہ تھا اور ہم اُس کے ساتھ ساتھ سفر کرتے رہا کرتے تھے، حتیٰ کہ پُرانے ظالم ہیرودیس کو بھی یہ یقین تھا کہ اسرائیل میں ایک بادشاہ پیدا ہو چُکا ہے اِسی لئے اُس نے بیت اللحم کے تمام بچّوں کا قتلِ عام کروا دیا تھا تاکہ وُہ نئے پیدا ہونے والے بادشاہ سے اپنا تخت و سلطنت اپنی اولاد کے لئے بچالے، اِس واقعہ کے بے شمار گواہ اب تک بھی موجُود ہیں۔"

اُس کے اِن الفاظ پر مَیں خاموش ہوکر سوچنے لگا، مریم مگدلینی یقیناً تصوّرات اور خوابوں کی شکار رہ کر فرشتے دیکھتی رہتی ہوگی، مگر یسُوع ناصری کی ماں کے متعلّق ایسا گمان کرنا ذرا مشکل امر تھا۔ صلیب گاہ پر جب وُہ گریہ و زاری کر رہی تھی تو مَیں نے اُس کا چہرہ دیکھکر اندازہ لگایا تھا کہ وُہ بلا ضرُورت بات کرنے والی عورت نہیں، بلکہ جب دُوسرے بات کرتے تھے تو وُہ چُپ تھی۔ اگر یہ واقعہ سچ نہ ہوتا تو اُسے ایسی کہانیاں ایجاد کرنے کی آخر کیا ضرُورت تھی؟ اگر مجھے یسُوع ناصری کے معجزوں پہ یقین ہے جو اُس کی سچائی کے ثبوت کے لئے کافی ہیں، اور لعزر سے ملاقات اور گفتگُو کرنے کے بعد مَیں اُن معجزوں کو تسلیم کرنے پر مجبُور تھا، تو مَیں مریم مگدلینی کی اس بات پر کیوں شُبہ کروں؟ اگر خُدا کو انسانی شکل میں زمین پر پیدا ہونا منظور تھا تو ایک رُوح کیوں نہیں کسی عورت کو حاملہ کر سکتی؟ اُس عجُوبے کے مُقابلہ پر یہ باقی سب باتیں محض ثانوی اہمیّت کی رہ جاتی تھیں، مارّینا یسُوع کے بارے میں مزید سوالات پُوچھتی رہی اور مریم مگدلینی مجھے ملامت آمیز نظروں سے دیکھتی ہُوئی کہنے لگی "وُہ اکثر ایک کسان کی حکایت بھی بیان کیا کرتا تھا جو بیج بونے کے لئے باہر گیا، کُچھ بیج ایک چٹان پر گرے، جنہیں اُگنے کے لئے زمین ہی میسر نہ آئی، کُچھ کانٹوں میں جا گرے جہاں اُگتے ہی کانٹوں نے اُن کا گلا گھونٹ ڈالا، لیکن کُچھ اچھی زرخیز زمین پر گرے جن سے ایک عظیم فصل تیار ہُوئی۔"

"اِس لئے یہ ضروری نہیں کہ ہر وُہ انسان جس نے اُس کی باتیں سُنیں اور اُن پر یقین بھی کر لیا اُس کی بادشاہت کا اہل بھی ہو۔" مریم مگدلینی نے بات جاری رکھتے ہُوئے کہا۔ "تمہارا

دِل مضبُوط نہیں ہے رُومی! یہ بہُت کمزور ہے جب تم اپنی قوم میں واپس پہنچو گے تو کانٹے اَور جھاڑ جھنکار تمہارے اردگرد پیدا ہو کر تمہارا بادشاہت تک پہنچنے کا راستہ مسدُود کر دیں گے۔"

اُس کے ان الفاظ نے مُجھے خوفزدہ کر دیا۔ مَیں نے اپنے اردگرد گلیل کی سُرخ پہاڑیوں اَور گہرے سبز تاکستانوں کی طرف دیکھا، جہاں اب سائے لمبے ہونا شروع ہو چکے تھے اَور کہا "مَیں کیسے بھُول سکتا ہُوں؟ مَیں اپنے آخری سانس تک اِس گلیل کو، اِس پہاڑ کو، اَور اُس کو جسے مَیں نے گذشتہ شب اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، یاد رکھوں گا، اَور مَیں اَب کبھی تنہائی محسُوس نہ کروں گا، اَور یہ اَب کبھی نہ ہوگا کہ مَیں اُسے پکارُوں اَور وُہ میرے پاس نہ آئے۔"

کُچھ دیر سوچنے کے بعد مَیں نے پھر کہا "مَیں اُس کے لئے ایک اچھا ملازم نہیں، اُس بادشاہ کے لئے، جواب عنقریب ہی چالیس روز پُورے ہونے پر کسی دُور دراز مُلک کے سفر پر روانہ ہو جائے گا، مجھے علم نہیں کہ آیا اُس نے کوئی رقم میرے بھی سپرُد کی ہے یا نہیں، لیکن اگر کی ہے تو پھر اُس کے حواریوں کے حُکم کے تحت مُجھے وُہ زمین میں دفن کر دینا پڑے گی، اِس کا مجھے بے حد قلق ہے، تاہم میرے ساتھ ایک ایسا وعدہ ضرور کیا گیا ہے جس پر میرا مکمّل ایمان ہے مَیں تمہارے ساتھ اُس کا ذکر نہیں کروں گا مبادا تُم میرا مذاق اڑا دو......"

مَیں سوچ رہا تھا کہ اُس کا نام بُلند کرنے کے لئے مُجھے ایک روز مرنا ہوگا، گو موجُودہ حالات میں یہ ناقابلِ یقین سی بات تھی، تاہم جھیل کے ساحل پر اُس رات یہی بات تو تھی جو اُس گوشہ نشین مچھیرے نے مُجھے بتائی تھی۔ مَیں بہرحال اپنے جسم کی خاطر مطمئن تھا کہ ایک رُومی شہری ہونے کی وجہ سے یہ میرا حق تھا کہ تلوار سے ہلاک کیا جاؤں، کیونکہ مَیں وُہ اذیّت ناک صلیبی موت مرنا کبھی برداشت نہیں کر سکتا، مَیں اُس پیش گوئی کو اب ہرگز بُرا نہیں سمجھ رہا تھا، بلکہ محسُوس کر رہا تھا کہ یہی ایک ایسا طریقہ ہو سکتا ہے جس سے مَیں یسُوع ناصری پر یہ ثابت کر سکتا ہُوں کہ مَیں اُس کا بندہ ہُوں۔

شام ہونے سے قبل ہم لوگ شاہراہ سے ہٹ کر خچرّوں کی ایک پگڈنڈی پر ہو لئے جس کے متعلق ہمیں مریم مگدلینی نے بتایا کہ پہاڑوں پر سے گذر کر وُہ سیدھی مگدلا کو جاتی تھی۔ اُسے ایک سرائے کا علم تھا جہاں ہم رات گذار سکتے تھے، چنانچہ غروبِ آفتاب کے فوراً ہی بعد ہم وہاں زیادہ اندھیرا ہونے سے پہلے پہنچ گئے۔ سرائے لوگوں سے بھری پڑی تھی اَور کھانے کے لئے کُچھ بھی موجُود نہ تھا، لیکن مریم مگدلینی کے لئے لوگوں نے نہایت احترام کے ساتھ جگہ چھوڑ دی۔

مَیں نے بہُت سے مسافروں کو ایک الاؤ کے اردگرد بیٹھے دیکھا، اُن کی آنکھیں چمک رہی تھیں اَور وُہ آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے، بلکہ چھت کے اُوپر سے گفتگو کی ہلکی ہلکی آوازیں بھی آ رہی تھیں، جس سے مجھے اندازہ ہُوا کہ وُہ سب لوگ پہاڑ پر سے واپس آنے والے ہی تھے۔ وُہ سب ایک دُوسرے کے ساتھ بڑی نرمی اَور انکساری سے بات کرتے تھے اَور وُہ جن کے پاس سامانِ خُورد و نوش تھا، دُوسروں کو اپنے ساتھ کھانے میں شامل کر رہے تھے، اَور اِس طرح مُجھے اَور ماڑیؔنا کو بھی ساجھے کی روٹی اَور شوربہ میسّر آگئے۔

مَیں گلیل کے لوگوں کے درمیان اپنے آپ کو بالکل اجنبی محسُوس کر رہا تھا، اَور جب رات کی سرد لہر آئی تو میرا دِل یہی چاہتا تھا کہ اُن کے ساتھ بیٹھ کر اُنہی کی طرح یسُوع ناصری کے معجزوں اَور بادشاہت کی باتیں کرُوں۔ عام مُعافی اَور اَبدی زندگی کا ذکر کرُوں، مگر وُہ مجھے اپنا بھائی نہیں سمجھتے تھے اَور خُود مَیں بھی اپنے آپ کو اُن پر زبردستی ٹھونسنا نہیں چاہتا تھا، تاہم ہمارے میزبان نے خچرّوں کو اندر صحن میں بھیج کر، ایک برآمدہ خالی کروا کر صاف کیا اَور ہمیں وہاں بیٹھنے کے لئے صاف سُتھری چٹائیاں مہیّا کر دیں، چُنانچہ مُجھے اَور ماڑیؔنا کو کھُلے میں آسمان کی چھت کے نیچے نہ سونا پڑا۔ لوگ چُونکہ ابھی تک سرگوشیاں کر رہے تھے، اس لئے ایک چراغ کی مدہم سی روشنی میں مَیں نے ماڑیؔنا کو وُہ دُعا سکھائی جو مَیں نے خُود سوسؔن سے سیکھی تھی۔ ماڑیؔنا کو وُہ دُعا بھلی معلوم ہُوئی۔ اُس سے وُہ خُود کو محفُوظ محسُوس کرنے لگی، اُس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اُس کے لئے یہ بات بھی بڑی باعثِ اطمینان تھی کہ یہ دُعا پڑھنے سے پہلے نہ تو یہ دیکھنے کی ضرُورت تھی کہ چاند بڑھ رہا ہے یا گھٹ رہا ہے اَور نہ ہی یہ ضروری تھا کہ بے معنی منتر پڑھتے ہُوئے انگور کی جڑ سے کوئی مورتیاں تراشی جائیں کیونکہ اگر ایسی رسُوم کی ادائیگی ضروری ہو تو کوئی شخص یہ کبھی نہیں جان سکتا کہ کہیں کسی لفظ یا حرکت میں کوئی غلطی کر جانے کے باعث اُس کی تمام دُعا اکارت تو نہیں چلی گئی۔

اگلی صُبح جب مَیں بیدار ہُوا تو پہلی چیز جس پر میری نظر پڑی، وُہ مریم بیؔتلی تھی جو میرے قریب چٹائی پر بیٹھی میرے چہرے کو گھُور رہی تھی۔ جُونہی اُس نے میری آنکھیں کھُلتی دیکھیں، وُہ اپنے ہاتھ ملتے اَور سر ہلاتے ہُوئے بڑی نرمی سے کہنے لگی "وہاں اندر مُجھے گرمی محسُوس ہو رہی تھی، اَور مَیں سو نہ سکی، پھر مَیں نے یہ دیکھنا چاہا کہ تُم کیا کر رہے ہو، اَور جب تُم اُس غیر مُلکی لڑکی کے ساتھ بیٹھے ہو تو تُم ایک دُوسرے کے ہاتھ کِس انداز سے پکڑتے ہو۔

اندر مریم مگدلینی کے ساتھ ایک تنگ سے بستر میں سوکر پسینے سے شرابور ہونے اور اپنا خون جوؤں کو پلانے کی بجائے اگر میں اس لڑکی کی طرح اپنا سر تمہارے کندھے پر رکھ کر، تمہاری چٹائی پر سوتی تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی۔ جب ہم تبریاس کی جانب سفر کر رہے تھے تو ایک رات دریائے اردن کے کنارے میں ایسے ہی تمہارے ساتھ سوئی تھی؛ میری کینہ توز باتوں کی پرواہ نہ کرنا۔ دراصل کل شام میرا ذہن سخت پراگندہ تھا، جب تم اس یونانی لڑکی کو لئے دفعتہً نمودار ہوئے تو مجھے کچھ پتہ نہ رہا کہ میں کیا بک رہی ہوں، اور میں کچھ سوچنے کے قابل ہی نہ رہی تھی، اب بھی میں کوئی بات سمجھ نہیں سکتی۔ تمام رات میرا ضمیر مجھے اس بات پر کچوکے لگاتا رہا کہ میں نے کیوں یکایک اس نوجوان کو پسند کرنا شروع کر دیا تھا، اور کیوں مگدلا میں پہنچکر اس کے دوست پیغامبر کا انتظار کرنے کا وعدہ اس کے ساتھ کر لیا تھا! ممکن ہے وہ اس پر اب پچھتانے لگے اور بالآخر کسی کو بھی میرے پاس نہ بھیجے۔"

میں نے جلدی سے اسے یقین دلانے کی غرض سے کہا "وہ نوجوان ہرگز دھوکا باز نہیں۔ تم اطمینان رکھو کہ وہ اپنے دوست کو ضرور تمہارے پاس بھیجے گا اور مناسب وقت آنے پر تمہارے ساتھ ضرور شادی کرے گا، گھبراؤ نہیں۔ گلیل کے رواج کے مطابق تمہاری شادی پر دیہاتی لوگ خوب شراب پئیں گے، اور ڈھول نقارے بجائیں گے، گانے بجانے کا خوب ہنگامہ رہے گا اور سب لوگ تمہارے احترام میں خوشی کے گیت گائیں گے!"

مریم بریطی چڑ گئی، اور اپنے ہاتھ ملنا روک کر اپنی آواز اونچی کرتی ہوئی بولی "تم دیدہ دانستہ میری بات کا غلط مطلب سمجھ رہے ہو۔ میں اس معاملہ کے متعلق تمام رات ایک ایسے سخت کرب کے عالم میں رہی ہوں کہ ایک لمحہ کو میری آنکھ نہیں لگی۔ میں چونکہ مسلسل دو راتوں سے بیدار ہوں اور میری آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں، اس لئے میں اب یقیناً تمہاری نظروں میں بدصورت ہوں گی، مگر دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ میرے تمام گناہ معاف کئے جا چکے ہیں اور میں ایک ایسی کنواری کی مانند ہوں جس نے کبھی کسی مرد کا منہ نہ دیکھا ہو۔ یہ تم بھی خوب سمجھتے ہو کیونکہ تم مسیح کو جانتے ہو، پھر اس نوجوان کو میں نے اپنی گذشتہ زندگی کے بارے میں سوائے چند انتہائی ضروری باتوں کے اور کچھ بتایا بھی نہیں تھا، کیونکہ میں اسے بلا وجہ رنجیدہ کرنا بھی پسند نہ کرتی تھی، لیکن میں اب اس بات سے خوفزدہ ہوں کہ اگلے روز صبح اس کے عزیز و اقارب اور گاؤں والے چادر کو پھیلا کر دیکھیں اور شاید اس پر میری

معصومیت کا کوئی نشان نہ پائیں، تو مجھے انتہائی شرمناک طریقے پر پتھر اور چھڑیاں مار مار کر وہاں سے بھگا دیا جائے گا اور میری عروسی انگوٹھی چھین جائے گی۔ تم رومی لوگ ایسی چیزوں کی بہت کم پرواہ کرتے ہو، لیکن اپنی قوم کے لوگوں کو میں خوب اچھی طرح سے جانتی ہوں، اور گلیل کے لوگ بھی علاقہ بریطہ کے دیہاتیوں سے کسی طور کم نہیں ہوتے۔"

میں نے کہا "مریم مگدلینی ایک تجربہ کار اور قمریاں پالنے والی عورت ہے، اس پر بھروسہ رکھو، رومی لوگ بھی اپنی شادی کے موقعہ پر احتیاطاً قمریوں کی ایک جوڑی زہرہ دیوی کی بھینٹ چڑھایا کرتے ہیں، تاکہ دلہن کو کسی قسم کی شرمساری نہ اٹھانا پڑے۔"

مریم بریطی اب اور بھی بلند آواز میں بولی "معاملے کو اس طرح توڑ مروڑ کر اب ہر بات سے یوں اپنا دامن بچانے کی کوشش تو نہ کرو، اور مجھے یہ نہ بتاؤ کہ تم مجھے یروشلیم سے اپنے ساتھ اس لئے نہیں لائے تھے کہ میں کسی طرح گناہوں سے پاک صاف ہو کر تمہارے قابل بن جاؤں! میں ایک رومی کی بیوی بن کر قانون شکنی کی مرتکب ضرور ہو جاؤں گی، لیکن میں یشوع ناصری کے نام پر یہ بھی کرنے کو تیار ہوں تاکہ اس کا ایک کمترین بندہ نجات پا سکے۔"

ماریّنا کی طرف کڑوی نظروں سے دیکھتی ہوئی وہ بات کرتی گئی "مجھے اس لڑکی سے کوئی بغض نہیں، یہ تو میرے بغض کی بھی اہل نہیں، اور اگر تمہیں یہ دوسری بیوی کے طور پر پسند ہو تو میں تمہیں بھی ملامت نہیں کروں گی، کیونکہ ایک مرد کے لئے دو عورتیں رکھنا بہرحال کوئی اتنا بڑا گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ اور اس معاملہ میں فریسی فرقہ کے لوگ بھی معصوم نہیں ہیں۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ اگر وہ اتنی ہی مسکین رہے گی، جتنی کہ اب ہے، تو اسے اس کے جائز مقام پر رکھوں گی۔"

ماریّنا کافی دیر سے جاگ رہی تھی اور اپنی پلکوں کی اوٹ سے ہمیں دیکھتے ہوئے مریم بریطی کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اب وہ اپنی آنکھیں پوری کھولتی ہوئی اٹھ بیٹھی اور بولی "میں سوتے میں اپنے آپ کو بہت مسرور و محفوظ محسوس کر رہی تھی، لیکن اب جاگنے پر صبح کی اس اداس سی زردی میں افسردہ ہونے لگی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ شام کی حدت کی بجائے سچائی کی گھڑی یقیناً اس صبح کی زردی میں ہوا کرتی ہے میں ساری باتیں تو سمجھ نہیں سکی مگر اتنا ضرور بھانپ گئی ہوں کہ یہ یہودی عورت تم پر اپنا کچھ حق جتا رہی ہے، اگر میں اس کے لئے ایک رکاوٹ ہوں، یا پھر ایک بہن کے طور پر تمہارے لئے ہی کوئی بوجھ ہوں تو

میں بخوشی اپنا الگ راستہ اختیار کرنے کو تیار ہوں، میرے پاس وہ طلائی دینار موجود ہیں، جن سے میں کسی نہ کسی طرح اپنے لئے ایک محفوظ زندگی بسر کرنے کا سامان مہیا کر سکتی ہوں، اس لئے تم میری وجہ سے ہرگز پریشان نہ ہونا، اور تم دونوں اپنے معاملات طے کرتے ہوئے ہرگز میری پرواہ نہ کرنا۔"

مریم بریلطی یونانی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھتی تھی، اُس نے مشتبہ نظروں سے ماریَنا کو دیکھا اور پھر چلّا اُٹھی "اِس کی باتوں پر ہرگز اعتبار نہ کرنا، ایک لفظ پر بھی نہیں! یہ نہایت خوبصورتی اور نرمی سے باتیں کر رہی ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ یونانی لوگ کس قدر مکّار ہوتے ہیں، اور عورتوں کے متعلق تمہیں کچھ بھی نہیں معلوم۔" یہ کہتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، پھر اپنے چہرے کو پیٹتی ہوئی کہنے لگی "تم کتنے سنگدل ہو، کیا تمہیں اِس کا بھی احساس نہیں کہ میں تمہیں کافرانہ زندگی کی غلاظت سے بچانے کے لئے سب کچھ چھوڑ کر تمہارے ساتھ آنے کو تیار ہوں؟"

ماریَنا نے گھبرا کر اپنی سبز آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھا اور میرا ہاتھ چھو کر کہا "تم آخر کیوں اِس غریب کو رُلاتے ہو؟ تم دیکھتے نہیں یہ کس قدر حسین ہے اور اِس کی آنکھیں کتنی روشن ہیں اور اس کا منہ کتنا سُرخ اور ملائم ہے؟ کل تو مجھے اِس پر رشک بھی آیا تھا، کیونکہ میرے پاس تو ایک جیتی جاگتی عورت کی سی چھاتیاں تک نہیں ہیں، میری ناک بہت ہی چھوٹی سی اور میری آنکھیں نہایت بدوضع ہیں۔"

میں بدحواس سا اُن دونوں کو باری باری دیکھ رہا تھا اور سوچتا تھا کہ کیا یہی وہ سب کچھ تھا جس کی طرف میرے خواب نے اشارہ کیا تھا۔ شادی کرنے کے متعلق تو میں نے کبھی سوچا ہی نہ تھا اور اگر میں مریم بریلطی کے ساتھ شادی کر لوں تو وہ تمام عمر مجھ پر اپنی اِس برتری کی وطونس جماتی رہے گی کہ وہ اسرائیل کی مقدس بیٹی ہے۔ وہ ماریَنا کو اپنی ایک لونڈی بنا کر رکھے گی، اور پیہم جھگڑوں کے بعد آخرکار مجھے ختنہ کروانے پر مجبور کر دے گی۔ رُوم میں اس قسم کے واقعات بے شمار لوگوں کے ساتھ پیش آچکے ہیں، گو وہ ہمیشہ ان باتوں کو چھپانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہیں۔

پھر اچانک مجھے ایک خوفناک سا خیال آیا، شاید قدرت ہی کی یہ مرضی ہو، شاید صرف یہودیوں کے خدائے لاشریک کے ذریعہ ہی مجھے ناصری کی بادشاہت کا راستہ نظر آسکے، شاید اگر میں مریم بریلطی کی وجہ سے مذہب تبدیل کر لوں تو اُس کے حواری مجھے مزید نہ دھتکاریں۔

میں رُوم تو چھوڑ ہی چکا تھا، اور اپنی زندگی اپنی ہی مرضی سے بالکل آزادانہ بسر کرنے کا اختیار رکھتا تھا۔ اگر مجھے یسوع کے پیروؤں سے علیحدہ رکھنے والی چیز صرف نشتر کا ایک خفیف سا تکلیف دِہ چرکا ہی تھا تو یہ نہایت ہی معمولی قیمت تھی، میں نے اِس سے کہیں زیادہ دُکھ برداشت کئے ہیں۔ صحرائی قلعوں میں متعیّن فوجی افسر، باریک ریت کے ذرّوں سے اپنی اگلی جلد کے بار بار متورّم ہوتے رہنے سے گھبرا کر، خالص عملی وجُوہ کی بنا پر، مصریوں اور عربوں کے دستور پر عمل کرتے ہوئے اپنی وہ جلد کٹوا دیا کرتے ہیں۔

تاہم میرے ذہن نے اِس سادہ سے خیال کے خلاف بغاوت کی، کیونکہ یہ خود اُسی مذہب کے سب سے بڑے ٹھیکے دار، پیشوا، فقیہہ اور اسرائیلی بزرگ ہی تو تھے جنھوں نے یسوع ناصری کو مردود قرار دیا تھا، چنانچہ میرے دِل نے مجھے یہ سمجھایا کہ میرا اُن کے ہیکل میں داخل ہونا یسوع ناصری سے غدّاری کرنے کے مترادف ہو گا۔ اُن کا وہ چمکدار، آراستہ پیراستہ مذبح، میں نے فیصلہ کیا کہ خلوص دل کے ساتھ ایک سادہ اور عاجزانہ زندگی بسر کرنا اِس سے بہرطور بہتر ہے کہ میں محض جھوٹے بہانوں سے اُن حواریوں کے حلقہ میں شامل کرلئے جانے کی خاطر، جو میری موجودہ کیفیت میں مجھے منہ لگانے کو تیار نہ تھے، اُن ہیکل کے ٹھیکے داروں سے التجا کروں کہ وہ مجھے اپنی برادری میں داخل کر لیں اور پھر اپنا ختنہ کروا لوں۔

مریم بریلطی کا رونا دھونا ختم ہو چکا تھا، اور اب وہ ایک بیم و رجا کے عالم میں میری طرف دیکھ رہی تھی۔ ماریَنا بھی مجھے کچھ اِس انداز سے دیکھ رہی تھی جیسے وہ اب تک مجھے اپنے ہاتھ سے کھو ہی بیٹھی ہو۔ باتونی مریم سے اُس کا موازنہ کرتے ہوئے میں نے اپنے دل میں اُس کے لئے پوری پوری ہمدردی محسوس کی اور میں نے سمجھ لیا وہ ہمیشہ بہ نسبت مریم بریلطی کے میرے دل کے قریب تر رہے گی۔ میری عقل سلیم بحال ہو گئی اور میں نے ایک فیصلہ کُن انداز میں کہا "تمہیں میری خاطر کوئی قربانی کرنے کی ضرورت نہیں، مریم بریلطی! اگر تم اپنی اُس قوم سے کٹ کر، جو خدا کی پسندیدہ ہے میرے جیسے ایک کافر کے ساتھ چلی گئیں تو تم یقیناً اپنے اُوپر تباہی لاؤ گی، یاد رکھو کہ اُس نوجوان کی ٹانگ ٹوٹ جانے پر اُسے میں ہی اپنے خچر پر لاد کر پہاڑ پر لے گیا تھا، تم اُس سے کیا ہُوا اپنا وعدہ نہیں توڑ سکتیں، میں تمہیں چھوڑ دینے پر

مجبور ہوں، اگر میں بخوشی تمہاری شادی کے تحفہ کے طور پر تمہیں اتنی رقم دے دوں گا کہ تم اپنے خاوند کی ہرگز محتاج نہ رہو گی۔"

مریم بریطی مجبور تھی کہ میرا یقین کرے۔ اُس نے اپنا رونا بند کرتے ہوئے صرف یہ کہا "اِس دُنیا کی جزا ہی ناشکرا پن ہے اور اب مجھے بھی یقین ہونے لگا ہے کہ رُومی لوگ واقعی کُتّے ہوتے ہیں۔ تم پھر کسی روز مجھے یاد کرو گے ہاں جب تم خوشبوؤں میں بسے ہوئے اپنے پردوں کے پیچھے گدّوں پر آرام کر رہے ہو گے تو اُس وقت میرے اِن ہاتھوں کو یاد کرو گے جو صرف پیار کرنے کے لئے پیدا ہوئے تھے مگر جنہیں سارا سارا دن چکی پیسنا پڑے گی، اور میری اِن آنکھوں کو یاد کرنا جن میں سے، روٹیاں پکاتے ہوئے دھوآں لگنے سے پانی بہا کرے گا، لیکن پھر تمہاری وہ یاد بے سُود ہو گی۔"

اُس کے الفاظ کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہُوا کیونکہ مجھے اُن پر یقین ہی نہیں تھا، اس کے برعکس میرا اندازہ یہ تھا کہ وہ اپنے خاوند کو اپنی ہمت سے بڑھ کر محنت کرنے پر مجبور کر دیگی، اور اپنے تمام رشتہ داروں سے اپنے ایک ایک لفظ پر عمل کروایا کرے گی، اور اپنے بڑھاپے میں وہ اپنی بہوؤں کے لئے ایک مسلسل عذاب اور اپنے دامادوں کے لئے ایک مرضِ جانکاہ ثابت ہو گی، تاہم مَیں غلطی پر بھی ہو سکتا تھا۔ بہرحال اُس نے مجھے ممکن حد تک پریشان کرنے کے بعد مجھے مُعاف کر دیا اور کہا "حق تو یہ تھا کہ مَیں تمہارے یہ الفاظ تمہارے مُنہ پر دے مارتی، لیکن اپنے ہونیوالے شوہر کے خاندان والوں کی نظروں میں بے وُقعت ہونے سے بچنے کے لئے اور اپنی بہتری کے خیال سے مَیں تمہارا تحفۂ شادی قبول کرنے پر مجبور ہوں۔ جو تحفہ نہیں بلکہ درحقیقت ایک قرض ہے جو تمہیں میرے ساتھ کئے ہوئے اپنے سب وعدوں سے مُکر جانے کی وجہ سے مجھے ادا کرنا ضروری ہو گیا ہے۔"

مَیں اُسے پُوچھنا چاہتا تھا کہ مَیں نے اُس کے ساتھ کب اور کونسے وعدے کئے تھے لیکن اب تک مَیں قدرے دُور اندیش ہو چکا تھا، اس لئے خاموش ہی رہا۔ ہماری گفتگو کے دَوران سرائے کے دیگر مسافر اپنے اپنے سفر پر روانہ ہو چکے تھے اور اب مریم مگدلینی، ایک نہایت ہشاش بشاش چہرہ لئے ہمارے پاس آ پہنچی، اُس نے ہمیں ملامت آمیز انداز میں کہا "تم کیوں بحث میں اُلجھے ہوئے ہو؟ باہر نظر ڈالو اور دیکھو ساری دُنیا سُورج کی روشنی میں کسقدر شاندار طریقے سے چمک رہی ہے۔ اب جبکہ اُس کی بادشاہت زمین پر نازل ہو چکی ہے، مجھے کسی سے

کوئی بُغض نہیں رہا، حتّٰی کہ پطرس سے بھی نہیں۔ رات مَیں نے ایک خواب دیکھا ہے، کہ دُنیا میں ہی خُداوند کا لُطف و کرم مجھ پر نازل ہو گیا، سفید قُمریاں آسمانوں سے اُتر اُتر کر لوگوں کے سروں پر بیٹھتی گئیں، تمہارے سر پر بھی ایک قُمری اُتری، رُومی! اس لئے مَیں اَب کسی کو نہیں دُھتکارتی، کیونکہ خواہ کوئی مستحق ہو یا غیر مستحق، ہر ایک کو اُس کے حِصّہ کے مطابق، ایک ٹھاٹھیں مارتے ہُوئے سمندر میں سے ملے گا، کوئی بھی محروم نہ رہے گا، اگر ایک بچّہ نافرمان ہو تو اُس کا باپ یقیناً اُسے سزا دے سکتا ہے، مگر اُسے بیکس بنا کر گھر سے نہیں نکال سکتا، اس لئے آج میرے نزدیک ایک رُومی اور ایک یہودی میں کوئی فرق نہیں۔ اِس نیلے آسمان کے نیچے بسنے والے تمام لوگ میرے بھائی بہنیں ہیں، مَیں سامریوں تک کو بھی الگ نہیں سمجھتی، حالانکہ یہ ایک سامری جادُوگر تھا جس نے بدرُوحوں کو میرے اندر داخل کر کے مجھے اپنا تابع کر رکھا تھا۔"

اُس نے اپنے بازو میرے گلے میں ڈال کر میرے دونوں رُخساروں پر بوسہ دیا۔ مجھے اُس میں سے ایک ایسی قُوّت خارج ہوتی محسُوس ہُوئی کہ میری نظروں میں ہر چیز کی قدر بدل گئی۔ مَیں ایک معصُوم بچّے کی طرح ہنسنا اور ناچنا چاہتا تھا۔ اُس نے مارتھا کو بھی اپنے ساتھ لپٹا کر چُوم لیا، اور مریم بریطی کو اپنی طرف کھینچا اور اُسے اپنی بیٹی کہہ کر پکارا، اور اِس طرح ہم سب نے خُوشی خُوشی بھوک یا پیاس کی کوئی تکلیف محسُوس کئے بغیر اپنا سفر دوبارہ شروع کر دیا۔ ہم اُس کی بادشاہت کے تصوّر میں اس قدر مگن تھے کہ اُس روز حالانکہ ہم زمین پر ہی چل رہے تھے لیکن اپنے آپ کو اُس کی بادشاہت کے اندر محسُوس کر رہے تھے۔ بعد دوپہر ہم مریم مگدلینی کے گھر جا پہنچے اور ہم نے ایک بار پھر گلیل کا سمندر دیکھا۔ اُس کے تمام نوکروں نے بڑے خلُوص و مسرّت کے ساتھ اُسے خُوش آمدید کہا، کیونکہ اُس نے صرف مریم بریطی کو اپنے ہمراہ لے کر اپنی روانگی سب سے خُفیہ ہی رکھی تھی جس کی وجہ سے وہ سب اُس کی عدم موجُودگی میں سخت ہراساں اور پریشان رہے تھے کہ کہیں اُس پر بدرُوحوں نے دوبارہ قبضہ نہ کر لیا ہو۔ مریم مگدلینی نے اُنہیں حُکم دیا "تم سب لوگ توشہ خانے سے اپنے لئے نئے لباس لے لو، اور آج شب ایک شاندار ضیافت کا بندوبست کرو، اِس میں اپنی بہترین کوششیں کرو، کیونکہ اب مُسرّت و شادمانی کا دَور شروع ہو چکا ہے، ہمارا خُداوند یسُوع ناصری مر کر دوبارہ زندہ ہو جانے کے بعد ہم پر ظاہر ہُوا ہے۔

ہم پانچ سے زیادہ تعداد میں اِس امر کے گواہ ہیں، اس لئے مگدلا جاکر ہر اُس شخص کو ضیافت پر مدعو کرو جو آنا چاہتا ہو، لیکن فریسیوں، معبد کے رہنماؤں، فقیہوں اور دولتمندوں کو ہرگز دعوت نہ دینا۔ میری ضیافت میں غریبوں، مُصیبت زدوں، شراب فروشوں، محصُول جمع کرنے والوں، حتیٰ کہ غیر ملکیوں کو بھی بُلاؤ۔ اُن سے کہنا " مریم مگدلینی آج رات کی ضیافت کے لئے صرف گنہگاروں کو مدعو کرتی ہے، پارساؤں کو نہیں "۔ کیونکہ خداوند نے بھی پارساؤں کو نہیں، بلکہ گنہگاروں کو ہی بُلایا تھا، اور اُس کی نظروں میں کوئی ناپاک نہ تھا، وُہ زمین پر تمام گناہوں کی بخشش بن کر نازل ہُوا تھا "۔

چُنانچہ اِسی جذبۂ سرشاری میں وُہ نوکروں کو احکام جاری کرتی رہی۔ وُہ اپنے سر ہلاتے اور احکام بجا لاتے رہے۔ پھر وُہ مُجھے سب سے علیحدہ ایک طرف لے گئی، میری آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈال کر بڑی محبت کے ساتھ مُجھے دیکھا۔ اپنے ہاتھ میرے شانوں پر رکھ دیئے اور کہنے لگی " ہمارے جُدا ہونے کا وقت آگیا، لیکن باقی لوگ خواہ تُمہیں دُھتکار دیں کم ازکم میں تُمہیں بادشاہت ہی کا ایک بچّہ تسلیم کرتی ہُوں، ابھی تُم پر بُرے دِن آئیں گے۔ گُناہ سے تو کوئی بھی پاک نہیں مگر تُم کبھی اپنے دِل کو سخت مت کرنا، کبھی ریا کارانہ تقدّس کا لبادہ نہ اوڑھنا اور کبھی بے سوچے سمجھے وعدے نہ کرنا، اگر کبھی تم سے کوئی ناگزیر گُناہ سرزد ہوجائے تو کم ازکم اُس کا اعتراف ضرور کر لینا، اور کبھی دُوسروں کی بُرائی کی آڑ لے کر اپنے آپ کو سچّا ثابت کرنے کی کوشش مت کرنا۔ لیکن یاد رکھّو کہ اگر تُم نے اپنے گُناہوں کے بدلے دُکھ پایا تو سمجھو تُم شفا پانے کے اہل ہو، اور یقین کرو کہ اگر تُم دلی پشیمانی سے مُعافی مانگو تو اُس کے لئے بڑے سے بڑے گناہ کو مُعاف کر دینا بھی مُشکل نہیں ہے، صرف سنگدلی ایک ایسا گُناہ ہے جِسے وُہ کبھی مُعاف نہیں کر سکتا، کیونکہ اُس کی وجہ سے انسان جان بُوجھکر، اپنی مرضی سے، اپنے آپ کو خُدا سے دُور کر لیتا ہے۔ تاہم مَیں یہ بھی یقین رکھتی ہُوں کہ کوئی انسان بھی اپنے آپ کو اُس سے اس قدر دُور نہیں لے جا سکتا کہ وہاں سے اُس کے پاس واپس جانے کا راستہ ہی دوبارہ نہ پا سکے، اُس کا لُطف وکرم بے پایاں ہے لیکن اگر تُم بادشاہت ہی کے راستہ پر چلتے رہو تو بُہت سارے گُناہوں سے بچے رہوگے اور مُجھے خواب میں جو مُعجزہ دکھایا گیا ہے، وُہ مَیں تُمہیں ان مختصر الفاظ میں بتائے دیتی ہُوں کہ بادشاہت کی طرف لے جانے والا راستہ خُود بادشاہت کا ہی ایک حِصّہ ہے "۔

اشک آلُود آنکھوں سے میری طرف دیکھتے ہُوئے اُس نے اپنی بات جاری

رکھی " یہ میری۔ مریم مگدلینی کی تعلیم ہے، جو میرے باطن میں ہی اُس عرصہ کے دوران پُختہ ہوتی رہی ہے جب مَیں اُس کے قدموں میں بیٹھکر اُس کی باتیں سُنا کرتی تھی، اب جبکہ ہر چیز وقوع میں آچکی ہے ہر شخص اُس کے بارے میں ایک دُوسرے سے بالکل مختلف باتیں بتائیگا۔ ہر شخص اپنی ہی فہم کے مُطابق بات کرے گا، مَیں کسی دُوسرے سے زیادہ راست گو نہیں ہُوں لیکن میرا یقین ہے کہ میری باتیں کسی دُوسرے سے زیادہ غلط بھی نہیں ہیں "۔

اُس نے مزید کہا " مَیں محض ایک عورت ہُوں، اُنھوں نے مُجھے خاموش رہنے کا حکم دیا ہے، چُنانچہ اَب مَیں اُن کی موجُودگی میں ہمیشہ عجز و خاموشی ہی اپنا شعار رکھوں گی، لیکن تُمہیں مَیں ضرور یہ بتا دینا چاہتی ہُوں کہ وُہ ایک اِنسان کی شکل میں پیدا ہُوا، پھر اُس نے ایک اِنسانی ہی جسم کے تمام دُکھ اُٹھائے صرف اس لئے کہ دُنیا کو نجات مِل سکے۔ وُہ خوب جانتا تھا کہ اُس کے ساتھ کیا پیش آئے گا، اور اکثر اوقات بالکل واضح انداز میں اس کا ذکر بھی کیا کرتا تھا۔ وُہ اپنے آپ کو بُہت سے لوگوں کی نجات کے لئے قُربان کرکے ایک نئے عہد نامہ کی بُنیاد رکھ دینا چاہتا تھا۔ وُہ تمام دُنیا کے گُناہوں کا بوجھ ابنِ آدم اور ابنِ خُدا کی حیثیت میں اپنے اُوپر صرف اپنی ذات پر لے لینا چاہتا تھا، اُس کی خاطر میرا دل مسرّت سے لبریز ہے "۔

اِس قسم کے جذبہ کے ساتھ اُس نے مُجھے نصیحتیں کیں۔ مَیں گو اُس کی تمام باتوں کو کماحقہٗ سمجھ نہیں رہا تھا، تاہم مَیں نے اُس کا ایک ایک لفظ اپنے ذہن پر نقش کر لیا، اُس کے بعد ہم روز مرّہ کے عام مُعاملات پر گُفتگو کرتے رہے، ربّر پاس پہنچنے کے بعد جو تُحفہٗ شادی مَیں نے مریم بریطی کے لئے بھیجنے کا ارادہ کیا تھا اُس پر ہم دونوں متفق ہو گئے۔ اُس کا ارادہ تھا کہ پہلے وُہ فوراً ہی مریم بریطی کی شادی کرے گی کیونکہ وُہ اُس کی فطرت سے خُوب واقف تھی، پھر وُہ جلد ہی یروشلیم پہنچے گی تاکہ وہاں وُہ حواریوں کی تمام ضرُوریات کی دیکھ بھال کر سکے کیونکہ اُنہیں ابھی خُود بھی یہ علم نہ تھا، کہ وہاں اُنہیں کتنا عرصہ قیام کرنا ہوگا۔ اُن میں سے صرف تُوما نے البتّہ یہ کہا تھا کہ " ہم وہاں ٹھہر کر وعدہ کی تکمیل کا انتظار کریں گے، خواہ ہمیں اِس میں بارہ برس ہی کیوں نہ صرف کرنا پڑیں "۔

آخرکار وُہ ہمیں رُخصت کرنے کی غرض سے دروازے تک آئی، اور جب ہم نے مریم بریطی سے الوداع کہا تو وُہ پھُوٹ پھُوٹ کر اس قدر روئی کہ اُس کی آنکھیں سُوج گئیں۔ مائرینا بھی مریم مگدلینی کی دوستی اور خلُوص کے احساس سے رونے لگی، لیکن مُجھے اپنی

مگر یہ ایک خوشگوار سا بھروسہ تھا کہ مجھ پر خواہ کچھ بھی گذر جائے اور میں ہر طریقے سے رُوحانی سکون حاصل کرنے میں ناکام ہو جاؤں تو میں ہمیشہ کم از کم یہاں مریم مگدلینی کے پاس واپس آسکتا ہوں، گو میرا وہاں کبھی واپس آنے کا ارادہ نہ تھا تاہم ایک انسان کے لئے یہ علم ایک بڑا سہارا ہوتا ہے کہ ضرورت اور تکلیف کے وقت رجوع کرنے کے لئے اُس کے پاس کم از کم ایک مقام ضرور ہے۔

ماریّنا اور میں خاموشی سے مگدلا میں سے گذرتے ہوئے تبریاس جانے والی سڑک پر ہو لئے۔ ہم دونوں تازہ دم تھے، اس لئے ہمیں کشتی کرایہ پر لینے کی ضرورت نہ تھی، جو ہم چاہتے تو بآسانی لے سکتے تھے، چلتے چلتے، جھیل کی وہ مخصوص سی بُو سونگھتے ہوئے جب میں نے اپنے گرد و پیش نظر دوڑائی تو مجھے خیال آیا کہ اب اِس اجنبی مُلک گلیل میں میرے لئے کرنے کو کوئی کام باقی نہیں تھا، اور نہ ہی مجھے وہاں سے روانہ ہونے کی کوئی ایسی عُجلت ہی تھی، اس لئے اُس شفاف و چمکیلے پانی کے کنارے کنارے سیر کرتے جانا مجھے بہت ہی سہانا معلوم ہو رہا تھا اور میں اب اکیلا بھی نہ تھا، ماریّنا میرے پاس تھی۔

شام کے سُرخی لئے ہوئے جھٹپٹے میں ہم تبریاس پہنچ گئے۔ میرا ارادہ تھا، کہ شہر میں سے گذر کر دُوسری طرف غسل گاہوں تک سیدھا چلا جاؤں، لیکن ہیرودنیس کے محل کے سامنے والے میدان میں پیشتر اِس کے کہ میں اُس سے بچ سکتا، اپنی ہی سوچ میں غرق، سامنے سے آتا ہوا ایک شخص اچانک میرے ساتھ ٹکرا گیا، اور وہ چونکہ ایک بہت ضخیم اور طاقتور آدمی تھا، اس لئے گرتے گرتے سنبھلنے کے لئے مجھے اُس کے بازو کا سہارا لینا پڑا۔ وہ جیسے نیند میں سے چونک اُٹھا اور میری طرف دیکھنے لگا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ شمعون کرینی تھا،

"تم پر سلامتی ہو" میں نے قدرے محتاط سے انداز میں اور ڈرتے ہوئے کہ مجھے پہچان کر وہ کہیں غصہ میں نہ آجائے، میں نے اُس کا خیر مقدم کیا، لیکن وہ ناراض نہیں ہوا بلکہ کچھ بے چین سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا "کیا یہ تم ہو رُومی؟ تم پر بھی سلامتی ہو"

میں نے اُس کا بازو چھوڑ دیا لیکن میں آگے نہ بڑھا۔ ہم دونوں کھڑے ایک دُوسرے کو دیکھتے رہے، اُس کے مکان پر رُونما ہونے والے واقعات کے بعد سے ہماری مُلاقات نہیں ہوئی تھی، لیکن میں نے محسوس کیا کہ اِس تھوڑے ہی عرصہ میں وہ پہلے سے کہیں زیادہ

سن رسیدہ نظر آنے لگا تھا، اُس کی نظریں بہت غمناک تھیں اور ایک عجیب سی ہٹ دھرمی کے ساتھ اُس نے اپنا سر ایک طرف کو ٹیڑھا کر رکھا تھا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا گویا دُنیا میں اُسے اب کوئی چیز بھی پسند نہ تھی۔

مجھے اُس کے ساتھ گفتگو کرنے کی بظاہر کوئی ضرورت نہ تھی مگر اچانک ہی میرے ذہن میں آیا کہ میری اور اُس کی یہ مُڈبھیڑ یقیناً بے مقصد نہیں ہو سکتی، چنانچہ میں نے بڑی نرمی سے پُوچھا "تمہارے مکان پر میری وجہ سے جو کچھ پیش آیا تھا کیا تم نے مجھے اُس پر معافی دے دی ہے؟ میرا اپنا یقین اب تک یہی ہے کہ خطا صرف میری ہی نہ تھی، لیکن ہر بات کا الزام میرے ہی سر آگیا تھا، بہرحال اگر اب بھی تمہارے دِل میں مجھ سے کچھ کشیدگی ہو تو مجھے مُعاف کر دو"

اُس نے جواب دیا "میں تم سے ناراض نہیں ہوں، میں تو خود اپنے اعمال کا جوابدہ ہوں، میں نے تمہیں پیغام بھی بھجوا دیا تھا کہ میں تمہیں کوئی نقصان پہنچانا نہیں چاہتا"

"لیکن تم میری کوئی بھلائی بھی تو نہیں چاہتے تھے" میں نے کہا "تم مجھ سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتے تھے، اب بھی تمہیں یقین آیا یا نہیں کہ میں کوئی شعبدہ باز نہیں ہوں۔ اُس وقت سے اب تک جو کچھ گذر چکا ہے اُس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

اُس نے شُبہ کے ساتھ اپنے اردگرد دیکھا۔ اُس لمحہ میدان بالکل خالی تھا، میں نے اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا "مجھ پر شک نہ کرو، تمہاری طرح میں بھی پہاڑ پر سے ہی آ رہا ہوں، اچھا تو اب کہو تم کیا خیال رکھتے ہو"

اُس نے ایک آہ بھرتے ہوئے اعتراف کیا "ہاں، وہاں ہم لوگ سب پانچ سو سے بھی زیادہ تعداد میں تھے، اس لئے کوئی عجب نہیں کہ میں نے وہاں تمہیں نہیں دیکھا، لیکن اگر تم وہاں موجود تھے تو پھر تمہیں خود ہی معلوم ہونا چاہیئے کہ اب میں کیا خیال رکھتا ہوں"۔

پھر میرے جواب کا انتظار کئے بغیر ہی اُس نے کہنا شروع کر دیا "جب میں نے سُنا کہ وہ ہم لوگوں سے پہلے گلیل پہنچنے کا وعدہ کر کے سب کو وہاں جمع ہونے کی ہدایت کر گیا ہے تو میں فوراً ہی یروشلیم سے بھاگ گیا۔ میرے علاوہ اور بھی بہت لوگوں نے ایسا ہی کیا، مگر انتظار کی گھڑیاں بہت ہی ہنگامہ خیز اور متضاد خبروں کی حامل تھیں، اور ہر کسی کو یہ یقین بھی نہیں تھا کہ وہ جھیل کے ساحل پہ واقعی اپنے حواریوں پر ظاہر ہوا ہے۔ بعض لوگ

تو مایوس ہوکر واپس بھی چلے گئے لیکن مَیں نے بہر حال صبر کی تعلیم پائی ہُوئی ہے، کیونکہ ایک غلام کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مجھے گلیل میں ہی کچھ کاروبار بھی کرنا تھا اَور اس طرح مَیں نے وقت کو فضول ضائع نہیں کیا۔ مَیں دل ہی دل میں یہ اُمید لئے بیٹھا تھا کہ حواریوں نے جھُوٹ بولا ہے، اَور اس طرح بے سُود انتظار کرنے میں بھی مجھے امن محسُوس ہو رہا تھا کیونکہ مَیں اِس بات کی انتہا تک پہنچنے اَور اسے قطعی غلط پانے پر تُلا ہُوا تھا تاکہ پھر مَیں یروشلیم پُورے اطمینانِ قلب کے ساتھ واپس جاکر دوبارہ اپنی وُہ پہلے کی سی زندگی شرُوع کر سکوں جو مجھے زیادہ پسند تھی۔ مَیں اپنے دونوں بیٹوں کے لئے ایک بہترین اثاثہ چھوڑنا چاہتا تھا، یعنی اسرائیل کا ایمان، یُونان کا تمدّن، رُوم کا امن اَور عقلمندی کے ساتھ کاروبار میں لگایا ہُوا ایک خاصہ سرمایہ۔ لیکن پھر آخر کار مجھے پیغام پہنچ گیا اَور مَیں پہاڑ پر گیا اَور مَیں نے اُسے دیکھ لیا۔"

شمعُون کرینی کسی کشمکش کے تحت باتیں کر رہا تھا کیونکہ مَیں نے اُس کے رُخساروں کے پٹھے تھرتھراتے ہُوئے دیکھے، اُس نے کہا "ہاں، مَیں نے دیکھ لیا کہ وُہ واقعی زندہ ہو چکا ہے اَور مَیں مجبُور ہو کر رہ گیا کہ اُسے مسیحا تسلیم کر لُوں؛ اس لئے اَب مجھے ہر چیز پھر ایک بار آغاز سے ہی کرنا پڑے گی۔ یہ علم پا لینا کہ اِس دُنیا میں محض وُہی کچھ ہی نہیں ہے جسے آنکھ دیکھ سکتی ہے، یا ہاتھ چھُو سکتا ہے یا ہمارے وضع کردہ وزن اَور پیمانے ناپ سکتے ہیں نہایت خوفناک بات ہے اَور مَیں اُس دن پر لعنت بھیج سکتا ہُوں جب مَیں اُسے ملا تھا اَور جب مَیں نے اپنی پُشت پر اُس کا صلیب اُٹھایا تھا۔ یہ اُسی کی غلطی ہے کہ مَیں نے جو مال و متاع اس قدر دانشمندی اَور دُور اندیشی کے ساتھ اپنے بیٹوں کے لئے جمع کیا تھا وُہ سب اَب میرے لئے پرِ کاہ کے برابر بھی منفعت نہیں رکھتا۔ تُم نے پُوچھا تھا کہ مَیں اس مُعاملہ کے بارے میں اب کیا خیال رکھتا ہُوں اَور میں اِس کے متعلق اَب سوچ رہا ہُوں کہ اُس کی بادشاہت میں داخل ہونے کا اہل بننے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہیئے، اَور اپنے بیٹوں کو بھی اُس کی بادشاہت میں لے جانے کے لئے کیا کرنا پڑے گا۔ اُس کے قانُون نہایت نامنصفانہ ہیں، خاص طور پر اُس شخص کے لئے تو نہایت ہی بے رحمانہ جس نے ایک طویل تگ و دَو کے بعد اپنے آپ کو غلامی سے آزاد کروا کر ایک قیمتی جائداد پیدا کی ہو، لیکن اب جبکہ مَیں اُس کے زندہ ہونے پر ایمان لا چکا ہُوں، تو مجھے اُس کے قانُون کا احترام کرنا ہی ہوگا، جس طرح معقُول انسان آپس میں ایک دُوسرے کے ساتھ سودا بازی کرتے ہیں،

عین اُسی طرح مَیں اُس کے ساتھ بھی کم از کم کسی حد تک سودا بازی کر لینے کی توقّع رکھتا تھا، لیکن مشکل یہ آن پڑی ہے کہ وُہ محض ایک انسان نہیں ہے اُسے پہاڑ پر دیکھتے ہی مَیں سمجھ گیا تھا کہ اُس کے ساتھ وہاں سودے بازی ہرگز نہ چلے گی۔ مَیں اپنی کھال اَور اپنے ایک ایک بال سمیت اُس کا غلام بننے پر مجبُور ہو گیا ہُوں، اس کے علاوہ مَیں اَور کچھ کر ہی نہیں سکتا، اس کے بعد یہ اُسی کی مرضی پر موقُوف ہوگا کہ وُہ مجھے آزاد کرنا چاہتا ہے یا نہیں، اِس معاملہ میں میرا اپنا کوئی دخل نہیں رہا، مَیں اِنہی باتوں کے بارے میں اس قدر گہری سوچ میں غرق تھا جب مَیں سیدھا تمہارے ساتھ آ ٹکرایا رُومی!"

"لیکن" مَیں نے بے حد حیران ہو کر کہا "کیا تمہیں مجھ پر بے اعتمادی نہیں کہ مَیں ایک رُومی اَور ملحد ہُوں؟"

شمعُون کرینی نے مجھے متعجّب سی نظروں سے دیکھتے ہُوئے کہا "اُس کی نظروں میں ایک یہُودی، کسی رُومی یا یُونانی سے آخر کیوں بہتر ہو؟ یہ ایک ایسی بات ہے جو میری سمجھ سے باہر ہے خاص طور پر اب جبکہ مَیں ہر چیز کو بالکل نئی آنکھوں سے دیکھ رہا ہُوں۔ یہ تو اُس کا کام ہے کہ سچ اَور جھُوٹ میں تمیز کرے۔ اگر مَیں خُود ہی یہ بتانے لگوں کہ کون لوگ اُس کے اپنے ہیں اَور کون اُس سے بیگانہ، تو یقیناً میرا دماغ خراب ہوگا۔ یہاں بھی وُہ بے انصافی پر ہے، نہیں صرف سوچنے سے مَیں کبھی اُسے سمجھ ہی نہیں سکتا، مَیں اُن لوگوں میں سے تو ہُوں نہیں جو سمجھتے ہیں کہ گوشہ نشین صحرائی بن جانے اَور سب سے الگ ہو جانے میں مسرّت و سکُون ہوتا ہے۔ مَیں ایک عام عملی سا انسان ہُوں، میرے نزدیک الفاظ سے زیادہ اعمال اہم ہیں۔ مجھے اپنی زندگی انسانوں ہی کے درمیان رہ کر گذارنا ہوگی، خواہ وُہ رُومی ہوں یا یہُودی، اَور اگر سچ مُچ خوراک و شراب کے واسطہ سے ایک نیا عہد نامہ تشکیل پا گیا تو پھر اپنی قوم کے مستقبل کے بارے میں بھی مجھے بہت سے خدشات نظر آ رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وُہ خُود بھی یروشلیم کے واسطے رویا تھا، اس لئے اگر ہیکل کسی کو بھی بچانے کے قابل نہ رہا تو مُمکن ہے مَیں عین صحیح وقت پر مستعدی کے ساتھ ایک برباد ہو جانے والے معاشرے میں سے اپنا حِصّہ حاصل کر کے اپنے بیٹوں سمیت صحیح و سالم کسی دُوسرے مُلک کو بھاگ جانے میں کامیاب ہو سکُوں۔ بہر حال اِس امر کے بارے میں ابھی مَیں کچھ قطعی علم نہیں رکھتا۔"

اُس کے الفاظ بہت تُند اَور کُند تھے، اُس کے خیالات بہکے اَور بھٹکے ہُوئے سے

تھے۔ میں نے تعجب کے ساتھ پُوچھا "کیا پہاڑ پر تُم نے اُس کے ساتھ گفتگو بھی کی تھی؟"

شمعُون کرینی نے مُجھے یُوں دیکھا گویا میں کوئی فاترالعقل انسان ہُوں اور تنک کر بولا "میں اُس کے ساتھ بات کرنے کی جُرأت ہی کیسے کر سکتا تھا۔ میرے لئے تو اُسے دیکھ لینا ہی کافی تھا۔"

میں نے پھر اُسے بڑی عاجزی کے ساتھ بتایا "گیارہ رسُول مُجھ سے کوئی بھی واسطہ رکھنے کو تیار نہیں اور پطرس نے تو مُجھے اُس کے بارے میں گفتگو تک کرنے سے منع کر دیا ہے کیونکہ میں ایک رُومی ہُوں۔"

مگر شمعُون کرینی کو اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ اُس نے مُجھے یقین دلانے کی غرض سے کہا۔ "جب وُہ میری عُمر کو پہنچیں گے اور میری طرح زندگی کے مختلف النوع تجربات کر چُکیں گے تو وُہ زیادہ بہتر انداز میں سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے۔ وُہ محض انسان ہی تو ہیں اور دُنیا میں خدا کے بعد کوئی انسان نہیں، لیکن چالاک اور جاہ طلب لوگوں کی نسبت یہ سُست رو اور سادہ سے حواری اِس ذمّہ داری کے مقام پر کم نقصان دہ ثابت ہوں گے۔ میں تو یہی کافی سمجھوں گا اگر وُہ اپنی ساری مقدّس وراثت کو منتشر نہ ہونے دیں، نہیں، میرا اندازہ ہے کہ اگر بادشاہت کی باگ ڈور صرف اُن گیارہ کے ہی ہاتھوں میں رہی تو شاید ہم زیادہ دُور تک نہ جا سکیں گے، تاہم یہ اس سے پھر بھی بہتر ہی ہوگا کہ فقیہہ لوگ اُس کی وراثت کو طویل اور بے معنی بحث و مباحثہ کا موضُوع بنا دیں۔ ممکن ہے کہ اپنی ذمّہ داریوں کی عظمت کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ وُہ خُود بھی عظیم تر ہوتے چلے جائیں، ایسا واقعہ پہلے بھی تو ہو چُکا ہے۔"

"اور تُمہارے خیال میں یہ وراثت کن چیزوں پر مشتمل ہے؟" میں نے جُرأت سے کام لے کر پُوچھ ہی لیا "مُجھے بھی سمجھاؤ"

ہم نے بے خیالی سے ہی اُس میدان میں لمبے لمبے قدموں سے اِدھر اُدھر ٹہلنا شرُوع کیا ہُوا تھا، جیسا کہ سوفسطائی مناظروں کے وقت کیا کرتے ہیں، اور ماریّنا اُس میدان میں نصب شُدہ شہر کے مرکزی پتھر پر بیٹھ کر اپنی ٹانگوں کو آرام دینے لگی تھی۔ شمعُون نے رُک کر میری طرف ایک گہری غمگین نظر سے گھُورا، اُس کا آگے کو پھیلا ہُوا ہاتھ اُس کے ایک پہلو میں یُوں گر گیا جیسے بے جان ہو۔

"کاش مُجھے یہ معلُوم ہوتا!" اُس نے بڑے ہی دردناک لہجے میں کہا "انتظار کے عرصہ کے دَوران میں نے اُس کے پیغام کے متعلق بہُت کچھ سُنا تھا، لیکن میں نے پھر پہلے سے بھی زیادہ اُمّید باندھ لی کہ یہ سب چیزیں بالآخر ایک نیم پاگل مجذُوب کی بڑ ثابت ہو کر رہیں گی۔ اِسی وجہ سے تو خُود اُس کی ماں اور دیگر رشتہ دار اُسے دیوانہ سمجھتے تھے اور جب اُس نے گلیل میں وعظ و تبلیغ شرُوع کی تھی تو اُنہوں نے اُسے گھر واپس لے جانے کی بے سُود کوششیں کیں۔ وُہ نیکوکاروں کے لئے سخت بے رحم اور گنہگاروں کے لئے نہایت ہی رحمدل تھا، کُچھ دانشمند لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ وُہ اپنے مُعجزے بعلزبُول کی مدد سے کیا کرتا تھا، جیسا کہ تُمہیں بھی علم ہوگا، یہ قدیم دیوتاؤں میں سے ایک خبیث رُوح ہے جو اِس مُلک میں مقیم ہے، چنانچہ اِن وجُوہ کی بِنا پر میں نے کبھی وُہ باتیں یاد رکھنے کی ضرُورت نہ سمجھی جو اُس کے نام سے منسُوب کی جاتی تھیں، کیونکہ وُہ ہر روز ایک نئی بات کہہ دیا کرتا تھا، جو پچھلی باتوں سے بالکل مختلف ہوتی تھی۔ ایسے لوگ اب بھی موجُود ہیں جنہوں نے اُسے ایک ہی دن اکٹھے سُنا ہے، مگر پھر بھی وُہ اُس کی باتوں کے متعلق ایک دُوسرے سے بالکل متضاد بیان دیتے ہیں، اور اب تُم بخُوبی اندازہ کر سکتے ہو کہ جب میں نے بالآخر دیکھا کہ وُہ واقعی اب تک زندہ ہے تو یہ میرے لئے کس قدر ناقابلِ برداشت ثابت ہُوا ہوگا، حالانکہ میں خُود اُس کا صلیب اُٹھا کر کھوپڑیوں والی پہاڑی پر لے گیا تھا۔ بلاشُبہ میں اَب اس سے مُنکر نہیں ہو سکتا، لیکن میں اُسے سمجھ بھی نہیں سکا۔"

اُس نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو آپس میں رگڑتے ہُوئے کہا "ہمیں ہمارے قرض مُعاف کر دو، جیسے ہم اپنے مقرُوضوں کو مُعاف کر دیتے ہیں، یہ بات میں بالکل سمجھتا ہُوں لیکن میں اِس کے حق میں نہیں ہُوں۔ تُم ہی بتاؤ کیا میں ہیرودیس کو بھی وُہ سب مُعاف کر دُوں جو میرا اُس پر واجب ہے؟ ہر مرتبہ جب حاکمِ گلیل یروشلیم آتا ہے تو اُس کا دیوان خُوزہ میرے پاس روپیہ لینے کے لئے بھاگا آجاتا ہے۔ یہ ٹھیک سہی کہ مُجھے کبھی اُن رقموں کی واپسی کی اُمّید نہیں ہُوا کرتی اور وُہ رقمیں بھی گو اِتنی بڑی نہیں ہیں اور درحقیقت تو وُہ ایک طرح سے اِس بات کی رشوت ہی ہُوا کرتی ہے کہ ہیرودیس پیریا اور گلیل میں میرے طے پانے والے سَودوں میں دخل اندازی نہیں کرے گا، تاہم یہ بات میرے ذہن میں بُری طرح کھٹکتی ہے کہ میں حاکمِ گلیل کے سامنے جاؤں اور محض زبانی ہی نہیں بلکہ دِلی طور پر اُسے سارے

قرضے مُعاف کر دُوں۔ مَیں جانتا ہُوں کہ یسُوع کے صلیب پر چڑھائے جانے سے پہلے اُس نے بھی اُس کا تمسخر اُڑایا تھا، مَیں نے گلیل کے کُچھ غریب لوگوں کے سارے قرضے مُعاف کر دیئے ہیں حالانکہ پہلے میرا یہ ارادہ تھا کہ اُن قرضوں کے عوض اُن کی سب زمینوں پر قبضہ کر کے اُنہیں ملا کر اپنے بیٹے رُوفس کے لئے ایک ریاست بنا دُوں، لیکن وُہ بال بچے دار لوگ تھے جو بغیر کسی خطا کے، ٹڈیوں کی تباہ کاری اَور تین تین گنا محصُولوں کے بوجھ کی وجہ سے قرض تلے دَب گئے تھے۔ مَیں یہ سب باتیں شیخی بگھارنے کے خیال سے تُمہیں نہیں بتا رہا ہُوں کیونکہ جیسا کہ کہا جاتا ہے، یسُوع کی تعلیم یہ تھی کہ جو کام تُمہارا دایاں ہاتھ کرتا ہے، اُس کا علم تُمہارے بائیں ہاتھ کو بھی نہ ہونا چاہیئے، چہ جائیکہ وُہ اجنبیوں کو بتایا جائے۔ لیکن تُم مُجھے مشورہ دو، کہ کیا یہ زیادہ مناسب نہ ہوگا کہ مَیں حاکم سے اپنا تمام روپیہ واپس طلب کر لوں اَور پھر وُہ سب مستحق غُربا میں تقسیم کر دُوں؟"

اُس نے بہُت سنجیدگی کے ساتھ یہ سوال مُجھ سے پُوچھا۔ اَور مَیں نے اس کے مسئلہ پر غور کیا اَور پھر بہُت محتاط ہو کر کہا "میرا خیال ہے کہ تُم اپنی جائداد اَور اپنے قرضوں کے متعلق بلا ضرُورت پریشان ہو رہے ہو، مَیں خُود بھی کافی دولت کا مالک ہُوں مگر مَیں سرِدست اِس معاملہ میں ہرگز پریشان نہیں ہُوں، ممکن ہے یہ اس لئے ہو کہ مَیں اپنی کسی صلاحیّت کے بغیر ہی دولتمند بن گیا ہُوں اَور اکثر لوگوں کے خیال میں تو میرا دولتمند بن جانے کا طریقہ باعزّت بھی نہیں، بہرحال مَیں تُمہیں یہی مشورہ دُوں گا کہ ابھی تُم انتظار کرو اَور جلد بازی سے کُچھ نہ کرنا۔ مَیں نے سُنا ہے کہ وُہ گیارہ بھی یروشلیم اس لئے گئے ہیں کہ وہاں اُن کے ساتھ ایک ایسے وعدے کی تکمیل عمل میں آئے گی جس سے اُنہیں تمام معاملات بالکل واضح طَور پر سمجھ میں آنے لگیں گے، اَور وُہ ضرُورت پڑنے پر وہاں بارہ برس بھی انتظار کرنے کو تیار ہیں، اس لئے تُم آخر اُن سے بڑھ کر کیوں عُجلت کرو؟"

"کیونکہ مَیں ایک سنگدل اَور بے ایمان آدمی ہُوں" شمعُون نے فوراً ہی ایسے جواب دیا گویا اِس بات پر اُس نے پہلے ہی کافی غور کر رکھا ہو "مَیں بہُت عُجلت میں ہُوں کہ میرے قرضے، میری اپنی سنگدلی مُعاف کر دی جائے۔"

"یہاں تُم پھر اپنے اُسی پُرانے سوداگرانہ انداز میں سوچ رہے ہو۔" مَیں نے اُسے بتایا، "تُم یہ توقع رکھتے ہو کہ تُمہیں اپنے ہاتھ سے کُچھ دے کر اُس کے عوض میں کُچھ

ملے گا۔ مَیں یہ یقین ہی نہیں کرتا کہ یسُوع ناصری کسی کو کُچھ محض اس لئے دیتا ہے کہ وُہ اس کا مستحق ہوتا ہے، میرا ایمان تو یہ ہے کہ وُہ اِس دُنیا میں ایک آدمی کی شکل میں اس لئے پیدا ہُوا تھا کہ تمام دُنیا کے گُناہوں کا کفّارہ دے سکے، کیونکہ کوئی بھی انسان خُود ہی اپنے گُناہوں کا کفّارہ کبھی ادا نہیں کر سکتا، بظاہر یہ اُس کی دیوانگی تھی، لیکن جیسا کہ تُم نے خُود بھی ابھی ابھی کہا تھا اُس کی تعلیم میں اُن چیزوں سے بھی بڑھ کر بہُت کُچھ ہے جو دانشمندوں کی نگاہوں میں دیوانگی سے کم نہیں۔"

شمعُون کرینی نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر ایک گہری آہ بھرتے ہُوئے کہا "مَیں تُمہاری باتوں کا مطلب سمجھ نہیں سکا، میرا سر درد بڑھتا جا رہا ہے کیا تُم یہ سمجھتے ہو کہ مَیں اپنے گُناہوں کی مُعافی ایک غلامانہ اَور سوداگرانہ اکڑفوں کے ذریعہ خریدنا چاہتا ہُوں؟ اَور کیا میرے پاس یہی ایک ذریعہ رہ گیا ہے؟ تُم مُجھے نصیحت کرنے والے کون ہوتے ہو؟ کیا تُم نے ابھی ابھی خُود ہی مُجھے نہیں بتایا تھا کہ تُمہیں حال ہی میں باتیں نہ کرنے کا حُکم دیا گیا ہے؟"

اپنی ناسمجھی پہ پریشان اَور پشیمان ہو کر مَیں نے اُس سے مُعافی طلب کی "مُجھے مُعاف کر دو شمعُون کرینی! واقعی مَیں کون ہُوں جو تُمہیں نصیحت کروں؟ تُم نے مُجھ سے مشورہ مانگا تھا لیکن مُجھے کوئی جواب نہ دینا چاہیئے تھا، کیونکہ مَیں اِن معاملات کو، تُمہاری ہی طرح بہُت کم سمجھتا ہُوں، بلکہ شاید تُم سے بھی بہُت کم، کیونکہ تُم عُمر میں بڑے اَور زیادہ تجربہ کار ہو، لہٰذا تُم اُس کی بادشاہت اپنے طریقے سے تلاش کرو اَور مَیں اپنے طریقے سے کروں گا۔"

بے خیالی سے ہی شمعُون کرینی نے اپنا کھردرا سا ہاتھ آگے بڑھا کر پتّھر پر بیٹھی ہُوئی مائرینا کے رُخسارہ پر تھپکی دی "کاش میرے ایک بیٹی ہوتی!" اُس نے غم میں ڈُوبی ہُوئی آواز میں کہا، "مَیں ہمیشہ ایک بیٹی کی آرزو کرتا رہا، اگر ان بیٹوں کے ساتھ ساتھ میرے ایک بیٹی بھی ہوتی تو شاید مَیں اس قدر سنگدل نہ ہوتا۔"

وُہ قدرے حیرانی سے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھنے لگا۔ اندھیرا ہوتا جا رہا تھا اَور گھروں کے باہر چراغ روشن ہونا شروع ہو گئے تھے، اُس نے کہا "ہم بہُت باتیں کر چکے، باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ میری بے چینی بڑھتی ہی جاتی تھی لیکن حیرت ہے کہ تُمہاری بیٹی کے رُخسار کو چھُونے کی دیر تھی کہ میرا دردِ سر غائب ہو گیا اَور اَب مَیں بالکل مطمئن اَور پُرسکون ہُوں۔"

"یہ میری بیٹی نہیں ہے، میری ابھی اتنی عُمر نہیں ہے" مَیں نے اُسے بتایا "یہ میری بہن ماڑینا ہے اَور تُمھاری زبان نہیں سمجھتی۔"

"یقیناً یہ تُمھارے ساتھ پہاڑ پر ہوگی" شمعُون کرینی نے ایک خواب کے سے عالم میں اپنی نظریں ہاتھ پر جماتے ہُوئے کہا "مَیں نے اُسے چُھوتے ہی یہ محسُوس کر لیا تھا، حالانکہ تُم نے مجھ سے ٹکرا کر جب میرا بازو تھام لیا تھا تو مُجھے ایسا احساس نہیں ہُوا تھا۔ اس لڑکی میں سے میرے اندر سکُون حلُول کر گیا ہے، اَب مَیں اپنے آپ کو فضُول باتوں سے پریشان نہ کرُوں گا، ہماری مُلاقات کا مقصد غالباً یہ نہیں تھا کہ مَیں تُمھاری پیچیدار گفتگو سنُوں، بلکہ یہ تھا کہ تُمھاری بہن کا رُخسار چُھو سکُوں!"

مُجھے خیال آیا کہ اُسکی یہ بات سراسر ناانصافی پر مبنی ہے، لیکن اگر واقعی ماڑینا کے رُخسار کو چُھو کر اُسے اپنی کھوئی ہُوئی متانت و سکُون مِل گئے تھے تو مَیں اُس کی بات پر احتجاج کر کے اُس کے ذہنی سکُون کو برباد کرنا پسند نہیں کرتا تھا، لیکن مَیں بے حد تھکن محسُوس کرنے لگا تھا، گویا اپنے تمام طویل سفر کی نسبت اُس کی چند لمحہ کی گفتگو نے مُجھے زیادہ کسل مند کر دیا ہو، اَور مَیں اب جلد غسل گاہ پہنچنا چاہتا تھا۔ ماڑینا کا ہاتھ تھامے شمعُون کرینی ہمارے ساتھ ہی چل پڑا۔ ماڑینا درمیان میں تھی، اَور ہم تینوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چل رہے تھے۔ ایک روشن سرائے کے قریب پُہنچ کر شمعُون کرینی نے ہمیں کھانا کھلانے پر اصرار کیا، کیونکہ وُہ ایسی سرائے تھی جہاں آزاد خیال یہُودی اَور مُلحد اکٹھے بیٹھکر کھانا کھا سکتے تھے۔ چنانچہ ہم نے اکٹھے روٹی توڑی، اَور مچھلی اَور سلاد کے ساتھ کھائی۔ ماڑینا کے ہمارے ساتھ ہی بیٹھکر کھانا کھانے پر وہاں کسی نے بُرا نہیں منایا۔ شمعُون کرینی نے خود پانی پیا مگر ہمارے لئے شراب ملانے کا حُکم دیا۔ ماڑینا کی آنکھیں چمکنے لگیں، اَور اُس کے دُبلے سے رُخسار وں پر سُرخی جھلک پڑی۔ اچھے کھانے اَور لذیذ شراب کے اثر سے مُجھے بھی ہلکا سا سرور محسُوس ہونے لگا۔ کھانے کے دَوران شمعُون کرینی پہلے سے ایک بالکل مختلف اَور شیریں لہجہ میں باتیں کر رہا تھا۔ ہماری تفریحِ طبع کے لئے اُس نے اپنی ٹُوٹی پھُوٹی کرینی لہجہ کی یُونانی زبان میں ایک کہانی سُنائی۔

"یہاں سے بہُت دُور دُنیا کے دُوسرے سرے پر، ایک خِطّہ ہے جہاں سے رُوم کو ریشم لایا جاتا ہے۔ وُہ جگہ اتنی دُور ہے کہ وہاں سے ریشم لانے کا راستہ بہُت سے

مُلکوں میں سے گُذرتا ہے اَور سامانِ سوداگری کو رُوم تک پُہنچنے میں دو سال صَرف ہوتے ہیں۔ رُومی بادشاہت میں زمین سُرخ رنگ کی ہے لیکن ریشم کے اُس خِطّہ میں زمین کا رنگ زرد ہے۔ وہاں کے باشندوں کی جِلد بھی زرد ہوتی ہے، یہ کوئی من گھڑت بات نہیں، کیونکہ رُوم میں مَیں خُود ایک زرد جِلد والے آدمی سے مِل چُکا ہُوں۔ اُس کی زردی کسی بیماری کے باعث نہ تھی، اُس نے مُجھے یقین دلایا تھا کہ اُس کے وطن میں ہر شخص سَر تا پا زرد ہی رنگ کا ہوتا ہے۔ اُس نے یہ بھی بتایا تھا کہ اُس کا مُلک رُوم سے کہیں زیادہ طاقت ور ہے، اَور ایک اس قدر عظیم تمدّن رکھتا ہے جس کے مُقابلے پر یُونانی تمدن بھی محض جنگلی پن معلُوم ہو۔ بِلاشبہ وُہ اپنے مُلک کی خُوبیاں بیان کرنے میں مبالغہ اَور حاشیہ آرائی سے کام لے رہا ہوگا، کیونکہ وُہ ایک جلاوطن تھا۔ اُس نے مُجھے بتایا، اَور یہ بات مَیں نے کئی دُوسرے جہاں گرد قسم کے لوگوں سے بھی سُنی ہے، کہ اُن کے مُلک میں ایک نیا بادشاہ پیدا ہُوا تھا جس نے پہلے بادشاہ کو تخت و تاج سے محرُوم کر کے اپنے آپ کو آسمانوں کا بیٹا مشہُور کر دیا۔ اُس نے مُلک کے تمام قوانین کو منسُوخ کر کے حُکم جاری کیا کہ زمین سب مخلوق کی مشترک جائداد ہے، اَور اُس حُکم کے بعد سے کسی کے پاس کوئی انفرادی ملکیت نہ ہوگی، بلکہ سب لوگ مشترکہ طَور پر کھیتی باڑی کریں گے۔ اَور ہر ایک کو اُس کی ضرُوریاتِ زندگی بہم پہنچانا خُود بادشاہ کی ذمّہ داری ہوگی۔ اِس واقعہ کو ابھی کُچھ اتنا زیادہ عرصہ نہیں گذرا، کیونکہ اُس بادشاہ نے محض بیس سال حکُومت کی۔ اَور صرف چند ہی برس گذرے ہیں جب رُوم میں یہ خبر پہنچی تھی کہ کسانوں نے بلوہ اَور بغاوت کے بعد اُسے تخت سے اُتار دیا، اَور ایک نئے تاجدار نے آکر دوبارہ وُہ قدیم طرزِ زندگی رائج کر دیا۔ وُہ جلاوطن اپنے مُلک واپس جانے کے لئے فوراً ہی روانہ ہوگیا تھا، جہاں وُہ اُس دیوانے بادشاہ کی تخت نشینی سے پیشتر حکُومت کے اعلیٰ عہدہ پر فائز تھا۔"

"بلاشُبہ اِس کہانی میں بہُت سی باتیں تو محض تخیّل اَور افسانہ ہی ہوگا" شمعُون کرینی نے اپنی بات جاری رکھتے ہُوئے کہا۔ "مثال کے طور پر وُہ زرد آدمی یہ کہتا تھا کہ اُس کے مُلک میں ریشم کو کاتنے کا کام کیڑے کرتے ہیں اَور انسانوں کو صرف یہ کرنا پڑتا ہے کہ کیڑوں کے کاتے ہُوئے تاگے اکٹھے کر کے اُن سے کپڑا بُن لیں، لیکن آسمانوں کے اُس بیٹے کے بارے میں مَیں بہُت غور و فکر کرتا رہا ہُوں، مُمکن ہے رُوم میں بھی کوئی ایسا ہی واقعہ

رُو نما ہو جائے جہاں زیادہ سے زیادہ زمین، کم سے کم ہاتھوں میں اکٹھی ہوتی جا رہی ہے جس کا لازمی نتیجہ بالآخر کسی روز یہی ہوگا کہ ہر شخص ہی یا تو محض ایک غلام ہوگا یا روزانہ اُجرت پر مزدُوری کرنے والا ایک مزدُور۔ ایک بہت بڑی اکثریت کو پھر اس بات کی کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ آیا ساری زمین سب کی مشترکہ ملکیت ہے یا محض چند افراد کی۔ چنانچہ یسُوع ناصری کے متعلّق سوچتے ہُوئے مَیں بعض اوقات ڈرنے بھی لگتا ہُوں کہ جب وُہ بادشاہ بن جائے گا تو وُہ بھی کہیں کوئی ایسا نظام نہ قائم کر دے، جس میں کوئی انفرادی ملکیت نہ ہو، بلکہ ہر چیز ہی سب کی مشترکہ جائداد تصوّر کی جاتی ہو۔ یہ ایک غلام ہی سمجھ سکتا ہے کہ یُوں زندگی بسر کرنا کس قدر خطرناک کس قدر ناممکن ہے۔ ایک غلام کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ کوئی چیز ایسی بھی ہو جسے وُہ صرف اپنی کہہ سکے، خواہ وُہ کتنی ہی معمُولی چیز ہو، مگر اُس کی زندگی کا سہارا ہو۔ کریت میں تو اگر کسی غلام کے پاؤں کی بیڑی کسی دُوسرے کی بیڑی سے زیادہ وزنی ہو تو وُہ اُسی پر فخر کرنے لگتا ہے، بہر حال یہ معلُوم کر کے مُجھے بے حد اطمینان ہُوا کہ یسُوع کی بادشاہت اِس دُنیا کی نہیں ہے۔ اگر اُس کا مقصد فی الحقیقت ایک ایسا ہی نظامِ حکُومت قائم کرنا ہوتا تو وُہ یہودیوں کے بادشاہ کی شکل کی بجائے رُوم کے شہنشاہ کے رُوپ میں اِس دُنیا میں جنم لیتا۔"

مَیں نے تنبیہً کہا "کیا ایک سرائے میں بیٹھ کر اس قسم کی سیاسی گفتگو کرنا کوئی دانشمندی کی بات ہے؟ جہاں تک مَیں سمجھ سکا ہُوں، یسُوع ناصری کی بادشاہت اُس کی پیدائش کے ساتھ ہی اِس دُنیا میں آگئی تھی، اَور گو یہ ہمیں نظر نہیں آتی مگر اب تک ہمارے درمیان موجُود ہے اَور کوئی بیرونی حُکمران اِس کو غصب نہیں کر سکتا۔ اُس کے پیروؤں کو اذیّت میں مُبتلا کیا جا سکتا ہے، لیکن اُس کی بادشاہت کا تختہ ہرگز نہیں اُلٹایا جا سکتا، کیونکہ وُہ تو ہمارے دلوں کے اندر واقع ہے، بشرطیکہ تُم میری بات کا مطلب سمجھ سکو، حالانکہ مَیں خُود بھی ابھی تک پُوری طرح سمجھ نہیں سکا۔"

شمعُون کرینی نے رنجیدگی سے اپنا سر ہلاتے ہُوئے کہا "تُم کس قدر ناتجربہ کار ہو اَور انسانی فطرت کے متعلّق تُمہارا علم کس قدر محدُود ہے! اُس آسمانوں کے بیٹے کی بادشاہت صرف بیس سال میں ختم کر دی گئی تھی، حالانکہ اُس کا قائم کردہ نظام عین قابلِ فہم تھا تو پھر ایک نظر نہ آنے والی بادشاہت کیونکر سدا قائم رہ سکتی ہے جبکہ وُہ خُود بھی جا چُکا ہے؛ میرا یقین کرو۔ جب ہم لوگ جنہوں نے اُسے خُود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، مر جائیں گے، تو اُس کی

یاد زیادہ عرصہ تک نہ رہے گی، کسی ایسے اِنسان کو جس نے اپنی آنکھوں سے اُس کے ابنِ خُدا ہونے کا مشاہدہ نہ کیا ہو، ایک نظر نہ آنے والی بادشاہت پر ایمان لے آنے پر کوئی کیونکر آمادہ کر سکے گا؟ اُس کے متعلّق کُچھ باتیں، ممکن ہے زیادہ سے زیادہ سو سال تک محفُوظ رہ جائیں لیکن شرط یہ ہے کہ وُہ قابلِ فہم اَور اِنسانی فطرت سے ٹکراؤ پیدا کرنے والی نہ ہوں، لیکن مُشکل یہ ہے کہ اُس کی باتیں تو اب بھی، آج تک دُنیا میں ظہور پذیر ہونے والی تمام باتوں کے بالکل مُتضاد ہیں۔"

اُس کی اِس عام فہم استدلال نے مُجھ پر بھی افسردگی طاری کر دی، "تو پھر کیا تُم یہ یقین نہیں رکھتے کہ اُس کی وجہ سے اَور اُس کے نام کے باعث دُنیا بدل جائے گی؟" مَیں نے پُوچھا۔

"نہیں! مَیں نہیں مان سکتا" شمعُون کرینی نے صاف گوئی سے کام لیتے ہُوئے کہا "نہیں اِس دُنیا کو اَور انسانی فطرت کو اب خُود خُدا بھی نہیں بدل سکتا۔" پھر اُس نے چلّا کر کہا "کیوں آخر کیوں اُن گلیل والوں نے اُسے بادشاہ بنا دینے کی ہر ممکن کوشش کی تھی؛ کیا اس لئے کہ اُس نے پانچ ہزار کے ایک ہجُوم کو چند روٹیوں اَور دو مچھلیوں سے، پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا تھا؟ اگر خُود اُن لوگوں نے ہی اُس کا مطلب بالکل غلط سمجھ لیا تھا تو پھر وُہ لوگ کیونکر اُسے صحیح طور پر سمجھ سکیں گے جنہوں نے اُسے کبھی دیکھا ہی نہ ہو؟ یاد رکھو کہ اُس کی تعلیم بے حد مُبہم اَور انتہائی خطرناک ہے۔ اُس نے گنہگاروں کو اکٹھا کر لیا تھا، اُس نے اپنے صلیب پر تڑپتے ہُوئے بھی اپنے ساتھ ہی ایک دُوسرے مصلُوب ڈاکو سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وُہ اُس کی بادشاہت میں داخل ہوگا۔ مختصراً یُوں سمجھو کہ اُس کی تعلیم پر کان دھرنے والا صرف ایک ایسا ہجُوم ہی ہو سکتا ہے جو اپنی تمام اُمیدیں کھو بیٹھا ہو اَور وُہ لوگ جو برسرِ اقتدار ہیں، یقیناً یہ بندوبست کر لیں گے کہ ایسی تعلیم زیادہ دُور تک پھیلنے ہی نہ پائے۔"

ماریّنا نے مُسکراتے ہُوئے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس کے داڑھی والے رُخسار پر ایک ہلکی سی تھپکی دی اَور پُوچھا "اُس کی تعلیم کے پھیلنے یا نہ پھیلنے کے متعلّق تُم اپنے آپ کو اس قدر پریشان کیوں کر رہے ہو؟ یہ ہرگز تُمہارا کام نہیں ہے نہ ہی میرے بھائی مرقس کا یا میرا، ہمیں تو صرف اِس بات پر خُوشی منانا چاہیئے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے اُسے پہاڑ پر دیکھ لیا ہے وُہ ایک حسین روشنی ہے اَور اُس کو دیکھ لینے کے بعد اب مَیں کبھی اپنے آپ کو غیر محفُوظ نہ

سمجھوں گی، تُم صرف بدی کی تاریکی کا ذکر ہی کیوں کرتے جا رہے ہو؟"

ماڑینا اس قدر عاجزی سے قطعی ساکت و صامت بیٹھی ہُوئی تھی، کہ اب اُس کے یکایک یُوں بول اُٹھنے پر ہم دونوں دم بخُود سے رہ گئے، یُوں معلُوم ہُوا جیسے کسی بیجان میز کو قُوتِ گویائی مل گئی ہو۔ ہم دونوں پر دوبارہ مسرّت طاری ہوگئی، اور جب ہم نے اُس کے نُورانی چہرے کی طرف دیکھا تو ہمیں اپنی احمقانہ باتوں پر ندامت محسُوس ہونے لگی، بادشاہت پھر ہمارے دلوں میں موجُود تھی، میرے دِل میں ماڑینا کے لئے اور شمعُون کرینی کے لئے بھی ایک بے لوث محبت موجزن ہوگئی۔ ہم سرائے کے دُوسرے مہمانوں سے قطعی بے نیاز، ایک دُوسرے کی طرف دیکھتے ہُوئے، دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔

ماڑینا اور میں اپنے کمرے میں، پردوں کی اوٹ میں تقریباً دوپہر تک پڑے سوتے رہے۔ اپنے سفر اور پیش آنے والے تمام واقعات کی وجہ سے ہم بے حد تھک چکے تھے۔ سونے سے ہماری مسرّت میں کوئی کمی نہیں ہُوئی تھی، بلکہ جب ہم بیدار ہُوئے تو ہم بدستور مسرُور تھے، اور ایک دُوسرے کو بیدار ہوتے دیکھ کر ہماری خُوشیوں میں اضافہ ہُوا۔

اپنے اُسی عالمِ مسرّت میں مجھے کلودیہ پروکلا یاد آئی، اور اُس کے ساتھ ہی اپنی وہ ذمّہ داری بھی، جس کے تحت مجھے پہاڑ پر پیش آنے والے تمام واقعات اُسے سُنانا تھے۔ ماڑینا نے میری پریشانی کی وجہ پُوچھی تو میں نے اُسے کلودیہ پروکلا اور اُس کی بیماری کا حال کہہ سُنایا جس پر اُس نے بڑے اعتماد کے ساتھ مشورہ دیا کہ ہم دونوں کو اُس کے پاس اِس خُوشخبری کے گواہ بن کر ضرُور جانا چاہیئے۔ لیکن میں اپنے سفر کی اُن تمام صعُوبتوں کے بعد، اپنے آپ کو پاک وصاف کرنے کی غرض سے سب سے پہلے نہانا چاہتا تھا، جو میرے یروشلیم سے روانہ ہوتے ہی شروع ہوگئی تھیں۔ میرا وہ یہُودیوں والا چوغہ پسینہ کی وجہ سے سخت بدبُودار ہو چکا تھا، اور میرا زیر جامہ بھی سخت میلا کچیلا تھا۔ میں داڑھی منڈوا کر نیا لباس زیب تن کرنا چاہتا تھا کیونکہ اب میں اپنی رُومی شہریت کو چھپاتے پھرنے کی کوئی ضرُورت نہیں محسُوس کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے غسل گاہ میں جا کر اپنے چہرے کی صفائی کروائی، اپنے سر کے بال صاف کروائے، پھر مالش کروانے اور جسم پر خُوشبُودار مرہمیں ملوانے کے بعد میں نے نیا لباس پہنا اور پُرانے کپڑے خدمتگار کو دیدیئے اور اب جبکہ میں اپنے اصل قدیم انداز میں ملبُوس ہُوا تو مجھے یہُودیوں کے لُطف وکرم کے حصُول کی خاطر اپنی داڑھی بنا لینے اور پھندنے و جھالر دار

چوغے پہننے پر خود ہی شرم محسُوس ہونے لگی، چنانچہ کمرے میں واپس آ کر میں نے بٹوے میں سے امتیازی چھلّا نکال کر بھی اپنے انگوٹھے میں پہن لیا۔ ماڑینا غسل گاہ سے واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ اُس نے بھی اپنے بال سنوارے ہُوئے تھے۔ اُس نے اپنے چہرے کی بھی زیبائش کر رکھی تھی اور زرتاری کے کام والا ایک دُودھیا سفید لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ ہم دونوں بہت دیر تک ایک دُوسرے کو یُوں بغور دیکھتے رہے جیسے اجنبی ہوں۔ اُسے اُس بناؤ سنگار اور صاف سُتھرے لباس کے ساتھ دیکھ کر مُجھے خُوش ہونا چاہیئے تھا کہ اب وہاں غسل گاہوں میں آنے والے دولتمند مسافروں یا کلودیہ پروکلا کے سامنے اپنے ساتھ اُس کی موجُودگی پر مُجھے خِفّت نہ اُٹھانی پڑے گی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں اُس کی آرائش و جمال پر ذرا بھی خُوش نہ ہُوا۔ اُس کا لباس اور اُس کے چہرے کا غازہ اُسے میری نظروں میں اجنبی بنا رہا تھا۔ میں نے محسُوس کیا کہ میں اُسے اُسی لڑکی کے رُوپ میں دیکھنے کو ترجیح دیتا ہُوں جو اپنے دُبلے پتلے چہرے اور کمزور سے اعضا کے ساتھ ایک داغدار چوغا اوڑھے ایک رات گلیل کی پہاڑی کے دامن میں میرے بازوؤں میں سوئی تھی، لیکن اُس نے یقیناً محض میری خُوشنودی کے لئے ہی یہ بہترین بناؤ سنگار کیا تھا، لہٰذا میں اُسے کوئی الزام نہیں دے سکتا تھا، اور نہ ہی اُسے یہ بتانے کی جُراٴت کر سکتا تھا، مجھے اُس کے اُن نئے خُوبصورت جُوتوں اور اُس زرتار لباس کی نسبت، اُس کے وہ پُرانے گھسے ہُوئے اداکاری کے سینڈل ہی زیادہ پیارے لگتے تھے، مگر ماڑینا نے جیسے مجھے دُور سے ہی دیکھ کر میرے خیالات بھانپ لئے اور کہا "جافہ کو جانے والے جہاز پر تُم بالکل ایسے ہی نظر آتے تھے اور جب تُم نے اپنے بٹوے سے وہ بڑا سا نقرئی سکّہ نکال کر مُجھے دیا تھا، تب بھی تُم یُونہی تھے، بلاشُبہ تُم مُجھے یہ یاد دلانے میں کہ تُم کون ہو اور میں کیا ہُوں، بالکل حق بجانب ہو۔ یہ میری نادانی تھی جو میں نے گورنر کی بیوی کے پاس تمہارے ساتھ جانے کی تجویز تُمہیں پیش کی۔

میں نے اُسے رُوحانی مسرّت کی یاد دلائی جو ہم نے بیدار ہونے پر محسُوس کی تھی اور پھر کہا "تُمہیں اتنا تو خیال کرنا چاہیئے کہ میں اُس پسینے میں سڑے ہُوئے چوغے اور اپنی بڑھی ہُوئی داڑھی سے تنگ آیا ہُوا تھا۔ قُدرتی طور پر میں ایک بار پھر صاف سُتھرا ہونا چاہتا تھا۔ اگر میرے موجُودہ رُوپ میں تمام متعصب یہُودی میرے سائے سے بھی بچنے لگیں، تو یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی روز یہی معاملہ اُنہیں پیش آ جائے اور دُنیا کے لوگ ایک یہُودی کو

دیکھتے ہی تھوک دیا کریں۔ میرا خیال تھا کہ تُم مجھے اِس طرح دیکھ کر خُوش ہو جاؤ گی۔"

لیکن اِس کے باوجُود ہمارے درمیان سرد مہری کی ایک دیوار سی آن کھڑی ہُوئی تھی، اور میرے دِل میں اب واقعی یہ خیال پرورش پانے لگا تھا کہ اُسے اپنے ساتھ کلودیہ پروکلا کے پاس لے جانا مناسب نہ ہو گا، لیکن مَیں یہ بھی خُوب جانتا تھا کہ ایسا سوچنا بھی اُس کے ساتھ غدّاری کے مترادف ہو گا اور مَیں کسی بنا پر اُس کے ساتھ غدّاری ہرگز نہ کرُوں گا چنانچہ میرے بے حد اصرار کے بعد جا کر ہی وُہ بمشکل میرے ساتھ چلنے پر رضامند ہُوئی، اور عین اُس وقت ملازم نے آ کر اِطلاع دی کہ کلودیہ پروکلا مُجھے مِلنے کے لئے تیّار بیٹھی تھی۔

جب ہم اُس گرمائی محل کی جانب بڑھے تو مَیں نے دیکھا کہ اب پہلے کی طرح غسل گاہ کے کوئی مسافر اُس محل کے گرد اکٹھے ہو کر اندر کے باغ میں تاک جھانک کی کوششیں کرتے نظر نہیں آ رہے تھے، نہ ہی ہم نے ہیرودیس کے سُرخ وردی والے خاص محافظ وہاں دیکھے۔ کلودیہ کے اپنے شامی دستہ کے ایک سپاہی نے سُستی سے اپنا ہاتھ یُوں ہلا دیا گویا ہمیں اندر چلے جانے کا اشارہ کر رہا ہو۔ وہاں کی ہر چیز سے یُوں معلُوم ہوتا تھا کہ یہُودیہ کے گورنر کی بیوی کا قیام تبریاس اب روزمرّہ کی زندگی کا ایک معمُول بن چُکا ہے اور وُہ وہاں کے مہمانوں کے درمیان اب محض ایک ممتاز مہمان کی حیثیت رکھتی تھی۔

کلودیہ پروکلا ایک ٹھنڈے کمرے میں ایک معلّق پردے کے پیچھے آرام کر رہی تھی۔ اُس نے میری وجہ سے اپنا بناؤ سنگار کرنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی۔ مَیں نے اُس کی آنکھوں کے کونوں پر کی جُھرّیاں، اُس کا بے صبر چہرہ اور اُس کی وُہ ڈھلتی جوانی، سب کچھ ایک ہی نظر میں دیکھ لیا، تاہم وُہ بہُت ہی پُرسکُون اور مستعد نظر آتی تھی۔ اب وُہ نہ تو چونکتی اور بھڑکتی تھی نہ ہی اُس کے ہاتھ کانپتے تھے۔ اُس نے تعجّب کے ساتھ ایک نظر ماریَنا کو سر تا پا دیکھ کر میری طرف استفہامیہ نظریں اُٹھا دیں، "یہ میری بہن ماریَنا ہے" مَیں نے اُسے بتایا "یہ میرے ساتھ پہاڑ پر تھی، اسی لئے مَیں اِسے تُمہارے پاس لایا ہُوں، کلودیہ، کیونکہ اب ہم تینوں کسی چوتھے سُننے والے کے بغیر اکیلے باتیں کر سکتے ہیں۔"

ایک لمحہ سوچنے کے بعد کلودیہ پروکلا نے اپنی مصاحب خاتُون کو برخاست کر دیا۔ لیکن ہمیں بیٹھنے کی دعوت نہیں دی، چنانچہ ہم اُس کے سامنے کھڑے ہی رہے، اور اُس نے ایک پل کے لئے اپنی نظریں ماریَنا کے چہرے پر سے ہٹائے بغیر بڑے پُرجوش انداز میں کہنا

شروع کیا "تُمہیں اندازہ ہی نہیں ہو سکتا کہ تُم کس چیز سے محرُوم رہ گئے ہو، اگر دو روز کے بعد تُم میرے ساتھ حاکمِ گلیل کی اُس ضیافت میں شامل ہو جاتے تو تُم نے اِس مُلک کے رسم و رواج کے متعلّق بہُت کُچھ سیکھ لیا ہوتا۔ مُجھے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہیرودیاس اپنی بدنامی کے برعکس بہُت بہتر عَورت ہے اور وُہ بیچاری دراصل اپنے اُس مقام کی وجہ سے نُقصان اُٹھا رہی ہے۔ اُس نے مُجھے تین لڑیوں کا ایک نہایت بیش قیمت ایرانی ہار دیا، اور پھر ہم بہُت آزادی کے ساتھ ہر معاملہ پر گُفتگو کرتے رہے، ہاں اُس کی بیٹی سلومی بلاشُبہ ایک نہایت بے حیا لڑکی ہے، اور ہیرودکیس کو اپنی چھنگلیا کے گرد لپیٹ سکتی ہے، لیکن اُس کا وجُود بہرحال اُس کی ماں کے لئے تو فائدہ مند ہی ہے۔ ہیرودیاس اب خُود پہلے جتنی پُرشباب تو ہے نہیں، اور یہ ظاہر بات ہے کہ ہیرودیس اعظم کے سب بیٹے عیّاشی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ یہ تو گویا اُن کی خاندانی روایت بن چُکی ہے، اور ہم رُومی لوگ مشرق کے رسم و رواج کے حُسن و قبح پر کوئی فیصلہ بھی تو نہیں دے سکتے، ویسے وُہ لوگ موقعہ پڑنے پر بہُت ہی دلفریب اخلاق کا مظاہرہ بھی کر سکتے ہیں۔"

"بہرحال ہیرودیاس کافی اثر و رسُوخ رکھتی ہے اور اُس کا مقصد یہ معلُوم ہوتا ہے کہ بالآخر کسی طرح اپنے خاوند کے لئے شاہِ گلیل کا مرتبہ حاصل کرے۔ اِس معاملہ پر بھی ہم نے کافی گُفتگو کی تھی۔ پنطُس پیلاطُس کے حق میں یہ نہایت ضروری ہے کہ ہیرودیس محض اپنی کینہ پروری کے تحت، قیصر تبریئس کے نام ناخُوشگوار سے خطُوط نہ لکھا کرے، ہیرودیاس بھی اپنی جگہ سمجھتی ہے کہ تبریئس اب ایک دائم المریض بُوڑھا ہو کر رہ گیا ہے۔ سیجانس پیلاطُس کی حمایت پر ہے۔ اِس گورنری کے لئے ہم دراصل اُسی کے ممنُونِ احسان ہیں۔ موجُودہ صورتِ حالات کے تحت یہ ہیرودیس اور پیلاطُس دونوں کے لئے ہی مفید ہے کہ آپس میں اچھے خُوشگوار تعلّقات اور ایک دُوسرے کا خاص خیال رکھیں۔ میرے اور ہیرودیاس کے درمیان اِس معاملہ پر اتفاق ہو گیا ہے، یہاں میرا علاج بھی فائدہ بخش ثابت ہُوا ہے اور اب مَیں قیصریہ واپس جانے کو تیّار ہُوں۔"

کلودیہ درحقیقت ہم پر کوئی اہم اور خطرناک راز منکشف نہیں کر رہی تھی، کیونکہ یہ سب باتیں تو ہر سلیم الطبع شخص سمجھ سکتا ہے۔ شہنشاہ تبریئس اب ایک کمزور اور بُوڑھا آدمی ہے۔ اور سیجانس کا نام ہی اسقدر خوف پیدا کر دیتا ہے کہ مملکتِ رُوم کے اندر ہر ذی ہوش

آدمی خاموشی سے ہی اُس دن کا منتظر رہنے میں بہتری سمجھتا ہے جب وُہ ایک عوامی رہنما بن کر تمام قوّت و اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لے گا۔ میرا خیال ہے کلودیہ کنکھیوں سے مارتینا کو دیکھ دیکھ کر یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھی کہ کہیں وُہ لاطینی زبان تو نہیں سمجھتی، لیکن اب اُس نے دفعتہً براہِ راست اُسی کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے کہا "مَیں ہیکیٹ دیوی اور اُس کے تینوں بیٹوں کی قسم کھا سکتی ہُوں۔ یہ لڑکی طُولیا کی جیتی جاگتی تصویر ہے"۔

مَیں نے چونک کر مارتینا کی طرف دیکھا اور واقعی ایک لمحہ کے لئے اُس کے چہرے نے مجھے تُمہاری یاد دلا دی طُولیا! اُسی لمحہ مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اب مجھے یہ تمام خطوط تُمہیں نہیں بھیجنا پڑیں گے، اور مَیں یہ بھی جانتا ہُوں کہ اب میرے دل میں تمہیں ملنے کی کوئی آرزو باقی نہیں رہی، مجھے یہ سوچ کر محض نفرت اور خوف کا ایک مِلا جُلا احساس ہُوا کہ تُم مجھے مارتینا کے بھیس میں نظر آیا کرو گی! مگر یہ سحر بتدریج زائل ہو گیا، اور جب مَیں نے مارتینا کے نقوش کا بغور مطالعہ کیا تو مَیں نے محسوس کیا کہ اُس میں تُمہاری کوئی چیز نہ تھی۔ تاہم کلودیہ پروکلا جیسے کینہ پروری سے بولتی گئی۔ "بالکل وُہی، اگر اِس کی آنکھیں سیاہ اور چمکیلی ہوتیں، اِس کا ناک ذرا سُتواں ہوتا، اِس کے بال گہرے سیاہ ہوتے، اور چہرہ ذرا بھرا بھرا ہوتا تو یقیناً یہ کسی حد تک طُولیا کی یاد دِلا سکتی تھی"۔

مَیں سمجھ نہ سکا کہ کیا اُس کا مقصد محض مارتینا کو پریشان کرنا تھا یا کچھ اور، لیکن میرا خیال ہے کہ وُہ یہ بات نہایت سنجیدگی سے ہی کر رہی تھی، اور شاید خُود بھی حیران ہو رہی تھی کہ مارتینا کی کونسی چیز تُمہاری یاد دلاتی تھی، طُولیا! کیونکہ حقیقت میں تو تُمہارے اور مارتینا کے درمیان کوئی چیز بھی تو مشترک نہیں ہے، چُنانچہ مَیں قدرے بھڑک کر بول اُٹھا "مارتینا کو اِس کے حال پر چھوڑ دو، یہ جانتی ہی نہیں کہ یہ خُوبصورت بھی ہے اور طُولیا کو مَیں بہرطور یاد نہیں رکھنا چاہتا، آؤ، یُونانی میں باتیں کریں، کیا تُم معلوم نہیں کرنا چاہتیں کہ پہاڑ پر کیا ہُوا؟"

"کیوں نہیں۔ مَیں ضرور جاننا چاہتی ہُوں"۔ کلودیہ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہُوئے کہا "وہاں کیا ہُوا پھر؟ کیا تُم نے یسُوع ناصری کو دیکھا؟"

"ہم دونوں نے اُسے دیکھا" مَیں نے کہا "وُہ مُردوں میں سے اُٹھ چکا ہے اور اب زندہ ہے"۔

مارتینا نے بھی آہستہ سے کہا "ہاں ہاں وُہ زندہ ہے"۔

اس پر کلودیہ پروکلا نے ایک انوکھا ہی سوال کیا "تُمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ وُہ واقعی یسُوع ناصری ہی تھا؟"

مَیں نے معاملہ کے اِس پہلُو پر چُونکہ کبھی غور ہی نہ کیا تھا اس لئے ایک لمحہ کے لئے تو مَیں ہڑبڑا کر رہ گیا، پھر مَیں نے جواب دیا۔ "وُہ یسُوع ناصری ہی تھا، وہاں پانچ سو سے زیادہ لوگ موجُود تھے اور اُن سب نے ہی اُسے پہچان لیا تھا" اور مَیں ہنس پڑا۔ "مَیں نے خُود دیکھا تھا، مَیں نے اُس کی نظروں سے نظریں ملائی تھیں، وُہی کافی تھا، وُہ عام انسان نہیں ہے"۔ مَیں نے مزید کہا۔

مارتینا نے کہا "کوئی انسان کسی ایسی ہستی پر بھرپُور نظر نہیں ڈال سکتا"۔

کلودیہ پروکلا نے ہمیں تیز نگاہوں سے دیکھا اور پھر ایک جرح کرنے والے کے انداز میں ہمیں پُوچھا "جب تُم نے اُسے دیکھا تو رات کا وقت تھا، کیا چاند مدہم نہیں ہو رہا تھا، کیا رات تاریک نہیں تھی؟"

"رات واقعی تاریک تھی" مَیں نے اعتراف کیا "تاہم مَیں نے اُسے کافی واضح طور پر دیکھا تھا، اُس کے متعلق کسی غلطی کا احتمال ہی نہ تھا"۔

کلودیہ پروکلا نے اپنے ہاتھ آگے کو پھیلاتے ہُوئے کہا "نہیں، دراصل مجھے یہ شک ہرگز نہیں ہے کہ وُہ یسُوع نہیں تھا، لیکن مَیں اِس عرصہ میں ہیرودیس کے طبیب کے زیرِ علاج رہی ہُوں اور وُہ وقتاً فوقتاً میرے پاس آتا رہا ہے، اِس کے علاوہ ہیرودیاس نے بھی مجھے بتایا تھا کہ گلیل کے علاقہ میں ایک عجیب سا آدمی چلتا پھرتا دیکھا گیا ہے، جسے بُہت سے لوگوں نے یسُوع ناصری سمجھ رکھا ہے۔ تاہم اُس کے متعلق آنیوالی اِطلاعات متضاد سی ہیں، اور کوئی بھی پُوری وضاحت سے اُس کا حُلیہ نہیں بیان کر سکا، اس لئے وُہ طبیب اور ہیرودیاس یہ سمجھتے ہیں کہ وُہ کوئی دیوانہ یا سحر زدہ آدمی ہے جس نے قصداً اپنے ہاتھ پاؤں زخمی کر رکھے ہیں یا پھر اُس کے حواریوں نے اُس کی نعش قبر سے چُرا لے جانے کے بعد کسی شخص کو اُس کا بھیس یُوں اختیار کر لینے کی ترغیب دی ہے تاکہ کھیل جاری رہے"۔

میری ملامت آمیز نظروں کو دیکھ کر کلودیہ پروکلا نے فوراً ہی معذرت کی غرض سے کہا "مَیں صرف وُہ کچھ دُہرا رہی ہُوں جو مَیں نے دُوسروں سے سُنا ہے، مَیں یہ نہیں کہہ رہی کہ یہ میری اپنی رائے ہے، لیکن امکانات بہرحال کئی ہو سکتے ہیں۔ اُس طبیب نے اِس معاملہ

پر دیگر عالم و فاضل لوگوں کے ساتھ بھی کافی پیشہ ورانہ بحث و مباحثہ کیا ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے
کہ صحرائے بحرِ مُردار کے قرب و جوار میں، یہودیوں کا ایک فرقہ بند مکانوں میں رہتا ہے، فاقہ کشی،
عبادت و زیارت، ترکِ دنیا، مشترکہ کھانے پینے اور بپتسمہ لینے کی بنا پر اُس فرقہ کے ارکان
اس قدر مقدس ہو چکے ہیں کہ اب واقعی وہ عام انسان نہیں رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اُن
کے سفید لباس اندھیرے میں چمکنے لگتے ہیں۔ یروشلیم اور دیگر جگہوں پر اُن کے خفیہ ساتھی موجود
ہیں۔ ہیرودیس اعظم تو اُنہیں اس قدر خطرناک سمجھتا تھا کہ اُس نے اُن کا قتلِ عام کروا دیا تھا جس
پر اُنہیں بھاگ کر دمشق میں پناہ لینا پڑی تھی، اور اُس کی موت سے پہلے واپس یہاں نہ آسکے تھے۔
اُن کے بارے میں عام طور پر اس سے زیادہ کسی کو نہیں معلوم کیونکہ وہ کسی کو اپنے ہاں مہمان بھی
نہیں رکھتے، لیکن یہ ممکن ہے کہ وہ سب لوگ یا کم از کم اُن میں سے کچھ مقدس ترین شخص، عام لوگوں
سے زیادہ علم رکھنے والے ہوں۔ اُن میں تقدس کے مختلف مدارج ہیں۔ کل دوسرے علماء سے
گفتگو کرنے کے بعد ہیرودیس کے طبیب نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ ممکن ہے یہ صحرائی فرقہ یسوع
ناصری کی مصروفیات کی نگرانی رکھتا ہو اور شاید اُس کے علم میں لائے بغیر ہی اُس کا تحفظ بھی
کر رہا ہو۔ خاص طور پر مشکوک امر تو یہ تھا کہ یسوع کے مصلوب ہونے کے بعد اُسے قبر میں رکھنے
والے خود مجلسِ اعلیٰ کے ہی دو ارکان تھے۔ صبح کی ہلکی سی روشنی میں مریم مگدلینی نے قبر کے اندر
ایک سفید چمکدار شبیہ دیکھی اور اُسے فرشتہ سمجھا۔ یسوع ناصری کے حواری سادہ لوح لوگ
ہیں اور ممکن ہے اُس کی نعش کو چرانے سے خوفزدہ ہوں، لیکن صحرا کے مقدس لوگوں کے لئے
یہ کوئی مشکل کام نہ تھا، ممکن ہے اُنہوں نے جادو کے زور سے اُس میں روح پھونک دی ہو،
یا پھر خود اُنہی میں سے کوئی ایک یسوع کا بھیس بنائے گلیل کے سادہ لوح لوگوں کے درمیان
پھر رہا ہو۔ یہ بتانا مشکل ہے کہ وہ لوگ آخر کیوں عوام کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یسوع
دوبارہ زندہ ہو گیا ہے۔ شاید وہ لوگوں کی نظروں میں اِس طرح ہیکل کی بے وقعتی کرنے کی
کوئی وجہ رکھتے ہوں، لیکن ایک ایسا شخص جو ہمیشہ سیاسی نقطۂ نظر سے سوچنے کا عادی ہو
ہر بات کی کوئی نہ کوئی سیاسی وجہ ڈھونڈھ نکالتا ہے۔ طبیب کے کہنے کے مطابق اُن کے پیشِ نظر
شاید کچھ خالص مذہبی وجوہ ہوں، بہرحال وہ لوگ اس قدر ہوشیار نہیں ہیں کہ اپنی اس
فریب کاری کو زیادہ عرصہ تک جاری رکھنے میں کامیاب ہو سکیں۔ جہاں تک میں سمجھتی ہوں
یہ معاملہ جو کچھ بھی تھا، ناصری کے پیروؤں کے نزدیک، اُس پہاڑ پر، اُس رات کی تاریکی میں

اُس کے آخری ظہور پر ختم ہو چکا ہے۔"

لیکن جب کلودیہ پروکلا نے دیکھا کہ میں اُس کی ان سب توضیحات کو سخت تعجب اور
پریشانی سے سن رہا ہوں تو اُس نے ایک بار پھر اپنے ہاتھ پھیلائے اور کہا "میں ان سب
باتوں پر یقین نہیں رکھتی، میں تو محض دوسروں کی سنائی ہوئی باتیں ہی دہرا رہی ہوں، اُس کے
اپنے قریبی حواری، اندھیرے میں بھی یقیناً غلطی نہیں کر سکتے بشرطیکہ وہ کسی سازش میں
شریک نہ ہوں۔ مجھے تو تم صرف یہ بتاؤ کہ کیا تم نے اُس کے ساتھ میرے متعلق بھی کوئی بات
کی تھی؟"

میں نے قدرے گھبرا کر جواب دیا "میں تمہیں کیسے یہ بات سمجھاؤں کہ تم بآسانی
اسے سمجھ سکو؟ لیکن یقین کرو کہ اگر میں چاہتا بھی تو اُس کے ساتھ تمہارے متعلق کوئی بات
نہیں کر سکتا تھا اور درحقیقت میں چاہتا بھی نہ تھا، کیونکہ جونہی میں نے اُسے دیکھا میرے
دماغ سے ہر قسم کے خیالات محو ہو گئے۔"

مجھے حیرانی ہوئی کہ اس پر کلودیہ نے مجھے کوئی ملامت نہ کی، اس کے برعکس اُس
نے بڑے اطمینان سے کہا "یوآنہ نے بھی عین یہی بات مجھے بتائی ہے، لیکن اُس
نے اُس جگہ سے، جہاں اُس کے خیال میں یسوع کھڑا ہوا تھا، تھوڑی سی مٹی اُٹھا کر
ایک کپڑے میں رکھ لی تھی اور لا کر مجھے دے دی تھی، تاکہ اگر میں اُسے چھو لوں یا رات کو اپنی
پیشانی پر مل لوں تو شاید مجھے شفا ہو جائے! لیکن اب مجھے اس کی ضرورت ہی نہیں رہی۔"

میرے حیران ہونے پر اُس نے نہایت خوشدلی کے ساتھ ہنس کر تالی بجا دی اور
پھر بلند آواز میں کہا "اِس بات نے تمہیں حیران کر دیا، ہے نا یہی بات؟ یہاں میرے
پاس بیٹھ جاؤ مرقس! اور تم بھی بیٹھ جاؤ لڑکی، تم کدھر دیکھ رہی ہو؟ نہیں، میرا یہ
مطلب نہیں ہے کہ میں وہاں جسمانی طور پر موجود تھی، لیکن اُس رات میں نے ایک نہایت
اچھا خواب دیکھا۔ بہت عرصہ کے بعد ایک پہلا اچھا خواب! تم تو جانتے ہی ہو کہ میں شدید
اعصابی تناؤ اور تلوّن مزاجی کی مستقل شکار رہتی ہوں۔ میرے خوابوں میں مجھے اکثر کوئی
چٹکیاں لیتا ہے یا میرے چہرے پر تھپڑ مارتا اور میرے بال کھینچتا ہے۔ یہ بالکل حقیقی اور
واضح ہوا کرتا ہے اور میں ایک اُنگلی تک نہیں ہلا سکتی خواہ میں کتنی ہی کوشش کیوں نہ کر لوں۔
حتیٰ کہ آخرکار میں ایک چیخ مارنے میں کامیاب ہو جاتی ہوں اور اپنی اُسی چیخ سے ہی پوری

بیدار بھی ہو جاتی ہوں، اور پھر میں پسینے میں تر بتر، اس قدر خوفزدہ ہوتی ہوں کہ دوبارہ سونے کی جُرأت ہی نہیں کر پاتی۔"

"ہاں تو ہم پہاڑ کے متعلق بات کر رہے تھے" اُس نے سنجیدگی سے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "میں اُس کے بارے میں بہت زیادہ سوچتی رہتی تھی، اس لئے یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں کہ میں اُس رات خواب میں ہی وہاں پہنچ گئی، وہاں اس قدر تاریکی تھی کہ دیکھنے کی بجائے میں نے صرف محسوس ہی کیا کہ میرے ارد گرد بے شمار لوگ اپنے گھٹنوں کے بل منتظر کھڑے تھے۔ میں اپنے خواب میں ذرا بھی خوفزدہ نہیں ہوئی۔ پھر ایک مجسمۂ نُور میرے سامنے تھا، مگر اُسے دیکھنے کے لئے میں اپنا سر اُوپر نہیں اُٹھا سکی تھی، کسی ڈر کی بنا پر نہیں، بلکہ محض ایک ایسے مضبُوط سے احساس کی وجہ سے کہ اُسے کے چہرے کی طرف نہ دیکھنا ہی بہتر ہوگا۔ اُس نے مجھے بڑی ملائم آواز میں کہا "کلودیہ پروکلا! کیا تُم میری آواز سُن رہی ہو؟" میں نے کہا "ہاں میں تمہاری آواز سُن رہی ہوں" اُس نے کہا "میں یہودیوں کا بادشاہ یسُوع ناصری ہُوں جسے تُمہارے خاوند پنطُس پیلاطُس نے مصلُوب کروا دیا تھا۔"

میں نے جواب "ہاں، تُم وُہی ہو" پھر اُس نے میرے ساتھ اپنی بھیڑوں اور برّوں کا ذکر کیا جو میں سمجھ نہ سکی، مجھے چُونکہ بھیڑیں پالنے کا کوئی خاص علم نہیں اس لئے اُس کی وُہ باتیں قطعی بھُول گئی ہُوں۔ تاہم یہ یقیناً ایک علامت تھی جب اُس نے آخر کار یہ کہا "میں بھیڑوں کے لئے خُود ایک پھاٹک ہُوں اور میں کسی چور یا ڈاکو کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وُہ میرے برّوں کو ہلاک کرے۔" میں فوراً ہی سمجھ گئی کہ چور اور ڈاکو سے اُس کا مطلب پنطُس پیلاطُس تھا۔ میں نے کہا "یقیناً اَب وُہ تمہارے برّوں کو مزید ایذائیں نہیں پہنچائے گا، اور اُس نے تو تُمہیں بھی ہرگز صلیب پر نہ چڑھوایا ہوتا اگر اُسے سیاسی مجبُوریاں نہ ہوتیں۔" لیکن اُس نے میری اِس وضاحت پر کوئی توجہ نہ دی جس سے میں نے سمجھ لیا کہ یہ تمام معاملہ اُس کے لئے پرکاہ کی اہمیّت بھی نہیں رکھتا، اور اُسے پیلاطُس سے قطعی کوئی بُغض نہیں وُہ اپنی بھیڑوں کی باتیں کرتا رہا اور کہنے لگا "میرے پاس اَور برّے بھی ہیں۔" اس کا کوئی جواب نہ سمجھ میں آنے پر میں نے دوستانے کے طور پر کہا "مجھے یقین ہے کہ تُم ایک اچھے گڈریئے ہو۔" میرے ان الفاظ پر وُہ بے حد خُوش ہُوا کیونکہ اُس

نے فوراً ہی کہا "تُم نے خُود ہی یہ کہہ دیا ہے، میں ایک اچھا گڈریا ہُوں اور ایک اچھا گڈریا ہمیشہ اپنی بھیڑوں اور برّوں کی خاطر اپنی جان قُربان کر دیا کرتا ہے۔" اپنے اس خواب میں مجھے رونے کی ایک زبردست خواہش محسُوس ہُوئی اور میں اُسے یہ پُوچھنا چاہتی تھی کہ کیا میں بھی اُس کا ایک برّہ بن سکتی ہُوں، مگر میری جُرأت نے ساتھ نہ دیا، میں نے صرف محسُوس ہی کیا کہ اُس نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ دیا، اُس وقت میں بیدار ہو گئی، لیکن بیدار ہونے کے بعد بھی مجھے اپنے سر پر اُس کے ہاتھ کا احساس تھا۔ یہ ایک اچھا خواب تھا، بہترین خواب جو میں نے اپنی زندگی میں دیکھا ہے، چنانچہ میں نے اُسے کبھی نہ بھُول سکنے کی خاطر اپنے ذہن پر محفُوظ طریقے سے نقش کر لیا اور دوبارہ سو گئی اَور بہُت دیر تک سوتی رہی۔ اُس لمحہ سے مجھے بدخوابی کا کوئی دورہ نہیں ہُوا، میں یہ سمجھی ہُوں کہ اُس نے مجھے اِس شرط پر شفا دے دی ہے کہ اَب پنطُس اُس کے پیرووُں کو کوئی ایذا نہیں پہنچائے گا۔"

کلودیہ پروکلا کسی نوعُمر لڑکی کی طرح کھلکھلا اُٹھی، پھر یکایک شرماتے ہُوئے اُس نے اپنا ہاتھ اپنے مُنہ پر رکھ لیا۔ "یہ وعدہ بہُت آسانی سے کیا جا سکتا تھا" وُہ کہنے لگی "ناصری کے پیرووُں کو ایذا دینے کے لئے اب پنطُس کے پاس کوئی معقُول وجہ نہیں، بلکہ اگر وُہ لوگ کبھی اپنا ایک علیحدہ فرقہ قائم کر لیں تو اُس سے خُود یہودیوں کے درمیان افتراق ہی پیدا ہوگا جو رُومی حکمتِ عملی کے عین مُطابق ہوگا۔ خواب صرف خواب ہُوا کرتے ہیں، اَور اگر اُس نے برّوں کا ذکر کیا تھا تو اُس لئے کہ میں نے یہ سُن رکھا ہے کہ وُہ زندگی میں اپنے وعظ میں اکثر ایسی ہی باتیں کیا کرتا تھا، بہرحال وُہ ایک بہُت ہی صاف اَور غیر مبہم خواب تھا اَور وُہ میں نے عین اُسی شب دیکھا جب تُم اِس لڑکی کے ساتھ وہاں پہاڑ پر تھے اَور سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ میں اپنی بدخوابی کے موذی مرض سے کُلّی نجات پا چکی ہُوں۔"

"بلاشُبہ" اُس نے بات جاری رکھی "ہیرودیس کا طبیب مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش کرتا ہے کہ میری شفایابی دراصل یہاں کے گندھک والے پانی کے غُسل اَور اُس کے علاج معالجہ کا نتیجہ ہے۔ قدُرتی طور پر میں اُسے دل برداشتہ کرنا پسند نہیں کرتی، اَور معمُول کے مُطابق اُسے انعام واکرام ضرور دُوں گی، تاہم ساتھ ہی میرا اپنا یہ یقین ہے جس پر تُم چاہو تو بے شک ہنس بھی لو، کہ یسُوع ناصری نے مُجھ پر رحم کرتے ہُوئے خواب میں

ہی مجھے شفا دے دی کیونکہ میں نے اُس کے بارے میں بہت غور و فکر سے کام لیا ہے اور اُسی کی خاطر بُرے خوابوں کا شکار بنی رہی ہُوں۔"

پھر اُس نے بڑے فتحمندانہ انداز میں کہا "چنانچہ پہاڑ پر تُم نے خواہ کسی کو بھی دیکھا ہو، لیکن مَیں نے اپنے خواب میں یسُوع ناصری کو ضرور دیکھ لیا ہے تاہم یوآنہ کا یہ ایمان ہے کہ اُس نے جسے پہاڑ پر دیکھا تھا وُہ واقعی یسُوع ناصری ہی تھا، اور مَیں اُس کے الفاظ پر شک نہیں کرتی۔"

اُس کے خواب کے بارے میں غور کرنے پر مَیں مارے خُوشی کے کانپنے لگا اور مَیں نے بہت اشتیاق کے ساتھ اُسے پُوچھا "کیا واقعی اُس نے تُمہیں یہ بتایا تھا کہ اُس کے اور بھی بڑے ہیں؛ اگر یہ سچ ہے تو پھر اُس نے اپنی زندگی گویا اُن کے لئے بھی قربان کی، مارتہ بنا؛ سُنا تُم نے، اُس کی نظروں میں ہم اجنبی نہیں ہیں۔"

کلودیہ پروکلا یک لخت زور سے ہنس پڑی اور کہنے لگی "نہیں نہیں، یہ بڑوں وغیرہ کی باتیں سب نری فضولیت ہے، مَیں یسُوع ناصری کو جانتی ہُوں اور اِس بات پر بڑا مضبُوط یقین رکھتی ہُوں کہ وُہ پھر زندہ ہُوا ہے اور خُدا کا بیٹا ہے۔ یوآنہ نے مجھے ضرورت کے وقت اُس سے دُعا مانگنے کا طریقہ سکھا دیا ہے اور میرا ارادہ ہے کہ اپنی حیثیت کو کوئی زک پہنچانے کی حد تک پہنچے بغیر خُفیہ طور پر مَیں اُس کے احکام پر تھوڑا بہت عمل کرنے کی کوشش ضرور کرُونگی لیکن مجھے بہر طور دانشِ قیصر کے حضور تو قربانی دینا ہی پڑے گی خواہ رُوم کے دیگر دیوتاؤں کی مَیں کوئی پرواہ نہ کروں لیکن میرے لئے تو سب سے مُشکل مسئلہ یہ ہے کہ مَیں پنطُس پیلاطُس کو یہ معاملہ کس حد تک بتاؤں۔ وُہ ایک ٹھوس دماغ کا انسان ہے جس نے قانون کا گہرا مطالعہ کر رکھا ہے، اور معجزوں میں یقین کرنے والا شخص نہیں ہے۔"

"میرا خیال ہے" مَیں نے کچھ ہچکچاہٹ سے کہا "بہتر یہی ہوگا کہ اُس کے ساتھ تُم یسُوع ناصری کے متعلق کم سے کم بات کرو، یہ سارا معاملہ درحقیقت اُس کی دُکھتی ہُوئی رگ ہے اور اُس کے احساسِ انصاف کو سخت ٹھیس پہنچاتا ہے۔ اگر تُم نے اُسے اِس کی یاددہانی کروائی تو وُہ پریشان ہی ہوگا۔"

"یہ جاننا بے حد مُشکل ہے کہ وُہ خُود کیا خیال رکھتا ہے" کلودیہ پروکلا نے کہا "ایک رُومی حاکم ہونے کی بنا پر اُسے اپنے جذبات چھپانے کی اس قدر مشق ہے کہ بعض اوقات

تو مَیں اِس شک میں مُبتلا ہو کر رہ جاتی ہُوں کہ آیا وُہ جذبات دراصل رکھتا بھی ہے یا نہیں، وُہ بُرا انسان نہیں ہے۔ یہُودیہ کی تقدیر میں اُس سے بدتر گورنر بھی ہو سکتا تھا، اُسے چور اور ڈاکو کہنا غلط تھا، لیکن یہ ہنگامہ پرور باتیں بہر حال اِن یہُودیوں کا معمُول ہوتی ہیں، تُم غالباً ٹھیک ہی کہتے ہو، جب تک وُہ پُوچھے گا نہیں مَیں اُسے کچھ نہ بتاؤں گی۔"

"خیر، تو اب اس کے علاوہ اور کچھ باتیں بھی تو کریں" اُس نے مجھے پُوری توجہ سے دیکھتے ہُوئے کہا۔ "تُمہاری مُنڈی ہُوئی داڑھی اور تُمہارا یہ مہذب لباس دیکھ کر مَیں بہت خُوش ہُوئی ہُوں۔ پہاڑ پر تُمہارا اُس سے ملنا مفید ثابت ہُوا ہے۔ مَیں تُمہارے متعلق سخت پریشان ہو چُکی تھی اور مُجھے خطرہ لاحق تھا کہ یہُودیوں نے تُمہارا دماغ خراب کر دیا ہے۔ اُن دنوں تُم اس قدر گُم اور مست نظر آ رہے تھے کہ جس طبیب سے تُم یہاں ایک مرتبہ ملے تھے، اُس نے بعد میں مُجھے پُوچھا تھا کہ تُمہیں کیا تکلیف ہے، کیا اب تُمہارا فوراً ہی رُوم واپس جانا مناسب نہ رہے گا؟ بایا میں آجکل گلاب کے پھُول کھل رہے ہوں گے، وہاں سے کاپری کا فاصلہ بھی کوئی ایسا زیادہ نہیں، اور وہاں سے اگر تُم وقتاً فوقتاً قیصر کی صحت کے متعلق صحیح اور مفصّل خبریں بھیجتے رہا کرو تو شاید یہاں مشرق میں متعین تُمہارا کوئی دوست اُس کے عوض میں تُمہارے شُکرانے کے طور پر تُمہارے لئے یہاں یا وہاں کچھ عملی طور پر کر سکے۔ آج کل چُونکہ شہنشاہ کی صحت کے متعلق کسی بھی انداز میں لکھنا بہت مخدوش ہے اس لئے تمام اِطلاعات پہلے سے ہی مقرر کئے ہُوئے خُفیہ الفاظ اور اشاروں میں بھیجنا ضروری ہیں۔"

اُس نے اپنا سر ایک جانب جُھکاتے ہُوئے مارتہ بنا کی طرف دیکھا اور جو اُسے نظر آیا وُہ غالباً اُسے پسند نہ تھا، کیونکہ اپنے دُبلے سے کندھوں کو جھٹکا کر اُس نے کہا "ایک سال کی جلا وطنی کو کسی حد سے زیادہ مشتاق عاشق کو بھی ٹھنڈا کر دینے کے لئے کافی ثبوت ہونا چاہیئے، اس لئے میرا خیال ہے کہ اب تُم ایک بار پھر طُولیا کی پسند کے مُطابق بن چکے ہو، میرے پاس یہ یقین کرنے کی وجُوہ ہیں کہ اِس عرصہ میں اُس نے اپنی پہلی شادی منسُوخ کر کے دُوسری شادی کر لی ہے لٰہذا تُم خاموشی اور امن کے ساتھ اپنا معاشقہ دوبارہ جاری کر سکو گے۔ رُوم میں اب کوئی تُمہاری جان کا لاگو نہیں ہے اور غالباً وُہ تُمہیں اِسی بات کا یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہے۔"

وُہ یقیناً درُست کہہ رہی ہوگی۔ رُوم میں اَب مُجھے کوئی خطرہ نہ تھا، میرے دل میں سے درد کی ایک ہلکی سی لہر اُٹھی۔ تُمہاری وجہ سے نہیں، طُولیا! بلکہ میری اپنی حد سے زیادہ شرمناک خُود پسندی پر، جس نے ترغیب دے کر مُجھے یہ یقین کر لینے پہ مجبُور کیا تھا کہ تُم میرے تعاقب میں سکندریہ ضرُور آؤ گی۔

"میرا یقین ہے کہ اب مَیں کبھی رُوم واپس نہ جاؤں گا" مَیں نے تلخی سے کہا "گلاب کے پھُولوں کا تصوّر ہی مُجھے طیش دِلا دیتا ہے۔"

"تو پھر کم از کم کبھی قیصریہ ہی آؤ" کلودیہ پروکلا نے مُجھے دعوت دی "یہ ایک جدید اور مہذّب شہر ہے اُور ہیرودیس کے تبریاس سے بدرجہا بڑھ کر شاندار ہے۔ وہاں سے تُم جہاں کے لئے بھی چاہو جہاز پکڑ سکتے ہو؛ ممکن ہے وہاں تُمہیں اپنی زندگی سے کوئی بہتر کام لینے کے بارے میں کُچھ مناسب مشورہ ہی مل سکے، خُوبصُورت یہُودی عورتیں اَور چھوٹی چھوٹی یُونانی لڑکیاں ایک رُومی کے لئے بالآخر ناکافی ثابت ہُوا کرتی ہیں۔"

سب کو متعجّب کرتے ہُوئے مارتینا سکُون سے اپنے پاؤں پر کھڑی ہوگئی، پہلے اُس نے اپنی عزّت افزائی پر نہایت مؤدّبانہ جُھک کر کلودیہ پروکلا کا شُکریہ ادا کیا، پھر اُسی سکُون کے ساتھ میری طرف پلٹ کر اُس نے پہلے میرے ایک رُخسار پر، پھر دُوسرے رُخسار پر پُورے زور سے تھپّڑ رسید کئے اَور میرا ہاتھ پکڑتے ہُوئے مُجھے کھینچ کر دروازے کی طرف لے گئی۔ وہاں اُس نے پلٹ کر کہا "معزّز کلودیہ پروکلا! تُم اس بات کا کوئی فکر نہ کرو کہ مرقس کہاں جاتا، اَور اپنی زندگی سے کیا کام لیتا ہے۔ مَیں مارتینا، خُود ہی یہ احتیاط رکھّوں گی کہ یہ بدّھو اپنے راستہ سے بھٹکنے نہ پائے۔"

گیارہواں مکتُوب

مرقس میزنشس مینی لیانس کی طرف سے سابقہ مرقس کو سلام۔

میرا پچھلا خط منقطع ہوگیا تھا اَور اَب مَیں اُسے مکمل بھی نہ کروں گا اَور یہ خط مَیں طُولیا کے نام نہیں لکھ رہا، کیونکہ ایسا کرنا بے معنی ہوگا۔ پہلے خطُوط لکھتے وقت بھی مَیں اپنے دِل کی گہرائیوں میں یہ محسُوس کرتا۔ ہاں ہُوں کہ وُہ سب دراصل اُس کے لئے نہ تھے، اب تو اُس کا نام ہی ایک ایسی اذیّت ہے جس کی وجہ سے میرا ماضی خُود میرے لئے قابلِ نفرت بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مارتینا کی خاطر بھی مَیں یہ خط طُولیا کے نام نہیں لکھنا چاہتا۔

چنانچہ مَیں اپنے سابقہ کردار کو ہی سلام کر رہا ہُوں تاکہ برسوں گذر جانے پر بھی مَیں اگر اِن ایّام میں پیش آنے والے واقعات کی یاد تازہ کرنا چاہُوں تو بآسانی ایسا کر سکُوں۔ وقت اَور فاصلہ، واقعات کو مبہم اَور حافظے کو دُھندلا کر دیا کرتے ہیں جس کی وجہ سے انسان اپنی تمام تر نیک خواہشات کے باوصف ماضی کو یاد کرتے وقت اکثر و بیشتر غلطی کر جاتا ہے۔ مُجھے تو یہ خطُوط سُپردِ قلم کرنے کے دوران ہی یہ تکلیف دہ احساس رہا ہے کہ مَیں کہیں کوئی غلطی یا مبالغہ نہ کر جاؤں یا محض خُوش فہمی سے ہی کوئی من گھڑت بات نہ کہُوں، اگر کسی مقام پہ ایسا ہُوا ہے تو وُہ یقیناً غیر ارادی ہے۔ قابلِ اعتماد گواہ بھی جب کسی عدالت میں ایک ہی چیز کے بارے میں اپنے اپنے بیان حلفیہ دیتے ہیں تو اُن کی شہادتوں میں بھی تضاد عین ممکن ہُوا کرتا ہے۔

میرے لئے یہ سب کُچھ تحریر میں محفُوظ کر لینا اس لئے بھی زیادہ ضروری ہوگیا ہے کہ مُجھے بات کرنے کی قطعی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اُس کی بادشاہت کے متعلق مَیں اِس سے بڑی شہادت اَور کیا دے سکتا ہُوں کہ مَیں نے اُسے اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے دیکھا اَور پھر بلا کسی شک و شبہ کے دوبارہ زِندہ ہوتے دیکھا، لیکن مُجھے یہ بتانے کی اجازت بھی نہیں ہے کیونکہ نہ تو مَیں یہُودی ہُوں اَور نہ ہی مختُون، للٰہذا اگر اَور کوئی شخص جو بادشاہت کے بھید کا بہتر عِلم رکھتا ہو، ان تمام باتوں کے متعلق مُجھ سے مُختلف بیان دے تو مَیں بلا تامّل تسلیم کر

لُوں گا، کہ وُہ بہر حال ٹھیک کہتا ہے اَور مُجھ سے بہتر عِلم کا مالک ہے۔ میرا یہ دستاویزی ثبوت تو محض میری اپنی ہی ضرورت پُوری کرنے کے قابل ہے تاکہ اگر مَیں کبھی واقعی بڑھاپے کی عُمر تک پہنچوں اَور اُس عالم میں ان واقعات کی یاد تازہ کرنا چاہُوں تو کوئی غلطی نہ کھاؤں، یہی وجہ ہے کہ مَیں نے اپنی تحریر میں جابجا بے شمار ایسی معمُولی اَور بظاہر فروعی باتیں شامل کر دی ہیں جو ممکن ہے دُوسروں کے لئے قطعی غیر متعلقہ اَور بے معنی ہوں مگر میرے نزدیک وُہ سب اہم ہیں، چنانچہ مَیں اپنا بیان اُسی انداز میں جاری رکھوں گا، اَور میرے گُذر جانے کے بعد میری یہ تحریریں زبانِ حال سے پکاریں گی کہ گو ہم نے اپنے حافظے میں اکثر قطعی غیر دلچسپ اَور غیر ضروری چیزوں کو انتہائی باریک بینی کے ساتھ محفُوظ کر رکھا ہے تاہم ہمارے اندر وُہ سب کُچھ بھی موجُود ہے جو بے حد اہم ہے۔ ر لکھتے وقت مَیں اپنے ذہن کو بالکل عُریاں کر دینے کی کوشش کیا کرتا ہُوں، کیونکہ اپنی فطرت کا مطالعہ کرنے سے مَیں یہ سمجھ چُکا ہُوں کہ مَیں ایک غیر سنجیدہ انسان ہُوں جسے ہمیشہ نئی سے نئی باتیں سُننے کا خبط رہتا ہے۔ مُجھ میں ثابت قدمی کا فقدان ہے۔ مَیں خُود پسند، خُود غرض اَور جسم کا غلام ہُوں اَور بقول ماٹرینا کے مُجھ میں کوئی قابلِ فخر بات سرے سے ہے ہی نہیں، چنانچہ اِس وجہ سے بھی میرے لئے یہ مفید ہے کہ مَیں سب کُچھ لکھ دُوں تاکہ مستقبل میں مَیں کہیں بے پرواہی اَور آسُودگی کا شکار بن کر نہ رہ جاؤں۔ مُجھے خاموش رہنے کا حُکم ملا ہے، مَیں اِس کے جواز کا معترف ہُوں اَور میرا سرِ تسلیم خم ہے۔ مَیں واقعی استقلال سے محرُوم ہُوں، مَیں اُس پانی کی مانند ہُوں جو ایک سے دُوسرے اَور دُوسرے سے تیسرے برتن میں ڈالے جانے پر ہر نئے برتن کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ کاش مَیں کم از کم صاف و شفاف ہی رہ سکوں! لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ بالآخر سارا پانی گدلا ہو کر متعفن ہو جایا کرتا ہے، سو کسی روز، جب مَیں محض گندے پانی کا ایک جوہڑ بن چُکا ہُوں گا، تو یہ سب تحریریں دوبارہ پڑھوں گا اَور کم از کم اِس یاد سے ہی لُطف اندوز ہو جاؤں گا کہ ایک بار مُجھے بھی اُس کی بادشاہت کا وجُود محسُوس کرنے کی اجازت ملی تھی۔

ایسا آخر کیوں ہے کہ مُجھے ایک غیر ملکی کو، اُسے دوبارہ زندہ ہوتے دیکھنا اَور اُس کی بادشاہت کے وجُود کا تجربہ کرنا نصیب ہو گیا؟ یہ مَیں نہیں جانتا، تاہم ابھی تک مُجھے یہ یقین ہے کہ یہ تمام باتیں بلا کسی مقصد کے عمل پذیر نہیں ہُوئیں، لیکن مُجھے اِس کے ساتھ ہی یہ علم اَور احساس بھی ہے کہ وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ میرا یہ یقین، یہ ایمان، بتدریج ریزہ ریزہ ہو کر بالآخر ختم ہو جائے گا۔ تاہم قطع نظر اِس امر کے کہ مَیں اپنی کمزوریوں کی وجہ سے کتنا ہی

ذلیل و خوار کیوں نہ ہو جاؤں، تشکیک اَور تن پروری کے اِس دَور میں جھیل کے ساحل پر اُس گوشہ نشین مچھیرے کی پیش گوئی میرے لئے بے حد عزیز اَور بیش قیمت ثابت ہُوئی ہے۔ ایسی بات کبھی کیونکر وقوع میں آسکتی ہے؟ یہ میری فہم سے بالاتر ہے۔ یہ محض اُمید کی ایک کرن، ایک جھلک سے زیادہ نہیں، کیونکہ دُنیا آخر اُمید پر ہی تو قائم ہے۔ اِس کے بغیر انسان کے لئے زندہ رہنا انتہائی دِقّت طلب ہے۔ دُوسرے لوگ ضرُورت سے بھی بڑھ کر دولتمند ہیں، اَور ان کے مقابلہ پر مَیں واقعی غریب ہُوں، تاہم میرے پاس ماٹرینا ہے۔ شاید وُہ مُجھے اسی لئے دے دی گئی ہے کہ وُہ میری اُمید کا ایک سہارا بنی رہے۔ میری اُس ثابت قدمی کی جگہ پُر کر دے جس سے یکسر محروم ہُوں۔ ماٹرینا کہتی ہے کہ مَیں اس لئے اُس کی تحویل میں دے دیا گیا ہُوں کہ وُہ میری پاسبانی کرے۔ میرے لئے اُس سے کوئی بہتر گڈریا میسّر نہ آسکتا تھا، اَور ایسی پاسبانی کے لئے واقعی صد درجہ استقلال کی ضرُورت ہُوا کرتی ہے۔ مَیں یروشلیم میں بیٹھا یہ سب لکھ رہا ہُوں، جہاں وُہ اچانک مُجھے کھینچ کر لے آئی ہے، لیکن اُسی کی خاطر مَیں اب اپنی تحریر کو ایک بار پھر واپس تبریاس کی غسل گاہوں میں لئے چلتا ہُوں۔

یہ لکھنے کے وقت تک ہم چُونکہ بے حد مسرور و شاداں ہو گئے تھے، اس لئے اب مُجھے یاد نہیں پڑتا کہ آخر ہمارے جھگڑے کی اصل وجہ کیا تھی؟ ممکن ہے کلودیہ پروکلا ہی اِس کی وجہ ہو۔ بہر حال ماٹرینا غُصّہ میں آپے سے باہر ہو چُکی تھی، وُہ میرے کانوں پر تھپّڑ مارتی ہُوئی مُجھے کلودیہ کے گھر سے باہر کھینچ لائی۔ مُجھے اتنا یاد ہے کہ جب ہم واپس اپنے کمرے میں پہنچے تو اُس نے مُجھے یہ کہا تھا کہ جُوں جُوں وُہ عالی مرتبہ خواتین کو دیکھتی ہے اُسی قدر اِس بات میں اُس کی خُود اعتمادی بڑھتی جاتی ہے کہ وُہ خُود اپنے میں کسی تبدیلی کرنے کی بجائے اپنی موجُودہ حالت ہی میں اُن سب سے بہتر ہے اَور پھر وُہ بے فائدہ اپنے پُرانے کپڑے اِدھر اُدھر تلاش کرتی پھری تاکہ بلا تاخیر مُجھ سے علیحدہ ہو جائے۔ اُس نے میرے لئے ایسے ڈسنے والے الفاظ استعمال کئے تھے جو شاید صرف طُوطیا ہی کبھی اپنے بدترین لمحات میں کہہ سکتی ہو، اور میرے جذبات کو سخت ٹھیس پہنچی تھی، اس لئے مَیں نے اُسے روکنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ اُس نے میری تنگدلی کا جامہ چاک کر دیا، اُس نے یہاں تک کہا کہ مَیں کلودیہ پروکلا کی یاوہ گوئی پر کان دھر کر یسُوع ناصری سے غدّاری کا مرتکب ہُوا ہُوں۔ اُس نے یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ کلودیہ کو کبھی ایسا خواب نظر آسکتا ہے۔ اُس نے مُجھے سخت ہراساں کر دیا، حالانکہ وُہ اس سے پہلے ہمیشہ بہت خاموش اَور صابر رہا کرتی تھی۔

اُس نے کچھ اِس وضاحت اور کینہ توزی کے ساتھ میرے تمام عیوب ایک ایک کر کے گنائے کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اُس پر کسی خبیث رُوح نے قبضہ کر لیا ہے۔ ورنہ وُہ اِس قدر بصیرت مندی اور صحت کے ساتھ کیونکہ میرے متعلق وُہ سب باتیں کر سکتی تھی جن کا اُنہیں کوئی علم ہی نہ ہونا چاہیئے تھا، مختصراً یہ کہ اُس نے مجھے اِس قدر مکمل طور پر نوچا کہ میری کھال پر کوئی پر و بال نہ رہا اور جو کچھ بھی اُس نے میرے متعلق کہا، اس میں اتنی سچائی تھی کہ میں خاموشی سے سُننے پر مجبور تھا مگر دل میں یہ عہد کرتا جا رہا تھا کہ اب کبھی اُس کے ساتھ کلام نہ کروں گا۔

آخر کار اُس کا غصّہ قدرے ٹھنڈا ہُوا اور وُہ دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام کر بیٹھی اور سامنے خلا میں ہی ٹکٹکی باندھے کہنے لگی "تو یہ ہے وُہ سب کچھ جو دراصل تُم ہو۔ اب سے پہلے کبھی میں تُم سے علیحدہ ہونے کے متعلق سوچ چکی ہُوں، تُم درحقیقت اِس کے مستحق بھی ہو، لیکن میں صرف یسُوع ناصری کی خاطر تمہیں چھوڑ نہیں سکتی، کیونکہ وُہی تو تھا، جس نے تمہیں میرے گلے کا ہار بنا دیا۔ بلاشُبہ تُم اِس دُنیا میں بھیڑیوں کے غول میں ایک بھیڑ کی مانند ہو، تُم اپنے آپکو کسی دُشمن سے محفُوظ نہیں رکھ سکتے، کوئی بھی شخص اگر چاہے تو ایک لمحہ بھر میں ہی تُمہیں اپنی اُنگلی کے گرد لپیٹ سکتا ہے اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ تُم اُس طُوبیا نام کی کسی فاحشہ کی یاد میں اپنی زبان سے اپنے ہونٹ چاٹنے لگو، یا عیاشیوں میں اپنی صحت برباد کرتے پھرو، اور وُہ سونے کا چھلّا اپنے انگوٹھے سے اُتار دو۔"

پھر کھڑے ہوتے ہُوئے ناک بھوں چڑھا کر وُہ کہنے لگی "تُمہارے پاس سے سکندریہ کے بدکار رونڈوں کی سی بُو آ رہی ہے۔ مُجھے تُمہارے یہ بال اُس وقت زیادہ اچھے لگتے تھے جب یہ گھاس پھُوس سے اَٹے ہُوئے اور بے ترتیب تھے۔ اگر میں نے تمہارے ساتھ گلیل کے میدانوں میں سفر کر کے یہ نہ دیکھ لیا ہوتا کہ تُم بخُوشی اپنے ماتھے کا پسینہ پُونچھتے اور پاؤں کے زخموں کی کوئی شکایت کئے بغیر دُھول پھانک سکتے ہو تو میں واقعی تمہیں کبھی کا چھوڑ گئی ہوتی۔"

اِس انداز سے وُہ غصّہ میں مُجھ پر گرجتی برستی رہی، حتّٰی کہ اُس کے الفاظ کا ذخیرہ ختم ہو گیا، میں فروتنی سے کوئی جواب دینے کو تیار نہ تھا۔ میں اُس کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کر رہا تھا کیونکہ اُس نے میرے متعلق جو کچھ بھی کہا تھا وُہ زیادہ تر حقیقت پر مبنی تھا۔ میں وُہ سب یہاں دہرانا فضُول سمجھتا ہُوں کیونکہ میری تمام کمزوریاں میری تحریر سے ہی چھلک رہی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ میں اب تک اُن سے آگاہ نہ تھا۔

آخر کار اُس نے کہا "اب ذرا تنہائی میں بیٹھ کر غور کرنا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وُہ سچ ہے یا محض مبالغہ آرائی۔ میں اب تُمہارے کمرے میں نہ رہُوں گی۔" اور وُہ دروازہ اتنے زور سے بند کرتی ہُوئی چلی گئی کہ پُوری عمارت گونج اُٹھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک حواس باختہ سا ملازم اُس کا سامان لینے آ گیا، لیکن مجھے مارتینا کے متعلق کوئی فکر ہرگز نہ تھا کیونکہ مُجھے معلوم تھا کہ سرائے کے مالک نے اُسے کلودیہ پرو کلا کے پاس جاتے دیکھا ہُوا تھا اس لئے وُہ بلا تکلف اُسے علیحدہ کمرہ مہیا کر دے گا۔

جب میں مارتینا کی سب باتوں پر غور کر چُکا تو میں واقعی ایک ٹُوٹا ہُوا مُہرہ تھا، پھر میں نے بیٹھ کر تمام حالات کو قلمبند کرنا شروع کر دیا، اور اُس کے متعلق ہر ممکن غیر جانبداری کو محفوظ رکھا اور ہر کوشش کی کہ اپنی ذاتی تلخی کو اِس دستاویز میں شامل نہ کروُں۔ میں اپنے اُس بند کمرے کے اندر، پردوں کی اوٹ میں بیٹھا لگاتار کئی دن لکھتا رہا۔ میں نے ملازموں کو حُکم دے دیا کہ میرا کھانا وہیں پہنچا دیا کریں۔ مارتینا میرے پاس ایک مرتبہ مجھے یہ بتانے آئی کہ وُہ اپنے بھائی کی قبر کے لئے کتبہ کا پتھر خریدنے کی غرض سے ریتیر پاس شہر کو جاری ہے اور دُوسری مرتبہ وُہ مجھے یہ اطلاع دینے آئی کہ ناتھان خچرّوں سمیت آ کر میرا منتظر ہے، لیکن میں نے اُس کے لئے اپنا دِل سخت کر رکھا تھا اس لئے اُسے کوئی جواب نہ دیتا بلکہ محض اشارے سے یہ سمجھا دیتا رہا کہ جب تک میں لکھنے میں مصرُوف ہُوں، میں کوئی مداخلت پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ اُس کے بعد مارتینا کہیں جانے کے لئے مُجھ سے اجازت طلب کرنے نہ آئی، یہ مجھے صرف بعد میں معلوم ہُوا کہ ایک بار وُہ مریم مگدلینی کے پاس جا چُکی ہے، اور ایک بار ناتھان کے ہمراہ کفرنحوم بھی ہو آئی ہے۔ میں لکھنے میں اس قدر محو تھا کہ مُجھے دنوں کا شمار بھی یاد نہ رہا، وقت میرے نزدیک اتنا بے معنی ہو چُکا تھا کہ اگر کبھی رات کو مجھے نیند نہ آتی تو میں تب بھی بیٹھ کر لکھنا شرُوع کر دیتا تھا، بالآخر بتدریج میری باطنی تلخی کم ہونا شرُوع ہُوئی اور سوتے وقت یا جاگتے وقت میں پھر مارتینا اور اُس کی کہی ہُوئی باتوں کے متعلق سوچنے لگا۔ پھر میں نے محسُوس کیا کہ واقعی اب وقت تھا کہ کوئی نہ کوئی میرے متعلق صحیح حقائق مُجھے بتا کر جھنجھوڑ دے چنانچہ اِس خیال سے کبھی کبھی میرا دِل عجز و سکون سے لبریز ہو جاتا لیکن پھر جلد ہی میں اپنے تکبّر و احساسِ برتری کا شکار ہو کر رہ جاتا۔

آخر کار ایک روز میں نے مارتینا کے کمرے میں داخل ہونے کی آہٹ سُنی۔ مجھے احساس ہُوا کہ وُہ مُجھے سویا ہُوا جان کر میری طرف دیکھ رہی ہے۔ پھر میں نے محسُوس کیا کہ اُس نے محبّت کے

ساتھ ہونے سے میرے بالوں کو تھپکی دی، اُس کے اُس ایک لمس کے ساتھ ہی اچانک میری گمشدہ مسرت مجھے واپس مل گئی اور میں اتنا عرصہ اپنا دل سخت کئے رکھنے پر نادم ہونے لگا، لیکن میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ میرے جاگنے پر اب وہ میرے ساتھ کیا رویہ اختیار کرے گی، اس لئے میں نے کروٹ لی اور آہستہ آہستہ بیدار ہونے کا بہانہ کرنے لگا، اور جب بالآخر میں نے اپنی آنکھیں کھول دیں تو وہ بل کھاتے ہوئے ذرا پیچھے ہٹ گئی اور درشتی سے لہجہ میں بولی "بلاشبہ تم نے اپنے آپ کو خاموشی کے لئے وقف کر کے بہت اچھا کام کیا ہے مرقس، کیونکہ یوں تم کم از کم احمقانہ گفتگو کرنے اور کسی کو دُکھ پہنچانے سے تو بچے ہوئے ہو، خواہ اس مقصد کے لئے تمہیں اپنے کاغذوں کے پلندوں پر کتنی ہی روشنائی کیوں نہ بکھیرنی پڑے۔ لیکن اب تمہیں اُٹھنا ہی پڑے گا کیونکہ چالیس دن عنقریب ختم ہونے کو ہیں اور ہمیں یروشلیم جانا ہو گا، نیچے ناتھان خچروں سمیت منتظر کھڑا ہے، للہٰذا اپنا سب سامان سمیٹو، سرائے کا حساب چکاؤ اور روانگی پکڑو، تم سڑک پر بھی باآسانی اُسی قدر رُوٹھے ہوئے رہ سکتے ہو، جتنے یہاں اپنے اِن پردوں کے پیچھے ہو۔"

"مائرینا" میں نے کہا "میں اپنے رویّہ کی تم سے معافی چاہتا ہوں مجھے اُن تمام کینہ توزانہ باتوں پر بھی معاف کر دو جو میں اپنی اس خاموشی کے دوران تمہارے بارے میں سوچتا رہا ہوں لیکن یروشلیم میں میرا کیا کام ہے؟ میرا خیال ہے کہ میں تمہیں یہ اجازت بہر طور نہیں دے سکتا کہ تم اپنی ہی مرضی کے مطابق میری آمد و رفت کے بارے میں بھی مجھے احکام جاری کرنے لگو۔"

"یہ بات بھی ہم سڑک پر ہی طے کر سکتے ہیں" مائرینا نے کہا "یہودیوں کا عَلم لہرانے کا تہوار سر پر ہے اور بہت لوگ اب تک یروشلیم کو روانہ ہو چکے ہیں، اس لئے ہمیں بھی دیر نہ کرنا چاہیئے۔"

اُس کا ارادہ میرے لئے تعجب خیز نہ تھا، لکھنے کے دوران ہی میرے دل میں یہ جاننے کی خواہش کروٹیں لینے لگی تھی کہ یروشلیم میں یسوع کے حواریوں پر کیا گزرے گی؟ میں خود بھی اس اچانک روانگی کے خلاف نہ تھا کیونکہ اب تک میں اپنی خاموشی اور لکھائی سے تھک چکا تھا، مائرینا کی طرف دیکھتے ہوئے میں اپنی مسرت کو مزید ضبط نہ کر سکا، اور اپنے بازو اُس کی گردن میں ڈالتے ہوئے اُس سے لپٹ گیا، پھر اُس کے رخساروں کو بوسہ دے کر کہا "تم جتنا چاہو ناراضگی سے بولو، لیکن میرا یقین یہی ہے کہ تم میری بھلائی چاہتی ہو، ابھی ابھی جب تم نے مجھے سویا ہوا سمجھ کر میرے بالوں پر ہاتھ پھیرا تھا تو میری کھوئی ہوئی خوشی مجھے واپس مل گئی تھی۔"

پہلے تو مائرینا تصنع کے ساتھ مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش کرتی رہی کہ میں نے خواب دیکھا

ہو گا، لیکن بالآخر وہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئی اور اُس نے مجھے بوسہ دیتے ہوئے کہا "یہ ٹھیک ہے کہ میں نے نہایت تلخ انداز میں تمہارے ساتھ وہ سب باتیں کی تھیں، لیکن مجھے بہر حال کسی نہ کسی طور اپنے خیالات کا اظہار تم پر کرنا ضروری تھا، تم جیسے بھی ہو میں تمہیں پسند کرتی ہوں بشرطیکہ تم یہ نہ بھولو کہ تم جو بھی ہو اُس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ میں تمہیں کسی مختلف انداز میں دیکھنا بھی نہیں چاہتی، اور اگر تم مجھے اسقدر پسند نہ ہوتے تو میں تمہارے ساتھ اِس بے رحمی سے پیش بھی نہ آئی ہوتی۔ بلاشبہ تمہیں اپنی آمد و رفت پر پورا پورا اختیار ہے، بشرطیکہ اب تم فوراً ہی بلا تاخیر یروشلیم چلنے کو تیار ہو جاؤ۔"

"میں تو خود ہی یروشلیم پہنچنے کی خواہش میں جل رہا ہوں" میں نے جلدی سے کہا "کافی دیر سے یہ تصوّر میرے دل میں سُلگ رہا ہے کہ ابھی خاتمہ نہیں ہوا، ابھی کچھ اور بھی باقی ہے۔ میں بھلا اور کہاں جا سکتا ہوں؟ دُنیا میں کوئی بھی تو ایسی جگہ نہیں رہی جسے میں اپنا گھر کہہ سکوں، اور میں اِس زمین پر اسقدر اجنبی ہو کر رہ گیا ہوں کہ میرے لئے تمام ملک ایک ہی جیسے ہیں۔"

مائرینا نے میری پیشانی اور چھاتی کو چھُوا اور کہا "میں بھی تو اِس دُنیا میں محض اجنبی ہی ہوں، میرا گھر صرف اُس کی بادشاہت ہی ہے۔ گو اُس کے متعلق میرا علم بہت کم ہے، اُس نے تمہیں میرے حوالے کیا ہے، اِس لئے تمہاری کمزوری میں میں تمہاری ثابت قدمی بننا چاہتی ہوں، تمہاری دوست، تمہاری بہن، جو بھی تم پسند کرو، اور تمہارا گھر اچھے وقت میں بھی اور بُرے دنوں میں بھی۔"

میں نے اُس کی پیشانی اور سینے کو چھُو کر ایک بار پھر اُسے بوسہ دیا، پھر ہم نے جلدی جلدی سامان اکٹھا کیا۔ میں نے اپنا سفری لباس پہن لیا۔ جب میں نے اپنا حساب ادا کیا تو مجھے پہلی بار احساس ہُوا کہ مالک سرائے مجھے کسقدر قیمتی مہمان سمجھتا تھا، اگر مائرینا میری مدد کو نہ آجاتی تو اُس نے میری ساری رقم، بٹوے سمیت ہی مجھ سے بٹور لی ہوتی، اور شاید پھر بھی مطمئن نہ ہوتا۔ مائرینا نے اُس کی غلطیوں کی نشاندہی کر کر کے میری جان اُس سے چھڑوائی۔ ناتھان کو، اور اُس کے ساتھ صحن میں کھڑے ہوئے اُن جانے پہچانے خچروں کو دیکھ کر میں خوش ہو گیا اور پھر ہم کسی گفتگو کی ضرورت محسوس کئے بغیر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

اُس سفر کے بارے میں اِس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ ایک تو وادیٔ اُردن کی بے پناہ گرمی سے بچنے کی خاطر، دُوسرے گلیل کے اُن سب باشندوں سے احتراز کرنے کی

غرض سے جو اپنی فصلوں میں سے نذرانہ دینے کے لئے یروشلیم کی طرف جا رہے تھے، ہم نے سامریہ کا راستہ اختیار کر لیا۔ ایک بار پھر اُس شہر اَور ہیکل اَور صلیب کو دیکھ کر مُجھ پہ اس قدر لرزہ طاری ہُوا کہ مَیں اپنے خچّر پر سے گرنے کو ہو گیا، اس لئے اُس پر سے اُتر کر پیدل چلنے لگا۔ میرا ہر ہر عُضو کانپ رہا تھا جس پر مجُھے گمان گذرا کہ غالباً مجُھے بخار ہو گیا ہے۔ میری آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ میرے دانت کٹکٹانے لگے، مَیں صاف صاف بولنے کی بجائے ہکلانے لگا، مَیں نے محسُوس کیا جیسے ایک عظیم خوفناک سا بادل میرے اُوپر پھیل کر برق اَور گھن گرج میں تبدیل ہونے کو تیار ہے، مگر درحقیقت آسمان بالکل صاف تھا!

یہ دَورہ بہر حال جلد ہی گذر گیا، اَور جب ماریّنا نے میری پیشانی کو ہاتھ لگایا تو وُہ یخ ہو رہی تھی، لیکن مَیں دوبارہ خچّر پہ سوار ہونے کی جُرأت نہ کر سکا اَور پیدل چلنے کو ہی ترجیح دیتا رہا۔

ہم بدبُودار مچھلی دروازے میں سے شہر کے اندر داخل ہُوئے اَور جب وہاں متعیّن فوجیوں نے میری تلوار دیکھی اَور اُنہیں معلُوم ہُوا کہ مَیں ایک رُومی ہُوں، تو اُنہوں نے ہمیں بلاتعرّض گذر جانے دیا۔ اُنہیں ہمارے علاوہ اَور بھی بے شمار مسافروں کا احتساب کرنا تھا۔ شامی سوداگر کرانتھس نے بے حد مسرّت اَور گرم جوشی کے ساتھ میرا استقبال کیا، اَور مَیں بھی پھر ایک بار اُس کا وُہ باریش چہرہ اَور مکّار آنکھیں دیکھ کر بہُت خُوش ہُوا، لیکن ماریّنا کو دیکھ کر اُس نے کئی بار آنکھیں جھپکائیں، اُسے گھُور کر دیکھا اَور پھر کہا ”اُف، سفر کی صعُوبتوں نے تُمہیں کس قدر دُبلی پتلی کر دیا ہے۔ مریم بریطی! تُمہاری آنکھوں کا رنگ بھی بدل گیا ہے، یہ تُمہارے بال اَور یہ تُمہاری ناک بھی دونوں ہی کسقدر چھوٹے ہو گئے ہیں۔ گلیل تو واقعی بڑا ہی سحر انگیز علاقہ ہے اَور تُمہیں دیکھ کر تو مَیں اُن تمام عجیب وغریب قِصّے کہانیوں پر یقین کرنے کو تیار ہو گیا ہُوں جو اُس کے بارے میں بیان کی جاتی ہیں۔“

میرا خیال ہے اُس نے یہ محض مجُھے ستانے کے لئے کہا تھا، مگر ماریّنا کو ایسا مذاق پسند نہ آیا۔ اب ہمیں ناتھان سے علیحدہ ہو کر اُسے اِجازت دینا پڑی کہ وُہ اپنا راستہ اختیار کرے۔ چنانچہ اُس نے اپنا سر کھجاتے ہُوئے اُس جڑے کا حساب دینا شروع کیا جو مَیں نے آغازِ سفر میں اُس کے سپُرد کیا تھا۔ غسل گاہوں میں میری علالت کے دوران اُس نے میری خاطر خچّروں کو کفرنحوم میں مزدوری پر لگا دیا تھا، جس سے کمائی ہُوئی رقم بھی اب اُس نے پیش کی اَور اپنے لئے اپنی روزانہ مقرّرہ مزدُوری کے علاوہ کوئی مطالبہ نہ کیا۔ اُس کی خُوشنودی کے لئے مَیں نے اُس

کے کُل حساب کو من وعن تسلیم کر لیا، لیکن پھر کہا ”تم نے میری خدمت نہایت خُوش اسلُوبی سے سرانجام دی ہے۔ اَے میرے اچھّے ملازم، مَیں تُمہیں زبردستی کوئی رقم دے کر تُمہاری خُودداری کو ٹھیس لگانا اَور تُمہاری ہتک کرنا پسند نہیں کرتا، تاہم کم از کم یہ چار خچّر ضرُور لے لو تاکہ تُم انہی کی وجہ سے مجُھے یاد کر سکو۔“

ناتھان نے بڑے اشتیاق سے خچّروں کی طرف دیکھا، پھر بے چینی سے کسما کر بولا ”اپنی روزانہ کی ضرُوریات سے بڑھ کر مَیں کوئی چیز نہیں رکھنا چاہتا، مَیں نے جو کُچھ بھی تُم سے کمایا ہے اُس میں سے غریبوں کا حِصّہ نکالنے کے قابل ہو جانے پر ہی بے حد مطمئن ہُوں، کیونکہ یُوں مَیں اپنے لئے بادشاہت کے خزانے میں کُچھ جمع کر سکوں گا، مگر میری حیثیّت کے انسان کے لئے یہ چار خچّر تو ایک بہُت قیمتی جائداد ہوں گے، مَیں تو اِنہی کے فکر میں گھلتا رہا کروں گا کہ کہیں ان میں سے کوئی چوری نہ ہو جائے یا بیمار نہ پڑ جائے، جس کی وجہ سے میری توجہ اہم باتوں کی بجائے قطعی غیر ضرُوری باتوں کی طرف رہا کرے گی، اَور جس قدر مَیں ان خچّروں سے مانُوس ہوتا جاؤں گا اُتنا ہی مَیں گویا اپنے آپ کو گُم کرتا جاؤں گا۔“

اُس کے الفاظ نے مجُھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا، مَیں نے کہا ”اِن جانوروں کو لے لو، ناتھان! اِنہوں نے ایک نہایت مُبارک سفر میں بڑی مسکین وِلی کے ساتھ ہماری خدمت کی ہے، اَور اَب مَیں اِنہیں کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت کرنے کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ گلیل سے یہاں تک بے شمار لوگ پاپیادہ آئے ہوں گے، اُن میں بہُت سے بیمار مرد اَور عورتیں بھی ہونگی یہ خچّر یسُوع ناصری کے رسُولوں کی خدمت میں اپنی طرف سے بطور تحُفہ پیش کر دینا، وُہ مُقدّس لوگ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ ان جانوروں کو کیسے کمزور اَور لاچار انسانوں کی خدمت کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے اَور یقیناً ان کے لئے وُہ کوئی جھگڑا بھی نہیں کریں گے۔“

ناتھان نے میری تجویز کو پسند کرتے ہُوئے مُسکرا کر جواب دیا ”ہاں، واقعی ہمیں ان خچّروں کو اُنہی لوگوں کی خدمت پر مامُور کر دینا چاہیئے جو خُداوند کے قریب ترین ہیں، یہی بہترین ترکیب ہے۔“

تاہم وُہ اب بھی متأمّل تھا اَور بالآخر پُوچھنے لگا ”اگر مجُھے کوئی اہم خبر ملے تو کیا مَیں اگر تُمہیں اِطلاع دُوں؟“

مَیں نے اپنا سر نفی میں ہلاتے ہُوئے کہا ”نہیں، ناتھان، مَیں اب ایسی باتوں کے

بارے میں کچھ مزید معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کروں گا جن کے دروازے مجھ پر بند کر دیئے گئے ہیں، اگر میری قسمت میں ہُوا تو ہر بات کی خبر خُود بخُود مجھ تک پہنچ جائے گی، تُم میری خاطر ہرگز کوئی تکلیف نہ اُٹھانا، تُم تو اَب صرف یہ دیکھو کہ تُم اپنے لئے بادشاہت کے خزانے میں کیا جمع کر سکتے ہو۔"

یُوں ہم ایک دُوسرے سے علیحدہ ہوگئے۔ غرُوب ہوتے ہُوئے آفتاب نے آسمان کو نارنجی کر دیا اَور گو ماریٔنا میرے ساتھ تھی تاہم میرا دل بوجھل ہو رہا تھا۔ مَیں یہُودیوں کے خُوبصُورت ہیکل کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہ کر رہا تھا، اَور یُوں ہی شام کی تاریکی پھیلنے لگی، مُجھ پر ویسا ہی خوفناک سا احساس طاری ہونے لگا جیسا کہ گلیل کا سفر شرُوع کرنے سے پیشتر ہُوا تھا، وُہ عظیم شہر ایک بار پھر ایسے لوگوں سے اٹا پڑا تھا جو صرف گلیل یا یہُودیہ سے ہی نہیں بلکہ دُور و دراز تک کے ہر اُس مُلک سے آئے ہُوئے تھے جہاں یہُودی لوگ مُنتشر تھے۔

اِس ہجُوم کے باوجُود مَیں ایک عجیب سے احساسِ تنہائی میں دبا ہُوا تھا، شہر کے اُوپر آسمان پر ایک بیکراں قُوّت لرزتی معلُوم ہو رہی تھی اَور مَیں نے محسُوس کیا کہ یہ قُوّت کسی بھی لمحہ مُجھے ایک زبردست بگولے میں اُڑا کر لے جائے گی اَور مُجھے یُوں گُل کر کے رکھ دے گی جیسے طُوفان سے ایک ننھی سی چنگاری گُل ہوتی ہے! اس احساس کو بوجھ تلے دبے ہُوئے مَیں نے گھبرا کر ماریٔنا کا ہاتھ تھام لیا۔ یکایک اُس نے اپنا بازُو میری گردن میں حمائل کر دیا اَور یُوں ہم اُس تاریکی میں ڈُوبتے ہُوئے کمرے کے اندر بیٹھے رہے۔ میرا احساسِ تنہائی غائب ہو گیا نہ ہی مُجھے تنہائی کی کوئی خواہش باقی رہی۔ پھر کرانتھس شامی چراغ لے کر آیا ہمیں وہاں ایک دُوسرے کے قریب بیٹھے دیکھ کر اُس نے اپنی آواز نیچی کر لی اَور اپنی عادت اَور غالباً اپنے ارادے کے بالکل برعکس، خاموشی سے پنجوں کے بل آگے بڑھتے ہُوئے اُس نے ہمیں صرف اتنا پُوچھا کہ آیا ہم لوگ کُچھ کھانا چاہتے ہیں، لیکن ہم نے اپنے سر نفی میں ہلا دیئے کیونکہ مَیں محسُوس کر رہا تھا کہ اپنی اُس کیفیّت میں ایک نوالہ بھی میرے حلق سے نیچے نہ اُتر سکے گا۔ اُس نے بھی کوئی اصرار نہ کیا، بلکہ مطمئن ہو گیا۔ پھر وُہ دو زانو ہو کر ہمارے سامنے بیٹھ گیا اَور چراغ کی روشنی میں اپنی چمکتی ہُوئی آنکھوں سے ہمیں دیکھنے لگا۔ اُس کی نظروں میں ذرّہ برابر استہزا نہ تھا، بلکہ کسی قدر خوف اَور استعجاب تھا، اُس نے نہایت عاجزی سے پُوچھا "تُمہارا کیا حال ہے مرقس، میرے آقا! کیا ہُوا ہے؟ تُم دونوں کو کیا ہو گیا ہے؟ مَیں تُمہیں دیکھتا ہُوں تو میرے دِل

پر جیسے چھریاں سی چل جاتی ہیں۔ گو آسمان تاروں سے بھرا ہے مگر مُجھے ہَوا میں ایک گرج کا سا احساس ہے۔ مَیں جب یہاں اندر داخل ہُوا تو تُم دونوں کے چہرے اندھیرے میں چمک رہے تھے۔"

لیکن مَیں یا ماریٔنا اُسے کوئی جواب نہ دے سکے اَور وُہ تھوڑی دیر بعد اُٹھ کر سر جُھکائے باہر چلا گیا، ہم اُس رات پہلُو بہ پہلُو سوئے، رات میں مَیں کئی بار بیدار ہُوا اَور ہر بار ماریٔنا کو اپنے پہلُو میں دیکھ کر مطمئن ہوتا رہا۔ نیند میں مُجھے اُس کے لمس کی وجہ سے اُس کی قُربت کا احساس رہا، اَور مُجھے علم تھا کہ وُہ میرے قریب اپنے آپ کو قطعی محفُوظ اَور خوف سے آزاد سمجھتی ہے۔

اگلا روز یومِ سبت تھا، ہم نے ایک بُہت بڑے ہجُوم کو ہیکل کی طرف رواں دیکھا۔ لیکن خُود ہم کمرے سے باہر بالکل نہیں گئے۔ بظاہر کوئی وجہ نہ تھی کہ ہم باہر شہر میں جا کر سیر و تفریح نہ کریں، کیونکہ ہم یہُودیوں کی مانند سبت کے دن سیر و سفر نہ کرنے کے پابند نہ تھے۔ کبھی کبھی محض ایک دُوسرے کی آواز سُننے کے لئے ہی ہم آپس میں یُونہی باتیں کرنے لگتے، ماریٔنا کی زبان سے اپنا نام بار بار سُن کر مُجھے وُہ زیادہ عزیز معلُوم ہونے لگا تھا، اِسی طرح ماریٔنا بھی میرے مُنہ سے اپنا نام سُننا پسند کرتی تھی، اَور یُوں اُس یرُوشلیم میں ہم دونوں کی زندگیاں نہایت خاموشی اَور نرم روی سے یک جان ہو گئیں، جو بلاشُبہ میرے لئے باعثِ رحمت ہے کیونکہ مُجھے تنہا زندہ رہتے جانا یقیناً بُہت مُشکل ہوتا۔ جب اُس نامعلُوم مچھیرے نے مُجھے تبریاس کے تھیٹر میں جا کر ماریٔنا کو تلاش کرنے کی ہدایت کی تھی تو مُجھے اِس چیز کا صحیح احساس ہرگز نہ تھا کہ اُس نے مُجھے کتنی بڑی رحمت سے نوازا ہے۔ اُس روز ہم نے ایک دُوسرے کے ساتھ کوئی سخت کلامی نہیں کی اَور شام کو جبکہ یہُودیوں کے تہوار کا آغاز ہو رہا تھا، ہم نے اکٹھے کھانا کھایا۔

جب مَیں اگلی صُبح بیدار ہُوا تو مُجھے اپنے اندر ایک عجیب سی بے چینی کا احساس تھا۔ مَیں کمرے میں اِدھر سے اُدھر ٹہلتے رہنے پر مجبُور تھا اَور گو دن گرم ہوتا معلُوم ہو رہا تھا لیکن مَیں ٹھنڈا ہوتا جا رہا تھا اَور میرے اعضا کانپنے لگے تھے، حتیٰ کہ جب ماریٔنا نے میری پیشانی کو چھُوا اَور میرے رُخسار پر ہلکی سی تھپکی دی، تب بھی مُجھے کوئی سکون محسُوس نہ ہُوا، بلکہ مَیں نے اُسے ملامت کرنے کے انداز میں کہا "ہم آخر کیوں یرُوشلیم آگئے؟ ہمارا یہاں کیا کام ہے؟ یہ ہمارا نہیں بلکہ اُن کا شہر ہے اَور آج اُنہی کا تہوار ہے۔"

لیکن مائرینا نے جواب دیا "کیا تمہارے صبر کی یہی حد ہے! تمہیں بحیثیت ایک غیر ملکی کے اُس کے دوبارہ زندگی پالے کے گواہ کے طور پر بلایا گیا تھا، تو کیا تم اب اُس وعدے کی تکمیل کا انتظار نہیں کر سکتے جو اُن سے کیا گیا ہے، تاکہ اُس کی سچائی پر بھی تم شہادت دے سکو؛ وہ لوگ تو بارہ سال انتظار کرنے کو تیار ہیں، اور تم ایک ہی دن میں اُکتا گئے ہو۔"

"میں نہیں جانتا کہ اُن کے ساتھ کیا وعدہ کیا گیا ہے، اور آیا اُس وعدہ میں میرا بھی کچھ حصہ ہے یا نہیں؟" میں نے بے قراری سے کہا "مجھے جتنا مل چکا ہے میں اُسی پر شکر گذار ہُوں، یہ میرے لئے زندگی گذار دینے کو کافی ہے۔ میں زیادہ کی تمنا کیوں کروں، جبکہ میں پہلے ہی ایسی باتوں کا تجربہ کر چکا ہُوں جن پر بادشاہ اور شہزادے تک بھی رشک کریں؟"

لیکن میری بڑھتی ہُوئی بے چینی مجھے ساکن رہنے کی اجازت نہ دیتی تھی اور بغیر کسی پختہ ارادے کے میں نے سوچنا شروع کیا کہ مجھے انطونیہ میں جاکر عدنابر تمندار سے ملنا چاہیئے یا نثمون کرینی کو ڈھونڈھنا چاہیئے یا پھر عالم و فاضل نیکدیمس کو تلاش کرنا چاہیئے۔ آخر کار میں نے تجویز پیش کی "ہمیں اِس بند کمرے میں سے کم از کم باہر تو نکلنا چاہیئے، مجھے ارسطینوز ساہوکار کے پاس جاکر اُس کے ساتھ اپنا حساب کتاب طے کرنا چاہیئے وُہ یقیناً اپنے گھر پر ہی ہوگا، کیونکہ ایسا تہوار کاروبار کے لئے ایک بہترین موقع ہُوا کرتا ہے۔"

مائرینا کو اِس پر کوئی اعتراض نہ تھا، لیکن جب ہم گلی کے سرے پر پہنچے جہاں ایک وسیع میدان تھا تو میری بے چینی اور پریشانی میں اِس قدر اضافہ ہو چکا تھا کہ میرا سینہ پھٹ جانے کو تھا، اور یُوں معلوم ہوتا تھا گویا میری پسلیاں چٹخ کر گر جائیں گی، چنانچہ مجھے مائرینا کا اپنے ہاتھ کے ساتھ بڑی مضبوطی سے تھام کر ٹھہرتے ہُوئے ایک لمبا سانس کھینچنے کی کوشش کرنا پڑی۔ میں نے اُوپر آسمان کی طرف دیکھا جس پر ابھی تک گرد و غبار کی ایک لطیف سی چادر تھی جو سُورج کی روشنی کو سُرخی مائل کر رہی تھی اور کسی طُوفان کے کوئی آثار نہ تھے، دِن اُتنا ہی گرم تھا جتنا سال کے اُس حِصّہ میں عام طور پر ہُوا کرتا ہے۔ مجھے اپنی پریشانی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ میں نے اپنے آپ کو بہت کوشش سے سنبھالا اور مائرینا کو خوش کرنے کے لئے اُسے ہیکل میں کافروں کا احاطہ اور وہاں کے ستُونوں کی قطاریں دکھائیں جہاں ابھی کافی سویرا ہونے کے باوجُود تجارت اور تبادلۂ زر کا کاروبار بڑے زوروں پر تھا۔ ہم ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلتے گئے اور ہیکل سے نکلتے وقت میں اُسے مشرقی سمت لے گیا تاکہ اُسے

وہاں یُونان کا بنا ہُوا کانسی کا وُہ عظیم الشان دروازہ دکھا سکوں، جسے یہُودی دُنیا کے عجائبات میں شمار کرتے ہیں، مگر دیوار کے ساتھ وادی کدرون کی جانب سے گندگی کی بدبُو کا ایک بھبُوکا سا آیا، حالانکہ جب عیدِ فسح کے بعد میں وہاں گیا تھا تو وُہ جگہ صاف کی جا چکی تھی۔ چنانچہ ہم آگے بڑھنے کی بجائے واپس پلٹ کر ارسطینوز کے گھر کی جانب روانہ ہو گئے، ابھی ہم بمشکل جلسہ گاہ تک ہی پہنچے ہوں گے جب ہمیں تُند ہَوا کی سرسراہٹ سے ملتی جُلتی ایک آواز سُنائی دی، اِس کا شور اِس قدر بُلند تھا کہ بہت سے لوگوں نے پلٹ پلٹ کر بالائی شہر کی طرف دیکھنا شروع کر دیا، لیکن وہاں کوئی بگولا یا بادل دیکھنے میں نہیں آیا۔ بعض لوگوں نے اتنا ضرور بتایا کہ اُنہوں نے ایک بجلی کو اُس سمت کوندتے دیکھا ہے، لیکن بجلی کے کڑکنے کی کوئی آواز نہیں سُنائی دی تھی۔ یہ طاقتور اور تیزی اختیار کرتی ہُوئی ہَوا کچھ ایسی مافوق الفطرت سی معلُوم ہُوئی کہ نا معلوم کیوں اچانک مجھے وُہ مکان یاد آ گیا جسکے اُوپر کے کمرے میں ایک بار میں گیا تھا۔ میں نے مائرینا کو پکڑ کر گھسیٹتے ہُوئے بے تحاشہ اُس مکان کی طرف بھاگنا شروع کر دیا، اور بہت سے لوگ بھی اُسی سمت بھاگتے نظر آ رہے تھے، کیونکہ وُہ عجیب و غریب شور پُورے شہر میں سُنائی دیا تھا۔

لوگوں کی تعداد اس قدر تھی کہ پُرانی فصیل میں اُس دروازے پر ایک جمِّ غفیر ہو گیا تھا اور سب بڑے جوش و خروش کے ساتھ ایک دُوسرے کو دھکیل کر آگے نکلنے کی کوشش کر رہے تھے، اور مختلف زبانوں میں پُوچھتے جاتے تھے کہ کیا ہو رہا ہے۔ بعض نے شور مچایا کہ بالائی شہر میں ایک مکان گر پڑا ہے۔ دُوسروں نے کہا کہ شور زلزلے کی وجہ سے ہُوا ہے لیکن وُہ بُلند و بالا مکان گرا نہیں تھا، اُس کی دیواریں اپنے راز اپنے اندر دبائے گُنگ کھڑی تھیں۔ سینکڑوں اشخاص اُس کے باہر جمع ہو چکے تھے اور بے شمار چاروں طرف سے بھاگے چلے آ رہے تھے۔ مکان کا پھاٹک چوپٹ کھلا پڑا تھا، میں نے دیکھا کہ یسُوع ناصری کے حواری، سُرخ چہروں اور چمکتی آنکھوں کے ساتھ یُوں لڑکھڑاتے قدموں سے مکان کے باہر نکل رہے ہیں جیسے اُنہوں نے کوئی انتہائی وجد آور شراب پی رکھی ہو، وُہ ہجُوم میں شامل ہو کر ہر ملنے والے کے ساتھ باتیں کرنے لگے، جس پر سب لوگ اُن کے بڑھنے کے لئے راستہ پیدا کرتے گئے۔

اُنہیں کئی مختلف زبانوں میں باتیں کرتے ہُوئے سُنا جا رہا تھا، وُہ ہر شخص کو اُسی کی مخصوص زبان میں مخاطب کرتے تھے۔ اِس بات سے تمام ہجُوم میں اس قدر تعجب پیدا ہُوا کہ اُن کے

قریب والے چلّا چلّا کر باقی سب لوگوں کو خاموش رہنے کی ہدایت کرنے لگے۔ ایک وقفہ کے لئے ہجوم بالکل پُر سکوت ہو گیا اَور صرف حواریوں کی وجد آفریں آوازیں مختلف زبانوں میں گونج رہی تھیں۔ اُن میں سے ایک جسے مَیں نہیں جانتا تھا، میرے اَور مائرینا کے قریب آیا۔ مَیں نے اُس کے کھنچے تنے چہرے پر ایک وجد اَور کیفیت دیکھی اَور اُس میں سے خارج ہونے والی قوّت کو محسوس کیا۔ میری آنکھوں نے ایک پتلی سی آتشیں زبان اُس کے سر کے اُوپر لہراتی دیکھی۔ اُس نے سیدھا میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہُوئے مجھے لاطینی میں مخاطب کیا۔ لیکن مَیں نے محسوس کیا کہ وُہ میری طرف نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ اُس کی نظریں میرے چہرے میں سے گذرتی ہُوئی دُور کہیں سیدھی بادشاہت کی طرف دیکھتی ہوں! لیکن وُہ یقیناً لاطینی زبان بول رہا تھا، اس قدر تیزی کے ساتھ کہ مَیں الفاظ کو ایک دُوسرے سے علیحدہ کر کے سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ مَیں یہ نہ سمجھ سکا کہ وُہ کیا کہنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر اچانک اُس نے رُخ بدل کر مائرینا کے ساتھ یُونانی زبان میں بولنا شروع کر دیا۔ وُہ بلند آواز میں اپنے ہونٹوں میں سے الفاظ کا ایک ایسا پُر شور سیلاب بہاتا جا رہا تھا کہ اُس کی بات سمجھنا سخت مشکل تھا۔ مَیں تصوّر نہیں کر سکتا کہ وُہ سُورج کی تمازت سے جلا ہُوا عظیم الجثّہ ان پڑھ دیہاتی کس طرح بہ یک وقت لاطینی اَور یُونانی دونوں ہی زبانیں اس قدر پھرتی اَور روانی سے بول سکتا تھا۔ وُہ جلدی سے آگے بڑھ گیا اَور ہم اُس کی قوّت کے سامنے اُس کے راستے سے یُوں ہٹ گئے گویا کسی تیز و تُند جھکّڑ کے سامنے ہم محض خس و خاشاک ہوں۔ اُس کے لئے ایک راستہ صاف ہو گیا، وُہ پھر کُچھ لوگوں سے ایک ایسی زبان میں باتیں کرنے کے لئے رُک گیا جو مَیں نے پہلے کبھی نہ سُنی تھی، دُوسرے حواری بھی اُسی کی طرح اپنے گرد ایک ٹھاٹھیں مارتے ہُوئے ہجُوم میں گھوم پھر رہے تھے۔ اَلاّمی، میدی، عرب، کریتی اَور دُور دراز کے مُلکوں سے آئے ہُوئے مُقدّس یہودی سب ہی حیرانی سے اپنے ہاتھ ہوا میں لہرا لہرا کر ایک دُوسرے سے پُوچھتے پھرتے تھے کہ گلیل کے وُہ جاہل مچھیرے کیونکر ہر شخص کے ساتھ اُسی کی زبان میں گفتگو کرنے پر قادر ہو گئے، لوگوں نے محسوس کیا کہ وُہ جوشیلے انسان یقیناً خُدا کے عظیم الشان کارناموں کا اعلان کر رہے ہیں، لیکن اُن کی تیز تیز گفتگو کے سیلاب میں ایک فقرہ بھی کسی کی سمجھ میں نہ آ سکا تھا۔

اب ہجُوم کی تعداد کئی ہزار ہو چُکی تھی اَور آخر میں آنے والے آپس میں بڑی سرگرمی سے بحث کرنے میں مصرُوف ہو جاتے اَور ایک دُوسرے سے پُوچھنے لگتے کہ آخر اس سارے

معاملے کا کیا مطلب ہے۔ ہجُوم میں مذاق اُڑانے والوں کی بھی کمی نہ تھی جو یہ کہتے تھے کہ گلیل کے مچھیرے صُبح ہی صُبح شیریں شراب پی کر باہر نکل آئے ہیں۔ تاہم ایسے مسخرے بھی اُن کو راستہ دینے کے لئے ہٹ جاتے تھے۔

حواریوں کے کئی مُختلف زبانوں میں گفتگو کرنے کی وجہ سے وُہ مقام بابل کا کوئی بازار معلُوم ہونے لگا تھا، مجھے ایک احساس کمتری نے دبوچ لیا، مجھے اپنے پاؤں تلے زمین تھرتھراتی محسُوس ہُوئی اَور گرنے سے بچنے کے لئے مجھے مائرینا کا سہارا لینا پڑا۔ میرا زرد رنگ اَور پیشانی پر ٹھنڈا پسینہ دیکھ کر وُہ مجھے اُس جگہ سے پکڑ کر اندر اُس مکان کے صحن میں لے گئی۔ کسی نے ہمیں اندر جانے سے نہ روکا، حالانکہ وہاں حیرت زدہ ملازموں اَور عورتوں کا ایک خاصہ ہجُوم تھا۔ وُہ سب دم بخُود کھڑے پھاٹک سے باہر کا منظر دیکھنے میں محو تھے۔ میرا جذباتی ہیجان کُچھ اس قدر بڑھا کہ مَیں بے ہوش ہو گیا اَور جب مَیں دوبارہ ہوش میں آیا تو پہلے تو میری سمجھ میں ہی نہ آیا کہ مَیں کہاں ہُوں، یا مَیں کتنی دیر بے ہوش پڑا رہا ہُوں، لیکن میرے اعضا اب میرے قابُو میں تھے اَور میری رُوح کو مکمّل سکُون تھا، گویا مَیں نے کافی آرام کر لیا ہو، اَور ہر قسم کے افکار سے قطعی آزاد ہو چکا ہُوں۔ مائرینا کے گھٹنے پر اپنا سر رکھے مَیں نے اپنی آنکھیں گھمائیں اَور اپنے قریب ہی عورتوں کے ایک گروہ کو زمین پر بیٹھے دیکھا۔ اُن میں سے مَیں نے لعزر کی بہن مریم، یسُوع کی ماں مریم اَور مگدلینی مریم کو پہچان لیا۔ فرطِ مسرت سے اُن کے چہرے اِس قدر درخشاں تھے کہ پہلے مُجھے یہ احساس ہُوا کہ وُہ سب اس زمین کے باشندے نہیں ہیں، بلکہ عورتوں کے بھیس میں فرشتے ہیں۔

پھاٹک کی جانب سے ایک زبردست ہجُوم کا شور سُنائی دے رہا تھا، مَیں نے دیکھا کہ شمعُون پطرس نے باقی سب حواریوں کو اپنے گرد جمع کر کے ہجُوم کو ایک بلند و قوی آواز میں خطاب کرنا شرُوع کیا ہُوا تھا، اُس کا وُہ خطاب کسی اجنبی زبان میں کوئی پیچیدار جذباتی تقریر نہ تھی، وُہ بُہت سادگی کے ساتھ اپنی گلیل کی زبان میں ایک نہایت قابلِ یقین لہجہ میں بول رہا تھا۔ اُس نے نبیوں کے حوالہ سے یسُوع ناصری کے دوبارہ زندہ ہو جانے کی نوید دی اَور اُس وعدے کا ذکر کیا جو یسُوع کے باپ خُداوند نے اُس کے ساتھ کیا تھا، جس کی تکمیل کا نظارہ اب وہاں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے حواریوں پر رُوح القدس کے نزول کی شکل میں کر لیا تھا۔ وُہ یہ سب باتیں کُچھ ایسے انداز سے کر رہا تھا جیسے ایک اسرائیلی

دُوسرے اسرائیل سے مخاطب ہو، اَور مَیں اپنی مایُوسی میں اُس کی طرف سے کان بند کرے ملتجی نگاہوں سے اُن مُقدّس خواتین کی طرف دیکھنے لگا۔

مُجھ سے نظریں چار ہونے پر مریم مگدلینی کو غالباً مُجھ پر رحم آگیا، چنانچہ وُہ اُٹھکر اَور میرا نام پُکارتے ہُوئے، میری طرف آگئی، گویا وُہ سب کو یہ جتانا چاہتی ہو کہ کم ازکم اُس کے نزدیک مَیں مَردُود نہیں ہُوں۔ مَیں نے خفیف سی آواز میں اُس سے دریافت کیا کہ کیا واقعہ پیش آیا۔ وُہ میرے قریب بیٹھ گئی اَور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بتانے لگی، "وُہ سب اُس بالائی کمرے میں جمع تھے جہاں وُہ گذشتہ چند روز سے باقاعدہ اکٹھے ہُوا کرتے تھے۔ اُنھوں نے قُرعہ اندازی کے ذریعہ متّی کو اپنے حلقہ کا بارھواں رسُول منتخب کیا ہے۔ چنانچہ وُہ بارہ کے بارہ وہاں بیٹھے تھے جب کہ اچانک کمرے میں ایک زبردست گونج پیدا ہُوئی اَور پھر اُنھوں نے دیکھا کہ آتشیں زبانوں کی مانند کُچھ چیزیں اُوپر فضا میں سے نیچے اُتر کر اُن سب کے سروں پر لہرانے لگیں، رُوح القُدس اُن میں بھر گئی اَور وُہ سب یکایک مُختلف زبانیں بولنے لگے، جیساکہ تُم نے خُود بھی سُنا ہوگا۔"

مَیں نے پُوچھا "کیا یہی وُہ بات تھی جس کا وعدہ یشُوع ناصری نے اُن کے ساتھ کیا تھا اَور جس کے انتظار میں وُہ یہاں مقیم تھے؟"

مریم مگدلینی مُجھ پر مُسکرائی اَور کہنے لگی "کم ازکم یہ تو تُم اب خُود اپنے کانوں سے سُن رہے ہو کہ پطرس بالکل واضح اَور غیر مُبہم الفاظ میں تمام لوگوں کے سامنے کُھلم کُھلا اعلان کر رہا ہے کہ یشُوع ناصری مسیحا ہے اَور تُم یہ بھی دیکھ رہے ہو کہ باقی گیارہ رسُول اُس کے پاس بلاخوف وخطر کھڑے ہیں، خُود ہی سوچو کہ اگر رُوح القُدس کی وجہ سے نہیں تو اُنہیں یہ قُوّت اَور جُرأت اَور کس وجہ سے عطا ہوگئی ہے؟"

"لیکن اب بھی وُہ صرف اسرائیلیوں سے ہی خطاب کر رہا ہے"۔ مَیں نے شکایتاً ایسے بچّے کی طرح کہا جس کا کھلونا اُس سے چھین لیا گیا ہو اَور واقعی عین اُسی لمحہ مَیں نے پطرس کو یہ اعلان کرتے ہُوئے سُنا "لہٰذا اب تمام بنی اسرائیل کو یہ معلُوم ہو جانا چاہیئے کہ خُدا نے اُس یشُوع کو جسے تُم لوگوں نے مصلُوب کر دیا تھا، خُداوند اَور مسیحا بنا دیا ہے۔"

اُس کے ان الفاظ پر مَیں اپنا دُکھ بھُولتے ہُوئے پطرس کی خاطر پریشان ہوگیا اَور اپنے آپ کو اپنی کہنیوں کے سہارے اُٹھاتے ہُوئے مَیں نے چیخ کر کہا "اب یقیناً وُہ ہجوم

اُن پر حملہ آور ہو کر اُن کی تکا بوٹی کر دے گا"۔ لیکن ایسی کوئی بات نہ ہُوئی، اس کے برعکس ہجوم یُوں خاموش اَور بےحس وحرکت کھڑا کا کھڑا رہ گیا جیسے پطرس کے لگائے ہُوئے الزام کا تیر اُن کے دلوں پر لگا ہو، پھر چند ہچکچاتی ہُوئی آوازوں نے حواریوں سے پُوچھا۔ "لوگو، بھائیو! ہم پھر کیا کریں؟"

شمعُون پطرس نے اُس وقت پھر اتنی بُلند آواز میں کہا جو یقیناً پُورے یروشلیم میں سُنی جا سکتی تھی "توبہ کرو، اَور تُم میں سے ہر شخص پر لازم ہے کہ وُہ یشُوع مسیح کے نام کا بپتسمہ لے تاکہ تُمہارے گُناہ مُعاف ہو جائیں۔ اِس امر کا وعدہ تُم سے، تُمہاری اولاد سے اَور دُور ونزدیک کے اُن تمام لوگوں کے ساتھ بھی کیا گیا ہے۔ جنہیں ہمارا آقا، ہمارا خُداوند، اپنی طرف بُلاتے۔"

چنانچہ اِس طور پر اُس نے آسمانی بادشاہت کا راز علی الاعلان بیان کر دیا اَور مَیں نے اپنا سر اِس خیال سے جُھکا لیا کہ اب بھی وُہ میری طرف مائل نہ ہُوا تھا، بلکہ وعدے کا اعلان صرف اُن لوگوں سے کر رہا تھا جو وہاں موجُود تھے یا غیر حاضر تھے مگر مختُون اَور قانُون کے پابند ہونے کی بنا پر خُدائے اسرائیل کے مخصُوص بندے تھے۔ میری آخری اُمید بھی منقطع ہو کر رہ گئی، کیونکہ مَیں دِل میں یہ آس لئے ہُوئے تھا کہ بالآخر مَیں اُن کے حلقہ میں شامل کر لیا جاؤں گا، تاہم یشُوع ناصری اَور اُس کے دوبارہ زندہ ہونے کے علم سے تو پطرس مُجھے محرُوم نہیں کر سکتا تھا۔

مُجھے مغمُوم پا کر مریم مگدلینی نے مُجھے تشفّی دی اَور کہا "وُہ ایک سُست رَو اَور سخت اڑیل اِنسان ہے لیکن اُس کا ایمان ایک چٹان کی طرح مضبُوط ہے۔ وُہ یقیناً اپنے کام کی عظمت کی نسبت سے بتدریج عظیم تر ہوتا جائے گا۔ ابھی ابھی اُس نے یوایل نبی کے حوالہ سے کہا تھا کہ آخرت قریب ہے۔ لیکن مَیں یہ نہیں مانتی، نہیں، کیونکہ اُس نے زیتُون کے پہاڑ پر اُن سے رُخصت ہوتے وقت اُنہیں خبردار کرتے ہُوئے کہا تھا کہ وقت اَور موسموں کا علم اُن کے بس کی بات نہیں کیونکہ یہ علم باپ خُداوند نے اپنے ہی قبضۂ قدرت میں رکھا ہُوا ہے۔ چالیس دِن یشُوع ان پر ظاہر ہو کر ان سے سب باتیں کرتا رہا، لیکن وُہ بہُت ہی کم سمجھ سکے، حتّیٰ کہ اُس وقت بھی جب کہ وُہ بادلوں میں غائب ہونے والا تھا، وُہ اُسے یہ پُوچھ پُوچھ کر پریشان کر رہے تھے "خُداوند! کیا اب وُہ وقت آگیا ہے جب تُم اسرائیل کو بادشاہت دے دوگے؟"

لہٰذا تُمہیں اُمید کا دامن نہ چھوڑنا چاہیئے مرقس؟"

میرے لئے یہ بالکل نئی بات تھی، جسے مَیں نے بڑے اشتیاق سے سُنا اور پھر پُوچھا "کیا اب وُہ لوگ تُم عورتوں سے یہ نہیں چھپاتے کہ کیا ہُوا تھا اور وُہ کونسا بادل تھا جو اُسے لے گیا؟"

"وُہ اب ہم سے کُچھ نہیں چھپاتے" مریم مگدلینی نے مجھے یقین دِلایا "گوشت اور خُون کا استعارہ تو اُنہوں نے پہاڑ پر ہی خوراک اور شراب کی شکل میں سب پر ظاہر کر دیا تھا۔ ایمان لانے والوں کی تعداد اس وقت تک ایک سو بیس ہو چکی ہے۔ چالیسویں دن یسُوعؔ اُن کے ہمراہ بیت عنیاہ کے قریب زیتُون کی پہاڑی پر گیا۔ وہاں اُس نے غائب ہونے سے پہلے اُنہیں یروشلیم میں ٹھہرنے اور اُس کے وعدے کی تکمیل کا انتظار کرنے کی تاکید کی "یُوحنا پانی سے بپتسمہ دِیا کرتا تھا۔" اُس نے کہا "لیکن تھوڑے ہی دِنوں کے بعد تُمہیں رُوحُ القُدس کا بپتسمہ دِیا جائے گا۔" وُہ بپتسمہ اُنہیں آج مِل گیا۔

اِس میں کسی شک وشُبہ کی گنجائش نہیں، کیونکہ رُوحُ القُدس کی قُوّت اب اُن کے اندر موجُود ہے، بادل کے متعلّق مَیں صرف اتنا جانتی ہُوں کہ زیتُون کے پہاڑ پر یسُوعؔ اُن کی نظروں کے سامنے فضا میں بُلند ہُوا اور پھر ایک کُہر کی چادر نے اُسے اُن کی نظروں سے اوجھل کر دیا، جس پر وُہ سمجھ گئے کہ اب وُہ پھر کبھی اُن پر ظاہر نہ ہوگا۔ مَیں اُن کے ساتھ کسی لفظی بحث میں اُلجھنا پسند نہیں کرتی، لیکن میرے خیال میں مجھے اب اِس بات پر مُسکرانے کا حق یقیناً پہنچتا ہے کہ وُہ جو بات اِس وقت اِتنے بے ڈھب اور بھونڈے انداز میں بیان کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اس کے متعلّق مَیں یسُوعؔ کی زندگی میں ہی سمجھتی تھی کہ سچائی دراصل یہی ہے۔"

جب وُہ باتیں کر رہی تھی تو مَیں نے اپنے اِردگرد اُن درختوں کو دیکھا جن کے پتّے چاندی کی طرح چمک رہے تھے، مَیں نے بالائی کمرے کو جانے والی سیڑھیوں کو، اور اُس کے چوبی دروازے کو بھی بغور دیکھا تاکہ مَیں اُن سب چیزوں کو کسی طور اپنے ذہن میں محفوظ کر لُوں۔ اس وقت تک مَیں اپنی تھکن کی وجہ سے ایک بار پھر خاموش اور راضی برضا ہو چکا تھا۔ مَیں نے محسُوس کیا کہ میرے لئے اُس جگہ کو دیکھ لینا ہی بہُت کافی ہے جہاں آ کر بادشاہت ایک حقیقت بن گئی تھی۔ اپنے گھٹنوں میں کمزوری سی محسُوس کرنے کے باوجُود کھڑے ہوتے

ہُوئے مَیں نے کہا "میرا خیال ہے اب مُجھے یہاں سے چلا جانا چاہیئے، مُبادا میری وجہ سے ہی کوئی ناگوار بحث شروع ہو جائے جو ان مُقدّس لوگوں کے لئے باعث پریشانی ثابت ہو۔ کسی نامعلُوم قُوّت نے مُجھے زمین پر دے پٹخا تھا، اور وُہ یقیناً یہی کہیں گے کہ یہ ایسا شگُون ہے جس کی بنا پر مُجھے بادشاہت کے دروازوں سے باہر نکال دیا جانا چاہیئے۔"

مریم مگدلینی کی شفقت اور مہربانی کی بنا پر مَیں بخُوشی اُسے دُعائیں دیتا اور اُس کا شکریہ ادا کرتا مگر کسی کو دُعائیں دینے کے لئے مَیں نے اپنے آپ کو حقیر اور نااہل سمجھ کر خاموشی ہی مناسب سمجھی۔ مریم مگدلینی نے شاید میرے چہرے کی کیفیّت سے ہی میرے دلی جذبات کا اندازہ لگا لیا تھا، اس لئے اُس نے پھر ایک بار میری پیشانی کو چھُوا اور کہا "یہ کبھی نہ بھُولنا کہ تُم نے اسرائیل کی ایک راستہ سے بھٹکی ہُوئی بچّی کو اُس کی صحیح راہ پر لانے میں بہُت امداد دی ہے۔ مریم بریلی بہُت خُوشی خُوشی اپنی شادی رچا کر اپنے نئے گھر چلی گئی ہے۔ مَیں یقین نہیں کر سکتی کہ اِن لوگوں میں سے کوئی شخص اُس کے لئے وُہ کُچھ کر سکتا تھا جو تُم نے کر دیا۔ عورتوں میں سے سوسن نے بھی تُمہاری مہربانیوں کی وجہ سے تُمہیں دُعائیں کہلا بھیجی ہیں، اس لئے یاد رکھنا کہ تُم جہاں چاہو چلے جاؤ مگر ہمارے درمیان ہمیشہ کُچھ لوگ ایسے ضرور ہوں گے جو تُمہارے ایک غیر مُلکی ہونے کے باوجُود چُپکے چُپکے تُمہارے لئے دُعائیں کرتے رہا کریں گے۔"

لیکن مَیں نے احتجاجاً کہا "نہیں، نہیں، میرے تمام افعال خُود غرضانہ اور ناپاک تھے۔ میرا یقین ہے کہ اُن میں سے کوئی ایک فعل بھی میرے حق میں بھلائی کے طور پر شمار نہ ہوگا۔ مُجھ میں ہرگز کوئی اچھائی نہیں ہے، ماسوا اِس ایک خبر کے کہ وُہ مسیحا ہے اور خُدا کا بیٹا ہے لیکن یہ بھی کوئی ایسی خُوبی کی بات نہیں، کیونکہ خُود قُدرت کی طرف سے ہی مُجھے تمام واقعات دیکھنے اور گواہ بن جانے کے موقعے مہیّا کر دیئے گئے تھے۔"

مائرینا نے کہا "مرقس کے پاس اپنی کمزوری کے علاوہ اور کوئی خُوبی نہیں ہے۔ ممکن ہے یہ بڑھ کر کسی روز قُوّت میں تبدیل ہو جائے، جبکہ بادشاہت پھیل کر دُنیا کے دُوسرے کنارے تک پہنچ چُکی ہوگی، اُس وقت تک مَیں اِس کے لئے باعث سکُون بنی رہُوں گی کیونکہ اِس زندگی خُود مُجھے پھر کبھی تشنگی سے واسطہ نہ پڑے گا، میرے اندر ایک ایسا چشمہ ہے جو اِس کے لئے بھی کافی ہوگا۔"

مَیں نے اُس کی طرف ایک بالکل نئی نظر سے دیکھا۔ اپنی تھکن کے تحت مُجھے وُہ

بالکل ہی بدلی ہُوئی سی معلوم ہُوئی۔ وہ اُس وقت ایک انسان نہیں، بلکہ میرے لئے ایک مجسّم فرشتۂ حفظ و امن نظر آ رہی تھی، جسے شاید مُجھ کو بھٹکنے سے بچانے کے لئے بھیجا گیا ہو۔ یہ ایک عجیب سا خیال تھا، کیونکہ مَیں اُس کے ماضی سے بخُوبی واقف تھا، وہ وہی تو تھی جسے مَیں پہلے پہل جافہ جانے والے جہاز پہ ملا تھا۔ لیکن اب یہ اُس کے انسانی ہاتھ ہی تو تھے جو مجھے اپنی آغوش میں لے کر صحن سے باہر اُس بے چین اور بڑبڑاتے ہُوئے ہجُوم کے درمیان لے گئے۔

وہاں بے شمار لوگ جیسے اپنی پشیمانی میں گھبرائے ہُوئے سے پُوچھتے پھر رہے تھے کہ اب وہ کیا کریں بعض نے تو اپنے گناہوں کے احساس تلے دب کر اپنے لباس تک چاک کر دیئے تھے۔ اُن کی تعداد اب اتنی زیادہ ہو گئی تھی کہ پطرس کی رہنمائی میں بارہ حواری اُنہیں شہر کی گلیوں میں سے اپنے پیچھے پیچھے شہر سے باہر لے گئے تاکہ اُن سب کو جو تائب ہوں، یسُوع مسیح کے نام پر بپتسمہ دیں۔ ماتر بنا میری خاطر خاصی پریشان تھی لیکن مجھے اُس ہجُوم کے پیچھے پیچھے لے جانے پہ رضامند ہو گئی تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ کیا ہونے والا ہے۔

اور اس طرح مَیں نے دیکھا کہ بارہ رسُول ایک تالاب کے کنارے، شہر کی فصیل کے باہر اسرائیل کے ہر اُس شخص کو بپتسمہ دے رہے تھے جو اس کا خواہشمند ہوتا تھا، پھر وہ اپنے ہاتھ اُن کے سروں پہ رکھ دیتے تاکہ اُن کے گُناہ مُعاف ہو جائیں، اُنہوں نے عورتوں کو بھی بپتسمہ دیا۔ جُوں جُوں ایسے لوگوں کی تعداد بڑھتی گئی جنہیں اُنہوں نے اپنے ساتھ رُوح القدس میں شریک کر لیا تھا، ہجُوم کی مسرّت اُسی قدر بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ دُوسرے لوگ بھی بخُوشی بپتسمہ لینے کے لئے ایک دُوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ تمام مَردوں نے مسرّت و شادمانی کے اسرائیلی گیت گائے، اور سب ایک دُوسرے سے بغل گیر ہُوئے۔ شام تک یہ سلسلہ جاری رہا اور مَیں نے بعد میں سُنا کہ اُس روز اُن کی تعداد تین ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

اُنہوں نے چُونکہ اسرائیل کے کسی شخص کو روکا نہیں تھا، بلکہ امیر، غریب، لُولے، لنگڑے اور اپاہج، فقیر اور غلام تک بلا تمیز و تفریق چلے آ رہے تھے اور اُن کی قُوّت میں کوئی کمی واقع نہیں ہو رہی تھی بلکہ سب کو ہی شریک کر لینے کو کافی ثابت ہو رہی تھی، اِس لئے مَیں اور بھی افسردہ ہو کر شام ہونے سے پہلے ہی لوٹ کر اپنی قیام گاہ پہ پہنچ گیا۔ اتھاہ غم میں ڈُوب کر مَیں نے سوچا کہ اُن لوگوں کے گُناہ کس قدر آسانی سے مُعاف کر دیئے گئے جنہوں نے پیلاطُس کے سامنے کھڑے ہو کر چلّا چلّا کر کہا تھا "اِسے صلیب پر چڑھا دو، اِسے صلیب پہ چڑھا دو"۔ اُن خوفزدہ اور متاسّف یہُودیوں میں بہت ایسے تھے جو وہاں اُس موقع پہ موجُود تھے۔

اُس مسرّت انگیز موقع پر یہ عین مُمکن تھا کہ مَیں بھی چپکے سے یہُودیوں میں شامل ہو کر بپتسمہ لے لیتا، لیکن مَیں نے یُوں حواریوں کو دھوکا دینا پسند نہ کیا، اور ایسا بپتسمہ بھی میرے خیال میں بے معنی ہوتا، خواہ اُنہوں نے غلطی سے میرے سر پہ اپنے ہاتھ کیوں نہ رکھ دیئے ہوتے لیکن پھر شاید رُوح القدس اُن کے اندر سمجھ جاتی کہ مَیں ایک رُومی ہُوں اور مجھے دُھتکار دیا جاتا۔ مَیں کہہ نہیں سکتا کہ کیا ہوتا کیونکہ مَیں ایسے فریب کی جُرأت نہیں کر سکتا تھا۔

اگلے روز بھی میرا ذہن صاف نہ تھا اور جب ماتر بنا اُس شامی کے مہمان خانہ میں میری خاطر داری میں اِدھر سے اُدھر چلتی پھرتی تھی تو وہ مُجھے ایک نُورانی فرشتہ کی مانند نظر آتی تھی، لیکن آخر کار جب میرے ہوش و حواس قدرے دُرست ہونا شرُوع ہُوئے تو مَیں نے اپنا محاسبہ کیا۔ مُجھے احساس ہونے لگا کہ جب مَیں اُس مکان کے بالائی کمرے کے عین نیچے واقع صحن میں بے ہوش پڑا ہُوا تھا، تو اُسی بے ہوشی کے دَوران مُجھے کُچھ ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے میرا ذہن میرے لئے پہلے سے کہیں زیادہ بے ہنر ہو چکا تھا اور اَب مَیں غیر ضرُوری چیزوں کے بارے میں سوچنا بھی پسند نہیں کر رہا تھا۔

ایک روز میرا مالک مکان کرانتھس اندر آیا اور میری طرف متلاشی سی نگاہوں سے دیکھتے ہُوئے پُوچھنے لگا "ابھی تک تُم نے مُجھے اُس گلیل والے کے متعلّق کُچھ نہیں بتایا، تُم نے اس قدر خاموشی کیوں اختیار کر رکھی ہے؟ تُمہیں یقیناً علم ہو گا کہ یہاں شہر میں ایک بار پھر مُعجزے ظہُور میں آنے لگے ہیں، اُس مصلُوب ناصری کی وجہ سے، جس کے متعلّق تُم معلُومات فراہم کرتے پھر رہے تھے، اُس کے حواری واپس آ گئے ہیں اور اعلان کرتے پھر رہے ہیں کہ معلّم نے اُنہیں مُعجزے کرنے کی قُوّت عطا کر دی ہے، اُنہوں نے لوگوں کے دماغ اس قدر خراب کر دیئے ہیں کہ والدین اپنی اولاد کو، اور اولاد اپنے والدین کو چھوڑ چھوڑ کر اُن کے پیچھے لگتے جا رہے ہیں۔ بہُت سے لوگوں نے تو اپنی جائدادیں تک ترک کر دی ہیں، اس لئے یہ ایک نہایت ہی خطرناک قسم کی ساحری ہے، حواری تمام دن ہیکل کے ستُونوں کے سایوں میں کھڑے مجلس اعلیٰ کے کسی خوف و لحاظ کے بغیر کُفر بکتے رہتے ہیں۔ وہ تمام چیزوں کو عوام کی مشترکہ ملکیت قرار دیتے ہیں، وہ لوگوں کے گھروں میں اپنے انتہائی قابلِ اعتراض اور پُراسرار مُعجزے کرنے کی غرض سے اکٹھے ہوتے رہتے ہیں، ایسے ایسے انتہائی معزز یہُودی بھی، جن کے بارے میں کبھی ایسی بات کا گمان تک نہ کیا جا سکتا تھا، اس ناصری چھُوت کے شکار ہو گئے ہیں

اور اُس شخص کو اسرائیل کا بادشاہ تسلیم کرنے لگے ہیں۔"

مَیں اُسے کوئی جواب نہ دے سکا، مَیں کون تھا جو اُس کا معلّم بن جاتا؟ وہ خود آزاد تھا کہ جا کر اُن بارہ حواریوں کی باتیں سُن لیتا۔ میری طرف سے کوئی جواب نہ پا کر وہ بہت افسردہ ہو گیا۔ پھر اُس نے اپنا سر ہلا کر پُوچھا "تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اور تم یہاں سارا سارا دِن لیٹے بیٹھے سامنے خلا میں کیا گھُورتے رہتے ہو؟ اور اِس کے بعد اب تم کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟"

مَیں نے اُس کے سوال پر غور کرنے کے بعد ایک اُداس سی مُسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا "مَیں تُمہارے ہی مشورے پر عمل کرتے ہُوئے اب اپنے لئے ایک مکان بنواؤں گا اور درخت لگاؤں گا، میری طرح اِستقلال کے ساتھ ایک عرصہ تک منتظر رہنے والے انسان کے لئے یہ ایک بہترین تجویز ہے۔" پھر ایک آہ بھر کر مَیں نے مزید کہا "مجھے محض اتنا خیال رکھنا پڑے گا کہ مَیں اپنا دِل کسی چیز کے ساتھ اِس قدر مضبُوطی سے نہ لگاؤں کہ وہ میرے لئے حد سے بڑھ کر عزیز، بلکہ میرے وجُود کا ہی جیسے ایک حصّہ نہ بن جائے اور بوقت ضرورت مَیں اُسے چھوڑنے پر تیّار نہ ہو سکوں۔"

کرانتھس نے ایک آہ کھینچی اور بڑی سنجیدگی سے کہا "وقت آنے پر تو ہم سب کو ہی ہر چیز چھوڑنا ہی پڑے گی، لیکن وہ دِن ابھی ہم سے دُور ہی رہے تو بہتر ہے۔" اُس نے تھوڑی دیر کچھ سوچا اور پھر بڑی لجاجت سے بولا "لوگ بتاتے ہیں کہ اُن گلیل والوں کے پاس اَبدی زندگی کی کوئی دوا ہے۔" مگر مَیں اِس بات کا جواب دینے کی جسارت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ یسوع ناصری کے اپنے آدمیوں سے براہِ راست خُود ہی یہ سب باتیں معلُوم کر سکتا تھا۔ کرانتھس قدرے تمکنت کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا "تم بدل چُکے ہو، مرقس رُومی! تم اَب وہ نہیں ہو جو گلیل جاتے وقت تھے۔ مَیں کہہ نہیں سکتا کہ اب تُم پہلے کی نسبت بہتر ہو یا بدتر، لیکن مجھے بہر حال تُم آہیں بھرنے پر مجبُور کئے دیتے ہو، مَیں اتنا ضرُور جانتا ہُوں کہ مارِینا جیسے تُم گلیل سے اپنے ساتھ لائے ہو، ایک نہایت خاموش طبع لڑکی ہے اور اُس کے قریب رہنا بڑا بابرکت ہے، جب سے وہ اِس مکان میں آئی ہے میرا کاروبار ترقّی پذیر ہے اور اُسی روز سے میری بیوی نے بھی دن میں کئی کئی بار مجھے کان سے پکڑ کر میری گت بنانا چھوڑ دی ہے اگر وہ ذرا فربہ ہوتی تو بے حد حسین معلُوم ہوتی۔"

مَیں بے اختیار ہنس پڑا، تاہم مَیں نے اُسے ملامت کرتے ہُوئے کہا "کرانتھس! تُمہارا اِس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ مارِینا دُبلی پتلی ہے یا فربہ، وہ جیسی بھی ہے۔ میری نظروں میں محبُوب ہے۔ حتیٰ کہ وہ میرے لئے تب بھی اِسی قدر حسین ہو گی جب اُس کے بال سفید ہو جائیں گے اور دانت جھڑ جائیں گے۔ بشرطیکہ ہم اتنا عرصہ زندہ رہے۔"

مجھے ہنسا کر کرانتھس آخر کار چلا گیا، اُس کی بات پر کچھ غور کرنے سے مَیں نے اچانک محسُوس کیا کہ مارِینا واقعی دِن بدن خُوبصُورت نکلتی آ رہی تھی، اَب کہ اُس نے اپنی سابقہ اداکاروں والی آوارہ گرد زِندگی ترک کر دی تھی، اور اُسے کھانے کے لئے کافی غذا مِل رہی تھی، تو وہ غیر محسُوس مگر پسندیدہ انداز میں کافی توانا اور فربہ ہو گئی تھی۔ اُس کے رُخساروں پر پہلے سے کہیں زیادہ گوشت آ چکا تھا، اِس احساس نے میرے دل میں ایک رِقّت پیدا کر دی۔ یہ ایک بڑا ہی دلخوش کُن تصوّر تھا؛ اِس سے مُجھے یہ احساس ہونے لگا کہ وہ کوئی فرشتہ نہیں، بلکہ میری ہی طرح ایک انسان، ایک عورت ہے۔

مارِینا ہیکل کو گئی ہُوئی تھی، جہاں روزانہ اُن بارہ رسُولوں میں سے دو تین رسُول ہیکل کے محرابوں تلے کھڑے ہو کر بپتسمہ لینے والوں اور محض شوقیہ اکٹھے ہو جانے والوں کو وعظ سُنایا کرتے تھے، اور یسُوع ناصری کے دوبارہ زِندہ ہونے اور اُس کے مسیحا ہونے کی منادی کیا کرتے تھے۔ مَیں نے یکایک اپنی طبیعت میں ایک اَن جانی سی فرحت محسُوس کرنے پر اپنا لباس تبدیل کیا، بالوں کو کنگھے سے سنوارا اور کمرے سے نکل کر اپنے ساہوکار ارسطینوز کے گھر کا راستہ پکڑا، تاکہ یروشلیم سے روانہ ہونے کی تیّاری کر لُوں۔ اُس نے نہایت شفقت کے ساتھ میرا خیر مقدم کیا اور بڑی گرمجوشی سے باتیں کرنے لگا۔ "معلُوم ہوتا ہے تبریاس کے غسلوں نے تُم پر اچھا اثر کیا ہے۔ تُم اب اپنی وضع قطع سے اُتنے کٹر نہیں نظر آتے جتنے پہلے تھے، یہ اچھا ہُوا کہ تُم نے دوبارہ اپنا رُومی لباس اختیار کر لیا ہے، کیونکہ اگر اب تک تُمہارے کانوں تک نہیں پہنچی تو مَیں تُمہیں ایک تنبیہ کرنے والا ہُوں۔ وہ گلیل کے مچھیرے یہاں شہر میں واپس آ چکے ہیں اور کافی ہنگامہ اور بے چینی پھیلاتے پھر رہے ہیں وہ اب کھُلم کھُلا یہ اعلان کرنے لگے ہیں کہ یسُوع ناصری مُردہ سے دوبارہ زِندہ ہو گیا تھا، حالانکہ حالات سے صحیح واقفیت رکھنے والے خُوب جانتے ہیں کہ واقعہ دراصل کیا ہُوا تھا، لیکن وہ لوگ اُسے مسیحا کہتے ہیں اور اپنی مطلب براری میں صحیفوں کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر استعمال

کرتے ہیں وہ یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ اُس نے اُن کے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں، مَیں عقیدۃً ایک صدوقی ہوں اور صحیفوں کا احترام کرتا ہوں، یہ دُوسری بات ہے کہ مَیں زبانی روایت کو تسلیم نہیں کرتا اور نہ ہی فریسیوں کی ناقابلِ برداشت اُلجھی ہُوئی تشریحات کو مانتا ہوں، گو فریسی اِس قسم کے عقائد کی طرف ضرور میلان رکھتے ہیں مگر یہ دوبارہ زندہ ہونے کی گفتگو محض دیوانہ پن ہے۔ یہودیوں کو مذہب کے معاملہ میں سخت متعصب سمجھا جاتا ہے، لیکن ہماری بے تعصبی اور رواداری کا اِس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ہم مختلف فرقوں کو ایک دُوسرے کا مقابلہ کرنے کی مکمل آزادی دیتے ہیں۔ اگر یسُوع ناصری نے خدا کے خلاف کُفر نہ بکا ہوتا تو غالباً اُسے کبھی نہ مصلوب کیا جاتا، کیونکہ خُدا کے خلاف کُفر بکنا ایک ایسی بات ہے جو ہم کسی حالت میں بھی برداشت نہیں کر سکتے، لیکن کچھ یُوں معلُوم ہوتا ہے جیسے ہمارے درمیان اب اُس کے نام پر ایک نیا فرقہ پیدا ہونے والا ہے اور یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ ہم اِس فرقے کو پھیلنے کے لئے اِس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں یا پھر اِن لوگوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے پر مجبُور ہوتے ہیں یہ لوگ بپتسمہ دیتے ہیں جو کوئی بدعت یا بُرائی ہرگز نہیں، کہا جاتا ہے کہ وہ بیماروں کو تندرست کرتے ہیں، مگر یہ کام اُن کا معلّم بھی کیا کرتا تھا، اور اُسے اِس بناء پر سزا ابھی نہیں دی گئی تھی حالانکہ فریسی لوگ سبت کے دن اُس کے اِس فعل کو مناسب نہ سمجھتے تھے، نہیں یہ چیزیں کوئی اہمیّت نہیں رکھتیں، بلکہ اُن کی تعلیمات میں سے اصلی اور سب سے بڑھ کر زہریلی بات یہ ہے کہ وہ تمام جائداد کو سب کی مشترکہ ملکیّت قرار دینے پر مُصر ہیں۔ اچھے خاصے سمجھدار لوگ اُن کے جھانسے میں آکر اب اپنی زمینیں فروخت کر کر کے تمام دولت اُن حواریوں کے قدموں میں ڈھیر کرتے جا رہے ہیں، جسے وہ ہر شخص کی ضرورت کے مُطابق تقسیم کر دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اِس قسم کی تعلیم حکُومت کے محصُول، عشر اور دیگر واجبات کو بغیر ڈکار ہضم کر جانے کا ایک نہایت ہی لطیف طریقہ ہے۔ اُن لوگوں میں اب نہ کوئی امیر رہا ہے نہ غریب۔ ہمارے سب رہنما دم بخُود ہو چکے ہیں، کیونکہ ہمارا اندازہ تو یہ تھا کہ ایک بار ناصری کو مصلُوب کر دینے سے تمام جھگڑا ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ ہم کسی کو ایذا دینے کے خواہشمند ہرگز نہیں ہیں، مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ وہ لوگ آخر کس بوتے پر اِس قدر دلیر ہو گئے ہیں، کہیں یہ بات نہ ہو کہ اُنہوں نے بھی یہ سُن پایا ہو کہ پنطُس پیلاطُس اب کسی گلیل والے کو سزا دینے کی اجازت نہیں دے گا، کیونکہ اُس نے یہ بات مجلسِ اعلیٰ کے ارکان کو گول مول الفاظ میں کہہ دی ہے۔

یہ امر ناقابلِ برداشت رُومی حکمتِ عملی کی ایک اور مثال ہے۔ اُمید ہے کہ ہمارے رسم و رواج سے واقف ہونے کی بنا پر اور میرے دوست ہونے کی وجہ سے بھی، تُم میری صاف گوئی کو بُرا نہ مناؤ گے۔ گورنر بے شک اپنے ہاتھ دھونے کے بعد، اب ہمارا مضحکہ اُڑا لے، لیکن جیسا کہ تُم خُود بھی دیکھ سکتے ہو، یہ آخری لغزش پہلی سے بھی بدتر ہوگی۔ اُن کی حمایت پر جو لوگ ہیں وہ بے حد سادہ لوح ہیں، اس لئے اُن سے کوئی چھیڑ چھاڑ کرنا سخت کوتاہ اندیشی ہے، اگر اُن سے کوئی تعرض کیا گیا تو پھر لوگ اُن مچھیروں کی داستانوں پر اور بھی زیادہ آسانی کے ساتھ یقین کرنے لگیں گے۔"

وہ باتیں کرنے کے لئے اس قدر بیقرار تھا کہ اِس عرصہ میں اُس نے بمشکل ہی دم لیا ہوگا، آخر کار مَیں یہ کہے بغیر نہ رہ سکا "یسُوع ناصری کی وجہ سے تُم تو مُجھ سے بھی بڑھ کر پُرجوش نظر آ رہے ہو، اپنے جذبات کو قابُو میں لاؤ اریستیوز، اور صحیفوں کو نہ بھولو، اگر اُن گلیل والوں کی یہ مہم محض انسانی ذہن کی ایجاد ہے تو یہ خُود بخُود ہی خاک میں مل جائے گی اور تمہیں کوئی تکلیف نہ کرنا پڑے گی، لیکن اگر واقعی یہ خُدا کی طرف سے ہے تو نہ تُم نہ تمہاری مجلسِ اعلیٰ، اور نہ ہی کوئی اور دُنیاوی طاقت اِن آدمیوں کو شکست دے سکے گی۔"

پہلے تو اُس نے لمبے لمبے سانس کھینچتے ہُوئے میرے الفاظ پر غور کیا، پھر ایک زور دار قہقہہ لگاتے ہُوئے اُس نے مصالحت کے طور پر اپنے ہاتھ بُلند کئے اور چلّا کر کہا "کیا خُوب، تُم ایک رُومی مُجھے تلقین کرتے ہو کہ مَیں صحیفے پڑھوں! نہیں، اُن جاہل مچھیروں کی حرکات ہرگز خُدا کی طرف سے نہیں ہو سکتیں، وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے، کیونکہ اس صُورت میں زندہ رہنے میں کوئی لُطف نہ رہ جائے گا۔ اور ہیکل برباد ہو جائے گا۔ بلاشُبہ یہ سب معاملہ خُود بخُود خاک ہی میں مل جائے گا۔ اِن سے پیشتر بھی بے شمار ایسے لوگ آتے رہے ہیں جو کچھ ہونے کا دعویٰ رکھتے تھے مگر وہ سب مٹ گئے، غیر تعلیم یافتہ لوگ اپنے ہی الفاظ میں اُلجھے یا قدم قدم پر ٹھوکریں کھائے بغیر زیادہ عرصہ تک اپنی پیش گوئیاں ہرگز جاری نہیں رکھ سکتے۔"

اِس طرح قدرے پُرسکُون ہونے کے بعد اُس نے دریافت کیا کہ مَیں کیا چاہتا ہُوں اور پھر میرے کہنے پر اُس نے اپنے مُنیم کو حُکم دیا کہ میرا حساب دیکھ کر زرِ مبادلہ کی شرح لگائے، ظاہر ہے جو شرح اُس نے بتائی وہ اُسی کے لئے زیادہ فائدہ مند تھی مَیں نے

اُسے بتایا کہ کس طرح اُس کی کاروباری واقفیت رتبراباس میں میرے کام آئی۔ اُس نے اپنا سر ہلاتے ہُوئے مجھے ایک خط دیا اور کہا "یہ تو مَیں بھُول ہی گیا تھا۔ یہ خط سکندریہ میں تمہارے ساہوکار کو دیا گیا تھا جس نے اِسے یہاں روانہ کر دیا، مگر مَیں اِس کو آگے رتبراباس بھیجنا نہ چاہتا تھا کیونکہ اوّل تو مجھے یہ علم نہ تھا کہ تُم وہاں کتنا عرصہ قیام کرو گے، دُوسرے مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ یہ کہیں راستہ میں ہی اِدھر اُدھر نہ ہو جائے۔"

ایک انجانے اندیشے سے مَیں نے اپنے جسم میں سردی کی ایک لہر محسُوس کرتے ہُوئے خط کی مُہر کو توڑا اور جلدی سے وُہ مُختصر سا خط کھولا، پہلی ہی نظر میں مَیں نے طُولیا کی وہ مخصُوص بیقرار سی عجلت میں گھسیٹی ہُوئی تحریر پہچان لی؛ خط کا مضمُون یہ تھا۔

"طُولیا جھُوٹے مرقس میزنشس پر سلامتی بھیجتی ہے:-

کیا اب کوئی کبھی کسی کے وعدہ پر اعتبار نہ کر سکے گا؟ کیا اِس دُنیا میں وفا کا نام مِٹ گیا ہے؟ کیا تُم نے اُس وقت تک سکندریہ میں ٹھہر کر میرا انتظار کرنے کی قسم نہ کھائی تھی جب تک کہ مَیں رُوم میں اپنے معاملات اُستوار کرنے کے بعد ایک بار پھر ساری کی ساری تُمہاری نہ بن سکوں؟ تُمہارے جانے کے بعد رُوم وُہ رُوم نہ رہا تھا، لیکن دانشمندی سے عمل کرتے ہُوئے مَیں نے اپنا مقام محفُوظ کر لیا تھا اور پھر بیماری اور کمزوری کے عالم میں ایک طوفانی سفر کے بعد سکندریہ پہنچنے پر مَیں نے کیا سُنا؛ تُم نے بڑی بے نیازی سے اپنا وعدہ توڑا اور یہودیوں کے یروشلیم کو چلتے بنے۔

یہ خط دیکھتے ہی فوراً واپس آ جاؤ، مَیں بندرگاہ کے قریب دفنی سرائے میں مقیم ہُوں، تُمہیں دوبارہ پا کر میرا دل مسرّت سے لبریز ہو جائے گا، لیکن مَیں ہمیشہ کے لئے تو تُمہاری منتظر نہیں رہ سکتی، یہاں میرے دوست بھی موجُود ہیں، بہرحال اگر تُم اس یہودی فلسفہ کے متعلق اپنی تحقیقات جاری رکھنا چاہو جو بظاہر آجکل تُمہارے زیرِ مطالعہ ہے تو پیغام بھیج دینا، مَیں خُود یروشلیم آ جاؤں گی، مجھے یقین ہے کہ پھر مَیں جلد ہی تُمہارے ذہن کو اُس یہودی دانش سے پاک کر دُوں گی، آؤ پھر جسقدر جلد بھی تُم آ سکتے ہو، مَیں مجسّم بیقرار ہُوں، مَیں تُمہارے انتظار کی آگ میں جل رہی ہُوں۔"

ہر ہر لفظ پر مَیں خوف سے کانپ کانپ گیا۔ اپنی زبان پر دوبارہ قابُو پا لے کے بعد مَیں نے خط پھر ایک بار شرُوع سے آخر تک پڑھا اور متزلزل سی آواز میں پُوچھا "یہ خط تمہارے پاس کتنے عرصہ سے میرے اِنتظار میں پڑا ہُوا تھا؟"

ارسطینوز نے اپنی اُنگلیوں پر حساب لگا کر کہا "تقریباً دو ہفتہ سے، مُعاف کرنا مَیں مجھے ہرگز یہ خیال نہ تھا کہ رتبراباس میں تُم اتنا عرصہ قیام کرو گے۔"

مَیں نے خط لپیٹ کر اپنی صدری جیب میں رکھ لیا اور ہاتھ اُونچا کرتے ہُوئے کہا میرا حساب کتاب ابھی رہنے دو، اِس وقت مَیں گنتی کرنے کے قابل نہیں۔"

مارے خوف وہراس کے مَیں سرد ہو کر ارسطینوز کے گھر سے نکلا اور سیدھا کرانتھس کے گھر، اپنے کمرے کی طرف بھاگ لیا، طُولیا کا خط صاف وشفاف آسمان سے قطعی غیر متوقع طور پر گرنے والی ایک بجلی کی مانند تھا، اور عین اس وقت بلاجب مجھے یہ یقین ہو چلا تھا کہ مَیں ہر طرح پُرسکون اور اپنی تقدیر پر شاکر ہو چکا ہُوں، خُوش قسمتی سے ابھی مارینا ہیکل سے واپس نہیں آئی تھی، ایک ثانیہ کے لئے تو مجھے یہ تحریص ہُوئی کہ مارینا کی کفالت کے لئے اپنا بٹوہ کرانتھس کے سپرد کر کے مَیں یروشلیم سے بھاگ کر جلد از جلد سکندریہ پہنچکر طُولیا کو پھر ایک بار اپنے بازوؤں میں جکڑ لُوں۔ مَیں نے اُس کا خط جیب سے نکال کر پیار سے اُس پر اپنا ہاتھ پھیرا، اُس کے ایک ایک جلتے ہُوئے شکستہ نقش میں مجھے اُس کی شبیہ نظر آتی تھی، اور محض اُس کے تصوّر سے ہی میرے تن بدن میں آتشیں شوق دوڑ گئی تھی، تاہم مَیں اُس لمحہ نہایت ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچنے کی صلاحیت بھی رکھتا تھا۔ یہ طُولیا کے کردار کی ایک خصُوصیت تھی کہ وُہ ہمیشہ جا بجا نہ پہل کرنے کی عادی تھی، اُس نے اپنے خط کی پہلی ہی سطر میں مجھے ملامت کر دی تھی، حالانکہ مَیں نے پُورے صبر وسکُون سے مکمل ایک سال تک سکندریہ میں اُس کی راہ دیکھی تھی جس کے دَوران خُود اُس کی طرف سے مجھے اُس کی زندگی کی علامت کا کوئی خفیف ترین اشارہ بھی نہ ملا تھا اور آخر اِس بات سے اُس کا کیا مطلب تھا کہ "مَیں نے اپنا مقام محفُوظ کر لیا تھا" یقیناً طلاق اور دوبارہ شادی۔ اُس کے لکھے پر کوئی شخص ذرا بھی اعتبار نہ کر سکتا تھا، اپنے سفر کے بعد وُہ ضرور بیمار اور کمزور ہو گئی ہو گی، تاہم وُہ اپنے تیز پنجے دکھانے کی طاقت پھر بھی رکھتی تھی اور یہ جتا گئی کہ سکندریہ میں بھی اُس کے دوست موجُود ہیں۔ اگر مَیں اب وہاں جاؤں تو اُسے کس کی آغوش میں پاؤں گا۔ طُولیا کے انتخاب کے لئے وہاں واقعی بہُت لوگ موجُود تھے۔ اُس کے خیالات کی دُنیا میں میری

دُقعت تو محض ایک سرسری سے واہمہ سے بڑھ کر نہ ہوگی، مَیں یہ یقین کر سکتا تھا کہ اُس کا سکندریہ آنا محض میری خاطر نہیں تھا، یقیناً اُس کی اَور بھی کئی وجُوہ ہوں گی۔

میرے سامنے میری سابقہ زندگی طُولیا کی شکل میں مجسّم طُور پر موجُود تھی، مَیں اُس زندگی کی تمام لذّتیں اَور سب بے معنی خلا اپنے لئے پھر ایک بار منتخب کر لینے کو بالکل آزاد تھا۔ اگر مَیں طُولیا کو منتخب کر لُوں تو مجھے بادشاہت کی جُستجو سے ہمیشہ کے لئے دستبردار ہونا پڑے گا۔ کیونکہ مَیں خُوب سمجھتا تھا جیسے کہ وُہ خُود بھی یہ علم رکھتی تھی، کہ اگر مَیں ایک مرتبہ پھر اُس بہشت آفریں موت کے آغوش میں گر گیا تو وُہ میرے ذہن میں سے اِس قسم کی تمام آرزُوئیں اَور خیال یک قلم اُکھاڑ پھینکنے پر قادر ہوگی۔ اِس طرح سوچتے سوچتے مجھے اپنے آپ پر اَور اپنی کمزوری پر سخت نفرت محسُوس ہُوئی۔ اِس سے پہلے مَیں کبھی اپنے آپ سے اِس قدر گہری اَور بھرپُور نفرت کا شکار نہ ہُوا تھا۔ میری بدترین ذلّت یہ نہ تھی کہ مجھے اب اُس کی آرزُو رہ گئی تھی، بلکہ یہ تھی کہ مَیں اَب بھی اِس تذبذب میں مُبتلا تھا کہ اُس کے پاس ایک بار پھر واپس جاکر اُس کی ایذا پسندی کا تختۂ مشق بنُوں یا نہ بنُوں، کیونکہ اگر مُجھ میں ذرا بھی استقلال ہوتا تو مَیں ایک لمحہ بھی توقّف نہ کرتا۔ آخر کار جو بھی مَیں نے دیکھا اَور سُنا تھا، اُس کے بعد تو کم از کم میرا انتخاب بالکل واضح اَور آسان ہونا چاہیئے تھا، یعنی کہ مَیں طُولیا سے، اپنی تمام ماضی سے یکسر دُور رہوں، مَیں اِس قدر کمزور، اِس قدر جلد ترغیب میں آنے والا ثابت ہُوا تھا کہ یادوں کی بادِ سموم نے ہی مجھے ایک سرکنڈے کی طرح جڑ سے ہلا کر رکھ دیا تھا۔

پسینے سے تربتر پیشانی کے ساتھ، اپنے آپ سے نفرت کرتے ہُوئے، مَیں نے ترغیب کے مقابلے کے لئے اپنے آپ کو مضبُوط کرنے کی کوشش کی، میری ندامت میں کُچھ اِس قدر تلخی تھی کہ مَیں نہیں چاہتا تھا کہ یسُوع ناصری میری وُہ ندامت دیکھے، تاہم مَیں نے اپنا چہرہ چھپا لیا اَور دُعا مانگی "مجھے ترغیب کا شکار نہ بننے دو، اپنی بادشاہت کی خاطر مجھے اِس چیز سے بچاؤ جو بدی ہے۔" اِس سے زیادہ مَیں کُچھ نہ کر سکا۔

عین اُس لمحہ مَیں نے سیڑھیوں پر قدموں کی آواز سُنی، دروازہ کُھلا اَور مارِینا اپنے بازُو پھیلائے اندر داخل ہُوئی جیسے میرے لئے کوئی عظیم خبر لائی ہو۔ "پطرس اَور یُوحنّا" وُہ چیخ کر بولی "پطرس اَور یُوحنّا۔" پھر اُس نے میری نظریں دیکھیں، اُس کے پھیلے ہُوئے بازُو نیچے کو گر گئے، اُس کے چہرے کی تابانی غائب ہو گئی اَور وُہ میری نظروں میں بدصُورت ہو کر رہ گئی۔

"میرے ساتھ اُن کا ذکر نہ کرو۔" مَیں نے تلخی سے کہا "مَیں نہیں سُننا چاہتا۔"

قدرے تذبذب سے مارِینا نے ایک قدم آگے بڑھایا مگر مجھے چھُونے کی جرأت نہ کی نہ ہی مَیں یہ چاہتا تھا کہ وُہ مجھے چھُوئے، مَیں جیسے کسی دھکے سے پیچھے ہٹا اَور اپنی پُشت دیوار سے لگا کر کھڑا ہو گیا۔

"اُنہوں نے ابھی ابھی ایک پیدائشی اپاہج کو تندرُست کر دیا ہے، یہ واقعہ ہیکل کے یُونانی دروازے پر پیش آیا" مارِینا نے مجھے بتانے کی کوشش کی مگر جلد ہی اُس کی آواز مدہم ہوتے ہوتے ختم ہو گئی اَور وُہ بیقراری سے مجھے گھُورنے لگی۔

"تو پھر؟" مَیں نے جواب دیا "مجھے اُن کی اِس قُوّت میں تو ہرگز کوئی شُبہ نہیں، لیکن اِس بات کا آخر مجھ سے کیا تعلّق ہے؟ مَیں نے کافی معجزے دیکھ لئے ہیں حتیٰ کہ اب مَیں بے حس ہو چکا ہُوں۔"

"پطرس نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اُس کی جگہ پر کھڑا کر دیا" مارِینا نے ہکلاتے ہُوئے کہا۔ "اَور اُس کے پاؤں نے اُسے سنبھال لیا۔ ہیکل میں موجُود ہر شخص سلیمان کے ستُون کی طرف بھاگ اُٹھا، وُہ شخص اب بھی وہاں اُچھلتا کُودتا خُدا کی حمد کرتا موجُود ہے۔ تشکر کرنے والے لوگ اُسکے پاؤں ٹٹول ٹٹول کر دیکھ رہے ہیں اَور پطرس وہاں کھڑا گُناہوں کی معافی کا اعلان کر رہا ہے۔"

"خُوب! یہُودیوں کے لئے یہ سرکس کا ایک اچھا دلچسپ تماشا ہے۔" مَیں نے حقارت سے کہا۔

مارِینا اب زیادہ دیر تک خُود کو قابُو میں نہ رکھ سکی اَور مجھے دونوں بازُوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑتی ہُوئی آنکھوں میں آنسُو بھر لائی اَور پُوچھنے لگی "تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم پر کیا گذر گئی، مرقس؟"

مَیں نے اپنا دل سخت کر لیا اَور کہا "خُوب آنسُو بہاؤ مارِینا، اَور مَیں جانتا ہُوں کہ میری خاطر یہ تمہارے آخری آنسُو نہ ہوں گے۔"

مارِینا نے دفعتہً مجھے چھوڑ کر اپنی آنکھیں پُونچھیں، اپنے سر کو جھٹکایا، غُصّہ سے سُرخ ہو کر زمین پر اپنے پاؤں پٹخائے اَور کہا "صاف صاف بات کرو کہ کیا ہُوا ہے؟"

مَیں نے پہلے بڑی سرد مہری اَور ترشی سے اُس کے چہرے کا جائزہ لیا، اُس کے وُہ نقُوش بغور دیکھے جو اُسی صبح مجھے بڑے پیارے معلُوم ہوتے تھے، اَور یہ محسُوس کرنے کی کوشش کی کہ آخر اُس میں کیا چیز تھی جس کی وجہ سے وُہ مجھے عزیز نظر آتی تھی۔ مجھے اُس کے چہرے

پر طولیا کی آنکھیں نظر آئیں، طولیا کا مغرور اور عشرت پسند منہ نظر آیا۔ پھر میں نے یہ کہتے ہوئے طولیا کا خط اُسے دکھایا "طولیا کا خط آیا ہے۔ وہ سکندریہ میں میری منتظر ہے۔"

مارینا بہت دیر تک خاموش ٹکٹکی باندھے مجھے دیکھتی رہی، اُس کا چہرہ سکڑ کر تنگ ہو گیا۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل جھک گئی، میں نے خیال کیا کہ شاید وہ دُعا مانگ رہی ہے، گو مجھے اُس کے ہونٹ ہلتے نہیں دکھائی دیئے، میرے تمام خیالات جیسے منجمد ہو کر رہ گئے، میں صرف اُس کے سنہری زرد بالوں والے سر کو دیکھ رہا تھا۔ اچانک مجھے خیال آیا کہ تلوار کا ایک بھرپور اور پھرتیلا وار اِس سر کو تن سے جُدا کر کے مجھے آزاد کر سکتا ہے۔ یہ خیال اس قدر دلچسپ تھا کہ میں بے اختیار ہنس پڑا۔ یکایک مارینا سیدھی کھڑی ہو گئی اور پھر میری طرف دیکھے بغیر کمرے میں اِدھر اُدھر سے میرا سامان اور کپڑے اکٹھے کرنے لگ گئی جس پر پہلے میں قدرے حیران اور پھر خوفزدہ ہو گیا۔ آخر کار میں پُوچھے بغیر نہ رہ سکا "یہ تم کیا کر رہی ہو؟ تم میرا سب سامان کیوں اکٹھا کر رہی ہو؟"

اُس نے میری بات پر دھیان دیئے بغیر اپنی انگلیوں پر گننا شروع کر دیا "ایک قمیص اور ایک سفری لبادہ دھلائی کے لئے" پھر اُس نے جواب دیا "تم جا رہے ہو نا، تم اپنی طولیا کے پاس جا رہے ہو۔ میں تمہارا سامانِ سفر تیار کر رہی ہوں، اسی لئے تو میں یہاں موجود ہوں۔"

"کون کہتا ہے میں جا رہا ہوں؟" میں غصّے سے بولا۔ اُس کی کلائی پکڑ کر میں نے اُس کے ہاتھ کی سب چیزیں گرا دیں "میں نے ایسی تو کوئی بات نہیں کی، میں نے تو تمہیں اُس کے خط کے متعلق صرف اِس لئے بتایا تھا کہ ہم یہ فیصلہ کر سکیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔"

لیکن مارینا نے اپنا سر نفی میں ہلا دیا۔ "نہیں نہیں" اُس نے کہا "اپنے دل میں تو تم پہلے سے ہی فیصلہ کئے بیٹھے ہو، اور اگر میں نے تمہیں روکنے کی کوشش کی تو تمہارے دل میں میری طرف سے محض ایک بُغض ہی پیدا ہو گا۔ یہ سچ ہے کہ تم کمزور طبع انسان ہو اور شاید میں بادشاہت کا واسطہ دے کر تمہیں روک لینے میں کامیاب ہو جاؤں، لیکن اُس کے بعد تم تمام عمر مجھے کبھی مُعاف نہ کرو گے۔ تمہیں ہمیشہ ہی یہ خیال چُٹکیاں لیتا رہے گا کہ تم نے اپنی انمول طولیا کو میری خاطر چھوڑ دیا، اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم چلے جاؤ، اگر وہ پھر ایک بار تمہاری منتظر ہے، تو تمہیں اُس سے وفا کرنا چاہیئے۔"

میں اپنے کانوں پر یقین نہیں کر سکتا تھا، مارینا مجھ سے دُور ہوتی جا رہی تھی، میں ایک ایسے دوست سے محروم ہو رہا تھا جو میرا واحد سہارا تھا۔ "لیکن" میں نے ہکلا کر کہا "لیکن"

اور میں کچھ بھی نہ کہہ سکا۔

آخر مارینا نے مجھ پر رحم کھاتے ہُوئے سمجھایا "یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں میں تمہاری کوئی امداد نہیں کر سکتی، اِس کا فیصلہ تو تمہیں خُود ہی کرنا پڑے گا، اور پھر اپنے اُس فیصلہ کے لئے خُود ہی تم جوابدہ بھی ہو گے۔" وہ ایک اُداس مسکراہٹ کے ساتھ بات جاری رکھتے ہُوئے بولی "اچھا آؤ، میں اِس معاملہ کو تمہارے لئے قدرے آسان بنانے کی کوشش کرتی ہوں، تم اپنی طولیا کے پاس چلے جاؤ، اُسے مُہلت اور موقعہ دو کہ وہ تمہیں حسبِ معمول ایذائیں پہنچا سکے، اور تمہیں انگاروں کی مانند سُوئیاں چبھو سکے، اور پھر تمہیں تباہ کر دے۔ تم خُود ہی مجھے اس کے بارے میں اتنا کچھ بتا چکے ہو کہ اب میں صاف دیکھ سکتی ہُوں کہ وہ کیسی ہے، لیکن بلاشُبہ ایک روز میں تمہارے پیچھے آؤں گی، اور مناسب وقت آنے پر، اُس کے تمہیں چھوڑ کر جا چکنے کے بعد میں آ کر وہ کچھ سنبھال لُوں گی جو تم میں سے بچ رہا ہو گا، تم مجھے کھو بیٹھنے کا خوف ہرگز نہ کھاؤ، یسوع ناصری نے تمہیں میرے حوالے کیا ہے، اگر یہ تحریص تمہارے لئے ناقابلِ برداشت ہے تو بخُوشی چلے جاؤ، وہ یقیناً تمہیں مُعاف کر دے گا، جیسا کہ میں اس وقت تمہیں اپنے دل میں مُعاف کر رہی ہُوں، کیونکہ میں تمہیں سمجھتی اور جانتی ہُوں۔"

وہ نہایت سکُون کے ساتھ باتیں کر رہی تھی اور میرا "مذبذب" بتدریج بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ میں نے دِل ہی دِل میں سوچ کر اندازہ لگایا کہ طولیا اپنی لذّت کو دوبالا کرنے کی خاطر مجھ پر کس کس نوعیت اور درجہ کی ایذائیں روا رکھے گی، اور آخر کار میں گھبرا کر بول اُٹھا۔ "اس کرو مارینا، پگلی لڑکی، امن! کیا تم مجھے ایک ظالم النفس پرست عورت کے لئے شکار بنا کر بھیجنا چاہتی ہو؟ مجھے تم سے ایسی توقع تو نہ تھی، تمہیں تو اس کی بجائے میرے ارادوں کو مضبوط کرنا چاہیئے تھا، میں تمہیں سمجھ ہی نہیں سکا، تم میرے ساتھ یہ سلوک کیونکر کر سکتی ہو؟"

اور غُصّے میں بھرا ہُوا میں بولتا چلا گیا "میں نے ہرگز اُس کے پاس جانے کا فیصلہ نہیں کیا تھا، تم بلاوجہ کہتی ہو کہ میں نے ایسا کیا تھا، مجھے یہ اُمّید تھی کہ تم میری مدد کرو گی، میں سکندریہ ہرگز نہیں جاؤں گا، میں حیران ہُوں کہ اُسے ہر چیز کیسے سمجھا سکوں گا! مجھے صرف اُس کے لئے اِطلاع بھیج دینا چاہیئے ورنہ وہ لاعلمی میں شاید یہی سمجھتی رہے گی کہ میں کہیں راستہ میں ہی غائب یا ہلاک ہو چکا ہُوں۔"

"اِس سے کیا نقصان ہو گا؟" مارینا نے نرمی سے پُوچھا "یا پھر کیا تمہاری مردانہ

خُود پسندی یہ چاہتی ہے کہ تُم ضرور ہی اُسے تحریراً بتاؤ کہ تُم آئندہ اُس کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتے اور یُوں اُسے ذلیل اور نادم کرو؟"

"طُوبیا نے ہزاروں بار مُجھے ذلیل کیا ہے۔" مَیں نے تُرشی سے کہا،

"کیا تُم بُرائی کے بدلے بُرائی کرو گے؟" مائرینا نے پُوچھا "بہتر یہی ہے کہ تُم اُسے یہی سمجھنے دو کہ تُم اپنا کوئی نشان چھوڑے بغیر غائب ہو گئے ہو، اِس طرح تُم اُس سے باسن میں موجُود عورت کی ہتک کرنے سے بچ جاؤ گے، اُس کے یقیناً اور بھی دوست ہوں گے اور وُہ جلد ہی اپنے آپ کو بہلا لے گی۔"

اُس کا یہ اندازہ اِس قدر دُرست تھا کہ میرے دِل میں نشتر بن کر اُتر گیا، لیکن اِس سے پیدا ہونے والا درد اُس درد سے کسی صُورت زیادہ نہ تھا جو کسی شخص کو اپنا دُکھتا دانت نکلوانے کے بعد اُس کی خالی جگہ پر زبان پھیرنے سے محسُوس ہُوا کرتا ہے۔ مُجھے معاً ایک ایسی نجات کا احساس ہُوا جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی، یُوں تھا جیسے مَیں نے ایک طویل علالت سے مکمّل شفا پالی ہو! "مائرینا" مَیں نے کہا، "تُم نے مُجھ پر یہ واضح کر دیا ہے کہ مَیں تُمہیں چھوڑ جانے کا تصوّر بھی برداشت نہیں کر سکتا، مائرینا! تُم میرے لئے محض ایک بہن نہیں ہو، مُجھے ڈر ہے کہ مَیں تُم سے ویسی ہی محبّت کرنے لگا ہُوں، جیسی کوئی مرد ایک عورت کے ساتھ کرتا ہے۔"

مائرینا کا چہرہ میرے لئے ایک فرشتے کے چہرے کی طرح درخشاں ہو گیا، اور وُہ مُجھے بے حد حسین نظر آ رہی تھی جب اُس نے کہا، "مائرینا اور مرقس، ہم دونوں! تُم اپنے دِل میں خُوب جانتے ہو کہ مَیں وُہی ہُوں جو تُم مُجھے بنانا چاہو گے لیکن ہمیں اب یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ ہمیں زِندگی میں کیا کرنا ہے۔"

میرا ہاتھ پکڑ کر اُس نے بڑی آہستگی سے مُجھے ایک بنچ پر اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور یُوں باتیں کرنا شروع کر دیں جیسے وُہ کافی عرصہ سے ان معاملات پر غور کرتی رہی ہو "میری یہ آرزُو ہے کہ اُس کے حواری مُجھے بپتسمہ دیں اور یسُوع ناصری کے نام سے میرے سر پر ہاتھ رکھیں، ممکن ہے اِس طرح اُن کی طاقت میں سے مُجھے بھی کُچھ حصّہ مل جائے، جس کی وجہ سے مَیں بادشاہت میں ایک حصّہ دار بن کر، اور اُس رُوحُ القُدس کی حامل بن کر جو اُن پر آتشین زبانوں کی شکل میں نازل ہُوئی تھی، اِس زِندگی کو برداشت کر سکوں۔ لیکن مَیں یہُودی نہیں ہُوں،

اور نہ ہی تُم ہو، وُہ غیر مُلکوں کے پرہیزگار اور تبدیلِ مذہب کرنے والے لوگوں کو بھی بلاتامّل بپتسمہ دے رہے ہیں، ایسے لوگوں کو ختنہ کروانا اور قانُونِ اسرائیل کی پابندی کرنا لازمی ہو جاتا ہے، مگر مَیں نے سُنا ہے کہ وُہ ایسے غیر مُلکیوں کو بھی بپتسمہ دے دیتے ہیں جو تبدیلِ مذہب کے باوجُود ختنہ نہیں کرواتے، تاہم بُت پرستی سے نفرت کرتے ہیں اور خُدا کا مذاق نہیں اُڑاتے، اِنسانی خُون نہیں بہاتے، نفس پرستی، چوری چکاری اور خُونی خوراک سے پرہیز کرتے ہیں اور ایک حُکم کے تحت عابدانہ زندگی گذارتے ہیں، شاید وُہ ہم دونوں کو بھی ایسے ہی مذہب تبدیل کر لینے والے پرہیزگار لوگوں کے زُمرّہ میں شمار کر کے بپتسمہ دینے پر رضامند ہو جائیں، بشرطیکہ ہم پُوری سنجیدگی سے اُن سے اِس بات کی التجا کریں۔"

مَیں نے اپنا سر ہلایا اور جواب دیا "مَیں ان باتوں کے متعلق پُورا علم رکھتا ہُوں، اور اِن پر اکثر غور کر چکا ہُوں، یسُوع ناصری ابنِ خُدا کے ملنے کے بعد سے میرا اَور کسی خُدا پر ایمان نہیں رہا۔ اُن کے احکام کو بجا لانا کوئی ایسی مشکل بات بھی نہیں، اور اگر یہُودی ایک خاص انداز میں ہی ذبح کیا ہُوا گوشت کھا سکتے ہیں تو ہمارے لئے یہ کیوں مشکل ہو، گوشت بہر حال گوشت ہوتا ہے لیکن یہ بات مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسا کرنے سے مَیں اُن کے نزدیک کیوں قابلِ قبُول ہو جاؤں گا؟ مَیں اپنی تمام تر خواہش کے باوجُود اپنے آپ کو ایک خُشک اور زاہدانہ زندگی گذارنے کا پابند نہیں بنا سکتا، یہ بات اُن باتوں میں سے ایک ہے جو مَیں اپنے متعلق پُورے وثُوق سے جانتا ہُوں، اور اگر تُم یہ سمجھتی ہو کہ وُہ تُمہیں ایک زاہد کی حیثیت میں بپتسمہ دینے پر رضامند ہو جائیں گے، تو تُم بھی غلطی پر ہو، ہم اُن کے دروازے پر کتنے ہی زور سے کیوں نہ گڑگڑائیں، وُہ ٹس سے مس نہ ہوں گے، وُہ اپنے آقا کے مقابلے پر بہُت کم رحمدل واقع ہُوئے ہیں۔"

مائرینا نے میرا ہاتھ مضبُوطی سے پکڑ کر اپنا سر اثبات میں ہلایا اور پُوری فرمانبرداری سے میری بات مان لی "بلاشُبہ یہ میری محض ایک طفلانہ آرزُو ہے۔ مَیں سمجھ گئی ہُوں کہ اب خواہ وُہ لوگ مُجھے بپتسمہ دیں اور اپنے ہاتھ میرے سر پر رکھیں، مَیں جس حد تک یسُوع ناصری کی بن چکی ہُوں، اُس سے بڑھ کر اَور کُچھ نہ ہو سکوں گی، لہٰذا یہی ٹھیک ہے کہ ہم اُن سے اپنی ہر اُمّید ترک کر دیں، اور اُس کے راستہ پر عین اُسی طرح چلیں، جیسے خُود اُس نے ہمیں بتایا تھا۔ ہمیں یہی دُعا کرنا چاہیئے کہ اُس کی مرضی کا بول بالا ہو، اُس کی بادشاہت آ جائے، وُہی سچائی اور وُہی رحمدلی ہے۔ میرا یقین ہے کہ ہمارے لئے یہی بہُت کافی ہے جو ہم نے اُسے دیکھ لیا۔"

"اُس کی بادشاہت ،" مَیں نے کہا "ہم محض انتظار ہی کر سکتے ہیں، مگر ہم دو ہیں، اَور اُس کے راستہ پر چلنا، ایک کی بہ نسبت دو کے لئے آسان تر ہے۔ یہی دراصل ہم پر اُس کا رحم و کرم ہے۔"

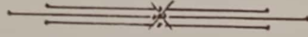
تاہم مَیں نے فوراً ہی یروشلیم کو خیرباد نہیں کہا، کیونکہ پہلے مَیں نے یہ سب کُچھ اپنی یادداشت کے لئے قلمبند کیا، گو یہ باتیں پہلے کے واقعات سے زیادہ عجیب تو نہ ہوں گی تاہم مَیں یہ ضرور یاد رکھنا چاہتا ہُوں کہ رُوحُ القُدس کس طرح ہَوا کے ایک تیز و تُند جھکڑ کی مانند آکر یسُوع ناصری کے بارہ حواریوں پر آتشیں زبانیں بن کر نازل ہُوئی، تاکہ مستقبل میں کبھی اُن پر شُبہ نہ کروں، یا اُن کے اعمال کے بارے میں اپنے ہی ذہن سے کوئی غلط فیصلہ نہ کر بیٹھوں۔

اِسی عرصہ میں یہُودی حکّام نے پطرس اَور یُوحنّا کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا، لیکن پھر عوام کے خوف سے اگلے ہی روز وُہ اُنہیں رہا کرنے پر مجبور ہو گئے، اَور رسُول دھمکیوں سے قطعی مرعُوب نہ ہو سکے، وُہ انتہائی دلیری کے ساتھ اعلانِ حق کرتے رہے۔ میرا اندازہ ہے کہ اُن کے ہیکل کے یُونانی دروازے پر اُس پیدائشی اپاہج کو شفا دینے کے بعد سے اب تک تقریباً دو ہزار آدمی مزید اُن کے حلقہ میں داخل ہو چُکے ہیں اَور اُن سب لوگوں نے بھی اپنے اپنے گھروں میں کھانے اَور شراب پہ دُعائے برکت پڑھ کر اپنی شراب کو یسُوع مسیح کے نام پر بقائے دوام کا ایک مشروب بنا لے کی رسم شروع کر دی ہے۔ اُن میں سے کوئی بھی کسی احتیاج کا شکار نہیں ہے۔ کیونکہ اُن کے دولت مند ساتھی اپنے باغ اَور جائدادیں فروخت کر دیتے ہیں جس سے سب کی ضروریاتِ زندگی مہیا ہوتی رہتی ہیں۔ مُجھے یقین ہے کہ وُہ یہ سب کُچھ اِس لئے کرتے ہیں کہ اُنہیں ہر چیز کی اصلی ماہیت بالکل واضح طَور پر نظر آنے لگی ہے، اَور وُہ ایمان رکھتے ہیں کہ بادشاہت کسی بھی گھڑی آ سکتی ہے۔ بہرحال مَیں ابھی تک یہ نہیں معلوم کر سکا کہ شمعُون کرینی نے بھی اپنی جائداد فروخت کر دی ہے یا نہیں۔

یہ سب کُچھ قلمبند کر چُکنے کے بعد مُجھے قلعہ انطونیہ سے پیغام موصُول ہُوا کہ گورنر پنطُس پیلاطُس کی یہ خواہش ہے کہ مَیں فوراً یروشلیم سے نکل کر یہُودیہ کا وُہ علاقہ چھوڑ جاؤں، جو اُس کے زیرِ انتظام ہے اَور یہ کہ اگر مَیں اپنی مرضی سے نہ گیا تو فوجی مُجھے گرفتار کر کے قیصریہ میں اُس کے سامنے پیش کر دیں گے، مَیں نہیں جانتا کہ وُہ اِس فیصلہ پر کِس بنا پر پہنچا ہے، کیونکہ کسی نہ کسی وجہ سے، وُہ ایک رُومی حاکم کے نقطۂ نظر سے، میرا یہُودیہ میں قیام پسند نہیں کرتا۔

لیکن مَیں اُس شخص سے چُونکہ دوبارہ ملنے کا خواہشمند نہیں ہُوں، اِس لئے مَیں نے اَور ماریّنا نے دمشق چلے جانے کا تہیّہ کر لیا ہے، جو ماریّنا کے ایک خواب پر مبنی ہے۔ مُجھے وہاں جانے پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ دمشق کم از کم سکندریہ کے بالکل مخالف سمت واقع ہے۔

یروشلیم سے رُخصت ہونے سے پیشتر مَیں ماریّنا کو شہر کے صدر دروازے سے باہر اُس پہاڑی پر لے گیا جہاں پہلی بار پہُنچنے پر مَیں نے یسُوع ناصری کو دو ڈاکُوؤں کے درمیان صلیب پر لٹکتے دیکھا تھا۔ پھر مَیں نے اُسے وُہ باغ بھی دکھایا اَور اُس کے اندر وُہ مقبرہ جہاں اُس کی نعش رکھی گئی تھی اَور جہاں سے وُہ زمین کے زلزلہ کی وجہ سے تھرتھرانے کے وقت دوبارہ زندہ ہو کر اُٹھ گیا تھا، لیکن اُس کی بادشاہت اب وہاں نہ تھی۔



مکتبہ جدید پریس لاہور میں باہتمام میجر ای۔ پی عطار دسیکریٹری
پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی، انارکلی لاہور چھپ کر شائع ہوئی۔

